قال اللہ تعالیٰ انا فتحنا لک فتحا مبینا

الحمد للہ کہ نسخہ سمعین مقلدین بجواب هفوات و مغالطات محی الدین مؤلف ظفر مبین

المسمّٰی بالفتح المبین

فی کشف

مکائد غیر مقلدین

ضمیمہ

تنبیہ الوہابیین

بہ ثبت مواہیر و دستخط علمای دین باہتمام مولانا محمد یعقوب صاحب در مطبع نجم العلوم واقع لکھنؤ محلہ

دار العلوم فرنگی محل طبع گردید

مقدمہ ضروری الاطلاع و تنبیہ واجب الملاحظہ

(۱) جملہ جوابات اس کتاب کے موافق ترتیب اعتراضات خرافات اوس ظفر المبین مطبوع سابق ۱۲۹۷ھ کے ہین کہ جسکا یہ مصرعہ تاریخی بحکم حق برزبان جاری سے اوسی کتاب مین مرقوم ہی ع پکارا وٹھا ہاتف خرافات ہی۔ پس کوئی صاحب اس کے مضامین کو ظفر المبین مطبوع باردوم ۱۲۹۹ھ سے نہ ملادین اسواسطے کہ جب معترض نے اس فتح المبین کا چھپنا سنا تو گھبرا کر ظفر المبین کی عبارتین گھٹا بڑھا دین اور مضامین کو اولٹ پلٹ کرکے خلاف ترتیب سابق کے دوبارہ چھپوا دیا غرض اس فریب سے کیا ہوتا ہی انشاء اللہ تعالی آیندہ جب یہ کتاب دوبارہ چھاپی جائیگی تو بعد اضافۂ عبارات مسائل و دلائل جوابات اسکے موافق ترتیب اوسکے کردیے جاوینگے اور ظفر المبین کی پوری عبارت بہی ہر جواب کے اوپر تحت قال لکھوادیجائیگی

(۲) معترض نے جو چھبیس مغالطے مقلدین کی طرف منسوب کرکے بارہوین مغالطے مین سو مسئلے نکالے ہین اور ہر مسئلے مین بطریق طعن لکھا ہی کہ اسمین امام اعظم نے خلاف احادیث صحیحہ و آیات صریحہ کے عمل کیا ہی سو مولف کتاب ہذا نے جا بجا مطاعن کو دفع کرکے بدلائل قرآن و حدیث ہر ایک کا جواب باصواب دیا ہی اور حنفیہ کے ہر مسئلہ کا ماخذ کتاب و سنت سے بتا دیا ہی اور کوئی کلمہ خلاف آداب حضرات محدثین کی شان مین نہین لکھا ہی اور مثل معترض کے بزرگون پر لعن و طعن کو جائز نہین رکھا ہی

فہرست مضامین فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مع ضمیمہ موسوم بتنبیہ الوہابین

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین
امابعد خاکسار ابی محمد منصور علی بن مولانا محمد حسن علی مرادآبادی غفر لہما اللہ ذوالایادی عرض
کرتا ہی کہ ان دنون ایک کتاب الظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین مطبوعہ لاہور تصنیف ہری چند
بن دیوان چند کھتری ساکن علی پور ضلع گوجرانوالہ ملک پنجاب کہ فی الحال برائے نام مسلمان ہوکر
نام اپنا غلام محی الدین رکھا نظر سے گذری اوسکے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مولف نے ائمہ سلف پر طعن
وتشنیع کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا ہی جسقدر اوسکی زبان نے یاوری دی اوسقدر درگذر
نہین کیا اور اپنے زعم مین یون سمجھا ہی کہ سب ائمہ مخالفت حدیث وقرآن کی کرتے تھے چنانچہ
سو مسلے فقہ کے مخالف قرآن وحدیث بیان کیے ہین اور چارون امامون خصوصًا امام ابو حنیفہ
رحمۃ اللہ علیہ پر ہر مسلے مین یہی دعوا کیا ہی کہ امام صاحب نے اس مسلے مین قرآن یا حدیث کی مخالفت
کی ہی اور ہر مسلے مین ایک حدیث اور کہین آیت بھی لکھدی ہی کہ یہ مسلہ اس حدیث اور آیت کے مخالف
ہی اور جو حدیث اور آیت اوس مسلے کے موافق تھی اوسکو بالکل چھوڑدیا پھر ان مسلونکی وجہ سے

جسقدر راویون مین تغیر لکھا ہی اوسکو دیکھنے والے اوس کتاب کے خوب جانتے ہین مگر یہ تغیر در حقیقت قرآن
و حدیث پر ہو نعوذ باللہ کیونکہ کوئی مسلمان سے مسلمونمین سے ایسا نہین کہ سب کا ماخذ قرآن و
حدیث نہو بعضے مین بعض اونسے تھی اس طعن کی باعث ہوئی یہ جو حنفیون کیطرف سے اونہون نے مغالطات
فرض کیے ہین کہ وہ مغالطے محض مصنوعی ہین حنفیہ اونکے ہرگز قائل نہین ہین غرض حنفیہ کی جو اوس سے
مؤلف ظفر مبین کا اصل دور ہی اور حدیث مین واسطے ثابت کرنے مخالفت امام صاحب کے بہت کچھ
تحریف کردی ہی ہر امام کا ماخذ حدیث اور قرآن ہی اگر ایک امام مجتہد نے ایک حدیث سے اخذ کیا ہی تو
دوسرے امام مجتہد کا ماخذ دوسری حدیث ہی غرض کوئی امام مخالف حدیث اور قرآن کے نہین کہ سکتا ہو
کسیکو اونپر طعن کرنا نہین پہونچ سکتا اور اگر ایسی مخالفت مورد الزام ہو جیسا کہ یہ سمجھے ہین تو کوئی
متقدمین و متاخرین سے ایسا نہین کہ من وجہ مخالفت حدیث کی اوس سے نہوئی ہو بلکہ جو لوگ اونپر
طعن کیسے تھے ہین اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ سب سے زیادہ حدیث کے مخالف ہین غرض من وجہ مخالفت
سے حقیت مذہب کی باطل نہین ہو سکتی ہی اور اماموں پر اعتراض کرنے سے در حقیقت خدا اور رسول پر
اعتراض ہوا جاتا ہی نعوذ باللہ منہ کہ اونہون نے مختلف طرق کیون بیان کیے یا ہر امر کی
تصریح قرار واقعی کیون نہین کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ جسقدر بعید ہوتا گیا اوسی قدر
راویون مین بوجہ عدم عصمت و اتقا کے اختلاف واقع ہوتا گیا گو کل اختلافات شارع کی طرف سے
نہین فقط راویون کے سہو اور نسیان پر مبنی ہین مگر اسمین بھی کلام نہین کہ اختلاف امت شارع
کو کسی مصلحت سے منظور تھا ورنہ جب ایسے ہی لوگ مخالف حدیث اور خلاف مرضی خدا اور رسول
ہو جائینگے تو پھر موافق حدیث اور مطابق مرضی شارع کون ہوگا اسیطرح اونکے بعد کو بھی سمجھنا
چاہیے کیونکہ تنقیح حدیث کی جیسی ان چارون امامون نے کردی ہی ایسی کسی نے نہین کی اسیوجہ سے
جو قول ان چار کے اقوال سے خارج ہو وہ غیر معتبر شمار کیا جاتا ہی الا ماشاء اللہ غرض کہ تقلید
ایکشخص کی کوئی معیوب امر نہین بلکہ اسکو برا سمجھنا اپنی جہالت ظاہر کرنا ہی اسمین تو بڑے بڑے مصالح
دینوی و اخروی موجود ہین اور قاعدہ ہی کہ جب تک آدمی کسی امر دینی یا دنیوی کا التزام نکرے

وہ اوس صادر ہونا دشوار ہی پس حنفیہ کا التزام کرنا اسکو مقتضی نہین کہ تقلید کے وجوب مین کوئی نص
قطعی وارد ہی البتہ بعضے حنفیہ نے اسمین ایسا غلو کر لیا ہی کہ محققین اوسکو پسند نہین کرتے ہین جیسے
فرقہ ظاہری نے بخاری اور مسلم مین اس درجے کا غلو اور انہماک کیا ہی کہ اوسکے سامنے اوسی قسم
کی حدیث بھی نہین مانتے ہین بلکہ آیت قرآن اگر کوئی پڑھتا ہی تو برا جانتے ہین اور کہتے ہین
کیا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم قرآن نہین سمجھتے تھے حالانکہ سیکڑون برس کے بعد یہ کتابین تصنیف ہوئی
ہین راویون مین صحیحین کے خود اختلاف ہی ایک کی کچھ روایت ہی اور دوسرے کی کچھ ہی علی ہذا القیاس
بہت راوی ضعیف بھی موجود ہین ایک حکم کچھ بیان کرتا ہی اور دوسرا اوسکے مخالف کہتا ہی خود نقد
راویون کے مسلک مین بھی اختلاف پڑا ہوا ہی پھر کیونکر ایک شخص کی روایت کو قرآن کی آیت پر
ترجیح دیجائیگی ہان اگر یہ یقین ہو جائے کہ یہ کلام بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی اور راوی
سے اسمین غلطی ہرگز نہین ہوئی تو اوسوقت وہ حدیث ناسخ ہو جائیگی اور یہ یقین جب ہوگا کہ راوی
نے اپنے کانون سے سنا ہو اوسکے حق مین وہ حدیث حکم قطعیت کا رکھتی ہی مگر جب تک اوسکے راوی
اس کثرت سے روایت نکرین کہ اونکا سہو اور نسیان محال ہو کیونکر اوسکو ہم بمقابلہ آیت کے ترجیح
دے سکتے ہین غرض ہر چیز کو اپنے محل پر رکھنا بہتر ہی بخاری کی صحت مین بہ نسبت اور کتابون کے
زیادہ التزام کیا ہی اور قرآن کے متواتر ہونے مین تو کسی کو بھی کلام نہین پس قرآن پر بخاری کے
راویون کو ترجیح دینی بڑی جہالت کی بات ہی حالانکہ کسی بات کا یقین ہونا کہ مثلاً فلان کلام اوس
شخص کا ہی فقط راویون کی صحت اور ضعف پر مبنی نہین بسا اوقات ثقہ کی خبر غلط نکلتی ہی اور فاسق
فاجر صحیح کہدیتا ہی گو کم ہی سہی مگر اسمین کلام نہین اسیوجہ سے ضعیف حدیث کا قوی ہونا
اور قوی حدیث کا ضعیف ہونا ہو سکتا ہی قوت اور ضعف حدیث کا راویون پر موقوف سمجھنا غلط
واقع ہی بسا اوقات قرائن سے قوی ہو جاتی ہین گو راوی اوسکے ضعیف ہون اسیطرح قوی بات
جسکو ثقہ نے روایت کیا ہو قرائن سے ضعیف معلوم ہوتی ہی پھر خود حدیث مین وہ
اختلاف کہ ایک شخص اوسکو منسوخ جانتا ہی اور دوسرا معمول بہ سمجھتا ہی ایک کے نزدیک ثنا اوسکے

ایک امر پر ہی اور دوسرے کے نزدیک اور امر پر مبنی ہی اگر اس قسم کا اختلاف نہوتا تو ہم ایمہ کیطرف ہرگز رجوع نکرتے
ہمکو اختلاف روات نے تقلید پر مجبور کر دیا ہی ورنہ ظاہر ہی کہ تقلید سے مقید ہونا ناگوار طبیعت کو گذرتا ہی
بے قیدی اچھی معلوم ہوتی ہی ہم اپنی سمجھ اور عوام کی سمجھ کو اس امر اہم کی تنقیح مین کافی نہین سمجھتے ہین خصوصًا
متعصبین جنکو اماموں سے عداوت قلبی اور حسد دلی ہی اونکے اقوال تو ہم لوگ بادہوائی اور خانہ ساز
باتین اونکی سمجھتے ہین پس جو شخص جتنا قرون ثلاثہ سے قریب ہی اوسیقدر اوسمین شان حقیت زیادہ
ہی اور یہ باتین کہ امام صاحب وغیرہ کو بہت سی حدیثین نہین پہونچین متعصبین کی محض نفسانیت اور خانہ
ساز باتین ہین کوئی حجت اسپر نہین خصوصًا اس کتاب ظفر مبین مین تو تعصب اسقدر رچے کا موجود
ہی جسکا کچھ پایان نہین ناظرین باانصاف خود ملاحظہ کرلین گے چونکہ یہ کتاب مسلک حق سے
بالکل بعید تھی اسلیے اسکا جواب لکھنا ضرور ہوا گو مجکو اپنے کاروبار دنیوی سے فرصت نہ تھی مگر بوجہ اصرار
بعض خلص احباب کے مجبور ہوکر تین مہینے مین کتاب مذکور کے کل جوابات سے فراغت پائی اور بدون
تعصب اور نفسانیت کسی امر کے موافق اقوال محدثین ہر مسلے کا ماخذ قرآن وحدیث سے ثابت کردیا
چونکہ مؤلف کتاب مذکور نے واسطے ثابت کرنے مخالفت قرآن وحدیث کے نسبت مسائل ائمہ مجتہدین
خصوصًا امام اعظم رح کے اور واسطے بدعقیدہ کرنے اور فریب دینے عوام مقلدین حنفیہ کے جابجا قرآن و
حدیث کے معنی بیان کرنے مین دھوکے دیے تھے اور حق باتون کو چھپایا تھا لہذا نام اس کتاب کا
الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین رکھا کہ جس سے سب فریب سازیان اور دھوکے بازیان
اونکی ظاہر ہوگئین اور اعتراضات اور مطاعن جو ائمہ مجتہدین پر کیے تھے سب دفع ہوگئے اللہ تعالی
اسکو مقبول خاص وعام کرے اور اس سے برادران دینی کو فائدہ پونہچاوے آمین ثم آمین

قال ایک مغالطہ یہ ہی کہتے ہین کہ فقہ پر چلنا فرض ہی اور حدیث پر چلنا جائز نہین سو جواب اسکا یہ ہی
کہ جس شخص کا یہ اعتقاد ہو وہ ہرگز ہرگز مسلمان نہین کیونکہ اللہ تعالے نے تو قرآن مجید مین جابجا
یہی فرمایا ہی کہ اللہ اور اوسکے رسول صلعم کی راہ پر چلو اور یہ شخص اللہ تعالے اور اوسکے رسول کے خلاف
بتلاتا ہی کہ فقہ پر چلنا فرض ہی اور حدیث پر چلنا جائز نہین ۱۲ **اقول** یہ محض مغالطہ اور

افترا پردازی معترض صاحب کی ہی کوئی حنفی اسکا قائل نہین کہ فقہ پر چلنا فرض ہی اور حدیث پر جائز نہین بلکہ
حنفیہ اسکے مدعی ہین کہ کوئی بات فقہ کی قرآن او رحدیث کے برخلاف نہین اور ماخذ فقہ کا قرآن و حدیث
ہی بس فقہ اور حدیث مین فقط تغایر اسمی ہی مسمی ایک ہی یا فرق اجمال و تفصیل کا ہی حاصل دونون کا
ایک ہی یا کلیات اور جزئیات کا فرق ہی معا ایک ہی غرض اس قسم کی مغایرت حقیقت مین مغایرت
نہین علی ہذا القیاس فقہ شافعی اور مالکی اور حنبلی بھی ہرگز مخالف قرآن و حدیث کے نہین اور حنفیہ کے
نزدیک اوس حدیث پر چلنا جائز نہین جو مؤول اور منسوخ ہو گو وہ بخاری اور مسلم مین لکھی ہو پس
مغالطے کو اپنی طرف سے لکھنا اور حنفیہ کی طرف منسوب کرنا پھر اوسکے جواب مین آیتین اور حدیثین
پیش کرنا خود حنفیہ پر کذب اور افترا ہی کیونکہ خود حنفیہ قرآن و حدیث پر چلنے کو فرض کہتے ہین اور جو مسئلہ
مخالف اسکے ہو اوسپر چلنا جائز نہین رکھتے معترض صاحب نے اس عقیدہ حنفیہ کے برعکس حدیثین
او رآیتین لکھنی شروع کین اور کذب و افترا کی وعید اور مواخذہ کا جو قرآن و حدیث سے ثابت ہی مطلق
خیال نہ کیا قرآن شریف مین ہی وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ
یعنی خلط ملط نکرو حق کو ساتھ باطل کے اور نہ چھپاؤ حق کو حالانکہ خود تم جانتے ہو بخاری مسلم مین ہی
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ
بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ اِلَى الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ
وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا وَاِيَّاكُمْ وَالْكِذْبَ فَاِنَّ الْكِذْبَ يَهْدِيْ
اِلَى الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ اِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكِذْبَ
حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا یعنی عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کرو سچ بولنے کو اسواسطے کہ سچ بولنا نیکی کی راہ بتاتا ہی اور نیکی جنت کیطرف
پونہچا دیتی ہی اور ہمیشہ آدمی سچ بولتا ہی اور قصد کرتا ہی سچ بولنے کا یہان تک کہ لکھا جاتا ہی نزدیک خدا کے
سچا اور جھوٹ بولنے سے بچو تم کیونکہ جھوٹ بدی کی راہ بتاتا ہی اور بدی دوزخ کیطرف پونہچا دیتی ہی
اور ہمیشہ آدمی جھوٹ کہتا رہتا ہی اور قصد جھوٹ کا کرتا رہتا ہی یہان تک کہ اللہ کے نزدیک جھوٹا لکھا

جانا ہی انتہی اور صحیح مسلم مین ہی عن ابی ہریرۃ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال
اتدرون ما الغیبۃ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ذکرک اخاک بما یکرہ قیل افرأیت
ان کان فی اخی ما اقول قال ان کان فیہ ما تقول فقد اغتبتہ وان لم یکن فیہ ما تقول
فقد بہتّہ یعنی ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم
جانتے ہو غیبت کیا چیز ہی کہا اصحابہ نے اللہ اور رسول اوسکا خوب جانتا ہی فرمایا یاد کرنا تیرا اپنے بھائی کو
ساتھ اوس چیز کے کہ جو بری ہی کہا گیا بتلائیے اگر میرے بھائی مین وہ امر ہو جسکو مین کہتا ہون فرمایا
اگر وہ شی جسکو تو کہتا ہی اوسمین موجود ہی تو تونے اوسکی غیبت کی اور اگر وہ بات جو تو کہتا ہی اوسمین نہین ہی
پس تونے بہتان باندھا اوسپر انتہی اور ترمذی مین ہی قال اذا اصبح ابن آدم فان الاعضاء
کلہا تکفر اللسان فتقول اتق اللہ فینا فانا نحن بک فان استقمت استقمنا
وان اعوججت اعوججنا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت آدمی صبح کو اوٹھتا ہی تو سب
کل اعضا زبان سے عاجزی کرتے ہین اور کہتے ہین تو اللہ سے ڈر کہ ہم ساتھ تیرے ہین اگر تو سیدھی ہی
تو ہم بھی سیدھے رہین گے اور اگر تو ٹیڑھی ہی تو ہم مین بھی کجی آجاوے گی انتہی اور دوسری حدیث صحیح ترمذی
کی عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کذب العبد
تباعد عنہ الملک میلا من نتن ما جاء بہ یعنی ابن عمر رض سے روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جھوٹ بولتا ہی بندہ دور ہو جاتا ہی اوس سے فرشتہ ایک میل بھر اوسکی بدبو
کی وجہ سے انتہی اور تیسری حدیث ترمذی کی عن سفیان ابن عبد اللہ الثقفی قال قلت
یا رسول اللہ ما اخوف ما تخاف علی قال فاخذ بلسان نفسہ وقال ھذا یعنی
سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے عرض کی مین نے یا رسول اللہ کون سی شی سب
زیادہ خوفناک ہی اون اشیا سے کہ جنکا مجھپر آپ خوف کرتے ہین کہا اونھون نے پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا یہ ہی انتہی اور چوتھی حدیث ترمذی عن ابن
مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس المؤمن بالطعان ولا

بِاللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيِّ یعنی ابن مسعودؓ سے روایت ہی کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین مسلمان طعن کرنیوالا اور نہ لعنت کرنیوالا اور نہ فحش کہنے والا اور نہ بے شرم
انتہی اور پانچوین حدیث ترمذی کی عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا النَّجَاةُ
قَالَ أَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلَى خَطِيْئَتِكَ یعنی عقبہ بن عامرؓ
سے روایت ہی کہا اونھون نے عرض کی مین نے یا رسول اللہ نجات کیا شی ہی فرمایا قابو مین کر تو زبان اپنی
اور چاہیے کہ گنجایش دے تجکو گھر تیرا اور گریہ کر تو اپنی خطاؤن پر انتہی اور چھٹی حدیث بخاری اور ترمذی
کی عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَتَوَكَّلْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ
رِجْلَيْهِ أَتَوَكَّلْ لَهُ بِالْجَنَّةِ یعنی سہل بن سعدؓ سے روایت ہی کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو شخص میرے سامنے ضامن ہو جائے زبان اپنی اور شرمگاہ اپنی کا تو اوسکے واسطے جنت
کی ضمانت کرتا ہون انتہی اور ساتوین حدیث ترمذی کی عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا یعنی ابن عمرؓ سے روایت ہی کہا اونھون نے کہ فرمایا
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمان نہین ہوتا لعن طعن کرنے والا انتہی اور مسلم مین ہی عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ
یعنی ابوہریرہؓ سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب کہا کسی شخص نے
کہ گمراہ ہو گئے آدمی پس وہ اون سب مین زیادہ گمراہ ہی انتہی **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ
حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ ہر مسئلے کے لیے سند اوسکی رسول اللہ تک پہونچانی ضرور
نہین اسلیے کہ مجتہدون نے بڑی سعی اور کوشش سے ہر طرح کے مسائل جمع کر رکھے ہین جواب اسکا
یہ ہی کہ یہ بات بالکل غلط ہی کیونکہ قائل اسکے محقق حنفیہ بھی نہین ہین دیکھو کہا ملا علی قاری حنفی نے
شرح فقہ اکبر مین کہ علم وہ ہی کہ ہو بیچ اوسکے حدثنا اور جو سوا اسکے ہی وہ وسواس ہی شیطانون کا۔
اقول جواب اسکا جو معترض صاحب نے دیا ہی وہ بھی قابل دید ہی خود اونھین پر اعتراض اولٹ پڑا
بات کچھ ہی جواب کچھ مصرعہ سوال از آسمان و جواب از ریسمان آ دیکھو بخاری اور مسلم کو

کہ اونمین بھی ہر مسئلہ کی سند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک موجود نہین بعضے کی صحابی تک اور بعضے کی
تابعی تک ہی پس اگر آپکی یہ غرض ہی کہ ہر مسئلہ کی سند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک ضرور ہی تو یہ اعتراض
تمام حدیثون کی کتابون پر ہو جائے گا اور اگر یہ غرض ہی کہ مطلق اسناد لکھنا دین مین داخل ہی اور بلا اسناد
نقصان ہی تو یہ بھی خلاف حدیث ہی فقط یہ قول عبد اللہ بن المبارک کا ہی وہ خود کہتے ہین کہ میرے نزدیک
اسناد دین مین سے ہی اور غرض اونکی یہ نہین کہ لفظ حدثنا ضرور ہی ورنہ دین مین نقصان ہوگا بلکہ مراد
اونکی یہ ہی کہ ہر شخص سے بلا سند بات لینا نہین چاہیے اور ظاہر ہی کہ اگر اسناد کا لکھنا دین سے ہوتا تو امام بخاری
تعلیقات مین اسناد نہ چھوڑتے معترض صاحب حنفیہ کے جواب مین تو صحابہ کے قول اور فعل کو بھی حجت
نہین کہتے ہین اور خود تبع تابعین کی سند لاتے ہین اونکو چاہیے تھا کہ کوئی حدیث مرفوع یا موقوف
یا صحیح یا ضعیف کچھ تو بیان کرتے حدیث مین کہین پتا بھی نہین کہ حدیث بیان کرنے مین راوی کے
نام بھی بتلایا کرو فقط مصلحۃً اسکو علما نے جاری کیا ہی اسکو بدعت حسنہ کہنا چاہیے اور محض مبتدعین
جبریہ قدریہ جہمیہ وغیرہ کیواسطے اسناد نکالی گئی ہی تاکہ بددین لوگ موضوع حدیثین دین مین داخل نکرین
اسواسطے نہین ہی کہ مسلمان متقی سچے کی حدیث بھی مقبول نہ کی جائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
تو فقط ایمان دریافت کر لیتے تھے اور جتنے شروط ہین اون سے تعرض نہین کرتے تھے اب لوگون نے
اسمین ایسی شدت کی کہ انقطاع اور ارسال وغیرہ ادنے ادنے باتون سے حدیث صحیح کو چھوڑ
دیتے ہین **حاصل تقریر** یہ ہی کہ جو حنفیہ کہتے ہین اوسکا تو معترض صاحب نے جواب بالکل اوڑا دیا
دوسری بات جواب مین بطور خالی نباشد کے اپنی طرف سے بیان کر دی حال آنکہ اسناد ضروریات
دین سے نہین ہی ورنہ یہ اعتراض خاص حنفیہ پر نہین بلکہ سب پر لازم آتا ہی پس معترض صاحب نے
جواب مین سب محدثین پر بھی ہاتھ صاف کیا اور ملا علی قاری کیطرف اس قول کی نسبت
ہرگز نہین ہی اونھون نے اپنا قول نہین کہا بلکہ امام شافعی کے اقوال اونھون نے نقل کیے ہین اوسمین ایک
بھی اونکا قول نقل کیا ہی چنانچہ شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین وَقَالَ اَیْضًا کُلُّ الْعُلُوْمِ سِوَی
الْقُرْاٰنِ مُشْغِلَۃٌ اِلَّا الْحَدِیْثَ وَاِلَّا الْفِقْہَ فِی الدِّیْنِ اَلْعِلْمُ مَا کَانَ فِیْہِ قَالَ

حَدَّثَنَا وَمَا سِوَاہُ ذٰلِکَ وَسْوَاسُ الشَّیَاطِیْن یعنی اور یہ بھی امام شافعی نے کہا ہی کہ کل علوم سواے قرآن کے شغل دنیا مین ڈالنے والے ہین مگر حدیث اور فقہ دین کی علم وہ ہی جسمین قَالَ حَدَّثَنَا ہو اور ماسوا اسکے وسواس شیطانون کا ہی انتہی پس معترض صاحب نے نصف عبارت نقل کی جس سے دہوکا ہوتا ہی کہ یہ قول ملا علی قاری کا ہی حال آنکہ وہ فقط ناقل ہین اونکا یہ مسلک ہو نا کسی کی عبارتکے نقل کرنے سے نہین سمجھا جاتا معترض صاحب حنفیہ کیطرف مغالطون کو منسوب کرتے ہین اور خود مغالطے دیتے ہین پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ فقہ دین سے خارج نہین بلکہ دین مین داخل ہی اسکے بعد جو امام شافعی نے یہ کلام بیان کیا کہ جس علم مین حَدَّثَنَا ہی وہ تو علم ہی باقی وسواس شیطانی ظاہر ہی کہ مراد اس سے لفظ حَدَّثَنَا نہین ورنہ کوئی محدث اس سے بری نہوگا خود امام شافعی کی بعض کتابین حَدَّثَنَا سے خالی ہین علاوہ اسکے اونہون نے فقہ کو پہلے ہی مستثنی کر دیا ہی پس مراد امام شافعی کی یہ ہی کہ جو علم حدیث سے خالی ہو اور مخالف حدیث ہو وہ داخل وسواس شیطانی ہی اور جو موافق قرآن اور حدیث کے ہی وہ منجملہ دین کے ہی گو اوسمین لفظ حَدَّثَنَا نہ لکھا ہو اور اسناد سے خالی ہو اور اگر فرض کیا جاوے کہ یہ قول ملا علی قاری کا ہی تو کہا جاویگا کہ خود اونکی بہت کتابون مین اسناد نہین پس اس سے مراد اونکی یہ ہوگی کہ حدیث سے وہ علم تعلق رکھتا ہو کوئی حنفی حدیث کو یا اوسکے راویون کو ہرگز برا نہین جانتا بلکہ حنفیہ رُوات حدیث کو مانتے ہین اور اونکو متقی اور بزرگ جانتے ہین مگر معصوم نہین سمجھتے برخلاف فرقۂ ظاہریہ کے کہ اونکے نزدیک حدیث کا راوی کل رواۃ قرآن سے بھی بڑھکر ہی اگر ایک راوی کوئی حدیث بلفظ حَدَّثَنَا بیان کرے تو پھر اوسکے مقابلے مین آیت قرآن کی بھی نہین مانتے ہین اور حجت کیا معقول پیش کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا قرآن نہین سمجھتے تھے پس معلوم ہوا کہ اونہون نے راوی کو معصوم سمجھا اور مثال اوسکی ایسی سمجھنی چاہیے کہ ایک حدیث متواتر ہو جسکو ہر قرن مین جمہور روایت کرتے چلے آئے ہون اور ایک حدیث آحاد ہو جسکے ایک دو راوی مخالف روایت جمہور کے پائے جائین پس ظاہر ہی کہ حدیث آحاد بمقابلہ حدیث متواتر کے ترک کی جاویگی اور اوسوقت یون نہ کہا جائیگا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کیا متواتر

کے معنی نہین جانتے تھے جو حدیث آحاد فرمائی اسیطرح آیت قرآنی کو سمجھنا چاہیے حاصل
تقریر یہ ہی کہ اسناد مین فرقہ ظاہریہ نے اس درجے کا غلو پیدا کیا ہے کہ باقی طریقے یقین کے بالکل چھوڑ دیے
پس متقدمین نے تو اسناد کو مصلحتًا واسطے مخالفین اہل سنت وجماعت کے نکالا تھا اوسکے
بدعت حسنہ ہونے مین کلام نہین مگر حضرات ظاہریہ نے بوجہ تعصب کے اسمین ایسا اہتمام کیا کہ اہل سنت
وجماعت ہی پر اعتقاد صاف کرنے لگے کہ حدیث بخاری اور مسلم کے مقابلے مین اگر دوسری حدیث
صحیح بھی ہو تو بھی اوسپر عمل کرنے کو خلاف اتباع نبوی سمجھتے ہین غرض کہ اونکے نزدیک
مدار اسلام کا اسناد پر ہی جو اسناد کی ذرا بھی رعایت نکرے گا اپنے زعم فاسد مین اوسکے واسطے
نعوذ باللہ ابد الآباد جہنم سمجھتے ہین حالانکہ ایسی اسناد کے بدعت سیئہ ہونے مین کچھ کلام نہین
اور بخاری اور مسلم مین ہی عن عائشۃ رض قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد یعنی عائشہ رض سے روایت
ہی کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ہمارے اس دین مین نئی بات نکالے
کہ وہ اوس سے نہو لیس وہ مردود ہی انتہی اور امام احمد اور ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عرباض
ابن ساریہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نئی بات سے بچو کیونکہ کل
حادث امور بدعت ہوتے ہین اور ہر بدعت گمراہی ہی انتہی مختصرًا اور طائفہ منصورہ کو صرف اہل حدیث
ٹھیرانا بعض کا قول ہی جو حجت نہین ہو سکتا اور اگر تسلیم کیا جائے تو اہل حدیث مین چارون
امام بدرجہ اولے داخل ہین کچھ اہل حدیث محض ناقلین کو نہین کہتے ہین بلکہ اصلی اہل حدیث وہ
لوگ ہین جو حدیث کی غرض اور مراد بھی سمجھتے ہون محض روایت سے کام نہین چلتا ہی چارون امام
خصوصًا امام اعظم حقیقی محدث ہین باقی محدثین کو اس درجے کی فقاہت حدیث حاصل نہین ہی امام
شافعی اور امام احمد اور ابو داود ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی اور بیہقی سے روایت ہی
عن ... قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نضر اللہ عبدًا سمع مقالتی فحفظھا
ووعاھا واداھا فرب حامل فقہ غیر فقیہ ورب حامل فقہ الی من ھو افقہ

مِنْهُ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تر و تازہ کرے اللہ اوس بندہ کو کہ میرے کلام کو سنکر
یاد رکھے اور نہ بھولے اور پہونچا دے اوسکو اس لیے کہ اکثر اوٹھانیوالے حدیث کے فہیم نہین ہوتے
اور اکثر حامل اوسکے ہین کہ پہونچا دیتے ہین طرف اوس شخص کے کہ وہ زیادہ سمجھدار اون سے ہوتا ہے
انتہی اور بخاری او مسلم مین ہے عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ یعنی معاویہؓ سے
روایت ہے کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جسکو اللہ تعالے خیر دینے کا
ارادہ کرتا ہے اوسکو دین مین فقیہ کر دیتا ہے اور مین تو تقسیم کرنیوالا ہون اور اللہ عطا کرتا ہے انتہی ان
حدیثون سے معلوم ہوا کہ حدیث کی روایت اور شے ہے اور سمجھ اوسکی اور ہے پس اگر محض ظاہر الفاظ
پر دین کی بنا ہوتی تو پیغمبر فقاہت کے کوئی معنی نہ تھے کیونکہ ظاہر الفاظ تو تمام عرب سمجھتے
تھے اخفا کو معنی جہر اور جہر کو بمعنی اخفا نہین لیتے تھے پس معلوم ہوا کہ غرض نبوی اور حکمت محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے کنہ کو پہونچنا ہے فقط معنی ظاہر جسکو ہر شخص عربی دان سمجھ سکتا ہے نہین
بلکہ جتنا زیادہ سمجھدار ہوگا اوتنا ہی زیادہ مقصود شارع کو سمجھے گا چنانچہ قرآن شریف مین ہے لَقَدْ
مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ
اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ یعنی احسان کیا ہے اللہ نے مسلمانون پر
جبکہ بھیجا اونمین ایک رسول اون مین سے کہ پڑھتا ہے اونپر آیتین اوسکی اور تزکیہ کرتا ہے اونکا
اور تعلیم کرتا ہے اونکو کتاب اور حکمت کی انتہی اس آیت سے معلوم ہوا کہ فقط دار و مدار دین کا ظاہر
الفاظ پر نہین کیونکہ اللہ تعالے نے یہان چار درجے بیان کیے ہین پہلا مرتبہ تلاوت قرآن کا
جس سے ظاہر الفاظ کے معنی صحابہ سمجھ جاتے تھے پھر اوسپر ترقی کر کے دوسرا درجہ تزکیۂ نفس کا
بیان فرمایا پھر اسکے بعد تیسرا درجہ تعلیم قرآن کا کہ ان دونون مرتبون سے بڑھکر ہے ارشاد کیا
پھر اوسکے بعد چوتھا درجہ حکمت کی تعلیم کا ارشاد ہوا پس معلوم ہوا کہ علاوہ ظاہر الفاظ کے
اور مدارج بھی ہین مگر حضرات ظاہریہ اونسے بوجہ لعن و طعن و سب و شتم ائمہ دین کے محروم ہین لیکن

انکار کرنا اونکا نص قطعی کا انکار ہی غرض حدیث اور قرآن دونون سے یہی معلوم ہوتا ہی کہ فقہای محدثین
رواۃ ظاہریہ سے افضل ہین اور زیادہ ضرورت دین مین فہم کی ہی جن لوگونکو فہم حدیث نہین
محض راوی ہین اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی کہ وہ حدیث پہونچاوین اور نقل کر دین کہ
سمجھنے والے آپ سمجھ لین گے اس لیے حنفیہ چارون امامون سے بڑھکر کسیکو فہم حدیث
مین نہین جانتے امام بخاری اور امام مسلم کے محدث اور متقی اور بزرگ ہونے کے نہایت معتقد
ہین مگر ائمۂ اربعہ پر فقاہت حدیث مین ترجیح نہین دیتے ہین حدیث تو سبکی لیتے ہین مگر اون
محققین کے اقوال دیکھکر تطبیق کر دیتے ہین ظاہریہ کے قول کو حجت نہین گردانتے کیون کہ اس
فرقے نے فرط اعتقاد سے امام بخاری کو کل ائمہ پر ترجیح دی ہی اور ایسا اعتقاد بھی اچھا نہین
ہوتا کہ جس سے انکار قرآنی لازم آجاوے بلکہ اگر غور سے بخاری شریف کو دیکھا جاوے تو خوب
واضح ہو جاوے کہ اجتہادات امام بخاری کے حدیث سے بظاہر برخلاف ہین جیساکہ بیام ترجمۃ
الباب مین با بہمہ غور سے پیدا ہی علمانے کسقدر اوسکی تطبیق مین تکلف اور تاویلات کیے ہین البتہ امام
بخاری کی روایت اکثر اول درجے کی ہم سمجھتے ہین مگر ظاہر الفاظ جس سے تناقض حدیث اور آیت
قرآنی پیدا ہو جاوے اونکی حنفیہ کے نزدیک تاویل معقول موجود ہی اگرچہ ظاہریہ اوسکو پسند نہین
کرتے اور اپنے تخیلات محضہ مین خلاف حدیث جانتے ہین اور فقط ظاہر الفاظ بخاری اور مسلم پر
اکتفا کر کے دوسری صحیح صحیح حدیثون اور آیتون اور جمہور صحابہ کے اقوال کا انکار کر دیتے ہین پس حنفیہ
درایت حدیث مین امام بخاری اور امام مسلم کو چارون امامون پر ترجیح نہین دیتے اگر اسکا
نام حقارت ہی تو تابعین کو صحابہ پر اور تبع تابعین کو تابعین پر اور صحابہ کو انبیا پر اور عالم کو
اعلم پر ترجیح نہ دینا بھی حقارت ہو جاوے گا اسیطرح خلفاے اربعہ پر اور صحابہ کو ترجیح نہین
اسکا نام تحقیر سمجھنا وضع الشئ فی غیر محلہ ہی جیسے امامیہ نے حضرت علی رض اور امام حسین رض کی فضیلت
مین اسقدر حب کا غلو کیا ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق رض اور تمام صحابہ کو اونسے افضل نہین جانتے
اور اہل سنت وجماعت کا انکار فقط اونکے افضل ہونے پر ہی فی نفسہ اونکی فضیلت کے منکر

نہین پس حنفی بھی امام بخاری اور امام مسلم کو امام صاحب پر ترجیح نہین دیتے اسمین وہ حق
پر ہین البتہ اونکی فضیلت اور تقوی او رحدیث کا انکار محض جہالت ہی اسمین کوئی حنفی کرے یا
شافعی ہم اسکو ہرگز پسند نہین کرتے بلکہ گناہ سمجھتے ہین اور نہ کوئی حنفیہ سے اسکا قائل ہی حاصل
کلام یہ ہی کہ طائفہ منصورہ کی تفسیر مین اختلاف ہی چنانچہ امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین وَ
اَمَّا هٰذِهِ الطَّائِفَةُ فَقَالَ الْبُخَارِيُّ هُمْ اَهْلُ الْعِلْمِ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ اِنْ لَمْ
يَكُوْنُوْا اَهْلَ الْحَدِيْثِ فَلَا اَدْرِيْ مَنْ هُمْ قَالَ الْقَاضِيْ عِيَاضٌ اِنَّمَا اَرَادَ اَحْمَدُ اَهْلَ
السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَمَنْ يَعْتَقِدُ مَذْهَبَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ قُلْتُ وَيَحْتَمِلُ اَنَّ هٰذِهِ الطَّائِفَةَ
مُتَفَرِّقَةٌ بَيْنَ اَنْوَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُمْ شُجْعَانٌ مُقَاتِلُوْنَ وَمِنْهُمْ فُقَهَاءُ وَمِنْهُمْ مُحَدِّثُوْنَ
وَمِنْهُمْ زُهَّادٌ وَاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَمِنْهُمْ اَهْلُ اَنْوَاعٍ اُخْرٰى
مِنَ الْخَيْرِ وَلَا يَلْزَمُ اَنْ يَكُوْنُوْا مُجْتَمِعِيْنَ بَلْ قَدْ يَكُوْنُوْنَ مُتَفَرِّقِيْنَ فِيْ اَقْطَارِ
الْاَرْضِ یعنی یہ طائفہ منصورہ پس کہا امام بخاری نے وہ اہل علم ہین اور کہا امام احمد نے
اگر اہل حدیث نہوتے پس نہین جانتا مین کونسے ہوتے وہ کہا قاضی عیاض نے ارادہ کیا احمد نے
اہل سنت وجماعت کا اور جو اونکے مذہب کا معتقد ہی مین کہتا ہون اور یہ بھی احتمال ہی کہ یہ
گروہ انواع مسلمین مین متفرق ہو بعضے اونمین کے بہادر لڑنیوالے او ربعضے اونکے فقہا
اور بعضے محدث اور بعضے زاہد اور حکم کرنیوالے بھلائی کے اور منع کرنیوالے برائی سے اور اونمین سے اور اقسام
کے خیر والے بھی ہین اور یہ لازم نہین کہ وہ مجتمع ہون بلکہ کبھی اطراف زمین مین متفرق ہوتے ہین
انتہی اب غور کرنا چاہیے کہ معترض صاحب نے فقط ایک صورت کو کہ اس سے بھی مراد بقول
قاضی عیاض کے اہل سنت وجماعت ہین لے لیا اور باقی صورتین ترک کردین امام بخاری
خود کہتے ہین کہ مراد طائفہ منصورہ سے اہل علم ہین اور امام نووی نے تمام فرقے اوسمین داخل کیے ہین
معترض صاحب نے عوام کے مغالطے دینے کو محدثین ہی پر حصر کردیا کیونکہ عوام بیچارے کیا جانین
ظاہر یہ تو اونکے ذہن نشین کردیا ہی کہ اہل حدیث فقط امام بخاری اور مسلم وغیرہ ہین

اور امام صاحب تو اہل حدیث سے نہ تھے اسی لیے شرح مسلم کا ایک جملہ لکھدیا اور امام بخاری کا قول
چونکہ مخالف اونکے تھا چھوڑ دیا اس لیے کہ اس سے عوام حنفیہ ہی پر حصر سمجھتے غرض مغالطے
دینا معترض صاحب کا شیوہ ہی حنفیہ اسی سے ہیں **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین
ایسے خصوصًا حنفیہ حدیث پر عمل کرنے والوں کو یہ دیتے ہین کہ مسائل حنفیہ ہین قیاسی کرنا شرع
ہی اور دلیل اسکی یہ حدیث پیش کرتے ہین جو کہ ابو داؤد اور ترمذی اور دارمی میں روایت ہی
معاذ رضی اللہ عنہ سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ بھیجا معاذ کو طرف یمن کے (یعنی
قاضی و حاکم کر کے) فرمایا (یعنی امتحان کے لیے) کسطرح حکم کریگا تو جسوقت کہ پیش آویگا
واسطے تیرے کوئی قضیہ کہا حکم کرونگا مین بموجب کتاب اللہ کے فرمایا اگر نہ پاوے تو (یعنی
صراحتہً کتاب اللہ مین) کہا پس حکم کرونگا مین بموجب سنت رسول خدا کے فرمایا اگر نہ پاوے
تو بیچ سنت رسول اللہ کے کہا اجتہاد کرونگا مین اپنی عقل سے اور نہ قصور کرونگا مین کہا معاذ
نے یا روایت کرنے والے نے معاذ سے پس مارا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اوپر سینے کے
جواب اسکا تین طرح پر ہی اول **اقول** حنفیہ اثبات قیاس مین فقط یہی حدیث نہین لاتے
ہین بلکہ اسمین صحیح صحیح حدیثین صحیحین کی بھی موجود ہین مگر ظاہر یہ قیاس کا مطلقًا انکار کرتے ہین
حالانکہ احادیث مثبت قیاس فی المعنی حد تواتر کو پہنچی ہین ظاہر یہ محض تعصب سے انکار
قیاس کرتے ہین بخاری اور مسلم مین روایت ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ
قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَاَصَابَ
فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ وَاَخْطَاَ فَلَهٗ اَجْرٌ وَاحِدٌ یعنی عبد اللہ بن عمرو
اور ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہا دونون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت
حکم کرے حاکم پس اجتہاد کرے اور صواب کو پہنچ جائے تو اوسکے لیے دو اجر ہین اور جسوقت
حکم کرے پس اجتہاد کرے اور خطا کرے تو اوسکے واسطے ایک اجر ہی انتہی اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ مجتہد کو در صورت صواب دو اجر ہین ایک اجر اجتہاد کا اور ایک صواب کا اور اگر

مجتہد کو استنباط مسائل مین خطا واقع ہوگی تو ایک جز نقط اجتہاد کا اوسکو ملے گا اور ظاہر ہی کہ اجتہاد
قیاس کو شامل ہی پس ثبوت قیاس کا صحیح حدیث بخاری و مسلم سے ہوگیا اور دوسری حدیث
ہے جسے بخاری اور مسلم مین روایت ہی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتَی رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُخْتِیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ وَاِنَّھَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ عَلَیْھَا دَیْنٌ اَکُنْتَ قَاضِیَہٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ دَیْنَ اللّٰہِ فَھُوَ
اَحَقُّ بِالْقَضَآءِ یعنی ابن عباس سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے ایک شخص رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا پس عرض کیا کہ بہن میری نے حج کی نذر مانی تھی
اور وہ مرگئی ہی پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اگر اوسپر قرض ہوتا کیا تو ادا کرتا
کہا ہان فرمایا پس ادا کر دین خدا کا کہ وہ زیادہ مستحق ادا کا ہی انتہی اس حدیث سے بھی معلوم
ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو بطور قیاس کے سمجھایا کہ جب بندے کا قرض
ادا کیا جائے تو اللہ کا ادائے قرض بدرجۂ اولے چاہیے اور عمر رضہ نے ابو موسے اشعری کو جو خط لکھا
ہی اوس سے بھی قیاس کرنے کا ثبوت ہوتا ہی چنانچہ دارقطنی اور بیہقی مین روایت ہی اَلْفَھْمَ
اَلْفَھْمَ فِیْمَا یَخْتَلِجُ فِیْ صَدْرِكَ مِمَّا لَمْ یَبْلُغْكَ فِی الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ اِعْرِفِ
الْاَشْبَاہَ وَالْاَمْثَالَ ثُمَّ قِسِ الْاُمُوْرَ عِنْدَ ذٰلِكَ فَاعْمِدْ اِلٰی اَحَبِّھَا اِلَی اللّٰہِ وَ
اَشْبَھِھَا بِالْحَقِّ فِیْمَا تَرٰی الحدیث یعنی سمجھ سمجھ کر چلنا اوس چیز میں خلجان کرے قلب تمہارے مین
اوس شی سے کہ نہین پہونچی تمکو کتاب اللہ اور حدیث مین پہچان تو اشباہ اور امثال کو پھر
اوسوقت قیاس کر امور کا پس قصد کرو طرف محبوب تر کے نزدیک خدا کے اور مشابہ تر
اوسکے ساتھ حق کے اوس چیز مین کہ رائے لگاؤ انتہی اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ
قیاس کرنا امور دین مین مشروع ہی اور علامۂ تفتازانی نے تلویح مین لکھا ہی کہ عمل صحابہ سے
دو وجہین قیاس کے حجت ہونے پر پائی جاتی ہین ایک تو صحابہ سے قیاس پر عمل کرنا بطریق
تواتر کے ثابت ہی اگرچہ تفصیل اوسکی آحاد کو پہونچتی ہی اور عادت حکم کرتی ہی کہ ایسا نہین

ہوتا مگر جبکہ دلیل یقینی قیاس کے حجت ہونے پر پائی جاتی گو تعیین اوسکی ہمکو معلوم نہو اور
دوسری وجہ صحابہ کا قیاس پر عمل کرنا اور مباحثہ کرنا ترجیح بعض مین بعض پر شایع ہو گیا ہی بغیر انکار
کے اور یہ اتفاق اور اجماع ہی قیاس کے حجت ہونے پر اور وہ جو مذمت رائے کی عثمانؓ اور علیؓ
اور ابن عمرؓ اور ابن مسعودؓ سے مروی ہی وہ بعض صورتون مین بوجہ مخالفت نص کے یا بوجہ نہونے
شرائط قیاس کے ہی اور شائع ہونا قیاسات کثیرہ کا بلا انکار کے امر یقینی ہی انتہے اور جامع العلم مین
ابن عبد البر نے لکھا ہی لَا خِلَافَ بَيْنَ فُقَهَاءِ الْأَمْصَارِ وَسَائِرِ أَهْلِ السُّنَّةِ فِي نَفْيِ
الْقِيَاسِ فِي التَّوْحِيدِ وَإِثْبَاتِهِ فِي الْأَحْكَامِ إِلَّا دَاوُدَ فَإِنَّهُ نَفَاهُ فِيهِمَا جَمِيعًا
یعنی نہین اختلاف ہی درمیان فقہائے بلاد اور تمام اہل سنت کے نفی کرنے قیاس کے توحید
مین اور ثابت کرنے قیاس کے احکام مین مگر داؤد ظاہری کہ اونھون نے دونون مین قیاس کی
نفی کی ہی انتہے اور ابو داؤد مین روایت ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِلْمُ ثَلٰثَةٌ آيَةٌ مُحْكَمَةٌ أَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ أَوْ فَرِيضَةٌ
عَادِلَةٌ وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ فَضْلٌ یعنی عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہی کہا اونھون
نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم تین ہین ایک آیت محکم دوسرے حدیث صحیح تیسرے
احکام اجتہادی کہ مانند قرآن و حدیث کے ہین وجوب عمل مین اور ماسوا انکے فضول ہی انتہے
اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ مسائل قیاسیہ جو قرآن اور حدیث سے مستنبط ہون اونھین کے
حکم مین ہین اور علامہ حسن چلپیؒ حاشیہ تلویح مین لکھتے ہین کہ صحابہؓ نے بعد اختلاف کے قتال
مانعین زکوۃ مین حضرت ابو بکرؓ کی رائے کی طرف رجوع کیا اور ابو بکر صدیقؓ نے اول نانی
کو ورثہ دلایا تھا اور دادی کو محروم رکھا تھا پھر دونون کے ورثہ مین شریک کرنے پر بوجہ کہنے
بعض انصار کے رجوع کیا اور عمرؓ نے اوس عورت کو جو مرض الموت مین تین طلاقین دی گئی ہو
اپنی رائے سے وارث کیا اور ایک شخص کے قصاص مین ایک جماعت کے قتل کرنے مین شاک
کیا پھر علیؓ کے قول کی طرف بوجہ قیاس کرنے اونکے اوپر شریک ہونے جماعت کے سرقے مین

رجوع کیا اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خثعمیہ سے جبکہ اس نے اپنے باپ کیطرف سے حج
کرنے کا سوال کیا فرمایا اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا اور تو اوسکو ادا کرتی کیا تیری طرف سے
مقبول نہ ہوتا کہا اوسنے ہان فرمایا خدا کا دین زیادہ استحقاق رکھتا ہی اسیطرح فرمایا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا عمر رض سے جبکہ اونھون نے بوسہ صائم کا سوال کیا بتلاؤ تو اگر تم پانی سے کُلّی
کرکے پھیر ڈالدو کیا تمکو اوس سے کچھ نقصان ہوگا کہا نہین انتہے پس ان احادیث سے معلوم ہوا کہ
قرآن وحدیث سے مسائل کا استنباط امر مشروع ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جمہور صحابہ سے
ثابت ہی البتہ وہ قیاس درست نہین جسکا ماخذ قرآن اور حدیث نہو بلکہ محض اپنی راے ہی کو
دخل دیا ہوا اس قیاس کی بیشک مذمت آئی ہی جتنی روایتین راے کی برائی مین وارد ہین
وہ یہی قیاس اور راے ہی جسکا ماخذ کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ نہو ورنہ صریح آیات و
احادیث صحیحہ کا انکار لازم آجائے گا اور ائمہ اربعہ قیاس مذموم سے بالکل بری ہین البتہ داؤد
ظاہری بالکل قیاس کی نفی کرتے ہین سو اونکے خلاف سے بالاتفاق خرق اجماع نہین ہوتا ورنہ
کوئی مسئلہ اجماعی نہوگا الا ماشاء اللہ اور بخاری کی حدیث کا معارضہ ہرگز نہین ہوسکتا کیونکہ
اس حدیث سے بھی قیاس ثابت ہوتا ہی باوجودیکہ اونکے سردار نے ظاہر الفاظ پر عمل کیا اور فرض
اطاعت سے حجت لانے مگر صحابہ نے اوسپر قیاس کیا کہ ہمتو آگ سے بچنے کے واسطے ایمان لائے
اور یہ آگ مین ہمکو ڈالتے ہین یہ مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امر اطاعت سے ہرگز نہوگی اسیوجہ سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی اطاعت نکرنے کو پسند کیا ورنہ اور کوئی آیت یا حدیث اونکے
پاس بجز اس قیاس کے آگ سے بچنے کے لیے نہ تھی ورنہ بیان کرتے اور ترمذی نے امام وکیع کی جو
روایت لکھی ہی وہ تبع تابعین کا قول ہی کسی پر حجت نہین ہوسکتا علاوہ اسکے وکیع کو امام صاحب
کے مسئلے کی حقیقت معلوم نہ تھی ورنہ ایسا نہ کہتے امام صاحب اصل اشعار کو ہرگز مکروہ نہین جانتے
تھے بلکہ اپنے اہل زمانہ کا اشعار کہ بہت مبالغے سے کرتے تھے کہ چوپایہ کے تلف ہوجانے کا خوف
ہوتا تھا مکروہ جانتے ہین چنانچہ تحقیق اسکی مسئلہ نسبت وکیع کے جواب مین مذکور ہی اور حدیث

دارمی کی جسمین قیاس کی مذمت ہی وہ مطلق قیاس نہین جیسا کہ ظاہریہ کا مذہب ہی ورنہ احادیث
مین تناقض ہو جاوے گا اور تواتر کا انکار لازم آوے گا اور صاحب رسالہ نے جو لواقح کی
عبارت نقل کی وہ بلاسند کوئی حجت او سمیرہ نہین علاوہ اسکے ابو حنیفہ کئی شخصون کی اوس سے
مین کنیت تھی امام صاحب کی طرف نسبت کرنا محض بے اصل اور موضوع قصہ ہی شیعہ کا الزام
پر اعتراض ہی چنانچہ نواب الاجاہ امیر بھوپال نے کشف الالتباس مین جواب اسکا لکھا ہی بعینہ نقل کیا
جاتا ہی یہ حکایت محمد بن نعمان ملقب شیطان الطاق کی ہی نہ نعمان بن ثابت ابو حنیفہ کی
کیونکہ یہ لوگ بسبب بے علمی کے عبارات ایمہ کو نہ سمجھتے تھے پس ترتیب کرنا قیاس شرعی کا انسے
ممکن نہ تھا اسلیے ایمہ نے انکو قیاس سے منع فرمایا اور ابو حنیفہ رضہ وغیرہ کو بلحاظ کثرت علم و
قوت اجتہاد اجازت قیاس کی دی چنانچہ کتب حنفیہ اور رسائل فضایل اہلبیت مین اجازت
صادق علیہ السلام کی ابو حنیفہ کو واسطے قیاس کے مصرح ہی انتہے اور تفسیر کبیر کی عبارت صاحب
صاحب رسالہ نے واسطے مغالطہ دہی کے اول چھوڑ گئے ہین وہ یہ ہی وَلَمَّا دَلَّتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عَلٰی
اَنَّ التَّكَبُّرَ عَلَی اللّٰهِ يُوْجِبُ الْعِقَابَ الشَّدِيْدَ وَالْاِخْرَاجَ مِنْ زُمْرَةِ الْاَوْلِيَاءِ وَالْاِدْخَالَ فِيْ زُمْرَةِ الْمَلْعُوْنِيْنَ
ثَبَتَ اَنَّ تَخْصِيْصَ النَّصِّ بِالْقِيَاسِ لَا يَجُوْزُ وَهٰذَا هُوَ الْمُرَادُ مِمَّا نَقَلَهُ الْوَاحِدِيُّ
فِي الْبَسِيْطِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض یعنی جبکہ اس آیت نے دلالت کی اسپر کہ تکبر کرنا اسپر واجب
کرتا ہی عذاب سخت کو اور خارج کرنے کو زمرہ اولیا سے اور داخل کرنے کو جماعت ملعونین مین تو
ثابت ہو گیا یہ امر کہ خاص کرنا نص قرآنی کا قیاس سے نہین جائز ہی اور یہی مراد اوس
حدیث سے ہی جسکو واحدی نے بسیط مین ابن عباس سے نقل کیا ہی انتہے علاوہ اسکے اس قول
ابن عباس رض سے مطلق قیاس کی نفی ہرگز نہین بلکہ وہی قیاس ہی جسکی سند کلام شارع سے ماخوذ
نہوتی ہو ورنہ سب قیاسی عمل صحابہ کا درہم برہم ہو جائے گا بلکہ خود ابن عباس رض نے کہ
جسوقت ابو ہریرہ رض نے تَوَضَّؤُوْا مِمَّا مَسَّتْهُ النَّارُ کی حدیث بیان کی اونکو بطور
قیاس کے جواب دیا تھا اگر مطلق قیاس ابن عباس رض کے نزدیک جائز نہوتا تو خود قیاس نکرتے

باقی رہا قول مدارک اور دراسات کا حال آنکا اونھون نے اسیر اجماع بیان کر دیا پھر بھی معترض
صاحب مغالطے سے باز نہ آئے نص کے ہوتے ہوے تو کسی امام کے نزدیک قیاس درست
نہین ہے انتہی ابجہا نکم ان کنتم صادقین اس کا کون قائل ہے جو معترض صاحب نے
ناحق ورق سیاہ کیے حاصل کلام یہ ہے کہ قیاس ائمہ کے مشروعیت مین کچھ کلام نہین کیونکہ قیاس
خدا و رسول کے احکام مخفی کو ظاہر کر دیتا ہے نیا حکم قیاس سے بر آمد نہین ہوتا چونکہ فرقہ ظاہریہ مقلد
امام داود ہین اس لیے وہ اسکا انکار کرتے ہین اور صحیح صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ کی حدیثون
مین تاویلات رکیکہ اور تسویلات واہیہ کرتے ہین **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث
پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ حدیث کے جو جو مسلے حدیث کی کتابون مین موجود ہین اونپر
تو حدیث پر چلنے والے عمل کر ہی لین گے لیکن جو جو مسلے کہ حدیث سے ثابت نہین ہین اونکے
لیے کیا کرین گے آخر کار فقہ کی کتابون پر ہی چلین گے اور کسی نہ کسی امام ہی کے مقلد بنین گے
جواب اسکا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص غور سے از راہ تحقیق قرآن اور حدیث کی طرف نظر کرے
اور دیکھے تو ہر ایک مسلہ قرآن اور حدیث سے معلوم ہو سکتا ہے کسی مسلے کے لیے بھی
کسیکو مسائل فقہیہ کی حاجت نہین الخ **اقول** معترض صاحب نے اس جگہ کمال بے انصافی
سے گفتگو شروع کی ہے اور حنفیہ کے کلام سے اسکو کچھ تعلق نہین حنفیہ کچھ کہتے ہین اور معترض صاحب
کچھ ارشاد کرتے ہین قولہ اگر کوئی شخص غور سے دیکھے تو ہر ایک مسلہ قرآن اور حدیث سے معلوم
ہو سکتا ہے کسی مسلے کے لیے بھی کسیکو مسائل فقہیہ کی حاجت نہین اقول یہ کلام بالکل مہمل اور
بے معنی ہے معترض صاحب نے مطلق انصاف نہین کیا ذرا معترض صاحب نے چند مسائل فروعی
کو قرآن اور حدیث سے استنباط کر کے دکھلا دیا ہوتا زبان سے کہدینا بہت آسان ہے مگر
استنباط مسائل ہر ایک کا کام نہین اگر ہر شخص مسائل فروعی معلوم کر لیتا تو پھر مجتہد کا ہونا مع
اوسکے شروط کے جو آج کل بالکل مفقود ہین محض بیکار تھا باقی نفس معنی قرآن اور حدیث کے
سمجھنے سے استنباط مسائل کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر ہوگا تو رجما بالغیب ہوگا اتفاقیہ

شاید مطابق نکلے مجتہد سے اگر چار خطائین ہون گی تو غیر مجتہد علما سے پچاس خطائین سرزد
ہون گی پھر مجتہدون نے کیا زہر ملا دیا ہی جو اونکے اقوال چھوڑ کر معترض صاحب بھی اجتہاد
کرنے لگے یہ قول اونکا محض تعصب اور دھینگا دھانگی ہی غیر مجتہد کو مسائل فقہیہ مین جو مستنبط قرآن
اور حدیث سے ہین تقلید مجتہدین سے چارہ نہین اور غیر مجتہد کو استنباط کا دعوا محض نازیبا او
سراسر جہالت ہی کوئی حاکم شریعت نہین رہا جو ایسی جہالت کی بات پر تعرض کرتا ع آدمیان گم
شدہ ملک خدا خر گرفت **قال** لیکن جس کسیکو بسبب کم علمی کے یا قصور فہم یا قلت تدبر کے کوئی
مسئلہ معلوم نہو سکے تو کسی محدث یا مجتہد یا فقیہ سے پوچھکر عمل کرے ایسے محل مین بسبب ناچاری کے
کسی کی تقلید کرنی جائز ہی **اقول** اس کلام سے معلوم ہوا کہ ناچاری مین تقلید درست
ہی مقلدین بھی بدون ناچاری کے تقلید نہین کرتے اور مجتہد کے واسطے تقلید کو بہتر نہین سمجھتے
کیونکہ جسکو خود ملکۂ استنباط حاصل ہی اوسکو کسی کا تابع ہونا عقلاً او نقلاً مستبعد ہی حنفیہ یہ
نہین کہتے ہین کہ جمیع اصول و فروع مین سب پر تقلید ضرور ہی بلکہ یہ کہتے ہین کہ مسائل اجتہادیہ
مین غیر مجتہد کو تقلید مجتہد کی کرنی چاہیے **قال** لیکن اوس تقلیدی مسئلے کی تحقیق کی فکر
مین رہے اور کوشش کرے الخ **اقول** یہ کلام بالکل خلاف واقع ہی کیونکہ گفتگو تو کم علم
اور کم فہم مین ہی اوسکو کیونکر تحقیق ہو سکتا ہی کہ یہ مسئلہ خلاف قرآن اور حدیث کے ہی اور ایسے
کیا مولوی اپنے مذہب کے موافق اوسکی تحقیق بتلاوے گا جب خود علما بلکہ مجتہدین کو اوسکی
تحقیق نہین ہوئی تو ہر ایک اپنے اجتہاد کے موافق دوسرے کے مخالف کہے گا تو یہ بیچارہ عامی
کیونکر اوس مسئلہ کو محقق سمجھ لیگا اور محض اپنی راے فاسد سے اوسکو درست جاننا
اسکا کچھ اعتبار نہین کیونکہ جب دوسرے مذہب کے دلایل قویہ سنے گا وہ تحقیق جاتی رہے گی
پھر وہ کیونکر باوجود کم علمی کے ایک کو دوسرے پر ترجیح دے سکتا ہی جب بڑے بڑے علما کی
ہی سمجھ مین اختلاف اور تناقض ہو گیا تو عامی کس شمار مین رہا غرض عامی کے مسئلے کا
نام تحقیق رکھنا خلاف تحقیق ہی مثلاً ربا مین حدیث جو وارد ہی اوسمین چھ چیزین مذکور ہین مگر

تمام علما اور جمہور امت کا اسپر اتفاق ہی کہ اسکے حرام ہونے کی کوئی علت ہی چنانچہ امام ابو حنیفہ
اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد ان چارون امامون نے اوسکی علتین جدا جدا
بیان کی ہین کہ ہر ایک کی علت سے معلوم ہوتا ہی کہ سوا ان چھ چیزون کے اورون مین بھی
حکم ربا جاری ہی مگر داؤد ظاہری کوئی علت نہین نکالتے اور انھین چھ اشیا مین ربا کو منحصر جانتے
ہین اسواسطے کہ یہ قیاس کو نہین مانتے ہین حالانکہ یہ مذہب مخالف جمہور اہل سنت ہی اگرچہ فرقہ ظاہریہ کے نزدیک اسواسطے
یہ قول حجت ہے مگر مخالفت جمہور سے مردود سمجھا گیا پس چارون مذہب کے مقلد اپنے اپنے
امام کے قول کے موافق سند پکڑینگے پھر اگر کسی کے نزدیک بوجہ اختلاف اس علت کے ایک شئی
مین ربا ہوگی تو دوسرے کے نزدیک اوسمین ربا نہوگی پس ایک شخص عامی جو علم مین بھی کم اور
فہم مین بھی ناقص ہو اوسکو ایسے مسائل مین کیونکر تحقیق ہو سکتی ہی بجز اسکے کہ وہ اپنے زعم
فاسد مین تحقیق سمجھ لے اور فی الواقع تحقیق نہو پس حیف صد حیف کہ محققین اکابر دین تو
مسائل فروعیہ کی تحقیق مین تمام عمر گفتگو کرتے کرتے انتقال کر گئے اور آجتک صدہا قرن سے
کوئی بات محقق اور منقح نہین ہوئی اب یہ بیچارے کم علم جو اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ
مین داخل ہین کیا تحقیق کرینگے واہ واہ انصاف اسی کا نام ہی اسیوجہ سے جب عامی کی
تحقیق کا مطلق اعتبار نہین ہوا تو اوسکو بجز تقلید کے کوئی چارہ نہ ٹھیرا اور ساری تفتیش اور
کوشش اوسکی تکلیف مالا یطاق مین داخل ہو گئی جسکے واسطے جناب باری فرماتا ہی لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا
اِلَّا وُسْعَهَا یعنی نہین تکلیف دیتا ہی اللہ کسی نفس کو مگر موافق وسعت اوسکی کے انتہی البتہ جن
لوگون کو درجہ اجتہاد حاصل ہی اونکے واسطے یہی محال نہین یا جنکو بعض مسائل مین مرتبہ
اجتہاد ہو وہ بھی اس سے خارج ہین اونکے واسطے بھی اون مسائل مین تقلید واجب نہین
پس عامی کو مجتہدین اہل ذکر کی تقلید کرنی عین اطاعت خدا و رسول ہی اور اسکا انکار کرنا
صریح آیت کا انکار ہی اگر عامی کو تقلید مجتہدین سے منع کیا جائیگا تو خلاف آیہ فَاسْئَلُوْا
اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ کے لازم آئیگا اور بے علم اور کم فہم کو تکلیف تحقیق

اون دینی کا جو اوسے ناممکن ہو خلاف آیہ لا یکلف اللہ کے ہوگی لہذا معلوم ہوا کہ کم علم کو فقط
اہل علم سے دریافت کرکے تقلید کرنی چاہیے اور اوسکو کوشش کی تکلیف دینی صریح آیت کے
خلاف ہے البتہ جو ایسا شخص ہو کہ گو اوسکو بالفعل ملکہ استنباط نہیں مگر لیاقت اور ذکاوت
ایسی رکھتا ہو کہ اوس سے امید ہو کہ اس مرتبہ کو حاصل کرے گا اور رتبہ تحقیق کو پہونچ جائے گا اوس
شخص کو بے شک رتبہ تحقیق کا حاصل کرنا چاہیے اور فی زماننا جبکہ بعض خصوصاً طائفہ نیچریہ کہ بدیہیات
خدا بھی اونکے نزدیک نظریات کا حکم رکھتے ہیں اور بالکل اون سے امید نہیں کہ یہ لوگ کسی
مسئلہ میں پایہ تحقیق کو پہونچ جائیں اونکے واسطے جب خود خدا ہی تکلیف تحقیق کو معاف کردے
تو پھر دوسرا کون کب پہونچ سکتا ہے کہ اونکو تکلیف مالا یطاق میں ڈالے اور جو تکلیف دے گا وہ
صریح ان الحکم الا للہ کے مخالفت کرے گا **قال** تفسیر ثنائی ہوری میں ضمن آیت اتخذوا
احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ کے مذکور ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں
اختلاف کیا ہے الخ **اقول** اس آیت کا مصداق ائمہ مجتہدین کو ٹھیرانا غایت درجے کی
گستاخی اور بیباکی اور سوء ادبی ہے یہ ہستیاں اپنی طرف سے حلال اور حرام ایجاد کرتے تھے اونکا
ماخذ انجیل اور توراۃ نہ تھا یہ بعض شرک ہے اسکے مصداق مجتہدین جو قرآن اور حدیث سے
احکام مستنبط کرتے ہیں کیونکر ہو سکتے ہیں چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی عقد الجید میں
لکھتے ہیں اعلم ان فی الاخذ بھذہ المذاھب الاربعۃ مصلحۃ عظیمۃ وفی
الاعراض عنھا مفسدۃ کبیرۃ ونحن نبین ذلک بوجوہ احدھا ان
الامۃ اجتمعت علی ان یعتمدوا علی السلف فی معرفۃ الشریعۃ فالتابعون
اعتمدوا فی ذلک علی الصحابۃ وتبع التابعین اعتمدوا علی التابعین وھکذا
فی کل طبقۃ اعتمد العلماء علی من قبلھم والعقل یدل علی حسن ذلک
لان الشریعۃ لا تعرف الا بالنقل والاستنباط والنقل لا یستقیم الا
بان تاخذ کل طبقۃ عمن قبلھا بالاتصال ولا بد فی الاستنباط من ان

مَذَاهِبَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ لَئِلَّا يَخْرُ ... هُمْ فَيَخْرِقُ الْإِجْمَاعَ
نِيْ عَلَيْهَا وَيَسْتَعِيْنُ فِيْ ذٰلِكَ ... أَنَّ جَمِيْعَ الصِّنَاعَاتِ
صَرْفِ وَالطِّبِّ وَالشِّعْرِ وَالْ ... اَةِ وَالصِّيَاغَةِ لَمْ تَتَيَسَّرْ لِأَحَدٍ
إِلَّا بِمُلَازَمَةِ أَهْلِهَا وَغَيْرُ ذٰلِكَ ... يَقَعْ وَإِنْ كَانَ جَائِزًا فِي الْعَقْلِ
وَإِذَا تَعَيَّنَ الْاِعْتِمَادُ عَلَى ... فَلَا بُدَّ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ أَقْوَالُهُمْ
الَّتِيْ يُعْتَمَدُ عَلَيْهَا ... الصَّحِيْحِ أَوْ مُدَوَّنَةً فِيْ كُتُبٍ مَشْهُوْرَةٍ
وَأَنْ يَكُوْنَ ... الرَّاجِحُ مِنْ مُحْتَمَلَاتِهَا وَيُخَصَّصُ عُمُوْمُهَا
فِيْ بَعْضِ الْمَوَا ... لِقُهَا فِيْ بَعْضِ الْمَوَاضِعِ وَيُجْمَعُ الْمُخْتَلِفُ مِنْهَا
وَيُبَيَّنُ عِلَلُ ... لَمْ يَصِحَّ الْاِعْتِمَادُ عَلَيْهَا وَلَيْسَ مَذْهَبٌ فِيْ
هٰذِهِ الْأَ ... وَبِهٰذِهِ الصِّفَةِ إِلَّا هٰذِهِ الْمَذَاهِبُ الْأَرْبَعَةُ

یعنی ان ... ون سے اخذ کرنے مین بڑی مصلحت ہی اور اونکے اعراض
کرنے ... سکو کئی وجہون سے بیان کرتے ہین ایک یہ کہ امت نے اجماع
کیا ہی ... م کرنے مین سلف پر اعتماد کرین پس تابعی صحابی پر اعتماد کرین
اور تبع تا ... طرح ہر طبقے مین علما اپنے اگلون پر اعتماد کرین اور عقل اسکے
حسن پر ... ہی یہ کہ شریعت نہین پہچانی جاتی مگر نقل اور استنباط سے
اور نقل ... مگر اسطرح سے کہ ہر طبقہ پہلون سے بالاتصال سند لیتا چلا آوے
اور استنباط ضرور ہی کہ متقدمین کا مسلک معلوم ہو تا کہ اونکے اقوال سے خارج ہو کر
خارق ا ... ہوجاوے اور چاہیے کہ اسپر بنا کرے اور پہلون سے استعانت کرے اسلیے
کہ تمام صنا ... جیسے صرف اور نحو اور طب اور شعر اور لہاری اور بڑھئی گری اور سناری وغیرہ
حاصل ... سے اور سوا اوسکے کہ ... مستبعد ہی واقع نہین ہوا اگرچہ عقل جائز
... کے اقوال پر اعتماد متعین ہو گیا تو پس ضرور ہی کہ اقوال اونکے جن پر اعتما

کیا جاتا ہے اسناد صحیح سے مروی ہو اور محققین نے کتب مشہورہ مین جمع ہون اور راجح محتملات سے بیہ
جاوے اور عام بعض مواضع مین خاص کیا جاوے اور بعض مواقع مین مطلق مقید کیا
اور مختلف اوس سے جمع ہون اور احکام کی علتین بیان ہون ورنہ اعتماد اوس پر صحیح نہوگا اور
مذہب ان زمانون اخیر مین اس صفت کا نہین ہے مگر یہی چار مذہب انتہے اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ
ان مذاہب اربعہ کا بہت بڑا اعتبار ہے اور مثل ائمہ مجتہدین اب ہونا دشوار ہے اور جو کچھ آپ ازراہ تعصب کے ان کی
منقصت اور عیب جوئی مین تقریر کرین سب مہمل و محض بیکار ہے اور قول امام فخر الدین رازی کا کہ مین نے کئی آیتین مخالف
اونکے مذہب کے پڑھین اوںھون نے قبول نکین خدا جانے کون سے مقلد کے حق مین وارد
ہے اپنی طرف سے اونکو مقلدین حنفیہ پر محمول کرنا محض ناانصافی ہے کوئی حجت اسپر نہین وجہ اوسکی
یہ ہے کہ حنفیہ کا کوئی مسئلہ ایسا نہین جو قرآن کے مخالف ہو اگر کسی صاحب کا دعوا ہو پیش کرے اور
فقط قصے کہانیون سے تو کام نہین چلتا ہان مقلدین ظاہریہ سے عجب نہین جو ایسی گفتگو
آئی ہو کیونکہ یہ اسناد کے مقابلے مین قرآن نہین مانتے ہین فقط یہی جو کافی سمجھتے ہین
کہ کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے معنی نہین سمجھتے تھے اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا قول
بھی انکار تقلید پر دلالت نہین کرتا اسواسطے کہ اوںھون نے حدیث [illegible] ہے کہ
اوسکے دوسری حدیث معارض نہو اور ناسخ بھی اوسکا معلوم [illegible] صحیح پر
عمل کرنا ضرور ہے اور مذہب کی پابندی اوس مسئلے مین نہین چاہیے [illegible]
ہے کہ ہر مسلمان کو یون ہی اعتقاد رکھنا چاہیے مگر آجتک کوئی [illegible] پانی پتی [illegible]
کئی کہ کوئی مسئلہ حنفیہ کا مخالف اوسکے نکلے اگر ایک حدیث کے بظاہر مخالف ہے تو دوسری کے
موافق ہے علاوہ اسکے بعض مسائل مین حنفیہ کے یہان امام صاحب کے قول پر نہین بلکہ امام
ابی یوسف و امام محمد و امام زفر رحمہم کے موافق عمل ہوتا ہے تمام کتب فقہ حنفیہ سے یہ بات ثابت ہے اگر
ہر مسئلے مین امام صاحب کے قول پر تقلید واجب جانتے تو کوئی مسئلہ امام صاحب کے قول کے خلاف
مفتے بہ نہوتا حالانکہ ایسا نہین اور یہی مراد علامہ شامی کی ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب کا قول

یہی ہی معلوم ہوتا ہی کیون کہ وہ اوس تقلید کو برا کہتے ہین لیکن تقلید یون سمجھے کہ اس امام سے
خطا محال ہی اور جو کہتا ہی صواب کہتا ہی اور یہ بات دلمین رکھے کہ تقلید اسکی نچھوڑونگا
اگرچہ خلاف پر دلیل قایم ہوجاوے پس انصاف کرنا چاہیے کہ کونسا مقلد یہ عقیدہ رکھتا ہی
کہ امام سے خطا محال ہی اور کسی طور گو خلاف پر دلیل قایم ہو تقلید نچھوڑے اگر یہ عقیدہ مقلدین
کا ہوتا تو کوئی مسلہ امام صاحب کا نہ چھوڑتے اور من وجہ مخالفت تو اضطراری ہی جو کوئی مسلہ کسی مذہب کا
لیجیے کسی نہ کسی ماخذ سے مخالف ضرور ہوگا پس مشرکین کی آیتون کا خود ظاہر یہ ہی مصداق
ہین کیون کہ اپنی راے کے آگے اہل ذکر سے دریافت کرنا جائز نہین رکھتے اور اگر جائز رکھتے
ہین تو تکلیف مالایطاق جسکی خدا نے ممانعت کی ہی اوسپر لازم جانتے ہین وَمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ
بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ اور حلال و حرام مین مطلق تمیز نہین کرتے اپنی راے سے جسکو چاہتے ہین
ترجیح دیتے ہین اور اپنی عقل کے مقابلے مین ایمہ کی راے کو کافی نہین جانتے اور صحابہ کی
خدمت مین گستاخیان کرتے ہین ایسے لوگ تو موحد اور محمدی آپکو تغلباً مشہور کرین اور مسلمانوں کو
مشرک قرار دین سبحان اللہ کیا انصاف ہی خدا اونکو واسطہ ضلالت سے نکال کر صحابہ اور
ایمہ مجتہدین کی طرف سے حسن ظن عنایت کرے جاے حیرت ہی کہ کجا شرک اور کجا تقلید ایمہ
یہ لوگ کس خواب خرگوش مین ہین اور امام طحاوی کا قول خاص اپنے واسطے ہی کہ اونکو درجہ
اجتہاد حاصل تھا مگر یا [illegible] صاحب کے مقلد رہے اور معانی الآثار مین امام صاحب کے
مذہب کی تمام حدیثین [illegible] لاتے ہین اور برابر اون کو ترجیح دیتے ہین اگر یہ قول امام
طحاوی کا ٹھیک منقول [illegible] تو اونھون نے باوجود علامہ دہر ہونے کے تقلید کیون نترک
کی اور گفتگو ہماری فقط نسبت [illegible] وی وغیرہ کے نہین گفتگو فقط عام اشخاص مین ہی
جنکو قرآن و حدیث سے مسا[illegible] تنباط کی قوت نہین امام طحاوی یہ ہم بھی تقلید جب
نہین جانتے مبحث کچھ ہی [illegible] کلام کچھ ہی اور اس قسم کے قصے ہرگز حجت نہین ہو
سکتے جب تک سند اوسکی امام [illegible] تک نہ پہونچا دو حاصل کلام یہ ہی کہ حنفیہ تقلید

شخصی کو واجب نہین جانتے ہین مقصود ہی حنفیہ نے کہ جس مسئلے مین اونکو خلاف حدیث معلوم ہوا ترک کر دیا مگر وہ مسائل شاذ و نادر ہین اور تعجب ہی کہ معترض صاحب تو خود صحابہ کے قول کو جو قرن اول مین تھے نہین مانتے اور پھر اقوال ابعد قرون ثلثہ کے حجت لاتے ہین سے ببین تفاوت راہ از کجاست تابکجا + اگر زیادہ تحقیق اس مسئلہ تقلید کی منظور ہو تو کتاب انتصار الحق تصنیف جناب مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری کی ملاحظہ فرماوین اوسمین یہ بحث مفصل لکھی ہی **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پہ چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ چارون اامون مین سے ایک کی تقلید اگر واجب نہوتی تو بڑے بڑے عالم فاضل محدث اور مفسر اور فقیہہ اونمین سے کسی کے بھی مقلد نہوتے جواب اسکا دو طرح ہی اول یہ کہ بجز بعض متعصب علما کے ایک امام کی تقلید کو واجب تو کیا مباح تک بھی کوئی نہین کہتا الخ **اقول** معترض صاحب نے چند اشخاص کو کہ جنمین بعض ظاہر یہ بھی داخل ہین بدون تحقیق لکھدیا یہ جتنے نام لکھے ہین سب مقلد تھے الا ماشاء اللہ اور بعض مسائل مین خلاف تقلید کر لینے سے تقلید فوت نہین ہوتی غرض تقلید اسکا نام نہین کہ خاص امام کا قول مستقل معمول بہ رہے بلکہ وہ قول خدا اور رسول کا ہی چونکہ وہ مخفی تھا ایمہ نے اوسکو ظاہر کر دیا اس نسبت سے حنفی شافعی کے الفاظ مقلدین پر صادق آتے ہین مگر درحقیقت تقلید خدا اور رسول کی ہی ایمہ کی طرف نسبت مجازی ہی **قال** التزام مذہب معین مین حکم اور خطاب شارع کا صادر نہین ہوا **اقول** مذہب معین کا التزام بوجہ عوارض مجبوراً کرنا پڑا کیونکہ ایک ایک مسئلے مین اختلافات کثیر تھے کسی کے نزدیک حرام اور کسی کے نزدیک حلال تھا اس لیے بغیر تقلید ایک کے چارہ نہ تھا کیونکہ اسصورت مین تو ارتکاب حرام مین بوجہ دوسرے قول کے شبہہ تھا مگر جب دونون قولون پر عمل کریگا تو اب یقیناً مرتکب حرام کا ہو جاوے گا اور اسی قسم کے مسائل مین تقلید ضروری ہی جو مسائل صریح قرآن اور حدیث سے ماخوذ ہوتے ہین اونمین تقلید محض بے اصل اور لغو ہی علاوہ اسکے معترض صاحب خود التزام اسناد کو قول جس ساد ا

اور وہ فرض سمجھ گئے کہ اوسکے روبرو قرآن بھی نہ مانیں حالانکہ میں قرآن اور حدیث سے ایسا التزام
مفہوم نہیں ہوتا اور حنفیہ پر باوجود عدم التزام مذہب معین حقیقی کے الزام دین یہ حدیث تو ہم
پہلے ہی اونکی رد میں لکھ چکے ہیں اور حجت اللہ البالغہ سے بعد مائۃ رابعہ کے تقلید کا رد نہیں
ہو سکتا اس لیے کہ پہلے ان ابواب اور فصول کے ساتھ امور دینی مرتب نہ تھے جب محققین
نے ان ائمہ کے اقوال کو دوسروں کے اقوال پر ترجیح دیکھی لامحالہ تقلید شروع کی حاصل
کلام یہ ہے کہ جو شخص واقف سنت ہو اوسکو حنفی یا شافعی بننا کچھ ضرور نہیں اور واقف ہونیکے
کئی صورتیں ہیں اگر ایسے امور ہیں کہ جن میں عام لوگ بھی شریک ہیں اور خاص بھی اونکو جانتے
ہیں جیسے نماز اور حج اور زکوٰۃ اور روزہ اور وضو کی فرضیت اجمالی علیٰ ہذا القیاس زنا اور لواطت
اور قتل وغیرہ کی حرمت کہ ہونا انکا ضروریات دین سے تمام عام و خاص کو معلوم ہے تو یہ کسی مذہب
معین یا کسی مجتہد کی اتباع پر موقوف نہیں ہر مسلمان اسکا معتقد ہے البتہ جو امور کہ بغیر فکر اور
اجتہاد کے معلوم نہیں ہوتے تو جو شخص اونکے استنباط پر قادر ہو جیسے ائمہ مجتہدین اسکو
اسمیں کسی کی تقلید کرنی نہ چاہیے اور جسکو قدرت اجتہاد نہو اوسکو ایسے شخص کا اتباع کرنا چاہیے
کہ جسکو سب سے زیادہ عالم اور متقی جانتا ہے اور اوسوقت اوس سے تکلیف بحث اور نظر
کی بوجہ عجز کے بحکم لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ساقط ہوگی اور فَاسْأَلُوا أَهْلَ
الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ سے اوسپر تقلید واجب ہوگی اس تقریر کے مخالف
کسی کا بھی قول نہیں معترض صاحب نے جہاں تقلید کی عبارتیں نقل کی ہیں سب جگہ اپنے
مطلب کے موافق تصرف کیا ہے اور موافق مقصود قائل کے پوری عبارت نہیں لکھی یہاں معترض صاحب
لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ کی چال چلے ہیں کوئی انکی بات مغالطے سے خالی نہیں ہوتی ناحق
حنفیہ بیچاروں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور خود دھوکے کی ٹٹی میں شکار کھیل رہے ہیں
دیکھینگے کہ آئی ہی شناسم **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والوں کو
دیتے ہیں کہ معنی قرآن شریف کے بدون مجتہد کے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا جواب اسکا یہ ہے کہ

یہ بات غلط اور واہی ہے جو شخص کہ عربی زبان سمجھتا ہے وہ معنی قرآن کے بھی بے شک سمجھ سکتا ہے

اقول اللہ رے بے باکی حنفیہ کے قول کو کسقدر تحریف کر دیا ہے حنفیہ تو یہ کہتے ہین کہ سوا مجتہد کے دوسرا شخص قرآن اور حدیث سے مسائل استنباط نہین کر سکتا معنی قرآن کے سمجھنے اور چیز ہین اور مسائل فقہیہ کا قرآن سے اخذ کرنا اور شئی ہے ہر شخص کا کام نہین یہ کام اوس شخص کا ہے کہ اوسکو قرآن کے احکام تمام یاد ہون اور احادیث جو متعلق احکام کے وارد ہین سب یاد رکہتا ہو اور خاص اور عام اور مطلق اور مقید اور مجمل اور مبین اور ناسخ اور منسوخ وغیرہ احکام خوب جانتا ہو اور حدیث متواتر اور آحاد اور مرسل اور متصل اور منقطع کو پہچانتا ہو اور راویون کا حال کہ فلان راوی ثقہ ہے اور فلان ضعیف ہے سب اوسکو معلوم ہو اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے اقوال سے خواہ اجماعی ہون خواہ اختلافی آگاہی رکھتا ہو اور علم قیاس جلی اور خفی اور تمیز قیاس صحیح اور فاسد کی اوسکو ہو اور پھر زبان عرب بھی باعتبار لغت اور اعراب اور اصطلاح کے خوب جانتا ہو ایسے شخص کو مجتہد کہتے ہین آور معترض صاحب جو اجتہاد کا دم بھرتے ہین ہمارے سامنے آئین تو اونکے اجتہاد کی حقیقت معلوم ہو خیر وہ تو کس شمار مین ہین اور جن جن کو اسمین دعوا ہوا ان تمام شروط مذکورہ کو بیان کرین جب خود مولانا عبد العلی بحر العلوم باوجود اسکے کہ انقطاع اجتہاد کا رد کرتے ہین اور اونکی جامعیت شہرہ آفاق تھی مجتہد نہ ہو سکے تو اورون کو بجز اپنے مونہ آپ میان مٹھو بننے کے اور کیا آتا ہے غرض قرآن کے معنی سمجھنے کا کوئی حنفی منکر نہین مجتہد اور غیر مجتہد دونون سمجھتے ہین البتہ اجتہاد اور استنباط مسائل فروعیہ کا فقط معنی سمجھنے والون سے ممکن نہین جسمین اتنے شروط پائے جائین اوسکا اجتہاد محققین کے نزدیک معتبر ہے وَدُوْنَہٗ خَرْطُ الْقَتَاد

قال اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ حدیث پر عمل کرینوالا حال حدیث کے صحیح اور ضعیف اور موضوع ہونے کا اور تحقیق رواۃ کی کسطرح سمجھے اور پہچانے گا جواب اسکا یہ ہے کہ پہچاننا حدیث تینون قسم یعنی صحیح اور ضعیف

موضوع کا اٹھارہ قسمون سمیت موقوف ہی تحقیق روات اور حال سند الخ **اقول** کیا معترض صاحب اسکے خواستگار ہین کہ فقہ کی روایت لفظ حدثنا سے امام صاحب تک ہوتی یا اور کوئی صورت جس سے سلسلۂ اسناد وہان تک پہونچتا اول تو یہ فرمائیے کہ اسناد کا برابر پہونچنا حدیث سے کہان ثابت ہی جس امر کی خدا اور رسول نے تکلیف نہین دی آپ اوس سے کسیکو مکلف کرین تو پہلے دعواے پیغمبری یا خدائی کا کر لیجیے پھر اسناد کا التزام کیجیے ظاہر ہی کہ جب کا قول ثابت کیا جاے تو کچھ اسناد پر موقوف نہین بلکہ شہرت یا کتب مشہورہ سے بھی اوسکا ثبوت ہو جاتا ہی چنانچہ عقد الجید مین لکھا ہی کہ ثبوت مسئلہ کے دو طریق ہین یا تو اوسکے واسطے سند پائی جائے یا اوس کتاب مشہور سے اخذ کیا ہو جو برابر ہاتھون ہاتھ چلی آئی ہی جیسے کتابین امام محمد کی اور مثل اونکے تصانیف اور مسانید مشہورہ مجتہدین کے اس لیے کہ وہ بمنزلۂ خبر متواتر یا مشہور کے ہین اسیطرح ذکر کیا اسکو امام رازی نے اور فتاوای قنیہ مین ہی کہ جو کسیکا کلام پایا جاوے اور کسی کتاب مشہور مین مذہب اوسکا مدون ہو اور ہاتھون ہاتھ وہ کتابین ایک دوسرے سے نقل ہوتی چلی آئی ہون پس اوسکے ناظر کو یہ کہنا جائز ہی کہ فلان شخص نے یہ کہا ہی اگرچہ اوسکو کسی نے سنا نہو جیسے کتابین امام محمد کی اور موطا امام مالک کی اور سوا انکے اون کتابون سے جو اقسام علوم مین تصنیف کی گئی ہین اس لیے کہ انکا اسطور سے پایا جانا بمنزلۂ تواتر اور خبر مشہور کے ہی کہ مثل اوسکے نہین محتاج ہوتی ہی طرف اسناد کے انتہے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کتب حنفیہ مین اسناد کی کچھ ضرورت نہین فقط ظاہریہ کے مغالطے ہین اور معترض صاحب کے چوتھے مغالطے کے جواب مین جو ہمنے دوسری عبارت عقد الجید کی نقل کی ہی اوس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی کہ حدیث کے واسطے اسناد کی ضرورت نہین بلکہ کتب مشہورہ مین مدون ہونا کافی ہی اسیطرح فقہ کو سمجھنا چاہیے پس معترض صاحب نے کہان سے اسناد کی ضرورت کا حکم لگا دیا اور پھر حدیث پر فقہ کو قیاس کیا کلام مجید کی اسناد کیون نہ طلب کی شاید یہ سمجھے معترض صاحب حدیث آحاد کے مقابلے مین ا-

نہین مانتے اور بوجہ نہونے اسناد کے انکار قرآن کا کر دیتے ہین خدا ایسی اسناد سے
محفوظ رکھے جسپر یہ دیوانے او فریفتہ ہین اور محض بنا بر اسناد کے لعن اور طعن او خلاف قرآن
سبھی کچھہ کرتے ہین مجکو خوف ہی کہ رفتہ رفتہ کہین اسناد کی پرستش نکرنے لگین غرض کلام حنفیہ کا
اسمین نہین ہی کہ حدیث کی صحت اور ضعف معلوم نہین ہو سکتا بلکہ گفتگو اسمین ہی کہ مسائل
فروعی جنکے استنباط کی حاجت پڑتی ہی او سمین صحت اور ضعف کے جاننے سے کام نہین چلتا
علاوہ اسکے حدیث کی صحت او ضعف اور وضع مین اسقدر اختلاف ہی کہ ابتک کوئی بات
طے نہین ہوئی جسنے جس مسئلہ کو اختیار کیا ہی اوسکے موافق جو حدیث ہی وہ اوسکے نزدیک
صحیح ہی اسیطرح ایک راوی کو ایک شخص نے ضعیف کہا ہی تو دوسرے نے لا باس کہدیا ہی
غرض اگر صحت اور ضعف حدیث مین ہی فیصلہ ہو گیا ہوتا تو بھی آنسو پچھہ جاتے دشواری
تو یہ ہی کہ اختلاف باہمی نے ساری خرابی ڈال رکھی ہی کسکا اعتبار کرین اگر ایک کے قول کو درست
کہتے ہین تو دوسرے کا قول غلط ہوا جاتا ہی پھر فہم کا اختلاف اوس سے بڑھکر ہی ایک شخص
کی راے مین مسائل مستنبط مین ایک مسئلے کا یقین ہی اور دوسرے کی راے مین دوسرا مسئلہ
مناقض اوسکے جما ہوا ہی ابن جوزی صلوۃ التسبیح کی صحیح حدیث کو موضوع اور بخاری کی حدیث
تحریم معازف کو باوجود صحیح ہونے کے مردود جانتے ہین اور دارقطنی اور علامہ ابن ہمام وغیرہم
نے بخاری کے بعض احادیث مین کلام کیا ہی اور علامہ ابن حجر عسقلانی کو بخاری اور مسلم دونون
کے بعض رجال مین کلام ہی گو مسلم مین بہ نسبت بخاری کے زیادہ متکلم فیہ بتلاتے ہین اور امام بخاری
شاگرد ابن حجر نے بخاری مین قریب اسی آدمیون کے اور مسلم مین ضعفا اسکے ضعیف کہا ہی پھر تقریب
مین علقمہ کے سماع کا اپنے والد سے انکار کیا ہی اور ترمذی مین سماع اونکا اپنے والد سے ثابت
کیا ہی غرض اس قسم کے اختلافات بہت ہین پس ظاہر ہوا کہ اس تحقیق کے واسطے بہت بڑا ماہر
درکار ہی معترض صاحب کو سوا نام بتلانے کے اور زبانی جمع خرچ کرنے کے اور کچھہ نہین آتا ہی
كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ذرا دو چار مسئلے ہی معترض صاحب

اپنے اجتہاد کے پیش کریں ورنہ فقہائے مجتہدین کے شکرگذار ہوں اور طعن اور تشنیع سے باز آئیں دیکھو مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کتاب الانصاف میں لکھتے ہیں اَمَّا هٰذِهِ الطَّبَقَةُ الَّذِيْنَ هُمْ اَهْلُ الْحَدِيْثِ وَالْاَثَرِ فَاِنَّ الْاَكْثَرِيْنَ مِنْهُمْ اِنَّمَا كَدُّهُمْ فِي الرِّوَايَاتِ وَجَمْعِهِمُ الطُّرُقَ وَطَلَبِ الْغَرِيْبِ الشَّاذِّ مِنَ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ اَكْثَرُهٗ مَوْضُوْعٌ اَوْ مَقْلُوْبٌ وَلَا يُرَاعُوْنَ الْمُتُوْنَ وَلَا يَفْهَمُوْنَ الْمَعَانِيَ وَلَا يَسْتَنْبِطُوْنَ سِرَّهَا وَلَا يَسْتَخْرِجُوْنَ رِكَازَهَا وَفِقْهَهَا وَرُبَّمَا عَابُوا الْفُقَهَاءَ وَتَنَاوَلُوْهُمْ بِالطَّعْنِ وَادَّعَوْا عَلَيْهِمْ مُخَالَفَةَ السُّنَنِ وَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّهُمْ عَنْ مَبْلَغِ مَا اُوْتُوْهُ مِنَ الْعِلْمِ قَاصِرُوْنَ وَبِسُوْءِ الْقَوْلِ فِيْهِمْ اٰثِمُوْنَ یعنی لیکن یہ طبقہ جو اہل حدیث کا ہی سو بے شک اکثر اونکے سعی کرتے ہیں روایات ہی میں اور طرق حدیث کے جمع کرنے میں اور طلب کرنے میں غریب اور شاذ کے اوس حدیث سے کہ جسکا اکثر موضوع یا مقلوب ہے اور نہیں رعایت کرتے وہ لوگ متن کی اور نہیں سمجھتے معنونکو اور نہیں استنباط کرتے اونکے اسرار کا اور نہیں نکالتے اون کے خزانہ اور فقاہت اور بسا اوقات فقہا پر عیب کرتے ہیں اور طعن مارتے ہیں اور اونپر مخالفت حدیث کا دعوا کرتے ہیں اور نہیں جانتے یہ امر کہ فقہا کو یہ مسلہ کس مبلغ سے دیا گیا علم سے وہ لوگ قاصر ہیں اور فقہا کے حق میں برے الفاظ کہنے سے گنہگار ہوتے ہیں انتہے کیونکہ فقہ کا ایک ایک جزئیہ موجود ہی اگر کسی مسلے میں اختلاف ہے تو مسلہ مفتی بہ میں تمام حنفی شریک ہیں مگر معترض صاحب تقدروایت اور اسناد کو جب تک فقہ میں نہیں دیکھ لیں گے ہرگز اونکو اعتبار نہ آئے گا ورنہ اونکے مسلک کے خلاف ہوجائے گا معترض صاحب کے قول سے معلوم ہوتا ہی کہ جتنے اقوال اونھوں نے بزرگوں سے نقل کیے ہیں کوئی قابل اعتبار نہیں کیونکہ کسی کتاب میں اسناد اونکی نہیں ہے اسیطرح اسماء الرجال اور موضوعات حدیث اور صحت او ضعف کی کتابیں سبکی سند لائیے کہ یہ کتابیں اونھیں شخصونکی ہیں جنکی طرف منسوب ہیں ان سب کتابوں کے مدعیوں کا کہنا

اپنے مسلک کے خلاف

بتا سکین پس معترض صاحب کے قول سے کتابین اسماء الرجال وغیرہ کی سب بے سند ٹھیرین کیونکہ
سند کو وہ ضروری جانتے ہین پس اونکے نزدیک کوئی کتاب قابل اعتبار نرہے گی **قال**
اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ جب دو حدیثین مختلف
ہون معنوان اور حکم مین تو اب عمل کرنے والے حدیث رسول اللہ پر کیونکر عمل کرین گے جواب
اسکا یہ ہی کہ جن حدیثون کو مقلدین ائمہ آپسمین مختلف سمجھتے ہین اور ظاہر مین ایک دوسرے
کی ضد اونکو معلوم ہوتی ہین یہ سبب اونکے قصور فہم اور قلت تدبر کا ہی الخ **اقول**
حنفیہ کی غرض یہ ہی کہ احادیث مختلفہ مین ائمہ نے جو تطبیق دی ہی وہ سب سے بہتر ہی
اور معترض صاحب نے ابن خزیمہ کا فقط قول نقل کیا ہی حالانکہ اس قول سے کوئی نتیجہ
حاصل نہین قول شی دیگری ہی عمل شی دیگر دعوا سب کرتے ہین کوئی اوسکا مصداق دکھلانیوالا
سواے ائمہ اربعہ کے موجود نہین معترض صاحب فقط اقوال ہی کو کافی اور وافی سمجھتے
ہین ہم پوچھتے ہین کہ ابن خزیمہ کا یہ قول ہمارے کس مصرف کا ہی اگر وہ کوئی کتاب تطبیق کی
لکھ جاتے تو بیشک ہمارے کام آتی جسمین تطبیق ان دونون صحیح حدیثونکی ہی) کہ ابن عباسؓ
فرماتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا خوف سفر وغیرہ شہر مین جمع کیا ہی اور ابن
مسعودؓ فرماتے ہین ہمنے سواے مزدلفہ اور عرفہ کے اور کہین جمع کرتے نہین دیکھا) ہو جاتی
اسی طرح ایک صحیح حدیث مین صحابہؓ سے قبل نماز مغرب نفل پڑھنے کی روایت ہی اور عبد اللہ
ابن عمرؓ سے روایت ہی کہ ہمنے کبھی کسی صحابی کو قبل مغرب نماز پڑھتے نہین دیکھا ان
دونون بھی تطبیق دیتے باوجودیکہ دونون صحیح ہین علے ہذا القیاس بہت ایسی احادیث
ہین جنمین اختلاف ہی مگر ائمہ اربعہ نے بالکل خلاف اوٹھا دیا ہی خصوصا مذہب حنفی مین تو
حدیث کو مثل آئینہ کر دیا ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ امام اور مقلدین اونکے حدیث کو خوب
سمجھتے ہین اور ظاہریہ نے حدیث کا اصل مطلب نہین پایا دوسری حدیث کیسی ہی صحیح ہو
بخاری کی حدیث کے روبرو باوجود امکان اتفاق کے اوس حدیث سے انکھین

بند کر لیتے ہین اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث کا انکار کر بیٹھتے ہین اسیطرح بہت
قواعد اونکے جمہور کے خلاف ہین جسکو ایمۂ اربعہ سے خارج ہونا ہو وہ اونکا مذہب اختیار
کرے پھر ہم حیران ہین کہ اسمین معترض صاحب کو کونسی وجہ ترجیح کی نظر آئی کہ اپنے
ہمعصر متعصبون کی کتابین دیکھنے کو ارشاد فرماتے ہین اور امامون کے اقوال سے فرار
کرتے ہین کیا ایمہ کی تطبیق ابن خزیمہ کے تطبیق سے بھی کم تھی جو حدیث مختلف کا مطلب
ایمہ نے بتلایا ہی وہ کسی کو بھی نہین سوجھا اور قاعدے تو سب کتابون مین لکھے ہوئے ہین چنانچہ طب
کے قاعدے تمام کتابون مین موجود ہین ہندی کی چندی ہوگئی ہی ہر دوا کی خاصیت اور
ماہیت اور افعال و خواص بالتصریح موجود ہین اب یون کہدینا کہ فلان فلان کتاب دیکھکر
مطب کرنا مشکل نہین بہت آسان ہی مگر معترض صاحب اگر ان کتابون کو دیکھکر کوئی نسخہ
کسی مریض کے واسطے لکھدین تو ہم سلام کرین اور اگر بالفرض لکھ بھی دین گین تو اوس نسخے
کی اور سنکیا کی ایک خاصیت ہوگی بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہی کہ آدمی کو علم شی کا ہوتا ہی
جیسے علم طب تمام پڑھ جاوے مگر نسخہ بغیر مطب دشوار ہی پھر طبیبون مین بھی فرق ہوتا ہی
جتنا زیادہ زکی اور قوی الحافظہ ہوگا اوتنا ہی علم طب اور مطب اوسکا عمدہ ہوگا اگر سب برابر
ہوا کرین تو پھر بڑے طبیبون کو کون پوچھے خود کتابین دیکھکر دوائی لیا کرین جیسے
آج کل کے نیم حکیم خطرۂ جان ہین ویسے ہی حضرات ظاہریہ خطرۂ ایمان ہین دعوا یہ کچھ کہ جسکی
بو سے اجتہاد پائی جائے اور علم ایسا کہ جس سے فاش غلطی واقع ہو غرض جتنا کسی شخص کا
علم وسیع ہوگا اوتنا ہی قول اوسکا بہ نسبت دوسرے کے زیادہ قوی ہوگا ورنہ امام صاحب
کی درایت اور امام بخاری کی روایت کو کوئی نہ دریافت کرتا اور علامہ ابن حجر مکی شافعی رح
خیرات الحسان کی فصل بست و ششم مین لکھتے ہین مَنْ يَطْلُبُ الْحَدِيْثَ وَلَا يَتَفَقَّهُ
كَمَنْ يَجْمَعُ الْاَدْوِيَةَ وَلَا يَدْرِيْ مَنَافِعَهَا حَتّٰى يَجِيْءَ الطَّبِيْبُ كَمَا اَنَّ
الْمُحَدِّثَ لَا يَعْرِفُ وَجْهَ حَدِيْثِهٖ حَتّٰى يَجِيْءَ الْفَقِيْهُ یعنی جو شخص حدیث

خیرات الحسان [illegible] فصل بست و [illegible]

طلب کرتا ہو اور فقیہ نہین ہوتا مثل اوس شخص کے ہی کہ جمع کرے دواؤنکو اور نہ جانے منافع اونکے
یہانتک کہ آوے طبیب جیسا کہ محدث نہین پہچانتا وجہ حدیث کی یہانتک کہ فقیہ
آوے انتہی اور فقہ کا اختلاف کچھہ مضر نہین اس لیے کہ اوسمین کتنا ہی اختلاف ہو مگر مسلہ
مفتی بہ سب حنفیہ کے نزدیک ایک ہی ہی الا ماشاء اللہ اور حدیث مین اسقدر اختلاف
ہی کہ جسقدر چارون مذاہب مین بلکہ زائد ہر ایک کا ماخذ ایک حدیث موجود ہی ورنہ اتنے مذاہب
مخالف کیون ہو جاتے پس فقہ کا اختلاف حدیث کے اختلاف سے چوتھائی بلکہ اس سے
بھی کم سمجھنا چاہیے چنانچہ شرح مسلم مین موجود ہی اوسکو ملاحظہ کیجیے کوئی باب ایسا
نہین کہ جسمین کسیکا خلاف نہو مگر یہ اختلاف کچھہ معیوب نہین فقط معترض صاحب کے
اعتراض کا جواب ہی کہ وہ فقہ کا اختلاف حدیث کے اختلاف سے زیادہ بتلاتے ہین اور
یہ محض غلط ہی البتہ چارون مذہب کے فقہ کا اختلاف عجب نہین کہ حدیث سے
کم ہو اور فقط ایک امام کے اختلاف فقہ کو زیادہ کہنا لغو بات ہی محض واہیات ہی **قال**
بتلائیے کہ متبع رائے ابو حنیفہ کا کس پر عمل کرے **اقول** مسلہ مفتی بہ پر **قال** اور ایک
مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ بہ نسبت حدیث کی کتابون کے
فقہ کی کتابین بڑی آسان اور بہت تحقیق اور کوشش سے بنائی گئی ہین سو جواب اسکا
یہ ہی کہ یہ بات محض کذب اور دروغ ہی اگر کوئی منصف بہ نظر تحقیق دیکھے تو عبارت حدیث
کے متون فقہ مثل شرح وقایہ اور کنز اور ہدایہ وغیرہ سے لاکھ درجے آسان ہی **اقول**
جناب معترض صاحب نے کچھہ تو خدا کا خوف کیا ہوتا ایسی رکیک اور ضعیف باتین
بیچارے حنفیہ کی طرف کیون منسوب کر دین اور جواب دینا انکا کیا ضرور تھا شاید
یہ فرضی صورتین ہون فقہانے فرضی مسائل نکالے ہین تو معترض صاحب بھی تو
تصدیق اجتہاد کے واسطے کوئی بات نکالین اور غرض اس اختراع سے یہ ہی کہ کوئی فقہ
نہ پڑھے اور نہ اوسپر عمل کرے اگر ضرورت پڑے تو مسک الختام وغیرہ کتابین اسکی

کی اور نیل الاوطار وغیرہ تصانیف قاضی شوکانی زیدی کی جو مخالف مسلک جمہور علمائے سنت کے ہین دیکھ لین
اور جب کسی خاص مسلے کی ضرورت پڑی تو انہین کتابون سے اجتہاد بھی کر لے اور ہدایہ
کی حدیث موضوع پر کسی مقلد کا عمل نہین اور نہ اوسمین موضوع حدیثین ہین چنانچہ فتح القدیر
مین تو صحیح صحیح حدیثون سے مسائل ہدایہ کو خوب قوت دیکر جبر نقصان کر دیا ہے مطلب ثبوت
سے ہے کہین ہو البتہ ضعف اور صحت مین اختلاف ہوا کرتا ہے اسکا خود محدثین نے بھی اعتبار
کیا ہے اور حدیث ضعیف پر باوجود پائے جانے صحیح کے عمل کر لیا ہے چنانچہ ترمذی مین لکھا ہے
فَقَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ أَجْوَدُ إِسْنَادًا وَالْعَمَلُ عَلَى
حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ یعنی کہا یزید بن ہارون نے کہ حدیث ابن عباس کی اسناد
مین بڑی کھری ہے اور عمل عمرو بن شعیب کی حدیث پر ہے انتہے پس تعجب ہے کہ خود تو صحیح کو محدثین
چھوڑکر ضعیف پر عمل کر لین اور فقہا اگر ضعیف پر کسی وجہ سے عمل کر لین تو مقصود دار تحقیر ین
سے ہر یکے ناصح برائے دیگران + ناصح خود یافتم کم در جہان **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین
ایسے حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ مجتہدون کا کوئی مسئلہ بھی قرآن اور حدیث کے
خلاف نہین ہے اور اگر کوئی ہوگا بھی تو اوسکا باعث یہ سمجھا جاوے گا کہ اوسکو مجتہدون نے
بسبب لائق نہ ہونے عمل کے عمداً ترک کر دیا ہوگا جواب اسکا یہ ہے کہ اس تقریر سے یہ ثابت
ہوتا ہے کہ مقلدین مجتہد سے خطا کے ہونے کے قائل نہین ہین اور قائل نہونا خطا کا مجتہد سے
یہ مذہب معتزلہ کا ہے الخ **اقول** اس کلام سے یہ نہین سمجھا جاتا ہے کہ احتمال خطا اون سے
نہین احتمال خطا تو ہر صورت مین ہے اگر صحیح کے مطابق استنباط ہوگا تو بھی احتمال خطا ہے
فقط خلاف حدیث کی صورت کو رفع خطا مین دخل دینا محض خطا ہے اگر مجتہد عمداً کسی حدیث کو
کسی علت سے ترک کر دے او سکے اجتہاد مین احتمال خطا ہوگا اور اگر مسئلہ استنباطی اوسکا
مخالف کسی حدیث کے نہ معلوم ہو تو بھی احتمال خطا سے چارہ نہین غرض مسائل اجتہادیہ
مین احتمال خطا اور صواب ہر صورت مین ہوتا ہے مخالفت اور موافقت کو اوسمین کیا دخل

جو معترض صاحب نے محض فضول گفتگو کی معلوم ہوا کہ حضرت کو نرے ربط الفاظ کہنے مین بھی نہایت ہی شوق ہی بیان صواب اور خطا کے مسئلے سے کیا بحث تھی جو معترض صاحب نے اظہار کمال دانائی کیا حنفیہ ہر صورت مین خطا اور صواب دونون کا احتمال رکھتے ہین البتہ جانب صواب غالب ہوتی ہی اور جانب خطا کا احتمال ہوتا ہی اور اسمین کلام نہین کہ ائمہ نے بعض مسائل مین بعضے احادیث کو بوجہ کسی علت کے ترک کر دیا ہی اور دوسرا ماخذ اوسکا قرار دیا ہی **قال**

اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ ہمارے امام نے تمام مسائل حدیث ہی سے نکالے ہین اور انکو سب حدیثین پہونچ گئی تھین جواب اسکا یہ ہی کہ ایسا شخص بڑا کذاب اور بہت بڑے اعتقاد والا بیوقوف ہی اسلیے کہ بڑے بڑے اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جو کہ اکثر اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے صحبت مین رہتے تھے اونکو تو تمام حدیثین ایک مدت تک پہونچی ہی نہین تھین ان اماموں کو کیا پہونچی ہون گی الخ **اقول** حنفیہ کسی کی نسبت یہ دعوا نہین کرتے کہ اونکو کل حدیثین بالیقین پہونچی تھین خواہ امام صاحب ہون یا امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد یا امام بخاری یا امام مسلم ہون کسی کی نسبت کوئی ثابت نہین کر سکتا کہ اوسکو سب حدیثین پہونچ گئی تھین پس جسطرح یہ نہین کہہ سکتے کہ امام صاحب کو کل حدیثین پہونچ گئی تھین اسی طرح کوئی اس دعوے کو بھی نہین ثابت کر سکتا کہ امام صاحب کو اسقدر حدیثین نہین پہونچین جسقدر امام بخاری وغیرہ کو پہونچی تھین پس معترض صاحب نے یہان دو مغالطے دیتے ایک تو حنفیہ کی طرف سے کل حدیثون کا دعوا کر دیا اور دوسرے اوسکے جواب مین صحابہ کی حدیثین بیان کر دین اور صحبت اوسپر یہ لائے کہ صحابہ اکثر اوقات رہتے تھے جو بات معترض صاحب نے بیان کی من قبیل بناء الفاسد علی الفاسد ہی اکثر اوقات خود اس امر کا مقتضی ہی کہ کل حدیثین صحابہ کو معلوم ہون پھر یہ کہنا کہ مدت تک اونکو حدیثین نہین پہونچی تھین اس سے یہی معلوم ہوا کہ بعد مدت کے وہ حدیثین پہونچ گئین چنانچہ خود اوسکی تصریح کر دی ہی پس

تنبیہ ضروری

امام صاحب کا زمانہ تو بہت بعد ہوا ہی اور کوفے مین بہت سے صحابہ آکر مقیم ہوے تھے
اونکا علم حدیث کہان گیا کیا طاہر ہے نے سیکھا اور کسیکو میسر نہوا لہذا امام صاحب کو کہ تمام
کوفے سے اعلم تھے بہت ہی احادیث پونہچے ہون گے چنانچہ مسائل کی تطبیق مین امام صاحب
کی مسانید مین اسقدر احادیث موجود ہین کہ دوسرے کی کتاب مین اتنے نہین ہین اور ہر حدیث
جو ذرا بھی ایک گونہ مخالف ہوا اوسکو کہدیا کہ امام صاحب کو نہین پونہچی محض بے دلیل بات اور
رجم بالغیب ہی خدا ایسے سوء ظنی سے بچاوے ورنہ ہر امام کے حدیث دوسرے امام کی صحیح حدیث
اور اجتہاد کے مخالف نہوتے حالانکہ کوئی حدیث ایسی نہین کہ جسکے مخالف کسی کا قول
موجود نہو مگر یون دعوا نہین کر سکتے کہ اوسکو صحیح حدیث نہین پونہچی تھی ہم بہت حدیثین
صحیح دیکھتے ہین کہ ایمہ نے اونکو باوجود صحت کے ترک کردیا ہی کیونکہ محض صحت پر دار و مدار عمل
کا نہین ورنہ جمہور صحابہ سے خلاف حدیث صحیح کے کوئی امر مروی نہوتا پس سب صحیح حدیثون کو واجب العمل
جانین تو صحابہ کا عمل اونکے ضرور بر خلاف موجود ہی جب صحابہ ہی خلاف کرنے لگے تو نعوذ
باللہ موافق حدیث فقط ظاہریہ اپنے خیال مین ہون گے اسیوجہ سے احادیث مرفوعہ
مین صحابہ کے اعمال بھی ملحوظ خاطر ضرور ہین خصوصًا جو راوی اوس حدیث کے ہون اگر وہ اوسکے
خلاف عمل کرتے ہون گے تو وہ حدیث قابل عمل نہوگی پھر اوسمین ایمہ کے اقوال بھی ضرور دیکھنے
چاہیین کیونکہ اکثر احادیث کی ایمہ نے وہ توجیہ بیان کی ہی کہ گو ظاہر کے خلاف ہی مگر عرف
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بالیقین وہی معلوم ہوتی ہی پس بے تحقیق صحیح حدیث پر عمل کرلینا
حسن ظن تو ہی مگر حماقت او تکبر سے خالی نہین ؎ در میر و وزیر و سلطان را + بی وسیلت مگرد پیرامن
سگ و دربان چو یافتند غریب + این گریبان گرفت و آن دامن   حاصل یہ ہی کہ معترض
صاحب دوسرون کے مغالطے فرضی نقل کرتے ہین اور جواب کے ضمن مین خود مغالطے دیتے
ہین بلکہ اونکے جواب کا نام مغالطہ ہی سمجھنا چاہیے عوام کو تو معلوم نہین کہ حنفیہ کا حقیقت
کار کیا ہی اونکی نظر مغالطون پر ڈال کر شیخی کی آڑ مین اون بیچارون کو پھانس لیتے ہین

اسکے بعد معترض صاحب نے سو مسلے مخالف احادیث نقل کیے ہین اور عقل کو بالاے طاق رکھدیا ہی چنانچہ ناظرین کو جواب سے معلوم ہوگا کہ یہ طعن ائمہ حدیث پر نہین بلکہ اس پردے مین معترض صاحب نے سبھی پر طعن کیا ہی امام صاحب وغیرہم اس سے بالکل بری ہین **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ قرآن اور حدیث کا ایسا کوئی مسئلہ نہین ہی جو کہ مجتہدون کو نہ ملا ہو ویا اونھون نے کسی مسئلہ پر قرآن و حدیث کے خلاف عمل کیا ہو سو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بات بالکل غلط ہی اگر کوئی شخص تامل کرے تو اکثر پاوے گا کہ ایک طرف تو حدیث صحیح ہی اور ایک طرف راے امام کی ہی اوس حدیث صحیح کے مخالف اور فتوے امام کی راے پر ہی چنانچہ مشت نمونہ خروارے چند قول اونکے یہان نقل کرتا ہون دیکھ لیجئے مسئلۂ اول اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث کے یہ ہی جو کہ فقہ اکبر اور شرح عقائد نسفی مین لکھا ہی اَلْاِیْمَانُ هُوَ الْاِقْرَارُ وَالتَّصْدِیْقُ وَاِیْمَانُ اَهْلِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ یعنی ایمان اقرار ہی اور تصدیق ہی اور ایمان اہل آسمان اور زمین کا نہین زیادہ ہوتا اور نہین کم ہوتا انتہے امام اعظم نے خلاف کیا ہی اس مسلے مین کلام اللہ کی صریح کئی آیتون کا بھی اور حدیثون کا بھی اس لیئے کہ ایمان بڑھتا بھی ہی اور کم بھی ہوتا ہی چنانچہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا یعنی جب پڑھی جاتی ہین اوپر اونکے نشانیان اوسکی زیادہ کرتی ہین اونکو ایمان **اقول** یہان نزاع لفظی ہی اسمین مخالفت قرآن اور حدیث کی مطلق نہین پائی جاتی تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ ایمان کے معنی جیسا کہ متأخرین حنفیہ کے کتب مین ہین فقط تصدیق قلبی کے ہین اور اقرار کو احکام معاملات دنیوی مین ضروری اور داخل ایمان جانتے ہین چنانچہ آیات قرآنی اسپر شاہد ہین فرمایا اللہ تعالے نے اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ یعنی یہی لوگ ہین کہ جنکے دلونمین اللہ نے ایمان کو ثابت کردیا ہی وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ یعنی دل اوسکا مطمئن ہی ساتھ ایمان کے وَلَمَّا یَدْخُلِ

الایمانُ فِی قلوبِکم یعنی نہین داخل ہوا ایمان تمھارے دلون مین قالتِ الاعرابُ
اٰمنّا قُل لم تؤمنوا ولٰکن قولوا اسلمنا یعنی کہا بدوی جو منافق تھے ایمان لائے ہم تو کہدے
کہ تم ایمان نہین لائے دل سے لیکن کہو کہ اسلام لائے ہم یعنی ظاہر مین منقاد و مطیع ہو گئے
اور احادیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی چنانچہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ
سے جسوقت اونھون نے قتل کیا ایک شخص کو کہ اوسنے لا الٰہ الا اللہ کہا تھا ھلّا شققتَ
قلبہٗ فنظرتَ اصادقٌ ھو ام کاذبٌ یعنی کیون نہ چیر کر دیکھ لیا تو نے دل ویکا
کہ وہ سچا ہی یا جھوٹا والایمانُ ان تؤمنَ باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ
یعنی ایمان یہ ہی کہ تصدیق کرے تو ساتھ اللہ کے اور فرشتون اوسکے کے اور کتابون اوسکے کے
اور رسولون اوسکے کی یہ چند آیتین اور حدیثین ہمنے لکھدی ہین ورنہ اور بہت سی سندین
قرآن اور حدیث مین اوسکی موجود ہین جن سے معلوم ہوتا ہی کہ ایمان کا تعلق قلب سے ہی ہی اور
امام اعظم کی عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ اونکے نزدیک ایمان عبارت ہی تصدیق قلبی اور
اقرار زبانی سے اور محدثین کے نزدیک ایمان کے معنی تصدیق اور اقرار اور عمل کے ہین اور قرآن
اور حدیث مین بھی ایمان باین معنی آیا ہی اسی وجہ سے حنفیہ اور شافعیہ مین اختلاف
کہ آیا ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہی یا نہین پس محدثین چونکہ عمل کو بھی داخل ایمان کر چکے
اس لیے وہ زیادتی اور کمی ایمان کے قائل ہوے چنانچہ اس آیت کو وہ اپنے قول کی
ہین امام رازی شافعی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین فقد احتجوا بھٰذہ الآ
وجھین الاول ان قولہ زادتھم ایمانا یدل علی ان
یقبل الزیادۃ ولو کان الایمان عبارۃ عن المعرفۃ
قبل الزیادۃ یعنی تحقیق حجت گردانا اونھون نے اس آیت کو
یہ کہ قول اللہ تعالیٰ زادتھم ایمانا دلالت اسپر کرتا ہی کہ ایما
اور اگر ایمان عبارت ہوتا تصدیق اور اقرار سے تو ال

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جو معنی ایمان کی امام صاحب لیتے ہیں وہ ہرگز زیادتی اور کمی
قبول نہیں کرسکتی جتنی آیتیں آپ نے بیان کیں سب میں ایمان سے ارکان ثلاثۂ
مذکورہ مراد ہیں اگر یہ معنی ایمان کے آپ مراد لیتے ہیں تو بجا ہے سوا ان معنوں سے
امام صاحب ایمان کی کمی اور بیشی کا انکار نہیں کرتے اور اگر صرف تصدیق یا مجموع اقرار
و تصدیق کے معنی لیے جائیں جیسا کہ مذہب امام صاحب کا ہے تو معنی آیت کے
یہ ہوں گے جو تفسیر کبیر میں لکھے ہیں اور امام صاحب سے بھی یہی معنی منقول ہیں والوجہ
الثانی من زیادۃ التصدیق انہم یصدقون بکل ما یتلی علیہم
من عند اللہ ولما کانت التکالیف متوالیۃ فی زمن الرسول
صلی اللہ علیہ وسلم متعاقبۃ فعند حدوث کل تکلیف
کانوا یزیدون تصدیقا واقرارا ومن المعلوم ان من صدق
انسانا فی شیئین کان تصدیقہ لہ اکثر من تصدیق من صدقہ
فی شیء واحد وقولہ واذا تلیت علیہم آیاتہ زادتہم ایمانا معناہ
انہم کلما سمعوا آیۃ جدیدۃ اتوا باقرار جدید فکان ذلک
زیادۃ فی الایمان والتصدیق یعنی وجہ دوسری زیادتی تصدیق کی یہ ہے کہ وہ
تصدیق کرتے ہیں کل اوس شی کی جو پڑھی جاتی ہے اون پر اللہ کی طرف سے اور جبکہ تھیں تکلیفیں زمانہ
رسالت پناہ میں سے پے در پے اور یکے بعد دیگرے پس وقت حادث ہونے ہر
تکلیف کے زیادہ کرتے تھے وہ تصدیق اور اقرار اور ظاہر ہے یہ کہ جو شخص تصدیق کرے
کسی انسان کی دو امر میں زیادہ ہے تصدیق اوس شخص کی تصدیق سے کہ ایک امر میں
تصدیق کرے اور قول جناب باری واذا تلیت الخ یعنی جب وہ سن لیتے ہیں کوئی آیت
جدید کرتے ہیں اقرار جدید پس ہوگی یہ زیادتی ایمان میں اور تصدیق میں دوسری جگہ
کہتے ہیں والمعرفۃ والاقرار لا یقبلان التفاوت یعنی تصدیق اور اقرار

کمی بیشی قبول نہین کرتی اور جس صفحے کا آپنے حوالہ دیا ہی اوسمین تو اونھون نے بلکہ اور کسی
جگہ کہین ان معنون سے جو امام صاحب کہتے ہین ہرگز کمی اور بیشی کو نہین لکھا بلکہ منع
کیا ہی چنانچہ عبارت اونکی نقل کی گئی اور جس جگہ تفسیر کبیر مین ہمنے دیکھا نزاع لفظی پایا
ہان اب گفتگو اتنی باقی ہی کہ امام صاحب ان معنون کے کیون قائل ہوے جو اونکو کوئی
مجازی لے نے نہ پڑے سو جواب اوسکا یہ ہی کہ امام صاحب کے معنی اکثر آیات اور احادیث سے
مطابق ہین اگر یہان یہ معنی لیتے تو دوسری جگہ مجاز لینا پڑتا جیسا کہ شافعیہ لے تے ہین
بلکہ میری راے مین امام صاحب کا مذہب اس باب مین بہت درست معلوم ہوتا ہی اگر بنظر طول اختصار نہ
ہوتا تو دونون طرف کے دلائل لکھتا پھر معلوم ہو جاتا کہ کس کی راے قرآن و حدیث سے
موافق زیادہ ہی مگر دو چار سندین اسلیے لکھدین کہ کوئی صاحب اسکو عجز پر محمول نکرین اب
رہی حدیث سو اوسمین کہین تصریح نہین کہ ایمان بمعنی تصدیق کے زیادہ اور کم ہوتا ہی
بلکہ خود آپکی سندین جو بخاری سے لائے ہین معلوم ہوتا ہی کہ ایمان بمعنی قول اور فعل کے
زیادہ ہوتا ہی علاوہ اوسکے اسکا حدیث ہونا ثابت نہین چنانچہ فتح الباری شرح بخاری
مین اسی مقام پر لکھا ہی کہ یہ لفظ سلف سے وارد ہے قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا
وہم ہی اور مراد بخاری کی بھی یہ نہین ہی بلکہ عطف اسکا بخاری کی عبارت پر ہی قول نبی پر نہین
گو یہ حدیث اسناد ضعیف سے وارد ہوئی ہی انتہے اور شیخ الاسلام علامہ عینی شارح بخاری
لکھتے ہین قَالَ الْإِمَامُ هٰذَا الْبَحْثُ لَفْظِيٌّ لِأَنَّ الْمُرَادَ بِالْإِيمَانِ إِنْ كَانَ هُوَ
التَّصْدِيقُ فَلَا يَقْبَلُهُمَا وَإِنْ كَانَ الطَّاعَاتُ فَيَقْبَلُهُمَا فَكُلُّ مَا قَامَ
مِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْإِيمَانَ لَا يَقْبَلُهُمَا فَهُوَ مَصْرُوفٌ إِلَى أَصْلِ الْإِيمَانِ
وَكُلُّ مَا دَلَّ عَلَى أَنَّ الْإِيمَانَ يَقْبَلُهُمَا فَهُوَ مَصْرُوفٌ إِلَى الْكَامِلِ وَهُوَ
مَقْرُونٌ بِالْعَمَلِ یعنی کہا امام صاحب نے یہ بحث لفظی ہی اسلیے کہ مراد ایمان سے اگر
فقط تصدیق ہی تو یہ زیادتی اور کمی نہین قبول کرتی اور اگر طاعت ہی تو یہ کمی اور بیشی قبول

کرتی ہی پس جو دلیل قائم ہوا سپر کہ ایمان کمی اور بیشی قبول نہین کرتا سو مراد اوس سے اصل ایمان
ہی اور جو دلیل ایمان کی کمی اور بیشی پر دلالت کرتی ہو اوس سے مراد ایمان کامل ہی جس مین عمل
داخل ہی انتہے اور مجد الدین فیروزآبادی شافعی مذہب لکھتے ہین وانچہ مشہور است کہ
اَلْاِیْمَانُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ یَزِیْدُ وَیَنْقُصُ وَالْاِیْمَانُ لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ از آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم درین معنی چیزے صحیح نشدہ وآن از اقوال صحابہ وتابعین است یعنی جو کہ مشہور
ہی کہ ایمان قول اور عمل ہی زیادہ اور کم ہوتا ہی اور ایمان نہ زیادہ ہوتا ہی اور نہ کم آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے اسمین کوئی حدیث صحیح نہین آئی بلکہ اقوال صحابہ اور تابعین سے ہی انتہے اور
شیخ الہند شارح سفر السعادت بھی جنکی آپ سند لائے ہین اوسکے بعد لکھتے ہین کہ حاصل
کلام تحقیق یہی ہی کہ دونون طرف کی کوئی حدیث صحیح نہین آئی اور جتنے اقوال آپنے نقل
کیے ہین ذرا غور سے اوسمین ملاحظہ فرمائیے کہین یہ لکھا ہی کہ ایمان بمعنی تصدیق یا تصدیق
مع الاقرار زیادہ اور کم ہوتا ہی بلکہ اسکی تصریح کردی ہی کہ قول اور عمل ہی زیادہ اور کم ہوتا ہی
چنانچہ غنیۃ الطالبین کی عبارت جو آپ لکھتے ہین اوسمین بھی تصریح کردی ہی کہ ایمان
اقرار لسانی اور تصدیق جنانی اور عمل ارکانی ہی زیادہ ہوتا ہی بندگی سے اور ناقص ہوتا ہی گناہ سے
اور قوی ہوتا ہی علم سے اور ضعیف ہوتا ہی جہل سے انتہے اور سلف کی عبارت مین جو قول
وعمل فقط آیا ہی تصدیق کا ذکر نہین ہی اسکی وجہ یہی ہی کہ عمل سے مراد عام ہی خواہ جوارح سے ہو خواہ
قلب سے چنانچہ تصریح اسکی شرح سفر السعادت مین کردی گئی ہی اور مجمع البحار کی عبارت
جو آپنے نقل کی ہی اوس عبارت کے آگے وجہ موافقت بھی موجود ہی اوسکو آپنے کیون قلم
انداز فرمایا چنانچہ وہ عبارت یہ ہی اِلَّا الْمُحَقِّقِیْنَ مِنْهُمْ فَاِنَّهُمْ قَالُوْا مُفَسَّرُهُ التَّصْدِیْقُ
لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ وَالْاِیْمَانُ الشَّرْعِیُّ یَزِیْدُ وَیَنْقُصُ بِزِیَادَةِ ثَمَرَاتِهٖ وَبِهٖ التَّوْفِیْقُ
بَیْنَ ظَوَاهِرِ النُّصُوْصِ وَاَقَاوِیْلِ السَّلَفِ یعنی مگر محققین اونمین سے پس تحقیق کہا اونھون
نے مفسر اوس کا تصدیق کا نہ زیادہ ہوتا ہی اور نہ کم اور ایمان شرعی زیادہ اور کم ہوتا ہی بسبب زیادتی

سفر السعادہ

مجمع البحار

ثمرون اپنے کی اوران معنی سے موافقت درمیان ظاہر نص اور اقوال سلف کے ہوگئے انتہے
باقی رہا قول صاحب تفسیر فتح البیان کا جو معصر اور مربی آپکے ہین اوسکا جواب یہ ہو کہ وہ خود
اوسی صفحے مین لکھتے ہین وَالْمُرَادُ بِزِيَادَةِ الْإِيمَانِ هُوَ زِيَادَةُ انْشِرَاحِ الصَّدْرِ
وَطُمَانِينَةِ الْقَلْبِ وَانْفِلَاجِ الْخَاطِرِ یعنی مراد زیادتی ایمان سے زیادتی کشادہ ہونے
سینے کی ہو اور اطمینان قلب کا اور شگفتہ ہونا خاطر کا ہو انتہے سو اس زیادتی کے حنفیہ بھی
قائل ہین چنانچہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ہین لکھا ہو فَالتَّحْقِيقُ اَنَّ الْاِيمَانَ كَمَا قَالَ الْاِمَامُ
الرَّازِيُّ لَا يَقْبَلُ الزِّيَادَةَ وَالنُّقْصَانَ مِنْ حَيْثِيَّةِ اَصْلِ التَّصْدِيقِ لَا مِنْ جِهَةِ
الْيَقِينِ فَاِنَّ مَرَاتِبَ اَهْلِهَا مُخْتَلِفَةٌ فِي كَمَالِ الدِّينِ یعنی تحقیق یہ ہو کہ ایمان
جیسا کہ امام رازی نے کہا ہو زیادتی اور نقصان کو باعتبار اصل تصدیق کے قبول نہین
کرتا البتہ باعتبار یقین کے کمی بیشی ہوتی ہو اس لیے کہ مراتب اہل یقین کے مختلف ہین اہل دین
مین انتہے اس عبارت کے بعد ملا علی قاری لکھتے ہین چنانچہ اسپر کلام آلہی بھی دلالت کرتا ہو
قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي اس لیے کہ مراتب عین الیقین کے رتبہ
علم الیقین سے فوق ہین اسیواسطے آیا ہو کہ سننا مثل دیکھنے کے نہین ہوتا اگرچہ بعضون کا
قول ہو کہ اگر حجاب بھی اوٹھا دیا جاوے تو بھی یقین زیادہ نہو یعنی اصل یقین زیادہ نہو
بوجہ مطابقت علم الیقین کے اور یہ منافی نہین زیادتی یقین کو وقت دیکھنے کے چنانچہ مشاہدہ
کیا گیا ہو واسطے اوس شخص کے کہ علم ہو اوسکو خانہ کعبے کا غیبت مین پھر اوسکو مشاہدہ اوسکا ہو حضوری
مین اسی بنا پر بس مراد زیادتی نقصان سے قوت اور ضعف ہو اس لیے کہ تصدیق ساتھ
طلوع آفتاب کے قوی تر ہو تصدیق سے ساتھ حدوث عالم کے اگرچہ دونون مساوی ہین
اصل تصدیق مؤمن بہ مین یعنی جس کے ساتھ تصدیق کی گئی ہو انتہے اسکے آگے لکھتے
ہین فَالْخِلَافُ لَفْظِيٌّ یعنی بس اختلاف اسمین لفظی ہو حقیقی اختلاف نہین انتہے اور
رد المقول علی النہج المقبول مین لکھا ہو کہ تحقیق نفس ایمان کم و بیش نہین ہوتا نزدیک

عام حنفیہ کے لیکن فرق اوسمین باعتبار قوت اور ضعف کے ہے اس لیے کہ ایمان عبارت ہے تصدیق
قلبی سے کہ حد اذعان کو پہونچ جاوے اور اسمین زیادتی اور کمی متصور نہین حتی کہ جسکو حقیقت
تصدیق کی حاصل ہوجائے خواہ وہ عبادت کرے خواہ گناہ تصدیق اوسکی برحال خود باقی رہتی ہے کچھ
اوسمین کچھ تغیر نہین آتا ہے اور دلیل ہماری قول جناب باری ہے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ
اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ یعنی جس وقت
کہا ابراہیم نے اے رب میرے دکھا مجکو تو مردے کو کیسے زندہ کردیتا ہے کہا کیا تو ایمان نہین
لایا کہا ابراہیم نے ایمان تو لایا ہون مگر دل کا اطمینان چاہتا ہون پس اگر ایمان زیادتی اور
نقصان قبول کرتا تو جواب ابراہیم کا لٰكِنْ لِيَزْدَادَ اِيْمَانِيْ ہوتا یعنی مگر اس لیے کہ زیادہ ہوجاوے
ایمان میرا پس قول ابراہیم کا لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ دلیل یقینی ہے اسپر کہ نفس ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے اور
نہ کم البتہ اطمینان سے تصدیق اصلی کو تقویت ہوتی ہے اسیطرح قول اللہ تعالے کا اُولٰٓئِكَ
كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ یعنی یہی ہین جنکے دلون مین حق تعالے نے ایمان ثابت کردیا ہے اور
ظاہر ہے کہ مثبت زیادہ اور کم نہین ہوتا علی ہذا القیاس قول رسالت مآب کا حدیث ابو سعید مین
مجبوسون عن المنکر بارادہ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ دلالت کرتا ہے اسپر کہ ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے
اور نہ کم لیکن قوی اور ضعیف ہوجاتا ہے جیسا کہ مذہب حنفیہ کا ہے انتہی اور جوامع قادریہ مین لکھا ہے
وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ دلیل یقینی ہے کہ ایمان کم وبیش نہین ہوتا لیکن بسبب اطمینان کے قوی
ہوجاتا ہے چنانچہ یہی مذہب ہمارا ہے انتہی اور الدر الازہر شرح الفقہ الاکبر مین ہے اِنَّ الْاِيْمَانَ لَا يَزِيْدُ
وَلَا يَنْقُصُ مِنْ حَيْثُ اَصْلِ التَّصْدِيْقِ وَالْاِذْعَانِ اِلَّا اَنَّهٗ يَقْوٰى وَيَضْعُفُ
مِنْ جِهَةِ الْيَقِيْنِ یعنی تحقیق ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے اور کم بھی نہین ہوتا ہے باعتبار اصل تصدیق
اور اذعان کے مگر تحقیق قوی اور ضعیف ہوتا ہے باعتبار یقین کے انتہی البتہ محدثین کے قول پر
یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ جب عمل بھی داخل ایمان ہوا تو چاہیے کہ بدون عمل ایمان متحقق نہو سو اسکا جواب
کشاف اصطلاحات فنون مین موجود ہے قَالَ الْاِمَامُ هٰذِهٖ فِيْ غَايَةِ الصُّعُوْبَةِ لِاَنَّ الْعَمَلَ

اِذَا کَانَ رُکْنًا لَا یَتَحَقَّقُ الْاِیْمَانُ بِدُوْنِہٖ فَغَیْرُ الْمُؤْمِنِ کَیْفَ یَخْرُجُ مِنَ النَّارِ وَیَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قُلْتُ الْاِیْمَانُ فِیْ کَلَامِ الشَّارِعِ قَدْ جَآءَ بِمَعْنٰی اَصْلِ الْاِیْمَانِ وَھُوَ الَّذِیْ لَا یُعْتَبَرُ فِیْہِ کَوْنُہٗ مَقْرُوْنًا بِالْعَمَلِ کَمَا فِیْ قَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْاِیْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ وَالْاِسْلَامُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکَ بِہٖ وَتُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ اَلْحَدِیْثَ وَقَدْ جَآءَ بِمَعْنَی الْاِیْمَانِ الْکَامِلِ وَھُوَ الْمَقْرُوْنُ بِالْعَمَلِ وَھُوَ الْمُرَادُ بِالْاِیْمَانِ الْمَنْفِیِّ فِیْ قَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ اَلْحَدِیْثَ وَکَذَا کُلُّ مَوْضِعٍ جَآءَ بِمِثْلِہٖ فَالْخِلَافُ فِی الْمَسْئَلَۃِ لَفْظِیٌّ لِاَنَّہٗ رَاجِعٌ اِلٰی تَفْسِیْرِ الْاِیْمَانِ وَاَنَّہٗ فِیْ اَیِّ الْمَعْنَیَیْنِ مَنْقُوْلٌ شَرْعِیٌّ وَفِیْ اَیِّہِمَا مَجَازٌ یعنی کہا امام نے یہ کلام نہایت مشکل ہے اس لیئے کہ عمل جبکہ رکن ہوا تو ایمان بغیر اوسکے پایا نہ جاوے گا پس غیر مومن دوزخ سے کیونکر نکلے گا اور جنت مین کیونکر داخل ہو گا جواب دیتا ہون مین کہ ایمان کلام شارع مین کبھی بمعنی نفس ایمان کے آیا ہے اور نفس ایمان وہ ہے کہ جس مین عمل کے ساتھ ہونا اعتبار نکیا جاوے چنانچہ قول رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مین وارد ہی ایمان یہ ہی کہ تصدیق کرے تو ساتھ اللہ اور فرشتون اور کتابون اور رسولون اوسکے کے اور اسلام یہ ہی کہ عبادت کرے تو اللہ کی اور نہ شریک کرے تو ساتھ اوسکے اور قائم کرے تو نماز اور کبھی بمعنی ایمان کامل کے آیا ہی اور ایمان کامل وہ ہی جو عمل کے ساتھ ہو اور یہی مراد ہی اوس ایمان سے جو نفی کیا گیا ہی قول نبی علیہ السلام مین نہین زنا کرتا ہی زنا کرنے والا جسوقت وہ زنا کرتا ہی اوس حال مین کہ وہ ایمان رکھتا ہی اور اسیطرح ہر جگہہ مثل اسکے آیا ہی سمجھنا چاہیے پس خلاف اس مسئلہ مین لفظی ہی اس لیئے کہ وہ رجوع کرتا ہی طرف تفسیر ایمان کے اور طرف اسکے کہ وہی ایمان کون سے دو معنون مین سے منقول شرعی ہی اور کون سے دو معنون مین مجاز ہی انتہےٰ اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے دو معنی آئے ہین نفس تصدیق اور ارکان ثلاثہ اور ایمان کامل

کے یہ معنی اس لیے بیان ہوے تاکہ مذہب معتزلہ سے احتراز ہو جاے کیونکہ معتزلہ نفس ایمان مین
عمل کو اصل کہتے ہین پس اس سے لازم آتا ہے کہ جو عمل ترک کرے اوسکو ہمیشہ دوزخ مین رہنا پڑے
حالانکہ یہ مذہب خلاف اہل سنت اور جماعت کے ہے پس ان تقریرات سے واضح ہوا کہ
فقط نزاع لفظی ہے معنی مین نزاع نہین جہان قرآن اور حدیث مین عمل پر اطلاق آیا ہے
وہان ایمان کامل مراد ہے اور جس جگہ نفس تصدیق پر بولا گیا ہے وہان فقط اصل ایمان مراد
ہے اور لغت بھی ان معنون کے مطابق ہے قاموس مین ہے اٰمَنَ بِہٖ اِیْمَانًا صَدَّقَہٗ یعنی ایمان
لایا وہ ساتھ اوسکے یعنی تصدیق کی اوس نے اوسکی اور لمعات شرح مشکوٰۃ کے کتاب
الایمان مین ہے ثُمَّ نُقِلَ فِي الشَّرْعِ اِلٰی تَصْدِیْقِ الشَّارِعِ فِیْمَا اَخْبَرَ اِمَّا وَحْدَہٗ
وَھُوَ مَذْھَبُ الْمُحَقِّقِیْنَ اَوْ مَعَ الْاِقْرَارِ اِنْ لَمْ یَمْنَعْ مَانِعٌ وَھُوَ قَوْلُ الْجُمْھُوْرِ
اَوْ مَعَ الْاِقْرَارِ وَالْعَمَلِ عِنْدَ الْمُعْتَزِلَةِ وَاَمَّا مَا یُحْکٰی مِنَ الْمُحَدِّثِیْنَ مِنْ اَنَّ
الْاِیْمَانَ اِعْتِقَادٌ بِالْجَنَانِ وَاِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَعَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ فَالْمُرَادُ الْاِیْمَانُ
الْکَامِلُ لَا اَصْلُہٗ کَمَا اشْتَبَہَ عَلٰی اَقْوَامٍ مِنَ النَّظَرِ فِیْ ظَوَاھِرِ عِبَارَاتِھِمْ وَقَدْ
صَرَّحُوْا بِمَا ذَکَرْنَا یعنی پھر نقل کیا گیا شرع مین طرف تصدیق شارع کے اوس چیز
مین کہ خبر دی شارع نے یا فقط تصدیق اور یہ مذہب محققین کا ہے یا مع اقرار کے اگر کوئی
مانع نہو اور یہ قول جمہور کا ہے یا مع اقرار اور عمل کے نزدیک معتزلہ کے لیکن جو کہ محدثین سے
منقول ہے کہ ایمان اعتقاد قلبی اور اقرار زبانی اور عمل ارکانی ہے پس مراد اوس سے ایمان کامل
ہے نہ نفس ایمان جیسا کہ شبہہ ہو گیا ہے بعضون کو اونکی ظاہر عبارت سے اور تحقیق تصریح
کر دی ہے اونھون نے اوس چیز کی جو ذکر کی ہمنے انتہے اور مرقات شرح مشکوٰۃ کے کتاب
الایمان مین ہے وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِیْہِ عَلٰی اَقْوَالٍ اَوَّلُھَا وَعَلَیْہِ الْاَکْثَرُوْنَ وَالْاَشْعَرِیُّ
وَالْمُحَقِّقُوْنَ اَنَّہٗ مُجَرَّدُ تَصْدِیْقِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا عُلِمَ مَجِیْئُہٗ بِہٖ
بِالضَّرُوْرَةِ یعنی اختلاف کیا ہے علماء نے ایمان مین کئی قول پر اول اونکا اوس پر اکثر لوگ اور

قاموس اللغات

لمعات شرح مشکوٰۃ

کتاب الایمان

مرقات شرح مشکوٰۃ

کتاب الایمان

مختار ہین مجرد تصدیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اوسمین کہ جانا گیا ہی لانا

اشتہین انہ محققین ہین نہ المحتار را اسکے بعد لکھا ہی اور نہین ظاہر ہوتی ہی مخالفت درمیان قول

ضروری ایماں اوسمی تمام اہل سنت کے اس لیے کہ بجالانا اوامر اور نواہی کا کمال ایمان سے

ہی اتفاقاً نہ ماہیت ایمان سے پس نزاع لفظی ہی نہ حقیقی ایسے ہی اختلاف کمی اور بیشی بجا

ہین لفظی ہی انتہے پس ہم حیران ہین کہ آپکو مخالفت صریحہ کا حکم کرنے پر کون سی شی باعث ہوئی

اول آپکو مناسب تھا کہ ایمان کے معنی متعین کرتے پھر اوسمین گفتگو کرتے کہ ان معنون سے

کمی اور بیشی قرآن اور حدیث سے ثابت ہی یا نہین آپنے بلا تحقیق حکم دے دیا کہ امام صاحب

نے صریح مخالفت کی ادنی استعداد والا بھی جان سکتا ہی کہ فرق بین ہی اور یہ آیت سلف

سے آجتک کسی کو نہ سوجھی تھی فقط آپکو معلوم ہوئی حیف صد حیف یہ انصاف رہ گیا آپکو لکھتے

وقت یہ بھی خیال نہ آیا کہ ذرا حنفیہ اور شافعیہ کی کتابین تو دیکھ لون پھر اس اعتراض کو قلم بند

کرون خیر قطع نظر اون کتابون کے جن کتابون کو آپنے لکھا ہی انھین مین غور کرتے تو جواب

موجود تھا اگر امام صاحب ایسی مخالفتین کیا کرتے تو مشرق سے غرب تک کوئی اونکی تقلید نکرتا مگر آپنے

باوجود دعوی اسلام کے ایسی جرأت کی ہی کہ آجتک کسی نے نہین کی تھی آپکو گفتگو سے تہذیبی

مناسب تھی مگر کیا کرین ہمارا یہ شیوہ نہین ورنہ بحکم ؎ کلوخ انداز را پاداش سنگ ست

جواب دندان شکن دیا جاتا فی الواقع بڑون کو برا کہنا باعث سوء خاتمہ کا ہوتا ہی اللہ محفوظ

رکھے آخر حضرت موسیٰ اور خضر کا قصہ قرآن شریف مین کس غرض سے لایا گیا ہی اوسمین ایک یہ

بھی حکمت ہی کہ ظاہری مخالفت دیکھکر بغیر غور کے یون نہ کہنا چاہیے کہ فلانے بزرگ نے

مخالفت صریح کی غرض تمھاری ان گستاخیون سے ہمارا کچھ نہ گیا تمھین پر چارو نطرف سے

نفرین اور ملامت ہونے لگی سچ ہی ؎ چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد + میلش اندر طعنہ

پاکان برد + **قال** مسلۂ دوم اور ایک مسلہ امام اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث کے یہ ہی

جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ

فقہ کی کتابون مین ہی مسئلہ الرِّضَاعُ ثَلٰثُوْنَ شَہْراً عِنْدَ
پھڑانے کی تیس مہینے ہین نزدیک ابی حنیفہ کے اور لفظ ہدایہ کے
کیا ہی اس مسئلے مین کلام اللہ کی صریح تین آیتون کا بھی اور حدیث
پلانے کی مدت نہ زیادہ ہے زیادہ دو برس ہی الخ **اقول** امام صاحب نے ہرگز صریح آیتون اور حدیثون کا خلاف نہین
کیا بلکہ امام صاحب نے اوسی آیت حَمْلُہٗ وَفِصَالُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَہْراً سے کہ جس سے دو برس بھی لیے ہین اور
ڈھائی برس بھی اور دلیل امام صاحب کی یہ ہی جو کہ ہدایہ وغیرہ مین لکھی ہی وَوَجْہُہٗ اَنَّہٗ تَعَالٰی
ذَکَرَ شَیْئَیْنِ وَذَکَرَ لَہُمَا مُدَّۃً فَکَانَتْ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنْہُمَا بِکَمَالِہَا کَالْاَجَلِ الْمَضْرُوْبِ
لِلدَّیْنَیْنِ اِلَّا اَنَّہٗ قَامَ الْمُنْقِصُ فِیْ اَحَدِہِمَا فَبَقِیَ الثَّانِیْ عَلٰی ظَاہِرِہٖ یعنی وجہ امام
صاحب کی یہ ہی کہ اللہ تعالی نے دو چیزون کو ذکر کیا (یعنی حمل اور رضاع) اور دونون کے واسطے
مدت بیان کی پس وہ مدت ہر ایک کیواسطے کامل ہوگی جیسے وقت کہ دو قرض کیواسطے مقرر کیا جائے
مگر ایک مین ناقص کرنے والی شی موجود ہی پس باقی رہا دوسرا اپنے حال پر اور اجل مضروب کے
مثال رد المحتار اور بنایہ مین یہ لکھی ہی اَجَّلْتُ الدَّیْنَ الَّذِیْ عَلٰی فُلَانٍ وَالدَّیْنَ الَّذِیْ
عَلٰی فُلَانٍ سَنَۃً یعنی وقت معین کیا مین نے اوس دین کا جو فلان شخص پر ہی اور اوس دین کا جو
فلان شخص پر ہی ایک برس انتہے اس سے سمجھا جاتا ہی کہ دونون کیواسطے ایک ایک برس ہے چنانچہ تصریح
اسکی کتب مذکورہ مین موجود ہی اور دوسری مثال اسی محاورے کی تائید مین طحطاوی اور عنایہ مین یہ ہی
لِفُلَانٍ عَلَیَّ اَلْفُ دِرْہَمٍ وَخَمْسَۃُ اَقْفِزَۃٍ حِنْطَۃٍ اِلٰی شَہْرَیْنِ یَکُوْنُ
الشَّہْرَانِ اَجَلًا لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الدَّیْنَیْنِ بِکَمَالِہٖ یعنی واسطے فلان شخص کے اوپر میرے
ہزار درہم ہین اور پانچ گونہ گیہون ہین دو ماہ تک اس عبارت مین دو ماہ ہر ایک دین کی بکمالہ
اجل ہون گے انتہے اور منقص کی مثال حدیث عائشہؓ کی ہی کہ فرماتی ہین اَلْوَلَدُ لَا یَبْقٰی فِیْ
بَطْنِ اُمِّہٖ اَکْثَرَ مِنْ سَنَتَیْنِ یعنی لڑکا نہین باقی رہتا ماں کے پیٹ مین زیادہ دو برس سے
انتہے چنانچہ یہ حدیث کتب مذکور مین موجود ہی اور دار قطنی اور بیہقی بھی اسکو روایت کرتے ہین

چنانچہ تخریج زیلعی اور ردمحتار میں ہے ومثلہ لا یعرف الا سماعا یعنی اس قسم کی حدیث سنی
ہوئی ہی ہوتی ہے اور ردالمحتار میں فتح القدیر سے نقل کیا ہے اسلیے کہ مقدرات کیطرف عقل ہرگز
راہ نہیں پاسکتی پھر کہا اوسمیں پس ہوگی یہ حدیث حکم میں مرفوع حدیث کے جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنی گئی ہو اور فتح القدیر میں اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی روایت کیا ہے
اسی وجہ سے امام صاحب حمل کی مدت دو برس کہتے ہیں کیونکہ حدیث سے تخصیص آیت کی
ہو گئی اور رضاع کی مدت وہی ڈہائی برس جسپر آیت دلالت کرتی ہے باقی رہی البتہ اس صورت میں
دو اعتراض واقع ہوتے ہیں ایک یہ کہ قرآن کو حدیث سے متغیر کردینا لازم آتا ہے دوسرے یہ کہ
لفظ ثلثین کا ایک اطلاق میں ثلاثین یعنی تیس اور اربعۃ وعشرین یعنی چوبیس کے معنوں میں
استعمال کرنا پڑتا ہے اور یہ جمع ہے درمیان حقیقت اور مجاز کے جس سے منع کیا گیا ہے سوال اول
اعتراض کا جواب درالمختار میں یہ لکھا ہے والآیۃ مؤولۃ لتوزیعھم الاجل علی الاقل
والاکثر فلم تکن دلالتھا قطعیۃ یعنی آیت تاویل کی گئی ہے بسبب تقسیم کرنے اونکی اجل کو
اوپر کم اور زیادہ کے پس نہوگی دلالت اوسکی قطعی انتہے اور کہا ردالمحتار شرح درالمختار میں قولہ
والآیۃ مؤولۃ ای قابلۃ للتاویل بمعنی اٰخر فلم تکن قطعیۃ الدلالۃ علی المعنی
الاول فجاز تخصیصھا بخبر الواحد یعنی قول اوسکا الآیۃ مؤولۃ کے معنی یہ ہیں کہ آیت قابل
تاویل کے ہے بمعنی دوسری کے پس یہ آیت اول معنی پر قطعی دلالت نکرے گی پس جائز ہوا خاص
کرنا آیت کا خبر واحد سے انتہے وقولہ لتوزیعھم ای العلماء کالصاحبین وغیرھما
الاجل ای ثلثین شھرا علی الاقل ای اقل مدۃ الحمل وھو ستۃ اشھر
والاکثر ای اکثر مدۃ الرضاع وھو ثنتان فالثلاثون بیان لمجموع
المدتین لا لکل واحدۃ یعنی اور قول اوسکا واسطے تفریق کرنے اونکے کے یعنی علما کے
مثل صاحبین اور سوا اونکے اجل کو یعنی تیس ۳۰ ماہ کو اوپر اقل کے یعنی اقل مدت حمل کے اور وہ چھ ۶
ماہ ہیں اور اوپر اکثر کے یعنی اکثر مدت رضاع کی اور وہ دو برس ہیں پس تیس ۳۰ ماہ بیان ہے دونوں

فتح القدیر

درالمختار

ردالمحتار

درالمختار

مدتون کا نہ ہر واحد کا انتہے اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ بوجہ تاویل کرنے اونکی طرف اقل اور اکثر کے ظاہر معنی کو حمل اور رضاع مین سے ہر ایک کے واسطے پوری ڈھائی برس لینی مناسب تھی چنانچہ محاورات سے یہ امر ثابت کر دیا گیا ہی اور خاص کر لینا آیت کا حدیث سے جائز ہو گیا اور دوسرے اعتراض کا جواب بھی رد المحتار شرح در مختار مین لکھا ہی کہ حَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ دو مبتدا ہین اور ثَلٰثُوْنَ فِصَالُهٗ کی خبر اور حَمْلُهٗ کی خبر مقدر ہی پس فِصَالُهٗ کی خبر اپنے معنی حقیقی مین اور حَمْلُهٗ کی خبر معنی مجازی مین پس اجتماع درمیان حقیقت اور مجاز کے ایک لفظ مین واقع نہوا اور اسپر ایک اعتراض اور ہوتا ہی کہ ایک عدد کو دوسرے مین مجازاً داخل نہین کرتے سو جواب یہ ہی کہ عَشَرَةٌ اِلَّا اثْنَيْنِ کہتے ہین اور ثَمَانِيَةٌ مراد لیتے ہین ہان البتہ اسمین یہ شبہ ہوتا ہی کہ یہ استثنا مین ہی اور گفتگو اسمین نہین اسکا جواب یہ ہی کہ یہ کہنا تکلف ہی بلکہ سوا استثنا کے بھی استعمال آیا ہی چنانچہ تفسیر کبیر کی عبارت آئی ہی اوس سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت ابو بکر جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے چالیس سے دو برس کم تھے حالانکہ قرآن شریف مین آیا ہی بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً یعنی جب چالیس برس کو پونہچے یہ کہا اور تفسیر سے معلوم ہوتا ہی کہ قریب چالیس کے تھے تو اس آیت مین چالیس کا اطلاق اڑتیس پر موجود ہی ایسا بہت استعمال آتا ہی اسکا انکار کرنا کلام عرب سے ناآگاہ ہونا ہی اور ایک شبہ اسمین ہی وارد ہوتا ہی کہ حدیث عائشہؓ آیت حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ اور حدیث لَا رَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ سے بہتر نہ تھی اسکا جواب یہ ہی کہ امام صاحب آیت اور حدیث کو استحقاق اجرت مین خاص کرتے ہین اور کہتے ہین کہ آیت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہی کہ والدہ مطلقہ کو دو برس دودھ پلانا چاہیے اور اجرت اوسکے باپ پر ہی اسلیے کہ زوجہ کو اجرت پر لینا امام صاحب کے نزدیک درست نہین اور امام شافعی درست کہتے ہین علی ہذا القیاس حدیث بھی اسپر محمول ہی کہ دو برس سے زیادہ رضاع کی اجرت کا استحقاق نہین پس ان معنون سے حدیث اور آیت اور شان نزول اور سیاق اور سباق مین خوب مطابقت ہو جاوے گی اور یہ اختلاف آیت مذکورہ سے جب ثابت ہوتا ہے

رد اعتراض شیخ [illegible]

کہ اس آیت کو عام شخص کے واسطے لیا جاوے اور اگر اسکو خاص ایک شخص کے واسطے مثل حضرت ابوبکرؓ صدیق وغیرہم کے لیے لین جیسا کہ اکثر تفسیرون مین مذکور ہی خصوصاً حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حق مین نازل ہونے کے تو اکثر مفسرین قائل ہین چنانچہ تفسیر معالم التنزیل مین ہی وَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ نَزَلَتْ فِیْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ وَاَبِیْهِ وَاُمِّهٖ اور دوسرون نے کہا کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق اور اونکے والدین کے حق مین نازل ہوئی انتہےٰ اور تفسیر احمدی مین لکھا ہی وَقِیْلَ فِیْ حَقِّ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ خَاصَّةً حَیْثُ کَانَ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ سِتَّةَ اَشْهُرٍ وَاَرْتَضَعَ بَعْدَهٗ حَوْلَیْنِ وَیَدُلُّ عَلَیْهِ سِیَاقُ الْاٰیَةِ وَتَمَامُهَا وَهُوَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ الْاٰیَةِ یعنی کہا بعضون نے نازل ہوئی یہ آیت خاص حضرت ابوبکر صدیق کے حق مین اس لیے کہ وہ اپنی والدہ کے شکم مین چھ مہینے رہے ہین اور دودھ پیا ہی اونھون نے بعد اسکے دو سال اور دلالت کرتا ہی اسپر سیاق آیت کا اور خاتمہ اوسکا اور وہ قول اللہ تعالے کا حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ آخر آیت تک ہی انتہےٰ اور تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ حکایت کیا واحدی نے ابن عباس اور قوم کثیر متاخرین مفسرین سے اور متقدمین اونکے سے کہ تحقیق یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق کے حق مین نازل ہوئی ہی کہا اونھون نے دلیل اسپر یہ ہی کہ اللہ تعالے نے معین کیا حمل اور فصال کو اس جگہ ساتھ ایسی مقدار کے کہ معلوم ہی کہ کبھی وہ ناقص ہوتی ہی اور کبھی زیادہ بوجہ مختلف ہونے آدمیون کے ان احوال مین پس ضرور ہوا کہ مقصود اس سے کوئی ایک شخص ہو تاکہ کہا جاوے کہ یہ مقدار اوسکے حال کی خبر ہی پس ممکن ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق کا بطن والدہ مین رہنا اور رضاع اونکا اسی مقدار ہو پھر فرمایا اللہ تعالے نے اسی شخص کی تعریف مین یہان تک کہ جسوقت پونہچا وہ اپنی جوانی کو اور پونہچا چالیس برس کو کہا اے رب میرے الہام کر تو مجکو کہ شکر کرون مین تیری نعمت کا جو مجھپر تو نے کی ہی اور میرے والدین پر اور معلوم ہی یہ بات کہ ہر شخص اس قول کو نہین کہا کرتا پس اجب ہوا کہ مراد اس آیت سے کوئی شخص معین ہو کہ کہا ہو اوسنے اس قول کو لیکن ابوبکرؓ پس تحقیق کہا ہی

اونھون نے اس قول کو قریب اس سن کے اس لیے کہ وہ چھوٹے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برس سے
کچھ زیادہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہوئے چالیس برس مین اور ابوبکر صدیقؓ قریب
چالیس برس کے تھے اور اونھون نے تصدیق کی آپکی اور ایمان لائے پس ثابت ہوا اس تقریر سے
کہ یہ آیتین صلاحیت رکھتی ہین کہ مراد انسے حضرت ابوبکر صدیق ہون اور جب صلاحیت رکھنا
ثابت ہوا تو اب ہم دعوا کرتے ہین کہ مراد اس آیت سے حضرت ابوبکرؓ ہی ہین انتہے پس صورت
مین اس آیت سے ہر شخص کیواسطے دو یا ڈھائی برس لینے درست نہونگے بلکہ خاص ایک شخص کا
حال ہوگا اور درصورتے کہ عام ہر شخص کے واسطے لیا جائے تو بھی دلالت اس آیت کی اقل اور اکثر مدت
پر قطعی نہوسکے بلکہ آیت مؤول ہوجاوے گی چنانچہ سند اسکی درمختار اور رد المحتار سے
بیان ہو گئی پس رضاع کے دو برس معین پر دلالت یقینی آیت سے ثابت نہوئی کیونکہ
ان معنون سے تاویل کھلاتی ہے ہان امام صاحب کے معنی ظاہر آیت کے مطابق ہین اگر شبہہ
ہوتا ہے تو فقط یہی ہوتا ہے کہ آیت کو حدیث سے خاص کرتے ہین سو یہ امام صاحب کے نزدیک
جائز ہے چنانچہ تقریر اسکی اوپر گذر چکی کہ مدت رضاع مین اختلاف ہے امام صاحب ڈھائی برس
اسی آیت سے لیتے ہین اور امام مالکؒ دو برس سے دو ماہ زیادہ کرتے ہین اور ایک روایت مین ایک
مہینہ اور ایک مین کچھ حد معین نہین کرتے بلکہ کہتے ہین کہ جبتک بچے کو دودھ کی احتیاج ہو پلانا چاہیے
اور بغوی نے معالم التنزیل مین حضرت علی رضہ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رض
کی شان مین نازل ہوئی ہے انتہے پس اس صورت مین البتہ اقل اور اکثر مدت حمل اور رضاع کی
لینا درست ہوجائے گا کیونکہ قرینہ قائم ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا حال مذکور ہے اور جس صورت مین
کہ عام لیا جاوے پھر بھی معنی یہی مراد ہون اور دوسرے معنی سے انکار کیا جائے تو بعید از انصاف
ہے البتہ ان معنون سے بھی بیشک اسمین تاویل ہے پھر قطعی الدلالت نہین چنانچہ صاحب عنایہ
لکھتے ہین کہ تائید کرتی ہے اسکی تاویل پر وہ روایت کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پس
چھ مہینے مین وہ عورت لڑکا جنی پس حضرت عثمانؓ کے پاس لائی گئی پس آپنے مشورہ لیا

اوسکے رجم کرنے مین اور کہا ابن عباس رض نے کہ اگر مین کتاب سے اسمین مخاصمہ کرون تو کر سکتا

ہون کہا صحابہ نے کیونکر کہا حضرت ابن عباس رض نے کہ اللہ تعالے فرماتا ہی وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ

ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا آپس حضرت عثمان رض نے چھوڑ دیا اوسکو انتہے پس معلوم ہوا کہ تاویل سے دونو

معنی خالی نہین امام صاحب کے معنی گو ظاہر ہین لیکن اونمین بوجہ حدیث کے تغیر آگیا اور محدثین کے

معنون مین بوجہ کمی بیشی لینے کے تاویل ہو گئی یہی وجہ ہی کہ دو سال کے تعین مین کوئی حدیث

صحیح مرفوع نہین آئی ہی بلکہ حضرت ابن عباس رض کا قول ہی کہ جسکے معنی استحقاق اجرت کے ہین جیسا کہ

قرآن شریف سے دو برس دودھ پلانا والدہ کا سمجھا جاتا ہی اسکا مطلق ذکر نہین کہ حرمت رضاع دو

برس مین ہوگی فقط محدثین کا قول ہی ایسے ہی امام صاحب کا قول ہی تصریح آیت مین دونون کے قول

کی نہین لیکن سیاق آیۃ مؤید مذہب امام صاحب کے ہی البتہ بخاری اور مسلم کی روایت مین یہ آیا ہی اِنَّمَا

الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ یعنی رضاعت وقت طفلی ہی کے ہوتی ہی انتہے سو اس عبارت سے

دو برس کا تعین کیسے ہو سکتا ہی بلکہ آیت مین بھی جو خاص حرمت رضاع کے بارے مین آئی ہی

مطلق ارضاع ہی چنانچہ فرمایا اللہ تعالے نے وَاُمَّهَاتُكُمُ الّٰتِیْ اَرْضَعْنَكُمْ یعنی اور حرام کین

مائین تمھاری جنھون نے تمکو دودھ پلایا ہی انتہے باقی رہی آیت وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ

حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ اور دوسری آیت حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصَالُهٗ فِیْ عَامَیْنِ سو اسکا جواب تفسیر احمدی

مین مذکور ہی وَبِالْحَقِیْقَةِ لَیْسَ هُوَ حُجَّةً لَّهُمْ فِیْمَا ذَهَبُوْا اِلَیْهِ مِنْ عَدَمِ زِیَادَةِ

الرَّضَاعِ عَلٰى حَوْلَیْنِ لِاَنَّهٗ قَیْدٌ لِوُجُوْبِ اِرْضَاعِ الْوَالِدَةِ وَلَدَهَا یَعْنِیْ اَنْ لَیْسَ

الْوَاجِبُ عَلَى الْوَالِدَةِ اِرْضَاعُ وَلَدِهَا عِنْدَ الْعُذْرِ اِلَّا حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ وَالزِّیَادَةُ

تَبَرُّعٌ مِّنْهَا وَقَیْدٌ لِوُجُوْبِ اُجْرَةِ الرَّضَاعِ عَلَى الْاَبِ بِقَرِیْنَةِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَ

عَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ یَعْنِیْ لَیْسَ الْوَاجِبُ عَلَى الْاَبِ اِلَّا اُجْرَةَ

حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ وَلَا یُفْهَمُ مِنْهُ اَنْ لَّا یَجُوْزَ زِیَادَةُ الرَّضَاعِ اَكْثَرَ مِنْ سَنَتَیْنِ

یعنی درحقیقت یہ دونون آیتین اونکے لیے حجت نہین ہو سکتین اوس چیز مین کہ گئے ہین وہ طرف

بخاری و مسلم

تفسیر احمدی

صفحہ ۱۱۱

اوسکے نہ زیادہ ہونے رضاع میں دو برس سے اس لیے کہ دو برس قید ہیں واسطے وجوب دودھ پلانے ماکے اپنے بچے کو یعنی نہیں واجب ہی والدہ پر دودھ پلانا اپنے لڑکے کا وقت عذر کے مگر دو سال اور زیادتی اُسکی طرف سے احسان ہی یا دو سال قید ہیں واسطے واجب ہونے اجرت دودھ پلانی کے والد پر بسبب قرینۂ قول اللہ تعالے کے اور والد پر ہی کھانا اور کپڑا اونکا یعنی نہیں واجب ہی باپ پر مگر اجرت دو برس کامل کی اور نہیں سمجھا جاتا اس سے کہ نہ جائز ہو زیادتی رضاع کی زیادہ دو برس سے انتہے اس عبارت سے واضح ہوا کہ یہ آیتیں اس بارے میں ہیں کہ مان کو دو برس دودھ پلانا یا والد کو اجرت دودھ پلانے دو سال کی دینا ضروری ہی رضاع جس سے دو برس کے اندر دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہی وہ مضمون ہرگز اس عبارت سے نہیں نکلتا بلکہ رضاع سے جو حرمت آتی ہی اوسکی آیت پہلے ہم بیان کر چکے ہیں یا اوس میں مطلق رضاع سے حرمت ہی البتہ احادیث نے ایام طفلی کو خاص کر لیا اور اگر آیت کو بھی غور سے دیکھا جاوے تو بھی معلوم ہوتا ہی کہ لڑکپن ہی میں پینا معتبر ہی کیونکہ رضاع کیواسطے رضیع چاہیے اور ظاہر ہی کہ جوان رضیع نہیں ہوتا اور شیخ امام ابو نصر نے شرح قدوری میں لکھا ہی وَجْہُ قَوْلِہِمَا قَوْلُہٗ تَعَالٰے وَالْوَالِدَاتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَۃَ وَقَالَ وَفِصَالُہٗ فِیْ عَامَیْنِ وَالْجَوَابُ اَنَّ رَضَاعَ الْاُمِّ لَا یَتَعَلَّقُ بِہٖ تَحْرِیْمٌ فَعُلِمَ اَنَّ الْفَصْلَ الْمَذْکُوْرَ لَیْسَ ھُوَ فِصَالٌ فِی التَّحْرِیْمِ وَاِنَّمَا ھُوَ فِیْ وُجُوْبِ النَّفَقَۃِ عَلَی الْاَبِ یعنی وجہ قول صاحبین کی یہ دونوں آیتیں ہیں اور جواب یہ ہی کہ رضاع والدہ کی ساتھ حرمت کے متعلق نہیں ہوتی پس جانا گیا کہ اس فصل سے مراد وہ فصال نہیں جو حرام کر دیتا ہی بلکہ یہ تو فقط نفقے کے واجب ہونے میں ہی والد پر انتہے مطلب اس عبارت کا یہ ہی کہ یہان والدہ کا اور اوسکے دو برس دودھ پلانے کا ذکر کیا ہی پس والدہ کو دودھ پلانے سے حرمت کے کیا معنی بلکہ حرمت تو غیر عورت کے دودھ پلانے سے ہوتی ہی پس معلوم ہوا کہ یہ فصال وہ فصال نہیں ہی کہ جس سے حرمت ثابت ہو جاتی ہی بلکہ یہان اس کا بیان ہی کہ دو برس تک عذر میں دودھ پلانا اون کو ضروری ہے

شرح قدوری

اور والد کو اسکی اجرت دینی چاہیے اس لیے کہ اسمین سبکا اتفاق ہی کہ استحقاق اجرت کے دو برس ہین چنانچہ قاضی خان اور بحر رائق مین اسکی تصریح کردی ہی اور تبیین الحقایق مین لکھا ہی پس اس تقریر سے جانا گیا کہ فصال مذکور اس آیت مین فصال استحقاق اجرت کا ہی الدیہ نہ فصال مدت رضاع کا اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ یہ فصال مدت رضاع کا ہی اس صورت مین یہ بیان ہی کمتر مدت رضاع کا نہ یہ کہ وہ واجب کردیتا ہی حرمت کو بعد اوسکے کیا نہین جانتا تو کہ رضاع اور حمل مین فرق ہی اور ارادہ کیا ہی کمتر مدت حمل کا ایسے ہی ارادہ کیا ہی کمتر مدت فصال کا اور دلیل باقی رہنے مدت رضاع کی یہ ہی کہ اللہ تعالی نے بعد اسکے فرمایا پس اگر ارادہ کرین والدین فصال کا رضامندی اپنی اور مشورے سے اور ذکر کیا اس آیت کو بعد حولین کے ساتھ حرف فا کے پس دلالت کی اس نے اوپر باقی رہنے مدت رضاع کی بعد حولین کے اور اسیواسطے معلق کیا فصال کو بعد حولین کے ساتھ تراضی اونکے کے اوسپر اور دودھ چھڑانا مدت رضاع مین غیر معتبر ہی جسطرح کہ رضاع بعد مدت رضاع کے غیر معتبر ہی دودھ چھڑایا ہو یا نہ انتہی اور شرح قدوری مین لکھا ہی وَقَوْلُهُ تَعَالَى حَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُونَ شَهْرًا لَيْسَ هٰذَا بَيَانًا لِغَايَةِ الْفِصَالِ وَاِنَّمَا هُوَ بَيَانٌ لِاَقَلِّ مُدَّةِ انْفِصَالٍ اَلَا تَرٰى اَنَّهُ فَرَّقَ بَيْنَ الْحَمْلِ وَالْفِصَالِ وَاَرَادَ اَقَلَّ مُدَّةِ الْحَمْلِ كَذٰلِكَ اَرَادَ اَقَلَّ مُدَّةِ الْفِصَالِ يعنی یہ اللہ تعالی کا قول انتہاے فصال کا بیان نہین بلکہ یہ بیان ہی کمتر مدت فصال کا کیا نہین دیکھتا تو کہ درمیان حمل اور فصال کے فرق ہی اور ارادہ کیا ہی کمتر مدت حمل کا ایسے ہی ارادہ کیا ہی کمتر مدت فصال کا انتہے اور تفسیر مدارک مین آیہ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا کے بعد لکھا ہی زَادَا عَلَى الْحَوْلَيْنِ اَوْ نَقَصَا وَهٰذِهٖ تَوْسِعَةٌ بَعْدَ التَّحْدِيْدِ یعنی زیادہ کرین والدین دو برس یا کم کرین اور یہ وسعت ہی بعد تعیین کے انتہے اور تفسیر کشاف مین لکھا ہی فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا صَادِرًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْ ذٰلِكَ زَادَا عَلَى الْحَوْلَيْنِ اَوْ نَقَصَا وَهٰذِهٖ تَوْسِعَةٌ بَعْدَ التَّحْدِيْدِ یعنی مطلب اس آیت کا یہ ہی کہ پس اگر ارادہ کرین والدین فصال کا خوشی اور مشورے سے تو کوئی گناہ اسمین اونپر نہین ہی

فتاوی قاضی خان
بحر الرائق
تبیین الحقائق
شرح قدوری
تفسیر مدارک
تفسیر کشاف

زیادہ کردین دو برس سے یا کم کردین اور یہ وسعت ہی بعد معین کرنے کے انتہے اس عبارت سے معلوم ہوا
کہ دو برس رضاع کے معین نہین بلکہ اسمین وسعت کی گئی ہی اس لیے کہ امام مالکؒ کہتے ہین کہ دو برس سے
زیادہ بھی اگر ضرورت پڑے تو بھی رضاع ہی اور امام زفر ایک سال زیادہ لیتے ہین کیونکہ اسمین
خوب تغیر واقع ہوجاتا ہی کیونکہ ہر فصل کی عادت ہوجاتی ہی تو پھر دودھ چھڑانے مین تکلیف کم ہوگی
اور امام صاحب نے ڈھائی برس لیے ہین اسلیے کہ یکایک بعد دو برس کے انقطاع کرنا دودھ کا بچے کو
دشوار اور باعث ہلاکت ہوگا پس کچھ مدت زیادہ ہو تاکہ اسمین اوسکو اور شی کھانے کی عادت
ہوجاوے اور چھ ماہ مین صلاحیت ہی کہ دوسری غذا کی عادت ہوجاوے کیونکہ یہ چھ ماہ ادنے
مدت حمل کے ہین اسقدر مین غذا کا تغیر ہوسکتا ہی اس لیے کہ جنین کی غذا رضیع کے مغایر ہی جنین
کی غذا اوسکی مان کی غذا ہی پھر وہ دودھ ہوکر رضیع کے کام آتی ہی ایسی ہی رضیع کی غذا مغایر ہوتی
ہی فطیم کی غذا کے یعنی جسکا دودھ چھڑایا ہو کیونکہ اسکو کبھی دودھ بھی دیا جاتا ہی اور کھانا بھی دیا جاتا ہی
پس معلوم ہوا کہ غذا کا متغیر کرنا چاہیے اور تغیر غذا کا چھ مہینے مین ہوتا ہی چنانچہ جنین مین بیان
ہوا اسلیے یہان بھی تغیر غذا کیواسطے چھ مہینے لیے گئے یہ تقریر ہدایہ اور عنایہ وغیرہ مین لکھی ہی
علاوہ اسکے وہ آیت ثَلٰثُوْنَ شَہْرًا بھی ڈھائی برس کی تائید کرتی ہی چنانچہ تقریر اوسکی
اوپر ہمنے بیان کی پس اسی احتیاط کی وجہ سے امام صاحب نے ڈھائی برس لیے کیونکہ
حدیث مین تو جسکی حرمت مین شبہ ہوجائے اوس سے بھی بچنے کو فرمایا ہی اور اسمین تو اسقدر
دلائل موجود ہین اس لیے امام صاحب نے احتیاطاً فرمایا کہ ڈھائی برس مین اگر کوئی دودھ
کسی عورت کا پیے وہ مع اپنے اقربا کے اوسپر حرام ہوجائے گا چنانچہ تفسیر احمدی وغیرہ مین اسکی
تصریح کردی ہی ہان البتہ اگر نص صریح دو برس کی پائی جاتی تو اوسوقت مین حرمت رضاع
مین احتیاط کرنی مناسب تھی بلکہ آیات کے سباق اور سیاق کو دیکھا جائے تو خوب واضح
ہوجائے کہ یہان والدین کے معاملات کا ذکر ہی حرمت رضاعی کا پتہ بھی نہین آپکو حولین کا
لفظ دیکھکر شبہ ہوگیا اور مخالفت کا حکم لگا دیا اگر آپ سیاق اور سباق آیت کا ہی ملاحظہ فرماتے

توبھی ایسے شبہے آپکو ہرگز نہ ہوتے اور اگر آپکو حنفیہ کی کتابوں پر نظر ہوتی تو اونمین تو سب کچھ موجود
ہی کوئی بات نہین چھوڑی جسقدر شبہے لکھا ہی یہ ایک شمہ ہی اوسکا پس حاصل کلام یہ ہوا کہ جب تک
یہ نہ ثابت ہو جاوے کہ اس آیت مین وہی دو برس مراد ہین جس سے حرمت متعلق ہوتی
ہی اور والدہ کو دو برس دودھ پلانا جبکہ کوئی دائی نہ ملے یا والدہ غریب ہو کہ دائی کو نوکر رکھ سکتی ہو
یا وہ بچہ سوا اپنی والدہ کے کسی کا دودھ نہ پیتا ہو ضرور ہی ہرگز مخالفت نہین ہو سکتی بلکہ اسقدر
اختلاف جو ہم نے بیان کیا اسیوجہ سے واقع ہوا کہ ہر طرف کا احتمال ہی ورنہ ایسے محققین
اپنی طرف سے کوئی بات نعوذباللہ منہا کہ سکتے ہین جب تک کہ اوسکی کوئی سند قرآن اور حدیث
سے نہ پائی جائے یہ تمام تقریرات ہمنے واسطے رفع مخالفت کے بیان کیے ہین تا معلوم ہو جائے
کہ امام صاحب نے مخالفت قرآن و حدیث کی ہرگز نہین کی بلکہ اوسی سے اخذ کیا ہی چنانچہ خوب
مدلل ہو گیا البتہ فتوا اسوقت در مختار مین دونون پر ہی اور دوسری کتابون مین مذہب صاحبین
پر ہی چنانچہ فتح القدیر مین ہی الاصح قولھما وھو مختار الطحاوی یعنی صحیح تر قول
صاحبین کا ہی اور یہی مختار امام طحاوی کا ہی اور دوسری روایت امام صاحب کی بھی موافق صاحبین کے ہی چنانچہ علامہ ابن
قیم زاد المعاد فی ہدی خیر العباد مین لکھتے ہین وعن ابی حنیفۃ روایۃ اخری کقول
ابی یوسف ومحمد یعنی امام صاحب سے دوسری روایت مثل قول صاحبین کے آئی
ہی اور رد المحتار حاشیہ در المختار مین بھی اسکو ترجیح دی ہی اور صاحب ہدایہ کا بھی رجوع ثابت
کیا ہی علی ہذا القیاس اور فتاوون مین بھی یہ لکھا ہی وبقولھما ناخذ یعنی ساتھ قول
صاحبین کے ہم عمل کرتے ہین پس اس سے دوسرے قول مین مخالفت نہین ہو سکتی اس لیے کہ ائمہ محدثین
وغیرہ مین ہمیشہ اختلاف رہا ہی ایک کے قول پر عمل ہی دوسرے کا متروک ہی اس سے اون پر
کوئی اعتراض نہین آسکتا بلکہ اسکو من قبیل اختلاف امتی رحمۃ کے کہتے ہین صحابہ رضوان اللہ علیہم مین بھی
تو اس قسم کا اختلاف ہوا ہی وہ عین صواب تھا ایسے ہی اختلافات ائمہ کا سمجھنا چاہیے
چنانچہ اس بحث کو ہم مفصل اسکی جگہ مین بیان کرینگے **قال** مسئلہ سوم اور ایک مسئلہ امام

اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنے محرمات ابدی مثل ماں اور بہن اور بیٹی اور اونکے سوا جنکو حرام کیا ہی خدا نے جانکر نکاح کر لے اور صحبت کرے اوس سے تو بھی اوسپر حد نہین آتی اس لیے کہ محل شبہہ ہی کیونکہ تمام بیٹیان آدم کی موضوع ہین اولاد کے لیے اور وہ مقصود اس جگہہ بھی حاصل ہی الخ **اقول** آپنے موافقت کا نام مخالفت رکھا ہی اسمین ہرگز مخالفت نہین پائی جاتی آپکا قیاس مع الفارق ہی مسئلہ کچھہ ہی اور آپ حدیث کچھہ لاتے ہین حدیث مین تو یہ آیا ہی جو شخص اپنی ماں یا اور کسی محرم سے نکاح کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اوسکا کاٹنے کو اور مال لینے کو فرمایا اسمین فقط نکاح کا ذکر ہی وطی کا بیان نہین ہی اوسکی وجہ یہ تھی کہ وہ شخص والدہ سے نکاح کرنے کو حلال جانتا تھا اور حکم شریعت کا انکار کرتا تھا چنانچہ لمعات مین آیا ہی کَانَ الرَّجُلُ اِعْتَقَدَ حِلَّهٗ وَاَنْکَرَ حُکْمَ الشَّرِیْعَةِ فَکَانَ مُرْتَدًّا فَلِذٰلِکَ اَمَرَ بِقَتْلِهٖ وَاَخْذِ مَالِهٖ یعنی تھا وہ شخص کہ اعتقاد کیا تھا اوسنے حلال ہونے اس نکاح کا اور انکار کیا تھا حکم شرعی کا پس ہو گیا وہ مرتد پس اسی وجہ سے حکم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے قتل کا اور مال چھین لینے کا انتہے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بوجہ مرتد ہونے کے آپنے اوسکے قتل کا اور اوسکے مال چھین لینے کا حکم فرمایا پھر امام صاحب کا مسئلہ اس حدیث کے مخالف کیسے ہو سکتا ہی علاوہ اسکے قتل کرنا تعزیر کے منافی نہین بلکہ سوا حد کے جو شارع کی طرف سے معین ہی سب تعزیر مین داخل ہی نصاب التعزیر مین آیا ہی وَالْفَرْقُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْحَدِّ عَلٰی مَا فِیْ فَتَاوٰی نِصَابِ الْاِحْتِسَابِ اَنَّ الْحَدَّ مُقَدَّرٌ وَالتَّعْزِیْرُ مُفَوَّضٌ اِلٰی رَاْیِ الْاِمَامِ وَاَنَّ الْحَدَّ یُدْرَاُ بِالشُّبُهَاتِ وَالتَّعْزِیْرُ یَجِبُ مَعَ الشُّبُهَاتِ یعنی فرق درمیان تعزیر اور حد کے جیسا کہ نصاب الاحتساب مین ہی یہ ہی کہ حد معین ہی اور تعزیر رائے امام پر ہی اور فرق یہ ہی کہ حد شبہہ سے زایل ہو جاتی ہی اور تعزیر شبہہ سے واجب ہو جاتی ہی اور در مختار وغیرہ مین لکھا ہی وَیَکُوْنُ التَّعْزِیْرُ بِالْقَتْلِ یعنی تعزیر قتل سے بھی ہوتی ہی انتہے پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ قتل کرنا بھی تعزیر ہی مگر تعزیر واجب ہوگی کہ شبہہ ہو حد شبہہ مین ساقط ہو جاتی ہی چنانچہ

حدیث اِدْرَءُوا الحُدُودَ بِالشُّبُهَاتِ مَا اسْتَطَعْتُمْ یعنی ساقط کردیا کرو حدود کو شبہہ
جہان تک استطاعت رکھتے ہو انتہی اسپر دلالت کرتی ہی کہ کچھہ بھی شبہہ ہو تو حد ساقط کرنی چاہیے
باقی رہا شبہہ اسکے تعین کا سو کچھہ حدیث اور قرآن مین صراحۃً کہین مذکور نہین بلکہ ہر ایک نے استنباط
کیا ہی اور امام صاحب نے نکاح محرمات کو بھی شبہات مین داخل کیا ہی پھر آپکا یہ فرمانا کہ پیغمبر کے حق مین یہ
اعتقاد کرنا ہی کہ اونھون نے اس مسئلے کو نہین سمجھا انتہی جناب من خود آپ نہین سمجھے جو ایسا
شبہہ وارد کیا بیشک آپکے حق مین ہمارا ابھی اعتقاد یہی ہی کہ بالکل آپ مطلب حدیث کا نہین سمجھے
چنانچہ دیکھو خلاصۂ فتح القدیر کا بیان ہوتا ہی یعنی نزدیک امام صاحب کے نفس عقد سے حد لگانے مین
شبہہ ہو جاتا ہی اگرچہ اوس عقد کی تحریم پر اتفاق ہو اور وہ جانتا بھی ہو اور نزدیک دوسرون کے
جسوقت وہ جانتا ہو یہ شبہہ نفس عقد کا ثابت نہوگا اس عبارت کو عربی کی آپ سمجھے نہین یا عمداً
تغیر کردیا اور کہا عمداً نکاح کرنے سے محل شبہہ نہین اس مین عمد اور بغیر عمد کو کچھہ دخل نہین بلکہ امام صاحب
کے نزدیک نفس عقد ایسی شی ہی جس سے حد مین شبہہ واقع ہوجاتا ہی گو وہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو غیر
امام صاحب اور سفیان ثوری اور امام زفر یہ فرماتے ہین کہ اگر اوسنے نکاح محارم سے کیا اور
پھر وطی کی تو حد اوسپر واجب نہوگی گو جانتا ہو لیکن مہر واجب ہوجائے گا البتہ اوسکو تعزیر اشد جو
سب تعزیرون مین زیادہ ہو سیاسۃً دیجائے گی اوسکے واسطے کوئی حد شرعی مقرر نہین ہی
اور وہ حدیث جسمین آیا ہی کہ اوس شخص نے اپنی باپ کی بی بی سے نکاح کیا تھا اوسکے واسطے
آپنے حکم دیا کہ گردن اوسکی ماری جاوے اور مال اوسکا لے لیا جاوے اس لیئے کہ وہ مرتد
ہوگیا ورنہ فقط نکاح سے یہ نہین لازم آتا کہ اوسنے وطی بھی کی ہو اور نہ کہین احادیث
مین وطی کا ذکر ہی بلکہ محض نکاح آیا ہی اسکی وجہ یہی ہی کہ وہ مرتد تھا احکام شرعی کا انکار کرتا تھا
کیونکہ سواے وطی کے اور فعل مین مثل نکاح وغیرہ کے حد نہین آئی نہ کہ قتل کرنا اور کل مال
لے لینا اسکا باعث فقط ارتداد ہی سو اسمین قتل بیشک آیا ہی اس لیئے کہ حد گردن مارنا
اور مال لے لینا نہین ہی بلکہ یہ تو لوازمات کفر سے ہی پس صاحبین تو کہتے ہین کہ جو محارم محل عقد

فتح القدیر

نہین اور امام صاحب فرماتے ہین محل عقد ہین اور دونون مین نزاع لفظی ہی اس لیے کہ جو نفی کرتے ہین
وہ باعتبار اس عاقد یعنی نکاح کرنیوالے کے کہتے ہین کہ اسکے لحاظ سے محل عقد نہین ہو سکتے اور جو محل
عقد کا ثبوت کرتے ہین اونکے نزدیک قطع نظر اس عاقد کے محل عقد ہین پس فی الجملہ محلیت نکاح ہونے
کو امام صاحب ثابت کرتے ہین خاص بنظر ناکح کے نہین کہتے اسیوجہ سے اوسکی علت یہ بیان کی کہ اونمین
قابلیت مقاصد نکاح کی ہی ورنہ ظاہر ہی کہ اس ناکح کے اعتبار سے قابلیت نہین البتہ فی الجملہ ہی یہی
امام صاحب کا مقصود ہی اس لیے کہ شبہ وہ جو مشابہ ثابت کے ہو اور خود ثابت نہو اور ظاہر ہی کہ یہان
شبہ ثبوت بوجہ من الوجوہ پایا جاتا ہی اسیوجہ سے امام صاحب اشد تعزیر اوسپر واجب کہتے ہین مگر
حد کی عقوبت روا نہین رکھتے پس معلوم ہوا کہ اونکے نزدیک یہان زنا سے محض ہی مگر اوسمین شبہہ
عقد واقع ہو گیا ہی پس مہر اور تعزیر ضروری ہی اور حدیث بھی اس قول کی تائید کرتی ہی اَیُّمَا امْرَأَۃٍ
نُکِحَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ وَلِیِّهَا فَنِکَاحُهَا بَاطِلٌ فَاِنْ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ
مِنْ فَرْجِهَا یعنی جو عورت نکاح کرے بغیر اذن ولی اپنے کے پس نکاح اوسکا باطل ہی پس اگر وہ وطی کرے
اوس سے پس واسطے اوس عورت کے مہر ہی بسبب جماع اوسکے کے انتہے یہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حکم بطلان کا فرمایا اور مہر واجب کیا اور یہان بالاتفاق حد ساقط ہو جائے گی اس سے معلوم ہوا کہ نفس
عقد کو اتنا دخل ہی کہ حد ساقط کر دیتا ہی ورنہ اگر نکاح نہوتا تو حد لازم آتی یہ فقط نکاح کی برکت ہی کہ باوجود
باطل ہونے کے مہر لازم ہو گیا اور حد بالاتفاق ساقط ہو گئی ورنہ حد کے ساقط ہونے کی کوئی صورت نتھی
پھر نکاح محرمات باطل سے تو کسی طرح زیادہ نہین اسمین کیونکر شبہہ عقد نہو گا اور کیونکر حد ساقط نہو گی علی
القیاس بروایت ابن عباس حدیث اِدْرَؤُا الْحُدُوْدَ بِالشُّبُهَاتِ اوپر گذر چکی اور حضرت
عمر کا قول ہی لَاَنْ اُعَطِّلَ الْحُدُوْدَ بِالشُّبُهَاتِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُقِیْمَهَا بِالشُّبُهَاتِ
یعنی البتہ اگر موقوف کر دون مین حدود کو شبہات سے تو اچھا جانتا ہون اس سے کہ قائم کرون
مین اونکو شبہات سے انتہے اور دوسری حدیث بروایت حضرت معاذ بن جبل و عبد اللہ بن مسعود
اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم آئی ہے قَالُوْا اِذَا اشْتَبَهَ عَلَیْکَ الْحَدُّ فَادْرَأْهُ یعنی کہا

اونھون نے جسوقت مشتبہ ہوجاوے تجھیر حد میں توقف کہا اوسکو انتقد او اصحاب ظاہر کہتے ہین
کہ حد بعد ثبوت کے حلال نہین ہی کہ موقوف کردی جائے اوران آثار مین جرح کرتے ہین کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اسمین کوئی روایت ثابت نہین بلکہ بعض صحابہ رض سے بطرق ضعیفہ
منقول ہی اسلیے کہ بعض اوسکا مرسل ہی ہم یہ کہتے ہین کہ ارسال مین کچھ مضائقہ نہین اور یہان
موقوف بھی حکم مین مرفوع کے ہی اسلیے کہ واجب کو ساقط کردینا بعد ثبوت اوسکے کے شبہہ سے
خلاف مقتضاے عقل ہی یا بہ مقتضاے عقل ہی کہ بعد متحقق ہونے ثبوت کے شبہہ سے مرتفع نہو پس جبکہ اسکو صحابی
نے ذکر کیا تو اوسکو رفع ہی پر محمول کیا جائیگا علاوہ اسکے تمام جہان کے فقہا کا اجماع ہوا اسپر
کہ حدود شبہات سے ساقط کردیے جاتے ہین کفایت کرتا ہی اسیواسطے بعض فقہا نے کہا کہ یہ
حدیث متفق علیہ ہی اور یہی یہ ہی کہ قبول کیا ہی اوسکو ایک جماعت نے اور بھی تتبع نبی صلی اللہ علیہ
وسلم اور صحابہ سے اس مسئلہ مین یقین ہوجاتا ہی کیونکہ جب ماعز سے آپنے باوجود اقرار صحیح کے یہ فرمایا
کہ شاید تم نے بوسہ لیا ہوگا یا ہاتھ لگایا ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ آپ تلقین کرتے تھے کہ کسی طرح
ہان کہدین اور اس سے دریافت کرنے مین اور کوئی فائدہ نہ تھا سوا اسکے کہ اونھونے ہان کہا اور چھٹے ورنہ جیسے
اقرار قرض کا کرلیا اوس سے آپنے کبھی یہ نفرمایا کہ شاید تیرے پاس امانت ہوگی پھر ہلاک ہوگئی ایسے
چور سے فرمایا کہ کیا تو نے چوری کی مجکو تو گمان نہین کہ تو نے چوری کی ہو اور غامدیہ سے بھی اسی
قسم کا کلام کیا ایسے ہی حضرت علی رض نے ایک عورت سے فرمایا شاید سوتے مین وہ تیرے اوپر پڑا
یا زبردستی کی ہو یا تیرے مولے نے تیرا نکاح کردیا ہی اور تو اوسکو چھپاتی ہی اور بہت اسکی نظیرین
ہین جنکا بیان کرنا طول کلام ہی پس حاصل ان سب تقریرون سے یہ ہوا کہ حد کے دفع کرنے مین حیلہ
کرنا بیشک جائز ہی اوران استفسارات سے بھی جو کہ دفع حد کے لیے قصد احتمال کا فائدہ دیتی ہین
معلوم ہی کہ بعد ثبوت کے تھی کیونکہ بعد صریح اقرار ہی کے ثبوت ہوتا ہی جو یہان پایا گیا اور یہی ان
آثار کا حاصل ہی پس ان احادیث کے معنی جہت شارع سے یقینی ہوگئے اب اسمین کسی طرح کا
شک نکرنا چاہیے اور اسکے منکرین کی طرف مطلق التفات نکرنا چاہیے اور نہ اعتماد کرنا چاہیے

البتہ کبھی بعض مواقع مین اختلاف تھا مین واقع ہوا ہی کہ ایا یہ شبہہ قابلیت دفع کی رکھتا ہی یا نہین
سو بہار اتو قول یہ ہی کہ شبہہ ہی ہی جو مشابہ ثابت کے ہو اور ثابت نہو انتہی ملخص فتح القدیر اور
زیادہ تفصیل و تحقیق اس مسئلہ کی مولوی ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی نے رسالۂ القول الجازم
فی سقوط الحد بنکاح المحارم مین کی ہی امام صاحب نے نکاح محرمات کو بھی داخل شبہات کیا ہی
اگر انکے اسمین شبہہ ہی تو اوسکے دفع مین اونہون نے کوئی حدیث پیش کیون نہین کی یا کسی آیت سے سند
لائے ہوتے امام صاحب کی جو حجت ہدایہ مین مذکور ہی اوسکی رد مین آپنے دو جواب لکھے
ہین جسکا خلاصہ یہ ہے چہ خوش گفت سعدی در زلیخا۔ کہنا چاہیے مارے گھٹنا پھوٹے آنکھہ
اسمین محض آپنے اپنی رائے کو دخل دیا ہی جب آپکو کوئی حدیث نہین ملتی تو حنفیہ ایسی عنایت
کیون ہی کہ خود آستین چڑہا کر لڑنے کو مستعد ہو جاتے ہین پھر اس سے کچھ بحث نہین کہ الفاظ اور
معنی کو ربط ہو یا نہو بلکہ تا مقدور ربط کلام نہین دیتے اتفاقیہ کہین ہو جائے تو معذور ہین
جب کچھ نہ بن پڑی تو بطور خلاصہ فرمانے لگے غرض کہ حنفیہ تو قرآن کی مخالفت سے ڈرتے ہین
اور نہ حدیث کی انتہی جناب من قرآن اور حدیث کی مخالفت سے حنفیہ تو بیشک ڈرتے ہین مگر
فرقہ ظاہریہ کی مخالفت سے البتہ اونکو کچھ باک نہین خلاصہ یہ ہی کہ قرآن شریف مین نکاح
محرمات کے لیے کہین حد نہین آئی ہی باقی رہی حدیث سو اول تو وہ تہدید کے واسطے ہی چنانچہ عبارت
لمعات و فتح القدیر سے معلوم ہوا علاوہ اسکے قتل بھی تعزیر ہی البتہ کسی حدیث مین رجم یا سو درے آئی
ہوں اور خاص اسی واقعہ مین ہو تو اوسوقت بیشک ہم امام صاحب کے قول کو چھوڑ دینگے
اور جب قول اونکا ہر طرح سے موافق ہو تو پھر ہمکو نعوذ باللہ اونسے کچھ عداوت تو ہی نہین جو مثل
آپکے بے انصافی کرین اللہ ایسے تعصب سے بچاوے **قال** مسئلہ چہارم ایک مسئلہ امام اعظم رح کا مخالف
حدیث کے یہ ہی کہ حکم قاضی کا تمام عقود اور فسوق مثل نکاح اور طلاق اور بیع اور اقالہ مین امام اعظم کے
نزدیک نافذ ہی ظاہرا و باطنا الخ **اقول** آپکو ابھی تک خبر بود او رخلط کلام آتا ہی عام کو خاص
اور خاص کو عام کرنا آپہی کا کام ہی یہ حدیث کہ جسکے مخالف قول امام صاحب کا آپ سمجھتے ہین خاص

اموال مین ہے چنانچہ خاتم المحدثین جناب حافظ الحدیث مولانا مولوی احمد علی صاحب لکھتے ہین
واحتجوا اي الحنفية بان الحاكم قضى بحجة شرعية فيما له ولاية الانشاء فيه
فيجعل انشاءً تحرزاً عن الحرام والحديث صريح في المال وليس النزاع
فيه فان القاضي لا يملك دفع مال احد الى آخر ويملك انشاء العقود والفسوخ
یعنی اور حجت لائے حنفیہ باین طور کہ حاکم حکم کرتا ہی حجت شرعیہ سے اوس چیز مین کہ اوسکو ولایت انشا
کی اوسمین ہی پس گردانا جاوے گا حکم اوسکا انشا واسطے بچنے کے حرام سے اور یہ حدیث مال مین صریح ہی اور
نہین ہی گفتگو مال مین اسواسطے کہ قاضی نہین مالک ہوتا ایک کے مال دینے کا طرف دوسرے کے
اور مالک ہوتا ہی نیا کرنے عقد نکاح وغیرہ وفسخ نکاح وغیرہ کا انتہے اور امام طحاوی لکھتے ہین وذهب
آخرون الى ان الحكم ان كان في مال وكان الامر في الباطن بخلاف ما اسنده اليه
الحاكم من الظاهر لم يكن ذلك موجبا احلاله للمحكوم له وان كان في نكاح او طلاق
فانه ينفذ ظاهراً وباطناً وحملوا حديث الباب الذي قبل هذا الباب على ما ذكر
فيه وهو المال یعنی اور گئے ہین دوسرے فقہا طرف اسکے کہ حکم اگر مال مین ہو اور واقع مین اوسکے خلاف
ہو اوسکے کہ حکم دیا ہی حاکم نے ظاہر کا تو نہوگا یہ حکم واجب کرنے والا حلال ہونے اوسکے کا واسطے اوس
شخص کے کہ حکم کیا گیا ہی اوسکے لیے اور اگر ہوگا حکم نکاح مین یا طلاق مین تو تحقیق جاری ہوگا ظاہر
اور باطن مین اور حمل کیا اونھون نے حدیث باب کو جو کہ پہلے اس باب کے ہی اوپر اوسکے کہ وارد
ہوئی ہی اوسمین حدیث اور وہ مال ہی انتہے اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ حدیث خاص مال
مین وارد ہوئی ہی چنانچہ لفظ من حق اخيه اور اقطع له قطعة من النار اسپر دلالت
کرتا ہی دوسرا جواب یہ ہی کہ ظاہر اس حدیث کا دلالت کرتا ہی اسپر کہ یہ حدیث خاص ہی اوس حکم
مین کہ متعلق ہوتا ہی کلام خصم کے سننے سے اور گواہ اور قسم وہان نہون سو اسمین نزاع نہین
کیونکہ نزاع تو اوس حکم مین ہی جو گواہی پر مرتب ہوا انتہے کیونکہ الحن بحجته جسکے معنی خوب
گفتگو کرنے والے کے ہین یعنی بات کو بھی سچی کردے اوس مین گواہ اور قسم کا کہین ذکر نہین جسمین

اختلاف ہی البتہ اگر فقط اونکی گفتگو پر کفایت کی جائے گی جیسا کہ ظاہر الفاظ حدیث کے اسپر دال ہین
تو اوسوقت ظاہراً قضا واقع ہوگی اور امام صاحب بھی اسکے خلاف نہین کہتے البتہ جسمین گواہ اور
قسم ہو تو اسمین امام صاحب فرماتے ہین کہ قضا قاضی کی ظاہر اور باطن مین نافذ ہوگی سو یہ بیان ہرگز
حدیث سے نہین نکلتا جو مخالفت ہو علاوہ اسکے اگر اس حدیث کو عام رکھا جاوے تو پھر جمہور
کی مخالفت لازم آتی ہی اس لیے کہ اسپر سب متفق ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام مین خطا
نہین ہوسکتی اور اگر ایسا ہوا تو خدا کی طرف سے اطلاع ہوگئی چنانچہ امام نووی جو محدثین مین سے
ہین اس بات کو تسلیم کرتے ہین بلکہ اسکو خاص کرتے ہین ساتھ غیر اجتہاد کے یعنی جسمین گواہ اور قسم
ہو پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث جمہور کے نزدیک خاص ہی عام نہین البتہ فرق اتنا ہی کہ محدثین بینہ اور
یمین غیر اجتہاد کے ساتھ خاص کرتے ہین اور امام صاحب اموال مین خاص کرتے ہین غرض کہ
طرفین یعنی امام اعظم اور امام محمد رح اسکو مقید کرتے ہین اب ظاہر الفاظ حدیث کے اہل انصاف خود سمجھ
لین گے کہ اس سے قرینہ اموال کا ہی یا غیر اجتہاد کا علاوہ اسکے حدیث حضرت علی رض کی جسکو آپ موقوف
بتلاتے ہین اور قابل حجت نہین کہتے اس قول کی مؤید ہی اور حدیث موقوف امام شافعی کی یہان
حجت نہین چنانچہ خلاصۃ الخلاصہ مین لکھا ہی وَهُوَ لَيْسَ بِحُجَّةٍ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ یعنی اور موقوف
نہین ہی حجت نزدیک شافعی کے انتہی اور حنفیہ کے یہان بیشک حجت ہی چنانچہ لمعات مین آیا ہی
وَمِنْ مَذْهَبِ أَبِي حَنِيفَةَ رض وُجُوبُ تَقْلِيدِ الصَّحَابِيِّ فِيمَا قَالَ یعنی اور مذہب امام صاحب
کا واجب ہونا تقلید صحابی کا ہی اوس چیز مین کہ کہا اونھون نے انتہی اور اتقانی مین لکھا ہی اِعْلَمْ
اَنَّ تَقْلِيدَ الصَّحَابِيِّ وَاجِبٌ یعنی جان تو کہ تحقیق تقلید صحابی کی واجب ہی انتہی اور یہ جو آپ
لکھتے ہین کہ حدیث معلق ضعیف اور مردود شمار کیجاتی ہی سو جناب من ہر معلق کا یہ حکم نہین ہی
بعضے اقسام معلق کے مقبول ہوتے ہین چنانچہ تصریح اسکی نخبۃ الفکر مین آپکی عبارت منقول کے
بعد موجود ہی اگر ایسا نہوتا تو تعلیقات بخاری مین قبل تصریح ابن حجر وغیرہ کے ضرور ضعف
ہوتا حالانکہ تعلیقات بخاری حکم مین اتصال کے ہین کچھ انکی تصریح پر اوسکی صحت موقوف

نہین اور بعضون نے یہ فرق کیا ہی کہ جسمین امام بخاری صیغہ معروف لائے ہین جیسے قَالَ فُلَانٌ یا ذَکَرَ فُلَانٌ تو یہ صحیح ہی اور جو صیغہ مجہول لائے ہین جیسے قِیْلَ یا یُقَالُ تو اوسکی صحت مین البتہ کلام ہی لیکن چونکہ اس کتاب مین مروی ہی کوئی اصل اوسکی ہوگی پس ایسے شخصون کی تعلیقات کو ضعیف کہنا خالی از تعصب نہین حال آنکہ عادت مصنفین کی کبھی یہ بھی رہی ہی کہ کل سند کو حذف کر دیتے ہین اور فقط قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کہتے ہین چنانچہ تصریح اسکی مقدمہ مشکوٰۃ مین موجود ہی خصوصًا متقدمین کا تو یہی دستور تھا کہ وہ سند بیان نہین کرتے تھے اور وجہ اوسکی یہ تھی کہ جب تک کذب نہ تھا سچے لوگ تھے موافق اس حدیث شریف کے خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ اِلٰی مَا قَالَ ثُمَّ یَفْشُو الْکِذْبُ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سب قرنون سے بہتر میرا قرن ہی پھر جو اوسکے متصل ہی پھر جو اوسکے متصل ہی پھر پھیل جاویگا جھوٹ انتہے اور ظاہر ہی کہ آپکا زمانہ اور صحابہ کا ایک تھا اوسکے بعد تابعین کا زمانہ ہوا انکے بعد تبع تابعین کا پھر اونکے بعد ایسا جھوٹ پھیلا کہ لوگون نے حدیثین وضع کرنی شروع کین اسی لیے امام بخاری نے شروط لگائے ورنہ حدیث سے کہین ان شروط کی تصریح نہین یہ شروط فقط احتیاطًا تھے اور اس غرض سے کہ اب جو کوئی حدیث نقل کرے اوسمین اتنی باتیں دیکھلی جائین جب اوس سے اخذ کیا جائے اوسکے یہ معنی نہین تھے کہ پہلے استاذ الاستاذ امام بخاری کی جو حدیثین بیان کر گئے ہین اون مین بھی سند اتصال ضرور ہی حاشا وکلا یہ فقط فرقہ لامذہبہ کی ایجاد تازہ سے ہی بیشک امام محمد رحمہ کے تعلیقات حکم مین اتصال کے ہین مثل امام بخاری کے چنانچہ اتفاق جمہور علماے حنفیہ ومصنفین شافعیہ کا اسپر دلیل ہی جیسا کہ توضیح وتنقیح الاصول مین بحث شرائط راوی مین مرسلات امام محمد کو حجت لکھا ہی اور جو قواعد بعد اسکے کسی مصلحت کے واسطے جاری کیے گئے وہ پہلون پر کیونکر حجت ہو سکتے ہین یا پچھلے لوگ اوسکے پابند ہو کر تحقیقات سابق کسطرح ترک کر سکتے ہین البتہ اتنی بات ہمکو ضروری ہی کہ اگر کہین مخالفت دیکھین تو اوسمین تطبیق کر دین اس لیے کہ جب صحابہ ہی نعوذ باللہ مخالفت کرینگے تو پھر موافقت کون کریگا الا جو

کون آئے گا پس جو شخص ہو اگہ افعال صحابہ مین اور احادیث مرفوعہ مین حتی الامکان تطبیق دین
جو سا خلفاے راشدین کے فعل اور قول کی نسبت حق مین حدیث علیکم بسنتی وسنۃ
الخلفاء الراشدین یعنی لازم پکڑو تم طریقہ میرا اور طریقہ میرے خلفاے راشدین کا آچکی وارد
ہے اور قول تو ضرور حسن ہو سکتا ہے خاص علی الخصوص حضرت علیؓ کے حق مین اقضاھم علیؓ وارد ہے
یعنی سب صحابہ مین زیادہ اور عمدہ فیصلا کرنے والے علیؓ ہین پھر یہ فرمانا حضرت علیؓ کا کہ تیرے
گواہون نے تیرا حق ثابت کیا صاف دلالت کرتا ہے کہ ایسے معاملات مین جو عقود سے تعلق رکھتے
ہین ظاہر اور باطن مین قضا نافذ ہو جاتی ہے اور حدیث صحیحین کی جسکا سیاق دلالت کرتا ہے کہ
اموال مین وارد ہوئی ہے چنانچہ سند بھی اسکی ہم بیان کر چکے مطابق ہے پھر باوجود ایسی ظاہر صحیح
کے انکار کرنا انکو یون سمجھنا ہے کہ جیسے فرقہ ظاہریہ سمجھے کہ حدیث کو حضرت علیؓ بھی نہین سمجھے
اور ایسے بیشتر فاسد مضمون لکھے یہ لوگ یون سمجھتے ہین کہ قول پیغمبرؐ کے معنی جو ہم کہتے ہین
وہی مراد ہین اور دوسرے کی اکلی ٹانگ کھیے جاتے ہین انکے اعتقاد مین صحابہ مرفوع حدیث کے
بالکل مخالف تھے اور ایسے صحابہ کا قول نہین مانتے نؤمن ببعض ونکفر ببعض
یعنی بعض کے ساتھ ایمان لاتے ہین ہم اور بعض سے ہم انکار کرتے ہین انھین کے حق مین صادق ہے
چونکہ صاف صاف سب وشتم صحابہ کو کرتے ہوے ڈرتے ہین اس لیے حدیث مرفوع کے پردہ مین
بہت کچھ بے ادبی صحابہ کی شان مین کرجاتے ہین فی الواقع انکو صحابہ سے عداوت ہے جو صحابہ کے
خلاف قرآن وحدیث کے عمل کرنے کے قائل ہین اور انصاف مطلق نہین کرتے اپنی رائے
کو مقدم سمجھتے ہین اور یون نہین تصور کرتے کہ ہم سے ہی کچھ معنی حدیث کے سمجھنے مین قصور ہوا ہوگا
صحابہ نے جو کچھ کیا موافق کیا اوسمین تطبیق دین کیا امکان ہے یا دوسرے کی بات مانین یہ تو
دور تک ہو سکتے ہین اور ہم کوئی بات الزاما بھی کہین تو کہتے ہین توبہ توبہ ایسی بات نہ کہنا کیونکہ کہین
کہ ہم کو بھی تو اللہ نے یہ حکم نہین دیا کہ اس فرقے کے معنی حدیث اور قرآن کے لیے ہوے پر
عمل کرنا بلکہ ہم خوب جانتے ہین کہ اگر امام صاحب نے قرآن اور حدیث کے معنی لینے مین

ایکہزار مین سو غلطیان ہون گی تو دوسرون سے ہزار مین نوسو غلطیان ہون گی اور جو [illegible] سعد بن
بعض صحابہ کو معاویہ نے تقسیم مال مین [illegible] ہمیگہ پیش کرتے ہین اب جو حدیث [illegible] ہی طرف [illegible]
اور یون سمجھے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یون ہی سمجھا [illegible] پھر جواب دیے کہ [illegible] سعد ہو گئے [illegible] اس حدیث کے
مخالف دوسری حدیث صحابی کی اس وجہ سے ہوئی کہ اکثر بہت حدیثین نہین پہنچی [illegible] مالک کا قول
قرآن اور حدیث کے مخالف نہین ماننا چاہیے [illegible] حدیث اور [illegible] لوگون نے امام [illegible] کہا
ع بہرین عقل و دانش ببایدگریست ٭ بلکہ امام اعظم کا مسلک تطبیق [illegible] حدیث [illegible]
اور رسول نے حکم نہین دیا کہ قرآن اور احادیث مین باوجود تطبیق اور موافقت عقل کے خواہ مخواہ
عقل کرنا ہان جہان تطبیق نہو سکتی ہو گو خلاف عقل ہو ہم اوسکو قبول کر لینگے اور [illegible]
تصور سمجھینگے اور فقط ایک لفظ کو لے لینا اور دوسری لفظ کو غور نکرنا بلکہ [illegible] عقل [illegible]
فرقہ ظاہریہ کا کام ہی عمدہ معنی موافق عقل کے چھوڑ کر خلاف عقل جاننا انہین کا شیوہ ہے [illegible] یون
سمجھتے ہین کہ محض دنیا کے واسطے عنایت ہوئی ہی دین مین اس سے مطلق کوئی کام نہ لینا چاہیے اگر
دوسرا کہے تو اوسپر طعن کرتے ہین چنانچہ ایک ظاہریہ کی نقل ہے کہ معقولیون پر بہت طعن کیا کرتے تھے اور
کہتے تھے کہ ان کم بختون نے قرآن اور حدیث کے بالکل خلاف کیا ہی اکثر باتین خلاف [illegible] بیان کی
ہین ایک روز ایک شخص نے دریافت کیا کہ جناب وہ کونسا قول ہی جو مخالف ہی کہا ایک ہو تو بیان
سکیڑون ہین اگر خیر مشتے نمونہ از خروارے ایک بتلائے دیتا ہون دیکھیے یہ سب منطقی متفق ہین
کہ اجتماع نقیضین محال ہی اور اثبات اور نفی جمع نہین ہو سکتا حالانکہ صریح مخالف ہی قرآن اور حدیث کے
کیونکہ دیکھیے لا الہ نفی ہوئی اور الا اللہ اثبات ہی انکو کلمہ بھی تو یاد نہین ورنہ ایسی صریح مخالفت
نکرتے حاصل کلام یہ ہی کہ آدمی کو یون سمجھنا کہ جو مین سمجھا ہون دوسرا نہین سمجھا بلکہ صریح مخالف
قرآن اور حدیث کی سمجھا ہی عین خطا ہی تمام کتابین ایمہ اربعہ کے اختلافیات کی مع دلائل موجود
ہین دیکھ لیجیے اور یہ نکیجیے کہ آنکھون پر پٹی باندھ کے ایک طرف کی بات لکھدی اور دوسری طرف کو
جھوڑ گئے اور نے سمجھے بوجھے حکم لگا دیا کہ دیکھو یہ مخالف حدیث کے ہی اور قول قاضی شوکانی کا

کہ جنکے اقوال جمہور کے مخالف نیل الاوطار مین موجود ہین پیش کر دینا اور ایسے ہی اقوال اونکے مقلدین
کے نقل کر دینا سراسر ہٹ دہرمی اور کج بحثی ہے بلکہ اسمین قول اونکا چاہیے تھا کہ جنکو طرفین تسلیم کرتے
جیسے شاہ ولی اللہ صاحب چنانچہ وہ عقد الجید اور انصاف فی بیان سبب الاختلاف مین لکھتے ہین جان تو
کہ تحقیق امت نے اجماع کیا ہے اسپر کہ اعتماد کرین وہ سلف پر شریعت کی پہچاننے مین پس تابعین
اعتماد کرین اسمین صحابہ پر اور تبع تابعین اعتماد کرین تابعین پر اور اسیطرح ہر طبقے مین اعتماد کرین
پچھلے علما اگلے علما پر اور عقل اوسکی خوبی پر دلالت کرتی ہے اس لیے کہ شریعت نہین پہچانی جاتی مگر
ساتھ نقل اور استنباط کے اور نقل نہین معتبر ہوتی مگر باین طور کہ اخذ کرے ہر طبقہ اپنے پہلون سے
بالاتصال اور استنباط کرنے مین یہ ضرور ہے کہ مذاہب متقدمین کے معلوم کرے تاکہ خارج نہو جاوے
اونکے اقوال سے والا خارق اجماع ہو جاوے گا اور چاہیے کہ بنا کرین اوسپر اور استعانت کرے
اوس مین اون سے جو پہلے اسکے ہین اور جبکہ اعتماد سلف پر متعین ہو گیا تو ضرور ہے اس سے کہ ہون
اقوال اونکے کہ جنپر اعتماد کیا جاتا ہے روایت کی گئی اسناد صحیح سے یا اونکی کتابون مشہورہ مین مجتمع ہون
اور یہ کہ ہون مخدومہ یعنی بیان کیا جاوے راجح محتملات اونکی سے اور خاص کیا جاوے عموم اونکا بعض
مواقع مین اور مقید کیا جاوے مطلق اونکا بعض جا اور جمع کیا جاوے مختلف فیہ اور بیان کیے جاوین
سبب اونکے احکام کے اور نہین تو صحیح نہوگا اعتماد اون پر اور نہین ہے کوئی مذہب اس زمانہ اخیر مین
اس صفت کا مگر یہ چار مذہب باالبتہ مگر مذہب امامیہ اور زیدیہ کہ وہ اہل بدعت مین نہین جائز ہے اعتماد
اوسپر انتہی مختصراً باقی تحقیق اس کتاب کی اول مین گذر چکی اگر جی چاہے ملاحظہ فرما لیجیے اب امام
صاحب کی طرف سے بعض دلائل لکھے کہ قضا ظاہر اور باطن مین سوا مال کے جاری ہو جاتی ہے
شروع کرتے ہین فتح القدیر مین ہے کہ نزدیک امام صاحب کے ظاہر اور باطن مین قضا نافذ ہوگی
کہ جسمین قاضی کو انشائے عقد ممکن ہو کیسا اگر دوسرے کی عدت مین نہو گی یا مطلقہ الثلث غیر کی ہو گی
تو اس صورت مین قاضی کو انشائے عقد کا اختیار نہوگا کیونکہ قاضی دوسرے کی مال کی تملیک کا بغیر
عوض کے مالک نہین ہوتا اور مقصود قضا سے قطع منازعت ہے اور اس صورت مین جھگڑا قطع نہین ہوسکتا

مگر جب قضا باطن میں نافذ ہوا اسواسطے کہ اگر حرمت باقی رہے گی تو پھر منازعت وطی کی طلب میں مگر رہیگی
اور دوسرا منع کریگا کیونکہ حقیقت حال جانتا ہی پس ضرور ہوا پہلے ہونا انشا کا پس گویا قاضی نے
کہدیا کہ مین نے تمہارا نکاح کیا اور اسکے ساتھ حکم دیا او سکے بعد لکھا ہی وَقَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِ أَوْجَهُ
یعنی اور قول امام صاحب کا دلیل زیادہ ہی انتہے اور امام طحطاوی لکھتے ہین فَيَثْبُتُ الْحِلُّ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی
وَإِنْ أَثِمَ الْمُدَّعِيْ لِإِقْدَامِهٖ عَلَى الدَّعْوَى الْكَاذِبَةِ یعنی پس ثابت ہوگی حلت
نزدیک اللہ تعالےٰ کے اگرچہ گناہگار ہوگا مدعی بگناہ پیش قدمی کرنے اپنے کا اوپر جھوٹے دعوے کے
انتہے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ گناہ اوسکو بیشک ہوگا ایسے ہی بحر الرائق کی اس عبارت سے واضح
ہوتا ہی لَا يَلْزَمُ مِنَ الْقَوْلِ بِحِلِّ الْوَطْيِ عَدَمُ إِثْمِهٖ فَإِنَّهٗ آثِمٌ بِسَبَبِ إِقْدَامِهٖ عَلَى
الدَّعْوَى الْبَاطِلَةِ وَإِنْ كَانَ لَا إِثْمَ عَلَيْهِ بِسَبَبِ الْوَطْيِ یعنی نہین لازم آتا قائل ہونے حلت
وطی سے نہ گنہگار ہونا اوسکا اس لیے کہ وہ گنہگار ہی بسبب پیش قدمی کرنے اوسکے اوپر دعوا باطل کے
اگرچہ نہین گناہ ہی اوسپر بسبب وطی کے انتہے اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ گناہ اوسکے ذمے پر رہیگا
پھر اوسکے واسطے جو کچھ وعید آئی ہی اسی کذب کا بدلہ ہوگا اسوجہ سے بھی قول امام صاحب کا حدیث کے
مخالف نہوا بلکہ عین موافق ہوگیا اور طحطاوی مین لکھا ہی کہ امام صاحب کی ایک یہ بھی دلیل ہی کہ اسمین
سب کا اجماع ہی کہ جو شخص کسی لونڈی کو خریدے پھر جھوٹا دعوا کرے فسخ بیع کا اور گواہ لاوے پس قاضی
حکم کردے تو بایع کو وطی اوس کنیز کی حلال ہوگی اور اوس سے خدمت لینا بھی حلال ہوگا باوجود جاننے
اوسکے کہ دعوا مشتری کا جھوٹا ہی حالانکہ اسمین تو آزاد کرکے بھی خلاصی پاسکتا ہی گواہ اوسکے مال کا
ہی انتہے اسیطرح امام صاحب کہتے ہین کہ یہان مابہ الفرق کونسی شی ہی جس سے یہان وطی جائز ہو اور
وہان جائز نہو اور بہت دلائل امام صاحب کے بوجہ اختصار کے یہان بیان نہین ہوے ورنہ اس
بحث کو ایک دفتر چاہیے مگر حیف ہی کہ باوجود ایسے عمدہ دلائل اور براہین کے آپ کا مخالف قرآن اور حدیث
کے بتلانا دو حال سے خالی نہین یا تو حدیث کا مطلب آپ خود نہین سمجھے یا دانستہ یہ شیوہ اختیار کیا ہی
مگر یہ احتمال تو ہم نہین لے سکتے کیونکہ کونسا مسلمان ہی جو ایسی باتین دانستہ کرکے اپنے تئین دائرۂ دین

بحر الرائق

اسلام سے خارج سمجھے ہان آپکے فہم مین خطا واقع ہوئی خیر یہ خطائے اجتہادی ہے اس مین آپ
معذور ہین خدای تعالے آپکو ذہن رسا اور طبع سلیم عنایت فرماوے آمین ثم آمین **قال**
مسئلہ پنجم اور ایک مسئلہ امام اعظم اور اونکے شاگردون ابو یوسف و محمد کا مخالف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کی دو حدیثون کے ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ او کنز الدقائق وغیرہ مین لکھا ہے مَنِ امْتَنَعَ
مِنَ الْجِزْیَۃِ اَوْ قَتَلَ مُسْلِمًا اَوْ سَبَّ النَّبِیَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَوْ زَنٰی بِمُسْلِمَۃٍ لَمْ
یَنْتَقِضْ عَھْدُہٗ یعنی جو ذمی جزیہ دینے والا جزیہ دینے سے انکار کرے یا کسی مسلمان کو
مار ڈالے یا گالی دے نبی علیہ السلام کو یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے توان امور سے اوسکا
عہد ذمی کا نہین ٹوٹتا الخ **اقول** اس حدیث سے مخالفت ہرگز نہین سمجھی جاتی بلکہ اگر الفاظ
حدیث پر آپ غور فرماتے تو بیشک موافق پاتے حدیث مین کَانَتْ تَشْتِمُہٗ کا لفظ اسپر دلالت
کرتا ہے کہ جو مکرر سب وشتم واقع ہو اور عادت ہو جائے تو اوسکو قتل کرنا چاہیے اس لیے کہ اس لفظ
کے معنی ہین کہ سب وشتم کیا کرتے تھے یہ معنی نہین کہ ایکبار اوسنے شتم کیا ہو اور قتل کی گئی ہو
اور اگر ایکبار مراد ہوتی تو کَانَتْ تَشْتِمُ نہوتا جس کے معنی ہین شتم کیا تھا اوسنے پس لفظ
حدیث سے معلوم ہوا کہ جب تک مکرر نہو تو قتل نکرنا چاہیے سو امام صاحب بھی اسکے مخالف
نہین کہتے اس لیے کہ ردالمحتار مین جسکی عبارت آپنے نقل کی ہے اوسکے بعد وجہ توفیق بھی مرقوم ہے
قَوْلُہٗ وَبِہٖ اَفْتٰی شَیْخُنَا اَیْ اَبُو السُّعُوْدِ مُفْتِیُ الرُّوْمِ بَلْ اَفْتٰی بِہٖ اَکْثَرُ الْحَنَفِیَّۃِ
اِذَا اَکْثَرَ السَّبَّ کَمَا قَدَّمْنَاہُ عَنِ الصَّارِمِ الْمَسْلُوْلِ وَھُوَ مَعْنٰی قَوْلِہٖ اِذَا ظَھَرَ
اَنَّہٗ مُعْتَادُہٗ وَمِثْلُہٗ مَا اِذَا اَعْلَنَ بِہٖ کَمَا مَرَّ وَھٰذَا مَعْنٰی قَوْلِ ابْنِ الْھُمَامِ اِذَا
اَظْھَرَ ہٗ یُقْتَلُ یعنی یہ یعنی قول صاحب المختار کا اور ساتھ اسی کے یعنی قتل کے فتوا دیا ہے ہمارے شیخ نے یعنی ابو سعود
مفتی روم نے بلکہ فتوا دیا ہے ساتھ اسکے اکثر حنفیہ نے جسوقت کثرت کرے گالی دینے کی جیسا کہ بیان کیا ہے ہمنے
اوسکو صارم مسلول سے اور یہی معنی قول مصنف کے ہین جسوقت ظاہر ہو جاوے کہ یہ عادت اسکی ہے اور مثل اسکے
وہ صورت ہے کہ اعلان کرے ساتھ اسکے اسکو جیسا کہ گذرا اور یہی معنی ہین قول ابن ہمام کے جسوقت ظاہر کرے اوسکو قتل کیا جاوے

بسبب اوسکے اشتہے اور منتقی مین لکھاہی اِذَا لَمْ یُعْلِنْ فَلَوْ اَعْلَنَ بِشَتْمِہٖ اَوْ اعْتَادَہٗ قُتِلَ وَلَوْ امْرَأَۃً

یعنی جسوقت ظاہر نکرتا ہو پس اگر ظاہر کرے شتم کو یا عادت کرے اوسکی قتل کیا جاویگا اگرچہ

عورت ہو انتہے پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کا قول مطابق حدیث کے ہی اور حدیث مین عادت

اور کثرت کیوجہ سے قتل ہی سو اسکا امام صاحب انکار نہین کرتے امام صاحب غیر معتاد کیواسطے

یہ حکم بیان کرتے ہین کہ قتل نہ کیا جاوے چنانچہ جو عبارت آپنے نقل کی ہی اوسمین لفظ سَبَّ

کہ ماضی ہی اسپر دال ہی جیسے قَتَلَ مُسْلِمًا سے ایک ہی قتل مراد ہی ایسے ہی سَبَّ سے ایک ہی سب مراد

ہی کوئی اسمین ایسا لفظ جو استمرار اور تکرار پر دلالت کرتا ہو نہین البتہ حدیث مین ایسا لفظ موجود ہی

کیونکہ لفظ کَانَ فعل مضارع سے پہلے ہوتا ہی تو معنی استمرار اور تکرار کے دیتا ہی اس صورت مین

بیشک امام صاحب کے نزدیک بھی قتل ہی چنانچہ رد المحتار مین ہی کہ اصول حنفیہ سے یہ امر ہی کہ جس

چیز مین قتل مقرر نہین نزدیک حنفیہ کے جسوقت وہ فعل مکرر ہو پس چاہیے امام کو کہ اوسکے کرنے

والے کو قتل کرے انتہے اسکے بعد لکھا ہی فَقَدْ اَفَادَ اَنَّہٗ یَجُوْزُ عِنْدَنَا قَتْلُہٗ اِذَا تَکَرَّرَ

مِنْہُ ذٰلِکَ وَاَظْھَرَہٗ یعنی پس تحقیق فائدہ دیا اسنے اسکا کہ جائز ہی نزدیک ہمارے قتل

اوسکا جسوقت مکرر ہو اوس سے یہ اور ظاہر کرے اسکو انتہے اور شرح قدوری کے فصل جزیہ مین لکھا ہی

کہ ہماری دلیل وہ ہی جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے ایک جماعت یہود نیکی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئی پس کہا اونھون نے اَلسَّامُ عَلَیْکَ

کہا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پس سمجھ گئی مین اس لفظ کو پس کہا مین نے اور تم پر ہلاکت او لعنت ہو پس

فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مت کہہ ایسا اے عائشہ تحقیق اللہ تعالی پسند کرتا ہی نرمی کو کل

کام مین پس کہا مین نے کیا آپنے سنا نہین جو اونھون نے کہا آپس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم نے تحقیق کہا مین نے اور تم پر پس نہ گالی دے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر ہوتی کسی مسلمان

سے تو حلال ہو جاتا خون اوسکا حالانکہ نہین قتل کیا آپنے اونکو انتہے اسیطرح کہا امام طحاوی

نے اور ظاہر یہ ہی کہ امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہی چنانچہ ذکر کیا اسکو علامہ عینی نے شرح بخاری

یہان ہان یہ شبہہ ہوتا ہی کہ جب یہ لفظ شتم ہوا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وَعَلَیکُم مع واو عطف
کیون فرمایا اسکا جواب یہ ہی کہ یہ واو عاطف نہین بلکہ واسطے استیناف کے سر جملہ لاسکتے ہین دوسرا
شبہہ یہ ہوتا ہی کہ کعب بن اشرف کیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون اوسکے قتل کا
ذمہ کرتا ہی اوس نے اللہ اور رسول کو اذیت دی ہی اور آپنے ایسے شخص کو اوسکی طرف بھیجا تھا
جس نے اوسکو دھوکے مین قتل کیا سو جواب اوسکا یہ ہی کہ اوسکو مجرد شتم کے آپنے قتل
نہین کرایا بلکہ وہ آدمیون کو آپکے ساتھ لڑنے کو جمع کرتا تھا علاوہ اسکے وہ اہل ذمہ سے بھی
نہ تھا بلکہ مشرک تھا آپ سے مقابلہ کرتا تھا ایسا ہی بیان کیا شیخ الاسلام علامہ عینی نے شرح
بخاری مین پس بادجود بخاری کی حدیث کے آپ عمل آپ کا کہان چلا گیا اور بخاری کی حدیثون سے
استنباط کون اوٹھا کرلے گیا غرض امام صاحب کے مخالف ہونا اور طعن کرنا آپنے اپنے اوپر
فرض سمجھ لیا ہی جہان اپنے زعم مین خلاف واقع کے مخالفت پاتے ہو پھر کیسی ہی حدیث صحیح
موجود ہو فقط اپنی راے کو اوسوقت صائب جانتے ہو ذرا خدا سے بھی ڈرنا چاہیے اگر اسی
اپنے خیال کا نام مخالفت ہی تو خیر دنیا مین تو کون باز پرس کرتا ہی مگر فردا ے قیامت اگر حق تعالے
آپ سے حجت طلب کرے کہ کسی وجہ سے شیوہ طعن تمنے اختیار کیا تھا پھر تو بغلین جھانکو گے
آیندہ آپ جانین مگر یہ طریقہ آپکا سب طریقون سے بدتر ہی گو آپ اپنے خیال مین کچھ سمجھین
قال ششم مسلہ اوسکا یہ مسلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی چار حدیثون سے یہ ہی جو کہ چلپی حاشیہ شرح وقایہ
مین محیط سے نقل کرکے لکھا ہی اَنَّ مَا اَخَذَتْہُ الزَّانِیَۃُ اِنْ کَانَ بِعَقْدِ الْاِجَارَۃِ فَحَلَالٌ
عِنْدَ الْاَعْظَمِ لِاَنَّ اَجْرَ الْمِثْلِ طَیِّبٌ وَاِنْ کَانَ السَّبَبُ حَرَامًا یعنی جو چیز کہ
عورت زناکرنیوالی بدلے زناکرنے کے اگر لیا ہی مقرر کرکر یعنی جسطرح سے کہ کسبیان اپنی
خرچی زناکرنے سے پہلے مقرر کرلیتی ہین تو حلال ہی امام اعظم کے نزدیک اس لیے کہ تحقیق مزدوری
یعنی مثل کی طیب ہی خواہ وہ سبب کہ جسکے بدلے وہ مزدوری لیتی ہی حرام ہی ہو انتہے اسی سبب سے
امام اعظم کے نزدیک جو شخص کہ خرچی دیکر کسی عورت سے زنا کرے اوسپر حد واجب نہین الخ **اقول**

جب معترض صاحب فقہ کا مطلب نہین سمجھتے اور اجارہ فاسد اور باطل مین فرق نہین کر سکتے تو پھر
کیون ائمہ پر طعن کرتے ہین اور گنہگار ہوتے ہین آنکھین بند کر کے اعتراض کر دیا اور یہ نہ دیکھا کہ چلپی
مین اجر مثل اور اجارہ فاسد مین یہ گفتگو کی ہے اور معترض صاحب نے اوسکو اجارہ باطل قرار دیا اور
اجر مثل کو زنا کی خرچی سمجھ گیے اتنا بھی غور نفرمایا کہ اجارہ فاسد مین چلپی نے اس اختلاف کو
لکھا ہے زنا کی خرچی کیونکر مراد ہو سکتی ہے اب اسکا جواب سنیے کہ تمام حنفیہ کے نزدیک یہ کلیہ مسلم ہے
اور سب کتب فقہ اسپر متفق ہین کہ اجارہ باطل وہ ہے کہ باصلہ غیر مشروع ہو اور اجارہ فاسد وہ ہے
کہ باصلہ مشروع اور بوصفہ غیر مشروع ہو کہ کسی شرط یا عارض کی وجہ سے اوسمین فساد آیا ہے
ورنہ اصل مین وہ جائز اور حلال تھا اور یہ بھی متفق سبکا ہے کہ جس اجارے کا معقود علیہ معصیت
ہووے گا وہ باطل ہو گا نہ فاسد بعد ان دونون قاعدون کے محقق و متفق علیہ ہونے کے
وہ کون عاقل ہے کہ زنا کی اجرت کو حلال کہہ سکے اور کسی ادنے عالم کی بھی یہ شان نہین کہ اوس مین
تامل کرے چہ جاے صاحب محیط و چلپی و ردمحتار خصوصًا جب نص صریح حدیث کی اوسمین وارد
ہووے پس بالضرورت واجب ہے کہ اجرت زنا سب کے نزدیک حرام ہووے ایک ادنے عامی کا بھی
اسمین خلاف نہین چنانچہ امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین اَمَّا مَهْرُ الْبَغِیِّ فَهُوَ مَا تَأْخُذُهُ
الزَّانِیَةُ عَلَی الزِّنَاءِ وَسَمَّاهُ مَهْرًا لِکَوْنِهٖ عَلٰی صُوْرَتِهٖ وَهُوَ حَرَامٌ بِاِجْمَاعِ
الْمُسْلِمِیْنَ یعنی لیکن خرچی زانیہ کی پس وہ شی ہے کہ جسکو زانیہ بعوض زنا کے لیوے اور اوسکا
نام مہر ایسے صورۃً لکھا ہے کہ وہ بصورت مہر ہے اور حرمت اوسکی تمام مسلمانون کے نزدیک اجماعی
ہے انتہےٰ لہذا ضرور ہے کہ روایت محیط کے ایسے معنی ہون گے جس سے اجارہ فاسد کی صورت پیدا
ہو کیونکہ وہ تو خود ہی کلام اجارہ فاسد مین کرتا ہے اور حلت اجرت کا درصورت فساد قائل ہوا ہے
نہ درصورت بطلان پس سنیے وہ کہتا ہے کہ کسی نے کسی کو اسکے منافع خدمت پر ایام معین مین اجارہ لیا اور
یہ بھی شرط کر لی کہ اس ایام مین زنا بھی کرون گا سو اصل معقود علیہ خدمت ہے کہ امر حلال ہے مگر شرط حرام
اسکے ساتھ لگی ہے پس یہ اجارہ فاسد ہے نہ باطل اسکی اجرت مثل مین خلاف ہے خاصیت شرط حرام

کیونکہ اجرت مشروطہ و مسمی تو خبث سے خالی نہین بسبب اس کے کہ بمقابلہ اسی اجارے کے واقع ہوئی ہے
جو در اصل درست تھا مگر شرط حرام کی اقتران سے اس معقود علیہ مین حرمت آ گئی لہذا مسمی بھی
خبیث بن گیا مگر جب شارع نے اوسکا اجارہ رد کیا اور شرط حرام کو لغو بنایا تو وہ منافع مباح کہ جو
نے دیے اور مستاجر نے وصول کیے اونکو ضائع نہ کیا اوسکی اجرت مثل دلائی اوسمین کیا قبح ہے خدمت
کے منافع تو اصلاً حلال تھے اور اب بھی منافع خدمت ہی کی اجرت دلائی ہے نہ منافع بضع کی سو اسمین
کسی وجہ سے شرکت زنا کی نہین یہ ہر حال مین طیب ہے اور حدیث مین اجرت زانیہ کو حرام فرمایا ہے تو
زنا کی اجرت کو حرام کیا ہے زانیہ کی خدمت کے منافع کو تو حرام نہین کیا اگر زانیہ کسی قسم کی اجرت
مباح کرے تو وہ حرام نہین مثلاً اگر کوئی شخص کسی عورت کو انگرکھا سینے پر دو روپیہ کو اجارہ مین لے اور یہ بھی شرط
کرے کہ زنا بھی کرونگا چنانچہ اوسنے انگرکھا بھی سیا اور اوس شخص کے ساتھ مفسدہ زنا کا بھی ہو گیا پس اس صورت مین فقط
اجرت مثل یعنی انگرکھا سینے کی قیمت چار پانچ آنے اوسکو دلائے جائینگے اور دو روپے جو اجارہ فاسد
کے قرار پائے تھے رد کر دیے جائینگے کیونکہ وہ بھی بوجہ شرکت زنا حرام ہین اور زنا کی اجرت تو
قطعی حرام ہے اوسکو ہرگز نہین دلایا بلکہ فقط اجر مثل اوس اصل معقود علیہ کا ضائع نہ کیا کیونکہ یہ اجرت
امر مباح کی ہے ہان اگر زنا کی خرچی بالکل دام اوسکو دلائے جاتے تو حرام ہوتے جو دلایا ہے وہ حرام نہین
پس اسیطرح یہان یہ اجرت بھی ایسی ہی مباح امر کی ہے اور وہ شرط زنا کی جو اجارے مین فضول
لگا دی تھی وہ رد ہی ہو گئی کیونکہ اوس مسمے کا اعتبار ہی نہین رہا فقط منافع کی اجرت مثل دلائی
جس مین شرط زنا کا نام و نشان بھی نہین پس کسب البغی کہ اوسمین کچھ علاقہ اور دخل نہین رہا ہو
مصداق اس حدیث کا ہرگز یہ واقعہ نہین ہوا اجرت مثل حلال و طیب ہے ہان اجرت مسمے فَوَضَحَ
اَلْفَرْقُ وَتَبَیَّنَ الْحَقُّ حکم مشتق مین معانی مشتق منہ کا مرعی ہونا واجب ہے اجرت زانیہ بوجہ
زنا حرام ہے نہ یہ کہ اجرت زانیہ بوجہ مباح بھی حرام ہو کے پس حاصل مذہب امام صاحب کا یہ ہوا کہ اجرت زنا
خواہ عقد اجارہ زنا سے ہو خواہ بلا عقد ہو حرام مطلق ہے کیونکہ اجارہ باطل ہے اور جو اجارہ فاسد ہو
بایین طور کہ اصل معقود علیہ خدمت تھی اور شرط زنا کی اوسپر عارض ہوئی تو مسمی مین شرط کا بھی حصہ خبیث

ہے جیسا کہ معقود علیہ حرام تھا مگر بعد وہ عمل حیثیت ہو سکے کہ اگر نفس امر مباح کی اجرت مثل ہووے تو
وہ درست ہی ہان وجہ کہ اوسکے اجارے کو جسمین شرط فاسد تھی معدوم کر دیا جسکے سبب مسمی بھی
نہ دلایا گیا اور یہی نقصان رد اجارہ کا ہی ورنہ بعد حاصل کرنے منافع کے رد کی کیا صورت ہو سکتی تھی
جب شارع نے مسمی یعنی اجرت فاسد کی نہ دلائی تو گویا اوس معقود علیہ ہی کو رد کر دیا اب اصل منافع
کا اجر مثل جو مباح ہی اپنی طرف سے تخصیص کر کے دلایا تو اسمین نہ زنا کا کوئی دخل رہا نہ اثر آیا ہان اگر
اجرت مثل منافع زنا کی ہوتی تو لاریب حرام ہو جاتی یا زنا کی رعایت اجرت مین ہوتی تو بھی بیشک
اجرت حرام ہوتی مگر یہان تو کوئی امر محرم موجود نہین نہ زنا کی اجرت دلائی ہی نہ اجارہ فاسدہ کا
مسمی دلایا بلکہ خدمت کا اجر مثل یعنی جتنی اجرت فقط اوسکی خدمت مباح کی ہوئی ہی وہ دلوائی گئی
اجرت حلال ہی اگرچہ کسب اصل او سبب اصلی کہ تسمیہ معقود علیہ ہی حرام تھا اور وہ سبب کہ اجارہ
فاسد تھا اب سبب بعید ہو گیا کیونکہ اجرت مثل کی سبب کا وہی سبب واقع ہوا ہی ورنہ کیونکر
یہان بحث لانا مگر صاحبین نے اس شرط کو شرط نہین جانا بلکہ عین معقود علیہ یا جزو معقود علیہ ٹھیرایا
تو اس صورت مین اجارہ باطل قرار دیا اور یہ حکم بطلان کا فرمانا یا بسبب احتیاط کے ہی یا بسبب
غلو زانیہ عورتون اور کثرت اور غلبہ اس فعل کے اونکے زمانے مین ہوا ہی بہرحال صاحبین کو اس تقریر
امام صاحب پر کلام نہین بلکہ اونھون نے شرط زنا کو جزو معقود علیہ ٹھیرایا ہی کیونکہ زانی تو مقصود
زنا ہوتا ہی نہ دیگر منافع کہ وہ یا زوائد ہین یا جزو مقصود ہین بہرحال یہ وجہ خلاف کی ہی اور یہ خلاف
اختلاف زمانے پر محمول ہو سکتا ہی فائدہ پس اس تقریر سے واضح ہوا کہ جو معنی معترض صاحب
اس عبارت کے لیتے ہین ہرگز ہرگز یہ معنی کسی طور سے نہین ہو سکتے سیاق اور سباق کے
بالکل خلاف ہی گفتگو چلپی نے اجارۂ فاسدہ مین کی ہی معترض صاحب اوسکو اجارۂ باطلہ بناتے
ہین جو سب کے نزدیک حرام ہی کسی مسلمان کا اوسمین اختلاف نہین اور معترض صاحب کے معنون سے
اجارہ باطل ہو گا جس مین یہان بحث نہین اگر معترض صاحب اپنے ان معنون سے اجارہ کا
ثابت کر دین تو ہم ہو عدہ کرتے ہین شاہی اونکی نظر کرین پس امام صاحب اور صاحبین کے اصل قاعدہ یہ

خلاف نہین فقط فرق اتنا ہی کہ صاحبین نے شرط کو شرط نہین کہا بلکہ صیغۂ بنایا ہی اور اب اس زمانے مین ایسا ہی ہی اور امام صاحب نے شرط زائد جانا اور اوس وقت مین ایسا ہی تھا یا نہ سہی مگر وہ تقریر در صورت وجود اجارہ فاسد ہی اگر کہین پایا جاوے نہ در صورت بطلان اور حکم حلت اجرت مثل کا فساد کی صورت مین لکھا ہی بطلان کی صورت مین نہین لکھا اگر فساد محقق ہو جاوے تو صاحبین کو بھی تسلیم ہی اور اگر بطلان محقق ہو جاوے تو امام صاحب کو بھی حرمت مین کلام نہین پس یا تو معترض صاحب ان معنون کو جو انھون نے عبارت چلپی سے اجتہاد فرمائے ہین ثابت کرین بشرطیکہ اون معنون سے اجارۂ فاسد بنجائے جس مین چلپی کلام کرتا ہی اور ہماری طرف سے اجازت ہی کہ اس مین اپنے اعوان اور انصار سے معترض صاحب استمداد بھی کرین ورنہ ایسے بیہودہ مطاعن سے توبہ کرین اور بغیر مطلب سمجھے دخل نہ دیا کرین **قال** مسئلہ ہشتم الوہابیہ مسئلہ امام اعظم کا مخالف بہ تغییر کی مین جنگی بیچنے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی عالمگیری اور فتاوی قاضی خان وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی وَيَجُوزُ بَيْعُ الْكَلْبِ وَالْفَهْدِ وَالسِّبَاعِ الْمُعَلَّمِ وَغَيْرِ الْمُعَلَّمِ فِي ذٰلِكَ سَوَاءٌ یعنی جائز ہی بیع کتے کی اور چیتے کی اور درندون کی برابر ہی کہ سکھائے ہوئے ہون یا بے سکھائے ہوئے **اقول** علامہ عینی نے شرح بخاری مین فِيهِ اخْتِلَافُ الْعُلَمَاءِ فَقَالَ الْحَسَنُ وَرَبِيعَةُ وَحَمَّادُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَدَاؤُدُ وَمَالِكٌ فِي رِوَايَةٍ ثَمَنُ الْكَلْبِ حَرَامٌ وَقَالَ عَطَاءُ بْنُ رَبَاحٍ وَإِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَأَبُو يُوسُفَ وَمُحَمَّدٌ وَابْنُ كِنَانَةَ وَسَحْنُونُ مِنَ الْمَالِكِيَّةِ الْكِلَابُ الَّتِي يُنْتَفَعُ بِهَا يَجُوزُ بَيْعُهَا وَيُبَاحُ أَثْمَانُهَا وَعَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّ الْكَلْبَ الْعَقُورَ لَا يَجُوزُ بَيْعُهُ وَلَا يُبَاحُ ثَمَنُهُ وَأَجَابَ الطَّحَاوِيُّ عَنِ النَّهْيِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ وَغَيْرِهِ أَنَّهُ كَانَ حِينَ كَانَ حُكْمُ الْكِلَابِ أَنْ تُقْتَلَ وَكَانَ لَا يَحِلُّ إِمْسَاكُهَا وَقَدْ وَرَدَتْ فِيهِ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ فَمَا كَانَ عَلَى هٰذَا الْحُكْمِ فَثَمَنُهُ حَرَامٌ ثُمَّ لَمَّا أُبِيحَ الِانْتِفَاعُ بِالْكِلَابِ لِلِاصْطِيَادِ

وَنَحْوِہٖ وَنَهْيٌ عَنْ قَتْلِهَا نُسِخَ مَا كَانَ مِنَ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِهَا وَتَنَاوُلِ ثَمَنِهَا یعنی ثمن
کلب میں اختلاف ہے علما کا پس کہا حسن اور ربیعہ اور حماد بن ابی سلیمان اور اوزاعی اور شافعی
اور احمد اور داود اور مالک نے ایک روایت میں کہ قیمت کتے کی حرام ہے اور کہا عطا بن رباح اور ابراہیم
نخعی اور ابوحنیفہ اور ابو یوسف اور محمد اور ابن کنانہ اور سحنون نے مالکیہ میں سے کہ جن کتون سے نفع
لیا جاتا ہے اونکی بیع درست ہے اور قیمت اونکی مباح ہے اور امام ابوحنیفہ سے روایت ہے کہ دیوانے کتے
کی بیع جائز نہین اور نہ دام اوسکے مباح ہین اور جواب دیا ہے علامہ طحاوی نے ممانعت کا جو آئی حدیث
مین اور اوسکے غیر مین وارد ہے بایں طور کہ یہ ممانعت اوسوقت تھی کہ جب حکم کتون کے مارنے کا
دیا جاتا تھا اور حلال نہ تھا رکھنا اونکا اور تحقیق وارد ہین اسمین بہت حدیثین پس جو اس حکم پر
تھا اوسکے دام حرام تھے پھر جب مباح ہوا نفع لینا کتون سے شکار وغیرہ کا اور نہی کی گئی اونکے
قتل سے تو منسوخ ہو گیا حکم نہی بیع کا اور اونکے دام لینے کا نہی مستقلاً اور نہایہ شرح ہدایہ مین لکھا ہے
فَبِذِكْرِ الرُّخْصَةِ تَبَيَّنَ انْتِسَاخُ مَا رُوِيَ مِنَ النَّهْيِ وَهٰذَا لِاَنَّهُمْ كَانُوْا
اَلِفُوْا اقْتِنَاءَ الْكِلَابِ وَكَانَتِ الْكِلَابُ فِيْهِمْ تُؤْذِي الضِّيْفَانَ وَالْغُرَبَاءَ فَنُهُوْا
عَنِ اقْتِنَائِهَا فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَاُمِرُوْا بِقَتْلِ الْكِلَابِ وَنُهُوْا عَنْ بَيْعِهَا
تَحْقِيْقًا لِلزَّجْرِ عَنِ الْعَادَةِ الْمَاْلُوْفَةِ ثُمَّ رُخِّصَ لَهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ ثَمَنُ مَا يَكُوْنُ
مُنْتَفَعًا بِهٖ وَهُوَ كَلْبُ الصَّيْدِ وَالْحَرْثِ وَالْمَاشِيَةِ یعنی پس سبب بیان کرنے رخصت
کے ظاہر ہوا منسوخ ہونا نہی کا اور یہ اس لیے کہ اونھون نے الفت پکڑی تھی پالنے کتون کی اور تھے
کتے اون مین کہ تکلیف دیا کرتے تھے لڑکون کو اور مسافرون کو پس ممانعت کی گئی پالنے اونکے سے
پس شاق گذرا یہ امر اون پر پس حکم کیے گئے واسطے مار ڈالنے کتون کے اور ممانعت کی گئی بیچنے اونکے
سے تاکہ باز رہین عادت مالوفہ سے پھر بعد اسکے رخصت دی گئی اونکو اوس کتے کی قیمت کی جس سے
منتفع ہون وہ شکاری کتا اور کھیتی کا اور گلہ کا ہے اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ یہ حکم پیشتر تھا بعد
موقوف ہو گیا اس صورت مین ممانعت اور اجازت کی حدیثون مین خوب مطابقت ہو جاوے گی

اور اگر یہ صورت نہو تو ایک جانب کی صحیح حدیثون کا انکار لازم آتا ہی کیونکہ دونون طرف کی حدیثین صحیح موجود ہین اور بعید قرین قیاس اور ظاہر تر معلوم ہوتا ہی آخر اس مین تو سب متفق ہین کہ آپ ایک وقت مین پہلے اونکے مار ڈالنے کا حکم دیا تھا علی ہذا اس مین بھی اتفاق ہی کہ پھر قتل کی ممانعت کردی اور شکاری کتے وغیرہ کے پالنے کی اجازت دے دی چنانچہ مسلم شریف مین لکھا ہی اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْکِلَابِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُھُمْ وَبَالُ الْکِلَابِ ثُمَّ رَخَّصَ فِیْ کَلْبِ الصَّیْدِ وَکَلْبِ الْغَنَمِ یعنی ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مار ڈالنے کتون کا پھر فرمایا ان سے اور کتون سے کیا واسطہ پھر رخصت دی شکاری کتے اور کتے گلہ بکریون کے انتہے البتہ حدیث نہی کی نسخ مین اتفاق نہین بعض کے نزدیک منسوخ ہی جنمین شیخ ابن ہمام بھی داخل ہین اور بعض کے نزدیک منسوخ نہین سو اس اختلاف سے ہمارا مطلب نہین جاتا ایسے بہت اختلاف ہین اور ہر ایک کے دلائل موجود آپ عقلا خود غور کرلین گے کہ کون عقل اور نقل کے زیادہ موافق ہی ہان جو صاحب اسکے منسوخ ہونے کے قائل نہین تو جبتک اس بات کو ثابت نہ کردین گے کہ حدیث نہی کی پہلے حکم قتل کے آپ نے فرمائی ہی یا بعد ممانعت قتل کے ارشاد ہوئی ہی ہرگز مدعا اونکا جو عدم نسخ ہی ثابت نہوگا کیونکہ جب پہلے یا بعد ارشاد ہوئی تو اس سے معلوم ہوگا کہ بیع کی ممانعت مطلق ہی وقت قتل کے نہین تھی اور یہ بات ثابت ہونا محال ہی ورنہ اختلاف نہ ہوتا ایمہ کے ممکن نہ تھا اور یہ لکھنا آپکا کہ اس باب مین حنفیہ جتنی حدیثین لائے ہین اون سب حدیثون سے شکاری کتے کی بیع کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہی نہ یہ کہ ہر قسم کے کتے کی بیع جائز ہو یہ بات محض غلط ہی اگر آپ تلاش کرتے اور کتابین حنفیہ کی ملاحظہ فرماتے تو ضرور پتا لگتا اس لیے کہ حنفیہ کا ماخذ قرآن اور حدیث ہی جب کہین ان دونون مین نہین ملتا تو اوسوقت قیاس صحیح کرلیتے ہین کہ حسب اتفاق عمر اور سب ایمہ نے ایسا ہی کیا ہی بلکہ صحابہ اجتہاد کیا کرتے تھے حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کے اکثر قائل ہین غرض حنفیہ کے یہان اسکا بڑا التزام ہی کہ حتی المقدور جب حدیث ملے قیاس کو ترجیح نہین دیتے اسی واسطے کتب حنفیہ احادیث سے مالامال ہین فتح القدیر مین ہم

وَقَدِ اسْتَدَلَّ فِي الْاَسْرَارِ وَغَيْرِهٖ مِنَ الشُّرُوْحِ عَلٰى عُمُوْمِ بَيْعِ الْكَلْبِ بِاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ
ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَوٰى عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَضٰى فِي كَلْبٍ
بِاَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا وَلَمْ يُخَصِّصْ نَوْعًا مِنْ اَنْوَاعِ الْكِلَابِ یعنی تحقیق استدلال کیا ہی کتاب اسرار
وغیرہ میں شروح سے اوپر عام ہونے بیع کلب کے بایں طور کہ عبد اللہ بن عمرو نے روایت کی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق آپنے حکم دیا ایک کتے میں چالیس درہم کا اور نہ خاص کیا کسی قسم کو
کتوں کے اقسام سے انتہے اور عینی شرح ہدایہ میں لکھا ہی قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي كَلْبٍ بِاَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا فَذَكَرَهٗ مُطْلَقًا مِنْ غَيْرِ تَخْصِيْصٍ فِي اَنْوَاعِ الْكَلْبِ
بِالتَّضْمِيْنِ وَتَضْمِيْنُ الْمُتْلِفِ دَلِيْلٌ عَلٰى تَقَوُّمِهٖ وَمَالِيَّتِهٖ وَنَقُوْلُ ثَبَتَ جَوَازُ بَيْعِ الْكَلْبِ
الْمُعَلَّمِ بِقَوْلِهٖ اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ وَجَوَازُ بَيْعِ الْكَلْبِ الْغَيْرِ الْمُعَلَّمِ سِوٰى عَقُوْرٍ بِقَوْلِهٖ وَمَا
شِيَةٍ فَاِنَّ كُلَّ كَلْبٍ يَصْلُحُ لِحِرَاسَةِ الْمَاشِيَةِ اِذْ مِنْ عَادَتِهِ النُّبَاحُ عِنْدَ حِسِّ الذِّئْبِ
اَوِ السَّارِقِ انتہی یعنی کہا عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے کہ حکم دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
کتے میں چالیس درہم کا پس ذکر کیا اوسکو انھوں نے مطلق بغیر تخصیص کے اقسام کلب میں ساتھ ضمان
دلانے کے اور ضمان دلانا تلف کی ہوئی چیز کا دلیل ہی اوسکی قیمتی اور مال ہونے پر اور کہیں گے ہم کہ ثابت
ہوا جواز بیع کتے تعلیم یافتہ کا قول آنحضرت اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ سے اور جائز ہونا بیع کتے غیر معلم کا
سوا دیوانے کتے کے قول آنحضرت وَمَاشِيَةٍ سے پس تحقیق ہر کتا صلاحیت رکھتا ہی
بکریوں کی نگہبانی کی اس لیے کہ اوسکی عادت سے بھونکنا ہی وقت دریافت کرنے بھیڑیے کے
یا چور کے انتہے اور کہا علامہ عینی نے کہ اس حدیث کو امام طحاوی نے ساتھ اسناد صحیح کے مرسل لائے
ہیں اور کہا انھوں نے کہ اسمیں روایت صحابہ اور تابعین سے کی گئی ہی انتہے **قال**
اس مسند کو امام اعظم کی جمع کی ہوئی کہنا محض کذب ہی **اقول** سند درست کیجئے بیشک
امام صاحب نے اپنے ہاتھ سے جمع نہیں کیا بلکہ اونکے شاگردوں وغیرہ نے لکھا ہی جیسے مسند
امام شافعی کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے جمع کی ہے لیکن یہ کہنا کہ اسکی حدیثیں غیر معتبر ہیں

[illegible] لیے۔ اس کتاب کو ابو المؤید خوارزمی قاضی القضاۃ نے پندرہ مسندون سے جسمین مسند
امام ابو یوسف و مسند امام محمد اور مسند امام صاحب کے بیٹے حماد کی بھی داخل ہے جمع کیا ہے چنانچہ
مسندین ... اونھون نے مقدمہ کتاب مین لکھے ہین اور یہ بھی مقدمے مین لکھا کہ جب مینے بعض
جاہلون سے ملک شام مین سنا کہ وہ امام صاحب کو طرف قلت روایت حدیث کے نسبت
دیتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ امام صاحب کی کوئی مسند نہین اور امام صاحب چند حدیثون کے
سوا نہین روایت کرتے تھے پس مجکو حمیت دینی آئی پس ارادہ کیا مین نے کہ جمع کرون مین پندرہ
مسندون سے جنکو بڑے بڑے علماے حدیث نے جمع کیا ہے انتہے پس یہ کہنا آپکا کہ قاضی القضاۃ
اور امام صاحب مین سلسلہ ندارد ہے محض بے اصل ہے آپنے اونکی کتاب نہین دیکھی فقط تاریخ
سے جواب دیا اگر اونکی کتاب بھی ملاحظہ فرما لیتے کہ اون کتابون سے لکھا ہے جنمین واسطے کی
ضرورت نہین تو ایسا ہرگز نفرماتے پس یہ حدیثین طبقۂ رابعہ کی باعتبار جمع کے ہین اور درحقیقت
پہلی کتابون سے جمع کی گئی ہین چنانچہ اس کتاب کے مقدمے مین لکھا ہے ایسے ہی شاہ صاحب
کی تحریر سمجھنا چاہیے کیونکہ وہ فقط اتنا لکھتے ہین کہ بالفعل جو مسند امام مشہور ہے اسکو قاضی القضاۃ
ابو المؤید خوارزمی نے جمع کیا ہے امام صاحب کی لکھی ہوئی نہین ہے یہ کہ اسکی حدیثین عیاذاً باللہ
موضوع ہین پھر دعوا تو آپکا یہ کہ امام صاحب کو سترہ حدیثون کے سوا نہین پہنچین اور دلیل اوسپر
عبارت لائے یُقَالُ بَلَغَتْ رِوَايَتُهُ إِلَى سَبْعَةَ عَشَرَ حَدِيثًا أَوْ نَحْوِهَا یعنی کہا جاتا ہے
کہ پہنچی روایت امام صاحب کی طرف سترہ حدیث کے یا قریب اوسکے اور ظاہر ہے کہ لفظ یقال واسطے
ضعف اور قول بعض غیر معتبر کے لاتے ہین علاوہ اسکے روایت کرنا سترہ حدیثون کا اسکو مقتضی
نہین کہ اونکو اور حدیث نہین ملی جو کہ دعوا آپکا ہے پس اس عبارت کو اپنے دعوے کی حجت لانا
عین مغالطہ ہے پھر صاحب حطہ نے جسکی یہ عبارت آپنے نقل کی ہے گو وہ بھی فرقۂ ظاہریہ مین سے
ہین مگر اس کے بعد قلت روایت کی وجہ بھی بیان کر دی اور کہا ہے کہ احتیاطاً یہ امر ہوا ہے کہ جیسا کیا
حاشا و کلا بعض صحابہ بھی مثل ابوبکر صدیق رضی وغیرہ کے بوجہ احتیاط کے روایت کم کرتے تھے چنانچہ

حدیث اوروں سے زیادہ جانتے تھے روایت کرنا تھی وغیرہ جاننا نہ جاننا اور آخر بقول آپکے اگر کمال
فقاہت ور ثقاہت دینداری کا اکثرت روایت اور احادیث کے جمع کرنے پر موقوف ہوتا تو امام
بخاری ومسلم وغیرہ محدثین کو صحابہ پر تفضیل اور ترجیح ہوجاتی کیونکہ کثرت روایت وتدوین احادیث
ثابت نہین ہوتی حالانکہ صحابہ کو باوجود نہ جمع کرنے احادیث کے سارے امت پر مطلقا فضل وبزرگی
ہے اسیطرح امام اعظم رح کی فضیلت وبزرگی کہ باتفاق ثقات محدثین کے تابعی ہین دیگر محدثین متاخرین
پر سمجھنا چاہیے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ پہلے ہی تابعین حدیث کی مدون ہوچکی تھین اور فقہ کا استنباط
قرآن اور حدیث سے شہرہ آفاق ہوچکا تھا بڑے بڑے محدثین مان گئے تھے امام صاحب کی
حدیث کا انکار کرنا جیسے دن مین طلوع آفتاب کا انکار کرنا ہے چنانچہ بحث اسکی تیرہوین مغالطے کے جواب
مین مفصل آئے گی آخر یہ تمام مسائل کہان سے استنباط ہوے اور علم اصول اور فقہ کہان سے
اخذ کیا سبکا ماخذ قرآن اور حدیث ہے یہ کہنا کہ اصول کے خلاف ہو تو حنفیہ حدیث نہین مانتے تو
اصول کیا ہے اصول بھی حدیث ہی سے ماخوذ ہے غرض جو بات تحقیق اور تدقیق کی حنفیہ کے یہان موجود
ہے کہین نہین امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے یہان تو یہ بات میسر ہی نہین بیچارے فرقہ ظاہریہ
کس شمار مین ہین جو خلاف مجہول اپنا مذہب جانتے ہین جسوقت روز ازل مین خدا کی طرف سے
مطالب قرآن اور احادیث اور غرض اور مقصود کلام تقسیم ہوا تھا خدا جانے یہ لوگ کہان تھے جو ایسی
نعمت عظمی سے محروم رہ گئے بیچارہ یہ کہ خیر جو کچھ عنایت ہوا تھا صبر کرتے اہل تحقیق سے سیکھتے سمجھتے مگر حسد کا
کیا علاج قاعدہ ہے جو بزرگی مین بڑا ہوتا ہے اسپر لوگون کو حسد بھی زیادہ ہوتا ہے لیکن امام اعظم رح کا تو
جانب اللہ تمام عالم مین مشہور ہوگیا ہے ظاہریہ کے مٹانے سے ہرگز نہ مٹے گا شعر چراغی را کہ
ایزد برفروزد ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد انکو رشک آیا کہ حنفی مذہب کے اسقدر مقلد
کیون ہین ہزارون تدبیرین کین کہ کسی طرح انمین تفرقہ پڑے کہین بے ادبی کی حدیثین ضعیف
ہین کبھی کہا کہ اپنی عقل سے یہ لوگ کہتے ہین کیون نہ کہین آخر افلا تعقلون یا اولی الالباب ہی لوگ ہین غیر
ذوی العقول تو نہین جو اپنی عقل کو بالائے طاق رکھدین خدا نے عقل اسی واسطے دی ہے کہ غرض کلام کی

سمجھا کرین اس لیے اہل روایت محدثین ہوے اور اہل درایت محققین محدثین کے اجتہادات معتبر
نہین ہان روایت انکی معتبر ہی اوسکے پرکھنے والے دو لوگ ہین یہ لوگ فرقۂ ظاہریہ مطلق نہین
سمجھتے اور نہ وجوب کے ہی اوسلئے مستحبات کے یا بیان جواز کیواسطے ہی علی ہذا القیاس نہی
تحریمی تنزیہی ... انکو سمجھ نہیں خبر اس دینے سے کام ہی اور مخالف کہدینا تو انکا تکیہ کلام
ہی بیجیر عبارتین کتابوان کی جو نقل کرتے ہین او نمین ایسا خلط ملط کرتے ہین کہ عامی اوسکو دیکھکر
دھوکا کھا جاوے مہر البغی مین تمام اہل اسلام کا اتفاق ہی کہ حرام ہی چنانچہ فقہ کی کتابین اس سے
بہرتین اور امام نووی نے بھی اجماع مسلمانون کا اسمین بیان کیا ہی اور بیع کلب مین اونھون نے
ہرگز اجماع تمام اہل اسلام کا نہین لکھا یہ فقط انکا حاشیہ ہی ہان بیع خمر اور خنزیر مین اجماع تمام مسلمانونکا
لکھا ہی اسمین تو اونھون نے خود اختلاف لکھا ہی اور امام مالک کی تین روایتین لکھی ہین ایک مین
بیع جائز نہین لیکن جو شخص تلف کردے اوسپر قیمت واجب ہی اور دوسری مین بیع درست ہی اور قیمت
واجب ہی اور تیسری مین نہ بیع درست ہی نہ قیمت واجب ہان جس جگہ اکثر علما ایک طرف ہوتے ہین
وہ اپنی عادت کے موافق جمہور علما تعبیر کرتے ہین گو علما شافعی ہون مگر اجماع مسلمین وہان کہتے
ہین جہان چارون مذہب کے علما متفق ہون پس نہی کلب کو تحریمی کہنا کسی دلیل سے ثابت
نہین ہوا بلکہ نہی تنزیہی کہنا اوس حدیث کے مناسب معلوم ہوتا ہی جو عبد اللہ بن عباسؓ سے
شیخین نے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اجرت اوسکی دی
اور اگر اجرت حجام کی حرام ہوتی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اجرت نہ دیتے انتہی روایت کیا اوسکو
بخاری اور مسلم نے حالانکہ جسطرح آپنے ثمن کلب سے ممانعت فرمائی اور اوسکو خبیث کہا ہی اسیطرح اجرت
حجام کو بھی خبیث کہا ہی حالانکہ صحیح حدیثون سے اجرت دینا ثابت ہی پس محدثین یہان نہی تنزیہی
لیتے ہین کیونکہ دونون حدیثین صحیح موجود ہین ایک مین ممانعت ہی اور دوسری مین جائز ہونا معلوم
ہوتا ہی یہ کیسے ہوسکتا ہی کہ جس شی کی ممانعت ہو اوسکو خود کرین پس معلوم ہوا کہ جہان منع کیا ہی
اوس سے نہی تنزیہی مراد ہی چنانچہ امام نووی شرح صحیح مسلمؒ مین لکھتے ہین کہ جمہور نے حجت پکڑی

جواب بیع کلب ...

حدیث عبد اللہ بن عباس سے اور عمل کیا اونھون نے احادیث نہی کو تنزیہ پر اور ممتنع ہونے بیچنے
کتے سے اور بر انگیختہ کرنے پر عمدہ کامون کے اور شریف پیشون کے اِنتہٰی اسی قسم کی توجیہ بلی کی
قیمت مین بھی کی ہی چنانچہ سوال اینده کے جواب مین ہم لکھینگے پس یون سی وجہ جسکو مانع ہیے
کہ کتے کی قیمت مین یہ تقریر کرین کہ یہان بھی نہی تنزیہی ہی اور اسوجہ سے ممانعت فرمائی ہی کہ
آدمی کو خصوصاً شرفا کو یہ بات ہرگز زیبا نہین کہ کتے اور بلی کو بیچتے پھرا کرین بلکہ عالی ہمت ہون
اور رذیل پیشہ اختیار نکرین اگر بالفرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچنے نکالنے کی ضرورت
نہ پڑتی تو حضرات ظاہریہ تو ہرگز یہ توجیہ سنتے گو کیسی ہی موافق عقل کے تھی پس مسئلہ میں تو جو نص
مخالف قیاس کے آوے اوسکو اوسکے مورد پر رکھتے ہین اور اگر موافق قیاس ہو تو اوس مین
قیاس کرکے علت اوسکی نکالتے ہین اور فرقہ ظاہریہ خواہ موافق قیاس ہو یا نہو اوسکو اوسکے
مورد پر رکھتے ہین اس لیے ربا مین جو حدیث وارد ہوئی ہے اوسمین فقط سونا چاندی گیہون جو
چھوارے نمک کا ذکر ہی قیاس نہین کرتے چنانچہ شرح مسلم مین امام نووی لکھتے ہین فقال اهل
الظَّاهِرِ لَا رِبَا فِي غَيْرِ هٰذِهِ السِّتَّةِ بِنَاءً عَلٰى اَصْلِهِمْ فِي نَفْيِ الْقِيَاسِ قَالَ جَمِيعُ
الْعُلَمَاءِ سِوَاهُمْ لَا يَخْتَصُّ بِالسِّتَّةِ بَلْ يَتَعَدّٰى اِلٰى مَا فِي مَعْنَاهَا وَهُوَ مَا يُشَارِكُهَا
فِي الْعِلَّةِ وَاخْتَلَفُوْا فِي الْعِلَّةِ الَّتِيْ هِيَ سَبَبُ تَحْرِيْمِ الرِّبَا فِي السِّتَّةِ یعنی کہا اہل ظاہر
نے نہین ہے ربا سوا ان چھ چیزون کے بنا بر اپنے قاعدے کے کہ جو نفی قیاس ہی اور کہا تمام
علماء نے جو سوا اونکے ہین کہ نہین خاص ہی ساتھ چھ چیزون کے بلکہ تجاوز کرتا ہی طرف اوسکے جو
اونکے معنون مین ہی اور وہ وہ ہی جو شریک ہو انکی علت مین اور اختلاف کیا اونھون نے اوس علت
مین جو سبب ہی حرام کرنے سود کا ان چھ چیزون مین انتہٰی اور ابن جریج راوی کو آپنے ضعیف
کہا ہی اور دلیل اوسپر شافعی مذہب کے قول کی سند لائے ہین جسکے بیان مرسل ہین دوسری وجہ ہے
اگر قوت ہو جاوے تو اوسکو مانتے ہین ورنہ حجت نہین گردانتے اور تقریب مین تو ابن جریج کو ثقہ
تحقیق ... اسکو آپ خلاف دیانت قصداً چھوڑ گئے بیشک تدلیس انکی مذموم ہے مگر

ایسے ثقہ اور فقیہ نا ثقات کی بلکہ وہ مقبول ہیں چنانچہ سند آگے آتی ہے خیر ہم نے اسکو بھی تسلیم کیا اسکی تو
قوت کثرت طرق سے ایسی ہے کہ کوئی نادان بھی انکار نہیں کرسکتا تو مرسل ہی تو کیا ہوا حالانکہ حنفیہ
کے نزدیک مرسل بھی حجت ہے چنانچہ ملا علی قاری نے شرح شرح نخبۃ الفکر میں لکھا ہے وذہب جمہور
العلماء الی ان المرسل حجۃ مطلقاً یعنی اور اسیواسطے کہا جمہور علمانے کہ تحقیق مرسل
حدیثیں حجت ہیں مطلقاً انتہے اور مقدمہ مشکوۃ شریف میں ہے وعند ابی حنیفۃ ومالک
المرسل مقبول مطلقاً یعنی اور نزدیک ابوحنیفہ اور مالک کے مرسل مقبول ہے مطلقاً انتہے
اسکے بعد لکھا ہے وعند الشافعی ان اعتضد بوجہ آخر مرسل او مسند وان کان
ضعیفاً قبل یعنی اور نزدیک امام شافعی کے اگر قوت پائے دوسری حدیث سے مرسل ہو یا مسند
اگرچہ ضعیف ہو مقبول ہے انتہے اور مقدمہ ترمذی میں لکھا ہے والاصح التفصیل فما رواہ
بلفظ محتمل لم یبین فیہ السماع فحکمہ حکم المرسل وانواعہ وما رواہ
بلفظ مبین للاتصال کسمعت واخبرنا وحدثنا واشباہہا فہو محتج بہ یعنی صحیح تر
تدلیس میں تفصیل ہے پس جو کہ روایت کیا اوسنے اوسکو ساتھ لفظ محتمل کے کہ نہ بیان کیا گیا اوسمیں
سننا پس حکم اوسکا حکم مرسل کا ہے اور اوسکے انواع کا اور جو کہ روایت کیا اوسنے اوسکو ساتھ ایسے
لفظ کے کہ بیان کیا گیا ہے واسطے اتصال کے جیسے سنا میں نے اور خبر دی ہمکو اور حدیث بیان کی
ہمسے اور مثل اسکے پس یہ حجت ہے انتہے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حنفیہ کے یہاں دونوں قسمیں
معتبر ہیں۔ اور مقدمہ بخاری شریف میں ہے واما المرسل فہو عند الفقہاء واصحاب الاصول
والخطیب الحافظ ابی بکر البغدادی وجماعۃ من المحدثین ما انقطع اسنادہ
علی ای وجہ کان انقطاعہ فہو عندہم بمعنی المنقطع یعنی لیکن مرسل پس وہ نزدیک
فقہا اور اصولیوں اور خطیب حافظ ابوبکر بغدادی اور ایک جماعت محدثین کی وہ ہے کہ منقطع ہو اسناد اوسکی
کسی وجہ سے ہو انقطاع اوسکا پس مرسل نزدیک اونکے بمعنی منقطع کے ہے انتہے اسکے بعد لکھا ہے ومذہب
مالک وابی حنیفۃ واحمد واکثر الفقہاء انہ یحتج بہ ومذہب الشافعی انہ

إِذَا اتَّصَلَ الْمُرْسَلُ بِعَضُدِهِ احْتُجَّ بِهِ یعنی اور مذہب مالکؒ اور ابو حنیفہ اور احمدؒ
تینوں اماموں کا اور اکثر فقہا کا یہ ہے کہ مرسل ساتھ حجت پکڑی جاوے اور مذہب امام شافعی
کا یہ ہے کہ جسوقت ملے طرف مرسل کے ایسی شی جو قوت دے اوسکو حجت گردانی جاوے انتہٰی
پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مرسل اور منقطع ایک شی ہے اور مرسل حجت ہے پھر آپکا لکھنا کہ مرسل
او منقطع حجت نہیں محض بے اصل ہے اور یہ جو آپ فرماتے ہیں کہ بمقابلہ صحیح کے حجت نہیں سو مقابلہ محض
آپکے خیال میں ہے ورنہ دونوں حدیثیں اپنی اپنی جگہ پر درست او بجا ہیں مطلق ایک دوسرے کے
خلاف نہیں چنانچہ تحقیق اسکی گذر چکی اور کتاب طحاوی حنفیہ کی نہایت معتبر کتاب ہے اوسکو ہم
نہیں کہتے کہ مثل بخاری او مسلم کے ہے البتہ جن احادیث سے ایمہ نے استخراج مسائل کیا ہے
وہ احادیث بیشک صحیح ہیں گو بعد کے لوگ اوسکو ضعیف کہیں اونکے وقت میں ہرگز ضعیف
نہ تھے **قال** مسئلہ ہشتم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث
کے یہ ہے جو کہ فتاوی قاضی خان اور فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے بَیْعُ السِّنَّوْرِ وَالسِّبَاعِ الْوُحُوْشِ
وَالطَّیْرِ جَائِزٌ عِنْدَنَا مُعَلَّمًا کَانَ اَوْ لَمْ یَکُنْ یعنی بیچنا بلی اور درندے وحشی اور جانور
کا جائز ہے نزدیک ہمارے سکھایا ہوا ہو یا نہ سکھایا ہوا الخ **اقول** اسمیں مخالفت حدیث
کی نہیں آپنے کتابیں نہیں ملاحظہ فرمائیں ورنہ موافق حدیث کے جانتے اسکی وجہ امام نووی
شرح مسلم میں لکھتے ہیں اَمَّا النَّهْیُ عَنْ ثَمَنِ السِّنَّوْرِ فَهُوَ مَحْمُوْلٌ عَلٰی اَنَّهٗ لَا یَنْفَعُ
اَوْ عَلٰی اَنَّهٗ نَهْیُ تَنْزِیْهٍ حَتّٰی یَعْتَادَ النَّاسُ هِبَتَهٗ وَاِعَارَتَهٗ وَالسَّمَاحَةَ بِهٖ کَمَا
هُوَ الْغَالِبُ فَاِنْ کَانَ مِمَّا یَنْفَعُ وَبَاعَهٗ صَحَّ الْبَیْعُ وَکَانَ ثَمَنُهٗ حَلَالًا هٰذَا
مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ الْعُلَمَاءِ کَافَّةً اِلَّا مَا حَکَی ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَ
طَاؤُسٍ وَمُجَاهِدٍ وَجَابِرِ بْنِ زَیْدٍ اَنَّهٗ لَا یَجُوْزُ بَیْعُهٗ وَاحْتَجُّوْا بِالْحَدِیْثِ وَاَجَابَ
الْجُمْهُوْرُ عَنْهُ بِاَنَّهٗ مَحْمُوْلٌ عَلٰی مَا ذَکَرْنَا فَهٰذَا هُوَ الْجَوَابُ الْمُعْتَمَدُ یعنی لیکن
ممانعت بلی کی قیمت سے پس محمول ہے اسپر کہ نفع نہیں دیتی یا اسپر کہ یہ نہی تنزیہی ہے تاکہ آدمی

عادت پکڑین اسکے منفعت دے کے لینے کی اور مستعار دینے کی اور جوان مردی کرنے کی ساتھہ
دینے اوسکے جیسا کہ ہمی المتر ہی لیں اگر ہو اوس آدمی سے کہ نفع دے اور بیچے اوسکو بیچ ہے
بیچ اور ہوگی قیمت اوسکی حلال یہ مذہب ہمارا ہی اور مذہب کل علما کا مگر وہ کہ روایت کی ابن منذر
نے ابو ہریرہ اور طاؤس اور مجاہد اور جابر بن زید سے یہ کہ نہین جائز ہی بیچ اوسکی اور حجت لائے
وہ ساتھہ حدیث کے اور جواب دیا جمہور نے اوس سے باین طور کہ تحقیق یہ حدیث محمول ہی اوس پر
جو ذکر کیا ہمنے پس یہی جواب عمدہ ہی انتہی اس سے معلوم ہوا کہ جمہور اسی کے قائل ہین کہ یہان
نہی تنزیہی ہی اور بیچ بلی کی جائز ہی مگر آپ حضرات تو باوجود قول جمہور کے اوسکو مخالف ہی جانتے
ہین اس لیے ہم کہتے ہین کہ آپ معنی اور مطلب اور غرض حدیث حنفیہ سے دریافت کر لیا کیجیے
جسکا کام ہوتا ہی وہی اوسکی تہ کو سمجھتا ہی اپنا شیوہ یہ نہین ع کار بوزینہ نیست نجاری ہان گھر
کے اندر بیٹھ کے جس پر چاہے لعن طعن کیجیے گالیان دیجیے ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند

قال مسئلہ نہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی حدیث کے یہ ہی کہ جو در المختار مین لکھا ہی —
بِخِلَافِ الشَّاةِ الْمُصَرَّاةِ فَلَا يَرُدُّهَا مَعَ لَبَنِهَا أَوْ صَاعِ تَمْرٍ بَلْ يَرْجِعُ بِالنُّقْصَانِ
یعنی بخلاف بکری بند کی گئی کے پس نہ واپس کرے خریدار اوسکو ساتھہ دودھ اوسکے کے یا ساتھہ
ایک صاع کھجورون کے بلکہ لیوے اوسکو کم قیمت کر کے انتہی **اقول** معترض صاحب نے شاید گمان
کیا ہی کہ حنفیہ نے حدیث مصراۃ کو محض بوجہ مخالفت قیاس معمول بہ نہ ٹھیرایا حاشا وکلا امام
صاحب تو حدیث ضعیف کو بھی قیاس پر ترجیح دیتے ہین حالانکہ اس مقام پر تو اس حدیث کے
مخالف دوسری حدیث نہایت صحیح جس پر تمام امت کا عمل درآمد ہی موجود ہی اور قاعدہ ہی کہ جو حکم
شارع کی طرف سے عام ہو اوسکے مقابلے مین حکم خاص کو ترجیح نہوگی بلکہ اوسکو مورد خاص پر
جسکی وجہ ہماری عقل مین نہین آتی محمول کیا جائیگا یا یون کہا جاوے گا کہ حکم عام اس حکم
خاص کا ناسخ ہی بہرحال امام صاحب نے ایک حدیث کو جسمین حکم عام تھا دوسری حدیث خاص کی
ترجیح دی ہی محض قیاس کو دخل نہین دیا جیسا کہ ظاہر ہیکہ قیاس اوسکا گمان ہی البتہ امام شافعی جس حکم

خاص کو حکم عام پر ترجیح دیتے ہین چنانچہ علم اصول مین بحث اسکی مفصل مندرج ہو اور حق یہی ہو کہ
حکم کلی کو جزئی پر ترجیح رکھتا ہو اس لیے کہ جزئی مین احتمالات بہت ہین لہذا امام صاحب حنفی حدیث
حکم عام کو معمول بہ گردانتے ہین خصوصا اوس وقت جبکہ حکم خاص مین چند روایتین مختلف وارد ہون
اور بعض قیاسات کے مخالف ہو پس اس صورت مین بدرجۂ اولی حکم عام قابل عمل ہوگا اور خاص
بوجہ تعارض علم کے صورت خاص پر محمول کیا جاوے گا ترمذی شریف مین ہو عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰی اَنَّ الْخَرَاجَ بِالضَّمَانِ وَهٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ یعنی
عائشہ رض سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ خراج کا استحقاق بوجہ ضمان
ہوتا ہو اور یہ حدیث صحیح ہو اور مطلب حاصل اسکا یہ ہو کہ مثلا کوئی شخص کسی غلام کو خریدے اور اجرت
اوسکی جو بعد خریدنے کے آئی ہو خود رکھلے تو وہ اوسکا مستحق ہو کیونکہ وہ شی جو اوسنے خریدی ہو
اگر ہلاک ہو جاتی تو اوسیکا مال ہلاک ہوتا جب وہ شی اوسکی ضمانت مین ہو تو جو منافع اوسکے ہونگے
اونکا وہی خریدنے والا مالک ہوگا اور بایع کو وہ منافع واپس نکیے جائینگے بلکہ مشتری بوجہ ضمانت
کے اونکا مستحق ہو پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بکری مصرات جو اوسکی ضمان مین آگئی ہو اوسکا
دودھ مشتری کو مباح ہو اور وہ اسکا بوجہ ضمان مستحق ہو پس اگر دوسری حدیث سے یہ بات ثابت
ہو کہ دودھ کا عوض دینا چاہیے تو ظاہر ہو کہ ان دونون حدیثون مین تعارض ہوگا حالانکہ دونو
حدیثین صحیح ہین پس حدیث اَلْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ کے بسبب مصراۃ کا عمل درآمد ہو چنانچہ قول امام ترمذی
وغیرہ سے معلوم ہوتا ہو حدیث مصرات پر ترجیح دی جاوے گی اس لیے کہ اوسکے الفاظ مین نہایت
اختلاف ہو کیونکہ مسلم کی روایت مین صَاعًا مِنْ تَمْرٍ ہو یعنی ایک صاع کھجور دے اور دوسرا
لفظ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ غَیْرِ سَمْرَاءَ مرقوم ہو یعنی ایک صاع طعام سوا گندم کے دے اور
ابوداود کی روایت مین مِثْلَ اَوْ مِثْلَیْ لَبَنِهَا قَمْحًا ہو یعنی برابر دودھ کے یا دونے اوس کے
گیہون دے پس اس معاملے مین چار امر ارشاد ہین یا تو اونپر عمل نکیا جاوے گا اور رجوع
دوسری نص کی طرف ہوگا یا اونکو خاص محل پر عمل کیا جاوے گا لہذا امام صاحب نے تو اصل انکو

قضیۂ شخصیہ پر حمل کیا کہ شارع نے خلاف قیاس کے مورد خاص شخصیہ مین جو ہماری عقل مین نہین آتا
حکم فرمایا تھا اور یہ درآمد دین کا خلاف قیاس پر نہین ہوتا بلکہ امت کے واسطے حدیث الخراج بالضمان
خود ارشاد ہو چکی ہی غرض امام صاحب نے اس باب مین حدیث صحیح پر جو معمول بہ تمام امت کے ہی عمل
کیا اور امام شافعی نے اوسکو خاص کر لیا ہی اور امام صاحب نے اوس قضیۂ شخصیہ کو مخصوص کیا ہی
اونکی نظر مین اسکو ترجیح ہی انکی نظر مین اوسکو طرفین سے صحیح حدیث موجود ہی اور عقود الجواہر المنیفہ
فی ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفہ مین ہی کہ عیسی بن ابان محدث نے کتاب الحجہ مین لکھا ہی کہ حکم مصرات
کا اوسوقت تھا کہ جب معصیت کی عقوبت اخذ اموال تھی چنانچہ اسی قسم سے وہ حدیث ہی جو زکوۃ
مین روایت ہی کہ جو شخص زکوۃ کو بخوشی ادا کرے گا اوسکا اجر پاوے گا ورنہ ہم اوس سے زکوۃ اور نصف
مال اوسکا لینگے اور اسی قبیل سے وہ حدیث ہی جو عمرو بن شعیب سے دربارۂ سارق تمر غیر محرز
کے روایت ہی کہ اوس سارق کے چند درّے عقوبۃً مارے جاوین اور دو مثل اوس ثمر کا اوس سے
لیا جاوے پس جبکہ شروع اسلام مین ایسا حکم تھا یہانتک کہ ربا کو بھی اللہ تعالے نے منسوخ
کر دیا تو اشیاے ماخوذہ جنکے امثال ہین اپنے امثال کی طرف عود کر آئین اور جن کے امثال نہین
وہ اپنی قیمت کی طرف پھر گئین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریہ سے منع فرمایا تھا اور فرمایا
تھا کہ بیع مصرات کی فریب اور دغابازی ہی اور مسلمانون کو فریب دینا حلال نہین پس جس
شخص نے ایسا کیا اور ایسی شی کو بیع کیا جسکی بیع سے مخالف حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہو گیا اوسکے واسطے یہ سزا مقرر تھی کہ تین دن کا دودھ مشتری بعوض ایک صاع کے ہووے
اور شاید وہ دودھ چند صاع کے مساوی ہو پھر یہ سزاے مالی منسوخ ہو گئی اور اشیا نے اپنے
امثال یا قیمت کیطرف عود کیا اور کہا امام طحاوی نے کہ جس دودھ کو مشتری نے تین روز تک لیا ہی
بعض اوسکا ملک بائع مین قبل شرا تھا اور بعض ملک مشتری مین بعد شرا پیدا ہوا ہی کیونکہ اوسنے
کئی بار اوسکو دوہا ہی پس وہ دودھ جو ملک بائع مین تھا مبیع ہو گیا جب بکری کی بیع فسخ ہو گئی تو اوس
دودھ کی بھی بیع فسخ کیجائے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشتری مصرات کیواسطے

بعد رداوسکے کے سب دودھ بعوض ایک صاع تمر کے جسکو مع بکری کے رد کرنا واجب گردانا ہی اور دودھ
اوسوقت مین کل صرف ہوگیا ہی یا بعض پس مشتری البن دین کا بعوض تمر دین کے مالک ہوگا پس
یہ صورت بیع الدین بالدین مین داخل ہوجائیگی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے بعد اسکے
بیع الدین بالدین سے منع فرمایا چنانچہ ابن عمر رضہ سے مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا بیع
اَلْکَالِئِ بِالْکَالِئِ سے یعنی بیع دین سے بعوض دین کے پس اس قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوس قول کو جو مصرات مین مروی ہی منسوخ کردیا علاوہ اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
بروایت ابوہریرۃ رضہ وغیرہ کے ثابت ہوا ہی کہ آنحضرت نے فرمایا اَلْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ یعنی منافع مبیع
کا بوجہ ضمان کے مشتری مستحق ہی اور علماء امت نے اس حدیث کو تسلیم کیا ہی اور قبول فرمایا ہی اور
تم جانتے ہو کہ اگر کوئی شخص بکری خریدے پس اوسکو دوہ لے پھر اوسکے عیب پر سوا تصریہ کے
مطلع ہوجاوے تو وہ شخص اوس بکری کو پھیر دے اور وہ دودھ اوسکا ہی اسیطرح اگر وہ بکری کوئی
بچہ دیوے تو بکری کو بوجہ عیب پھیر دے اور بچہ ملک اوسکی ہی اور تمھارے نزدیک یہ اوس
خراج سے ہی جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ ضمان واسطے مشتری کے مقرر فرمایا ہی
پس وہ صاع جسکو تم مشتری مصرات پر وقت واپس کرنے بکری کے بوجہ تصریہ واجب کرتے ہو دو
حال سے خالی نہین یا تو بعوض کل دودھ کے کرتے ہو جو وقت خرید موجود تھا یا بعد خرید حادث
ہوا ہی یا بعوض اوس دودھ کے کرتے ہو جو اوسکے تھن مین وقت وقوع بیع موجود تھا پس اگر وہ
صاع بعوض دونون کے ہی تو تم نے اوس حدیث کو ترک کردیا جس کی وجہ سے مشتری کو دودھ
اور بچے کا استحقاق بعد رد شاۃ ثابت کرتے تھے کیونکہ ان دونون کا حکم خراج کا حکم ہی جسکو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے مشتری کے بوجہ ضمان مبیع کے مباح کیا ہی اور اگر یہ صاع بعوض
اوس دودھ کے ہی جو اوسکے تھن مین وقت بیع تھا اور باقی دودھ ملک مشتری کا من قبیل خراج
کہا جاوے تو اس صورت مین ملک صاع دین بعوض لبن دین کے ہوجاویگا حالانکہ بیع دین
بعوض دین موافق حدیث مذکور کسی کے نزدیک بھی جائز نہین [illegible] کی

نہ کوئی حدیث ترک کرنی پڑتی ہی اور تم فسخ حکم مصرات کے قائل ہونے میں غیر سے اولے ہو کیونکہ

تم لبن کو حکم خراج میں کرداتے ہو اور غیر ایسا نہیں کرتا تھے پس معلوم ہوا کہ طرفین کا ماخذ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کوئی قیاس نہیں کرتا ہر طرف حدیث صحیح موجود ہی پس معترض صاحب کا طعن بے سو ہی اونکو اپنے ماخذ تو معلوم ہی نہیں مگر دخل در معقولات ضرور دیتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ فیما بین حنفیہ و شافعیہ متنازع فیہ کونسا امر ہی جس سے اختلاف مسائل استنباطیہ واقع ہوا ہے البتہ اوسمین گفتگو کرتے تو ایک موقع تھا حنفیہ کے ماخذ کو بالکل یکے قلم اوڑا کے شافعیہ کا ماخذ لکھدیا اس سے بڑھکر اور کیا دھوکا اور فریب ہوگا اللہ تعالی ایسی فریب دہی سے عوام کو بچاوے وہ بیچارے تو نئے مسلمان ہوتے ہیں وہ کیا جانیں کہ حنفیہ کس پا کے کا مسلک رکھتے ہیں بظاہر اقوال انکو معترض صاحب کے اقوال دیکھکر یوں ہی معلوم ہوگا کہ حنفیہ نے محض قیاس کو دخل دیا ہی حاشا و کلا کوئی شخص اسوقت دنیا وی میں جو کہ ناپائدار ہیں دیدہ و دانستہ نے احتیاطی نہ کرتا تو امور دینی میں باوجود احادیث اور قرآن کے اپنے قیاس سے مسائل کا اختراع کیونکر کریگا عامی کی بھی یہ جرات نہیں نہ کہ ائمہ کرام خصوصا امام اعظم جنکا علم و فضل اظہر من الشمس ہی اور جنکے مقلدین لاکھوں اولیاے کاملین بدولت اسی تقلید کے ہوئے کیونکر محض قیاس سے مسائل استنباط کر سکتے ہیں جب تک کوئی ماخذ اوسکا نہ پایا جاوے خدا معترض صاحب اور تمام متعصبین کو ایسے مطاعن سے رہائی بخشے اور انکی عفو تقصیر کرے خدا جانے کہ ان لوگوں سے کونسا ایسا شدید گناہ سرزد ہوا ہی جسکی سزا کیواسطے مطاعن ائمہ کرام انکی تقدیر میں لکھدیئے گئے ہیں سچ ہے ع چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد + میلش اندر طعنہ پاکان برد نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا

قال مسلہ دہم اور ایک مسلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المختار شرح در المختار اور فتاوی عالمگیری اور فتاوی قاضی خان میں لکھا ہو و لا صلوۃ جنازۃ لما سہونا و لا سجدۃ تلاوۃ لانہا فی معنی الصلوۃ

اِلَّا عَصۡرَ یَوۡمِہٖ عِنۡدَ الۡغُرُوۡبِ یعنی آفتاب کے طلوع کے وقت اور غروب کے وقت اوس وقت میں
دو چیز ہو نماز اور سجدہ تلاوت کا اور نماز جنازے کی جائز نہیں ہے مگر آفتاب کے غروب کے وقت فقط
اوس دن کی نماز عصر کی تو البتہ جائز ہے انتہٰی **اقول** معنی اس حدیث کے امام نووی شرح مسلم میں
لکھتے ہیں اِذَا اَدۡرَکَ مَنۡ لَا یَجِبُ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ رَکۡعَۃً مِّنۡ وَقۡتِہَا لَزِمَتۡہُ تِلۡکَ الصَّلٰوۃُ
وَذٰلِکَ فِی الصَّبِیِّ یَبۡلُغُ وَالۡمَجۡنُوۡنِ وَالۡمُغۡمٰی عَلَیۡہِ یُفِیۡقَانِ وَالۡحَائِضِ وَالنُّفَسَاۓِ
تَطۡہُرَانِ وَالۡکَافِرِ یُسۡلِمُ فَمَنۡ اَدۡرَکَ مِنۡ ہٰؤُلَاۓِ رَکۡعَۃً قَبۡلَ خُرُوۡجِ الۡوَقۡتِ
لَزِمَتۡہُ تِلۡکَ الصَّلٰوۃُ یعنی جس وقت پاوے وہ شخص کہ واجب نہیں نماز اوس پر مقدار ایک رکعت کے
اوسکے وقت سے تو لازم ہے اوسکو یہ نماز اور یہ صورت لڑکے میں ہے کہ بالغ ہو جاوے اور مجنون اور
بیہوش میں کہ افاقہ پا جائیں اور حائض اور نفسا میں کہ پاک ہو جائیں اور کافر میں کہ مسلمان
ہو جاوے پس جو شخص انمیں سے ایک رکعت پہلے خارج ہونے وقت کے پاوے تو نماز اوس پر واجب
ہو جاوے گی انتہٰی یعنی یہ حکم کافر وغیرہ میں ہے کہ ایسے وقت میں مسلمان ہو یا بالغ ہو کہ ایک رکعت
کے مقدار وقت باقی ہو تو اس صورت میں نماز اوس پر واجب ہو جاوے گی اور پوری نماز پڑھنی لازم
ہوگی یا یہ معنی حدیث کے ہیں جیسا کہ شرح مسلم میں لکھتے ہیں اِذَا اَدۡرَکَ الۡمَسۡبُوۡقُ مَعَ
الۡاِمَامِ رَکۡعَۃً کَانَ مُدۡرِکًا لِفَضِیۡلَۃِ الۡجَمَاعَۃِ بِلَا خِلَافٍ یعنی جو شخص کہ بعد آکر ملے اور
ایک رکعت امام کے ساتھ پاوے تو وہ شخص جماعت کی فضیلت بلا خلاف پاوے گا انتہٰی یعنی یا
حدیث کو باعتبار فضیلت جماعت کے لیا جاوے کہ جسکو ایک رکعت بھی جماعت کے ساتھ ملجاوے
گویا نماز پوری ملگئی اگر اس حدیث کے یہی معنی لیے جاویں گے کہ وقت طلوع آفتاب کے بھی نماز
پڑھنی چاہیے تو یہ معنی دوسری حدیث کے جو مسلم میں آئی ہے مخالف ہو جاوینگے وہ حدیث یہ ہے
وَوَقۡتُ صَلٰوۃِ الصُّبۡحِ مِنۡ طُلُوۡعِ الۡفَجۡرِ مَا لَمۡ تَطۡلُعِ الشَّمۡسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمۡسُ
فَاَمۡسِکۡ عَنِ الصَّلٰوۃِ فَاِنَّہَا تَطۡلُعُ بَیۡنَ قَرۡنَیِ الشَّیۡطٰنِ یعنی اور وقت نماز صبح کا طلوع
فجر سے اوس وقت تک ہے کہ جب تک آفتاب نے طلوع نہ کیا ہو پس وقت طلوع کرنے آفتاب کے

ٹھہرجا تو نماز سے اسواسطے کہ تحقیق یہ آفتاب طلوع کرتا ہے درمیان دو قرنون شیطان کے انتہے
دوسری حدیث مسلم وغیرہ کی جو عقبہ بن عامر سے فتح القدیر مین لکھی ہے ثَلٰثُ سَاعَاتٍ کَانَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہَانَا اَنْ نُّصَلِّیَ فِیْہِنَّ اَوْ نَقْبُرَ فِیْہِنَّ مَوْتَانَا حِیْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَۃً
حَتّٰی تَرْتَفِعَ وَحِیْنَ یَقُوْمُ قَائِمُ الظَّہِیْرَۃِ حَتّٰی تَمِیْلَ الشَّمْسُ وَحِیْنَ تَضَیَّفُ لِلْغُرُوْبِ
حَتّٰی تَغْرُبَ وَھُوَ اِنَّمَا یُفِیْدُ عَدَمَ الْحِلِّ فِیْ جِنْسِ الصَّلٰوۃِ دُوْنَ عَدَمِ الصِّحَّۃِ
فِیْ بَعْضِہَا بِخُصُوْصِہٖ وَ الْمُفِیْدُ لَہَا اِنَّمَا ھُوَ قَوْلُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ
بَیْنَ قَرْنَیِ الشَّیْطَانِ فَاِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَہَا ثُمَّ اِذَا اسْتَوَتْ قَارَنَہَا فَاِذَا
زَالَتْ فَارَقَہَا وَاِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوْبِ قَارَنَہَا وَاِذَا غَرَبَتْ فَارَقَہَا وَنَہٰی عَنِ الصَّلٰوۃِ
فِیْ تِلْکَ السَّاعَاتِ رَوَاہُ مَالِکٌ فِی الْمُوَطَّأِ وَالنَّسَائِیُّ یعنی تین وقت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہمکو منع کرتے تھے نماز پڑھنے کو یا مردہ دفن کرنے کو ایک تو وقت طلوع آفتاب کے یہانتک
کہ اونچا ہوا ور دوسرے وقت ٹھیک دوپہر کے یہان تک کہ آفتاب ڈھلے اور تیسرے غروب ہونے
کو جسوقت مائل ہو یہان تک کہ غروب ہو جاوے اور یہ حدیث فائدہ دیتی ہے اسکا کہ جنس نماز کسی قسم
کی ہو حلال نہین نہ یہ کہ خاص بعضی نماز درست نہو اور اسکا فائدہ دیتا ہے قول آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا کہ تحقیق آفتاب طلوع کرتا ہے درمیان دو قرنون شیطان کے پس جسوقت خوب بلند
ہو جاتا ہے الگ ہو جاتا ہے اوس سے شیطان پھر جسوقت برابر سر کے آجاتا ہے تو نزدیک ہو جاتا ہے اوسکے
پھر جسوقت ڈھلجاتا ہے الگ ہو جاتا ہے اور جسوقت قریب غروب کے ہوتا ہے پھر شیطان اوسکے
پاس آجاتا ہے اور جب غروب ہو جاتا ہے جدا ہو جاتا ہے اور منع کیا ہے نماز سے ان وقتوں مین روایت
کیا اسکو مالک نے موطا مین اور روایت کیا نسائی نے انتہے اور یہ حدیثین اوس حدیث کے بعد وارد
ہوئی ہین چنانچہ کہا علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین وَقَالَ الطَّحَاوِیُّ وُرُوْدُ ھٰذَا الْحَدِیْثِ
اَیْ حَدِیْثِ مَنْ اَدْرَکَ کَانَ قَبْلَ نَہْیِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنِ الصَّلٰوۃِ فِی الْاَوْقَاتِ
الْمَکْرُوْھَۃِ یعنی کہا امام طحاوی نے وارد ہونا اس حدیث کا یعنی حدیث مَنْ اَدْرَکَ کا تھا

جیسے ممانعت فرمانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے اوقات مکروہہ میں انتہے اس لیے امام طحاوی
اس حدیث کے منسوخ ہونے کے قائل ہیں چنانچہ رد المحتار میں لکھا ہے عَلیٰ اَنَّ الاِمَامَ الطَحَاوِی
قَالَ اِنَّ الحَدِیثَ مَنسُوخٌ بِالنُّصُوصِ النَّاهِیَةِ وَ ادَّعیٰ اَنَّ العَصرَ یَبطُلُ اَیضًا
کَالفَجرِ یعنی مردود ہے یہ بات ہے کہ امام طحاوی نے کہا ہے کہ تحقیق یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ احادیث
ممانعت کرنیوالی کے اور دعوا کیا اسکا کہ عصر بھی باطل ہو جاوے گا مثل فجر کے انتہے اور برہان
شرح مواہب الرحمن میں لکھا ہے وَ شَدَّدَ الطَّحَاوِی فَحَکیٰ اَنَّ لِلاِمَامِ وَ صَاحِبَیهِ عَدَمَ
جَوَازِ عَصرِ یَومِهٖ کَالفَجرِ وَ سَائِرِ الوَاجِبَاتِ مُدَّعِیًا اِنتِسَاخَ کُلِّهَا بِالنُّصُوصِ
النَّاهِیَةِ وَ اِلَّا لَزِمَ العَمَلُ بِبَعضِ الحَدِیثِ وَ تَرکُ بَعضِهٖ یعنی اور زیادہ کیا امام
طحاوی نے در آنحالیکہ وہ خلاف کرنیوالے تھے امام صاحب و صاحبین کے نہ جائز ہونا اوس دن
کی عصر کا مثل فجر کے اور باقی واجبات کے اوس حال میں کہ دعوا کرتے ہیں وہ منسوخ ہونے کل ان
احادیث کا بسبب احادیث نہی کے ورنہ لازم آجائے گا عمل ساتھ بعض حدیث کے اور ترک بعض
حدیث کا انتہے اگر بالفرض منسوخ ہونے کو تسلیم نہ کیا جاوے تو تعارض سے خالی نہیں اس لیے
کہ بعض حدیث میں نماز پڑھ لینا آیا ہے اور بعض میں ممانعت آئی ہے بسبب وقت تعارض کے دونوں حدیثوں
پر عمل کرنا محال ہے اس لیے کہ قیاس جس حدیث کو ترجیح دے گا اوس حدیث پر عمل کیا جاوے گا
لمعات التنقیح میں ہے وَ الجَوَابُ اَنَّهٗ قَد وَقَعَ التَّعَارُضُ بَینَ هٰذَا الحَدِیثِ وَ بَینَ
الاَحَادِیثِ الوَارِدَةِ فِی النَّهیِ عَنِ الصَّلٰوةِ فِی الاَوقَاتِ الثَّلٰثَةِ فَاِنَّهَا تَعُمُّ
الفَرضَ وَ النَّفلَ وَ لَیسَت مَخصُوصَةً بِالنَّفلِ کَمَا زَعَمَتِ الشَّافِعِیَّةُ وَ حُکمُ
التَّعَارُضِ بَینَ الحَدِیثَینِ الرُّجُوعُ اِلَی القِیَاسِ وَ القِیَاسُ رَجَّحَ حُکمَ هٰذَا الحَدِیثِ
فِی صَلٰوةِ العَصرِ وَ حُکمَ النَّهیِ فِی صَلٰوةِ الفَجرِ کَمَا ذَکَرنَا وَ لَیسَتِ الاَحَادِیثُ فِی النَّهیِ
عَنِ الثَّلٰثَةِ مَخصُوصَةً بِالنَّفلِ کَالنَّهیِ عَنِ الصَّلٰوةِ بَعدَ الفَجرِ وَ العَصرِ کَمَا زَعَمَتِ
الشَّافِعِیَّةُ لِقَولِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَ سَلَّمَ مَن نَامَ عَن صَلٰوةٍ اَو نَسِیَهَا فَلیُصَلِّهَا

إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ ذٰلِكَ وَقْتُهَا أَيْ أَوَّلُهُ وَبِهِ يُعَاقِقُونَ بَيْنَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَتِلْكَ
الْأَحَادِيْثِ لِأَنَّ تَخْصِيْصَ خِلَافُ الظَّاهِرِ وَظَاهِرُ الْأَحَادِيْثِ النَّهْيُ عَنِ
الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ یعنی او جواب یہ ہے کہ تحقیق تعارض واقع ہوا اس حدیث مین اور اون
احادیث مین جنمین تین وقتون سے نماز کی ممانعت وارد ہے کیونکہ وہ شامل ہین فرض او نفل کو
او نہین خاص مین نفل کے ساتھ جیسا کہ گمان کیا ہے شافعیہ نے او حکم تعارض کا درمیان دو حدیثون
کے رجوع کرنا ہے طرف قیاس کے اور قیاس نے اس حدیث کے حکم کو جو صلوۃ عصر کے جواز مین آئی ہے ترجیح
دی او حکم نہی کو جو نماز فجر مین آئی ہے ترجیح دی جیسا کہ ذکر کیا ہم نے اور احادیث نہی تین وقتون کی نماز کی
نفل کے ساتھ خاص نہین جیسا کہ حدیث ممانعت نماز کی بعد فجر اور عصر کے خاص ہے ساتھ نفل کے
چنانچہ گمان کیا اسکا شافعیہ نے بوجہ فرمانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جو شخص سو جاوے
نماز سے یا بھول جاوے اسکو پس چاہیے کہ پڑھے اوسکو جب یاد آوے اسواسطے کہ تحقیق یہی
وقت اوسکا ہے یعنی اول وقت ہے اور اسی سے توفیق دیتے ہین فقہاے محدثین درمیان اس حدیث کو
اون احادیث کے اسوجہ کہ تخصیص کرنا ساتھ نفل کے خلاف ظاہر کے ہے اور ظاہر احادیث کا نہی عن فرائض
اور نوافل سے انتہے اسیطرح کہا علامہ عینی او علامہ ابن ہمام نے اور حدیث مین بھی جو علت ممانعت
کی بیان ہے عام معلوم ہوتی ہے چنانچہ فتح القدیر کی عبارت مین ذکر اسکا ہو چکا ہے اسکے بعد لمعات مین لکھا ہے
وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا أَحَادِيْثُ النَّهْيِ نَاسِخَةٌ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَكَانَ وُرُوْدُهُ قَبْلَ
النَّهْيِ وَمُقْتَضَاهُ أَنْ يَبْطُلَ الْعَصْرُ أَيْضًا لٰكِنَّهَا عَلَّلْنَاهُ بِمَا ذَكَرْنَا فَجَوَّزْنَا فِي الْعَصْرِ
هٰذَا وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِيْ يُوْسُفَ أَنَّ الْفَجْرَ لَا يَفْسُدُ بِطُلُوْعِ الشَّمْسِ یعنی کہا ہمارے
بعض اصحاب نے حدیثین نہی کی ناسخ ہین اس حدیث کی او تھا ورود اس حدیث کا قبل وارد ہونے نہی کے
مقتضا اس قول کا یہ ہے کہ نماز عصر بھی باطل ہو جاوے لیکن ہمنے اسکی علت بیان کر دی
جو جائز رکھا ہمنے عصر مین اسکو اور تحقیق روایت کی گئی ہے امام ابو یوسف سے یہ کہ بیشک نماز
نہین فاسد ہوتی طلوع آفتاب سے انتہے اور فتح المنان مین لکھا ہے کہ وقت فجر کا کامل ہے

لمعات التنقیح

فتح المنان

پس جب نماز اوس وقت مین شروع کرے گا کامل ہو واجب ہوگی پس جبکہ طلوع سے نقصان عارض ہو جیسے نماز واجب ہوئی تھی ویسے ادا نہین ہوتی بخلاف عصر کے اسلیے کہ آخر وقت اوسکا ناقص ہے کیونکہ وقت مکروہ ہے پس جبکہ شروع کرے گا اسوقت مین تو ناقص واجب ہوگی پھر جبکہ غروب سے نقصان عارض ہوگا تو وہ جیسے واجب ہوئی تھی ادا ہو جانے کی انتہی اسکے بعد چند دلائل اور بیان کیے ہین پھر اخیر بحث مین لکھا ہے و بما ذکرنا علم ان مذھب الحنفیۃ مبنی علی التحقیق والتدقیق وان قیاساتھم و دلائلھم العقلیۃ لیست فی مقابلۃ النصوص بل لترجیح بعض الاحادیث علی بعض کما اشرنا الیہ فی مواضع یعنی وجہ مذکور سے جانا گیا کہ بیشک مذہب حنفیہ کا تحقیق و تدقیق پر بنا کیا گیا ہے اور یہ کہ قیاسات اونکے اور دلائل عقلیہ اونکے احادیث کے مقابل نہین بلکہ واسطے ترجیح دینے بعض احادیث کے ہین اوپر بعض کے چنانچہ اسکا اشارہ ہم بہت جگہ کرچکے ہین انتہی اور شرح وقایہ مین ہے فالقیاس رجح ھذا الحدیث فی صلوۃ العصر و حدیث النھی فی صلوۃ الفجر و اما سائر الصلوۃ فلا یجوز فی الاوقات الثلث بحدیث النھی اذ لا معارض لحدیث النھی فیھا یعنی پس قیاس نے ترجیح دی اس حدیث کو نماز عصر مین اور حدیث نہی کو نماز فجر مین اور لیکن تمام نمازین پس نہین جائز ہین اوقات ثلثہ مین بوجہ حدیث نہی کے اسواسطے کہ حدیث نہی کرنے کا ان وقتون مین کوئی معارض نہین انتہی اور مرقات شرح مشکوٰۃ مین لکھا ہے کہ جزو مقارن ادا کا سبب ہے وجوب نماز کا اور آخر وقت عصر کا ناقص ہے اس لیے کہ وہ وقت ہے پوجے جانے آفتاب کا پس واجب ہوگی نماز ناقص جب ادا کرے گا تو جیسا کہ نماز واجب ہوئی ہے ویسے ہی ادا کرے گا پس جب فساد بسبب غروب کے آجاویگا تو فاسد نہوگی اور فجر کا کل وقت کامل ہے اس لیے کہ آفتاب قبل طلوع کے پرستش نہین کیا جاتا پس کامل واجب ہوگی پس جب طلوع سے فساد طاری ہوگا تو فاسد ہو جاوے گی اس لیے کہ جیسے واجب ہوئی تھی ادا نہین ہوئی پس اگر کہا جائے کہ یہ علت مقابل حدیث کے ہے یہ نہ ماننا چاہیے

[illegible]

[illegible]

کہ جب احادیث مین تعارض واقع ہوا آپ قیاس نے اس حدیث کو نماز عصر مین ترجیح دی اور حدیث نہی کو نماز فجر مین ترجیح دی لیکن اور نمازین بسبب نہی جائز نہین اوقات ثلثہ مین بسبب حدیث ممانعت کے اسواسطے کہ حدیث نہی کا اور نمازون مین کوئی معارض نہین انتہی حاصل کلام یہ ہے کہ یا تو ان احادیث سے وہ معنی لیے جائین جو شرح مسلم سے نقل ہوئے یا انکو منسوخ کہا جاوے چنانچہ یہی مذہب امام طحاوی کا ہے یا بوجہ تعارض کے بعض کو بعض پر ترجیح دیجائے چنانچہ یہی مذہب امام صاحب کا ہے غرض مخالفت حدیث کی کسی صورت سے لازم نہین آتی **قال** مسئلہ نوزدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار شرح در المختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ مین لکھا ہے مَنْ اَفْلَسَ وَعِنْدَہٗ مَتَاعٌ لِرَجُلٍ بِعَیْنِہٖ اِبْتَاعَہٗ مِنْہُ فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ اُسْوَۃٌ لِلْغُرَمَاءِ فِیْہِ یعنی ایک شخص مفلس ہوگیا اور اوسکے پاس وہ چیز ہے جو اوس نے خریدی تو اوسکا بایع اور قرض خواہون کے ساتھ مساوی ہے بیچ اسکے انتہی **اقول** عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری مین لکھا ہے کہ ابراہیم نخعی اور حسن بصری اور ابن شبرمہ قاضی کوفہ اور وکیع بن الجراح اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد اور زفر رضی اللہ عنہم اسطرف گئے ہین کہ بائع قرضخواہون کے برابر ہے اور جواب دیا ہے امام طحاوی نے اس حدیث کا کہ اسمین یہ ذکر ہے کہ جو شخص اپنے مال کو بعینہ پاوے اور جو شی بیچی گئی ہے وہ بعینہ مال اوسکا نہین بلکہ بعینہ مال اوسکا پہلے تھا اب مال اوسکا بعینہ غصب کی ہوئی چیز اور مستعار اور امانتین اور مشابہ انکے ہے تو البتہ یہ مال اوسکا بعینہ ہے پس جس شخص مین غصب اور قرض خواہ ہون کہ اوسکا مستحق ہے اور اسی بیان مین یہ حدیث آئی ہے اور ان معنون پر دلالت کرتی ہے وہ حدیث جو سمرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا کوئی مال چوری گیا یا ضائع ہوگیا پس پایا اوسکو بعینہ نزدیک کسی کے پس وہ شخص مستحق ہے اس مال کا اور خریدنے والا بیچنے والے سے قیمت پاوے بعینہ لیلے انتہی ملتقطاً اس عبارت سے واضح ہوا کہ اس حدیث کے معنی یہ نہین جو ظاہریہ لیتے ہین اس لیے کہ جس حدیث سے امام صاحب نے اس مسئلے کو استنباط کیا ہے وہ بھی حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے اور معتبر ہے پس ضرور ہوا کہ معنی اس حدیث کے دوسرے ہون گے ورنہ تعارض ہوگا اور الفاظ حدیث سے جبتک کہ

تعارض نہ ہو سکے دور کیا جائے ورنہ بعض معنی کو بعض پر ترجیح دیجائیگی جیسے جواب سابق میں بیان
ہوا اسی لیئے اس حدیث سے یہ معنی بیان ہوئے یا یہ معنی ہونگے جو نہایہ میں لکھے ہیں کہ خریدار
نے قبضہ بغیر اذن بائع کے کرلیا یا بائع کو شرط خیار تھا اس صورت میں بائع کو وہ شے واپس کرنی چاہیئے
انتہے غرض کہ جب اس حدیث کے دو معنی ہو سکتے ہوں اور [illegible] سیاق اور سباق بھی دونوں
اور موافق حدیث بھی ہوں تو پھر کونسی وجہ ہے کہ دونوں معنوں میں سے ایک معنی [illegible] اور دوسری حدیث
جو امام صاحب سند لاتے ہیں [illegible] عینی شرح ہدایہ میں لکھا ہے ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیع کرے کسی مال کی پس پاوے اوسکو نزدیک ایسے شخص کے جو مفلس ہے
پس مال اوسکا درمیان قرضخواہوں کے ہے انتہے یعنی سب قرضخواہ اوسمیں برابر ہیں پھر کہا علامہ عینی
نے پس اگر کہے تو کہ اسناد میں اسکے ابن عیاش راوی ضعیف ہے میں کہتا ہوں کہ تحقیق توثیق کی
ہے ابن عیاش کی امام احمد نے اور تحقیق حجت گردانا اس حدیث کو خصاف اور رازی نے پس اگر کہے تو
کہ کہا دارقطنی نے نہیں ثابت ہوتی یہ حدیث زہری سے مسند بلکہ مرسل ہے میں کہتا ہوں کہ مرسل
نزدیک ہمارے حجت ہے اور مرفوع بیان کیا ہے خصاف اور رازی نے اس حدیث کو اور قرآن شریف
کی آیت وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ یعنی اور اگر ہووے مفلس پس مہلت ہے غنا
تک انتہی اسپر دلالت کرتی ہے کہ اسکو فسخ بیع کرکے اپنی شی واپس کرنی نہیں چاہیے یہی مطلب اس حدیث
کا ہے جسسے امام صاحب سند لیتے ہیں اور معنی اوس پہلی حدیث کے یہ ہیں کہ جب بشرط خیار کسی شی کو بیع
کرے پھر خریدار مدت خیار میں مفلس ہو جاوے تو وہ مستحق ہوگا اپنے مال کا یعنی فسخ بیع کا اختیار ہوگا اور
یہی معنی لیے ہیں ایک جماعت نے اکابر سے فرمایا امام صاحب اور ابراہیم نخعی اور اہل کوفہ نے کہ
بائع برابر ہے اور قرضخواہوں کے ہر حال میں اور یہی روایت کی گئی حضرت علی سے اور صحیح کہا اس
روایت کو ابن حزم نے اور حکایت کیا ہے خطابی نے اس قول کو ابن شبرمہ سے بھی انتہے [illegible]
تقریر سے سب حدیثوں میں موافقت ہو گئی ورنہ صحیح حدیث کا انکار جسکو ابن حزم نے بھی صحیح کہا ہے لازم
آجائے گا **قال** مسئلہ نوزدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم اور اونکے شاگرد ابو یوسف کا مخالف ہے

حدیثون کے ہیں جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ او کنز اور رد المحتار شرح در المختار اور فتاوی عالمگیری اور فتاوی قاضی خان وغیرہ کتب فقہ مین لکھا ہی وَعَصِیْرُ الْعِنَبِ اِذَا طُبِخَ حَتّٰی ذَهَبَ ثُلُثَاهُ وَبَقِیَ ثُلُثُهٗ حَلَالٌ وَاِنِ اشْتَدَّ وَهٰذَا عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاَبِیْ یُوْسُفَ یعنی اور شیرہ انگور کا جب کہ پکایا جاوے یہان تک کہ اوسکی دو تہائی جل جاوے اور ایک تہائی رہجاوے تو حلال ہے اگرچہ اوسمین نشہ پیدا ہو جاوے اور یہ مذہب ابی حنیفہ اور ابی یوسف کا ہی الخ

اقول امام صاحب کے نزدیک خمر لغت مین اوسکو کہتے ہین جو انگور سے بنائی گئی ہو اور امام صاحب کی اسپر پانچ دلیلین ہین اول یہ کہ اجماع ہی اہل لغت اور اہل علم کا کہ لفظ خمر کا موضوع ہی واسطے پانی انگور کے جبکہ اوسمین جوش اور تیزی آجاوے اور جھاگ اوٹھنے لگے چنانچہ ہدایہ اور زیلعی اور طحطاوی اور برجندی وغیرہ مین لکھا ہی لَنَا اَنَّهُ اِسْمٌ خَاصٌّ بِاِطْبَاقِ اَهْلِ اللُّغَةِ فِیْمَا ذَكَرْنَاهُ وَهُوَ النِّیُّ مِنْ مَاءِ الْعِنَبِ اِذَا غَلٰی وَاشْتَدَّ وَقَذَفَ بِالزَّبَدِ وَهٰذَا الْمَعْرُوْفُ عِنْدَ اَهْلِ اللُّغَةِ وَاَهْلِ الْعِلْمِ وَتَسْمِیَةُ غَیْرِهَا مَجَازٌ یعنی واسطے ہمارے یہ دلیل ہی کہ خمر اسم خاص ہی ساتھ اجماع اہل لغت کے اوس چیز مین جو ہمنے ذکر کیا یعنی اور وہ کچا پانی انگور کا ہی جبکہ اسمین جوش اور تیزی آجاے اور جھاگ دے اور یہی معنی مشہور ہین نزدیک اہل لغت کے اور اہل علم کے اور اسکے غیر کا خمر نام رکھنا مجاز ہی انتہے پس امام صاحب فرماتے ہین کہ جو معنی باعتبار اصل لغت کے ہین اوسپر آیت کو حدود اور قطعیت مین محمول کرینگے اور اطلاق خمر کا مسکرات پر بعد نزول آیت تحریم کے مجاز مستحدث ہی پس آیت کو کہ پہلے نازل ہوئی ہی مجاز مستحدث پر حمل کرنا نہین چاہیے اور دوسری دلیل یہ ہی کہ عرب جنکی عربیت پر اعتماد ہی اور سب سند اونکی لاتے ہین اپنے کلام مین خمر کو انہین معنون سے لائے ہین چنانچہ متنبی شاعر بھی اونھین مین سے ہی اوسکے شعر سے معلوم ہوتا ہی کہ اصل خمر کی انگور ہی ہوتی ہی

وَاِنْ تَكُ تَغْلِبُ الْغَلْبَاءُ عُنْصُرَهَا ✦ فَاِنَّ فِی الْخَمْرِ مَعْنًی لَیْسَ فِی الْعِنَبِ

یعنی اگرچہ آبا و اجداد ممدوح کے اوسکے عنصر پر غالب تھے ✦ لیکن شراب مین وہ لذت ہی جو انگور مین بھی نہین یعنی مطلب یہ کہ ممدوح اپنے آبا و اجداد پر باوجود اونکے اصل ہونے کے بعض

غالب تھی جیسے شراب لذت میں اپنی اصل سے کہ انگور ہی غالب آتی ہی اور تیسری دلیل یہ ہی کہ خمر کی کنیت
سے بھی کہ بنت العنب اور بنت العنقود ہی معلوم ہوتا ہی کہ اصل اوسکی انگور ہی اور چوتھی دلیل یہ ہی کہ لفظ
خمر کا شراب انگوری کے واسطے خاص ہی کیونکہ دوسرے مسکرات کے اونکے ناموں میں مثل باذق
اور منصف اور مثلث اور نقیع اور نبیذ وغیرہ کے اور اسما کا اختلاف دلالت کرتا ہی کہ مسمیات
میں بھی اختلاف ہو اسیطرح ہدایہ وغیرہ میں لکھا ہی اور پانچوین دلیل یہ ہی کہ قول جناب باری بھی
إِنِّي أَرَانِي أَعْصِرُ خَمْرًا یعنی میں اپنے آپ کو خواب میں انگور نچوڑتے دیکھتا ہون انتہےٰ اسی پر
دلالت کرتا ہی اس لیے کہ خمر سے یہان باتفاق مفسرین و علماے متقدمین و متاخرین انگور مراد
ہی من قبیل اطلاق کرنے مسبب کے اوپر سبب کے اور کلیات ابو البقا میں ہی کہ اصل اس اطلاق کی لا اتفاق
یہ ہی کہ سبب تو مسبب کیواسطے مطلقا استعارہ کیا جاتا ہی خواہ سبب مسبب کیواسطے خاص ہو یا نہو
مگر مسبب کو سبب کے واسطے جب لاتے ہین کہ اوس مسبب کا سبب دوسرا نہو جیسے لفظ خمر اگر خاص عنب کے
ساتھ نہوتا تو استعارہ نکرتے انتہےٰ اور امام شوکانی نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار میں لکھتے ہین
اِعْلَمْ اَنَّ الْخَمْرَ تُطْلَقُ عَلٰی عَصِیْرِ الْعِنَبِ الْمُشْتَدِّ اِطْلَاقًا حَقِیْقِیًّا اِجْمَاعًا یعنی جان تو کہ اطلاق
خمر کا نچوڑے ہوے انگور پر جو تیز ہو گیا ہو اطلاق حقیقی بالاجماع ہی انتہےٰ اور تفسیر کشاف جار اللہ
زمخشری میں مرقوم ہی وَالْخَمْرُ مَا غَلٰی وَاشْتَدَّ وَقَذَفَ بِالزَّبَدِ مِنْ عَصِیْرِ الْعِنَبِ وَهُوَ
حَرَامٌ یعنی خمر وہ شی ہی کہ اوبل آئے اور تیز ہو جاے اور جھاگ لے آئے نچوڑ انگور سے اور وہ حرام ہی
انتہےٰ اور جو احادیث میں بعض شراب پر سواے انگور کے خمر کا اطلاق آیا ہی وہ باعتبار حکم کے ہی اور معنی
لغت کے معنی نہیں بتلائے گئے یا بطریق تشبیہ کے ہی چنانچہ کتاب الشرب فتح القدیر میں شیخ الاسلام ابن ہمام
لکھتے ہین وَیَدُلُّ عَلٰی اَنَّ الْحَمْلَ الْمَذْکُوْرَ بِطَرِیْقِ التَّشْبِیْهِ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ
حُرِّمَتِ الْخَمْرُ وَمَا بِالْمَدِیْنَةِ مِنْهَا شَیْءٌ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِیُّ فِی الصَّحِیْحِ وَمَعْلُوْمٌ اَنَّهٗ اِنَّمَا اَرَادَ مَا مِنَ
الْعِنَبِ بِثُبُوْتِ اَنَّهٗ کَانَ بِالْمَدِیْنَةِ غَیْرُهَا یعنی اور دلالت کرتی ہی اسپر کہ حمل ان حدیثوں میں بطریق تشبیہ کے
ہی قول ابن عمر کہ حرام کی گئی شراب اور حال یہ کہ نہ تھی شراب سے کوئی شی مدینے میں روایت کیا اسکو امام بخاری نے صحیح میں

یہ کہ ارادہ کیا ذکر نچوڑے انگور کا یہ جو ثابت ہوتے اس امر کے کہ تحقیق نہ میسر آوے سکے اور شرابین انتقی اور امام زیلعی نے تبیین الحقائق

شرح کنز الدقائق مین لکھا ہے کہ خمر کا اطلاق غیر انگوری پر احادیث مین مجازی ہی ہے یا باعتبار حکم کے

ہے یعنی حکم اور شرابون کا حکم شراب کا سا ہے یعنی اونکا پینا بھی حرام ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تعلیم احکام کے واسطے مبعوث ہوے تھے حقائق لغت وغیرہ بتلانیکو مبعوث نہین ہوے انتہے

ملخصًا پس حدیث سے یہ استدلال ہرگز نہین ہوسکتا کہ خمر اصل مین عام ہے باقی رہا قول صاحب

قاموس کا کہ عمومیت اصح ہے سو یہ بنابر اونکے مذہب کے ہے چنانچہ جو دلیل عمومیت پر شافعیہ احادیث

سے لاتے ہین وہی اونھون نے بھی لکھدی کسی لغت یا کلام عرب کی سند نہین دی یہان فقط اپنی راے

لکھی ہے جس سے اونکے مذہب شافعیہ کو ترجیح ہوتی ہے ورنہ معنی لغوی تو وہی تھے جو اونھون نے پہلے

بیان کردیے اور یہ قول اونکا کہ مدینہ شریف مین اوسوقت انگور کی شراب نہ تھی بلکہ کھجور کی تھی مخالف

ہے بخاری شریف کے حدیث سے جو حضرت انس رض سے مروی ہے قَالَ حُرِّمَتْ عَلَيْنَا الْخَمْرُ حِيْنَ

حُرِّمَتْ وَمَا نَجِدُ يَعْنِيْ بِالْمَدِيْنَةِ خَمْرَ الْاَعْنَابِ اِلَّا قَلِيْلًا یعنی فرمایا حضرت انس رض

نے کہ حرام کی گئی ہم پر شراب جسوقت کہ حرام کی گئی اس حال مین کہ نہین پاتے تھے ہم مدینے مین شراب

انگورون کی مگر کم انتہی پس اوس حدیث مسلم کی سند لانے سے شبہہ پڑتا ہے کہ بالکل انگور کی شراب تھی حالانکہ وہان تھا

اکثر کے کہا ہے جیسا کہ حدیث بخاری کی اسپر دال ہے پس حدیث مسلم کی سند لانا محض مغالطہ دینا ہے باقی رہا یہ اعتراض معنے

مخامرت کے ہین اس لیے چاہیے کہ عام ہو سو جواب اوسکا یہ ہے کہ اس سے یہ نہین لازم آتا کیونکہ سفید اور سیاہ گھوڑونکو ابلق کہتے ہین

اور سفید اور سیاہ کپڑے کو ابلق نہین کہتے اسیطرح ثریا ستارے کو نجم بوجہ ظہور کے کہتے ہین اور ہر ظاہر کو نجم نہین کہتے

علیٰ ہذا القیاس قارورہ قرار سے مشتق ہے ہر کوزے کو قارورہ نہین کہتے گو اوسمین قرار پایا جاوے اسیطرح اسکی بہت نظیرین

ہین پس امام صاحب کا قول کہ لغت مین خمر شراب انگوری کو کہتے ہین اور حدیث مین بیان احکام ہے

لغت نہین بہت درست ہے مخالف کسی حدیث کے نہین بلکہ مطابق ہے البتہ اور شرابونکو مثل طلاء کے

یعنی نچوڑا انگور کا کہ پکایا جاوے حتی کہ دو تہائی سے کم جلجاوے یا مثل سکر کے یعنی خام پانی تر کھجور

کا جسمین تیزی ہو جاوے اور جھاگ لاوے یا مثل نقیع زبیب کے یعنی خام پانی خشک انگور کا جو تیز ہو

تبیین الحقائق
کنز الدقائق
بخاری شریف

اوس مین تیزی اور جھاگ پیدا ہو جائے انکو امام صاحب بھی حرام جانتے ہین یہ چار چیزین بالاتفاق
حرام ہین البتہ چار چیزون مین اختلاف ہی ایک تو چھوارے اور خشک انگور کا نبیذ اگر کچھ پکا لیا جاوے
اگرچہ اوسمین تیزی آجائے اسقدر پینا اوسکا امام صاحب اور امام ابو یوسف کے نزدیک حلال ہی
جس سے نشہ نہو ورنہ حرام ہوگا چنانچہ رد المحتار مین ہی فلو شرب ما یغلب علی ظنہ
انہ مسکر فیحرم لان السکر حرام فی کل شراب یعنی پس اگر پیا اوس نے وہ نبیذ
کو ظن غالب ہی کہ اوسمین نشہ پیدا ہو جائے گا پس حرام ہی اس لیے کہ نشہ ہر شراب مین حرام ہوتا ہی
انتہی اور دلیل حلت نبیذ کی علامہ عینی نے شرح کنز مین یہ لکھی ہی لما روی عن ابی قتادۃ ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تنتبذوا الزھو والرطب جمیعا ولا تنتبذوا الرطب
والزبیب جمیعا ولکن انتبذوا کل واحد منھما علی حدتہ رواہ مسلم والبخاری
وفی روایۃ الرطب بدل التمر وھذا نص علی ان کل واحد منھما علی الانفراد
یحل وھذا محمول علی المطبوخ منہ لان غیر المطبوخ منہ حرام باجماع
الصحابۃ رض وکذا ما روی عن انس رض ان الخمر حرمت والخمر یومئذ البسر
والتمر رواہ البخاری ومسلم فالمراد بہ غیر المطبوخ لان حکمہ حکم الخمر
فلھذا اطلق علیہ اسم الخمر وقد ورد فی حرمۃ المتخذ من التمر احادیث کلھا
صحاح فاذا حمل المحرم علی النی والمحلل علی المطبوخ فقد حصل التوفیق بین
الادلۃ واللہ تعالی اعلم یعنی اس سبب سے کہ ابو قتادہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبیذ نہ بناؤ زہوا ور رطب کا اکٹھا اور رطب و زبیب کا ساتھ اور زہو گدر کھجور
کو کہتے ہین اور رطب پکی تر کو اور زبیب خشک انگور کو لیکن نبیذ ہر ایک کا علیحدہ کرو روایت کیا
اوسکو مسلم اور بخاری نے اور ایک روایت مین بدلہ رطب کے تمر آیا ہی اور یہ حدیث صریح ہی اسمین کہ
ہر ایک کا علیحدہ نبیذ بنانا درست اور حلال ہی اور یہ حدیث محمول ہی پکے ہوے نبیذ پر اس لیے کہ خام تو
باجماع صحابہ رض حرام ہی اسیطرح وہ حدیث جو انس رض سے مروی ہی کہ تحقیق شراب حرام کی گئی اور

رد المحتار جلد پنجم
صفحہ ۳۰۲

عینی شرح کنز
صفحہ ۲۵۰ مطبوعہ
مجتبائی

شرب اوس بوندے کے گدر اور خشک کھجور کی تھی روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے پس مراد اس سے خام ہی ہے اسلیے
کہ حکم اوسکا حکم شراب کا ہی اسی وجہ سے خمر اوس پر اطلاق کیا گیا ہی اور جو نبیذ تمر سے بنایا جاوے اوسکی
حرمت مین حدیثین صحیح صحیح وارد ہوئی ہین پس جبکہ حرام نبیذ خام پر اور حلال کو پختہ پر حمل کیا جائیگا
تو درمیان احادیث کے تطبیق اور توفیق ہو جاوے گی اور تعارض جاتا رہے گا انتہے دوسری نبیذ
شہد انجیر گیہون جو کا بھی امام صاحب اور ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہی اور دلیل اسکی تبیین الحقائق
مین یہ ہی لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةُ وَالْعِنَبَةُ
رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَحْمَدُ وَغَيْرُهُمَا خَصَّ التَّحْرِيْمَ بِهِمَا وَالْمُرَادُ بَيَانُ الْحُكْمِ
اَيْ حُكْمُهُمَا وَاحِدٌ لَا اَنَّ كُلًّا مِنْهُمَا يُسَمّٰى خَمْرًا حَقِيْقَةً وَلَا يُشْتَرَطُ فِيْهِ الطَّبْخُ
لِاَنَّ قَلِيْلَهٗ لَا يُفْضِيْ اِلَى الْكَثِيْرِ كَيْفَ مَا كَانَ یعنی بسبب قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
کہ شراب ان دو درختون سے ہوتی ہی وہ کھجور اور انگور ہی روایت کیا اس حدیث کو مسلم اور امام احمد
وغیرہ نے خاص کی گئی تحریم اس حدیث مین ساتھ ان دو چیزون کے اور مراد بیان حکم کا ہی یعنی
حکم دونون کا ایک ہی نہ یہ کہ ہر ایک کو خمر حقیقۃً کہتے ہین اور اس نبیذ مین پکنے کی شرط نہین ہی اسلیے
کہ تھوڑا اسکا بہت کے طرف نہین پہونچاتا ہی کسیطرح کا ہو انتہے یعنی جیسے شراب مین یہ اثر ہوتا ہے
کہ قلیل پینے سے کثیر کی طرف طبیعت مقرار رہتی ہی کیون کہ اسکی جتنی زیادتی کیجاتی ہی لذت آتی ہی
اسی لیے شراب کا تھوڑا بھی پینا منع ہی برخلاف نبیذ کے کہ اوسمین یہ کیفیت نہین ملیس اسکا اسقدر
نوش کرنا کہ حد سکر کو نہ پہونچ جاوے جائز ہی پس نبیذ عسل کے واسطے یہ فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
کہ جو شراب نشہ لاوے حرام ہی اس سے اوسکا حرام ہونا ثابت نہین ہوتا چنانچہ عمدۃ القاری شرح بخاری
مین شیخ الاسلام علامہ عینی فرماتے ہین کہ ابعضون نے کہا جو شراب نشہ لاوے یعنی اوسکی شان سے
اسکار ہو خواہ اوسکے پینے سے نشہ ہو یا نہو مین جواب مین کہتا ہون کہ یہ معنی اس حدیث کے نہین
کیون کہ شارع نے خبر دی ہی حرمت شراب کی جبکہ موصوف ہو ساتھ اسکار کے اور نہیں ہی
کہ یہ کہ وہ شی حرام ہو کہ مستقبل مین نشہ لایا کرے انتہے پھر کہا قلیل نشہ والی شراب کا اور کثیر اوسکا

نہیں بلکہ خاص خمر میں ہی اس لیے کہ عبد اللہ بن عباس سے روایت موقوف اور مرفوع آئی ہی کہ خمر
بعینہا حرام ہی اور مسکر ہر شراب کا حرام ہی یہ حدیث دلالت کرتی ہی اسپر کہ خمر کا قلیل اور کثیر حرام ہی
نشہ کرے یا نہ کرے اور اسپر کہ اور شربتیں سوا خمر کے بوجہ اسکار کے حرام ہیں اور یہ امر ظاہر ہی بس
اگر کہے تو کہ وارد ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہر مسکر خمر ہی اور ہر مسکر حرام ہی جواب دونگا میں
کہ طعن کیا ہی اس حدیث میں یحیی بن معین نے اور اگر تسلیم کیا جاوے تو صحیح تر یہ ہی کہ یہ موقوف ہی ابن
عمر پر اسیوجہ سے مسلم نے اسکو بطور ظن کے روایت کیا ہی اور کہا ہی نہیں معلوم ہوتی مجکو مگر مرفوع اور اگر
اسکو بھی تسلیم کریں تو معنی اسکے یہ ہیں کہ جسکے کثیر میں نشہ ہو اوس کثیر کا حکم خمر کا ہی نشے اور تیسری
قسم عصیر عنب کا جبکہ وہ پکایا جاوے اسقدر کہ دو تہائی جلجاوے اور ایک تہائی باقی رہے اگرچہ تیز ہو جاوے
امام صاحب اور امام ابو یوسف کے نزدیک حلال ہی اور وجہ اسکی علامہ عینی نے شرح کنز میں بیان
کی ہی یہ رُوِيَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رض اَنَّهٗ كَانَ يَشْرَبُ مِنَ الطِّلَاءِ مَا ذَهَبَ ثُلُثَاهُ وَبَقِيَ
الثُّلُثُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَلَهٗ مِثْلُهٗ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ وَقَالَ الْبُخَارِيُّ رَاٰى عُمَرُ
وَاَبُوْ عُبَيْدَةَ وَمُعَاذٌ شُرْبَ الطِّلَاءِ عَلَى الثُّلُثِ وَشَرِبَ الْبَرَاءُ وَاَبُوْ جُحَيْفَةَ
عَلَى النِّصْفِ وَقَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ سَاَلْتُ اَحْمَدَ عَنْ شُرْبِ الطِّلَاءِ اِذَا ذَهَبَ ثُلُثَاهُ
وَبَقِيَ ثُلُثُهٗ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِهٖ قُلْتُ اِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ يُسْكِرُ فَقَالَ لَا يُسْكِرُ
لَوْ كَانَ يُسْكِرُ لَمَا اَحَلَّهٗ عُمَرُ رض یعنی اس لیے کہ روایت کی گئی ہی ابو موسی سے کہ وہ پیا کرتے تھے
وہ طلا کہ دو ثلث اوسکے جلجاتے تھے اور ایک ثلث باقی رہتا تھا روایت کیا اس حدیث کو نسائی نے
اور مثل اسکے نسائی نے ابو درداء سے روایت کی ہی اور کہا ہی امام بخاری نے کہ جائز کہا عمر اور ابو عبیدہ
اور معاذ رضی اللہ عنہم نے طلا پینے کو جبکہ تہائی باقی رہے اور براء اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہما نصف پر
پیا ہی اور کہا ابو داود نے کہ سوال کیا میں نے امام احمد سے طلا پینے کا جبکہ دو تہائی اوسکے جاتے رہیں
اور ایک تہائی باقی رہے پس کہا امام احمد نے کوئی قباحت نہیں میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ وہ
نشہ پیدا کرتا ہی فرمایا اگر نشہ پیدا کرتا ہوتا تو عمر رض اوسکو حلال نکرتے اور چوتھی قسم خلیط ہی جو کہ منقی اور

یعنی منقی کہ انگور خشک

کھجور کو اکٹھا برتن میں بھگو دیں پھر اوسکو پکا لیں امام صاحب اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک حلال ہے اور وجہ اسکی علامہ زیلعی نے تبیین الحقائق میں یہ لکھی ہے لما رُوِیَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كُنَّا نَنْبِذُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سِقَاءٍ فَنَأْخُذُ قَبْضَةً مِنْ تَمْرٍ وَقَبْضَةً مِنْ زَبِيْبٍ فَنَطْرَحُهُمَا فِيْهِ ثُمَّ نَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ فَنَنْبِذُهُ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهُ عَشِيَّةً وَنَنْبِذُهُ عَشِيَّةً فَيَشْرَبُهُ غُدْوَةً رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ زِيَادٍ قَالَ سَقَانِي ابْنُ عُمَرَ شَرْبَةً مَا كِدْتُ اَهْتَدِيْ اِلٰى اَهْلِيْ فَغَدَوْتُ اِلَيْهِ مِنَ الْغَدِ فَاَخْبَرْتُهُ بِذٰلِكَ فَقَالَ مَا زِدْنَاكَ عَلٰى عَجْوَةٍ وَزَبِيْبٍ وَهُوَ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْمَطْبُوْخِ لِاَنَّ الْمَرْوِيَّ عَنْهُ حُرْمَةُ نَقِيْعِ الزَّبِيْبِ النِّيِّ مِنْهُ وَمَا رُوِيَ مِنَ النَّهْيِ عَنِ الْخَلِيْطِ فِيْمَا رَوَيْنَا مَحْمُوْلٌ عَلٰى حَالَةِ الْقَحْطِ وَالْعَوَزِ لِئَلَّا يَجْمَعَ بَيْنَ النِّعْمَتَيْنِ وَجَارُهُ يَحْتَاجُ بَلْ يُؤْثِرُ بِاَحَدِهِمَا جَارَهُ وَالْاِبَاحَةُ كَانَتْ فِيْ حَالَةِ السَّعَةِ وَالْحَمْلُ يُؤْثَرُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ رح یعنی بسبب اسکے جو روایت ہے عائشہ رض سے کہ کہا اونھوں نے کہ نبیذ کیا کرتے تھے ہم واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مشکیزہ میں پس لیتے تھے ہم ایک مٹھی کھجور کی اور ایک منقی کی پس ڈال دیتے ہم دونو کو اوسمین پھر اوسپر پانی ڈال دیتے پس صبح کو نبیذ بناتے تو آپ شام کو پیتے اور شام کو بناتے تو صبح کو نوش فرماتے روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور روایت کی گئی ہے ابن زیاد سے کہا اونھوں نے پلایا مجکو ابن عمر نے ایسا شربت کہ گھر تک جانا دشوار ہوگیا پس دوسرے دن صبح کو میں انکی خدمت میں آیا اور اس کیفیت سے خبر دی فرمایا سوائے عجوہ کھجور اور خشک انگور کے نہیں دیا اور یہ حمل کیا گیا ہے پختہ پر اس لیے کہ روایت عبد اللہ بن عمر سے حرمت خام پانی منقی کی ہے اور جو کہ حدیث میں ممانعت خلیط کی آئی ہے محمول اوپر حالت قحط اور احتیاج کے ہے تاکہ جمع کریں دو نعمتوں کو اور پڑوسی حاجت مند ہو بلکہ ایک اپنے ہمسایے کو دے دے اور مباح ہونا خلیط کا وقت وسعت کے ہے اور یہ حمل کرنا منقول ہے ابراہیم نخعی رح سے تنتے یہ چاروں قسمیں جو کہ امام ابو حنیفہ رح نے ذکر کی ہے ثابت ہیں امام صاحب اور ابو یوسف رح کے نزدیک حلال ہیں

اسوجہ سے اسمین حد نہین آتی چنانچہ تبیین الحقائق مین ہی فَاِنْ كَانَ مُبَاحًا عِنْدَهُمَا
فَلَا يُحَدُّ شَارِبُهٗ وَاِنْ سَكِرَ بِهٖ یعنی پس اگر ہووے مباح نزدیک شیخین کے پس حد
مارا جائے گا پینے والا اوسکا اگرچہ نشہ آجائے گو نشہ حرام ہی نتیجے پس مثال اسکی مثل زعفران
وغیرہ کے ہوگی کہ اگر زیادہ کھائی جاوے تو نشہ آجاتا ہی مگر کسی کے نزدیک حد نہین آتی غرض کہ
حلال شی مین حد نہین بالاتفاق گو اوسکی حلت اور حرمت مین کلام ہو اگر ایک جا مین پیے گا
تو امام محمد وغیرہ کے نزدیک حد اس لیے آجاوے گی کہ اونکے نزدیک حرام ہی اور امام صاحب کے نزدیک اخیر
پیالہ جسمین نشہ آجائے حرام ہی بسبب سکر کے مگر حد نہین آتی اسلیے کہ حد نہین بوجہ حلال شی کے
شبہہ گیا اور رد المحتار مین ہی قَالَ الْاِتْقَانِيُّ وَقَدْ اَطْنَبَ الْكَرْخِيُّ فِيْ رِوَايَةِ الْاٰثَارِ
عَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ بِالْاَسَانِيْدِ الصِّحَاحِ فِيْ تَحْلِيْلِ النَّبِيْذِ الشَّدِيْدِ وَ
الْحَاصِلُ اَنَّ الْاَكَابِرَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلِ
بَدْرٍ كَعُمَرَ وَعَلِيٍّ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَاَبِيْ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ
كَانُوْا يُحِلُّوْنَهٗ وَكَذَا الشَّعْبِيُّ وَاِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ وَرُوِيَ اَنَّ الْاِمَامَ قَالَ لِبَعْضِ
تَلَامِذَتِهٖ اِنَّ مِنْ اِحْدٰى شَرَائِطِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ اَنْ لَا يُحَرِّمَ نَبِيْذَ الْجَرِّ
وَفِي الْمِعْرَاجِ قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لَوْ اُعْطِيْتُ الدُّنْيَا بِحَذَافِيْرِهَا لَا اُفْتِيْ بِحُرْمَتِهَا
لِاَنَّ فِيْهِ تَفْسِيْقَ بَعْضِ الصَّحَابَةِ وَلَوْ اُعْطِيْتُ الدُّنْيَا لِشُرْبِهَا لَا اَشْرَبُهَا لِاَنَّهٗ لَا ضَرُوْرَةَ
فِيْهِ وَهٰذَا غَايَةُ تَقْوَاهُ اھ یعنی کہا اتقانی نے کہ تحقیق طول دیا ہی علامہ کرخی نے روایت
آثار صحابہ اور تابعین مین ساتھ صحیح سندون کے بیان مین حلال کرنے نبیذ تیز کے اور حاصل یہ ہی
کہ اکابر صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اہل بدر مثل عمر اور علی اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو مسعود
رضی اللہ عنہم کے حلال جانتے تھے نبیذ کو اور ایسے ہی شعبی اور ابراہیم نخعی حلال کہتے تھے اور روایت
کی گئی ہی کہ امام صاحب نے فرمایا اپنے بعض شاگردون سے کہ تحقیق شرائط اہل سنت اور جماعت سے
ایک یہ بھی ہی کہ حرام نہ جانے نبیذ سبو چوبین کو اور سراج الوہاج مین لکھا ہی کہ امام صاحب نے فرمایا

اگر تمام دنیا بھی مجھکو دیجائے تو بھی حرمت نبیذ کا فتوا ندون کیونکہ اس مین بعض صحابہ کو نعوذ
باللہ فسق کیطرف منسوب کرنا ہے اور اگر مجھکو اسکے پینے کیواسطے دنیا دین تو نہین پیون کا اس لیے
کہ اسکے پینے کی کچھ ضرورت نہین معلوم ہوتی اور یہ کمال تقوی امام صاحب کا ہوا انتہے اور رد المحتار
مین لکھا ہے کہ ابو حفص کبیر ان اشربہ سے سوال کیے گئے فرمایا حلال نہین پس کہا گیا اون سے کہ
تمنے شیخین کی مخالفت کی فرمایا وہ حلال جانتے تھے واسطے گوارا ہونے کھانے کے اور آدمی انکا
پیتے ہین واسطے فسق وفجور اور لہو ولعب کے اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر اسکے پینے
نشے کا ارادہ کرے گا تو قلیل اور کثیر دونون حرام ہوجاینگے اور اوسکے واسطے بیٹھنا اور چلنا
دونون حرام ہین انتہے غرض کہ یہ چار چیزین اگر کوئی شخص اسقدر پیے کہ نشہ نہ آئے تو امام صاحب
کے نزدیک جائز ہے اور جو نشہ آجائے تو حرام ہے اس لیے کہ حرمت نشے کی بالاتفاق ہے مگر حد امام
صاحب کے نزدیک لازم نہین آتی کیونکہ حد تو ادنے شبہہ مین ساقط ہوجاتی ہے اسی وجہ سے
سکر کی تعریف امام صاحب نے وجوب حد مین ایسی بیان کی کہ جسمین کسی قسم کا شبہہ باقی نرہے
کیونکہ اور اقسام مین تفاوت ہوا کرتا ہے البتہ ہذیان کے معنی مین شبہہ ہوتا ہے کہ قول عمر رض اَلْخَمْرُ
مَا خَامَرَ الْعَقْلَ کے منافی ہون کیونکہ شراب کی حرمت مین یہ قول وارد ہوا ہے اور امام صاحب
نے بھی حق حرمت شراب مین سکر کی تعریف یہ بیان کی ہے تو جواب اسکا یہ ہے جو فتح القدیر مین لکھا ہے
لِاَنَّ الْمُتَعَارَفَ اِذَا کَانَ بِہٖ یُہْذِیْ یُسَمّٰی سَکْرَانًا وَتَأَیَّدَ بِقَوْلِ عَلِیٍّ رض اِذَا سَکِرَ
ہَذٰی اس لیے کہ جب آدمی ہذیان بکنے لگتا ہے تو عرف مین سکران کہتے ہین اور قوت پائی ہے
اس قول نے ساتھ قول علی رض کے جسوقت نشے مین آئیگا بیہودہ بکیگا انتہے یعنی جسوقت صحابہ نے
مشورہ کیا تھا کہ شراب پینے والے کی حد کسقدر ہونی چاہیے پس ہر ایک نے جسکی رائے مین جو
آیا بیان کیا اور علی رض نے فرمایا جب وہ نشے والا ہوگا بیہودہ بکیگا اور ہذیان بکا تو افترا اور تہمت
کریگا اور مفتری کے واسطے کتاب اللہ مین اسی درے آئے ہین پس اس رائے کو صحابہ نے اچھا جانا
اور سب نے اتفاق کیا اور ظاہر ہے کہ جب مخامرت عقل ہوجاتی ہے تو ہذیان اوسکے واسطے

لازم ہی اصل ہذیان کی مخامرت ہی علامت مخامرت کی ہذیان ہی ورنہ مخامرت کیونکر معلوم ہو سکتی اور
حد صاحبین کے نزدیک کیونکر آسکتی ہی نشہ باز کے قول کا تو صدین اعتبار نہین کیونکہ اوسکے
فہم مین فتور آگیا اور اوسکے کلام کا اعتبار نہین رہا پس کیون کر اوسپر حد قائم ہو سکتی جبتک کوئی
علامت نپائی جاوے اور یہ شخص مخامرت کسطرح جان سکتا ہی جبتک کوئی علامت نہ
دیکھے ہان جب اعتقاد کرے گا کہ اگر یہ پیالہ پیوینگا تو ہذیان پیدا ہو جانے گا البتہ اس سے باز رہیگا
اور آگے ترقی نہ کرے گا کہ اوس مین امام صاحب کے نزدیک حد واجب ہی غرض آدمی کو اگر عقل ہی تو خوب
سمجھے گا کہ جس نے جو معنی بیان کیے اوسکی کوئی نکوئی وجہ ہی اوس سے مخالفت لازم نہین آتی اور
جو محض لفظ ہی کو خیال کرے کہ یہی لفظ بعینہ کیون نہ کہا اور معانی کی طرف مطلق نہ جاوے تو ایسے
شخص سے کچھ بحث نہین وہ تو بحث ہی سے خارج ہی اور وہ جو حدیث میں ممانعت آئی ہی سو وہ بوجہ
مسکر ہونے کے ہی اسیوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیا وہ نشہ لاتی ہی
سائل نے عرض کیا ہان اس سے معلوم ہوا کہ نشہ کی وجہ سے حرام ہی تو اس حدیث سے نہین
نکلا کہ جسکے پینے سے نشہ نہ آوے وہ بھی حرام ہی گو اوسمین صلاحیت نشے کی ہو مگر جبتک نشہ نہ آویگا
حرمت اوسکی ثابت نہین پس امام صاحب تو نشہ بالفعل لیتے ہین اور دوسرون کے نزدیک
بالقوہ معتبر ہی اسیواسطے امام صاحب فرماتے ہین کہ جسکا نشہ ہی اوسی پیالے کا اعتبار ہوگا اور
مثال اسکی ایسی سمجھنی چاہیے کہ جیسے کھانا اوسقدر کھانا کہ جس سے بدہضمی نہو حلال ہی اور جس
لقمے سے بدہضمی آوے حرام ہی پہلے لقمہ حرام نہین ایسی کپڑے مین نجاست لگے مثل خون کے
اگر تھوڑا ہو مفسد صلوۃ نہین اور جو اس سے زیادہ ہو تو اخیر کا جز مفسد نماز ہوگا اور اسی اخیر کی وجہ سے
پہلا جز حرام نہوگا ایسیہی جو شخص نفقہ اپنے اہل و عیال کو دیتا ہی حلال ہی لیکن اگر اسراف کریگا
تو وہ زیادتی حرام ہو جاوے گی پہلا حرام نہین اسیطرح کشتی مین بوجھ رکھا ہی اور اخیر کے بوجھ یا
من رکھنے سے مثلاً کشتی غرق ہوگئی تو ضمان اس ایک من رکھنے والے پر آجانے گا پہلے بوجھ
رکھنے والون سے کچھ سروکار نہین ایسیہی اخیر کا پیالہ جو مسکر ہی حرام ہوگا پہلے پیالے حرام نہین

ہونگے اور قلیل حرام ہونے کی حدیث خاص خمر مین ہے چنانچہ تقریر علامہ عینی سے معلوم ہوا یا یون
کہیے کہ کثیر مین جو قلیل ہے جس سے نشہ آیا ہے وہ حرام ہے اس لیے کہ باعث نشہ کا وہی قلیل ہے پس مطلب
حدیث کا یہ ہوا کہ جس کا کثیر نشہ لاوے اوس کثیر کا جو قلیل ہے حرام ہے اور یہ معنی نہین کہ بغیر کثیر کے
بھی قلیل حرام ہے جس سے نشہ نہ آوے اور ابو داؤد اور ابن ماجہ کی حدیث جو آپ بطور تشنیع کے لائے ہین
اوسکا جواب ابو النصر بغدادی نے شرح قدوری مین لکھا ہے مَا رُمِيَتْ بِهٰذَا الْقَوْلِ أَصْحَابُ
أَبِي حَنِيفَةَ وَإِنَّمَا السَّلَفَ الصَّالِحَ أَرَدْتَ بِذٰلِكَ وَلَمْ يُمْكِنْكَ التَّصْرِيحُ بِذٰلِكَ
لِأَنَّ أَصْحَابَ أَبِي حَنِيفَةَ لَمْ يَبْتَدِعُوا فِي ذٰلِكَ قَوْلًا بَلْ قَالُوا مَا قَالَهُ أَئِمَّةُ أَصْحَابِ
رَسُولِ اللّٰهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَوُجُوهُ التَّابِعِينَ وَكَيْفَ يُظَنُّ بِعَلِيٍّ رض وَبِعُمَرَ وَ
ابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَعَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ وَإِبْرَاهِيمَ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّهُمْ شَرِبُوا الْخَمْرَ وَغَلِطُوا فِي اسْمِهَا یعنی نہین طعن کیا تو نے اس قول سے
اصحاب امام صاحب پر بلکہ مراد تیری اس طعن سے صحابہ تھے لیکن تصریح اونکے نام کی نہ
کر سکا تو اس لیے کہ اصحاب امام صاحب نے کوئی قول اسمین اپنی طرف سے نہین نکالا بلکہ وہ بات
کہی جسکو اصحاب کبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بڑے بڑے تابعین نے کہا ہے اور
کیونکر گمان ہو سکتا ہے حضرت علی اور عمر اور ابن مسعود اور ابن عباس اور عمار بن یاسر اور علقمہ اور اسود اور
ابراہیم رضی اللہ عنہم پر کہ انھون نے شراب پی اور نام مین غلطی کی انتہے حاصل تقریر کا یہ ہے
کہ اس مین کسی طرح سے مخالفت نہین ورنہ نعوذ باللہ صحابہ تک سوء ادبی لازم آوے گی ہان البتہ
فتوی اسمین بنظر احتیاط امام محمد کے قول پر ہے اور صحیح یہی ہے کہ انکے پینے سے بھی حد لازم آتی ہے اور
قلیل اور کثیر اونکا حرام ہے واللہ اعلم **قال** مسئلہ سیزدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم اور امام مالک اور امام شافعی
اور امام احمد بن حنبل کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین اور شیخ عبد الحق
نے ترجمہ مشکوۃ مین اور علامہ محمد نے زرقانی شرح موطا امام مالک مین لکھا ہے کہ اعتکاف مین بیٹھنے والا
داخل ہو بیچ جگہ اعتکاف کے پہلے غروب ہونے کے آفتاب سے آخر **اقول** ہے منشا ظاہر تیرے

اور تاویل اوس مین نہ تھی اونکو آپ نے غیر ظاہر بتلایا اور جو معنی خلاف ظاہر تھے وہ موافق ظاہر ہوگئے
خدا جانے ظاہر آپکی اصطلاح مین کیا شی ہی ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ظاہر آپنے اوسکو قرار دیا ہی
جسکو الفاظ اور قرینہ مقتضی نہو وکا مُنَاقَشَۃَ فِی الْاِصْطِلَاحِ بلکہ ظاہر معنی تو یہی ہین کہ معتکف
مین جو جاے اعتکاف تھی نماز صبح پڑھ کر داخل ہوتے تھے اس سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ اعتکاف
بھی اوسیوقت سے شروع ہوتا تھا یہ محض آپکی رائے ناقص ہی کوئی قرینہ اسپر دال نہین کیا جب آدمی
اعتکاف کی نیت کرے اوسیوقت گوشے مین بھی اوسپر بیٹھنا ضرور ہی کیا شب کو اعتکاف کی
نیت سے مسجد مین رہنا اور صبح کو خلوت نشین ہونا خلاف سنت ہی فقط معتکف مین داخل
ہونے سے ابتداے اعتکاف اپنی طرف سے کہنا محض اتہام ہی کہین ذکر اسکا صراحۃً یا ضمناً
نہین جس کے الفاظ مقتضی ہون یا کوئی قرینہ اوسپر دال ہو اوسکو مثل نص جاننا اور دوسرون پر
طعن کرنا غایت درجے کی سفاہت ہی ؎ اس سادگی پہ کون نہ مرجاے اے خدا + لڑتے ہین اور
ہاتھ مین تلوار بھی نہین ٭ اس حدیث سے فقط اتنا معلوم ہوتا ہی کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گوشہ
نشینی منظور ہوتی صبح کی نماز پڑھ کے خلوت خانہ مین تشریف لیجاتے تھے شب کو اوس مین
داخل نہین ہوتے تھے بلکہ اشارۃً اس سے سمجھا جاتا ہی کہ جب معتکف مین جانے کو بعد صبح کے
ذکر کیا تو نیت پہلے تھی اور اعتکاف بیشتر کر چکے تھے معتکف مین اب داخل ہوے شاید آپکو
اعتکاف کی لفظ سے دھوکا ہوگیا یہان اعتکاف کے معنی گوشہ نشینی کے ہین اصطلاحی اعتکاف
مراد نہین اور معتکف کا لفظ واسطے ان معنون کے قرینہ ظاہر ہی علاوہ اسکے جب تمام احادیث
مین دس دن کا اعتکاف مذکور ہی تو اوس مین شب بالتبع ضرور آجانے گی چنانچہ محاورات عرب
اور کلام مجید اسپر شاہد عادل ہی کہ جب ایام بولتے ہین تو راتین بھی مراد ہوتی ہین اور جب لیالی
بولتے ہین تو دن اوس مین ضرور ارادہ کرتے ہین چنانچہ علامہ عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین اَلَا
تَرٰی اِلٰی قِصَّۃِ زَکَرِیَّا عَلَیْہِ السَّلَامُ حَیْثُ قَالَ اَنْ لَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ
اِلَّا رَمْزًا وَقَالَ اَنْ لَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا وَالْقِصَّۃُ کَانَتْ وَاحِدَۃً

یعنی کیا نہین دیکھتا تو طرف قصہ زکریا علیہ السلام کے کہ فرمایا اللہ تعالی نے یہ کہ نہ کلام کرے تو آدمیون سے تین دن مگر اشارون سے اور فرمایا یہ کہ نہ کلام کرے تو آدمیون سے تین شب برابر اور قصہ ایک ہی تھا انتہے یقال مارایتک منذ ایام یعنی کہا جاتا ہی نہین دیکھا مین نے تجکو کئی دن سے ۵ یسر المرء من ذھب اللیالی ۔ یعنی خوش ہوتا ہی آدمی راتون کے گذرنے سے انتہے پس جہان دنون کو ذکر کیا ہی وہان راتین بھی مراد ہین اور جس جگہ راتین ذکر کی ہین وہان دن بھی مقصود ہین پھر کون سی وجہ ہی کہ اول شب ایکدن کی چھوڑدی جاوے جب دس دن ذکر کیے اوس کی راتین بھی کل مراد ہون گی پھر اول شب نہ لینا محض دھینگا دھینگی ہی حدیث سے ہرگز ثابت نہین اور اوس معنون کی طرف تو سواے دو تین شخصون کے جمہور امت گئے ہین

قال مسلہ چہار دہم اور ایک مسلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور در المختار اور فتاوی قاضی خان او فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ لا یتنفل بعد الغروب قبل الفرض لما فیہ من تاخیر المغرب یعنی اور نہ نفل پڑھے بعد غروب ہونے آفتاب کے پہلے نماز فرض کے اس لیے کہ اسمین مغرب کی نماز کو دیر ہو جاتی ہی **اقول** باوجودیکہ حدیث مین لفظ لمن شاء آیا ہی جسکے معنی ہین کہ جسکا جی چاہے پڑھے کسی قسم کی تاکید نہین پائی جاتی بلکہ مثل اور نفل کے ہی پھر امام نووی کا یہ قول ولم یستحبھما ابو بکر وعمر وعثمان وعلی واخرون من الصحابۃ ومالک واکثر الفقہاء وقال النخعی ہی بدعۃ وحجۃ ھؤلاء ان استحبابھا یؤدی الی تاخیر المغرب عن اول وقتھا یعنی اور نہین مستحب جانا ان دونون رکعتون کو ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور دوسرے صحابہؓ نے اور امام مالکؒ اور اکثر فقہا نے اور ابراہیم نخعی نے کہا ہی کہ بدعت ہی اور حجت ان سب کی یہ ہی کہ استحباب اوسکا پونہچا دیتا ہی طرف تاخیر مغرب کے اول وقت اوسکے سے انتہے پھر ابوداؤد کی طاوس سے یہ روایت ہی کہ کہا اونھون نے سوال کیے گئے ابن عمرؓ دو رکعتون سے قبل مغرب کے پس فرمایا نہین دیکھا مین نے کسیکو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

مین کہ پڑھتا ہو انکو پھر یہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ ہر دو اذان مین نماز ہی اگر جاہے مگر
مغرب پھر عجیب کا یہ کہنا کہ یہ حکم ابتداے اسلام مین تھا تا کہ آدمی وقت ممنوع کو یعنی جس مین نماز پڑھنی
منع ہی پہچان لین بعد اوسکے جلد مغرب پڑھنیکا حکم کر دیتے گئے انتہے عبارۃ العینی شرح الہدایہ ملخصاً
پس یہ امر امام صاحب کے قول کی غایت درجے کی تایید کرتا ہی اس لیے ہم آپ سے کہتے ہین کہ مرتبات
پر صحیحین کے مت اڑ جایا کرو جب تک صحابہ اور ائمہ کے اقوال پر مطلع نہو جاؤ اسی وجہ سے امام
زیلعی تبیین الحقایق مین اسی مقام کی تحقیق مین لکھتے ہین وَإِذَا اتَّفَقَ النَّاسُ عَلَىٰ تَرْكِ الْعَمَلِ
بِالْحَدِيثِ الْمَرْفُوعِ لَا يَجُوزُ الْعَمَلُ بِهِ لِأَنَّهُ دَلِيلُ ضَعْفِهِ عَلَىٰ مَا عُرِفَ
فِي مَوَاضِعِهِ فَمَا ظَنُّكَ بِفِعْلِ بَعْضِ الصَّحَابَةِ یعنی اور جس وقت اتفاق کر لین آدمی اوپر
ترک کر دینے عمل کے ساتھ حدیث مرفوع کے نہین جائز ہی عمل اوس حدیث پر اس لیے کہ یہ امر دلیل
ہی اوپر ضعیف ہونے حدیث کے جیسا کہ اوسکے موقع مین معلوم ہوا پس کیا گمان تیرا ہی ساتھ فعل
بعض صحابہ رض کے انتہے یعنی اگر ہی تو فقط بعض صحابہ کا فعل ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین
اور حدیث ابن حبان کا جواب فتح القدیر کی عبارت مین آتا ہی وہ یہ ہی کہ یہ حدیث معارض ہی اوس
حدیث کے جو ابوداؤد مین طاؤس سے مروی ہی کہا اونھون نے سوال کیے گئے ابن عمر رض دو رکعتون سے
قبل مغرب کے فرمایا نہین دیکھا مین نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین کہ ان دو
رکعتون کو پڑھتا ہو اور رخصت تھی دو رکعتون کی بعد عصر کے سکوت کیا اس سے ابوداؤد نے اور
بعد اون کے منذری نے مختصر اپنی مین اور یہ سکوت صحت حدیث کا قایل ہونا ہی اور اس حدیث کا
معارض بخاری مین ہونا بعد شریک ہونے دونون حدیثون کے صحت مین اسکا مستلزم نہین کہ
بخاری کی حدیث کو مقدم کیا جائے بلکہ اس صورت مین ترجیح خارج سے تلاش کرینگے اور یہ قول اوس
شخص کا ہی کہ جس نے کہا سب احادیث سے صحیح زیادہ وہ حدیث ہی جو صحیحین مین ہی بعد اوسکے جو بخاری مین
ہی بعد اوسکے جو مسلم مین ہی اوسکے بعد جو حدیث ان دونون کی شرط پر ہو دوسرے محدث سے اوسکے بعد
وہ حدیث جو ایک کی شرط پر ہو یہ کہنا اوسکا قابل اعتبار نہین محض زبردستی ہی اس تثبت کی تقلید

کرنی جائز نہین اس لیے کہ اصح ہونے کے سوا اسکی اور کوئی وجہ نہین کہ راوی ان دونون کے موافق
شروط دونون کے ہین پس جب کہ تسلیم کیا جائے کہ غیر ان دو کتابون سے کسی حدیث کے روای ان
شرطون کو شامل ہین پھر حکم کرنا کہ ان کتابون کی حدیث اوس حدیث سے اصح ہی کیا عین بے انصافی
نہوگی پھر بخاری اور مسلم کا یہ حکم کرنا فقط ایک کا کہ فلانے شخص مین یہ شرطین پائی جاتی ہین اوس
قبیل سے نہین کہ مطابق واقع ہونے کا یقین کر لیا جاوے جائز ہی کہ واقع مین خلاف اس کے ہو
حالانکہ مسلم اپنی کتاب مین بہت ایسے راوی لائے ہین جو عیب جرح سے سلامت نہین ایسی
بخاری مین ایک جماعت ہی کہ اون مین طعن کیا گیا ہی پس مدار کار راویون کا علما کے اجتہاد اور رائے
پر ہی ایسی شروط مین سمجھنا چاہیے حتی کہ جس شخص نے ایک شرط کا اعتبار کیا اور دوسری نے اوسکو نہ
سمجھا او دوسرے کی روایت اوسکے نزدیک واسطے معارضے اوس حدیث کے جو اوس شرط کو شامل ہی
کفایت کرے گی ایسی جس شخص نے ایک راوی کو ضعیف کہا اور دوسرے نے اوس کی توثیق بیان کی
قیاس کرنا چاہیے ہان قلب غیر مجتہد کا اور اوس شخص کا جس نے حال راوی کا خود امتحان نہین کیا اوسا
چیز سے جسپر اکثر کا اجتماع ہو تسکین پاجاتا ہی لیکن مجتہد شرط کے اعتبار کرنے مین اور عدم اعتبار
مین اور جو شخص کہ حال راوی سے خود آگاہ ہی رجوع اپنی عقل کی طرف کرتا ہی اور جب کہ ہمارے نزدیک
حدیث ابن عمرؓ کی صحیح ہوئی تو یہ حدیث معارض ہوگی اوس حدیث کی جو صحیح بخاری مین ہی پھر یہ
حدیث ابن عمر کی راجح ہو جاوے گی اسوجہ سے کہ عمل اکابر صحابہ کا مثل ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے
موافق اوسکے تھا حتی کہ ابراہیم نخعی نے ممانعت کی ہی ان دو رکعتون سے اوس حدیث مین جسکو روایت
کیا ہی ابو حنیفہؒ نے حماد بن ابی سلیمان سے اونھون نے ابراہیم نخعی سے کہ تحقیق منع کیا اونھون نے
ان سے اور فرمایا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نہین پڑھتے تھے بلکہ
اگر یہ حدیث حسن بھی ہوتی جیسا کہ بعضون نے کہا ہی تو بھی البتہ ترجیح دیجاتی اوس صحیح پر اسی بیان سے
اس لیے کہ حدیث حسن اور صحیح اور ضعیف باعتبار سند کے ظنی ہوتی ہی لیکن واقع مین جائز ہی کہ صحیح
حدیث غلط ہو اور ضعیف صحیح ہو اور اسی وجہ سے حسن مین جائز ہی کہ صحت کو بوجہ کثرت طرق کے

بہ صحیح جاے اور ضعیف حدیث اسی وجہ سے حجت ہو جاے اس لیے کہ تعدد اوسکا قرینہ ثبوت نفس
الامری کا ہی پس کیون نہین جائز ہی کہ صحیح الاسناد بوجہ اوس قرینے کے جو دلالت اوسکے ضعف نفس الامری پر
کرتا ہو ضعیف ہو جاے اور حسن حدیث بوجہ دوسرے قرینے کے مرتبہ صحت تک پہونچ جاے چنانچہ
ہم نے اکابر صحابہ سے موافق اس قول کے بیان کیا اور ترک کرنا اونکا مقتضی اس حدیث کو اور ایسے ہی
اکثر سلف کا اور امام مالک کا جو ستارہ حدیث ہین واقع مین اس حدیث کے ضعف پر دلالت کرتا ہی اور
وہ الفاظ جو ابن حبان نے صحیح سے علاوہ بیان کیے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتین قبل
مغرب کے پڑھین یہ معارض اوس مرسل حدیث ابراہیم نخعی کے نہین ہو سکتا کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے ان دو رکعتون کو نہین پڑھا اس لیے کہ یہ دو رکعتین جو آپنے پڑھین جائز ہی کہ قضا
اوس نماز کی ہون جو آپ سے فوت ہو گئی ہین اور یہ امر ثابت ہی روایت کی طبرانی نے مسند شامیین
جابر سے کہ کہا اونھون نے سوال کیا ہمنے ازواج مطہرات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا دیکھا
تمنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دو رکعتین قبل مغرب پڑھتے ہوے کہا اونھون نے نہین مگر ام سلمہ
نے کہا ان دو رکعتون کو ایکبار میرے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا پس سوال کیا مین نے کہ یہ نماز
کیسی ہی فرمایا قبل عصر کے دو رکعتین پڑھنی بھول گیا تھا اب دونون کو پڑھ لیا پس ام سلمہ کا اب
سوال کرنا اور صحابہ کا آپکے ازواج مطہرات سے دریافت کرنا چنانچہ لفظ سألنا جابر رض کا فرمانا اور لفظ
سألت نہین کہنا اسپر دلالت کرتا ہی کہ فقط جابر رض نے نہین دریافت کیا بلکہ اور صحابہ بھی اسمین شریک تھے
اس امر کا فائدہ دیتا ہی کہ یہ دونون رکعتین معہودہ نتھین اسیطرح صحابہ کا ابن عمر سے سوال کرنا کیونکہ
خود ابن عمر نے حدیث اول نہین بیان کی تھی بلکہ جب سوال کیے گئے تو بیان کی اور ظاہر یہی کہ یہ سوال
اونکا اسطرف اشارہ کرتا ہی کہ روایت ان رکعتون کی ظاہر ہو گئی تھی گو اوس قرن مین معہودہ نتھین پس
جواب اسکا آپکے ازواج نے جو کہ آپکے اعمال سے اسقدر واقف تھین کہ دوسرا اتنا نہین جانتا تھا یہ
دیا کہ آپنے نہین پڑھین اور ابن عمر نے یہ جواب دیا کہ صحابہ میں سے کسی نے نہین پڑھین تھے حاصل اس تقریر کا
یہ ہی کہ ائمہ مجتہدین اور اکابر سلف کی تحقیق اور جانچ پر اعتماد کرنا چاہیے جس حدیث کو ان بزرگون نے

قبول کیا ہی اور عمل اوسپر کرلیا ہی علماے محدثین کی تقلید کر کے اوسپر اعتراض اور انکار نہیں چاہیے پس بعض ظاہریہ
نے جو اس تقریر منصفانہ کو متعصبانہ قرار دیا ہے شاہ ولی اللہ صاحب کے قول کی سند لاتے ہین
کہ اونھون نے اس قول کو بدعت لکھا ہی محض غلط ہی یا تو وہ صاحب اس تقریر کا مطلب خود نہین سمجھے
یا شاہ صاحب کی عبارت مین قیاس مع الفارق کیا اور یہ کہنا اونکا کہ دوسرے نے ایسی جرأت نہین
کی تھی جمہور کے خلاف ہی مضحکہ صبیان ابجد خوان ہی یا شاء اللہ ایسا محقق ایک امر مدلل بیان کردے
کہ جسکا آجتک کسی سے جواب نہو وہ تو خلاف جمہور کہلائے اور خود حضرات ظاہریہ جنکے اصول خلاف
جمہور ہین موافق بنجائین خود تعصب کے پتلے ہین دوسرون پر لعن کرتے ہین ہم دریافت کرتے ہین
کہ یہ کون سی بدعت ہی کوئی امر حدیث کے خلاف ہوا یا قرآن کے ہان یون کہیے کہ یہ ترتیب صحیحین کے
تعلیقا ہی ظاہریہ نے اسمین ایسا غلو کیا کہ اسکو کالوحی من السماء تصور کرلیا اور اس بحث مین اگرچہ
شفاء العی ہین جسکو بعض حضرات ساکنین بھوپال نے تصنیف کیا اور مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی
لکھنوی نے اوسکی رد مین ابراز الغی لکھ کے اوسکو مردود کردیا بہت کچھ زور مارا ہی لیکن بجز نقل عبارات تحریر
امام ابن ہمام کے اور کچھ اون سے نہو سکا یہ تو معلوم ہی اگرچہ بعض علما اس مقام مین ابن ہمام کے مخالف
ہین مگر اونکی تقریر مجتہدانہ اور دلیل محققانہ کا جواب شافی کسی نے نہین دیا حضرات ظاہریہ غیر مقلدین کا
دستور ہی کہ اگر جمہور صحابہ ایک طرف ہون اور بخاری کی حدیث ایک طرف تو ممکن نہین کہ اوس مین فکر
کرین اور سوچین اور اقوال سلف دیکھین اور تطبیق دین بلکہ امام صاحب کے پیرایے مین دریدہ صحابہ
کو سب کچھ کہدیتے ہین چنانچہ مشتی نمونہ از خروارے اسی سوال مذکور کو ناظرین ملاحظ فرمائین کہ باوجودیکہ
جمہور صحابہ اور خلفاے راشدین ایک طرف ہین مگر یہ تو بخاری اور مسلم پر ایسا ایمان لائے ہین اگرچہ اصل
ایمان سے جو تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان ہی بوقت اکراہ اقرار ساقط بھی ہوجاتا ہی مگر یہ لوگ ان
کتابون کے مقابلے مین قرآن کی بھی نہین سنتے حنفیہ کے مذہب کی حقیت دیکھیے کہ باوجودیکہ صحیحین
کو اصح الکتب جانتے ہین پھر بھی وہ پچھلے تحقیقات کی ہی کہ اگر آدمی کو انصاف اور عقل ہو تو ہٹ دھرمی کو چھوڑ
دے اور سچے دل سے مان لے ہمکو فقط اسوجہ سے ایسی گفتگو کرنی پڑی کہ یہ لوگ صحابہ پر کیون طعن

کرتے ہین اپنے گریبان مین ذرا مونھہ ڈال کر دیکھین کہ اس صورت مین ایمان اونکا کہان جاوے گا
یہ امام پر طعن نہین اکابر صحابہ پر ہوگا نعوذ باللہ من ہذا المذہب **قال** مسئلہ پانزدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم
کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ در مختار اور فتاوی عالمگیری اور ذخیرۃ العقبے وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی
وَلَوْ تَکَلَّمَ بَیْنَ السُّنَّۃِ وَالْفَرْضِ لَا یُسْقِطُهَا وَلٰکِنْ یَنْقُصُ ثَوَابُهَا وَقِیْلَ تَسْقُطُ یعنے
اور اگر کلام کرے درمیان سنت اور فرض کے نہین توڑتی سنتون کو اور لیکن کم ہو جاتا ہی ثواب اونکا
اور کہا بعضون نے ٹوٹ جاتی ہین الخ **اقول** یہ قول حدیث کے مخالف نہین اس لیے کہ جو کلام
فضول ہو اور ضروری نہو اگر واقع ہو تو ثواب کم ہوتا ہی چنانچہ دارمی کی حدیث مین ہی فَاِنْ کَانَتْ لَہٗ حَاجَۃٌ
کَلَّمَنِیْ بِهَا یعنی پس اگر کوئی حاجت ہوتی آپکو تو مجھہ سے فرما دیتے انتہی یہ اسپر دلالت کرتا ہی کہ ضروری
بات کہنی مضایقہ نہین اسکا انکار کہین فقہ مین موجود نہین بلکہ جہان کلام کرنا مکروہ آیا ہی مراد اس سے
مراد وہی کلام ہی جو ضروری نہو جیسے لوگون کی عادت ہوتی ہی کہ کلام غیر ضروری اکثر کیا کرتے ہین اس سے
کلام دینی اور ضروری مستثنی ہی ؎ گر گوی وجہ مصلحت خویش گو ٭ چیزے کہ نپرسند تو از پیش مگو
قال مسئلہ شانزدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ ردالمحتار شرح
درالمختار مین لکھا ہی وَحَاصِلُہٗ اَنَّ اِضْطِجَاعَۃٌ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
اِنَّمَا کَانَ فِیْ بَیْتِہٖ لِلْاِسْتِرَاحَۃِ لَا لِلتَّشْرِیْعِ یعنی حاصل اسکا کہ تحقیق لیٹنا
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سواے اسکے نہین تھا اپنے گھر اپنے کے واسطے آرام کے نہ
واسطے شرع بنانے کے الخ **اقول** یہان بھی مخالفت حدیث کی نہین مخالفت تو
جب ہوتی کہ کسی حدیث مین یہ تصریح ہوتی کہ یہ ارشاد تشریعی ہی بلکہ بسا اوقات آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے واسطے شفقت امت کے حکم فرمایا ہی لباس اور طعام وغیرہ کے
احادیث اس پر شاہد ہین اون سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ ان احکام کو بھی شرع مین
دخل ہی بلکہ امور دنیاوی کی تعلیم ہی چنانچہ امام مالک بھی اسی کے قائل ہین اور شرح سفر السعادۃ
مین لکھا ہی کہ امام مالک نے مانتے ہین کہ اگر واسطے استراحت اور فرق السنۃ کے نہ کرے تو اسکو نماز مین گھر ا

ہونے اور بیداری شب کی وجہ سے آگئی ہی تو لیٹ جانا بہتر ہی اور موجب شگفتگی اور تازگی طبیعت
کا ہی اور قول امام صاحب کا بھی یہی ہی وہ فرماتے ہین کہ فعل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی بقصد آرام کے تھا
نہ عبادت کے انتہے پس جب تک یہ نہ ثابت ہو جائے کہ ہر فعل اور قول آپ کا تعبدی تھا مخالفت کیونکر
ثابت ہو سکتی ہی بلکہ اس صورت مین حدیث ابوداؤد اور ابن ابی شیبہ مین بھی مطابقت ہو جائے گی
کہا قاضی عیاض نے ذَهَبَ مَالِكٌ وَجُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ وَجَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ إِلَى
أَنَّهُ بِدْعَةٌ وَرِوَايَةُ الْاِضْطِجَاعِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ مَرْجُوحَةٌ فَيُقَدَّمُ رِوَايَةُ الْاِضْطِجَاعِ
قَبْلَهُمَا وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ فِي الْاِضْطِجَاعِ قَبْلَهَا إِنَّهُ سُنَّةٌ فَكَذَا بَعْدَهُمَا وَقَدْ ذَكَرَ مُسْلِمٌ
عَنْ عَائِشَةَ فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِي وَإِلَّا اضْطَجَعَ وَهٰذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ لَيْسَ
بِسُنَّةٍ وَأَنَّهُ تَارَةً كَانَ يَضْطَجِعُ قَبْلُ وَتَارَةً بَعْدُ وَتَارَةً لَا يَضْطَجِعُ یعنی گئے امام مالک
اور جمہور علما اور ایک جماعت صحابہ کی اسطرف کہ وہ بدعت ہی اور روایت اضطجاع بعد دو رکعتوں
فجر کے مرجوح ہی پس مقدم ہوگی روایت اضطجاع کی قبل فجر کے اور نہین کہا کسی نے کہ اضطجاع قبل
فجر کے سنت ہی پس بعد کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیے اور تحقیق روایت کی مسلم نے عائشہ رض
سے پس اگر مین جاگتی ہوتی تو باتین کرتے مجھ سے نہین تو لیٹ جاتے اور یہ دلالت کرتا ہی اسپر کہ
وہ سنت نہین ہی اور کبھی آپ لیٹ رہتے تھے پہلے اور کبھی بعد کو اور کبھی نہین لیٹتے انتہے غرض کہ اسکو
فرض کہنا اور بعض ایسے ہی باتون مین فساد کا قائل ہونا جیسا کہ ابن حزم ظاہری نے کیا ہی ہرگز کسی حدیث
سے ثابت نہین ہوتا ہی البتہ صحابہ مین بھی اختلاف ہوا ہی اس لیے تطبیق اسکی وہی بہت درست
ہی جو پہلے ہمنے بیان کی پس مخالفت بالکل جاتی رہی اور موافقت بخوبی ہو گئی **قال** مسئلہ ہفتم
اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور
در المختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی وَمَنِ انْتَهٰى إِلَى الْإِمَامِ
فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَهُوَ لَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ إِنْ خَشِيَ أَنْ تَفُوْتَهُ رَكْعَةٌ وَ
يُدْرِكُ الْأُخْرٰى يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ یعنی

[illegible] مسئلہ [illegible] اول صفحہ [illegible]

فجر کی نماز کے وقت اگر کوئی شخص مسجد مین آوے اور دیکھے کہ فرضون کی جماعت ہو رہی ہو لیکن اوس شخص نے دو رکعت سنت نہین پڑھی تھی تو اس صورت مین اگر وہ ڈرتا ہی کہ میری سنتین پڑھنے سے ایک رکعت جماعت کی جاتی رہے گی اور ایک رکعت مل جاوے گی تو چاہیے کہ دو رکعت سنت مسجد کے دروازے پر پہلے پڑھ لے پھر جماعت مین داخل ہو جاوے الخ **اقول**

جاننا چاہیے کہ فجر کی سنتون مین سب سنتون سے زیادہ تاکید آئی ہی بخاری اور مسلم مین ہی لَمْ یَکُنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی شَیْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ تَعَاهُدًا مِنْهُ عَلٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ یعنی نہین تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ حفاظت کرنیوالے سنتون فجر سے اور کسی سنت پر انتہے اور مسلم مین ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکْعَتَا الْفَجْرِ خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتین سنت فجر کی بہتر ہین دنیا و ما فیہا سے انتہے اور ابوداؤد مین ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَدَعُوْا رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ وَلَوْ طَرَدَتْکُمُ الْخَیْلُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ترک کرو دو رکعتون فجر کو اگرچہ نکالدے تمکو لشکر دشمن کا انتہے طبرانی مین عائشہؓ سے روایت ہی کہ مَا رَأَیْتُهٗ تَرَکَ الرَّکْعَتَیْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فِیْ سَفَرٍ وَلَا حَضَرٍ وَلَا صِحَّةٍ وَلَا سُقْمٍ یعنی نہین دیکھا مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ ترک کیا ہو دو رکعتون کو قبل نماز فجر کے سفر مین نہ حضر مین نہ صحت مین نہ مرض مین انتہے اور مسند ابو یعلی موصلی مین ابن عمرؓ سے روایت ہی قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتْرُکُوْا رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ فَاِنَّ فِیْهِمَا الرَّغَائِبَ یعنی کہا اونھون نے سنا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہ چھوڑو فجر کی دو رکعتون کو اس لیے کہ انمین مرغوب چیزین ہین انتہے ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حتی المقدور اسکو نہ چھوڑنا چاہیے واسطے کمال اہتمام ان دو رکعتون کے امام اعظم رضے اللہ عنہ سے دو روایتین ہین ایک مین واجب اور دوسری مین سنت علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین کہا ہی ذَکَرَ الْمَرْغِیْنَانِیُّ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ

اَنَّهَا وَاجِبَةٌ یعنی روایت کی مرغینانی نے ابو حنیفہ رح سے یہ کہ وہ واجب ہی اور جامع محبوبی مین لکھا ہی رَوَی الْحَسَنُ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ اَنَّهٗ قَالَ لَوْ صَلّٰی سُنَّةَ الْفَجْرِ قَاعِدًا بِلَا عُذْرٍ لَا یَجُوْزُ یعنی روایت کی حسن نے امام صاحب سے کہ فرمایا اونھون نے اگر سنتین فجر کی بلا عذر بیٹھکر پڑھے گا تو نہین جائز ہی اور شرح موطا مین ملا علی قاری لکھتے ہین فَقَدْ رَوَی الطَّحَاوِیُّ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ اَنَّهٗ کَانَ یَدْخُلُ الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ صُفُوْفٌ فِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَیُصَلِّی الرَّکْعَتَیْنِ فِیْ نَاحِیَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ یَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِی الصَّلٰوةِ وَرَوٰی اَیْضًا عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ نَحْوَهٗ یعنی پس تحقیق روایت کی امام طحاوی نے ابو درداء سے کہ وہ مسجد مین داخل ہوتے تھے اور آدمی صف باندھے ہوے نماز فجر مین کھڑے ہوتے تھے پس دو رکعتین گوشۂ مسجد مین پڑھ لیتے تھے پھر آدمیون کے ساتھ نماز مین شامل ہو جاتے اور ابن مسعود رض سے بھی ایسیہی امام طحاوی نے روایت کی ہی انتہٰی پس اس سے معلوم ہوا کہ کسقدر تاکید ان دو رکعتون سنت فجر کی بنسبت احادیث مین وارد ہی اور مزید برآن عمل صحابہ کا بھی موجود ہی پھر امام صاحب یہ بھی فرماتے ہین کہ ایک جگہ اگر پڑھے گا تو نماز جائز نہو گی کیونکہ حدیث مین ممانعت ہی کہ جب اقامت ہو تو فرض کے سوا اور نماز نہ پڑھنے چاہیے اگر مسجد سے علیحدہ دروازے وغیرہ پر پڑھ لے گا تو دونون فضیلتین حاصل ہو جائینگی اور دونو سنتین بھی ہو جائین گی اور نماز جماعت بھی فوت نہو گی بلکہ پوری نماز ملجائیگی کیونکہ مسلم مین آیا ہی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَةً مِّنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ اَدْرَکَ الصَّلٰوةَ یعنی ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایک رکعت نماز کی پائی پس تحقیق اوس نے پوری نماز پائی انتہٰی پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ایک رکعت بھی آدمی کو ملجاوے گی تو بیشک کل نماز اوسکو ملیگی اور تبدیل مکان سے احکام بدل جاتے ہین چنانچہ ابن عباس رض سے مروی ہی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ عِنْدَ الْاِقَامَةِ فِیْ بَیْتِ مَیْمُوْنَةَ یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے وقت تکبیر کے گھر مین میمونہ رض کے انتہٰی پس اگر ایک مکان ہوتا تو عین وقت

تکبیر کے نماز کیون پڑھتے اس سے معلوم ہوا کہ دوسری جگہ حکم اور ہو جاتا ہی پھر اگر کوئی شخص دروازۂ مسجد جو کہ مسجد اور جماعت سے علیحدہ ہی دو رکعتین پڑھے تو مخالفت کیا کی بلکہ مطابقت تو سب احادیثون مین اسی سے ہوتی ہی اور جماعت تو فقط کھانے کے خاطر بھی آدمی چھوڑ دیتا ہی چنانچہ بخاری اور مسلم مین آیا ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ عَشَاءُ اَحَدِکُمْ وَاُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ وَلَا یَعْجَلْ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْہُ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یُوْضَعُ لَہُ الطَّعَامُ وَیُقَامُ الصَّلٰوۃُ فَلَا یَاْتِیْہَا حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْہُ وَاِنَّہٗ لَیَسْمَعُ قِرَاءَۃَ الْاِمَامِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت رکھا جاوے کھانا کسی کا تم سے اور تکبیر نماز کی ہو پس شروع کرو تم کھانا اور نہ جلدی کرے یہان تک کہ فارغ ہو جاوے اور تھے ابن عمر کہ رکھا جاتا تھا واسطے اونکے کھانا اور تکبیر کہی جاتی تھی نماز کی پس نہین آتے تھے نماز کو یہان تک کہ فارغ اوس سے ہو جاتے اور تحقیق سنتے تھے وہ قرات امام کی اتنے تھیر سنتین باوجود اتنی تاکید کے اور عمل صحابہ کے اور نہ ترک ہونے جماعت کے اگر نہ خاص کیجاینگی تو اور کون سی صورت اس سے عمدہ ہوگی علاوہ اس کے خود حدیث مین گو ضعیف ہی سنتون فجر کا استثنا بھی موجود ہی ان احادیث اور عمل صحابہ سے اوسکی تقویت بھی ہوگئی اگر بالفرض اتنی تاکید جس سے معلوم ہوتا ہی کہ شاید واجب ہون چنانچہ امام کی ایک روایت مین وجوب ہی نہوتی تو بھی عمل صحابہ اس تخصیص کے واسطے کافی تھا علی ہذا القیاس اگر عمل صحابہ بالفرض نہوتا تو بھی یہ تاکید کافی تھی پس جبکہ اتنے دلائل اور براہین احادیث او آثار سے مجتمع ہون اور استثنا کو اون سے تقویت بھی ہو جاوے پھر بھی آدمی انکار کرے تو گویا حدیث مرفوع کا انکار کیا اور ہم کلام ابن ہمام سے جواب چوتھوین مین مدلل کر چکے ہین کہ ضعیف حدیث بوجہ قرائن خارجہ کے قوی اور صحیح ہو جاتی ہی پس مخالفت ہرگز نہوگی بلکہ عین موافق حدیث ہوگا **قال**

مسئلہ ہژدہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور درالمختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی وَلَا خِصَابُ

الرَّجْوانْ يَكُوْنَ حُرًّا عَاقِلاً بَالِغًا مُسْلِمًا قَدْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً نِكَاحًا صَحِيْحًا وَدَخَلَ بِهَا وَهُمَا عَلٰى صِفَةِ الْاِحْصَانِ یعنی اور محصن ہونا سنگسار ہونیکا یہ کہ ہو زانی آزاد عاقل بالغ مسلمان اور یہ کہ صحیح نکاح کر چکا ہو اور زانی اور زانیہ اوپر صفت محصن ہونیکے ہون الخ **اقول** اسکے دو جواب ہین ایک یہ ہی کہ حکم رجم کا توریت سے موافق یہودیون کے دیا گیا تھا کیونکہ جب تک آیت رجم نازل نہین ہوئی تھی چنانچہ شرح موطا امام محمد مین ملا علی قاری لکھتے ہین وَالْجَوَابُ عَنْ رَجْمِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الْيَهُوْدِيَّيْنِ اَنَّهٗ كَانَ بِحُكْمِ التَّوْرٰاةِ قَبْلَ اَنْ يَنْزِلَ حُكْمُ الْقُرْاٰنِ فَلَمَّا نَزَلَ نُسِخَ ذٰلِكَ وَالْحُكْمُ بِالْمَنْسُوْخِ بَاطِلٌ یعنی جواب رجم یہودیین کا یہ ہی کہ یہ رجم حکم توریت سے پہلے نازل ہونے حکم قرآنی کے تھا پس جبکہ حکم نازل ہوا یہ حکم منسوخ کر دیا گیا اور حکم منسوخ کا باطل ہی انتہے اور دوسرا جواب یہ ہی کہ وقت رجم کے احصان مین اسلام شرط نہ تھا گو رجم موافق شرع کے تھا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مَنْ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُحْصِنٍ فرمایا اسوقت سے اسلام شرط احصان ہو گیا چنانچہ فتح القدیر مین ہی کہ اس حدیث کو اسحق بن راہویہ نے اپنی مسند مین اسطور سے بیان کیا ہی کہ حدیث بیان کی ہمسے عبد العزیز بن محمد نے کہا اونھون نے حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ نے اونھون نے روایت کی نافع سے اونھون نے ابن عمر سے اونھون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے جو شخص مشرک ہی وہ محصن نہین روایت کیا اسکو دارقطنی نے اپنی سنن مین اور اس حدیث کی قوت دینے والی وہ حدیث ہی جسکو بقیہ بن الولید نے عقبہ بن تمیم سے روایت کی ہی اونھون نے علی بن ابی طلحہ سے اونھون نے کعب بن مالک سے کہ تحقیق اونھون نے ایک یہودیہ سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا پس فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مت نکاح کر اوس سے اس لیے کہ وہ یہودیہ تجکو محصن نہین کر دے گی اور یہ حدیث منقطع ہی اور تو جانتا ہی کہ انقطاع بعد عدالت راویون کے نزدیک ہمارے ارسال مین داخل ہی جا... بعض حدیث کی یہ حدیث شاہد ہی پس حجت ہوگی اور ظاہر قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے

[Margin notes:] ...نسخ حکم رجم ... / شرح موطا امام محمد / فتح القدیر

کہ کیا پاتے ہو تم توریت مین شان رجم مین یہ معلوم ہوتا ہی کہ رجم شرع مین تھا الیہود کی بھی
ظاہر ہی کہ اسلام شرط نہ تھا ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رجم نکرتے کیونکہ شریعت یہود یون کی
منسوخ ہو گئی تھی بلکہ جو خدا حکم نازل کرتا وہی حکم فرماتے اور سوال اون سے اسوجہ سے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا تاکہ اونکو الزام دین کہ جو احکام تمپر نازل ہوے ہین اونکو ترک کرتے
ہو پس حکم رجم کا اسی شرع سے جو رجم مین موافق اونکے شرع کے تھا صادر ہوا پس وقت رجم کے
رجم اس شرع مین ثابت تھا مگر بلا شرط اسلام کے پس جب حدیث مذکور ثابت ہو گئی اور تاریخ
معلوم نہین ہوئی کہ جس سے معلوم ہو کہ قول پہلے ہی یا فعل پس تعارض واقع ہوا اب مرجح اس کا
چاہیے اور قول مقدم ہوتا ہی فعل پر انتہے ملتقطاً یعنی یہ حدیث قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی
اور رجم فعل ہی پس اس قول کو ترجیح دیجاے گی کیونکہ قول فعل پر مقدم ہوتا ہی اس لیے کہ فعل مین تو
احتمال خصوصیت وغیرہ ہوتا ہی **قال** مسلہ نوزدہم اور ایک مسلہ امام اعظم کا مخالف حدیث
کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور در المختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی
کتابون مین لکھا ہی وَلَوْ كَانَتِ الْعَصْرُ اَوِ الْمَغْرِبُ اَوِ الْفَجْرُ خَرَجَ وَاِنْ اَخَذَ الْمُؤَذِّنُ
فِيْهَا لِكَرَاهِيَةِ النَّفْلِ بَعْدَهَا یعنی اور اگر ہو نماز عصر یا مغرب یا فجر نکلے یعنی مسجد سے اگرچہ شروع
ہو موذن تکبیر مین واسطے مکروہ ہونے نفلون کے پیچھے ان کے یعنی ان نمازون کے **اقول** حدیث
ابن عمر کی دارقطنی مین مرفوع بھی آئی ہی چنانچہ مرقات شرح مشکوۃ مین ہی وَفِيْهِ حَدِيْثٌ صَرِيْحٌ اَخْرَجَهُ
الدَّارَقُطْنِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا صَلَّيْتَ فِيْ اَهْلِكَ
ثُمَّ اَدْرَكْتَ فَصَلِّهَا اِلَّا الْفَجْرَ وَالْمَغْرِبَ قَالَ عَبْدُ الْحَقِّ تَفَرَّدَ بِرَفْعِهِ سَهْلُ بْنُ
صَالِحٍ الْاَنْطَاكِيُّ وَكَانَ ثِقَةً وَاِذَا كَانَ كَذٰلِكَ فَلَا يَضُرُّهُ وَقْفُ مَنْ وَقَفَهُ لِاَنَّ
زِيَادَةَ الثِّقَةِ مَقْبُوْلَةٌ یعنی اس مین حدیث صریح آئی ہی روایت کیا ہی اسکو دارقطنی نے
ابن عمر سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت نماز پڑھے تو اپنے مکان مین پھر پاوے
تو اوس کو سو پڑھ لے مگر صبح اور مغرب کہا شیخ عبد الحق نے اس حدیث کو فقط سہل بن صالح انطاکی نے

مرفوع روایت کیا ہی اور وہ ثقہ تھے اور جب کہ ایسا ہوا ہیں نہین ضرر کرتا موقوف بیان کرنا اوس شخص کا کہ جسنے اسکو موقوف روایت کیا ہی اس لیے کہ زیادتی ثقہ کا مقبول ہو انتہی مجیر نفل کی ممانعت بعد فجر اور عصر کے صحاح ستہ سے ثابت ہی بخاری اور مسلم مین آیا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوۃَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوۃَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغِیْبَ الشَّمْسُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین جائز ہی کوئی نماز بعد نماز صبح کے یہان تک کہ بلند ہو جاے آفتاب اور نہین جائز ہی کوئی نماز بعد نماز عصر کے یہان تک کہ غروب ہو جاوے آفتاب انتہی آپ فرماے کہ ان حدیثون کو ترجیح دیجائے گی یا اوس حدیث کو جسمین لفظ صبح موجود ہی حال آنکہ اور حدیثون مین مطلق آیا ہی سوا اون سے کچھ بحث نہین فقط اس صبح کی لفظ سے معترض صاحب کو شبہہ پڑگیا اس لیے اوس کے جواب مین اوس سے زیادہ قوی حدیثین لائی گئین پس ظاہر ہی کہ اس صورت مین احادیث صحاح ستہ کو اور دار قطنی کی حدیث کو جو کہ مرفوع آئی ہی اور صریح صبح کی نماز مین نفل سے ممانعت کرتی ہی ترجیح دیجائے گی **قال** مسلہ بستم اور ایک مسلہ امام اعظم اور اوسکے شاگرد ابو یوسف محمد کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور در المختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی فَاِنْ قَیَّدَ الْخَامِسَۃَ بِسَجْدَۃٍ بَطَلَ فَرْضُہٗ عِنْدَنَا یعنی اگر اوسنے پانچوین رکعت کا سجدہ کر لیا تو باطل ہو گئے فرض اوسکی ہمارے نزدیک الخ **اقول** اگر لفظ مخالفت بطور تکیہ کلام کے حسب عادت صادر ہوا ہی تو خیر ورنہ مخالفت اگر اسی کا نام ہی کہ جسمین منافات نہو تو البتہ ایسی مخالفتین ہر جگہ موجود ہین اگر یہی عقل ہی تو ہمیندہ قرآن کی آیتون مین بھی دعوی مخالفت کا کرتے ہوے کون مانع ہی ابھی تو آپکے قول سے امام صاحب اور صحابہ کی مخالفت حدیث سے معلوم ہوتی ہی آخر دلیہ درست آیا اس مخالفت کا صلہ بھی کچھ ملے گا سو وہ بجز ترقی مخالفت اور کیا ہو سکتا ہی اس سوء ادبی کا نتیجہ یہی ہوا کہ دنیا اور دین مین رسوائی اپنے سر لے بیٹھے کچھ خوف خدا نہ آیا بھلا اتنا تو سوچا ہوتا کہ جو صورت امام صاحب نے بطلان فرض کی بیان کی ہی وہی صورت بعینہ حدیث مین جواز فرض کے ہی یا دوسری صورت بھی ہی امام صاحب کے نزدیک اگر قعدہ اخیر نہین کیا تو پانچوین رکعت کے سجدہ

شکوہ صاحب یسمعون صحیح حدیث صحیحہ

مسئلہ بستم

کرنے سے نماز باطل ہوگی کیونکہ قعدہ اخیر فرض ہے اور ترک فرض سے نماز باطل ہو جاتی ہے پس قعدہ اخیر
میں نہ بیٹھنا اس صورت میں امام صاحب کے نزدیک شرط تھا اسکو آپ چھوڑ گئے تاکہ ظاہر مخالفت
ہو جائے اِنْ سَهَا عَنِ الْقَعْدَةِ الْاَخِيْرَةِ جو اس حدیث کی شرح ہے اسکو بھی ترک کر گئے یہ وہ حدیث بیان کرتے
جسمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قعدہ اخیر ہوتا البتہ اسوقت مخالفت ہو جاتی سو ایسی حدیث جس میں یہ
ذکر ہو کہ قعدہ اخیرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بیٹھے اگر تا قیامت تلاش کیجیئے تو بھی نہ ملے گی
لہذا اس حدیث کو ایسی صورت پر حمل کرنا جسمیں ترک فرض لازم آئے کون سی حجت سے ثابت ہو سکتا ہے
بلکہ اس حدیث کا محمل صحیح ٹھیرانا مناسب ہے مگر آپ کا مطلب جو مخالفت امام صاحب ہے البتہ حاصل نہو گا گو
معنی حدیث کے اس سے عمدہ ہو جائیں گے پھر آپکو تو اسکی کچھ پروا نہیں فقط امام صاحب کی مخالفت کے
واسطے آپنے بہت حدیثوں کے عمدہ معنی چھوڑ کر مرجوح معنوں کی طرف میلان کیا ہے یہ وہ بات ہے کہ گو
حدیث اور قرآن چھوٹے مگر ایں کارشتہ مخالفت نہ ٹوٹے ۵ شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی
گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد ۵ اور دوسری صورت جس میں نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ پوری ہو جاتی ہے
وہ یہ ہے کہ ہدایہ وغیرہ میں اسکی عبارت منقولہ کے بعد لکھی ہے وَلَوْ قَعَدَ فِي الرَّابِعَةِ ثُمَّ قَامَ وَلَمْ
يُسَلِّمْ عَادَ اِلَى الْقَعْدَةِ مَا لَمْ يَسْجُدْ لِلْخَامِسَةِ وَسَلَّمَ وَاِنْ قَيَّدَ الْخَامِسَةَ بِالسَّجْدَةِ
تَمَّ فَرْضُهُ یعنی اور اگر بیٹھا چوتھی رکعت میں پھر کھڑا ہوا اور سلام نہیں پھیرا تو لوٹے طرف قعدے کے
بشرطیکہ نہیں سجدہ کیا ہے پانچویں رکعت کا اور سلام پھیر دے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا فرض
اسکا پورا ہو گیا انتہے پس اس صورت میں اور پہلی صورت میں جسکو آپنے نقل کیا ہے فقط قعدہ اخیر کا
فرق ہے یعنی اسمیں بیٹھ چکا ہے اور پہلی صورت میں بیٹھا نہ تھا اس لیے نماز باطل ہو گئی تھی پس اس صورت
بہتر کو چھوڑ کر فقط مخالفت کے واسطے دوسری صورت کمتر کو اختیار کرنا اور حدیث کے معنوں کو واسطے
مغالطہ دینے عوام کے اپنی طرف سے متعین کر دینا آپہی کا کام ہے ۵ آفرین باد برین ہمت مردانہ تو ۵
اسی وجہ سے لمعات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے اِنَّ لَفْظَ الْحَدِيْثِ يَصْدُقُ مَعَ تَرْكِ الْقَاعِدَةِ
وَمَعَ فِعْلِهَا وَالثَّانِيْ اَنْجَحُ وَاَقْرَبُ لِاَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ الْقَعْدَةَ

لمعات باب السہو

الاخیرۃ لکونہا رکنا فحوات الصلوۃ علی تقدیر ترکہ بعیدٌ فہذا الحدیث مخصوص بصورۃ فعل القعدۃ الاخیرۃ یعنی تحقیق الفاظ اس حدیث کے صادق آتے ہین ساتھ ترک کرنے قعدے کے اور ساتھ کرنے اوسی قعدے کے اور دوسری صورت راجح زیادہ اور قریب تر ہی اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قعدۂ اخیرہ کو بوجہ رکن ہونے کے ترک نہین کرتے تھے پس جائز ہونا بر تقدیر ترک قعدۂ اخیرہ کے بعید ہی پس یہ حدیث خاص ہی ساتھ واقع ہونے قعدہ اخیرہ کے جیسے اور ارکان اربعہ مین لکھا ہی وَلَا حُجَّۃَ فِیہِ لِلْاِمَامِ الشَّافِعِیِّ لِاَنَّہٗ حِکَایَۃُ حَالٍ وَلَا عُمُومَ لَہٗ فَیَجُوزُ اَنْ کَانَ قَعَدَ فِی الرَّابِعَۃِ یعنی یہ حدیث امام شافعی رح کے لیے حجت نہین ہوسکتی اس لیے کہ یہ حدیث حکایت ایک حال کی ہی اور عام نہین پس جائز ہی یہ کہ بیٹھ گئے ہون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چوتھی رکعت مین انتہی پس باوجود دونون صورتون کے اور ترجیح صورت ثانی کے پھر بھی پہلی صورت مرجوح لینی تاکہ کسیطرح مخالفت ثابت ہوجاوے غایت درجے کی بے انصافی ہی انصاف کہان سے آوے کہ آنکھون پر تعصب کا پردہ پڑا ہوا ہی خداوند تعالے توفیق حق بینی کی عطا فرماوے اور راہ راست پر لاوے **قال** مسئلہ لبست نہم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق او ر در المختار وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی وَلَا یُشْعَرُ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنی نہ زخم کیا جاوے اونٹ کو نزدیک ابی حنیفہ کے اس لیے کہ اونکے نزدیک اشعار مثلہ ہی یعنی تکلیف دینا ہی الخ **اقول** اشعار کی دو قسمین ہین ایک اشعار مسنون جسمین فقط کھال کاٹ دیجاتی ہی اور گوشت محفوظ رہتا ہی اس کو امام صاحب نے ہرگز مثلہ نہین فرمایا ورنہ امام صاحب کے نزدیک ختنہ اور پچھنے اور داغ بھی ناجائز ہوتا البتہ جو حد مسنون سے تجاوز کر کے دستور ہوجائے گا تو اوس کو کون مسنون بتلاوے گا مثلاً ختنے مین بالفرض اگر کھال کے سوا ایک ذرا سا گوشت کاٹنے کا دستور ہوجاوے گا تو ہرگز سنت ادا نہوگی بلکہ یہ فعل بدعت قرار دیا جانے گا سنت تو یہی ہی کہ فقط کھال کاٹی جاوے ورنہ خلاف مسنون کو مسنون کہنا لازم آوے گا پس امام صاحب ایسے اشعار کو جسمین گوشت نہ کٹے فقط کھال کاٹ دیجاوے جائز اور مستحب کہتے ہین

چنانچہ درمختار مین لکھا ہی فَاَمَّا مَنْ اَحْسَنَہٗ بِاَنْ قَطَعَ الْجِلْدَ فَقَطْ فَلَا بَاْسَ بِہٖ یعنی جو شخص
اشعار بعدہ طور پر اسطرح کرے کہ فقط کھال کاٹ دے سو کچھ مضایقہ اسکا نہین ہی انتہیٰ اور
طحطاوی شرح درمختار مین ہی قَوْلُہٗ فَلَا بَاْسَ بِہٖ اَرَادَ اَنَّہٗ مُسْتَحَبٌّ لِمَا قَدَّمْنَا یعنی قول
شارح کا فَلَا بَاْسَ بِہٖ اراد کیا اس سے کہ وہ یعنی اشعار مستحب ہی اوس وجہ سے جو پہلے ہمنے
بیان کی انتہی علی ہذا القیاس مبسوط وغیرہ سب فقہ کی کتابون مین اس اشعار کو کہ بطریق مسنون ہی
ہرگز مثلہ نہین لکھا البتہ امام صاحب کے زمانے مین جو اشعار شائع ہو گیا تھا کہ گوشت بھی کاٹ
ڈالتے تھے اور جانور بوجہ گوشت کٹنے کے قریب بہلاکت پہونچتا تھا یہ اشعار بیشک خلاف
مسنون ہی اسی اشعار کو امام صاحب نے مثلہ کہا ہی اور مثلہ کی ممانعت احادیث صحاح مثل
بخاری و ابو داود و مسند امام احمد و مستدرک حاکم وغیرہ مین موجود ہی اگر اشعار مسنون مثلہ ہین تو تمام
ہدی وغیرہ سب مثلہ ہو جائین گے حالانکہ یہ بالاتفاق جائز ہین چنانچہ شیخ الاسلام علامہ عینی
نے شرح ہدایہ مین لکھا ہی لِاَنَّ مُرَادَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ لَیْسَ مُطْلَقَ الْمُثْلَۃِ وَاِنَّمَا مُرَادُہٗ
الْمُثْلَۃُ الَّتِیْ لَا یُبَاحُ فِعْلُہَا وَاَبُوْ حَنِیْفَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ مَا کَرِہَ اَصْلَ الْاِشْعَارِ
وَکَیْفَ یَکْرَہُ ذٰلِکَ مَعَ مَا اشْتَہَرَ فِیْہِ مِنَ الْاٰثَارِ وَقَالَ الطَّحَاوِیُّ رح وَاِنَّمَا کَرِہَ
اَبُوْ حَنِیْفَۃَ رح اِشْعَارَ اَہْلِ زَمَانِہٖ لِاَنَّہٗ رَاٰہُمْ یَسْتَقْصُوْنَ فِیْ ذٰلِکَ
عَلٰی وَجْہٍ یُخَافُ مِنْہُ ہَلَاکُ الْبَدَنَۃِ لِسِرَایَتِہٖ خُصُوْصًا فِیْ حَرِّ الْحِجَازِ
یعنی اس لیے کہ مراد امام صاحب کی مثلہ سے مطلق مثلہ نہین بلکہ مراد اونکی وہ مثلہ ہی جسکا کرنا جائز
نہین اور ابو حنیفہ نے اصل اشعار کو مکروہ نہین جانا اور کیونکر مکروہ جانین باوجودیکہ آثار مشہور
اسمین وارد ہین اور کہا امام طحاوی رح نے کہ امام صاحب نے اپنے زمانے کے لوگون کا اشعار
مکروہ جانا اس لیے کہ اونکو اسطور سے زیادہ اشعار کرتے ہوے دیکھا جس سے خوف ہلاک کا جانور
جانور کا تھا خصوصًا گرمی مین ملک حجاز کے بسبب سرایت کر جانے اوسکے کے انتہے اس تقریر سے
معلوم ہوا کہ مثلہ غیر مباح امام صاحب نے اشعار کو قرار دیا ہی اور امام طحاوی رح کے قول سے معلوم

ہوتا ہی کہ امام صاحب کے زمانے مین لوگ اشعار مین زیادتی خلاف مسنون کرتے تھے اس لیے امام صاحب نے مکروہ سمجھا اور اصل اشعار جو مسنون ہی امام صاحب کے نزدیک بھی مکروہ نہیں اسمین فقط نزاع لفظی ہی جو اشعار کو مسنون کہتے ہین اونکے نزدیک وہی اشعار ہی جسمین گوشت تک پہنچنے تک نوبت نہ آئے اور جو مکروہ کہتے ہین وہ باعتبار اپنے زمانے کے کہ خلاف مسنون حد اعتدال سے تجاوز کر گیا تھا اصل اشعار مسنون کو مکروہ نہین کہتے پس مخالفت مسئلہ نہ ہوئی اور اشعار ایسا مسنون نہین کہ اوسکی تاکید ہوئی ہو بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط ایک بار کیا ہی اسی لیے ابن عباسؓ اور عائشہ رضی اللہ عنہما نے اسکے ترک کرنے کی اجازت دیدی تھی چنانچہ عینی میں بعد عبارت مذکورہ کے لکھی ہی بہر حال فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدعت نہین ہو سکتا ہاں افراط تفریط بدعت ہوجاتی ہی **قال** راقم کہتا ہی کہ مسائل امام اعظم کے جو فقہ حنفیہ کی کتابون مین درج ہین صحیح حدیثون کے اسقدر مخالف ہین کہ مین شمار نہین کرسکتا انتہے **اقول** کیون افترا پر کمر باندھی ہی خدا کا بھی خوف جاتا رہا اگر مخالفت واقعی مراد ہی جیسا کہ آپکی موافقت ہی تو اوسکا ثبوت آج تک کسی متعصب سے نہین ہو سکا بعض بعض حاسدین نے بہت زور لگائے مگر اپنا سا منھ لیکر رہ گئے مخالفت جسکا نام ہی اوس سے تو بعنایت الٰہی چارون مسلک محفوظ ہین ورنہ ان چارون مذہب کی حقیت پر اجماع نہوتا ہان جس حدیث سے استنباط کیا ہی اوسکو چھوڑ دیجیے پھر تو ہر جگہ مخالفت پیدا ہی اسکو مخالفت نہین کہتے اور اگر مخالفت سے یہ مراد ہی کہ جہان تک آپکے ذہن رسا کی موافقت ہی پھر تو اوس مین امام صاحب نے کسی کا کیا چھین لیا ہی جو ایسی بیہودہ باتیں سے پیش آتے ہین ایسے ذہن والا ہر جگہ مخالفت سمجھیگا مگر وہ مخالفت فی الحقیقت اوسکے ذہن کی مخالفت ہی حدیث اور قرآن مین مطلق مخالفت نہین حالانکہ ایسی موٹی عقل والے تو اوسکو مخالف ہی سمجھینگے جیسے ان لوگون نے مخالفتیں شمار کی ہین فقط بیچارے عوام کے واسطے دام تزویر بچھا اور جو لوگ عاقل ہین وہ تو کاہے کو مخالفت جانینگے بلکہ اگر کہین بادی النظر مین ظاہر مخالفت بھی پائینگے تو اوسکو مخالفت نہ کہینگے بلکہ کسی عالم سے اوس شبہہ کو

رفع کرادین گے ایسے شبہات اکثر ہو جاتے ہیں کیا قرآن اور حدیث مین نہین بہت آیتین اور حدیثین ایسے عقل والون کے نزدیک مخالف ہو جاوینگی کوئی محدثین مین سے ایسے نہین جنکا قول کسی نہ کسی حدیث کے مخالف واقع نہوا ہو داؤد ظاہری اور ابن حزم اور قاضی شوکانی اور ابن تیمیہ اور ابن قیم وغیرہ تلامذہ ابن تیمیہ کے بہت اقوال قرآن اور حدیث کے مخالف ہیں اگر زیادہ چون وچرا آپ کرین گے اور ہم متوجہ طعن ائمہ کے ہون گے تو ہم ان حضرات کی قلعی کھول دین گے افسوس باوجودیکہ محققین حنفیہ نے امام صاحب کے کل روایات کا ماخذ حدیث و قرآن سے بدلائل واضحہ ایسا مفصل بیان کر دیا ہی کہ جسکو تھوڑی سی عقل ہو وہ بھی سمجھ لے گا اور ہرگز الزام مخالفت حدیث کا نہ دے گا لیکن آپکی عقل پر تو پردہ تعصب کا پڑا ہوا ہی اقوال امام صاحب کی حقیقت کیونکر معلوم ہو سکی

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد ✦ عیب نماید ہنرش در نظر

قال مسئلہ بست و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ شراب کا سرکہ بنانا حلال ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظمؒ نے اوس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ مسلم مین روایت ہی انس رضی اللہ تعالے عنہ سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے شراب سے کہ بنائی جاوے سرکہ فرمایا کہ حلال نہین الخ

اقول کہا علامہ عینی نے شرح کنز الدقائق مین کہ ہماری دلیل قول اللہ تعالے کا ہی حلال کی گئین واسطے تمہارے پاک چیزین اور تحقیق عین شراب کا متغیر ہو گیا ہی اور سرکہ بالطبع پاک ہوتا ہی پس حلال ہوگا اور دوسری دلیل قول علیہ السلام کا اچھا نان خورش سرکہ ہی روایت کیا اسکو مسلم نے اور یہ مطلق ہی پس شامل ہوگا اوسکی تمام صورتون کو اور مراد نہی سے جو کہ حدیث مین وارد ہوئی ہی کہ شراب کا استعمال سرکے کا سا ہو یعنی طور کہ اوس سے نفع مثل سرکے لیا جائے مثل نان خورش بنانے وغیرہ کے پس اگر کہے تو کہ روایت کی ابو داؤد اور امام احمد نے انس سے کہ ابو طلحہ نے سوال کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ یتیم شراب کے وارث ہو گئے ہین فرمایا گرا دو اوسکو عرض کیا گیا سرکہ اوسکا نہ بنالین فرمایا نہین مین کہتا ہون روایتین اسمین مختلف آئی ہین ایک روایت مین یہ آیا ہی کہ فرمایا آپنے سرکہ بنالو اوسکا پس حجت نہین ہو سکتی اور اگر ثابت ہو جیسا کہ کہا اونھون نے پس

منع کیا جاتا تھا اور پھر یہ ممانعت ابتدا اسلام میں تھی تحقیق کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بابت خمر کے سب ظروف
فرماتے تھے واسطے زجر اونکے کے اور واسطے چھوڑا دینے عادت مالوفہ کے کیا نہیں جانتا ہے کہ آنحضرت صلے

اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا مٹکے توڑ دینگا اگرچہ اب جائز نہیں اسیطرح سر کہ بنانے کو سمجھنا چاہیے انتہی اور شرح
مسلم میں لکھا ہے کہ یہ مذہب اوزاعی اور لیث کا ہے اور امام مالک سے بھی ایک روایت میں آیا ہے انتہی **قال**
مسئلہ بست و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ پہلی رکعت اور تیسری رکعت میں بعد دونوں
سجدوں کے جلسہ استراحت کا کرنا یعنی بیٹھکر اوٹھنا درست نہیں الخ **اقول** کہا امام نووی نے کہا
اکثروں نے کہ یہ جلسہ مستحب نہیں حکایت کیا اس عدم استحباب کو ابن منذر نے علی اور ابن مسعود اور ابن
عمر اور ابن عباس اور ابو الزناد اور ثوری اور نخعی اور مالک اور احمد اور اسحق سے انتہی اور علامہ امام ابن ہمام فتح القدیر
میں لکھتے ہیں کہ حدیث ترمذی کی ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اوٹھا کرتے نماز میں اپنے
قدموں کی اونگلیوں پر اور یہ کہنا ترمذی کا کہ عمل اس حدیث پر نزدیک اہل علم کے ہے اصل اس حدیث کی قوت کو
مقتضی ہے اگرچہ خاص اس طریق ترمذی میں ضعف واقع ہو گیا ہے اور یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے روایت
کی ہے کہ وہ اوٹھا کرتے تھے نماز میں اپنے سینہ قدموں پر اور نہیں بیٹھتے تھے اور مثل اسکے علی سے اور ابن عمر اور ابن زبیر سے بھی
روایت کی ہے اور ایسی ہی عمر سے روایت کی ہے اور شعبی سے روایت ہے کہ کہا اونھوں نے تھے عمر اور علی اور اصحاب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ اوٹھ کھڑے ہوتے تھے نماز میں اونگلیوں ہی پر قدموں کی اور نعمان ابن ابی عیاش
سے روایت ہے کہ پایا میں نے اکثر صحابہ کو کہ جب اوٹھاتے سر کو دوسرے سجدے سے پہلی رکعت اور
تیسری رکعت میں کھڑے ہوتے اور نہیں بیٹھتے تھے اور یہی روایت عبد الرزاق نے ابن مسعود اور
ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے کی ہے اور بیہقی نے عبد الرحمن بن یزید سے روایت کی ہے کہ اونھوں نے
نے ابن مسعود کو ایسے ہی دیکھا ہے پس اتفاق بڑے بڑے صحابہ کا جو مقرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے تھے اور آپ کے افعال کا زیادہ اتباع کرنیوالے تھے اور مالک بن حویرث کے کہ جن سے
بخاری نے روایت کی ہے زیادہ لازم پکڑنے والے صحبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے خلاف اوسکے
جو مالک بن حویرث نے روایت کی ہے ثابت ہو گیا پس تقدیم اوسکی واجب ہو گئی اور اسی وجہ سے اسپر

عمل نزدیک اہل علم کے ہوگیا جیسا کہ معلوم کیا تو نے قول ترمذی سے اور توفیق درمیان ان احادیث
کے بہتر ہی پس عمل کیا جائیگا اوس حدیث کا جو مالک بن حویرث نے روایت کی ہی اور بحالت کبرسنی
کے اور اسی لیے روایت کی گئی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکوع اور سجود میں مجھسے سبقت
مت کرجایا کرو اس لیے کہ جسقدر مین تم سے وقت رکوع کے سبقت کرجاؤنگا اوسی قدر تم پاؤگے
جب مین رکوع سے سر اوٹھاؤنگا تحقیق مین بھاری بدن والا ہوگیا ہون روایت کیا اسکو ابوداؤد
نے انتہے **قال** مسئلہ بست و چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جنازے کی نماز مین پانچ
تکبیرین کہنی جائز نہین اگر امام پانچ تکبیرین کہے تو مقتدی متابعت اوسکی نہ کرے اور یہ مذہب امام
اعظم رح کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ مسلم مین روایت ہی عبدالرحمن
بن ابی لیلی رضی اللہ عنہ سے کہ کہا تھے زید بن ارقم تکبیرین کہتے ہمارے جنازون پر چار اور تحقیق
اونھون نے تکبیرین کہین ایک جنازے پر پانچ پس پوچھا مین نے اونسے (کہ ہمیشہ چار تکبیرین
کہتے تھے اور آج پانچ کیون کہین) پس کہا اونھون نے کہ تھے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم پانچ تکبیرین
کہتے انتہی **اقول** امام نووی محدث شرح مسلم مین لکھتے ہین وَهٰذَا الْحَدِيْثُ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ
مَنْسُوْخٌ دَلَّ الْاِجْمَاعُ عَلٰى نَسْخِهٖ وَقَدْ سَبَقَ اَنَّ ابْنَ عَبْدِ الْبَرِّ وَغَيْرَهٗ نَقَلُوْا
الْاِجْمَاعَ عَلٰى اَنَّهٗ لَا يُكَبِّرُ الْيَوْمَ اِلَّا اَرْبَعًا وَهٰذَا دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهُمْ اَجْمَعُوْا بَعْدَ
زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ وَالْاَصَحُّ اَنَّ الْاِجْمَاعَ بَعْدَ الْخِلَافِ يَصِحُّ یعنی یہ حدیث نزدیک علما کے منسوخ
ہی دلالت کرتا ہی اجماع اوپر نسخ اسکی کے اور تحقیق پہلے گذر چکا کہ ابن عبد البر وغیرہ نے نقل کیا ہی اجماع
کو اس امر پر کہ آج کے دن نہ کہی جائین تکبیرین مگر چار اور یہ دلیل ہی اسپر کہ اونھون نے بعد زید بن ارقم
کے اجماع کرلیا ہی اور صحیح تر یہ ہی کہ اجماع بعد خلاف کے درست ہی انتہی اور علامہ عینی نے شرح ہدایہ
مین لکھا ہی کہ صحت کو پہونچا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آخر نماز جو نجاشی پر آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے پڑھی ہی چار تکبیرین اوسمین کہی ہین اور وقت وفات تک اسی پر ثابت رہے اور ابن بطال
نے ہمام بن حارث سے روایت کی ہی کہ عمر نے جمع کیا آدمیون کو چار پر مگر اہل بدر کہ اون پر تکبیرین پانچ

اور چھہ اور سات کہی جاتی تھین آور کہا ابن حزم نے محلی ہین کہ عمر رضنے چار تکبیرین کہین اور علی رضنے
چار تکبیرین کہین اور زید بن ثابت نے اپنی والدہ پر چار تکبیرین کہین اور عبد اللہ بن ابی اوفی نے
اپنے بیٹے پر چار تکبیرین کہین اور زید بن ارقم نے چار تکبیرین کہین آور ایسیہی براء بن عازب اور
ابن عمر اور ابو ہریرہ اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم سے مروی ہی اور صحیح ہوا ہی کہ تحقیق ابو بکر صدیق رض
نے نماز پڑھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اور چار تکبیرین کہین پس اگر زیادہ کہجاتین واسطے کسی کے
بسبب اوسکی شرافت کے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ والے تھے اور نماز پڑھی عمر رضنے
ابو بکر رض پر پس چار تکبیرین کہین اور نماز پڑھی صہیب رض نے عمر رض پر پس چار تکبیرین کہین اور نماز پڑھی
امام حسن رض نے علی رض پر پس چار تکبیرین کہین اور نماز پڑھی عثمان رضنے خباب رض پر پس چار تکبیرین
کہین انتہی اور فتح القدیر مین ہی کہ روایت کی امام محمد رح نے بواسطہ امام صاحب کے حماد رح سے کہ
کہ ابراہیم نخعی نے فرمایا کہ آدمی جنازے پر پانچ اور چھہ اور چار تکبیرین کہا کرتے تھے یہان تک کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی پھر اسیطرح ابو بکر صدیق رض کی خلافت مین کیا پھر
عمر رض خلیفہ ہوے پس لوگون نے ایسا ہی کیا پس فرمایا اون سے عمر رضنے کہ تم لوگ گروہ اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو جب تم مختلف ہو جاؤگے تو تمہارے بعد آدمی بھی اختلاف
کرینگے اور لوگ زمانہ جاہلیت سے قریب ہین پس اجماع کرو تم ایسی شی پر کہ تمہارے بعد جو آوین
وہ بھی اوسپر اجماع کرلین پس اجماع کیا اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر کہ معلوم کرین
آخر جنازے کو کہ جسپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات سے پہلے تکبیر کہی ہو پس اوسی کو اخذ
کرلین اور اوسکے ماسوا کو ترک کردین سو غور کیا اونھون نے پس پایا آخر جنازے کو کہ اوسپر
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیرین کہی تھین اور اس حدیث مین انقطاع ہی درمیان
ابراہیم رح اور عمر رض کے اور انقطاع ہمکو کچھہ مضر نہین علاوہ اسکے امام احمد نے اس حدیث کو دوسری
سند سے موصول بھی روایت کیا ہی اسیطرح چار تکبیرین مستدرک حاکم مین اور سنن بیہقی مین
اور طبرانی اور مسند بزار وغیرہ مین آئی ہین اور بعضون نے حدیث نجاشی کو جو بخاری اور مسلم

مین آئی ہی ناسخ کہا ہی اس لیے کہ راوی اوسکے ابوہریرہ ہین اور اسلام اونکا اخیر مین ہی اور حق نسخ ہی
کیونکہ اسناد کا ضعف ضرر نہین کرتا ہی جبکہ تائید اوسکی ہو جاوے تو وہ صحیح ہو جاوے گی اور بیان
تائید ہو گئی ہی اور وہ کثرت سے روایتون کا وارد ہونا اور تمام جہان مین منتشر ہو جانا ہی خصوصًا
کثرت روایت صحابہؓ سے تین تحقیق وہ دلالت کرتا ہی کہ آخر مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے چار کا
تقرر ہو گیا تھا علاوہ اس کے حدیث ابوحنیفہؒ کے صحیح ہی اگرچہ مرسل ہی بسبب صحیح ہونے مرسل کے
بعد ثقہ ہونے راویون کے نزدیک ہمارے اور نزدیک انکار کرنے والون مرسل کے جسوقت وہ
قوت پا جاوے تو صحیح ہی اور یہ ایسی ہی کیونکہ اسکو قوت بوجہ کثرت طرق اور راویون کے حاصل
ہو گئی ہی اور اس سے غالب ظن حقیت کا ہی انتہے ملتقطًا گو اسمین عبارت امام نووی کی کافی تھی
مگر سندًا عبارت حنفیہ کی بھی لکھدی ہی تاکہ معلوم ہو جاوے کہ حنفیہ کے یہان بھی خوب تحقیق
کی گئی ہی **قال** مسئلہ ہشت و پنجم شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جنازے کی نماز
مین سورہ فاتحہ اور سورت پڑھنی درست نہین الخ **اقول** ارکان اربعہ مین لکھا ہی وَلَا
يُقْرَأُ فِي صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ الْقُرْاٰنُ لِمَا رُوِيَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاَخْلِصُوْا
لَهُ الدُّعَاءَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْرَأُ
فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ رَوَاهُ الْاِمَامُ مَالِكٌ یعنی اور نہ پڑھا جاوے جنازے کی
نماز مین قرآن بسبب اوس حدیث کے جو ابوہریرہ سے روایت ہی کہا اونھون نے سنا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جسوقت نماز پڑھو تم جنازے پر پس خالص کرو واسطے
اوسکے دعا کو روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور بسبب اوس حدیث کے جو نافع سے مروی ہی کہا
اونھون نے تحقیق عبداللہ بن عمر قرآن نہین پڑھتے تھے جنازے کی نماز مین روایت کیا
اسکو امام مالک نے انتہے اور فتح القدیر مین ہی لَا يَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ اِلَّا اَنْ يَقْرَأَهَا بِنِيَّةِ الثَّنَاءِ
یعنی نہ پڑھے سورہ فاتحہ مگر یہ کہ پڑھے اوسکو نیت ثنا سے انتہے اور عینی شرح ہدایہ مین

هو وان قرأ الفاتحة على نية الدعاء جاز وليس في صلوة الجنازة قراءة
القرآن عندنا قال ابن بطال وممن كان لا يقرأ في الصلوة على الجنازة
وينكر عمر بن الخطاب وعلي بن ابي طالب وابن عمر وابو هريرة ومن
التابعين عطاء وطاؤس وسعيد بن المسيب وابن سيرين وابن جبير والشعبي
والحكم وقال مالك قراءة الفاتحة ليست معمولا بها في بلدنا في صلوة
الجنازة یعنی اگر پڑھی الحمد بنیت دعا کے جائز ہی اور نہین ہی نماز جنازہ مین پڑھنا قرآن
کا نزدیک ہمارے کہا ابن بطال نے اور اون شخصون مین سے جو جنازے کی نماز مین نہین
پڑھتے تھے اور انکار کرتے تھے عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالب اور ابن عمر اور ابو ہریرہ ہین
اور تابعین مین سے عطا اور طاؤس اور سعید بن المسیب اور ابن سیرین اور ابن جبیر او شعبی
او حکم ہین اور کہا امام مالک نے سورت فاتحہ کے پڑھنے پر جنازے کی نماز مین ہمارے شہر
مین (یعنی مدینہ شریف مین) عمل نہین ہی انتہے اور کہا امام طحاوی نے ولعل قراءة بعض
الصحابة في صلوة الجنازة كان بطريق الثناء والدعاء لا على وجه
القراءة یعنی اور شاید پڑھنا بعض صحابہ کا سورت فاتحہ کو نماز جنازہ مین بطریق ثنا
اور دعا کے تھا نہ بطریق قراءت کے انتہے **حاصل** یہ ہی کہ حنفیہ سورت فاتحہ کو مطلق نہین
منع کرتے ہین بلکہ بہ نیت دعا وثنا کی درست رکھتے ہین اور جن روایات مین پڑھنا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم یا صحابہ کا ثابت ہوا اوسکو اسی پر محمول کرتے ہین پس مخالفت حدیث کی ان پر نہین
لازم ہوئی یہی صورت تطبیق کی ہی **قال** سطر بست وششم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکھا ہی کہ نماز جنازے کی مسجد مین پڑھنی درست نہین الخ **اقول** اگر اسی حدیث مسلم
کو معترض صاحب غور فرماتے تو اوس سے یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ امام صاحب کا خود خلاف
نہین بلکہ حدیث مسلم سے خود سمجھا جاتا ہی کہ صحابہ نے انکار کیا اور مسلم کی دوسری روایت
مین یہ الفاظ ہین فبلغهن ان الناس عابوا ذلك وقالوا ما كانت الجنائز

يُدْخَلُ بِهَا الْمَسْجِدَ یعنی پس خبر پہونچی ازواج مطہرات کو کہ صحابہ نے عیب جانا اسکو اور کہا نہین تھے جنازے کہ داخل کیے جاتے ہون مسجد مین انتہٰی اس سے خوب معلوم ہوتا ہی کہ زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین یہ دستور نہ تھا اور ثبوت دو کی نماز پڑھنے سے یہ نہین کہ سکتے کہ ہمیشہ یون ہی ہوتا تھا اگر یہ امر مسنون ہوتا تو ایک مخلوق مسلمانون کی جو مدینے شریف مین وفات پائی سب کے جنازے نماز کے لیے مسجد مین ضرور داخل کیے جاتے اور عائیشہ رض یون فرماتین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین نماز پڑھتے تھے تمام عمر مین کل دو شخصون کی نظیر بتلائی پھر صحابہ کا انکار کرنا اور معیوب سمجھنا اس امر کو مقتضی ہی کہ مسجد سے باہر پڑھنے پر امر قرار پایا تھا فتح القدیر مین ہی کہ ابوداؤد اور ابن ماجہ مین ابوہریرہ رض کی روایت سے یہ حدیث آئی ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلٰى مَيِّتٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا أَجْرَ لَهُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص نماز پڑھے جنازے کی مسجد مین پس واسطے اوسکے کوئی اجر نہین انتہٰی اور یہ حدیث مستند ہی حجت لائے اسکی صحت پر علامہ عینی اور شیخ الاسلام ابن ہمام شرح ہدایہ مین اور برہان شرح مواہب الرحمن مین سے وَصَلٰوةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى سُهَيْلٍ وَاقِعَةُ حَالٍ لَا عُمُوْمَ لَهُ فَيَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ بِضَرُوْرَةِ كَوْنِهِ مُعْتَكِفًا وَلَوْ سُلِّمَ عَدَمُهَا فَإِنْكَارُ الصَّحَابَةِ عَلَيْهَا دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّهُ اسْتَقَرَّ الْحُكْمُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَلَى التَّرْكِ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَا أَنْكَرُوْهُ عَلَيْهَا وَصَلٰوةُ الصَّحَابَةِ عَلٰى أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فِي الْمَسْجِدِ كَانَتْ لِعُذْرِ دَفْنِهِمَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی اور نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سہیل پر واقعہ حال کا ہی عام نہین پس جائز ہی کہ ہووے بسبب ضرورت اعتکاف کے اور اگر تسلیم کیا جائے عدم ضرورت کو سو انکار کرنا صحابہ کا عائیشہ رض پر دلیل اسکی ہی کہ بعد اسکے ترک پر حکم قرار پایا تھا اور اگر یہ نہوتا تو انکار صحابہ نہ کرتے اور نماز صحابہ کی ابوبکر اور عمر پر مسجد مین بسبب عارضہ دفن ہونے اونکے کے نزدیک رسول اللہ صلے اللہ علیہ کے تھی انتہٰی

فتح القدیر باب الصلوٰۃ علی المیت

برہان شرح مواہب الرحمن باب الصلوٰۃ علی المیت

اور علامہ عینی شرح ہدایہ کے اسی مقام پر لکھتے ہین وَعَلیٰ کُلِّ تَقدِیرٍ اَلصَّلوٰۃُ عَلَی الجَنَازَۃِ خَارِجَ المَسجِدِ اَولیٰ وَاَفضَلُ بِلَا وُجُوبٍ لِلخُرُوجِ عَنِ الخِلَافِ لَاسِیَّمَا فِی بَابِ العِبَادَاتِ یعنی اوپر ہر تقدیر کے نماز جنازے کی خارج مسجد کے بہتر اور افضل ہی بغیر وجوب کے بوجہ خارج ہونے کے خلاف سے خصوصًا باب عبادات مین انتہی اور امام مالک رح کا بھی یہی مذہب ہی کہ مسجد مین نماز جنازہ نچاہیے **قال** مسئلہ ثبت وغیرہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ نہ مارے حد مولا غلام اپنے کو مگر ساتھہ اذن امام کے الخ **اقول** شرح کنز الدقائق مین عینی نے لکھا ہی وَلَنَا مَا رُوِیَ عَنِ العَبَادِلَۃِ الثَّلٰثَۃِ مَوقُوفًا وَمَرفُوعًا اَربَعَۃٌ اِلَی الوُلَاۃِ الحُدُودُ وَالصَّدَقَاتُ وَالجُمُعَاتُ وَالفَیءُ وَعَن عَلِیٍّ مِثلُہٗ وَالمُرَادُ بِمَا رُوِیَ التَّسبِیبُ بِالمُرَافَعَۃِ اِلَی الحُکَّامِ لَا المُبَاشَرَۃُ بِغَیرِ اِذنِ الاِمَامِ اَو یَکُونُ ذٰلِکَ اِذ نَّا مِنہُ عَلَیہِ السَّلَامُ لِلمَوَالِی بِاَن یُقِیمُوا الحُدُودَ عَلَیہِم وَعِندَنَا تَجُوزُ اِقَامَتُہٗ لِلمَولیٰ بِاِذنِ الاِمَامِ یعنی اور ہماری دلیل وہ ہی جو عبادلہ ثلاثہ یعنی ابن مسعود اور ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت موقوف اور مرفوع آئی ہی کہ چار چیزین حکام کے اختیار مین ہین حدود اور صدقات اور جمعات اور غنیمت اور علی رض سے بھی ایسا ہی مروی ہی اور مراد اوس سے جو مروی ہی سبب کرنا مولا کا ہی واسطے مرافعہ کی طرف حکام کے نہ خود بغیر اذن امام کے حد قایم کرنا یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موالی کو اذن دیا ہو کہ حدود غلامون پر قائم کرین اور نزدیک ہمارے جائز ہی حد قائم کرنا مولی کو اذن امام سے انتہی خلاصہ یہ کہ یا تو انکو باعتبار سبب کے فرمایا کہ حکام کو اطلاع کر دیا کرین اور کچھ شفقت بوجہ مملوک ہونیکے حدود مین نکیا کرین یا خود انکو فرمایا کہ تم حد قائم کیا کرو مگر اسمین اذن اور غیر اذن کا کچھ ذکر نہین پس ان حدیثون سے جو عبادلۂ ثلثہ سے مروی ہین معلوم ہوا کہ حد مولی قائم کرے مگر امام کے اذن سے ہو اگر بعد اذن امام کے حد قائم کرینگے تو بھی یہ حدیث حد قائم کرنے کی اون پر صادق آئیگی پس تطبیق سب احادیث مین ہو جائے گی آخر اسمین تو سب کا اجماع ہی کہ اگر مولا اپنے ہاتھہ سے

عینی شرح ہدایہ

عینی شرح کنز الدقائق

حد نہ مارے بلکہ دوسرے کو حکم کرے تو بھی خلاف حدیث نہوگا حال آنکہ ظاہر حدیث کے خلاف ہی
اسی طرح یہان سمجھنا چاہیے کہ بعد اذن امام کے خلاف حدیث نہوگا البتہ اگر حدیث مین تصریح
ہوتی کہ بغیر اذن کے حد مارنی چاہیے تو بیشک خلاف حدیث لازم آتا بلکہ دوسری احادیث سے
اذن امام صاحب ثابت ہوتا ہی اور اس حدیث کی مؤید وہ حدیث ہی جو مصنف ابن ابی شیبہ
مین حسن بصری سے اور دوسری عطا خراسانی سے اور تیسری عبد اللہ بن جریر سے اسی مضمون
کی آئی ہی گو مرفوع نہو مگر ایسے ایسے محققین بغیر کسی اصل کے ہرگز نہین کہہ سکتے پس اگر حدیثین
جو صحیحین مین وارد ہی مولی کی ہی جانب اقامت حدود رکھی ہاے مگر اذن امام ان حدیثون
سے اوس مین کہا جائے تو کچھ حدیث اذن امام کا انکار نہین کرتی گو معترض صاحب کو انکار
ہی پس اس صورت مین تو بلا تکلف درست ہی اور اگر معنی سبب لیا جائے تو بھی بعید نہین ہے
قسم کے محاورات بہت آئے ہین قرآن شریف مین ہی یَا هَامَانُ ابْنِ لِی صَرْحًا یعنی اے
ہامان بنا تو واسطے میرے ایک محل انتہے اور ظاہر ہی کہ بنانے والے معمار اور مزدور ہون گے
اور مثلاً قَتَلَ الْاَمِیْرُ فُلَانًا وَنَادَی الْاَمِیْرُ فِی النَّاسِ یعنی قتل کیا بادشاہ نے فلان
شخص کو اور منادی کی بادشاہ نے آدمیون مین انتہے ظاہر ہی کہ قتل کا سبب بادشاہ ہی باعتبار سبب کے
اوسکی طرف نسبت کردی ہی اسیطرح نداکرنیوالا اور شخص ہوتا ہی فقط بوجہ سبب کے بادشاہ کیطرف
نسبت کردیجاتی ہی غرض اگر غور کیا جائے تو مخالفت کا نام ونشان بھی نہین ورنہ بے انصافی
سے گھر مین بیٹھے جہان چاہو مخالفت کہدو ہان منصف آدمی ایسے اشارات کو خوب سمجھ جاتا ہی

قال مسلہ بست وہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کہے شوہر اپنی عورت کو حمل
تیرا مجھ سے نہین ہی تو نہین ہی لعان یہ مذہب ہی امام اعظم اور اونکے شاگرد زفر کا سوا امام اعظم
اور راون کے شاگرد زفر نے اس مسلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین
روایت ہی سہل بن ساعدی سے کہ عویمر عجلانی کی عورت نے زنا کیا ایک مرد سے اور حمل ہوا
اوسکو تو فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عویمر کو کہ تحقیق وحی اوتاری گئی ہی بیچ قصے تیرے

حاشیہ: [illegible] مصنف ابن ابی شیبہ [illegible]

کے اور صورت تیری ہی کے پس لعان کی دونون نے یعنی میان بیوی نے

اقول

امام صاحب فرماتے ہین کہ اگر فقط حمل کا انکار کریگا تو بوجہ عدم تیقن حمل نہوگا ہان اگر
زنا کا دعوا کیا یا یون کہا کہ یہ حمل زنا کا ہی اسصورت مین لعان آجاویگا کیو نا کو ذکر کر دیا
پس امام صاحب کے نزدیک حدیث مین لعان بوجہ قذف کے ہی انکار حمل سے ہین اب اوس حدیث
کو ہم لکھتے ہین کہ جسمین معترض صاحب نے تحریف کی ہی اور الفاظ سابق چھوڑ گئے ہین ناظرین با
انصاف خود ملاحظہ کر لینگے کہ اس حدیث مین انکار حمل کا پتا بھی نہین اِنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ
جَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ رَجُلًا وَجَدَ
مَعَ امْرَاَتِہٖ رَجُلًا اَیَقْتُلُہٗ اَوْ کَیْفَ یَفْعَلُ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ فِیْ شَاْنِہٖ مَا ذُکِرَ فِی
الْقُرْاٰنِ مِنْ اَمْرِ التَّلَاعُنِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَدْ قَضَی اللّٰہُ فِیْکَ
وَفِیْ امْرَاَتِکَ قَالَ فَتَلَاعَنَا فِی الْمَسْجِدِ یعنی تحقیق ایک شخص انصاری خدمت مین رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ خبر دیجیے اوس شخص کی کہ اپنی عورت کے
ساتھ کسی شخص کو پاوے کیا اوسکو قتل کرے یا کیا کرے پس نازل کی اللہ تعالی نے اوسکی شان مین وہ
آیت لعان کی جو قرآن مین مذکور ہی پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق حکم کیا ہی اللہ تعالی نے
تیرے اور تیری جورو کے قصے مین کہا راوی نے پس لعان کیا دونون نے مسجد مین انتہی اس عبارت کے
بعد راوی کا یہ قول ہی وَکَانَتْ حَامِلًا وَکَانَ ابْنُہَا یُدْعٰی لِاُمِّہٖ یعنی اور تھی وہ عورت حاملہ
اور لڑکا اوسکا اپنی مان کے نام سے پکارا جاتا تھا انتہی پس ظاہر ہی کہ اوس شخص قاذف کا ہر گز یہ
دعوا نتھا کہ یہ حمل مجھسے نہین ہی بلکہ الفاظ زنا سے اوسنے تعبیر کیا تھا البتہ زنا کے دعوے سے لازم
آجاتا ہی کہ حمل کا بھی منکر ہی مگر اوس شخص کے کلام مین کہین کسی حدیث سے انکار حمل نہین ہان الفاظ زنا
بالتصریح موجود ہین چنانچہ اسی حدیث بخاری مین وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِہٖ کے لفظ سے قذف زنا ثابت
ہوتا ہی پس واسطے ثابت کرنے مخالفت امام صاحب کے یون کہنا کہ لعان فقط انکار حمل سے حدیث
مین وارد ہوا ہی ہر گز ہر گز کسی حدیث سے ثابت نہین پس اس مسئلے کو مخالف حدیث کے کہنا

ایکا عین مغالطہ ہے فَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا
وَلَنْ تَفْعَلُوا **اقول** مسلہ ثبت ونہم عینی شرح ہدایہ میں اور شیخ عبدالحق نے ترجمہ مشکوٰۃ میں لکھا ہے
کہ پگڑی پر مسح کرنا درست نہیں اور یہی مذہب ہے امام اعظمؒ اور امام شافعی اور امام مالک کا سوا امام اعظمؒ
اور امام شافعی اور امام مالکؒ نے اس مسلے میں خلاف کیا ہے ان دو حدیثوں کا پہلے حدیث مسلم
میں روایت ہے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پھر
مسح کیا اپنی پیشانی کے بالوں پر اور پگڑی پر اور موزوں پر الخ **اقول** شرح سفر السعادت
میں لکھا ہے کہ امام محمدؒ نے اپنی موطا میں تحریر کیا ہے کہ امام مالکؒ نے کہا کہ ہمکو جابرؓ کی خبر پہنچی کہ اون
لوگوں نے عمامہ پر مسح کرنے کو دریافت کیا کہا اونھوں نے نہیں جائز ہے جب تک پیشانی و سر پر
مسح کرے اور ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور یہی قول ہے ابوحنیفہ کا اور نافع کہتے ہیں کہ میں نے صفیہ ابو عبید
کی دختر یعنی زوجہ عبداللہ بن عبداللہ بن عمر کو وضو کرتے ہوئے دیکھا اور مسح کرتے ہوئے سر کا خمار علحدہ کرکے اور خبر
پہونچی ہمکو کہ اول عمامہ کا مسح مقرر تھا اوسکے بعد ترک کردیا گیا اور منسوخ ہوگیا اور یہی ابوحنیفہ و تمام
فقہا ہمارے کا قول ہے اور ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ اونھوں نے اپنے باپ عروہ بن زبیر کو
دیکھا کہ عمامہ کو علحدہ کیا پھر مسح کیا انتہی اور امام نووی محدث شرح مسلم میں لکھتے ہیں وَلَوِ اقْتَصَرَ عَلَى
الْعِمَامَةِ وَلَمْ يَمْسَحْ شَيْئًا مِنَ الرَّأْسِ لَمْ يُجْزِهِ ذَلِكَ عِنْدَنَا بِلَا خِلَافٍ وَهُوَ
مَذْهَبُ مَالِكٍ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَأَكْثَرِ الْعُلَمَاءِ یعنی اور اگر فقط عمامے کا مسح کیا اور سر کو
مطلق نچھوا تو نہیں کافی ہوگا نزدیک ہمارے بلا خلاف اور یہی مذہب ہے امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ
اور اکثر علما کا انتہی پس معلوم ہوا کہ جمہور اسیطرف گئے ہیں اور بعض نے ظاہر لفظ سے اخذ کیا ہے مگر
اور حدیثوں میں برابر سر کا مسح ثابت ہوتا ہے اور کیوں نہو کہ قرآن شریف میں صریح مسح سر کا
حکم موجود ہے اور حدیث مسلم میں بھی جو کہ معترض نے نقل کی ہے پیشانی اور پگڑی پر مسح ثابت ہے
چونکہ بقدر فرض جو مقدار پیشانی ہے مسح کرنا ضروری ہے فقط بیان کرنا پگڑی کے مسح کا ضرور تھا تا
کہ معلوم ہو جائے کہ کل سر کا مسح پہلے اکثر آپ کیا کرتے تھے اب اگر بقدر فرض سر کا مسح ہو جائے

شرح سفر السعادت

شرح مسلم جلد اول

اور باقی کو پگڑی پر ہو تو بھی جائز ہی اسیوجہ سے راوی نے ذکر کیا فقط پگڑی کو بیان جواز کے لیے
کچھ حصر کیواسطے نہین بلکہ مقدار پیشانی ہر حالت مین ضروری ہی یا یون کہین کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے پیشانی کا مسح کر کے پگڑی کو سر مبارک پر جمایا ہو گا راوی نے دیکھکر یون جانا کہ مسح
کرتے ہین غرض کہ بوجہ مخالف ہونے ظاہر حدیث کے آیت قرآنی اور دوسرے احادیث اور جمہور
محققین کی عقل سے ظاہر حدیث پر عمل نہ کیا گیا اور اسکو اسی معنون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف نسبت نہ کیا بلکہ راوی کی طرف سے شبہ یا مجاز قرار دیا گیا پس اسقدر عقل سے کام لینا
حنفیہ کے یہان نہایت ضروری ہی اگر عقل اسکے کام نہ آئے تو پھر کس کام آئے گی اسی کو توسط بین الافراط
والتفریط کہتے ہین **قال** مسلہ ششم کنز الدقائق مین لکھا ہی کہ ایک وقت مین دو نمازون کا جمع
کرنا بسبب عذر کے یعنی سفر اور بارش اور مرض مین جائز نہین الخ **اقول** اس مین طعن
مذہب حنفیہ پر کسی طرح سے درست نہین ہی اسوجہ سے کہ انھون نے بے دلیل حکم ممانعت کا نہین دیا
بلکہ اون کے پاس اس کے دلائل موجود ہین اور جو دلائل شافعیہ کے ہین اونکے جوابات بھی کتب حنفیہ
مین مرقوم ہین ذرا آنکھین کھول کے دیکھیے اور اندھون کی طرح بدزبانی نہ کیجیے چنانچہ علامہ زیلعی رح
تبیین الحقائق مین لکھتے ہین کہ ہماری حجت وہ نصوص ہین جو اوقات کی تعیین کرتے ہین مثل قول
اللہ تعالے کے أَقِمِ الصَّلَوٰةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ اور سوا اسکے آیتین اور حدیثین ہین پس ترک کرنا
اسکا جائز نہین جب تک کہ دوسری دلیل مثل قرآن کے قطعی الثبوت نہ پائی جائے اور کہا عبد اللہ
ابن مسعود رضی نے قسم ہی اوس ذات کی کہ کوئی معبود نہین اوسکے سوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کوئی نماز نہین
پڑھی مگر اپنے وقت پر لیکن دو نمازین کہ جمع کین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان ظہر اور عصر کے
عرفے مین اور درمیان مغرب و عشا کی مزدلفہ مین روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے
اور ابن عمر رض سے مروی ہی کہ کہا اونھون نے نہین جمع کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے درمیان
مغرب اور عشا کے سفر مین کبھی مگر ایک بار اور اسقدر تاخیر کرنے مین کہ پہلی نماز کا وقت نکل جاوے
اور دوسری نماز کا وقت داخل ہو جاوے بیشک تفریط ہی اور تحقیق فرمایا ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ

وسلم نے کہ سونے مین تفریط نہین ہی بلکہ تفریط (یعنی قصور کرنا) جاگنے مین ہی بایں طور کہ تاخیر کیجاوے
نماز دوسرے وقت تک روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے کہا ابوجعفر نے کہ فرمانا آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کا اس حدیث کو اس حال مین کہ آپ سفر مین تھے دلالت کرتا ہی کہ ارادہ کیا آپ نے اس سے
مسافر اور مقیم کا بس جانا گیا اس سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے واسطے احتراز تفریط کے جمع نہین
کیا اور مطلب اوس روایت کا جس مین جمع آئی ہی اگر صحیح ہو جائے تو یہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
ظہر کے آخر وقت مین نماز پڑھی اور عصر کے اول وقت مین اَیسیہی مغرب اور عشا مین کیا پس جمع کرنا فعل مین ہوا
ایک وقت مین نہوا اور راوی نے جو تصریح کی ہی کہ پہلی نماز کا وقت خارج ہوگیا تھا اوسکو مجاز کہنا چاہیے
کیا جائے گا مگر باعتبار قریب ہونے خروج کے بولا گیا ہی جیسے قول اللہ تعالے کا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ
فَاَمْسِكُوْهُنَّ یعنی جب قریب اختتام عدت کے پہونچین تو روکو اونکو اس لیے کہ بعد عدت کے
روکنے پر قادر نہین ہوتا یا اس قول راوی کو اسپر حمل کرین گے کہ اونکو اس کا گمان ہوگیا اور اوسکی
نظیر وہ حدیث ہی جو جبرئیل علیہ السلام کی امامت مین مروی ہی کہ اونھون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کو ظہر کی نماز دوسرے دن اوسوقت پڑہائی کہ جسوقت پہلے دن عصر کے نماز پڑھائی تھی یعنی
قریب عصر کے وقت آگیا تھا یا یون کہین کہ راوی نے یہ گمان کر لیا کہ دونون نمازین ایک ہی
وقت مین واقع ہوئین اور اس تاویل کے صحیح ہونے پر وہ حدیث دلیل ہی جو نافع سے مروی
ہی کہا اونھون نے نکلا مین ساتھ ابن عمر رضہ کے سفر مین اور آفتاب غروب ہوگیا تھا پس جب دیر
ہوئی تو مین نے کہا نماز رحم کرے اللہ تمپر پس دیکھا میری طرف اور چلے یہان تک کہ جب آخر شفق
کا وقت آیا تو اوترے پس نماز مغرب کی پڑھی پھر تکبیر عشا کی کہی اور تحقیق شفق جاتی رہی تھی پھر
نماز پڑھائی ہمکو پھر متوجہ ہوے طرف ہمارے اور فرمایا تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو
جب سفر مین عجلت ہوتی یون ہی کرتے اور کہا راوی نے یہ حدیث صحیح ہی کہا عبداللہ نے اور یہ دلیل
اسپر نص ہی کہ ہر ایک کو دونون نمازون مین سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وقت پر اوس کے
پڑھا ہی اور کہا نافع اور عبداللہ بن واقد نے کہ مؤذن ابن عمر رضہ نے نماز کو کہا فرمایا چل یہان تک

کہ جب قریب غائب ہونے شفق کے وقت پونہچا اوترے پس مغرب کی نماز پڑھی پھر انتظار کیا یہانتک
کہ شفق غائب ہوگئی پھر عشا کی نماز پڑھلی پھر فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جب جلدی سفر کی
ہوتی تو ایسا ہی کرتے تھے جیسا کہ مین نے کیا اور یہ حدیث پہلی حدیث سے بھی صریح تر زیادہ ہی اور
ابن عمر سے وقت مین الفاظ مختلفہ روایت کیے گئے ہین اور عبد الحق نے احکام مین ذکر کیا ہی کہ جو حدیث
ابن عمر سے ان دونون نمازون کے جمع کرنے مین مروی ہی اسناد اوسکی صحیح ہی اور راوی اوس کے
کل ثقہ ہین لیکن بعض مین وہم ہی اور صحیح اون سے روایت جابر کی ہی اور جو اوس کے معنون مین ہی اور
تحقیق کیا اونھون نے کہ ہر نماز دو نمازون مین سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی وقت پر
پڑھی ہی اور رہ حدیث جسکو روایت کیا شافعی نے حدیث ابو الطفیل سے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث
غریب ہی اور کہا ابوداود نے نہین قایم ہی کوئی حدیث تقدیم وقت مین اور کہا حاکم نے حدیث ابو الطفیل
کے موضوع ہی ولیکن حدیث انس کی پس احتمال ہی کہ جمع کلام زہری کا سے ہو کیونکہ زہری حدیث کو
اکثر اپنے کلام کے ساتھ ملا دیا کرتے تھے حتی کہ وہم ہوتا تھا کہ یہ لفظ حدیث ہی مین ہی اور تحقیق انکار کیا
عایشہ صدیقہ نے اوس شخص سے جو ایک وقت مین جمع کرنے کو کہتا ہی اور حدیث اونکی پہلی ہمارے واسطے
بھی حجت ہی اس لیے کہ اوسمین سوائے ذکر تاخیر اور تقدیم کے اور کچھ نہین اور یہ منافی اوس کے نہین جو
ہمنے کہا ہی انتہے کلام الزیلعی اور شرح سفر السعادت مین ہی کہ امام محمد نے اپنی موطا مین لکھا ہی کہ ہمکو عمر سے یہ
روایت پونہچی ہی کہ اونھون نے اپنے عاملون کو اطراف مین لکھ بھیجا اور ممانعت کی اونکو اس بات سے
کہ جمع کرین وہ دو نمازون کو ایک وقت مین اور خبر کردی اون کو کہ ایک وقت مین دو نمازین جمع کرنی
گناہ کبیرہ ہی اور بیان کیا ہی اس خبر کو ہمسے ثقات نے علاء بن الحارث سے اونھون نے مکحول سے
روایت کی ہی اور چونکہ تعیین اوقات قطعی اور متواتر ہی پس خبر آحاد اوسکے معارض نہین ہوسکتی بخلاف
افطار اور قصر صلوۃ کے سفر مین کہ دونو نص قرآنی سے ثابت ہین اور روایت کی ہی بخاری اور مسلم نے
عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا اونھون نے نہین دیکھا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ پڑھی ہو
نماز کو اوس کے غیر وقت مین پڑھی ہو مگر دو نمازین مغرب اور عشا کی کہ جمع کیا ہی اونکو مزدلفہ مین

[illegible]

اور احادیث میں جمع کرنا ظہر اور عصر کو عرفات میں بھی آیا ہی اور یہ جمع کرنا بجہت ارکان حج کے تھا نہ بوجہ
سفر کے کہ ترمذی نے روایت کی ہی کہ لوگوں نے سالم بن عبد اللہ بن عمر سے دریافت کیا کہ آیا عبد اللہ
نے کسی شب جمع کیا ہی سفر میں کہا نہیں مگر مزدلفے میں اور احادیث جمع تقدیم کی صحاح میں بہت
کم ہیں اور روایت میں بخاری کے اختلاف ہی اسیواسطے بہت ایمہ اوسکے قائل نہیں ہیں پس
نزدیک جمع تاخیر بعض وقت میں اور تاویل اوسکی یہ ہی کہ مراد جمع بین الصلوتین سے تاخیر کرنا اول نماز کا
اور گذارنا آخر وقت اوس کے میں اور جلدی کرنا دوسری نماز کا اور ادا کرنا اول وقت اوسکے میں اور بعضوں
نے اسکا جمع صوری نام رکھا ہی اس لیے کہ صورۃً جمع ہی حقیقۃً نہیں اور جمع کا اطلاق ایسی صورت پر
جو کہ حنفیہ نے جمع کرنا سفر میں ذکر کیا ہی باب استحاضہ میں حمنہ بنت جحش کی حدیث میں بھی ایسی
آیا ہی اگرچہ لفظ حدیث بعض روایات میں یہ ہی کہ وقت عصر میں پڑھتے تھے مگر یہ محمول اسی صورت پر
ہی بوجہ اون دلائل کے جو مذکور ہوے اور بعض روایات میں تخفیف اور دفع حرج جو آگیا ہی کہ جمع
کرتے تھے تاکہ اپنی امت کو حرج میں نہ ڈالیں اسوجہ سے ہی کہ اس میں وسعت ہی کہ اگر کسی کو
فراغت اور رفاہیت اول وقت میں ہو تو اول وقت پڑھے ورنہ تاخیر کرے اور آخر وقت میں ادا
کرے تاکہ اول وقت دوسری نماز کو متصل ہو جائے اور تخفیف اور وسعت اس طریقے کی جاری
کرنے میں ظاہر ہی اور امام محمد اپنی موطا میں کہتے ہیں کہ ہمکو ابن عمر سے پہنچا ہی کہ اونھوں نے مغرب
کی نماز قبل غروب شفق ادا کی برخلاف روایت امام مالک کے کہ کہا اونھوں نے یہاں تک
کہ غائب ہو گئی شفق اور جامع الاصول میں ابو داود کی روایت نافع اور عبد اللہ بن واقد سے
آئی ہی کہا موذن ابن عمر نے نماز کو فرمایا چل اقبل غروب شفق تک پس اوترے اور نماز مغرب
پڑھی پھر انتظار کیا یہان تک کہ شفق غائب ہو گئی پھر عشا پڑھی پھر کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو کسی کام کی جلدی ہوتی تو کرتے جیسا کہ مین نے کیا ہی یہ جو مذکور ہوا جمع بین الصلوتین
مسافر کے واسطے تھا لیکن مقیم کے واسطے پس ترمذی کہتے ہیں کہ بعض اہل علم جمع بین الصلوتین
مریض کے واسطے بھی کہتے ہیں اور بعض بارش میں جمع کرنے کی طرف گئے ہیں اور ترمذی ہاسنے

ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کہا ابن عباس نے مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ
فَقَدْ اَتٰى بَابًا مِنْ اَبْوَابِ الْكَبَائِرِ یعنی جس شخص نے جمع کیا درمیان دو نمازوں کے بغیر عذر سے
پس تحقیق آیا وہ دروازے پر گناہ کبیرہ کے دروازوں میں سے اور عمل اسی پر ہے نزدیک جمہور
امت کے کہ جمع کیا جاوے درمیان دو نمازوں کے مگر سفر میں یا عرفے میں انتہے کلام الترمذی
اور مسلم طرق متعددہ سے ابن عباس رض سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جمع کیا درمیان ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کے مدینے شریف میں بلا خوف کے اور بغیر بارش کے
اور ایک روایت میں ہے بخوف کے سفر میں دریافت کیا ابن عباس رض سے کہ کیوں ایسا کیا کہا
تاکہ مشقت اور تنگی میں امت آپکی نہو اور ترمذی بھی ابن عباس سے جامع ترمذی میں اس حدیث
کو لائے ہیں اور امام نووی نے ترمذی سے نقل کی ہے کہ کہا اونھوں نے کہ میری کتاب میں کوئی
ایسی حدیث نہیں کہ تمام امت نے اوسکے ترک پر اجماع کر لیا ہو مگر حدیث جمع کے بلا خوف اور بارش
کے اور حدیث قتل کرنے شراب پینے والے کی چوتھی مرتبہ اور نووی کہتے ہیں کہ یہ بات ترمذی کی حدیث
قتل میں مسلم میں ہے اسواسطے کہ وہ منسوخ بالاجماع ہے اور عمل اوسپر کل امت کا متروک ہے لیکن
حدیث جمع بخوف و مطر کی سوا اوسکے بعضے بوجہ عذر مرض کے قائل ہیں اور بعضے مثل ابن سیرین اور
اشہب کے بجہت ضرورت کے بھی جمع کرنے کے قائل ہیں اوس شخص کے واسطے کہ عادت نہ کرلے
اسیواسطے عدم حرج کی علت مرض وغیرہ بیان کرتے ہیں انتہے کلام النووی اور یہ حدیث
بھی نزدیک حنفیہ کے اوسی پر محمول ہے جو باب سفر میں بیان ہوئی باوجودیکہ اونھوں نے کہا ہے
کہ بعض پرکھنے والے حدیث کو بعض حدیثوں مسلم میں کلام ہے اور شاید یہ حدیث اوسی قبیل سے ہو
واللہ تعالے اعلم انتہے عبارت شرح سفر السعادت پس اس سے واضح ہوا کہ حنفیہ کا مسلک بہت با احتیاط
ہے حدیث بخاری اور مسلم ہی کی کافی تھی مگر بنظر احتیاط اور محدثین بھی لکھدیں جنسے معلوم ہوتا ہے
کہ امام صاحب کی رائے موافق قرآن اور حدیث کے ہے اگر اسیکا نام مخالفت ہے تو پھر موافقت
مثل عنقا ہو جائے گی اور کہیں احادیث متعارض ہیں وجہ توفیق کی آپ سے بن نہ آنے گی

جسطرح تطبیق احادیث مین حنفیہ دیتے ہین دوسرے مذہب مین یہ بات نہین بلکہ بعض احادیث
کا ترک ضرور لازم آتا ہی اس تطبیق مین آدمی کی تشکین ہوجاتی ہی کہ عجب ہین جو راوی سے تصریحاً یا مجازاً
یہ صادر ہوا ہو ایسا اکثر جگہ ثابت ہی **قال** مسلٔہ سی وکیم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ
امام اگر نماز مین قرآن دیکھکر پڑھے تو نماز فاسد ہوجاتی ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم رحنے
اس مسلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری مین ہی کہ امامت کرواتا تھا حضرت عایشہ کو ذکوان
غلام اون کا قرآن سے یعنی نماز مین قرآن دیکھکر پڑھتا تھا **اقول** چونکہ قرآن سے دیکھہ کے
پڑھنے مین بعض صورتون مین عمل کثیر لازم آتا ہی اور عمل کثیر سے بالاتفاق نماز فاسد ہوجاتی ہی
گو اسکی تفسیر مین اختلاف ہو اس لیے اس سے بھی نماز فاسد ہوجائے گی امام ہو یا اکیلا پڑھے قید
امام اتفاقی ہی اور جس صورت مین عمل کثیر نہو تو حنفیہ کے نزدیک بوجہ تعلم من الخارج یعنی نمازی کا
بیرون نماز سے سیکھنے کے سبب نماز فاسد ہوتی ہی اور ابن حزم نے محلی مین لکھا ہی وَهُوَ قَوْلُ
ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَالشَّعْبِيِّ قُلْتُ وَهُوَ مَذْهَبُ الظَّاهِرِيَّةِ أَيْضًا
یعنی یہی قول ہی ابن مسیب اور حسن بصری اور شعبی کا مین کہتا ہون کہ یہی مذہب ظاہریہ کا بھی ہی انتہی اور
عینی نے شرح ہدایہ مین لکھا ہی پس اگر کہے تو کہ ذکوان سوے عایشہ کا امامت اونکی رمضان
مین کیا کرتا تھا اور قرآن سے دیکھکر پڑھتا تھا ذکر کیا اسکو بخاری نے باب امامۃ العبد والمولی مین
کہونگا مین فعل ذکوان اگر صحیح ہو تو محمول اس پر ہی کہ قبل شروع نماز کے قرآن شریف سے دیکھکر
یاد کر لیتا تھا پھر کھڑے ہوکر نماز مین پڑھ دیتا تھا اور بعضون نے کہا ہی کہ ہر دو شفعون کے درمیان
دو رکعتون کے مقدار حفظ کر لیا کرتا تھا پس دیکھنے والے نے یہ گمان کیا کہ قرآن دیکھکر پڑھتا ہی پس یا
اپنے ظن کے موافق روایت کی اور اس مذکور کی تایید یہ امر کرتا ہی کہ آخر قراءت قرآن شریف سے دیکھکر
نماز مین مکروہ تو ضرور ہی اور ہمکو عایشہ رض سے یہ گمان نہین کہ مکروہ پر راضی ہوئی ہون اور اوس
شخص کے پیچھے نماز پڑھی ہون جو مکروہ نماز پڑھائے اور ابن عباس سے روایت کی گئی ہی کہ فرمایا اونھون نے
منع کیا ہمکو امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے یہ کہ امامت کرین لوگ قرآن شریف دیکھہ کے پڑھنے سے

ذکر کیا اس حدیث کو ابوبکر بن ابوداؤد نے مع اسناد کے انتہے **قال** مسئلہ سی و دوم فتاوی عالمگیری وغیرہ مین لکھا ہی کہ امام کے پیچھے صف مین اگر جگہ موجو ہی تو نماز اکیلے کی مکروہ ہی اور اگر جگہ نہین ہی تو نہین ہی مکروہ الخ **اقول** بخاری اور ابوداؤد مین ہی اَنَّ اَبَا بَکْرَۃَ اِنْتَھٰی اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ رَاکِعٌ فَرَکَعَ قَبْلَ اَنْ یَّصِلَ اِلَی الصَّفِّ ثُمَّ مَشٰی اِلَی الصَّفِّ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَکَ اللّٰہُ حِرْصًا وَّلَا تَعُدْ یعنی تحقیق ابوبکرہ رض ہوے پہونچے طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درحالیکہ آپ رکوع مین تھے پس رکوع کیا ابوبکرہ نے پہلے اس کے کہ پہنچا این صف مین پھر چلے طرف صف کے پس ذکر کیا گیا یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پس فرمایا آپ نے زیادہ کرے اللہ حرص تیری پھر ایسا نکر یا نماز کا اعادہ مت کر یا جلدی نکر انتہے غرض لا تعد کے کوئی معنی لیجیے کسی مین نماز کے اعادے کا حکم نہین بلکہ نہی تنزیہی پائی جاتی ہی اسیوجہ سے امام صاحب فرماتے ہین کہ نماز مکروہ ہوتی ہی اور مرقات شرح مشکوۃ مین ہی قَالَ الْقَاضِیْ ذَھَبَ الْجُمْھُوْرُ اِلٰی اَنَّ الْاِنْفِرَادَ خَلْفَ الصَّفِّ مَکْرُوْہٌ غَیْرُ مُبْطِلٍ وَقَالَ النَّخَعِیُّ وَحَمَّادٌ وَابْنُ اَبِیْ لَیْلٰی وَوَکِیْعٌ وَاَحْمَدُ مُبْطِلٌ وَالْحَدِیْثُ حُجَّۃٌ عَلَیْھِمْ فَاِنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَاْمُرْہُ بِالْاِعَادَۃِ یعنی کہا قاضی نے جمہور اسطرف گئے ہین کہ اکیلا کھڑا ہونا پیچھے صف کے مکروہ ہی باطل نہین کرتا نماز کو اور کہا نخعی اور حماد اور ابن ابی لیلی اور وکیع اور امام احمد نے نماز کو باطل کر دیتا ہی اور یہ حدیث اونپر حجت ہی اس لیے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین حکم کیا اوس شخص کو نماز لوٹانے کا انتہے اور ملا علی قاری بھی لکھتے ہین کہ تورپشتی اور محی السنہ نے کہا ہی کہ اس حدیث مین اسپر دلالت ہی کہ اکیلے پیچھے صف کے کھڑے ہونے سے نماز فاسد نہین ہوتی انتہے اور یہ بھی لکھتے ہین کہ حدیث ترمذی کی کہ اون شخصون نے جنھون نے اسکو ذکر کیا ہی اسکی تصحیح کی ہی لیکن ابن عبد البر نے اوسکو مضطرب کہا ہی اور بیہقی نے اوسکو ضعیف کہا ہی انتہے حاصل کلام یہ ہی کہ امام صاحب کا قول مخالف حدیث نہین بلکہ موافق ہی اور جمہور بھی اسیطرف گئے ہین چنانچہ کلام قاضی سے معلوم ہوا اگر آپ تو خلاف جمہور کے گئے ہین

بے شک آپنے حدیث اتباع سواد اعظم کے خلاف کیا ہے ع زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجیے دہن بگڑا ٭ **قال** مسلہ سی وسوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں مین لکھا ہے کہ محرم نہ پہنے کرتہ اور نہ پاجامہ اور نہ عمامہ **فائدہ** ملا علی قاری حنفی نے مرقات شرح مشکوٰۃ مین لکھا ہے کہ جس محرم کے پاس تہ بند نہو پاجامہ ہی ہو تو وہ پاجامہ کو پھاڑ کر اسکا تہ بند بنا لیوے اور اگر پاجامہ ہی پہنیگا تو اوسپر دم آوےگا یعنی جانور ذبح کرے الخ **اقول** امام صاحب کے نزدیک احرام باندھے ہوے کو سلی ہوئی شی مثل پاجامہ وغیرہ کے پہننا جائز نہین اور یہی مذہب امام مالک اور صاحبین کا ہے اور ماخذ اونکا وہ حدیث ہے جو صحاح ستہ اور طحاوی مین مذکور ہے سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا یَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّیَابِ فَقَالَ لَا یَلْبَسُ الْقَمِیْصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِیْلَاتِ الحدیث یعنی سوال کیے گئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ کون سے کپڑے محرم پہنے پس فرمایا آپ نے نہ پہنے کرتہ اور نہ پگڑی اور نہ پاجامہ انتہی پس امام مالک تو اوس حدیث کا جسمین پاجامہ پہننے کو بوقت ضرورت اجازت ہے بالکل انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ عبد اللہ بن عمر کی روایت مین یہ الفاظ نہین ہین اور امام صاحب اور صاحبین فرماتے ہین کہ اگر ضرورت پڑے پاجامہ پہنے مگر کفارہ اوسکا آجائےگا گویہ حدیث کفارے سے ساکت ہے مگر اور دلائل و احادیث سے مستنبط ہوتا ہے کہ جو چیزین قبل از احرام حلال تھین اور محرم کو اونکی ممانعت کر دی گئی اگر ضرورت اونکی پڑے تو مباح ہین مگر کفارہ ضرور آئیگا چنانچہ شرح آثار مین امام طحاوی کہتے ہین فَنَحْنُ نَقُوْلُ بِذٰلِكَ وَنُبِيْحُ لَهٗ لُبْسَهٗ لِلضَّرُوْرَةِ وَلٰكِنَّا نُوْجِبُ عَلَيْهِ مَعَ ذٰلِكَ الْكَفَّارَةَ وَلَيْسَ فِيْمَا رَوَيْتُمُوْهُ نَفْيٌ لِوُجُوْبِ الْكَفَّارَةِ وَاِنَّمَا لَمْ نَقُلْ لَا يَلْبَسُ الْخُفَّيْنِ اِذَا لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ وَلَا السَّرَاوِيْلَ اِذَا لَمْ يَجِدْ اِزَارًا وَلَوْ قُلْنَا ذٰلِكَ كُنَّا مُخَالِفِيْنَ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ نَعَمْ اَوْجَبْنَا عَلَيْهِمْ مَعَ ذٰلِكَ الْكَفَّارَةَ بِالدَّلَائِلِ الْقَائِمَةِ الْمُوْجِبَةِ لِذٰلِكَ وَاِنَّمَا الْخِلَافُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ فِي التَّاوِيْلِ لَا فِيْ نَفْسِ الْحَدِيْثِ لِاَنَّا قَدْ صَرَفْنَا الْحَدِيْثَ عَلٰى

وَجہٍ یَحتَمِلُہٗ وَلَا تُوجِبُوا عَلَی مَن خَالَفَ تَاوِیلَکُم خِلَافًا فَالذَّلِکَ اُحَدِّثَ یعنی پس ہم کہتے
ہین یہی اور مباح جانتے ہین واسطے اوسکے پہننا بوجہ ضرورت کے ولیکن واجب جانتے ہین ہم اوسپر بوجود
اسکے کفارے کو اور نہین ہی اوس حدیث مین جو بیان کی ہی تمنے نفی وجوب کفارے کی اور ہم نہین کہتے
کہ نہ پہنے موزون کو جبتک جوتیان نہ ملین اور نہ پائجامہ جبکہ تہبند نہو اور اگر ہم یہ کہین تو اس حدیث
کے مخالف ہوجائینگے ہم آن واجب کرتے ہین ہم اوسپر باوجود اسکے کفارے کو بوجہ دلائل موجودہ
کے جو واجب کرنیوالے کفارے کے ہین الی جز این نیست کہ خلاف درمیان ہمارے اور تمھارے
تاویل مین ہی نفس حدیث مین خلاف نہین کیونکہ ہمنے حدیث کو اون معنو مین بیان کیا ہی جنکی حدیث
محتمل ہی اور جو شخص تمھاری تاویل کے خلاف کہے اوسکو خلاف حدیث مت کہو انتہے مختصرًا اور امام صاحب
سے بھی یہ دونون حدیثین عقود الجواہر المنیفہ فے ادلۃ الامام ابی حنیفہ مین مروی ہین اور دونون
حدیثون مین یہی تطبیق دی گئی ہی ورنہ ہر منہی عنہ کے ارتکاب مین بوجہ ضرورت کے کفارہ لازم نہ آوے
پس ضرورت کا ہونا اس امر کو مقتضی نہین کہ کفارہ بھی ساقط ہوجائے چنانچہ امام طحاوی نے اسکو خوب
وضوح تمام سے شرح معانی الآثار مین ثابت کیا ہی اور ہر ایک کا جواب باصواب دیا ہی مَنِ اسْتَطَاعَ
عَلَیہِ فَلیَرجِعْ اِلَیہِ **قال** مسلئہ سی وچہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ عورت کو امامت
عورتون کی کرنی مکروہ ہی الخ **اقول** برہان شرح مواہب الرحمن مین ہی لِقَولِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ
وَسَلَّمَ بُیُوتُہُنَّ خَیرٌ لَّہُنَّ لَو کُنَّ یَعلَمنَ وَلِاَنَّ اجتِمَاعَہُنَّ قَلَّمَا یَخلُو عَن فِتنَۃٍ
یعنی بسبب فرمانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ گھر اون عورتون کے بہتر ہین اسطے اونکے اگر جانین
وہ اور اس لیے کہ جمع ہونا اونکا کم خالی ہوتا ہی فتنے سے انتہے اسی قسم کی اور بہت حدیثین ابوداؤد وغیرہ
مین آئی ہین جنسے معلوم ہوتا ہی کہ عورت جسقدر گوشے مین اور چھپکر نماز پڑھے بہتر ہی مگر کسی حدیث سے
کراہت معلوم نہین ہوتی گو بعضون نے ان احادیث کے نسخ کا دعوا کیا ہی اور کہا ہی کہ جسطرح
عورتون کا مساجد مین آکر جماعت مین شریک ہونا موقوف ہوگیا اوسیطرح جماعت بھی اونکی موقوف
ہوگئی مگر اسمین کچھ کلام نہین کہ یہ طریقہ مسنون نہین بلکہ خلاف اولی ہی گو کراہت نہ سہی کاعذ ایف

علامہ ابن الہمام بھی گئے ہین اور راقم حروف کا بھی یہی مسلک ہے فتح القدیر مین ہے ولا علینا ان نذہب
الی ذلک فان المقصود اتباع الحق حیث کان یعنی اور نہین واجب ہمپر کہ جاوین طرف کراہت
جماعت کے اس لیے کہ مقصود اتباع حق ہی کہین ہو اور اگر زیادہ تفصیل و تحقیق منظور ہو تو تحفۃ الجلساء
فیما یتعلق بجماعۃ النساء تصنیف جناب مولوی ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب لکھنوی کی معاینہ کیجاوے
تا رفع اشتباہ ہو جاوے **قال** مسئلہ سی ونہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ نکاح کرنا حرہ بالغہ
کا بدون اجازت ولی کے بھی جائز ہے الخ **اقول** فتح القدیر مین اس مسئلے کے دلائل بہت ہین مگر
مختصر کچھ بیان کیے جاتے ہین لیکن یہ حدیث اور جو اوسکے معنون مین احادیث وارد ہین معارض ہین
اس قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الایم احق بنفسہا من ولیہا یعنی ایم اپنے نفس کی زیادہ
مختار ہے ولی اپنے سے روایت کیا اس حدیث کو مسلم اور ابو داؤد او ترمذی او نسائی نے اور مالک نے
موطا مین اور ایم وہ عورت ہے جسکا زوج نہو خواہ ثیبہ یعنی رانڈ ہو یا باکرہ اور وجہ استدلال کی یہ ہے کہ
ہر ایک کے واسطے دونون (یعنی ولی اور عورت) مین سے ضمن ہے لفظ احق کے حق ثابت کیا ہے اور
معلوم ہے یہ امر کہ ولی کو بعد رضا اوسکی کے سوا مباشرت عقد کے دوسرا فعل نہین ہو سکتا ہے او تحقیق
اوسکو اسمین ولی سے زیادہ مستحق کہا ہے پس اس کے بعد یا تو کسی حدیث کو ترجیح ہو یا طریقہ جمع کا ہو
اور اس حدیث مسلم کو بوجہ قوت اسناد کے اور نہونے اختلاف کے اسکی صحت مین ترجیح ہوگی خلاف
دونون حدیثون ترمذی کے کہ وہ ضعیف ہین اور طریقہ جمع کا یہ ہے کہ حدیث ابو موسی کی خاص کیجاوے
باین طور کہ مراد ولی سے وہ ہو جسکے اذن پر نکاح موقوف ہو جیسے نکاح مجنونہ اور لونڈی کا اور حدیث عائشہ
کی خاص کیجاوے ساتھ اوس عورت کے جو نکاح اپنا غیر کفو مین کرے اور مراد باطل سے اوس کے نزدیک جو
غیر کفو مین نکاح بالکل صحیح نہین کہتا باطل حقیقۃً ہوگا اور اوسکے نزدیک جو نکاح صحیح کہتا ہے لیکن اون کے
نزدیک ولی کو حق خصومت او اختیار فسخ نکاح کا ہے باطل حکماً ہوگا اور یہ بہت شائع ہے نصوص کے اطلاقات
مین اور اس صورت کا اختیار کرنا واسطے دفع معارضے کے واجب ہے علاوہ اس کے مذہب محدثین
کا اس حدیث کے مخالف ہے اسواسطے کہ مفہوم اس حدیث کا یہ ہے کہ جب نکاح بلا اذن ولی اپنے عورت کرلے گی

تو صحیح ہی حال آنکہ یہ مذہب اونکا نہین انتہے ملخصًا اور بلمعات شرح مشکوۃ مین ہی کہ حجت ہماری حدیث
ابن عباس کے اَلْاَیِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِہَا مِنْ وَلِیِّہَا ہی اور قول اللہ تعالی کا کہ جسکے معنی یہ ہین پس
اگر طلاق دی اوسکو پس نہین حلال ہی واسطے اوسکے یہان تلک کہ نکاح کرے اور شخص سے پس معلوم
ہوا کہ عورت کے الفاظ سے نکاح جائز ہی اور دوسرا قول اللہ تعالی کا جسکا ترجمہ یہ ہی اور نہ منع کرو اون کو
اس سے کہ نکاح کرین وہ ازواج اپنی سے پس نسبت کیا نکاح کو طرف عورتون کے اور منع کیا منع کرنے
اون کے سے اور ظاہر اوسکا یہ ہی کہ عورت خود اپنا نکاح کرلے تو درست ہی ایسا ہی ہی یہ قول اللہ تعالے
کا یعنی پس جب پہونچجاوین وہ اختتام عدت پر پس نہین گناہ تم پر اوس چیز مین کہ خود کرین وہ معروف
کے ساتھ پس مباح کیا اللہ تعالے نے فعل اونکا اون کے نفسون مین بغیر شرط ولی سے اور تائید
کرتی ہی وہ حدیث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہی جسوقت ام سلمہ سے نکاح کو فرمایا جواب دیا کہ میرا اولیا
مین سے اسوقت کوئی موجود نہین فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اولیا تیرے سے کوئی ایسا
نہین جو مجھسے راضی نہو اور کہا واسطے لڑکے عمر بن ابی سلمہ کے اور تھی وہ صغیر کہ اوٹھو تم پس نکاح کرو پس
نکاح کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بغیر ولی کے اور حکم کرنا اونکے لڑکے کو بطریق مزاح کے تھا کیونکہ
تاریخ جاننے والون نے لکھا ہی کہ وہ صغیر تھے بعضون نے کہا ہی چھہ برس کے تھے اور بالاجماع ولایت ایسے
لڑکے کی صحیح نہین ہی اسیواسطے اونھون نے کہا کہ اولیا مین کوئی حاضر نہین اور حدیث ابو موسی مین بیا
کلام کیا گیا ہی یا بن طور کہ محمد بن الحسن رض نے روایت کی ہی امام احمد سے کہ وہ سوال کیے گئے نکاح بغیر ولی
سے کہ اسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شی ثابت ہی یا نہین کہا میرے نزدیک کوئی شی
اس مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین اور عایشہ رض کی حدیث مین بھی کلام ہی کیونکہ
وہ روایت سلیمان بن موسیٰ کی ہی اور بخاری نے اونکو ضعیف کہا ہی اور نسائی نے کہا ہی اونکی حدیث
مین ضعف ہی اور امام احمد نے ابو طالب کی روایت مین کہا ہی کہ حدیث لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ قوی
نہین اور روایت مروزی مین کہا ہی مین اسکو صحیح نہین گمان کرتا ہون کیونکہ عایشہ رض نے برخلاف
اوسکے عمل کیا ہی کہا گیا امام احمد سے کہ پھر آپ اسکے کیون قائل ہین فرمایا اکثر آدمی اسی پر ہین پھر

ابن جریج نے زہری سے نقل کیا ہی کہ اونھون نے اس حدیث کا انکار کیا انتہی اور علامہ زیلعی نے
تبیین الحقائق مین کہا ہی وَقَدْ وَرَدَ فِی کُتُبِهِمْ اَحَادِیْثُ کَثِیْرَۃٌ وَلَیْسَ لَهَا صِحَّۃٌ عِنْدَ
اَهْلِ النَّقْلِ حَتّٰی قَالَ الْبُخَارِیُّ وَابْنُ مَعِیْنٍ لَمْ یَصِحَّ فِیْ هٰذَا الْبَابِ حَدِیْثٌ
یَعْنِیْ عَلَی اشْتِرَاطِ الْوَلِیِّ یعنی اور تحقیق محدثین کے کتابون مین احادیث بہت وارد ہین اور
اونکے نزدیک صحیح نہین یہان تک کہ بخاری اور یحیی بن معین نے کہدیا ہی کہ اس باب مین کوئی حدیث
صحیح نہین یعنی شرط ولی مین انتہی غرض یہ ہی کہ آیات اور صحیح حدیث چھوڑکر ضعیف پر عمل کرنا نہین چاہیے
بلکہ نفی کمال کی ان احادیث مین مراد لیجائے چنانچہ امام صاحب بھی اسی کے قائل ہین کہ کامل نکاح
ولی سے ہوتا ہی اور بالکل عدم جواز خلاف عقل و نقل کے ہی اور حدیثین اسکی تائید کی بوجہ طول کے چھوڑ دین
عاقل کو اسیقدر کافی ہی ع یک حرف بس ست گر کس ست * ورنہ چو چراغ پیش کور ست *
قال مسلہ سی و ششم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کافر قسم کہا کر خواہ حالت کفر مین
توڑدے خواہ اسلام لاکر توڑدے وفا کرنا اوسکا اوسپر لازم نہین **فائدہ** کہا طیبی نے نہین ہی صحیح نزد
اوسکی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسلے مین خلاف کیا ہی ان تین حدیثون کا
پہلی حدیث بخاری اور مسلم مین روایت ہی ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے یہ کہ حضرت عمر نے پوچھا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا نذر کی تھی مینے جاہلیت مین کہ اعتکاف کرونگا مین ایک رات مسجد
حرام مین فرمایا پوری کر نذر اپنی الخ **اقول** اس حدیث سے ثابت نہین ہوتا کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے بوجہ واجب ہونے ادائے نذر کے عمر رض کو حکم فرمایا بلکہ اسکا بھی احتمال ہی کہ بوجہ
طاعت ہونے کے آپنے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرلو اور تائید اسکی وہ حدیث کرتی ہی جو امام طحاوی نے
عمرو بن شعیب سے اور اونھون نے اپنے والد سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے اِنَّمَا النَّذْرُ مَا ابْتُغِیَ بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ یعنی نذر وہی ہی جو حسبۃً للہ ہو پس ظاہر ہی کہ حالت
شرک مین حسبۃً للہ نذر نہین ہو سکتی بلکہ معصیت ہوتی ہی اور نذر معصیت کی ممانعت مین بخاری
وغیرہ مین احادیث موجود ہین اور معصیت اس لیے ہی کہ مشرک کی نیت سے اون اشیا کا

تقرب ہوتا ہی جنکی وہ پرستش کرتا ہو اس لیے کوئی فعل مشرک کا اللہ کیواسطے نہین ہوتا اسیوجہ سے
ابراہیم نخعی اور ثوری اور امام صاحب اور صاحبین اور امام مالک اور امام شافعی اسیطرف گئے ہین
گو امام شافعی سے دوسری روایت بھی ہی مگر مشہور قول اونکا یہی ہی چنانچہ فتح القدیر مین لکھا ہی وَ
اَمَّا قَوْلُهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَوْفِ بِنَذْرِكَ فَالْمَشْهُوْرُ مِنْ مَذْهَبِ
الشَّافِعِيِّ اَنَّ نَذْرَ الْكَافِرِ لَا يَصِحُّ وَهُمْ يُؤَوِّلُوْنَهٗ اَنَّهٗ اَمَرَهٗ اَنْ يَفْعَلَ قُرْبَةً
مُسْتَانِفَةً فِيْ حَالِ الْاِسْلَامِ لَا عَلٰى اَنَّهُ الْوَاجِبُ بِالنَّذْرِ یعنی لیکن قول آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کا کہ ایفا کرو اپنی نذر کا پس مشہور مذہب شافعی سے یہ ہی کہ نذر کافر کی درست نہین اور
شافعیہ اس حدیث کے یون معنی بیان کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کو حکم دیا کہ حالت اسلام
مین عبادت مستقل کے طور پر کرین نہ اسطور سے کہ نذر سے واجب ہو گئی ہی انتہے غرض یہ ہی کہ اس
حدیث سے ہرگز نہین معلوم ہوتا کہ نذر واجب ہونے کی وجہ سے فرمایا ہو بلکہ کئی احتمال ہین پھر
قرآن شریف مین لَا اَيْمَانَ لَهُمْ فرمانا جسکے معنی یہ ہین کہ کفار کے یمین نہین ہوتی اور بھی اس
مذہب کی تائید کرتا ہی اور باقی ابن ماجہ اور ابوداؤد کی دونون حدیثون مین کہین نذر کافر کی نہین پائی
جاتی بلکہ سیاق سے مسلم کی نذر ہی سو یہ بحث سے خارج ہی پس قرآن و حدیث سے ثابت ہو گیا کہ امام
صاحب نے کوئی بات اپنی طرف سے نہین فرمائی حاشا و کلا بلکہ ماخذ اونکا قرآن و حدیث ہی ہی البتہ ترجیح
بعض کو بعض پر دینے مین اونسے اگر ایک غلطی ہو گی تو دوسرون سے پچاس ہو نگی چونکہ احباب نے
اس کتاب کی تکمیل کیواسطے نہایت قلیل مدت ہمکو دی ہی اس لیے اختصار مجبوراً کرنا پڑا ورنہ اگر ایک
سال کی ہمکو مہلت ملتی تو پھر مذہب حنفیہ کے دلائل دیکھتے کہ کسقدر قرآن اور احادیث سے موجود ہین یا
اور اونکا ذہن کہان پہونچا ہی اس لیے اکثر موٹی عقل والے جو باریک باتون سے بالکل بے بہرہ ہین مثل
آپ کے اونکے مذہب پر طعن کرتے ہین اون بیچارون کا کیا قصور اپنی عقل کے موافق کہتے ہین مگر
قصور یہ ہوتا ہی کہ ع سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست اگر اونکو بھی عقل کامل عطا ہوتی تو مذہب
حنفیہ کو بسبب اسکی خوبی اور احتیاط کے اور مذاہب پر ترجیح دیتے خیر یہ مرحلہ طے نہین ہو سکتا

فتح القدیر مفصل
فتح الکفایہ

اختلاف امت مشیت ایزدی ہی ہمیشہ سے یون ہین چلا آیا ہی **قال** مسئلہ ۲۲ وغیر ہم ہدایہ وغیرہ فقہ
کی کتابون مین لکھا ہی کہ میت کی طرف سے ولی نہ روزہ رکھے اور نہ نماز پڑھے اور یہ مذہب امام اعظم اور امام
مالک کا ہی سو اس مسئلے مین امام اعظم اور امام مالک نے خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور
مسلم مین روایت ہی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص کہ مرے اور اوسپر ہو روزہ روزہ رکھے اوسکی طرف سے وارث اوسکا **اقول** لمعات شرح
مشکوٰۃ مین ہی وَذَهَبَ الْجُمْهُوْرُ اِلٰى اَنَّهُ لَا يُصَامُ عَنْهُ وَبِهِ قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَمَالِكٌ
وَالشَّافِعِيُّ فِي اَصَحِّ قَوْلَيْهِ عِنْدَ اَصْحَابِهِ یعنی اور جمہور اسطرف گئے ہین کہ میت کی طرف سے روزہ
نرکھا جاوے اور اسی کے قائل ہین امام صاحب اور امام مالک اور امام شافعی اپنے صحیح تر دونون
قولون مین جو نزدیک اونکے اصحاب کے ہی انتہے البتہ مسکین کو کھانا بدلے ہر روز کے دینا چاہیے
چنانچہ مشکوٰۃ شریف مین ہی عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَاتَ
وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيْنٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَقَالَ وَالصَّحِيْحُ اَنَّهُ مَوْقُوْفٌ عَلَى ابْنِ عُمَرَ یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مرا اور اوسپر روزے ماہ رمضان کے ہین پس چاہیے کہ کھانا دیا جاوے
اوسکی طرف سے ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور کہا صحیح یہ ہی کہ یہ
حدیث ابن عمر پر موقوف ہی انتہی اور دوسری حدیث جس سے صوم کی نہی پائی جاتی ہی مشکوٰۃ شریف
مین اسطور سے آئی ہی اِنَّ ابْنَ عُمَرَ رض كَانَ يُسْئَلُ هَلْ يَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ اَوْ
يُصَلِّيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ فَيَقُوْلُ لَا يَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَلَا يُصَلِّيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ
رَوَاهُ فِي الْمُوَطَّا یعنی تحقیق ابن عمر سوال کیے جاتے تھے کیا روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے
یا نماز پڑھے پس فرماتے نہ روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے اور نہ نماز پڑھے روایت کیا اسکو امام
مالک نے موطا مین انتہے پس اس حدیث سے روزے کی ممانعت پائی جاتی ہی اور پہلی حدیث
اوس حدیث صحیحین کی تفسیر ہی جسمین بلفظ صوم آیا ہی یعنی اوسکی طرف سے روزہ رکھنا کھانے

اوسکا تدارک کردیا ہی یعنی جب مساکین کو کھانا دینے سے وہ میت روزے سے بری ہو گیا تو گویا اوس شخص نے اوسکی طرف سے روزے ادا کیے اور ایک حدیث عبد اللہ بن عباس سے بھی صحیحین مین روزے کی قضا مین وارد ہی مگر وہان لفظ صوم نہین بلکہ قضا ہی سو وہ کھانا دینے سے بھی حاصل ہوجاتا ہی علاوہ اسکے عبد اللہ بن عباس جو راوی اس حدیث کے ہین مثل ابن عمر کے فرماتے ہین چنانچہ فتح القدیر مین ہی وَقَدْ أَخْرَجَ النَّسَائِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُوَ رَاوِي الْحَدِيثِ فِي سُنَنِهِ الْكُبْرَى أَنَّهُ قَالَ لَا يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ وَلَا يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ وَفَتْوَى الرَّاوِي عَلَى خِلَافِ مَرْوِيِّهِ بِمَنْزِلَةِ رِوَايَتِهِ لِلنَّاسِخِ یعنی تحقیق روایت کی ہی نسائی نے ابن عباس سے اور وہی راوی اس حدیث کے ہین اپنی سنن کبری مین کہ کہا اونھون نے نماز نہ پڑھے کوئی کسی کی طرف سے اور نہ روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے اور فتوی دینا راوی کا خلاف مروی اپنے کے بمنزلے روایت کرنے اوسکی کے ہی ناسخ کے لیے انتہی پھر اسکے نسخ کی تائید مین علامہ ابن ہمام نے امام مالک کا قول بھی نقل کیا ہی قَالَ مَالِكٌ لَمْ أَسْمَعْ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَا مِنَ التَّابِعِينَ بِالْمَدِينَةِ أَنَّ أَحَدًا مِنْهُمْ أَمَرَ أَحَدًا يَصُومُ عَنْ أَحَدٍ وَلَا يُصَلِّي عَنْ أَحَدٍ انتهى وَهٰذَا مِمَّا يُؤَيِّدُ النَّسْخَ وَأَنَّهُ الْأَمْرُ الَّذِي اسْتَقَرَّ الشَّرْعُ عَلَيْهِ آخِرًا یعنی کہا امام مالک نے نہین سنا مین نے کسی سے صحابہ اور تابعین مین سے مدینے شریف مین کہ کسی نے اونمین سے حکم کیا ہو کسی کو کہ کسی کی طرف سے روزہ رکھے یا نماز پڑھے اور یہ قول امام مالک کا اوس قسم سے ہی کہ نسخ کی تائید کرتا ہی وہ ایسا امر ہی کہ آخر مین شرع اسی پر قرار پائی ہی انتہے پس ان تقریرات سے واضح ہوا کہ دلائل حنفیہ کے بہت قوی ہین چہ جائیکہ مخالف ہو استغفر اللہ حضرت معترض صاحب جانین اور اونکا کام جانے ع بر رسولان بلاغ باشد و بس **قال** مسلۂ سی ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جس عورت کی شادی نہوئی ہو اگر وہ زنا کرے تو اوسکو شہر سے نکالدینا اور درے مارنے دونون کام جائز نہین الخ **اقول** امام صاحب شہر سے نکالدینے کا انکار نہین کرتے بلکہ اسکی حد ہونیکا انکار کرتے ہین اور اگر سیاستہ کیا جاے تو اوسکا امام صاحب کو اقرار ہی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابہ نے

تعزیر جلی کی ہے لیکن سیاسۃً تھی اور تعزیر کا حد ہونا اگر تمام عالم بھی جمع ہو جائے گا ہرگز حدیث اور قرآن
سے ثابت نہو سکے گا ہان معترض صاحب اسکا حد ہونا اگر ثابت کر دینگے تو بیشک ہم صاحب کا مذہب
مخالف ہو جاتا بلکہ امام صاحب کے قول کی تائید علی رضی کے ارشاد سے ہوتی ہے حَسْبُهُمَا مِنَ الْفِتْنَةِ
اَنْ يُنْفَيَا یعنی اون دونون کو فتنے کے واسطے جلاوطن کرنا کافی ہے نیز تغریب النساء ابراہیم نخعی سے
مروی ہے اور عمر رضی کے قول سے بھی اسکے سیاسۃً ہونے کی تائید نکلتی ہے جبکہ ربیعہ بن امیہ بن خلف
کو اونھون نے خیبر کی طرف جلاوطن کیا تو وہ ہرقل سے جا ملا اور نصرانی ہو گیا پس فرمایا لَا اُغَرِّبُ
بَعْدَهٗ مُسْلِمًا یعنی اب کسی مسلمان کو میں جلاوطن نہیں کرونگا اسلئے اگر تغریب حد ہوتی تو
نہ تھا کہ حضرت عمر اوسکو موقوف کر دیتے پس معلوم ہوا کہ سیاسۃً تھی اسکا امام کو اختیار ہے اگر مصلحت دیکھے
جاری کرے اور اگر مصلحت نہو موقوف کر دے فقط احادیث سے اسکے قائم کرنے کی اجازت ہوتی ہے
اگر مصالح مقتضی ہون کرے ورنہ ترک کر دے بلکہ جہان اسکا ثبوت ہے وہان مصالح مقتضی تھے اسلئے
جلاوطنی کی گئی بلکہ تغریب حد کے ساتھ موقوف نہیں اگر امام کی راے کسی شخص کی نسبت بوجہ خوف
فتنے اوسکے قرار پائی کہ اس شخص کا جلاوطن ہونا مناسب ہے تو بیشک امام کو اختیار ہے چنانچہ حضرت
عمر رضی نے نصر بن حجاج کو کہ جوان اور نہایت حسین تھا جس سے عورتونکا فتنے میں پڑ جانیکا خوف تھا
جلاوطن کر دیا تھا حالانکہ حسن ایسی شی نہیں جس سے آدمی جلاوطن کیا جاوے مگر اسمین اونھون نے کوئی
مصلحت سمجھی اور اوس شخص نے عرض بھی کیا کہ حضرت میرا کیا گناہ ہے فرمایا تیرا گناہ کچھ نہیں ہے میرا گناہ ہے
اگر دار الھجرۃ کو تجھسے نہ پاک کرون پس نکالدیا اور وہ شخص بصرہ چلا گیا پس حضرت عمر رضی نے قسم کھائی کہ
کسی کو جلاوطن نہیں کرونگا بلکہ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ کا قول کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس
شخص کی نسبت جسنے زنا کیا تھا اور محصن نہ تھا ایک برس کی جلاوطنی اور قائم کرنے حد کا حکم فرمایا صاف
دلالت کرتا ہے کہ جلاوطنی حد میں سے نہیں کیونکہ معطوف حد کا جلاوطنی ہے پس دونون متغایر ہونگے
اور یون کہنا کہ حد کا استعمال اپنی مسمی کے جز میں کیا گیا ہے اور دوسرے جز پر عطف ہے تو ظاہر بعید ہے اور
کوئی دلیل نہیں جس سے یہ مجاز واجب ہو جاسکے اور الفاظ حدیث جو ذکر کیے گئے ہیں وہ اسکے منافی

نہین کیون کہ جائز ہی کہ تعزیب واسطے مصلحت کے ہوا تہے علاوہ اسکے آیۃ اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ سے یہ حدیث منسوخ ہو چنانچہ شیخ الاسلام عینی اور علامہ ابن ہمام اور امام زیلعی نے تصریح اسکی خوب مفصل کر دی ہی جسکا جی چاہے دیکھ لے **قال** مسئلہ سی ونہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ واسطے ثبوت رضاع کے فقط عورتون کی گواہی معتبر نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری مین روایت ہی عقبہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ تحقیق اوس نے نکاح کیا یحیی کی ان کو جو بیٹی تھی ابی اہاب کی پس آئی ایک عورت اور بولی مین نے دودہ پلایا ہی تم دونون کو پھر پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پس فرمایا کیونکر ہوگا اور تحقیق کہا گیا پس جدا کر دیا عقبہ نے اور نکاح کیا عورت نے دوسرے کو **اقول** علامہ طیبی وغیرہ نے لکھا ہی کہ اکثر کے نزدیک یہ حدیث بطریق احتیاط اور تقوی کے وارد ہی کیونکہ بطور ادا ے شہادت اور حکم قضا کے نہین آئی بلکہ فقط اخبار اور استفسار تھا چنانچہ اسی حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ فقط ایک عورت کی گواہی پر حکم جاری نہین ہوتا تبیین الحقائق مین علامہ زیلعی نے لکھا ہی فَمَا ذَهَبْنَا اِلَیْهِ مَذْهَبُ عُمَرَ وَعَلِیٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَكَفٰی بِهِمْ قُدْوَةً وَحَدِیْثُ عُقْبَةَ حُجَّةٌ لَنَا اَیْضًا فَاِنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَعْرَضَ عَنْهُ مَرَّتَیْنِ فَلَوْ كَانَتِ الْحُرْمَةُ ثَابِتَةً لَمَا فَعَلَ ذٰلِكَ ثُمَّ لَمَّا رَاٰی مِنْهُ طُمَاْنِیْنَةَ الْقَلْبِ بِقَوْلِهَا حَیْثُ كَرَّرَ السُّؤَالَ اَمَرَهٗ اَنْ یُفَارِقَهَا اِحْتِیَاطًا وَالدَّلِیْلُ عَلَیْهِ اَنَّ الشَّهَادَةَ كَانَتْ عَنْ ضِغْنٍ فَاِنَّهٗ قَالَ جَاءَتِ امْرَاَةٌ سَوْدَاءُ تَسْتَطْعِمُنَا فَاَبَیْنَا اَنْ نُطْعِمَهَا فَجَاءَتْ تَشْهَدُ عَلَی الرَّضَاعِ وَبِالْاِجْمَاعِ مِثْلُ هٰذِهِ الشَّهَادَةِ لَا تُثْبِتُ الْحُرْمَةَ فَعَرَفْنَا اَنَّ ذٰلِكَ كَانَ تَنَزُّهًا وَاِلَیْهِ اَشَارَ بِقَوْلِهٖ كَیْفَ وَقَدْ قِیْلَ وَنَحْنُ نَقُوْلُ بِالتَّنَزُّهِ اِذَا وَقَعَ فِیْ قَلْبِهٖ اَنَّهَا صَادِقَةٌ یعنی پس وہ قول جسکی طرف ہم گئے ہین مذہب عمر اور علی اور ابن عباس رض کا ہی اور اونکی اقتدا کافی ہی اور حدیث عقبہ کی ہماری بھی حجت ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے دوبار اعراض کیا پس اگر حرمت ثابت ہوتی تو ایسا نکرتے پھر جب آپنے اونکے قلب کا اطمینان عورت کے قول سے دیکھا

کیونکہ سوال مکرر کرتے تھے احتیاطاً حکم کردیا کہ اوسکو جدا کردین اور دلیل اس احتیاط پر یہ ہے کہ یہ گواہی عورت
کی کینہ اور بغض سے تھی اس لیے کہ اونھون نے کہا کہ آئی ایک کالی عورت ہمسے کھانا طلب کرتی تھی
ہمنے انکار کیا پس آئی وہ گواہی دینے رضاع پر اور بالاتفاق ایسی گواہی حرمت کو ثابت نہین کرتی ہے
پس معلوم کیا ہمنے کہ یہ حکم باعتبار احتیاط اور پرہیزگاری کے تھا اور طرف اسی کے اشارہ کیا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول کَیْفَ وَقَدْ قِیْلَ سے (جسکا مطلب ہے کہ اب کیونکر اوس کے
پاس جاؤگے حالانکہ تمکو بھائی یا اوس عورت کا کہدیا گیا مقتضای مروت اور تقوے سے بعید ہے
اور ہم قائل ہین ساتھ تقوی اور احتیاط کرنے کے جبکہ اوس شخص کے قلب مین یہ امر واقع ہوجاوے
کہ یہ سچ کہتی ہوگی) انتہی اس تقریر سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث ہمارے موافق ہے مگر سمجھنے کو عقل چاہیے
اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ **قال** مسلہ جہلم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے
کہ نہین جائز بیع مدبر کی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے فائدہ مدبر اوسکو کہتے ہین کہ جسکو کہے مولا کہ میرے
مرنے کے بعد تو آزاد ہے الخ **اقول** تبیین الحقائق مین لکھا ہے وَلَنَا رِوَایَۃُ ابْنِ عُمَرَ رض
اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمُدَبَّرَ لَا یُبَاعُ وَلَا یُوْہَبُ وَلَا یُوْرَثُ
وَھُوَ حُرٌّ مِّنَ الثُّلُثِ احْتَجَّ بِہِ الطَّحَاوِیُّ وَغَیْرُہٗ مِنَ الْاَئِمَّۃِ وَرَوٰی اَبُو الْوَلِیْدِ
اَنَّ عُمَرَ رض رَدَّ بَیْعَ الْمُدَبَّرِ فِیْ مَلَاٍ خَیْرِ الْقُرُوْنِ وَھُمْ حُضُوْرٌ مُتَوَافِرُوْنَ وَھُوَ
اِجْمَاعٌ مِّنْھُمْ اَنَّ بَیْعَ الْمُدَبَّرِ لَا یَجُوْزُ وَمَا رَوَاہُ حِکَایَۃُ حَالٍ فَلَا یُمْکِنُ الْاِحْتِجَاجُ
بِہٖ لِاَنَّہٗ یَحْتَمِلُ اَنَّہٗ کَانَ مُدَبَّرًا مُقَیَّدًا اَوْ یَحْتَمِلُ اَنَّہٗ بَاعَ مَنْفَعَتَہٗ بِاَنْ اٰجَرَہٗ
وَالْاِجَارَۃُ تُسَمّٰی بَیْعًا بِلُغَۃِ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ لِاَنَّہَا فِیْہَا بَیْعُ الْمَنْفَعَۃِ یُؤَیِّدُہٗ مَا رَوَاہُ
جَابِرٌ رض اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَاعَ خِدْمَۃَ الْمُدَبَّرِ ذَکَرَہٗ اَبُو الْوَلِیْدِ وَیَحْتَمِلُ
اَنَّہٗ بَاعَہٗ فِیْ وَقْتٍ کَانَ یُبَاعُ الْحُرُّ بِالدَّیْنِ کَمَا رُوِیَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَاعَ
حُرًّا بِدَیْنِہٖ ثُمَّ نُسِخَ بِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَاِنْ کَانَ ذُوْ عُسْرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیْسَرَۃٍ ذَکَرَہٗ
فِی النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ یعنی ہماری حجت حدیث ابن عمر کی ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا مدبر بیچ نہ کیا جاوے اور نہ ہبہ کیا جاوے اور نہ موروث ہو اور وہ آزاد ہی تہائی
مال سے لیکن گذرا اس حدیث کو امام طحاوی اور سوائے اونکے اور اماموں نے اور ابوالولید نے
[illegible] ہے مدبر کی بیع زبیر نے سامنے جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور وہ صحابہ بہت موجود
تھے [illegible] اجماع ہو گیا کہ بیع مدبر کی جائز نہیں اور وہ حدیث جسکو روایت کیا ہی حکایت
حال ہی [illegible] سے حجت پکڑنا [illegible] ممکن نہین کیونکہ احتمال ہی کہ مدبر مقید ہو اور احتمال ہی کہ خدمت اوسکی
فروخت کی ہو اس طور سے کہ اسکو اجرت پر دیا ہو اور بعضے کو مدینے شریف والون کی لغت
مین بیع [illegible] کہتے ہین [illegible] کی بیع اوس مین ہوتی ہی تائید کرتا ہی اسکی وہ قول کہ روایت کیا
[illegible] نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدمت مدبر کی بیع کی نہی ذکر کیا اسکو ابوالولید
[illegible] اور احتمال ہی کہ اسکو ایسے وقت مین بیع کیا ہو کہ جسوقت آزاد بھی بوجہ دین کے بیچ لیا
جاتا تھا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہی کہ آپنے ایک آزاد شخص کو بوجہ قرض
کے بیچ کر دیا پھر بیع اس قول اللہ تعالی سے یعنی پس اگر مدیون مفلس ہو تو تونگری کا انتظار کرنا چاہیے
منسوخ ہو گئی ذکر اسکا ناسخ و منسوخ مین ہی انتہے خلاصہ یہ ہی کہ حدیث ابن عمر رض کی عام ہی کہ مدبر
کی بیع نہو اور یہ واقعہ خاص ہی علاوہ اسکے ہو سکتا ہی کہ مدبر مقید ہو یعنی وہ جس سے مثلا یون قید لگائی
جاوے کہ اگر اس مرض سے یا اس سفر یا فلان مرض سے انتقال ہو تو آزاد ہی اسکو مدبر مقید کہتے ہین
اسکی بیع بالاتفاق درست ہی اور مدبر مطلق کی بیع مین اختلاف ہی یعنی وہ شخص جس سے بلا قید یون
کہا جاوے کہ [illegible] مرنے کے بعد تو آزاد ہی اور حدیث مین کہین تصریح اوسکی نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے مدبر مطلق کی بیع کی ہو بلکہ مطلق مدبر ہی خواہ مدبر مقید ہو خواہ مطلق ہو لہذا احادیث کو بوجہ اجماع
صحابہ و حدیث [illegible] مدبر مقید پر محمول کرین گے پھر اجماع صحابہ کا موجود اور ادہر جابر رض سے
یہ روایت کہ بیع [illegible] اور لغت اہل مدینہ بھی اسکے مؤید ہی اور ادہر قرآن کی آیت اور حضرت عمر رض
کا [illegible] کرنا ہر طرح سے عدم جواز بیع مدبر کی تائید کر رہا ہی اب بھی کوئی نہ سمجھے تو اوسکا کچھ علاج نہین خدا
ادہیر رحم کرے جو عین موافقت کو مخالفت بتلاتے ہین افسوس کہ ان لوگون سے انصاف ظلم کیا

ایسے مجتہدین کو مخالفت حدیث کا الزام دینا تو انکا کیہ کلام ہی کیا اسلام اسی کا نام ہی اگر اس جرح و طعن بزرگان دین سے یہ سمجھے ہون کہ ہمارا نام بھی پانچوین سوارون مین لکھا جاوے سو یہ خیر و عافیت بلکہ اولٹی بدنامی ہوگی ع بزور کوہ کندن ہمسر فرہاد نتوان شد ✿ ز ارباب ہنر از صد یکی مشہور گردد

قال مسلہ چہل و یکم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کافر مرد یا اوسکی عورت مسلمان ہو کر دار الحرب سے دار الاسلام مین آجاوے تو اونکا نکاح نہین رہتا ٹوٹ جاتا ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ مسند امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ مین روایت ہی ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے کہ کہا پھیر دی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی ابی العاص بن ربیع کو بعد چھ برس کے ساتھ پہلے نکاح کے اور نہ کیا نکاح اوسکا نیا اور صحیح کہا اس حدیث کو احمد اور حاکم نے **اقول** ابن ماجہ مین ہی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَدَّ ابْنَتَہٗ زَیْنَبَ عَلٰی اَبِی الْعَاصِ بْنِ الرَّبِیْعِ بِنِکَاحٍ جَدِیْدٍ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لڑکی زینب کو ابو العاص ؓ پر ساتھ نکاح جدید کے لوٹا دیا اور اسیطرح ترمذی مین ہی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَدَّ ابْنَتَہٗ زَیْنَبَ عَلٰی اَبِی الْعَاصِ بْنِ الرَّبِیْعِ بِمَہْرٍ جَدِیْدٍ وَنِکَاحٍ جَدِیْدٍ اور علامہ عینی اور زیلعی نے شرح کنز مین لکھا ہی فَکَانَ الْمُثْبِتُ اَوْلٰی مِنَ النَّافِیْ عَلٰی اَنَّ مَا رَوَوْہُ غَیْرُ صَحِیْحٍ عِنْدَ اَہْلِ النَّقْلِ فَلَا یُعَارِضُ مَا رَوَیْنَا الصَّحِیْحَ یعنی پس ثابت کرنیوالی حدیث اولی ہی نفی کرنیوالی سے علاوہ اسکے وہ حدیث جسکو اونھون نے روایت کیا ہی نزدیک اہل حدیث کے صحیح نہین اس معارض نہوگی اوس حدیث کے جسکو ہمنے روایت کیا ہی بسبب صحت اوسکی کے انتہے البتہ حجاج راوی مین بعضون نے کلام کیا ہی اوسکا جواب بھی انھین دونون کتابون مین بعد عبارت مذکور کے موجود ہی وَقَدْ وَثَّقَہٗ اَہْلُ النَّقْلِ حَتّٰی خَرَّجَ لَہٗ مُسْلِمٌ یعنی تحقیق توثیق کی ہی حجاج کے محدثین نے یہان تک کہ مسلم نے اوسکی روایت بیان کی ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ نکاح جدید کی حدیث قوی ہی باوجود اسکے جمع کرنا دونون حدیثون مین حتی الامکان بہتر ہی لہذا بِالنِّکَاحِ الْاَوَّلِ سے مراد

یہ لی جاوے کہ بسبب نکاح پہلے کے رد کردیا یعنی پہلے نکاح کی رعایت کرکے نہ یہ کہ نکاح جدید نہ کیا اور لفظ
بِالنِّكَاحِ الْأَوَّلِ لَمْ يُحْدِثْ شَيْئًا کے یہ معنی ہون کہ مہر جیسا تھا ویسا ہی رکھا اوسمین کمی بیشی نکی ورنہ اگر تعارض
ہوگا تو پھر حدیثین اثبات کی ترجیح دی جائینگی چنانچہ محققین کے کلام سے معلوم ہوا بلکہ محدثین کا
مذہب اس حدیث کے مخالف ہی کیونکہ اسمین بعد چھ برس کے لوٹا دینا آیا ہی اور اونکے نزدیک عورت
کی عدت مین اگر مرد مسلمان ہوجاوے تو لوٹا دینا پہلے نکاح سے جائز ہی ورنہ اگر عدت پوری ہوجاوے
اوس کے بعد زوج اسلام لاوے تو پھر لوٹا دینا پہلے نکاح سے جائز نہین رکھتے اور یہان تو چھ
برس کے بعد پہلے نکاح سے لوٹا دینے کی حدیث نقل کرتے ہین پس ظاہر ہی کہ عدت کے بعد لوٹا یا گیا ہی
اور طرفہ یہ ہی کہ نکاح اول کی حدیث کو ابن حجر رح بلوغ المرام مین اجود اسناد لکھتے ہین اور عمرو بن شعیب
کی حدیث پر جسمین نکاح جدید ہی محدثین عمل کرتے ہین حالانکہ اوسمین اور نہ کسی حدیث مین کچھ ثابت
نہین ہوتا کہ عدت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رد کیا ہو یا وہ اسلام ایام عدت مین لائے ہون
اس تقریر سے غرض ہماری یہ ہی کہ یہ کچھ ضرور نہین کہ جو حدیث اسناد مین کسی کے نزدیک بہ نسبت
اور حدیث کے عمدہ ہو وہ عمل بھی اوسی پر کیا کرے عمل اور شی ہی اور اسناد دوسری چیز ہی نفس اسناد کا
کھرا ہونا عمل کے لیے حجت نہین ہوسکتا یہ امر رائے مجتہد پر موقوف ہی جس حدیث کو اوسکا قیاس
صحیح ترجیح دے اوسپر عمل کرے **قال** مسئلہ چہل و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ
قبل ذبح سر مونڈانے سے دم یعنی جانور ذبح کرنا آتا ہی اور یہ مذہب امام اعظم اور امام مالک کا ہی الخ
اقول امام طحاوی رحمہ اللہ نے شرح معانی الآثار مین لکھا ہی حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ ثَنَا الْخَصِيبُ
ثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ قَدَّمَ شَيْئًا
مِنْ حَجِّهِ أَوْ أَخَّرَهُ فَلْيُهْرِقْ دَمًا فَهٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ يُوجِبُ عَلَى مَنْ قَدَّمَ نُسُكًا
مِنْ نُسُكِهِ أَوْ أَخَّرَهُ دَمًا وَهُوَ أَحَدُ مَنْ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّهُ مَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ مِنْ أَمْرِ الْحَجِّ إِلَّا قَالَ لَا حَرَجَ
فَلَمْ يَكُنْ مَعْنٰى ذٰلِكَ عِنْدَهُ عَلَى الْإِبَاحَةِ فِي تَقْدِيمِ مَا قَدَّمُوا وَتَأْخِيرِ

ما اخر وبما ذکرنا ان فیه الدم ولکن معنی ذلک عنده علی ان الذین فعلوه فی
حجة النبی صلی الله علیه وسلم کان علی الجهل بالحکم فیه کیف هو فعذرهم
بجهلهم وامرهم فی المستانف ان یتعلموا مناسکهم یعنی ابن عباس سے روایت
ہی کہ فرمایا اونھون نے جو شخص مقدم کرے حج مین سے کسی شی کو یا موخر کرے پس جانور ذبح کرے پس
یہ ابن عباس ہین کہ واجب کرتے ہین دم اوس شخص پر جو کسی رکن کو مقدم کرے یا موخر کرے حالانکہ
ابن عباس اون میں سے ہین جنھون نے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین سوال
کیے گئے کسی شی کا جو مقدم کی گئی ہو یا موخر حج مین سے مگر فرمایا آپنے کوئی گناہ نہین پس نہ تھا
نزدیک اونکے معنی اس حدیث کے یہ کہ تقدیم اور تاخیر جس سے دم آجاتا ہی جو ہمنے ذکر کیا ہی اون لوگون
کو مباح تھی بلکہ معنی اس حدیث کے نزدیک ابن عباس کے یہ ہین کہ جس فعل کو لوگون نے حجۃ
الوداع مین کیا ہی وہ بسبب جاننے حکم اوسکے کے تھا کہ یہ معلوم نہ تھا کہ حکم اسکا کیونکر ہی پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو معذور رکھا اور حکم فرمایا کہ مناسک حج سیکھین انتہی اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ لا حرج کے معنی یہ ہین کہ کچھ گناہ نہین یہ معنی نہین کہ اسمین دم دینا بھی نہین آتا
علاوہ اسکے یہ کہنا نسے معلوم ہوا کہ جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا وہ قارن
یا متمتع تھا مفرد نہ تھا اگر مفرد ہو تو امام صاحب کے نزدیک بھی اسپر تقدیم اور تاخیر مین دم لازم
نہین آتا اور لمعات شرح مشکوۃ مین ہی معلوم کر تو کہ تحقیق افعال حج کے قربانی کے دن چار ہوتے
ہین کنکریان مارنا اور ذبح کرنا اور سر مونڈانا اور طواف کرنا اور اختلاف کیا اونھون نے اس امر مین
کہ یہ ترتیب سنت ہی یا واجب ہی پس ایک جماعت جنمین سے امام ابو حنیفہ اور امام مالک ہین طرف
وجوب کے گئی ہی اور کہا اونھون نے کہ مراد نفی حرج سے گناہ نہونا ہی بسبب عدم علم اور
نسیان کے لیکن دم واجب ہی اور کہا علامہ طیبی نے کہ ابن عباس نے مثل اسی کے حدیث
روایت کی ہی اور دم واجب کیا ہی پس اگر نہوتی یہ بات کہ اونھون نے اس حدیث کے یہی معنی
سمجھے اور جانا کہ یہی معنی مراد ہین البتہ نہ حکم کرتے برخلاف اوسکے انتہی **قال** مسئلہ چہل وسوم ہدایہ

[illegible]

وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہی اور یہ مذہب امام اعظم اور امام
مالک کا ہی الخ **اقول** نسائی مین ہی عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَحِلُّ اَکْلُ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِیْرِ یعنی خالد بن
الولید سے روایت ہی کہ سنا اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہین حلال
ہی کھانا گوشت گھوڑے کا اور خچر کا اور گدھے کا انتہی اور ابوداود مین ہی اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ اَکْلِ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِیْرِ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا گھوڑے اور خچر اور گدھے کے گوشت کھانے سے انتہی اور اسی طرح
ابن ماجہ مین ہی نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ
وَالْحَمِیْرِ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ گھوڑے کا گوشت کھانا جائز نہین ہی اور حرمت کو حلت
پر ترجیح ہی اس لیے کم سے کم کراہت تو ضرور ہی ہوگی پس مذہب امام صاحب اور امام مالک اور اوزاعی
اور ابو عبید کا جو موافق مذہب ابن عباس کے ہی حدیث کے مخالف نہین اور یہ حدیث جو حرمت مین وارد ہے
صحیح ہی تصریح اسکی ملا عینی نے خوب مفصل شرح کنز الدقائق مین کردی ہی غرض کہ احتیاط
کرنا بہتر ہی کیونکہ دونون حدیثون کے تعارض سے شبہہ حلت مین پڑ گیا ہی **قال** مسلہ چہل و
چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی بیع مین جب ایجاب وقبول ہو جاوے تو بیع ہو چکی
بائع اور مشتری کو بیع کے توڑ ڈالنے کا اختیار نہین لیکن اگر کچھ عیب نکل آوے یا جس چیز کو
مشتری نے خرید کیا ہی اوسکو اوسنے دیکھا نہو تو بیع ٹوٹ سکتی ہی الخ **اقول** تفرق کی دو قسمین
ہین تفرق بالابدان وتفرق بالاقوال پھر تفرق بالابدان بھی دو طرح پر ہوتا ہی ایک یہ کہ بعد ایجاب
وقبول کے ہو دوسرے یہ کہ بعد ایجاب کے قبل قبول ہو اور حدیث مین کسی قسم کی تصریح نہین پس
تفرق کو جو حدیث مین واقع ہی ایک قسم ابدان کے ساتھ خاص کر لینا اور پھر تفرق بالابدان کو بعد
ایجاب وقبول ہی کے لینا اور پھر طرفہ یہ ہی کہ دوسرے معنی کو مخالف حدیث کے کہنا غایت درجے کی
بلاہت اور سفاہت ہی اسپر کوئی دلیل برہانی تو کنار اقناعی حجت بھی آجتک میسر نہین ہوئی کیا

تفرق بالاقوال عرب کے محاورے مین نہین آتا قرآن شریف مین نظیر اسکی موجود ہی وَإِن يَتَفَرَّقَا
يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّن سَعَتِهِ یعنی اگر زوج اور زوجہ جدا ہو جائین گے تو اللہ تعالے ہر ایک کو اپنی
وسعت سے بے پروا کردے گا انتہے اور ظاہر ہو کہ یہان تفرق سے مراد ابدانی تفرق نہین بلکہ
تفرق طلاقی ہی جو بالاقوال ہوتا ہی اور دوسری نظیر آیت کی یہ ہو وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ
إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ یعنی نہین متفرق ہوے وہ لوگ جو کتاب دیے گئے ہین
مگر بعد اسکے کہ آئی اونکے پاس حجت واضح انتہے اسی طرح یہان بھی تفرق بالاقوال مراد ہی جیسا
تفسیر مین چاہیے ملاحظہ فرمایے چونکہ بعضون نے تفرق بالاقوال کا انکار کیا تھا کہ محاورہ عرب
مین نہین آتا اس لیے ہمنے قرآن شریف سے کہ ابلغ الکلام ہی دو نظیرین بیان کردین پس سمجھیے
کہ تفرق مین کئی معنون کا احتمال تھا ہر فرقے نے حسب ترجیح قیاس و نظائر شرعی ایک معنی و اپنے
اختیار کیے یہی جہ اختلاف کی واقع ہوئی پس امام صاحب اور امام مالک اور ثوری اور نخعی اور ربیعہ
اور اہل کوفہ اور ایک جماعت اہل مدینے کی اور امام احمد ایک روایت مین اسطرف گئے کہ حدیث
مین تفرق سے مراد تفرق بالاقوال ہی امام محمد موطا مین اسی حدیث کے بعد لکھتے ہین وَبِهٰذَا
نَأْخُذُ وَتَفْسِيرُهُ عِنْدَنَا عَلَى مَا بَلَغَنَا عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ قَالَ الْمُتَبَايِعَانِ
بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا عَنْ مَنْطِقِ الْبَيْعِ إِذَا قَالَ الْبَائِعُ قَدْ بِعْتُكَ فَلَهُ أَنْ يَرْجِعَ
مَا لَمْ يَقُلِ الْآخَرُ قَدِ اشْتَرَيْتُ فَإِذَا قَالَ الْمُشْتَرِي قَدِ اشْتَرَيْتُ بِكَذَا وَكَذَا
فَلَهُ أَنْ يَرْجِعَ مَا لَمْ يَقُلِ الْبَائِعُ قَدْ بِعْتُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ
فُقَهَائِنَا یعنی اور اسی حدیث کا ہم اعتبار کرتے ہین اور تفسیر اوسکی نزدیک ہمارے جیسا کہ
پہونچا ہمکو ابراہیم نخعی سے یہ ہی کہ کہا اونھون نے بیع کرنیوالونکو اختیار ہی جبتک کہ دونون گفتگو
بیع سے علیحدہ ہو جائین جبکہ بایع کہے کہ بیچا مین نے پس اوسکو اختیار ہی جب تک کہ دوسرا
یون نہ کہے کہ خریدا مین نے اور جب خریدنیوالا کہے کہ خریدا مین نے بعوض اسکے اور اسکے
پس اوسکو اختیار ہی کہ اس قول سے رجوع کرے جبتک کہ بایع نے یون نہین کہا کہ بیچا مین نے

اور یہی قول ابو حنیفہ اور عام فقہا ہمارے کا ہی انتہےٰ اور تفرق بالابدان جو بعد ایجاب قبل قبول ہو
اوس مین بھی اختیار ساقط ہوجاتا ہی اور اس مسئلے کا ماخذ سوا اس حدیث کے اور کوئی حدیث نہین
چنانچہ عیسیٰ بن ابان نے کتاب الحجۃ مین اس حدیث کے یہی معنی لکھے ہین اور امام ابو یوسف
سے بھی یہی معنی مروی ہین اَلْفُرْقَۃُ الَّتِیْ تَقْطَعُ الْخِیَارَ الْمَذْکُوْرَ فِیْ ھٰذِہِ الْاٰثَارِ ھِیَ
الْفُرْقَۃُ بِالْاَبْدَانِ وَذٰلِکَ اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا قَالَ لِلرَّجُلِ قَدْ بِعْتُکَ عَبْدِیْ
ھٰذَا بِاَلْفِ دِرْھَمٍ فَلِلْمُخَاطَبِ بِذٰلِکَ الْقَوْلِ اَنْ یَّقْبَلَ مَالَمْ یُفَارِقْ صَاحِبَہٗ
فَاِذَا افْتَرَقَا لَمْ یَکُنْ لَہٗ بَعْدَ ذٰلِکَ اَنْ یَّقْبَلَ وَھٰذَا اَوْلٰی مِمَّا حُمِلَ عَلَیْہِ ھٰذَا
الْحَدِیْثُ یعنی وہ فرقت جو ساقط کردیتی ہی اوس اختیار کو جو احادیث مین مذکور ہی وہ فرقت بالابدان
ہی اور یہ اسطور ہی کہ ایک شخص نے ایک شخص سے کہا مین نے اپنے اس غلام کو بعوض ایکہزار درہم کے
فروخت کیا پس اس قول کے مخاطب کو اختیار ہی قبول کرلینے کا جب تک کہ اپنے ساتھی
سے جدا نہین ہوا پس جب دونون جدا ہوجائین گے تو پھر اوسکو قبول کرنا نہین پہونچتا اور یہ
معنی اولیٰ ہین اون معنون سے جنپر یہ حدیث حمل کیجاوے انتہےٰ غرض کہ حنفیہ کے نزدیک تفرق
بالابدان اور تفرق بالاقوال دونون ہین پس حدیث کے مخالف نہوا بلکہ موافق ہوگیا ۵
دعوا جواب کا تھا وہ بالعکس صحیح گیا اب پھر نہ اسطرح سے کوئی بات کیجیے **قال** مسئلہ حمل
وبنجہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اونٹنی یا گائے کو ذبح کرے اور اوس کے پیٹ
مین سے مرا ہوا بچہ نکلے تو نہ کھاوے خواہ اوسکے بال ہون یا نہون الخ **اقول** عینی
شرح ہدایہ مین ہی وَالْجَوَابُ عَنْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ اَنَّہٗ لَا یَصِحُّ الْاِسْتِدْلَالُ بِہٖ
فَاِنَّہٗ رُوِیَ ذَکَاۃُ اُمِّہٖ بِالنَّصْبِ وَالرَّفْعِ فَاِنْ کَانَ مَنْصُوْبًا فَلَا اِشْکَالَ فَاِنَّہٗ
لِلتَّشْبِیْہِ وَاِنْ کَانَ مَرْفُوْعًا فَکَذٰلِکَ لِاَنَّہٗ اَقْوٰی مِنَ التَّشْبِیْہِ مِنَ الْاَوَّلِ
عُرِفَ ذٰلِکَ فِیْ عِلْمِ الْبَیَانِ یعنی اور جواب اس حدیث کا یہ ہی کہ اس حدیث سے استدلال
کرنا درست نہین کیونکہ حدیث کی لفظ ذکات مین زبر اور پیش دونون روایت کیے گئے ہین پس اگر

منصوب لیا جاوے تو کوئی اشکال وارد نہین ہوتا کیونکہ یہ واسطے تشبیہ کے ہی اور اگر مرفوع ہو تو بھی کچھ اشکال نہین کیونکہ یہ تشبیہ پہلی تشبیہ سے بھی زیادہ قوی ہی اسکا ذکر علم بیان مین کیا گیا ہی انتہے پس اس تقریر سے معنی حدیث کے یہ ہوے کہ ذبح کرنا جنین کا مثل مان کے ذبح کرنے کے ہی اور نصب کی روایت ان معنون کے مرجح ہی کیونکہ اوسمین بغیر تشبیہ کے کوئی دوسری صورت متصور نہین اور رفع کی حالت مین بھی تشبیہ بہت کثرت سے آئی ہی چنانچہ قرآن شریف مین ہی وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ یعنی اور جنت کہ وسعت اوسکی مثل وسعت آسمانون اور زمین کے ہی انتہے اور عرب زَیْدٌ الْاَسَدُ کہتے ہین یعنی زید مانند شیر کے ہی اور کسی شاعر کا قول ہی ؎ وَعَیْنَاكِ عَیْنَاهَا وَجِیْدُكِ جِیْدُهَا + وَلٰكِنَّ عَظْمَ السَّاقِ مِنْكِ دَقِیْقُ یعنی اور آنکھین تیری ای معشوقہ ہرنی کی سی آنکھین ہین اور گردن تیری مثل گردن ہرنی کے ہی + لیکن ہڈی ساق کی تیری ہڈی سے باریک ہی + انتہی اور اگر رفع کی صورت مین تشبیہ نلی جاویگی تو پھر معنی درست نہون گے کیون کہ اوسوقت معنی یہ ہون گے کہ ذبح کرنا جنین کا اوسکی مان کا ذبح کرنا ہی یعنی جنین کی ذکات کفایت کرتی ہی مان کے ذبح کرنے کی کچھ حاجت نہین اس لیے کہ ذَكَاةُ الْجَنِیْنِ مبتدا ہی اور ذَكَاةُ اُمِّهٖ اوسکی خبر ہی جیسا کہ کہا جاتا ہی كَلَامُ زَیْدٍ كَلَامُ الْقَوْمِ یعنی کلام زید کا کلام قوم کا ہی بمعنی اس کے کہ کلام زید کا کافی ہی کلام قوم کی کچھ احتیاج نہین اور وجہ اسکی یہ ہی کہ جب مبتدا اور خبر دونون معرفہ ہوتے ہین تو مبتدا کا مقدم ہونا واجب ہوتا ہی یعنی پہلا لفظ مبتدا ہوا کرتا ہی اور دوسرا خبر پس اس قاعدہ عرب کے رو سے حدیث کے یہ معنی ہوے کہ بچے کا ذبح کرنا کافی ہی مان کے ذبح کرنے کی کچھ حاجت نہین حالانکہ اسکا کوئی بھی قائل نہین کہ فقط بچے کو ذبح کرنا کافی ہی اور اون معنون مین جو امام صاحب لیتے ہین کہ جنین کا ذبح کرنا مثل مان کے ہی یعنی جیسے مان ذبح کیجاتی ہی ویسیہی جنین کو بھی ذبح کرنا چاہیے اسکے ذبح کا کوئی اور طریق نہین ہی دونون کا ذبح کرنا برابر ہی کوئی قباحت نہین لازم آتی بلکہ قرآن شریف کے مطابق ہی کیونکہ کلام مجید مین میتہ کا کھانا حرام کیا گیا ہی اور میتہ اوس جانور کو

کہتے ہین جو بغیر ذبح کے مرجاوے اور پھر ذبح کرنا خداے تعالیٰ نے شرط بھی کردیا ہی چنانچہ اِلَّا
مَا ذَکَّیْتُمْ سے معلوم ہوتا ہی کہ فقط ذبح کی ہوئی شئی کھانی درست ہی ورنہ حرام ہی یہ خلاصہ تقریر علامہ
زیلعی کا ہی اور موطا امام محمد مین ہی عَنْ اِبْرَاهِیْمَ اَنَّهٗ قَالَ لَاتَکُوْنُ ذَکَاۃُ نَفْسٍ ذَکَاۃَ
نَفْسَیْنِ یعنی امام صاحب نے ابراہیم نخعی سے روایت کی ہی کہ فرمایا اونھون نے ایک جان کا ذبح
کرنا دو جانون کے قائم مقام نہین ہوتا انتہٰے پس یہان موافق مذہب امام صاحب کے ایک نازک
بات جو کمال احتیاط پر دلالت کرتی ہی نکلتی ہی وہ یہ ہی کہ بعد ذبح کرنے کسی جانور کے اسمین سے مرا ہوا
بچہ نکلے تو احتمال ہی کہ یہ بچہ قبل ذکاۃ ام کے پیٹ کے اندر مرگیا ہو یا بعد ذکاۃ کے سو صورت ثانی مین
موافق مدعا آپ کے معنی حدیث کے یہ ہوسکتے ہین کہ ذکاۃ ام کی کافی ہی ذکاۃ جنین کو لیکن صورت
اول مین یہ معنی ہرگز نہ صحیح ہون گے اسواسطے کہ اول تو وقت ذکاۃ ام کے وہ جنین نہین ہوسکتا کہ
جنین کہتے ہین زندہ بچے کو جو ماں کے پیٹ مین ہو حالانکہ وہ یہان مردہ تھا پس ذکات ام کی بچہ
مردہ کو کیونکر کافی ہوگی وہ بچہ جیسا ماں کے پیٹ مین قبل ذبح کے مردار تھا اب بھی بعد پیدا ہونے
کے ویسا ہی مردار رہا پس امام صاحب کے یہان واسطے بچنے اس شبہہ حرمت کے معنی
حدیث کے ایسے لیے گئے کہ موافق محاورہ عرب کے بھی رہے اور احتمال مذکور سے احتیاط
بھی کی گئی پس یہان نظر انصاف سے دیکھنا چاہیے کہ مصداق ان دونون حدیثون کے
کسکا مذہب ہی مَنِ اتَّقَی الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِیْنِهٖ یعنی جو شخص شبہہ کی باتون سے
بچا سو بیشک اوسنے اپنے دین کو پاک و صاف کیا دَعْ مَا یُرِیْبُكَ اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُكَ یعنی
جس چیز مین شک ہو اوسکو چھوڑ دے غرض ایسے دقائق حدیث کے سمجھنے کو عقل صحیح و ذوق
سلیم چاہیے ایسی باتین فرقۂ ظاہریہ کی کب سمجھ مین آتی ہین ہزارون نکتے یہان
بال سے بھی ہین باریک + کہ جسکی عقل ہو موٹی وہ اسکو کیا جانے + **قال** مسئلہ چہل و ششم
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص نکاح کرے کسی عورت کو اور مہر مقرر کرے
اوسکی ہر بس مون کی خدمت کرنی یا پڑھانا قرآن کا تو یہ مہر پانے ضلا اوسکو کافی نہوگا اور مہر

اقول علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر میں لکھا ہے لنا قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من حدیث جابر ولا مہر اقل من عشرۃ دراہم رواہ الدارقطنی والبیہقی ولہ شاہد یعضدہ وہو ما روی عن علی رضہ قال لا تقطع الید فی اقل من عشرۃ دراہم ولا یکون المہر اقل من عشرۃ دراہم رواہ الدارقطنی والبیہقی ایضا وقال محمد بلغنا ذلک عن علی وعبد اللہ بن عمر وعامر وابراہیم رضی اللہ عنہم فیحمل کل ما افاد ظاہرہ کونہ اقل من عشرۃ علی انہ المعجل وذلک لان العادۃ عندہم کان تعجیل بعض المہر قبل الدخول واذا کان ذلک معہودا وجب حمل ما یخالف ما روینا علیہ جمعا بین الاحادیث وکذا یحمل امرہ صلی اللہ علیہ وسلم بالتماسہ خاتما من حدید علی انہ تقدیم شیء تالفا ولما عجز قال قم فعلمہا عشرین آیۃ وہی امرأتک رواہ ابو داود وہو محمل روایۃ الصحیح زوجتکہا بما معک من القرآن فانہ لا ینافیہ وبہ تجتمع الروایات یعنی ہماری دلیل قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے بروایت جابر نہیں مہر کمتر دس درہم سے روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی اور بیہقی نے اور واسطے اس حدیث کے تائید کرنے والی وہ حدیث ہے جو علی رضہ سے مروی ہے کہ فرمایا نہ کاٹا جائے ہاتھ کمتر دس درہموں سے اور نہیں ہوتا مہر کم دس درہم سے روایت کیا اس حدیث کو بھی دارقطنی اور بیہقی نے اور کہا امام محمد نے یہی حدیث ہمکو علی اور عبد اللہ بن عمر اور عامر اور ابراہیم رضہ سے پہونچی ہے پس وہ حدیث جسمیں ظاہرا دس درہموں سے کم مہر کا ذکر ہے حمل کیجاوے گی اوپر مہر معجل کے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ عادت انکی تھی قبل جماع کے کچھ مہر دیا کرتے تھے اور جب یہ امر مقرر تھا تو اون احادیث کا جو ان احادیث کے مخالف وارد ہوے ہیں مہر معجل پر حمل کرنا واجب ہوا تا کہ سب احادیث میں

تعلیم ہو جاوے اور اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لوہے کی انگوٹھی کے واسطے فرمانا
اسپر محمول ہے کہ کوئی شی واسطے تالیف قلب کے پہلے دینی چاہیے اور جبکہ وہ شخص کچھ بھی نہ لایا
تو فرمایا آپنے اوٹھ اور اس عورت کو بیس آیتین تعلیم کردے یہ تیری زوجہ ہوگئی روایت کیا اسکو
ابوداؤد نے اور یہی محمل روایت صحیح کا ہے کہ آپنے فرمایا ہمنے تیرا نکاح قرآن شریف کی وجہ سے
کردیا کیونکہ یہ اوسکی منافی نہین اور اس گفتگو سے سب روایتین متفق ہوجائین گی انتہی ملتقطا
اور تبیین الحقائق مین ہے وَاَمَّا قَوْلُهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَلَّکْتُکَهَا بِمَا مَعَکَ مِنَ الْقُرْاٰنِ
فَلَیْسَ فِیْهِ دَلَالَةٌ عَلٰی اَنَّ الْقُرْاٰنَ جَعَلَهٗ مَهْرًا وَلِهٰذَا لَمْ یَشْتَرِطْ اَنْ تُعَلِّمَهَا
وَاِنَّمَا قَالَ بِمَا مَعَکَ مِنَ الْقُرْاٰنِ اَیْ بِسَبَبِ مَا مَعَکَ مِنَ الْقُرْاٰنِ لِحَدِیْثِ
اُمِّ سُلَیْمٍ وَفِیْهِ فَکَانَ صَدَاقُ مَا بَیْنَهُمَا الْاِسْلَامَ وَهُوَ لَا یَصِحُّ صَدَاقًا بِالْاِجْمَاعِ
یعنی لیکن ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ مالک کردیا ہمنے تجکو اوسکا بسبب اوسکے جو تیرے
پاس قرآن ہے پس نہین دلالت اس قول مین قرآن کو مہر کیا ہے اور اسیوجہ سے یہ شرط نکی کہ اوسکو
تعلیم کردے بلکہ بِمَا مَعَکَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فرمایا یعنی بسبب اوس کے جو تجکو قرآن آتا ہے کیونکہ
حدیث ام سلیم مین آیا ہے کہ مہر درمیان دونون کے اسلام تھا حالانکہ اسلام بالاتفاق مہر نہین
ہوسکتا انتہی خلاصہ تقریر دونون محققون کا یہ ہے کہ قرآن شریف کو حسب دستور مہر معجل سمجھا جاے
چنانچہ ابوداؤد کی روایت مین ارشاد تعلیم ہے تو کچھ مہر پہلے حق تعلیم مین ادا ہوجاوے گا چنانچہ
علی رضی اللہ عنہ سے آپنے پہلے کچھ مہر دلوادیا تھا حالانکہ مہر اونکا چارسو درہم بندھا تھا اسیطرح
یہان بھی آپنے جب اور کچھ نہ ملا تو قرآن شریف ہی کی تعلیم کو فرمایا اور یہ معنی نہین کہ اب مہر اور
دینا نہین آتا اسیقدر کافی ہے اسپر کوئی لفظ حدیث کا نہین دلالت کرتا ابوداؤد کی روایت سے قطع نظر
کیجاوے صحیحین کی روایت مین تو یہ لفظ نہین پس معنی یہ ہوے کہ قرآن شریف کی وجہ سے یعنے
کلام مجید کی برکت سے تمہارا نکاح کردیا جیسے ابوطلحہ کا نکاح بوجہ اسلام کے کردیا تھا پس مہر کیونکر
ساقط ہوسکتا ہے ہان اوس عورت نے جیسا کہ بعضون نے کہا ہے ہبہ کردیا ہو تو بیشک ساقط

ہوجاویگا ورنہ حدیث سے کہین مستنبط نہین ہوتا کہ مہر اوسپر نہین رہا اور ہماری روایتین بسبب کثرت طرق کے مرتبۂ احتجاج او راستناد تک پہونچ گئی ہین اور امام نووی نے شرح مہذب مین کہا ہی کہ بوجہ کثرت طرق کے حدیث قابل احتجاج ہوجاتی ہی ذکر کیا اسکو علامہ عینی نے شرح کنز مین اور احادیث مین تطبیق عمدہ ہی یا ترک ہان اگر تطبیق نہو سکے اوسوقت مجبوری ہی علاوہ اسکے قرآن شریف مین بھی اسکی تائید موجود ہی وَاُحِلَّ لَکُمْ مَاوَرَآءَ ذٰلِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ یعنی حلال کی گئین تمپر عورتین ماسوا ان عورتون کے بانیطور کہ طلب کرو تم بدلے مالون اپنے کے انتہے پس مقید کیا حلت کو طلب مال سے تو معلوم ہوا کہ بغیر مال کے حلال نہین اور بعض ظاہریہ کے نزدیک تو ایک جو بھی اگر مہر ہو تب بھی نکاح درست ہی اور وہ عورت حلال ہوجاتی ہی حالانکہ ایک جو مال نہین ہی چنانچہ تبیین الحقائق مین لکھا ہی کہ کہا بعض ظاہریہ نے جس شی کا ہبہ یا میراث سے مالک ہوجاتا ہی وہ شی مہر ہو سکتی ہی اگرچہ بیع مین ثمن ہونے کی صلاحیت نرکھتی ہو جیسے گیہون کا دانہ یا جو کا اور قول ظاہریہ کا مہر کے بارے مین زیادہ فاسد ہی اس لیے کہ ایک دانہ گیہون کا یا جو کا اسکو کوئی مال شمار نہین کرتا اسیوجہ سے اگر گر جاتا ہی تو اوسکو اوٹھاتے نہین اور اسد تعالے نے نکاح بعوض مال کے مشروع کیا ہی اس قول سے کہ فرمایا حلال کی گئین تمپر ماسوا انکے باینطور کہ طلب کرو بدلے مال کے اور نہین مشروع کیا بدون مال کے انتہی **قال** مسلہ حیل و ہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جو شخص اپنے غلام کو قتل کر ڈالے اوسکو نہ قتل کرنا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ مسند امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہی سمرہ سے کہ کہا فرمایا رسول اسد صلی اسد علیہ وسلم نے جو شخص کہ قتل کرے گا اپنے غلام کو قتل کرین گے ہم اوسکو اور جو شخص کہ کاٹے گا اعضا اپنے غلام کے کاٹین گے ہم اعضا اوسکے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن غریب ہی اور روایت ہے حسن بصری کی ہی سمرہ سے اور اختلاف کیا گیا ہی سماع مین اوسکے اوس سے اور ابوداؤد

اور نسائی کی روایت مین ہی کہ جو خوجہ کریگا اپنے غلام کو خوجہ کر ڈالین گے ہم اوسکو اور صحیح کہا حاکم
نے اس زیادتی کو **اقول** یہ حدیث جمہور کے نزدیک الا ماشاء اللہ متروک الظاہر ہی
مرقات شرح مشکوۃ مین ہی کہا خطابی نے یہ حدیث بطور زجر کے وارد ہوئی ہی تاکہ لوگ قتل
غلام سے بچین پس اس فعل پر اقدام نکرین جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب
پینے والے کے حق مین جسوقت شراب پیے درے لگاؤ پھر اگر پیے پھر لگاؤ پھر فرمایا چوتھی یا
پانچوین مرتبہ مین اگر پھر پیے پس قتل کرو پھر جب ایسا شخص جسنے چوتھی یا پانچوین مرتبہ شراب پی تھی
آپکی خدمت مین لایا گیا اوسکو قتل نہ کیا اور بعضون نے اس حدیث کو محمول کیا ہی اوس صورت
پر کہ پہلے غلام ہو پھر اوسکی ملک سے خارج ہوگیا ہو تو وہ حریت مین اوسکے برابر ہی اور بعضے اسطرف
گئے کہ یہ حدیث منسوخ ہی قول اللہ تعالے سے اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ یعنی حر بدلے
حر کے اور غلام بدلے غلام کے انتہے کلام الخطابی اور حنفیہ اسطرف گئے ہیں کہ حر دوسرے شخص کے غلام
کے قصاص مین قتل کیا جائے اپنے غلام کے بدلے قتل نہ کیا جائے اور امام شافعی اور امام مالک
کہتے ہین کہ آزاد غلام کے قصاص مین قتل نہ کیا جائے اگرچہ غیر کا ہی غلام ہو انتہی اور امام احمد
بن حنبل کا بھی یہی مذہب ہی کہ غلام کا قصاص مولی سے نہ لیا جاویگا چنانچہ ترمذی شریف
مین ہی لَيْسَ بَيْنَ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ قِصَاصٌ فِي النَّفْسِ وَلَا فِيمَا دُونَ النَّفْسِ وَهُوَ
قَوْلُ أَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ یعنی درمیان غلام اور مولی کے قصاص نہین قتل کرنے مین اور نہ
ماسوائے قتل مین انتہی آن عبارتون سے معلوم ہوا کہ چارون امامون کے نزدیک مولی
اور غلام مین قصاص جاری نہین ہوتا اور حدیث یا تو منسوخ ہی یا زجر اور تنبیہ کے طور پر ارشاد
ہوئی ہی جیسا کہ شارب خمر مین زجرًا فرمایا ہی **قال** مسئلہ چہل و ہشتم ہدایہ و غیرہ فقہ
کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی بیٹی یا اپنی بہن کا نکاح اس شرط پر کسی سے کردے
کہ وہ اپنی بیٹی یا اپنی بہن اوسکو نکاح مین دیوے اور مہر کچھ نہ باندھین تو اس صورت مین نکاح
دونون کا صحیح ہی لیکن دونون کو مہر مثل دینا آوے گا الخ **اقول** حدیث مین شغار کی

ممانعت ہی اسکا حنفیہ انکار نہیں کرتے بیشک شغار کی جو حقیقت اور ماہیت ہی وہ جائز نہیں شغار
مین تو یہ شرط ہی کہ بالکل مہر نہو جیسے اہل جاہلیت کی عادت تھی کہ وہ مطلق مہر نہین دیتے تھے فقط
بدلا نکاح کا نکاح سے ہوجاتا تھا یہ صورت ہمارے نزدیک نہین جائز ہی اور اگر کسی نے ایسا کیا تو مہر
مثل واجب ہوگا اگر فقہ مین یہ صورت بیان ہوتی کہ مہر مثل بھی دینا نہ آوے گا تو بیشک مخالف
حدیث ہوجاتا اگر کہین حدیث یا لغت مین شغار کی تعریف یہ آئی ہو جسمین مہر بھی کسی صورت سے
داخل ہو تو مخالفت ہوگی یا شغار کی تعریف مین حدیث اور لغت سے مہر کا نہونا ثابت ہو جب
بھی مخالفت ہوجاوے گی اسمین کوئی عاقل کیا بلکہ ابلہ بھی فرق کرسکتا ہی کہ ایک صورت مین مہر
ہی اور دوسری مین مہر کی نفی ہی دونون مین فرق بین ہی ایسی بدیہی فرق کو ایک سمجھنا اور مخالفت
کا الزام دینا کمال سفاہت ہی یہ ابتک نہ ہوئے مغز سخن سے آگاہ + لا حول ولا قوة الا باللہ
ہان اس نکاح کی کراہیت مین ہمکو بھی کلام نہین مگر اس کے فساد پر بھی کوئی دلیل نہین اور
فتح القدیر مین ہی اِنَّ مُتَعَلِّقَ النَّهْیِ وَالنَّفْیِ مُسَمّٰی الشِّغَارِ وَمَا خُوْذٌ فِیْ مَفْهُوْمِهٖ
خُلُوُّهٗ عَنِ الصَّدَاقِ وَكَوْنُ الْبُضْعِ صَدَاقًا وَنَحْنُ قَائِلُوْنَ بِنَفْیِ هٰذِهِ الْمَاهِیَّةِ
وَمَا یَصْدُقُ عَلَیْهَا شَرْعًا فَلَا نُثْبِتُ النِّكَاحَ كَذٰلِكَ بَلْ نُبْطِلُهٗ یعنی متعلق نہی اور نفی
کا مصداق شغار ہی اور شغار کے مفہوم مین مہر سے خالی ہونا اور بضع کا مہر ہونا پایا جاتا ہی اور ہم تو
قائل ہین اس ماہیت کی نفی کے اور جو شی اسپر صادق آوے آسمین نہین جائز رکھتے ہم ایسے نکاح
کو بلکہ ہم اوسکو باطل جانتے ہین انتہی **قال** مسئلہ چہل و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی
کہ اگر کوئی شخص کوئی چیز پڑی ہوئی پاوے اور اگر قیمت مین کم دس درہم سے ہو تو مشہور کرے
لوگون مین چند روز اور اگر قیمت مین دس درہم یا دس درہم سے زیادہ ہو تو مشہور کرے لوگون مین
برس دن تک اور بعضون نے کہا کہ صحیح یہ ہی کہ ان مقدارون مین سے لازم ایک بھی نہین انتہی
اقول گری ہوئی شی جو شخص اوٹھاوے اوس کے مشہور کرنے مین احادیث مختلف ہین
کسی حدیث مین دو برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشہور کرنیکا حکم دیا ہی چنانچہ بخاری

کی روایت مین ہی قَالَ سُوَیْدُ بْنُ غَفَلَةَ لَقِیْتُ اُبَیَّ بْنَ کَعْبٍ فَقَالَ اَخَذْتُ صُرَّةً فِیْهَا مِائَةُ دِیْنَارٍ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا فَلَمْ اَجِدْ مَنْ یَّعْرِفُهَا ثُمَّ اَتَیْتُهٗ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ اَجِدْ یعنی

سوید بن غفلہ نے کہا کہ ملاقات کی مین نے ابی بن کعب سے پس کہا اونھون نے پائی مین نے ایک تھیلی جسمین سو دینار تھے پس آیا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمتمین پس فرمایا آپنے ایک سال تک اسکو مشہور کرسو مشہور کیا مین نے پس نہ پایا مین نے اوس شخص کو جو اوسکو پہچانے پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا آپ نے فرمایا ایک سال اور مشہور کرسو شہرت دی مین نے پس پایا مین نے انتہی اور مسلم اور بخاری اور ابوداؤد کی روایت مین تیسری مرتبہ بھی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سال بھر اور شہرت دو انتہی اور بعضی روایتون مین اسی حدیث ابی بن کعب مین ایک سال ہی فقط آیا ہی بعضی حدیثمین مطلق تعریف آئی ہی کوئی مدت معین نہین ہی بعضے مین تعریف بھی نہین چنانچہ ابوداؤد مین ہی عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ رَخَّصَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْعَصَا وَالْحَبْلِ وَالسَّوْطِ وَاَشْبَاهِهٖ یَلْتَقِطُهُ الرَّجُلُ وَیَنْتَفِعُ بِهٖ یعنی جابر رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے رخصت دی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکڑی اور رسی اور کوڑی اور اس کے مثل کی کہ کوئی شخص اوسکو اوٹھالے اور اوس سے منتفع ہو انتہی اور بخاری مین ہی عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَةٍ فِی الطَّرِیْقِ فَقَالَ لَوْلَا اَنِّیْ اَخَافُ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَکَلْتُهَا یعنی انس رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے گذرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھجور پر راستے مین پس فرمایا اگر یہ خیال نہوتا کہ صدقہ ہوگا تو مین اسکو کھا لیتا انتہی خیر ان چیزون مین بوجہ کم قیمت ہونے کے تعریف کی چندان ضرورت نہین اور ایک حدیث مین تو ایک دینار کیواسطے بھی تعریف مذکور نہین بلکہ مضمون حدیث سے

معلوم ہوتا ہے کہ اوسمین مطلق تعریف نہین کی گئی اور ایک سال کا تو احتمال بھی نہین ہوتا
چنانچہ ابوداؤد مین ہے کہ علی رض گھر مین آئے اور دونو صاحبزادے حضرت حسن اور حسین
رضی اللہ عنہما رو رہے تھے فرمایا کیون روتے ہین حضرت فاطمہ رض نے کہا کہ بھوک سے روتے ہین
پس حضرت علی رض باہر تشریف لائے تو ایک دینار بازار مین پڑا پایا گھر آئے اور فاطمہ رض کو
خبر دی اونھون نے کہا کہ فلان یہودی کے پاس جاؤ اسکا آٹا اوس سے لیلو پس حضرت
علی کرم اللہ وجہہ اوس یہودی کے پاس آئے اور اوس دینار کا آٹا خریدا یہودی نے کہا
تم اونکے داماد ہو جو اپنے تئین اللہ کا رسول بتلاتے ہین فرمایا ہان کہا اوس نے لو اپنا دینار
اور آٹا لیجاؤ پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ اوس آٹے کو مکان مین لے آئے اور حضرت
فاطمہ رض سے اس امر کی اطلاع کی اونھون نے کہا تم فلانے قصاب کے پاس جا کے ایک درہم
کا گوشت لیلو آپ تشریف لے گئے اور اوس دینار کو ایک درہم کے گوشت کی عوض مین گرو
کر دیا اور گوشت لے آئے پس حضرت فاطمہ رض نے آٹا گوندھا اور ہانڈی چڑھائی اور روٹی پکائی
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین کسی شخص کو بھیجا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے تو فاطمہ رض نے عرض کیا کہ مین آپ سے اس کھانے کی کیفیت بیان کرتی ہون پس اگر آپ
اسکو حلال سمجھین تو ہم بھی کھائین اور آپ بھی ہمارے ساتھ کھائیے یہ کھانا ایسا اور ایسا ہی پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ بسم اللہ پس کھایا اونھون نے پس وہ ہنوز اپنی جگہہ پر
بیٹھے تھے کہ یکایک ایک لڑکا خدا کا اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوا دینار طلب کرتا نکلا پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حکم دیا وہ بلایا گیا اوس سے دریافت کیا تو اوسنے کہا بازار مین مجھسے گر پڑا تھا فرمایا اے
علی تم قصاب کے پاس جاؤ اور ہمارا نام لو کہ وہ دینار بھیجدو اور درہم تمہارا ہمارے ذمے ہے اوس
قصاب نے وہ دینار بھیجدیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس لڑکے کو دیدیا انتہی پس ظاہر
حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تعریف نہین کی اور کی بھی تو شاید گھڑی دو گھڑی مگر سال بھر تو
کسی صورت سے ثابت نہین ہو سکتا اسی وجہ سے صاحب ہدایہ نے کہا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ

رواہ ابوداؤد وطبرانی
صفحہ ۲۳۰

کوئی مقدار متعین لازم نہین جیسے شی ہو اوسکو اوسی طور سے مشہور کرنا چاہیے اگر کم قیمت ہو
کم دن اور اگر زیادہ قیمت کی ہو تو زیادہ دن یہ حدیث سے ثابت نہین ہوتا کہ ہر شی کیواسطے ایک
ہی سال متعین ہی بلکہ مختلف روایتین وارد ہوئی ہین اور سب صحیح حدیثون کی ہین بلکہ تعین
کر لینا خلاف حدیث ہی **قال** مسلہ نجاہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ بکری او
گائے اور اونٹ گم ہوے کا پکڑنا مستحب ہے الخ **اقول** تبیین الحقائق مین لکھا ہی
وَمَا رَوَاهُ كَانَ فِي دِيَارِهِمْ اِذْ كَانَ لَا يُخَافُ عَلَيْهَا مِنْ شَيْءٍ وَنَحْنُ نَقُوْلُ
فِي مِثْلِهِ يَتْرُكُهَا وَالَّذِي يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ مَا رَوَاهُ عُثْمَانُ اَمَرَ بِمَعْرِفَتِهَا
ثُمَّ تُبَاعُ فَاِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا اُعْطِيَ ثَمَنَهَا یعنی وہ جو روایت ہی کہ اونٹ گم شدہ کو نہ پکڑو
یہ اونکی ملک مین اوسوقت تھا جبکہ اوسپر کسی قسم کا خوف نہ تھا اور ہم بھی کہتے ہین کہ ایسے
وقت مین چھوڑ دے اونکو اور اس پر دلالت کرتی ہی روایت عثمان رض کی کہ حکم دیا کہ اول اونکی
شہرت کیجاوے پھر فروخت کیے جائین پس جسوقت مالک اونکا آوے قیمت اونکی دیجائے
انتہی اور امام نووی اس حدیث مسلم مَنْ اٰوٰى ضَالَّةً فَهُوَ ضَالٌّ مَا لَمْ يُعَرِّفْهَا
کی شرح مین لکھتے ہین وَيَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ الْمُرَادُ بِالضَّالَّةِ هٰهُنَا ضَالَّةَ الْاِبِلِ
وَنَحْوِهَا مِمَّا لَا يَجُوْزُ الْتِقَاطُهَا لِلتَّمَلُّكِ بَلْ اِنَّمَا يَلْتَقِطُ لِلْحِفْظِ عَلٰى صَاحِبِهَا
یعنی اور جائز ہی یہ کہ مراد یہان ضالہ سے ضالہ ابل وغیرہ ہو اوس چیز سے جسکا لینا واسطے
مالک ہونے کے جائز نہین بلکہ پکڑ لینا اوسکا واسطے حفاظت کے مالک کے لیے جائز ہی
انتہی اور مبسوط مین ہی کہ یہ امر اوسوقت تھا جبکہ صالحین اور امانت دارونکا غلبہ تھا
کہ کسی خائن کا اوس پر قابو نہین ہوتا تھا جب اوسکو چھوڑ دیا جاتا تو مل جاتا تھا لیکن
ہمارے زمانے مین خائن کے دست اندازی کا خوف ہی پس اوسکے پکڑ لینے مین رعایت
اوسکی اور حفاظت ہی انتہی اور فتح القدیر مین ہی کہ یہ بات حق معلوم ہوتی ہی کیونکہ یہ امر قطعی
ہی کہ شارع کا مقصود اوس کے مالک تک پہونچ جانا ہی اور شارع نے اسکا طریق بتایا

کردیا ہی پس جب زمانے کا انقلاب ہوجائے اور وہ شی تلف ہونے لگے تو حکم اوسکا اوسوقت مثل خلاف اوسکے ہوگا اور وہ پکڑ لینا واسطے حفاظت اور لوٹانے کے ہی انتہی علاوہ اسکے حدیث سے چھوڑ دینے کا فقط جواز نکلتا ہی وجوب نہین نکلتا پس مخالفت کسی صورت سے نہین ہوسکتی یہ آپکے فہم کا قصور ہی ہر جگہ مخالف حدیث کہدینا آپکا پرانا دستور ہی اس عیب کی عادت بد کو چھوڑ دیجئے بے سمجھے بوجھے کسی کی نکتہ گیری نہ کیجیے سیاہ روشود انکس کہ عیب بین گردد + چو خامہ بر سخن ہیچ کس مدار انگشت

قال مسئلہ پنجاہ ونہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ پڑی ہوئی چیز کو اگر غنی نے اوٹھا لیا تو اوسکو اپنے کام مین لانا اوسکا درست نہین الخ

اقول اگر اس حدیث کے یہ معنی ہون گے کہ بعد ایک سال کے وہ شخص مالک ہوجاتا ہی خواہ غنی ہو خواہ فقیر تو بخاری کی حدیثون مین تناقض واقع ہوگا کیونکہ بخاری مین روایت ہی کہ ایک شخص نے لقطہ کا مسئلہ پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک سال تعریف کر پھر اوسکو خرچ کرلے پھر اگر مالک اوسکا آوے اوسکو وہ شی ادا کردے انتہی اور مسلم کی روایت مین ہی پس خرچ کرلے اور چاہیے کہ وہ شی امانت رہے نزدیک تیرے پس اگر طالب اوسکا کسی دن آوے تو ادا کردے اوسکو انتہی ان دونون صحیحین کی حدیثون سے معلوم ہوا کہ وہ شی اسکے پاس امانت ہوتی ہی جسوقت طالب اوسکا آوے فوراً دیدے اگر خرچ بھی کرلے تو بھی واپس دے گو وہ شخص دس بارہ سال کے بعد آوے اور مسند بزار اور دارقطنی مین ہی فَاِنْ جَاءَ صَاحِبُهٗ فَلْيُؤَدِّهٖ اِلَيْهِ وَاِنْ لَّمْ يَاْتِ فَلْيَتَصَدَّقْ بِهٖ فَاِنْ جَاءَ فَلْيُخَيِّرْهُ بَيْنَ الْاَجْرِ وَبَيْنَ الَّذِيْ لَهٗ یعنی پس اگر آوے مالک اوسکا پس چاہیے کہ دیدے اوسکو اور اگر نہ آوے پس مناسب ہی کہ صدقہ کردے اوسکو پھر اگر آجاوے تو اوسکو اختیار ہی خواہ ثواب لے خواہ وہ شی انتہی اسیوجہ سے حنفیہ کہتے ہین کہ غنی کو بطور ملک اوسکا خرچ کرلینا نہین چاہیے البتہ اگر محتاج ہو خرچ کرلے ورنہ دوسرے شخص کو جو محتاج ہو اوسکو تصدق کردے اور صدقہ بالاجماع فقیر کے واسطے ہوتا ہی اور کسی حدیث سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ جنکو آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے اجازت دی تھی وہ غنی تھے اسیوجہ سے علامہ زیلعی نے لکھا ہی کہ ابی بن کعب کی
حدیث حجت نہین ہوسکتی اس لیے کہ حکایت حال ہی جائز ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے
فقر کو معلوم کرلیا ہو یا تو قرض کیوجہ سے یا بوجہ کمی مال کے یا آپ نے منتفع ہونیکا اذن فرمایا ہو یہ ہمارے
نزدیک بھی جائز ہی امام کو کہ بطور قرض دیدے اور یہ بھی احتمال ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم
کرلیا ہو کہ یہ مال کسی کافر حربی کا ہی بلکہ ظاہر یہی ہی اس لیے کہ دار الاسلام مین اوسوقت وسعت نہ
تھی اور اگر کسی مسلمان کا مال ہوتا اوپر پوشیدہ نرہتا انتہے پھر قرآن شریف مین بھی آیا ہی وَلَا تَأْكُلُوا
أَمْوَالَكُمْ بِالْبَاطِلِ یعنی نہ کھا جاؤ مال ایک دوسرے کا باطل سے انتہے پس حدیث اور قرآن سے
ثابت ہو گیا کہ غنی اور صاحب نصاب کو تلگا کسی کا مال کھانا نہین چاہیے بلکہ امام اگر اجازت بھی دے
تو اوسکو صرف کرلے مگر اوسکے ذمے وہ شی رہے گی جب مالک آویگا دینی پڑے گی اور فقیر کے واسطے
صدقہ بالاجماع ثابت ہی پھر حدیث مین بھی اوسکی تایید ہی پس حنفیہ کے طور پر تطبیق بین الاحادیث
خوب ہو جائے گی اور آپ کے مسلک پر صورت رفع تناقض کی بن نہ آوے گی پہلے سوچیے تو پھر اعتراض
کیجیے ع مزن بے تامل بگفتار دم **قال** مسلہ پنجاہ و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی
کہ جو شخص درخت پر سے میوہ چراوے اوسکا ہاتھ کاٹنا واجب نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی
سوا امام اعظم نے اس مسلے مین خلاف کیا ہی بھی عمرو بن شعیب کے اوس حدیث کا جو کہ مسلہ چہل
و ششم مین ابو داؤد اور نسائی کی روایت سے قریب گذرے **اقول** مسلہ ہدایہ کا تو یہ ہی جو
شخص درخت پر سے میوہ چراوے تو ہاتھ اوسکا نہ کاٹا جاوے اور اگر جرین سے چراوے تو
ہاتھ کاٹا جاوے سو معترض صاحب نے ہدایے کی اول صورت لکھی اور اوسکو حدیث جرین کے
مخالف ٹھہرایا ہم حیران ہین کہ معترض صاحب کے کچھ دماغ مین بوجہ پیرانہ سالی کے خلل آگیا
یا روز ازل سے یہ بلادت اور کج فہمی ہی کی اونکے حصے مین آئی ہی غور کا مقام ہی کہ عدم قطع سرقہ درخت
مین ہی حنفیہ کا جگہ یعنی جرین مین جو قطع ید حدیث مین وارد ہوا ہی اوسمین تو ہدایہ مین بھی قطع ید لکھا ہی
اسمین تو ظاہری مخالفت بھی نہ تھی جو معترض صاحب نے اسپر طعن کیا دعوا کچھ کرتے ہین اور دلیل کچھ لاتے

ہین اونکے دعوے اور دلیل مین ربط مطلق نہین تھا مگر ان جاہل ان پڑھ لوگون کے بہکانے کو ایک
مسئلہ اور ایک حدیث بمقابلے اسکے کافی ہی غالبًا معترض صاحب نے سو مسائل کی منت مانی ہی اسلیے
اونھون نے واسطے ایفای نذر کے ہدایے کا مسئلہ تو درخت سے سرقہ کا لکھا اور اوسکو مخالف
اوس حدیث کے بتلایا جسمین لفظ جرین ہی یعنی اگر جرین سے جسکا ترجمہ معترض صاحب نے کھلیان کیا ہم
میوہ چرایا جاوے تو ہاتھ کٹیگا ہم پوچھتے ہین کہ کیا درخت پر سے میوہ لینا اور کھلیان ایک
شی ہی جو مخالفت حدیث لازم آوے سے برین عقل و دانش بباید گریست آخر سو مسئلون کا
التزام بھی تو ضرور ہی وہ کیونکر ہو سکتا ہی اونکو کسی نہ کسی طرح پورا کرنا چاہیے حنفیہ کے نزدیک بھی
جرین سے اگر چرا نے گا تو بیشک ہاتھ کاٹا جائے گا البتہ درخت پر سے چرانے مین قطع نہین
چنانچہ ابوداود مین رافع بن خدیج کی روایت سے حدیث آئی ہی اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا قَطْعَ فِیْ ثَمَرٍ یعنی تحقیق اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے سنا ہی کہ فرماتے تھے نہین قطع ہی پھل مین انتہی اور ثمر کے معنی قاموس مین حَمْلُ الشَّجَرِ
کے لکھے ہین یعنی وہ پھل جو درخت مین لٹکتا ہو پھر حنفیہ نے کیا قصور کیا جو حدیث کے موافق کہدیا اور
جرین تو وہ جگہ ہی جہان کھجورین وغیرہ خشک کرنے کے واسطے جمع کی جاتی ہین اوسمین قطع ہی چنانچہ
چنانچہ ہدایے مین لکھا ہی وَالَّذِیْ یُؤْوِیْهِ الْجَرِیْنُ فِیْ عَادَتِهِمْ هُوَ الْیَابِسُ مِنَ الثَّمَرِ
وَفِیْهِ الْقَطْعُ یعنی وہ شی جسکو جرین ٹھکانا دے اونکی عادت مین وہ خشک پھل ہوتا ہی اور اوسمین
قطع ہی انتہی غرض کسی فقہ کی کتاب سے ثابت نہین ہوتا کہ جرین سے چوری کرنے مین ہاتھ
نہ کاٹا جائے بلکہ درخت پر سے چوری کرنے مین قطع نہین اوسکی سند مین ابوداود کی حدیث ابھی
ہمنے لکھدی آپس موافق حدیث کے یہی مسئلہ ہی دوسری جو صورت لیجئے مخالف پڑے گی اور وجہ
اوسکی یہ ہی کہ جرین محفوظ ہوتا ہی اور درخت محفوظ نہین ہوتا اس لیے سرقہ اوسمین صادق آتا ہی اور
اسمین نہین آتا پس معترض صاحب کی سمجھ کا پھیر تھا کہ سیدھی بات کو اولٹا سمجھ گئے ہدایے مین
تو کوئی وجہ مخالفت کی نہ تھی زبردستی واسطے اغواے عوام کے یہ بھی لکھدیا مارے گھٹنا

پھوٹے اونکہ کون پوچھتا ہے ؎ چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا + الا یا ایہا الساقی ادر کاسًا و ناولہا + **قال** مسلہ پنجاہ و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ حکم پڑی ہوئی چیز کے اوٹھانیکا حل اور حرم کا برابر ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسلے مین خلاف کیا ہے اوس حدیث کا جو کہ مسلم مین روایت ہے عبد الرحمن بن عثمان تیمی سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا حاجیون کی گری ہوئی چیز کے لینے سے **اقول** امام نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہے قَوْلُہٗ نَھٰی عَنْ لُقْطَۃِ الْحَاجِّ یَعْنِیْ عَنِ الْتِقَاطِھَا لِلتَّمَلُّکِ وَاَمَّا الْتِقَاطُھَا لِلْحِفْظِ فَقَطْ فَلَا مَنْعَ مِنْہُ وَقَدْ اَوْضَحَ ھٰذَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ قَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْحَدِیْثِ الْاٰخَرِ وَلَا یَحِلُّ لُقْطَتُھَا اِلَّا لِمُنْشِدٍ یعنی قول راوی کا کہ ممانعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجیون کے لقطہ سے مراد اس سے اوٹھا لینا اوس کا واسطے مالک ہونے کے ہے لیکن اوٹھانا اوسکا فقط واسطے حفاظت کے سو نہین ممانعت اوسمین اور تحقیق واضح کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اپنے قول مین جو دوسری حدیث مین وارد ہے کہ نہین حلال ہے لقطہ مکے کا مگر واسطے شہرت دینے والے کے انتہی اور یہ صحیحین مین موجود ہے اور علامہ ابن ہمام نے اس حدیث صحیحین سے اول استدلال کر کے دلیل عقلی یہ لکھی ہے کہ اس زمانے مین حاجیون کی گری ہوئی چیز واسطے تعریف کے اوٹھا لینی چاہیے کیونکہ چوری مکے مین بہت پھیل گئی ہے اور جب احکام کے مشروعیت باعتبار کسی شرط کے پائی جاوے پھر بر تقدیر مشروعیت اوسکے ضد اوسکی کسی مفسدہ کو متضمن پائی جاوے تو اوس حکم کا انقطاع معلوم ہوگا برخلاف اون چیزون کے جو کسی سبب سے جاری ہوئین اور راوسکے باقی رہنے مین مفسدہ نہو جیسے طواف مین رمل اور اضطباع واسطے اظہار شجاعت کے انتہی اس تقریر سے معلوم ہوا کہ دوسری حدیث صحیحین کی اوس حدیث کی مفسر واقع ہوئی ہے پس حاجیون کا لقطہ واسطے حفاظت کے اوٹھانا جائز ہوا خصوصاً آجکل تو مکہ معظمہ مین چوری کا ایسا شیوع ہے کہ اظہر من الشمس ہے گو یہ کام وہان کے اہل احتیاج اور غربا اور اراذل قوم کا ہے شرفا اس فعل سے محفوظ ہین مگر حجاج تو بیچارے جنکی چوری ہوجاتی ہے

سپرڈ تیے رہجاتے ہین اور ادا ہی کان حج بوجہ مفلسی کے اونپر دشوار ہوجاتا ہے اگر کوئی اوسوقت
اونکی ہمیانی اوٹھاکر مشہور کرے اور اونکو ملجاوے تو یہ بات عمدہ اور موافق حدیث صحیحین کے ہوگی
یا یہ امر اچھا ہی کہ اوسکو ویسے ہی چھوڑ دے اور کوئی سارق اوسکو اوٹھالے ہمکو تو نقل اور
عقل سے اسکا اوٹھا لینا بہتر معلوم ہوتا ہی چنانچہ صحیحین کی حدیث مین خود اوسکی تصریح ہی کہ صرف کو اوٹھا
لینا چاہیے پھر اعتراض مخالفت کیسا بغیر دیکھے کتب حدیث کے اعتراض کر دینا اپنے اوپر
الزام لینا ہی سچ ہی کار سے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی **قال** مسلہ پنجاہ و چہارم ہدایہ وغیرہ
فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جو شخص دس درہمون کی قیمت سے کم قیمت کی چیز چوری کرے اسکا
ہاتھہ نہ کاٹنا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا امام اعظم نے اس مسلے مین خلاف کیا ہی
ان تین حدیثون کا الخ **اقول** جاننا چاہیے کہ ڈھال کی قیمت مین اختلاف ہی بعضے قائل
ہین کہ قیمت اوسکی تین درہم تھی اور بعضے دس درہم بتلاتے ہین چنانچہ دو قسم کی حدیثین وارد
ہوئی ہین مگر دس درہم مین کسی کا بھی خلاف نہین اس لیے حدود مین اکثر دس درہم لیے تاکہ شبہہ
جس سے حدود ساقط ہوجاتے ہین نرہی ابوداود مین ہی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَطَعَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَ رَجُلٍ فِیْ مِجَنٍّ قِیْمَتُہٗ دِیْنَارٌ اَوْ عَشَرَۃُ دَرَاھِمَ
یعنی ابن عباس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ہاتھہ بوجہ سپر کے
جسکی قیمت ایک دینار یا دس درہم تھی کاٹا انتہی اور نسائی مین ہی عَنْ اَیْمَنَ قَالَ لَمْ یَکُنْ
تُقْطَعُ الْیَدُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا فِیْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ وَ
قِیْمَتُہٗ یَوْمَئِذٍ دِیْنَارٌ یعنی ایمن رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے نہین ہاتھہ کاٹا جاتا
تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین مگر ایک ڈھال کی قیمت مین اور قیمت اوسکی اوسوقت
ایک دینار تھی انتہی اور ترمذی مین ہی وَقَدْ رُوِیَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّہٗ قَالَ لَا قَطْعَ
اِلَّا فِیْ دِیْنَارٍ اَوْ عَشَرَۃِ دَرَاھِمَ یعنی تحقیق روایت کی گئی ہی ابن مسعود سے کہ فرمایا
اونھون نے نہین قطع ہی مگر ایک دینار مین یا دس درہمون مین انتہی اور دوسری روایت نسائی کے

ابوداود باب ما یقطع فیہ السارق
نسائی باب القدر الذی اذا سرقہ السارق
ترمذی باب ما جاء فی کم تقطع ید السارق

نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کی ہے کہ ڈھال کی قیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے
مین دس درہم تھے انتہی اور تیسری روایت نسائی کی عطا سے ہے قَالَ اَدْنٰی مَا يُقْطَعُ
فِيهِ ثَمَنُ الْمِجَنِّ وَثَمَنُ الْمِجَنِّ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ یعنی کہا اونھون نے ادنی اوسکا جس مین
ہاتھ کاٹا جاتا ہے قیمت سپر کی ہے اور قیمت ڈھال کی دس درہم ہین انتہی اسی قسم کی روایتین دارقطنی
اور مسند ابی حنیفہ اور طبرانی اور مسند امام احمد اور عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ مین آئی
ہین اور موطای امام محمد مین ہے قَالَ اَهْلُ الْعِرَاقِ لَا تُقْطَعُ الْيَدُ فِي اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ
دَرَاهِمَ وَرَوَوْا ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ عُمَرَ وَعَنْ عُثْمَانَ وَ
عَنْ عَلِيٍّ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَعَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ فَاِذَا جَاءَ الْاِخْتِلَافُ فِي
الْحُدُوْدِ اُخِذَ فِيْهَا بِالثِّقَةِ یعنی اور کہا اہل عراق نے نہ کاٹا جاوے ہاتھ کم تر دس درہمون سے
اور روایت کیا اونھون نے اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عمرؓ سے اور عثمانؓ سے اور علیؓ
سے اور عبداللہ بن مسعودؓ سے اور بہتون سے پس جبکہ حدود مین اختلاف ہو تو جو امر حدود مین
احوط ہو اوسکو اخذ کرنا چاہیے انتہی اور فتح القدیر مین ہے کہ ابن خسرو نے امام محمدؒ کے واسطے سے جو
حدیث روایت امام صاحب سے کی ہے کہ دس درہم سے کم مین ہاتھ نہ کاٹا جاوے یہ حدیث متصل
اور مرفوع ہے اور اگر موقوف ہے تو بھی اس کے واسطے حکم مرفوع ہونیکا ہے کیونکہ مقدار شرعی مین
عقل کو کچھ دخل نہین اس موقوف بھی مرفوع کا حکم رکھتی ہے انتہی اور بعضے کی جو معترض صاحب
نے حدیث نقل کی ہے شاید بیضے کے معنی انڈے کے سمجھے ہین یہ تو سوا بعض ظاہریہ کے کسی کا
بھی مذہب نہین ورنہ جمہور کے نزدیک دس اور تین مین حکم دائر ہے وہ بیضے کے معنی خود
کے لیتے ہین ایسے ہی بعضی روایتون مین حبل کا لفظ بھی آیا ہے اوسکی تفسیر خود اعمش نے
جو راوی اس حدیث کے ہین کر دی ہے وَكَانَ مِنَ الْحِبَالِ مَا يُسَاوِي عَشَرَةَ دَرَاهِمَ
یعنی تحقیق بعضے رسیان دس درہمون کی قیمت رکھتے ہین انتہی خلاصہ تمام تقریر کا یہ ہے
کہ دس درہم کی چوری مین کسی کا اختلاف نہین اور کم مین صحابہ کا اختلاف ہے چنانچہ مذکور ہوا پس

۱۲ نسائی باب ما یقطع فیہ الید
السارق

۱۲ مؤطا باب ما یجب فیہ القطع

فتح القدیر کتاب السرقہ

دوین ایسی صورت لیوے کہ جسمین کسی قسم کا شبہہ بھی نہو کیونکہ شبہہ سے حدود ساقط ہوجاتی ہین

ن اعتراض معترض صاحب کا بیجا ہی عقل ہو تو کچھ اون سے کہا جاوے اندھے کے آگے

رونا آنکھین کھونا ہی ؏ ز فیض سبزہ بنیا بغنچہ کج طبعان، کجا بہار کند سبز شاخ آہو را

قال مسئلہ نجاہ ونجم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ پیشاب اگر کپڑے پر لگ جاوے

تو بدون دھوئے پاک نہین ہوتا فائدہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی کہ جو لڑکا کہ ہنوز طعام

نہین کھاتا پیشاب اوسکا پلید ہی کپڑے وغیرہ پر اگر لگ جاوے تو بدون دھوئے پاک نہین

ہوتا اور یہ مذہب امام اعظم اور تمام اہل علم کا ہی لیکن امام شافعی رح کے نزدیک نجاست خفیفہ

ہی اور اوزاعی کے نزدیک جبتک لڑکا دودھ پیتا ہی تب تک اوسکا پیشاب اگر کپڑے وغیرہ

پر لگجاوے تو کپڑا پلید نہین ہوتا اور داؤد ظاہری جو لڑکا کہ ہنوز کھانا نہین کھاتا اوس کے

پیشاب کو پاک سمجھتے ہین سو امام اعظم وغیرہ نے اس مسئلے مین خلاف کیا ان تین حدیثون کا

الخ **اقول** حنفیہ کے نزدیک اس حدیث مین نضح کے معنی پانی ڈالنے کے ہین چھڑکنے کے

نہین چنانچہ دوسری حدیثون مین اسکی تفسیر موجود ہی مسلم مین ہی عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اُتِیَ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِصَبِیٍّ یَرْضَعُ فَبَالَ فِیْ حَجْرِہٖ فَدَعَا بِمَاءٍ

فَصَبَّہٗ عَلَیْہِ یعنی عایشہ رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لڑکا

دودھ پیتا لایا گیا اوس نے آپ کی گود مین پیشاب کردیا پس آپنے پانی منگوایا پس ڈالدیا اوسپر

انتہی اور دوسری حدیث مسلم کی روایت مین ہی فَنَضَحَہٗ عَلٰی ثَوْبِہٖ وَلَمْ یَغْسِلْہُ غَسْلًا

یعنی پس ڈالا اوس پانی کو اوسپر اور نہ دھویا اوسکو دھونا انتہی اس روایت سے بھی معلوم ہوتا ہی

کہ دھونے مین مبالغہ جیسے اور نجاستون مین کیا جاتا ہی نہین کیا کیونکہ مفعول مطلق واسطے

تاکید فعل کے واقع ہوا ہی اوسکی نفی سے فقط خفیف دھونا باقی رہتا ہی اور بخاری مین ہی عَنْ

عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنَّہَا قَالَتْ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِصَبِیٍّ

فَبَالَ عَلٰی ثَوْبِہٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَاَتْبَعَہٗ اِیَّاہُ یعنی عایشہ رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے

مسئلہ نجاست بول الطفل الرضیع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لڑکا لایا گیا اوس نے کپڑے پر پیشاب کر دیا آپنے پانی منگوایا پس بہایا اوسکو کپڑے پر انتہی اور شرح معانی الآثار مین ہی عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یؤتی بالصبیان فیدعو لھم فاتی بصبی مرۃ فبال فقال صبوا علیہ الماء صبا یعنی عائشہ رض سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت مین لڑکے لائے جاتے تھے پس آپ اونکے واسطے دعا فرماتے تھے پس ایک بار ایک لڑکا لایا گیا اوس نے پیشاب کر دیا پس فرمایا آپنے اسپر خوب پانی ڈالدو انتھی اور دوسری روایت مین ہی واتبعہ الماء یعنی اسپر پانی بہا دیا انتھی پس ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ نضح کے معنی پانی ڈالنے کے ہین چنانچہ شرح معانی الآثار مین لکھا ہی وا تباع الماء حکمہ حکم الغسل الا تری ان رجلا لو اصاب ثوبہ عذرۃ فاتبعھا الماء حتی ذھب بھا فان ثوبہ قد طھر وعن ام الفضل فقلت یا رسول اللہ اعطنی ازارک اغسلہ قال انما یصب علی بول الغلام ویغسل من بول الجاریۃ فھذہ ام الفضل فی حدیثھا ھذا انما یصب علی بول الغلام فی حدیثھا الذی ذکرناہ فی الفصل الاول انما ینضح من بول الغلام فثبت ان النضح الذی ارادہ فی الحدیث الاول ھو الصب المذکور حتی لا یتضاد الاثران فثبت بھذہ الاثار ان حکم بول الغلام ھو الغسل الا ان ذلک الغسل یجزئ منہ الصب فدل ذلک ان النضح عندھم ھو الصب وھذا قول ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد یعنی بہانا پانی کا حکم اسکا حکم دہونیکا ہی کیا نہین معلوم کہ اگر کسی شخص کے کپڑے پر گندگی لگجائے پس وہ شخص پانی اوسپر ڈالدے یہانتک کہ وہ نجاست زائل ہوجاوے پس تحقیق کپڑا اوسکا پاک ہوگا اور ام فضل سے روایت ہی پس کہا مین نے یا رسول اللہ اپنا تہبند مجکو دیجیے تو اوسے دھودون فرمایا پانی ڈالا جاتا ہی لڑکے کے پیشاب پر اور دھویا جاتا ہی پیشاب لڑکی کا

پس ام الفضل مین جنسے یہ روایت ہی اور انہین کی حدیث مین جو پہلی فصل مین مذکور ہوئی نضح
کا لفظ ہی پس ثابت ہوا کہ اول حدیث مین نضح سے مراد پانی ڈالنا ہی تا کہ دونون حدیثین متضاد
نہو جائین پس ان تمام حدیثون سے ثابت ہوا کہ لڑکے کے پیشاب کا حکم بھی دھونیکا ہی مگر اس
دھونے کو فقط پانی ڈالدینا کافی ہوجاتا ہی پس دلالت کی اسنے کہ نضح نزدیک اونکے بمعنی صب یعنے
پانی ڈالنے کے ہی اور یہی مذہب امام صاحب اور امام ابو یوسف اور امام محمد کا ہی انتہی ملخصا +
پس یہ مضمون مخالف حدیث شریف کے کہان ہوا نے سمجھے بوجھے اعتراض کر دیا مغز سخن کو
نہ سمجھنا کام ہی جاہلون کا نہ عاقلون کا ع خامہ ہر چند دود ولیک بمعنی نرسد + سعی بسود ہی ندہد چون
نبود استعداد **قال** مسئلہ پنجاہ و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اونٹ کا پیشاب
پینا دوا کے لیے بھی حلال نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف
کیا ہی اُس حدیث کا جو کہ بخاری اور ترمذی مین روایت ہی انس سے کہ آئے لوگ عرینہ مین سے
مدینے مین نزدیک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس ناموافق ہوئی اونکو ہوا مدینے کی پس رسول خدا نے
بھیجا اونکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ اونٹون صدقات کے اور فرمایا اونکو پیو دودھ اونکا
اور پیشاب اونکا **اقول** اس حدیث سے خود معلوم ہوتا ہی کہ ضرورۃً اون کو اجازت دی تھی
اسکا امام صاحب بھی انکار نہین کرتے بلکہ ضرورت مین تو امام صاحب کے نزدیک قطعی حرام
بھی مباح ہو جاتا ہی مثلاً کوئی شخص حالت اضطرار مین مردار کا گوشت کھالے یا غایت تشنگی مین
یا حلق مین لقمہ پھنس جائے بشرطیکہ حلال شی میسر نہو تو شراب کے گھونٹ سے رفع تشنگی کرلے
یا لقمہ اوتار لے مباح ہی اور بلا ضرورت بطور دوا کے پیشاب پینا جائز نہین جیسا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرورت معلوم ہو گئی تھی اگر کسی شخص کو معلوم ہو جائے تو کیا مضایقہ ہی البتہ اگر
کسی حدیث سے یہ ثابت ہو جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا ضرورت بھی پیشاب
پلوایا ہی تو اوسوقت امام ابو حنیفہ کا مسئلہ مخالف ہو جائے گا اور یہ امر حدیث سے ثابت ہونا
محال ہی پس مخالفت حدیث بھی محال ہو گی شرح معانی الآثار مین ہی قالوا ابوال الابل

نجسة وحكمها حكم دمائها لا حكم ألبانها ولحومها وقالوا أمّا ما ذكرتموه
في حديث العرنيين فذلك إنما كان للضرورة فليس في ذلك دليل
أنه مباح في غير الضرورة لأنا قد رأينا أشياء أبيحت في الضرورات
ولم تبح في غير الضرورات وقد رويت فيها الآثار عن أنس أن الزبير
وعبد الرحمن بن عوف شكوا إلى النبي صلى الله عليه وسلم القمل
فرخص لهما في قميص الحرير في غزاة لهما قال أنس فرأيت على كل
واحد منهما قميصا فهذا رسول الله صلى الله عليه وسلم قد أباح الحرير
لمن أباح له اللبس من الرجال للعلة التي كانت لمن أباح ذلك فكان ذلك من
علاجها ولم يكن في إباحته ذلك لهم للعلة التي كانت بهم ما يدل
أن ذلك كان مباحا في غير تلك العلة فكذلك أيضا ما أباحه رسول الله
صلى الله عليه وسلم للعرنيين للعلل التي كانت بهم فليس في إباحته
ذلك لهم دليل أن ذلك كان مباحا في غير تلك العلل یعنی کہا اونھون
نے کہ پیشاب اونٹ کا ناپاک ہی اور حکم اوسکا حکم خون اوسکا ہی نہ حکم دودھ کا اور گوشت کا اور
کہا اونھون نے لیکن وہ حدیث عرنیین کی جو تم نے بیان کی پس یہ تو بوجہ ضرورت کے تھا
اس مین اس امر کی دلیل نہین کہ وہ بلا ضرورت بھی مباح ہی کیونکہ بہت اشیا دیکھتے ہین کہ بوجہ
ضرورت مباح کردی گئی ہین اور بلا ضرورت مباح نہین ہین اور اوسمین احادیث مروی ہین چنانچہ
انس رض سے روایت ہی کہ زبیر رض اور عبد الرحمن رض بن عوف رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
جوؤن کی شکایت کی آپ نے ریشم کا کرتہ پہننے کی اونکے غزوہ مین اجازت فرمائی اور انس کہتے ہین
کہ مین نے دونون کو کرتا حریر کا پہنے دیکھا ہی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن شخصونکو حریر پہننا
مباح کیا تھا سو بسبب اونکی خارش کے تھا پس یہ علاج اوسکا ہوا اور اس کی اوس
علت سے جو اونکو لاحق تھی مباح کرنے مین دلیل نہین ہو سکتی کہ سوا اوس بیماری کے

بھی مباح ہی السیاہی اوس چیز کو کہ عرنیین کے واسطے آپنے مباح کی تھی بوجہ بیماریون اون کی کہ تھی
پس اونکے واسطے مباح ہونے مین یہ دلیل نہین ہوسکتی کہ سوا اون بیماریون کے اور مین بھی
جائز تھا انتہے اور پیشاب کی حرمت مین حدیث وارد ہی اِسْتَنْزِهُوْا عَنِ الْبَوْلِ فَاِنَّ
عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ یعنی بچا کرو پیشاب سے اسواسطے کہ تحقیق عام عذاب
قبر کا اوسی سے ہوتا ہی انتہے اور علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر مین لکھا ہی کہ اس حدیث کو
حاکم نے ابوہریرہ کی روایت سے نقل کیا ہی اور کہا ہی کہ یہ اوپر شرط شیخین کے ہی انتہے اور
علامہ عینی نے لکھا ہی لِاَنَّ الْبَوْلَ مُحَلًّی بِالْاَلِفِ وَاللَّامِ فَيَعُمُّ جَمِيعَ الْبَوْلِ
یعنی اس لیے کہ لفظ بول پر الف لام داخل ہی پس تمام پیشابون کو مشتمل ہوگا انتہی حاصل کلام یہ ہی
کہ حدیث عرنیین سے حلت اور طہارت اوسکی ثابت نہوئی پس اس حدیث سے کہ تمام ابوال
کو شامل ہی حرمت اوسکی ثابت ہی پس دونون حدیثون مین تعارض بھی نہوا کیونکہ بوجہ ضرورت
اباحت اوسکی مقتضی نہین کہ بلاضرورت بھی جائز ہوجاوے ورنہ دونون حدیثون مین تعارض صریح
ہوجاویگا اور علامہ اکمل نے لکھا ہی کہ بعضون نے کہا ہی یہ حدیث مانند مثلہ کے منسوخ
ہی تصریح اسکی علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین کی ہی پس امام صاحب نے اگر بلاضرورت
بھی حرمت بیان کی تو کیا خلاف ہوا معترض صاحب صرف اعتراض کردیا جانتے ہین اور
کج فہمی سے سیدھا سا مطلب بھی اونکی سمجھ مین نہین آتا ہے کج را نشکافت نتوان راست نمود
کی تیر نتوان ساختن از چوب کمانرا + **قال** مسلہ پنجاہ و ہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکھا ہی کہ کتے کے جھوٹے برتن کو تین بار دھونا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام
اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہی عن
ابی ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ پیئے کتا
بیچ باسن ایک تمہارے کے پس چاہیے کہ دھووے اوسکو سات بار اور مسلم کی ایک روایت مین
یون ہی کہ کہا پاکی باسن ایک تمہارے کی جسوقت کہ پی جاوے اوس مین کتا یہ ہی کہ دھووے

اوسکو سات بار پہلا اونکا ساتھ مٹی کے **اقوال** بنایہ شرح ہدایہ مین ہے کہ دارقطنی نے
ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھویا جاوے برتن کتے
کے موسنھ ڈالنے سے تین بار یا پانچ بار یا سات بار اور ابن عدی نے کامل مین ابو ہریرہ سے
مرفوع روایت کی ہے کہ جسوقت کتا کسی کے برتن مین موسنھ ڈالدے پس چاہیے کہ اوسکو خالی
کرے اور تین بار دھو ڈالے اور دارقطنی نے اسی حدیث کو سند صحیح سے ابو ہریرہ سے روایت کی
ہے کہ جب کتا برتن مین موسنھ ڈالدے پس خالی کردو اوسکو اور برتن کو تین بار دھو ڈالو اور طحاوی
نے بھی اسکو اسناد صحیح سے روایت کیا ہے اور عبد الرزاق نے اپنی مصنف مین معمر سے روایت
کی ہے کہ زہری سے سوال کیا گیا کہ کتا برتن مین موسنھ ڈالدیتا ہے فرمایا تین بار دھو ڈالا جاوے
پس زہری کے نزدیک اگر سات بار کا منسوخ ہونا نہ ثابت ہوتا تو وہ فتوا ندے تے جو ابو ہریرہ نے
دیا ہے اسیوجہ سے امام صاحب کہتے ہین کہ تین بار دھویا جاوے پس ابن حزم کسطرح کہتے ہین کہ
تین بار دھونا کسی صحابی سے مروی نہین انتہی اور فتح القدیر مین ہے مذہب ابو ہریرہ سے تین بار
ثابت ہونا قرینہ اس امر کا ہے کہ مرفوع حدیث یعنی تین بار دھونے کی راوی ضعیف نے ٹھیک
بیان کی ہے اور اسوقت سات بار کی حدیث کے معارض ہو جاوے گی اور اوس پر ترجیح
دیجاوے گی کیونکہ سات بار کی حدیث مقدم معلوم ہوتی ہے اسلیے کہ جسوقت کتون کے احکام
مین شدت کیجاتی ہے یہانتک کہ حکم اونکے قتل کا دے دیا تھا یہ سات بار دھونے کی تشدید
اوسوقت کے مناسب ہے اور اوسکا منسوخ ہونا ثابت ہے پس یہ احادیث مرفوع جو ابو ہریرہ
کی حدیث سے تایید یافتہ ہین سات بار کی حدیث پر عمل مین مقدم ہون گے پس سات بار کی
حدیث استحباب پر حمل کیجاوے گی اور اگر اس مرفوع حدیث کو بالکل ترک بھی کر دیا جاوے تو بھی
ابو ہریرہ کا مخالف سات بار کی حدیث کے (حال آنکہ وہی راوی اس کے بھی ہین) عمل کرنا کفایت
کرتا ہے کیونکہ محال ہے کہ وہ قطعی حدیث کو اپنی رائے سے چھوڑ دین اور وجہ اوسکی یہ ہے کہ خبر احد
کی ظنیت باعتبار غیر راوی کے ہوتی ہے لیکن باعتبار اوسکے کہ جس نے اوسکو رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے سنا ہی قطعی ہی ہے کہ اوس سے اگر قطعی الدلالت ہوتا اوسکا
اپنے معنی مین پایا جاویگا تو آیت قرآن بھی منسوخ ہو جاویگی پس اس سے لازم آیا کہ اونھون
نے نہین ترک کیا اوسکو مگر بوجہ یقین کرنے اونکے کی نسخ کا کیونکہ نہین متروک ہوتی قطعی
مگر قطعی سے پس قول اونکا باطل ہوا جو کہتے ہین کہ جایز ہی کیا اونکے اجتہاد مین جو محتمل خطا کو ہی
ثبوت نسخ ہو گیا ہو پس جب پہچانا تو نے اوسکو تو ہو گیا ترک کرنا اونکا سننے لے روایت کرنے اونکے
کے ناسخ کو بلا شبہہ پس دوسری حدیث بالضرورت منسوخ ہوگی انتہی **قال** مسئلہ پنجاہ و ہشتم
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ درخت پر میوہ بیچنا خواہ پک گیا ہو خواہ خام ہو جائز ہی اور
مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی ان تین حدیثون کا انتہی **اقول**
بخاری اور مسلم وغیرہ مین ہی اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ
نَخْلًا قَدْ اُبِّرَتْ فَثَمَرُہَا لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ یَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ یعنے تحقیق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص درخت کھجور کا بعد جوڑا لگانے کے جیسا کہ کھجور مین نر مادگی کا
دستور ہی فروخت کرے پس پھل اوسکے واسطے بائع کے ہین مگر اوسوقت کہ شرط کرے خریدنے
والا انتہی اس حدیث سے ثمر کی بیع مطلقا جائز معلوم ہوتی ہی کیونکہ اسمین قید پکنے ثمر کی نہین ہی
اور حدیث نہی کا مطلب آگے آتا ہی البتہ یہ شبہہ ہوتا ہی کہ بیان ثمر بالتبع درخت مین داخل ہو جاوینگے جیسے فناء
دار مکان کے خریدنے مین داخل ہو جاتا ہی علیحدہ ثمر کی بیع کا جائز ہونا کہان سے معلوم ہوا اسکا
جواب یہ ہی کہ فنای دار تو بلا شرط بھی داخل ہو جاتا ہی اور ثمر بغیر شرط کے بیع درخت مین داخل نہین ہوتا
پس جو شی بلا شرط بالتبع داخل ہو جاتی ہی اوسکی تو علیحدہ بیع درست ہی اور جو شی بلا شرط نہین داخل
ہوگی اوسکو تو بہ نسبت پہلی شی کے زیادہ استقلال ہوگا پس دوسری شی کے ساتھ جسم جائز ہوگی
کہ علیحدہ بھی بیع اوسکی درست ہو مثلا اگر گھر بیع کیا جاوے تو اوسکا مال اوسمین داخل نہوگا جب
شرط نہو تو بیع مال کی علیحدہ بھی جائز ہی اس لیے شرط مین داخل ہو جاویگا ورنہ اگر شراب اور سور
وغیرہ حرام چیزون کی اگر شرط کرلے گا تو بیع فاسد ہو جاویگی بوجہ اسکے کہ علیحدہ بیع اوس کی

حرام ہی پس بیع دار مین اوسی شی کی شرط کیجاے گی جو علیحدہ بھی جائز ہو ایسا ہی درخت مین ثمر کا شرط سے داخل ہونا اسی وجہ سے ہی کہ علیحدہ بھی بیع اوسکی جائز ہو چنانچہ مسلم اور ترمذی وغیرہ مین حدیث آئی ہی وَمَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا فَمَالُهُ لِلَّذِي بَاعَهُ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ یعنی جو شخص کسی غلام کو خریدے پس مال اوسکا اوس شخص کا ہی جس نے غلام کو بیع کیا ہی انتہی اور الفاظ مسلم کے ہین اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ اس مال کی علیحدہ بیع بھی درست ہی کیونکہ اگر مال شراب یا سور ہوگا تو بیع شرط سے فاسد ہو جاے گی پس شرط اوسی مال کی ہوگی جسکی بیع علیحدہ بھی درست ہو اور جسکی بیع علیحدہ درست نہوگی اوسکی شرط بھی جائز نہوگی پس معلوم ہوا کہ ثمر کا بیع مین شرط کرنا اوسیوقت ہی جب اوسکی بیع علیحدہ بھی جائز ہو اور دوسری حدیث امام مالک کی موطا مین عمرہ بنت عبدالرحمن سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے ایک شخص نے ایک باغ کے پھل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین خریدے پس اوسکی درستی اور اصلاح کی بابت اوسمین نقصان آگیا اوس نے باغ والے سے کہا یا تو دام کم کردو یا دام پھیر دو اوس نے قسم کھائی کہ ایسا نکرونگا پس مشتری کے باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئے اور یہ کیفیت عرض کی آپ نے فرمایا عمدہ بات سے انکار کرتا ہی پس باغ والے نے سنا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور کہا دام دونگا پس اگر بیع درست نہوئی تھی تو پھیرا قالہ کیونکر صحیح ہوا اگر کوئی کہے کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ بیع اوسکی پکنے سے پہلے تھی **جواب** اوسکا یہ ہی کہ نقصان اور آفت سے معلوم ہوتا ہی کہ پیشتر فروخت کیا ہی کیونکہ حدیث مین ممانعت قبل آفت کے ہی پس آفت اور نقصان کا اعتبار اوسی وقت ہی جبتک پکا نہین کیجاتا اور جب پک گیا پھر نقصان ہونے سے بائع کو کیا علاقہ باقی رہا یہ امر کہ جب حدیث مین ممانعت آئی ہی تو پھر حنفیہ اوسکو کیون جائز رکھتے ہین اوسکا **جواب** یہ ہی کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر اس شرط پر فروخت کرے کہ درخت پر پھل چھوڑ دے تو ایسی بیع ناجائز ہی اور اسکی سوا سب صورتین اس حدیث مین داخل نہین البتہ یہ صورت حنفیہ کے نزدیک بھی ناجائز ہی پس مسئلہ اس حدیث کے مخالف نہوا بلکہ صحاح ستہ کی حدیث کے جو شرع

جواب مین مذکور ہی موافق ہو گیا اول ہم چند مسئلے بیان کرینگے جسمین سبکا اتفاق ہی اور جمہور امت

اونکے قائل ہین پھر علامہ ابن ہمام کے کلام سے ثابت کرینگے کہ حدیث کا یہ مطلب نہین جو معترض

صاحب نے ظاہر الفاظ دیکھکر مخالفت کا حکم لگا دیا ہی وہ مسائل متفق علیہ یہ ہین اسمین کسی کا خلاف

نہین کہ پہلے نمودار ہونے پھل کے بیع ناجائز ہی اور اسمین بھی کسی کا خلاف نہین کہ بعد نمودار ہونے

پھل کے اور پہلے پکنے کے اس شرط پر کہ درخت پر چھوڑ دینگے بیع ناجائز ہی اور پہلے شروع پکنے

کے اس شرط پر کہ پھل توڑ لینگے اور پھل بھی ایسے ہو گئے ہون کہ اون سے آدمی یا چوپائے منتفع

ہو سکتے ہون اُسکے جواز مین کسیکو کلام نہین ایسیہی اس مین بھی کسیکو کلام نہین کہ جب بدو صلاح

ہو جائے اوسکے بعد بیع جائز ہی گو اسکی تفسیر مین خلاف ہو کہ ہمارے نزدیک تو جب آفت او فساد

سے محفوظ ہو جاتا ہی تو بیع جائز ہوتی ہی اور امام شافعی کے نزدیک جب اوسمین حلاوت شروع ہو جاے

تو بیع جائز ہی مگر بدو صلاح مین سبکا اتفاق ہی اب رہا مسئلہ مختلف فیہ وہ یہ ہی کہ قبل پکنے کے صلاحیت

کے اوسکو بلا شرط قطع بیع کیا جائے یہ صورت حنفیہ کے نزدیک جائز ہی اور حدیث کے مخالف نہین

فتح القدیر مین ہی کہ ہماری حجت قول علیہ السلام کا ہی جو شخص درخت خریدے پس ثمر اوسکا بائع کا ہی

مگر جب مشتری ہی شرط کرلے پس مشتری کیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط سے مباح کر دیا

پس دلالت کی اس حدیث نے کہ مطلقا بیع ثمر کی جائز ہی کیونکہ داخل ہونیکو اسکے وقت شرط بیع کے بدو

صلاح سے مقید نہین کیا لیکن حدیث نہی کی پس اوسمین یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو عدم

جواز کے علت واقع ہوا ہی بھلا اگر خدا پھل نہ آنے دے تو کس وجہ سے بائع مشتری کا مال حلال جانیگا

اس امر کو مستلزم ہی کہ معنی حدیث کے یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل پکنے کے پکونکے دام دینے

اور اونکے بیع کرنے سے منع فرمایا ہی کیونکہ عادت لوگون کی یہ ہی کہ پھلون کو پہلے کٹنے کے بیع کر دیا کرتے

پس اس بیع سے منع کیا جب تک کہ اونمین سرخی اور زردی نہو یا آفت سے امن نہو جائے اور

وہ جو حدیث ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ کی ہی بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگور

کی بیع سے منع فرمایا جب تک سیاہ نہو جاوے حالانکہ وہ قبل سیاہی کے عنب نہین کہلاتا بلکہ حصرم

اوسکو بولتے ہین سو اس حدیث سے قطعاً معلوم ہوتا ہی کہ نہی اس بیع سے ہی کہ بیع عنب کی واقع ہو قبل عنب ہونے کے اور یہ نہین ہوسکتا ہی مگر اس شرط پر کہ ہونے انگور تک اوسکو چھوڑ دیا جاوے پر نہی کا مصداق یہ ہوا کہ پختہ کی بیع قبل پختگی ہو جاوے اور اسپر دلالت کرتا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علت بیان کرنا کہ اگر اوس مین پھل نہ آوے تو کیونکر اپنے بھائی کے مال کو بائع حلال سمجھتا ہی پس معنی اس حدیث کے یہ ہوے کہ جب تم عنب کو قبل عنب ہونے کے اس شرط پر فروخت کرتے ہو کہ اوسکو عنب ہونے تک چھوڑ دیا جاوے پس اگر خدا پھلونکو منع کر دے اور وہ عنب نہون تو کسکی عوض مین بائع مشتری کے مال کو حلال سمجھتا ہی اور اگر بیع مین کاٹ لینا شرط کر لیا جاوے تو اوسمین یہ بات متصور نہین پس نہی اوسکو شامل نہوگی اور جب نہی کا محل وہ بیع ہوئی کہ جسمین شرط ہو کہ تا شروع پختگی ثمر درخت پر چھوڑ دئے جاوین پس ہمنے موافق اس نہی کے اس بیع کو فاسد کر دیا اور مطلق بیع جو اس نہی کو بوجہ من الوجوہ شامل نہو باقی رہے گی اور اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ حدیث تابیر کی جس سے ہم استدلال لائے ہین عام نہین کہ اوسکو خاص معارض ہو جو کہ حدیث بدو صلاح کی ہی تاکہ ترجیح خاص کو بوجہ مانع ہونے کے ہماری حدیث پر جو بیع ہی دیجاوے بلکہ ایک ... دوسری کو شامل نہین حاصل یہ ہی کہ جس شی مین ہنوز صلاحیت پختگی نہین آئی اگر اوسکو بشرط قطع بیع کیا جاوے تو بالاتفاق جائز ہی کیونکہ نہی اوسکو شامل نہین چنانچہ دلیل اسکی ہم بیان کر چکے اور اگر مطلقاً فروخت کیا جاوے اگر حکم اوسکا لزوم قطع ہی تو مثل بیع بشرط قطع کے ہو جاویگی پس محل نہی کا سوا بیع بشرط ترک کے کوئی صورت باقی نرہی اور ہم قائل ہین کہ اسی صورت سے بیشک بیع فاسد ہوگی انتہی ملخصاً

قال مسئلہ پنجاہ و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جائز ہی بیچنا تر کھجورون کا عوض سوکھی کھجورون کے برابر الخ **اقول** ابو داؤد مین ہی نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ نَسِیْئَۃً یعنی ممانعت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع تر کھجور کی بدلے خشک کے بطور ادھار کے انتہی اسی طرح اس حدیث کو حاکم نے اور طحاوی نے شرح معانی الآثار مین و دارقطنی نے روایت کی ہی اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہوتی ہی

شرح مواهب الرحمن مین لکھا ہی وَاِذَا صَحَّتِ الزِّیَادَۃُ یَجِبُ قَبُوْلُھَا عَلَے الْمُخْتَارِ عِنْدَ الْمُحَدِّثِیْنَ وَاِنْ کَانَ الْاَکْثَرُ لَمْ یَرْوِھَا یعنی جسوقت صحیح ہو جاے زیادتی کسی لفظ کی تو واجب ہی قبول کرنا اوسکا موافق مذہب مختار کے نزدیک محدثین کے اگرچہ اکثر نے اوسکو روایت نہ کیا ہو انتہی اور فسخ بیع کرنا حنفیہ بھی ناجائز کہتے ہین پس یہ حدیث ہمارے موافق ہی مخالف نہین مخالفت تو معترض صاحب کی ہی کہ ہر جگہ بطور تکیہ کلام اس کی ایک رٹ چلی جاتی ہی اس سے کیا حاصل ہے جز اینکہ طعنہ زن خلق و خندہا اطفال **قال** مسئلہ ششم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر شہر والون کو تکلیف نہ پہونچے تو شہر سے باہر جاکر غلہ لانیوالے قافلے کو آگے ملکر اون سے غلہ خرید کرنے مین قباحت نہین انتہی **اقول** امام صاحب کے نزدیک بھی بیع ممنوع ہی مگر اوسصورت مین ممنوع نہین جب شہر والون کو نقصان نہو اور بھاؤ سے زیادہ نہ لے یا اونکا دلال نہ بنے اگر اسمین سے کوئی صورت ہوگی تو موافق ارشاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے امام صاحب بھی جائز نہین رکھتے اور مکروہ تحریمی کہتے ہین چنانچہ احادیث کے مضامین سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ بوجہ ضرر کے ممانعت فرمائی ہی بلکہ ابن عباس رض کے قول سے جو کہ فرماتے ہین کہ اوسکا دلال نہو یہی معلوم ہوتا ہی کہ جسمین مضرت اوسکی ہو وہ فعل جائز نہین اور بطور اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ کے اگر بلا ضرر وہ شئی بکوادے تو اس مین کچھ مضایقہ نہین پس یہ صورت نہی مین داخل نہوگی چنانچہ بخاری نے اسکا باب باندھا ہی بَابُ ھَلْ یَبِیْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِغَیْرِ اَجْرٍ وَھَلْ یُعِیْنُہٗ اَوْ یَنْصَحُہٗ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَنْصَحَ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ فَلْیَنْصَحْ لَہٗ وَرَخَّصَ فِیْہِ عَطَاءٌ یعنی کیا بیع کرے شہر والا واسطے گانون والے کے بغیر اجرت کے اور کیا اعانت کرے اوسکی یا بھلائی چاہے اوسکی اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی نصیحت چاہے تو نصیحت کرے اوسکو اور رخصت دے اس بیع مین عطا نے انتہی آسکے متعلق بخاری نے دو حدیثین بیان کی ہین ایک میں النُّصْحُ لِکُلِّ مُسْلِمٍ اور دوسری مین ابن عباس کا قول کہ دلال ہونیسے منع فرمایا ہی پس

بیان باب ہاب

مسئلہ تلقی جلب کا دوم

بخاری صفحہ ۲۸۸

معلوم ہوا کہ بغیر اجرت کے اگر کہوا دیگا تو مضایقہ نہین الیسہی دوسرے باب مین بخاری نے کہا ہی
بَابُ مَنْ كَرِهَ اَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِاَجْرٍ یعنی جس شخص نے مکروہ جانا کہ شہری قصباتی
کی چیز کے بعوض اجر کے بیع کرائے انتہی پھر اس باب کے متعلق وہی حدیث کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے اس بیع کو منع فرمایا لکھی ہی اور یہ بھی لکھا ہی وَبِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ یعنے
اسی کے قائل ہوے ابن عباس رض پس معلوم ہوا کہ حدیث مین مراد اجرت لیکر بیع کرانا ہی مین ضرر
بائع کا ہونا جائز ہی اور بدون اجرت بیع جائز ہوگی علی ہذا القیاس تلقی جلب مین بھی بخاری نے
یہی علت بیان کی ہی کہ یہ بیع فریب اور دھوکا ہی اور فریب دینا جائز نہین پس معلوم ہوا
کہ وہی بیع منع ہی جیسا دستور ہی کہ بھاو سے زیادہ لے لیتے ہین یا دلالی کرکے اوسکا نقصان
کرادیتے ہین چنانچہ حدیث شریف مین بائع کو خیار دینا کہ جب وہ شہر مین آوے گا تو اختیار
اوسکا ہی خواہ بیع جائز رکھے خواہ نہ رکھے خود اس پر دال ہی کہ اوسکا نقصان نہو اور اگر مطلق بیع
نادرست ہوتی اور ضرر کا خیال نہوتا تو پھر بازار مین آکر اوسکو اختیار دینے کے کیا معنی ہونگے
پس جو صورت حنفیہ نے بیان کی ہی اوسکی حدیث سے ہرگز نفی نہین پائی جاتی بلکہ حدیث اَلنَّصِیْحَۃُ
لِکُلِّ مُسْلِمٍ کے موافق ہی اگر معترض صاحب اپنے زعم باطل مین مخالف سمجھین او نکے سمجھنے
سے کیا ہوتا ہی بلکہ اہل علم کے نزدیک اس ہٹ دھرمی سے بے اعتباری ہی اور نقصان عقل
قائل سمجھا جاتا ہی ؎ زبان لاف رسوائی کند ناقص کمالان را + کہ روبر خاک مالد پرفشانی
بستہ بالان را + **قال** مسئلہ شصت ونہم شیخ عبدالحق دہلوی رح نے ترجمہ مشکوۃ مین لکھا ہی
کہ مدینہ حرم نہین ہی اور یہ مذہب امام اعظم رح کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف
کیا ہی ان چار حدیثون کا الخ **اقول** علامہ تورپشتی رح نے کہا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
یہ فرمانا کہ مدینے کو مین نے حرام کیا اس سے مراد آپکی حرمت تعظیمی ہی جو احکام کہ متعلق حرم کے
ہوتے ہین وہ مراد نہین اور دلیل اسکی حدیث مسلم کی ہی کہ فرمایا آپنے درخت مدینہ کے پتے
نہ جھاڑے جائین مگر واسطے کھلانے چوپایون کے کیونکہ حرم مکہ کے پتے جھاڑنے کسی جالد ...

بخاری صفحہ ۲۸۹

درست نہین ہین رہا شکار مدینے کا اگرچہ چند صحابہ نے اسکو حرام کہا ہی مگر جمہور صحابہ نے مدینہ شریف

کے جانورون کے شکار کا انکار نہین کیا ہی اور ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکار مدینے

مین کوئی حدیث ایسے طریق سے نہین پونہچی جسپر اعتماد کیا جاوے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ابو عمیر سے فرمایا کہ تمہارا لال کیا ہوا اگر حرام ہوتا تو آپ وقت ضرورت بیان سے

سکوت نفرماتے انتہی اور جمہور کے نزدیک شکار مین جزا انہون نے سے بھی حرم مکہ سے فرق ہی

یہ فقط بعض کی راے ہی کہ حرم مکہ اور مدینہ احکام مین ایک ہی مگر جمہور صحابہ اور ائمہ دونون مین

فرق کرتے ہین اور ان دونو حدیثون سے بھی معلوم ہوا کہ دونون کا ایک حکم نہین چونکہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینے کو فرمائی تھی اور مسلمان آباد ہوتے جاتے تھے اسلیے اوسکی زیب و زینت کیواسطے

ممانعت فرمادی تاکہ لوگ اگر درخت وغیرہ توڑکر لیجائین گے تو زینت اوسکی جاتی رہے گی

اور اوجاڑ سا معلوم ہوگا ورنہ اگر دونونکا ایک حکم ہوتا تو پتے توڑنے کو نفرماتے **قال**

مسئلہ شصت و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ رکوع اور سجود مین طمانینت فرض نہین

ہی الخ مسئلہ شصت و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ قومہ یعنی رکوع سے سر

اوٹھانیکے بعد کھڑا ہونا فرض نہین ہی الخ مسئلہ شصت و چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین

لکھا ہی کہ دونون سجدون کے درمیان بیٹھنا فرض نہین ہی الخ **اقول** فتح القدیر مین ہی

لِاَنَّ الْخَبَرَ یُفِیْدُ عَدَمَ تَوَقُّفِ الصِّحَّةِ عَلَیْهِ وَهُوَ قَوْلُهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَمَا

انْتَقَصْتَ مِنْ هٰذَا شَیْئًا فَقَدِ انْتَقَصْتَ مِنْ صَلَاتِكَ اَخْرَجَ هٰذِهِ الزِّیَادَةَ

اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ فَاَبُوْ دَاوُدَ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ

وَالتِّرْمِذِیُّ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ فَعُلِمَ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنَّمَا اَمَرَهٗ

بِاِعَادَتِهَا لِیُوْقِعَهَا عَلٰی غَیْرِ كَرَاهَةٍ لَا لِلْفَسَادِ وَمِمَّا یَدُلُّ عَلَیْهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ هٰذِهِ

الزِّیَادَةُ تَرْكُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِیَّاهُ بَعْدَ اَوَّلِ رَكْعَةٍ حَتّٰی اَتَمَّ وَلَوْ كَانَ

عَدَمُهَا مُفْسِدًا لَفَسَدَتْ بِاَوَّلِ رَكْعَةٍ وَبَعْدَ الْفَسَادِ لَا یَحِلُّ الْمُضِیُّ

مسئلہ شصت و دوم

فتح القدیر صفحہ ۱۳۶ ... الصلوٰۃ

ابو داود و ترمذی ...

الصلوٰۃ

فِی الصَّلٰوۃِ وَتَقْرِیْرُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَدِلَّۃِ الشَّرْعِیَّۃِ وَعَنْ
اَسَّرَخْسِیِّ مَنْ تَرَکَ الْاِعْتِدَالَ تَلْزَمُہُ الْاِعَادَۃُ وَلَا اِشْکَالَ فِیْ وُجُوْبِ الْاِعَادَۃِ
اِذْ ھُوَ الْحُکْمُ فِیْ کُلِّ صَلٰوۃٍ اُدِّیَتْ مَعَ کَرَاھَۃِ التَّحْرِیْمِ وَاَنْتَ عَلِمْتَ
حَالَ الطُّمَانِیْنَۃِ وَیَنْبَغِیْ اَنْ تَکُوْنَ الْقَوْمَۃُ وَالْجَلْسَۃُ وَاجِبَتَیْنِ لِلْمُوَاظَبَۃِ
وَلِمَا رَوٰی اَصْحَابُ السُّنَنِ الْاَرْبَعَۃِ وَالدَّارَقُطْنِیُّ وَالْبَیْھَقِیُّ مِنْ حَدِیْثِ
اَبِیْ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُجْزِیُٔ صَلٰوۃٌ لَا یُقِیْمُ الرَّجُلُ
فِیْھَا ظَھْرَہٗ فِی الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ قَالَ التِّرْمِذِیُّ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَلَعَلَّہٗ
کَذٰلِکَ عِنْدَھُمَا اَیْ یَدُلُّ عَلَیْہِ اِیْجَابُ سُجُوْدِ السَّھْوِ فِیْہِ کَمَا ذُکِرَ فِیْ
فَتَاوٰی قَاضِیْ خَانَ فِیْ فَصْلِ مَا یُوْجِبُ السَّھْوَ قَالَ الْمُصَلِّیْ اِذَا رَکَعَ وَلَمْ یَرْفَعْ
رَاْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ حَتّٰی خَرَّ سَاجِدًا سَاھِیًا تَجُوْزُ صَلَاتُہٗ فِیْ قَوْلِ اَبِیْ
حَنِیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَعَلَیْہِ السَّھْوُ وَیُحْمَلُ قَوْلُ
اَبِیْ یُوْسُفَ رح اَنَّھَا فَرَائِضُ عَلَی الْفَرَائِضِ الْعَمَلِیَّۃِ وَھِیَ الْوَاجِبَۃُ
فَیَرْتَفِعُ الْخِلَافُ وَاَنْتَ عَلِمْتَ اَنَّ مُقْتَضَی الدَّلِیْلِ فِیْ کُلٍّ مِنَ الطُّمَانِیْنَۃِ
وَالْقَوْمَۃِ وَالْجَلْسَۃِ الْوُجُوْبُ یعنی تحقیق حدیث فائدہ دیتی ہے موقوف ہونے
نماز کا اوپر طمانینت کے اور وہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ جو شے اسمیں سے ناقص
کرے گا پس نماز تیری ناقص ہو جائے گی ان الفاظ کو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے بیان
کیا ہے ابو داؤد نے تو ابو ہریرہ رض کی روایت سے اور ترمذی نے رفاعہ بن رافع کی روایت
سے پس معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم لوٹانے نماز کا اسواسطے کیا تھا تا کہ نماز
مکروہ تحریمی نہو نہ یہ کہ بوجہ فساد کے حکم دیا اور جو شے کہ اسپر دلالت کرتی ہے اگر زیادتی ان الفاظ
حدیث کی نہ بھی ہوتی تو وہ چھوڑنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس شخص کو تا اختتام
نماز ہے اور اگر طمانینت نہونا مفسد صلوۃ ہوتا تو پہلے ہی رکعت میں نماز فاسد ہو چکی تھی

اور بعد فاسد ہونے کے نماز پڑھنا حلال نہ تھا اور ثابت رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اولہ
شرعیہ مین سے ہے کہ نماز باطل نہین ہوئی تھی اور امام سرخسی سے منقول ہے کہ اعتدال کے ترک
کرنے سے لوٹانا نماز کا لازم ہے اور اسکے وجوب اعادہ مین کوئی اشکال نہین کیونکہ جو نماز مکروہ تحریمی
ادا ہوگی اوسمین یہی حکم لوٹانیکا ہے حال طمانینت کا تو پہچان لیا تونے اور حال قومہ اور جلسے
کا بھی ایسا ہی ہونا چاہیے کہ یہ دونون بھی واجب ہون کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اسکے واسطے دوام کیا اور فرمایا ہے کہ نہین کفایت کرتی نماز اوس شخص کی جو رکوع اور سجود مین پیٹھ
اپنی سیدھی نہ رکھے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور شاید نزدیک صاحبین کے بھی
واجب ہے اور اسکے وجوب پر سجدہ سہو کا واجب کرنا دلالت کرتا ہے چنانچہ فتاوای قاضی خان مین
مذکور ہے کہ نماز پڑھنے والا رکوع کرے اور رکوع سے سر اپنا نہ اوٹھاوے اور سجدے مین بھول کر
چلا جاوے تو نماز اوس کی ہوجاویگی لیکن اوسپر سجدہ سہو کا صاحبین کے نزدیک واجب ہے
اور امام ابو یوسف کا قول کہ یہ فرض ہے اسپر محمول ہوگا کہ فرائض عملیہ سے ہے اور فرائض عملیہ واجب
ہوتے ہین پس تینون کا اتفاق ہوجائے گا اس حدیث اور تقریر سے معلوم کرلیا تونے کہ
ہر ایک قومہ اور جلسہ اور طمانینت واجب ہے انتہے مختصرا پس حدیث سے معلوم ہوا کہ نقصان
ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ نقصان فساد کو نہین کہتے بلکہ فساد کی صورت مین تو صلوٰۃ صادق ہی نہین
آتی یہان حدیث مین اوسکو ناقص نماز ارشاد فرمایا ہے پس معلوم ہوا کہ رکوع مین اسقدر ٹھیرنا فرض
ہے کہ جسمین لفظ رکوع موافق آیت کے صادق آجائے اور زیادہ ٹھیرنا جسکا نام اطمینان ہے وہ
فقط واجب ہے فرض نہین اگر کوئی شخص زیادہ نہ ٹھیرے گا یا دونو سجدون کے درمیان مین خوب
نہ بیٹھے گا یا رکوع سے کھڑا نہوگا تو نماز اوسکی باطل نہوگی بلکہ لوٹانا نماز کا اوسپر واجب ہے گا چنانچہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اوسکی لوٹائی تھی اور اگر نماز باطل ہوجاتی تو پھر باقی رکعتون
کے پڑھنے سے آپ ممانعت فرما دیتے بلکہ باوجود اعتدال نہونے کے اوسکو باقی نماز ختم کرنے
دی اور بعد طریقہ اوسکا بتلایا پھر یہ بھی فرمایا کہ ان چیزون کے نقصان سے نماز مین نقصان

اتا ہی ورنہ یون فرماتے کہ نماز باطل ہو جاتی ہی علاوہ اسکے جیسے ان چیزون کا حکم فرمایا ہی اسیطرح
گھٹنون پر ہاتھ رکھنے کا اور سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کا بھی تو حکم ہی حالانکہ
اسمین اگر کوئی شخص نکرے تو نماز بالاجماع فاسد نہین ہوتی حکم دونون کے برابر ہین پھر اس کے
کیا معنی کہ ایک کو فرض کہو اور دوسرے کو سنت لہذا حنفیہ کا مسئلہ موافق قرآن اور حدیث
کے ہوگیا اور ان چیزون کی فرضیت پر کوئی دلیل نہین وَمَنِ ادَّعٰى فَعَلَيْهِ الْبَيَان
پس معترض صاحب کو سواے اعتراض لایعنی اور طعن بے معنی کرنے کے اور کچھ نہین آتا کتاب سے
تو بالکل لگاؤ نہین مطلب کا سمجھنا کجا اس بے استعدادی پر دعواے اجتہاد کی نستغفر اللہ کبھی تحقیق
کتاب کا مطلب اونکی سمجھ مین نہ آوے گا ؎ بے فہم اگرچہ چشم بر دوزد بکتاب ✦ نتواند دید روی معنی
در خواب ✦ کی غور کنند در سخن بے مغزان ✦ غواصی بحر نیست مقدور حباب **قال** مسئلہ شرح
وقایہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ شہر والے اگر گاؤن مین اپنی قربانی بھیج دین تو انکو
بعد صبح قبل نماز عید قربانی کرنی جائز ہی الخ **اقول** حدیث سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہی کہ نماز
پڑھنے والون کو شہر مین قبل نماز قربانی نہین چاہیے اگر اسمین حنفیہ مخالف ہوتے تو بیشک
خلاف حدیث تھا اور اسکے حنفیہ خود قائل ہین کہ شہر مین قربانی درست نہین چنانچہ بخاری
اور مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز نماز تمام نہین کی تھی
کہ اتنے مین دیکھا کہ قربانی ہو گئی اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہی کہ
ہنوز نماز ہوئی نہین یہان قربانی پہلے سے کر لی اس سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہی کہ حدیث
مین جو ممانعت آئی ہی وہ شہر کی قربانی سے قبل نماز ہی اور اگر کوئی شخص شہر سے باہر مثلاً دس کوس
بھیجکر قربانی کراوے تو اوسکو حدیث کی نہی ہرگز شامل نہوگی حدیث کا مورد خاص شہر ہی
اوسکو عام کر لینا فقط اپنی طرف سے مضمون خانہ زاد ہی حدیث سے بالکل یہ بات نہین پائی
جاتی اسی وجہ سے حنفیہ کے یہان دو چار دس پانچ کوس کا بھی احتیاطاً حکم شہر ہی کا ہی کہ
حدیث کے مخالفت کا وہم بھی نہ باقی رہے ہان اگر اتنی دور بھجوا دے جسمین قصر صلوۃ ہی تو

جائز ہے چنانچہ فتاویٰ قاضی خان مین یہ شرط لکھی ہے کہ اس مقدار دور ہو جاوے جسمین نماز کا قصر ہوتا ہے اگر پہلے نماز کے اتنی دور پہ قربانی کرا دے گا تو ہرگز خلاف حدیث نہو گا پس حدیث کو باوجود خاص ہونے کے عام لینا اور مخالف کہدینا کمال بے انصافی ہے اور نہایت سنّے بصیرتی سے ع بے بصیرت را نباشد در حق و باطل تمیز * کور کے اند عصائے سحر و اعجاز کلیم *

قال مسئلہ شصت و ششم فتاویٰ عالمگیری مین جامع صغیر سے نقل کر کے لکھا ہے کہ عقیقہ کرنا لڑکے اور لڑکی دونون کا مکروہ ہے نہ کیا جاوے الخ **اقول** ظاہر ہے کہ کراہت سے مراد طریقہ جاہلیت کی کراہت ہے اور امام محمد علیہ الرحمہ نے موطا مین لکھا ہے

اَمَّا الْعَقِیْقَۃُ فَبَلَغَنَا اَنَّھَا کَانَتْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ وَقَدْ فُعِلَتْ فِیْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ نَسَخَ الْاَضْحٰی کُلَّ ذَبْحٍ کَانَ قَبْلَہٗ وَنَسَخَ شَھْرُ رَمَضَانَ کُلَّ صَوْمٍ کَانَ قَبْلَہٗ وَنَسَخَ غُسْلُ الْجَنَابَۃِ کُلَّ غُسْلٍ کَانَ قَبْلَہٗ وَنَسَخَتِ الزَّکٰوۃُ کُلَّ صَدَقَۃٍ کَانَتْ قَبْلَھَا کَذٰلِکَ بَلَغَنَا یعنی لیکن عقیقہ پس معلوم ہوا ہمکو کہ وہ ایام جاہلیت مین تھا اور اول اسلام مین بھی کیا گیا پھر منسوخ کر دیا قربانی نے ہر ذبح کو کہ پہلے اوسکے تھا اور منسوخ کر دیا رمضان نے ہر روزے کو کہ پہلے اوسکے تھا اور منسوخ کیا غسل جنابت نے ہر غسل کو کہ پہلے اوسکے تھا اور منسوخ کیا زکوٰۃ نے ہر صدقے کو کہ پہلے اوسکے تھا اسی طرح ہمکو پہونچا ہے انتہی اور شرح موطا مین لکھا ہے وَقَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ اِنَّھَا مُبَاحَۃٌ یعنی فرمایا امام صاحب نے کہ عقیقہ کرنا جائز ہے انتہی پس جب سب حدیثون مین تطبیق دیجائے گی تو بجز جواز کے اور کوئی صورت نہو گی بلکہ امام محمد تو کہتے ہین کہ ہمکو عقیقہ کا منسوخ ہونا پہونچا ہے سو منسوخ ہونا وجوب کا ہوگا ورنہ احادیث سے جواز معلوم ہوتا ہے وجوب کسی حدیث سے ثابت نہین ہوتا پس امام صاحب نے باوجود اس حدیث سے منسوخ ہونے کے اگر مباح کہدیا تو کونسا خلاف حدیث ہو گیا معترض صاحب کو ایسے طعن بیجا اور الزام ناروا سے کوئی نہ مانیگا بلکہ بالکل جاہل متعصب جانے گا تو بجائے خود جملہ مین وہ فاضل بے بدل ہین جسمین اس سے کیا ہوتا ہے ع لاف

قال دانش گر زند پیوسته نادان دو رغیبت خفته دائم خویش را بیدار می بیند بخواب

مسئلہ شصت و ہفتم عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہی کہ ایک رکعت نماز وتر پڑھنی درست نہین الخ

مسئلہ شصت و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابونمین لکھا ہی کہ نماز وتر کی تین ہی رکعت ہین الخ مسئلہ شصت و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ

کی کتابونمین لکھا ہی کہ جب تین رکعت وتر پڑھے تو دو رکعت پڑھکر سلام نہ پھیرے الخ مسئلہ ہفتادم عینی شرح ہدایہ مین

لکھا ہی کہ تین رکعت وتر مین دو رکعت پڑھکر تشہد مین بیٹھے اور سلام نہ پھیرے تیسری رکعت پڑھکر سلام پھیرے انتہی **اقول**

وتر کی نسبت احادیث مختلف وارد ہوے ہین مگر یہ اختلاف جب تک تھا کہ جب کوئی

امر اسمین قرار نہین پایا تھا اور صحابہ اگرچہ اسمین مختلف رہے مگر تین رکعت وتر بہت سے

احادیث اور آثار سے ثابت ہی چنانچہ دارقطنی مین حدیث آئی ہی قَالَ لَا تُوتِرُوا بِثَلَاثٍ اَوْتِرُوا

بِسَبْعٍ اَوْ خَمْسٍ الحدیث یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر تین نکرو سات یا پانچ

کرو انتہی حالانکہ تمام امت کا اجماع ہی کہ تین رکعت وتر کی جائز ہی اور مسلم مین عایشہ رض

کی روایت سے ہی اَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ

عَشَرَةَ رَكْعَةً يُوْتِرُ مِنْ ذٰلِكَ بِخَمْسٍ لَا يَجْلِسُ فِيْ شَيْءٍ مِنْهَا اِلَّا فِيْ اٰخِرِهَا

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے شب مین تیرہ رکعت پانچ اونمین سے وتر کرتے اور

کسی رکعت مین نہ بیٹھتے مگر اخیر مین انتہی اور بخاری اور مسلم مین ہی کہ ہر دو رکعت مین

سلام پھیرتے تھے اور حاکم نے عایشہ رض سے روایت کی ہی اور کہا ہی کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم

کی شرط پر ہی قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ لَا يُسَلِّمُ

اِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ یعنی کہا حضرت عایشہ رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر

پڑھا کرتے تھے اور سلام نہ پھیرتے مگر آخر اونکے مین انتہی اور نسائی مین ہی قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُسَلِّمُ فِيْ رَكْعَتَيِ الْوِتْرِ یعنی کہا عایشہ رض نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سلام نہین پھیرتے تھے دو رکعتون وتر مین انتہی اور حاکم نے روایت کی ہی قِيْلَ لِلْحَسَنِ

اِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُسَلِّمُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الْوِتْرِ فَقَالَ كَانَ عُمَرُ اَفْقَهَ مِنْهُ

وَكَانَ يَنْهَضُ فِي الثَّانِيَةِ بِالتَّكْبِيرِ يعنی کہا گیا حسن بصری رحؒ سے کہ ابن عمر رضؓ دو رکعتون
مین وتر کی سلام پھیرتے تھے فرمایا اونھون نے عمر رضؓ اونسے زیادہ حدیث سمجھنے والے تھے وہ دوسری
رکعت مین تکبیر کہکر کھڑے ہوجاتے تھے (یعنی سلام نہین پھیرتے تھے) انتہی اور سکوت کرنا حاکم کا اس
حدیث کی صحت پر دال ہی اور طحاوی اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور صحیح ابن
حبان اور مستدرک مین آیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھتے تھے اول رکعت مین
سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور دوسری مین قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور تیسری مین
قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اور معوذتین پڑھتے تھے پس اول رکعت کو وتر سے کہنا اسپر دال ہی کہ
ایک رکعت وتر نہین ہوتی ایسا ہی تیسری رکعت کو کہنا بھی اسیکا مقتضی ہی کہ تین رکعت
وتر ہین ورنہ یون آتا کہ وتر کی رکعت مین قل ہو اللہ پڑھتے تھے اور موطا مین امام محمد رحؒ کی آیا ہی
کہ ابوہریرہ رضؓ سے ابو عمرہ نے سوال کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وتر کس طور سے پڑھتے تھے کہا
راوی نے ابوہریرہ رضؓ نے کچھ جواب نہ دیا پھر اوس نے سوال کیا پھر خاموش رہے پھر اوس نے
دریافت کیا فرمایا اگر کہے تو اپنا فعل بتادون مین کیسے پڑھتا ہون جب مین عشا کی نماز
پڑھ لیتا ہون اوسکے بعد پانچ رکعتین پڑھتا ہون پھر سوجاتا ہون پس اگر رات کو اوٹھا تو
دو رکعت پڑھ لیتا ہون اور اگر صبح ہوگئی تو وتر میرے ہوگئے انتہی اس حدیث سے
بھی معلوم ہوا کہ ابوہریرہ رضؓ تین رکعت وتر کی پڑھتے تھے اور دوسری حدیث موطا مین ہی
عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ مَا أُحِبُّ أَنِّي تَرَكْتُ الْوِتْرَ بِثَلَاثٍ وَأَنَّ لِي
حُمْرَ النَّعَمِ یعنی عمر رضؓ سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے نہین پسند کرتا ہون مین کہ تین
رکعت وتر کی چھوڑ دون اور میرے لیے سرخ اونٹ بعوض اوسکے ہون انتہی اور تیسری
حدیث موطا مین ہی عَنْ عُبَيْدَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ الْوِتْرُ ثَلَاثٌ كَثَلَاثِ
الْمَغْرِبِ یعنی ابو عبیدہ رضؓ سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے فرمایا عبد اللہ بن مسعود نے
وتر تین رکعت ہین مثل تین رکعت مغرب کے انتہی اور چوتھی حدیث موطا مین ہی عَنْ

عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْوِتْرُ كَصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ یعنی عطا بن یسار سے
روایت ہی کہ فرمایا ابن عباس نے کہ وتر مثل نماز مغرب کے ہی انتہی اور پانچوین حدیث طحا
وی مین یہ ہی عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَا اَجْزَأَتْ رَكْعَةٌ وَاحِدَةٌ قَطُّ یعنی ابن مسعود
سے روایت ہی کہ فرمایا اونھون نے نہین کفایت کرے گی ایک رکعت ہرگز انتہی اور مصنف ابن
ابی شیبہ مین ہی حَدَّثَنَا حَفْصٌ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ
عَلٰى اَنَّ الْوِتْرَ ثَلٰثٌ لَا يُسَلِّمُ اِلَّا فِىْ اٰخِرِهِنَّ یعنی حسن بصری سے روایت ہی کہ
فرمایا اونھون نے اجماع کیا ہی تمام مسلمانون نے اس امر پر کہ وتر تین رکعت ہین اور نہ سلام
پھیرا جاوے مگر آخر اونکے مین اور طحاوی مین ہی کہ ساتون فقیہ یعنی سعید بن المسیب اور عروہ
بن الزبیر اور قاسم بن محمد اور ابو بکر بن عبد الرحمن اور خارجہ بن زید اور عبید اللہ بن عبد اللہ اور
سلیمان بن یسار اور سوا انکے بڑے بڑے فقیہ اور صالح سبکا یہی مذہب ہی کہ وتر کی تین
رکعت ہین اور سلام فقط اونکی اخیر رکعت مین ہی انتہی ملخصًا اور فتح القدیر مین ہی کہ قول آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز شب کی دو دو رکعت ہین پس اگر ڈر ہو صبح کا تو ایک رکعت نماز پڑھے
وہ رکعت وتر کر دیگی اوس نماز کو کہ پہلے پڑھ چکا ہی اس قول مین یہ دلالت نہین کہ وتر ایک
رکعت علیحدہ تکبیر سے چاہیے تا کہ اسکے جواب دینے کی ضرورت ہو کیونکہ اسمین ان امور
ہر امر کا احتمال ہی اور یہ بھی احتمال ہی کہ وقت خوف صبح کے ایک رکعت متصل پڑھلی لیکن یہ
حدیثین اون صریح حدیثون کے کہان مقابل ہین جو ہم بیان کر چکے اور سوا اسکے اور بہت
حدیثین ہین کہ بوجہ طول کے ہمنے ترک کر دین حاصل اینکہ اکثر صحابہ تین ہی رکعت کے
قائل ہین امام طحاوی نے کہا ہی کہ ابو خالد سے ہمکو حدیث پہونچی کہ کہا اونھون نے میں نے ابو العالیہ
سے وتر کو دریافت کیا اونھون نے کہا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے تعلیم کی ہی
کہ وتر مثل نماز مغرب کے ہی یہ وتر شب کے اور وہ دن کے اور دوسری حدیث ثابت سے ہمکو
پہونچی کہ انس نے ہمکو نماز پڑھائی تین رکعت کہ مین اونکی داہنی جانب تھا اور ام ولد اونکی پیچھے ہمارے تھی

کہ نہ سلام پھیرا مگر آخر رکعت میں انتہی مختصراً ان احادیث سے معلوم ہو گیا کہ وتر کی
تین رکعت ہیں زیادہ اور کم نہیں اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ دو رکعتوں میں وتر کے سلام پھیرنا نہیں
چاہیے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ دو رکعتوں میں فقط تشہد کے واسطے بیٹھنا چاہیے غرض کہ
تین رکعت وتر کی اسقدر کثرت سے روایات ہیں کہ اگر اختصار منظور نہوتا تو اوسکی تفصیل میں
ایک دفتر ہو جاتا ؎ ورنہ آن مباش کہ مضمون نماندہ است صد سال می توان سخن از
زلف یار گفت **قال** مسئلہ ہفتاد و یکم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جو شخص مالک نصاب ہو
یعنی جسکے پاس ساڑھے باون روپے چہرہ شاہی یا اسقدر چاندی نہو تو اوسکو زکوٰۃ دینی
درست ہے اگرچہ تندرست ہو اور کسب کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہو الخ **اقول** جائے
غور اور مقام افسوس ہے کہ معترض صاحب نے حدیث کے معنی محض اسیوجہ سے کہ امام صاحب کے
مخالفت ہو جائے بدل دئے واہ ری جرأت ؎ مارا ازین گیاہ ضعیف این گمان نبود چونکہ
ان دو شخصوں نے سوال کیا تھا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو دیکھا تو تندرست
پایا چنیں سوال کرنا اونکا ناگوار گذرا قوی آدمی کو سوال درست نہیں اور یہی معنی اس ارشاد کے ہیں کہ
غنی کو اور قوی کو صدقہ حلال نہیں یعنی سوال کرکے صدقہ لینا تو درست ہی نہیں ورنہ اگر قوی
کو زکوٰۃ دینا حرام اور ناجائز ہوتا اور زکوٰۃ اوس سے ادا نہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں
نفرماتے کہ اگر چاہو تو زکوٰۃ دے دوں اس کی تفسیر معترض صاحب نے بوجہ تعصب کے یوں کی
کہ اگر حرام کھانا چاہو تو دے دوں کیا خوب امام صاحب کے اثبات مخالفت میں ایسے محو
ہوے کہ یہ بھی خیال نرہا کہ انبیا کی طرف فعل حرام کی نسبت ہو جاویگی خیر کچھ ہو مگر مخالفت تو
امام کے ہاتھ سے نجائے ؎ شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی گو مشت خاک ما ہم بر
باد رفتہ باشد حدیث میں زکوٰۃ دینے کا جواز برابر معلوم ہوتا ہے حرام فقط آپنے نکالا ہے حدیث
کے بالکل مخالف ہے بلکہ ایسے معنی کہنے کا سوال ہو گا دیکھے اوسکے کسی لفظ سے ان معنوں کا
استنباط نہیں ہو سکتا بلکہ فقط سوال کی حرمت نکلتی ہے اور زکوٰۃ دینا اسی حدیث سے

تو یہی شخص کو جائز معلوم ہوتا ہے مذہب حنفیہ کی تائید کے حدیث آپنے تصرف کرکے اور لفظ حرام اپنی
طرف سے زیادہ کرکے کیون لکھدی شاید یہ بھی کسی حدیث مین آیا ہوگا نعوذ باللہ من
اَنَّ ھٰذَا لَبُھْتَانٌ عَظِیْمٌ آپکو یہ حدیث نہین پہونچی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
ہین کہ جو شخص جھوٹ بات مجھپر لگاوے تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین کرلے چنانچہ کذابون اور
مفتریون کی وعید مین بہت سی حدیثین اول کتاب مین ہمنے لکھدین کچھ تو لکھتے وقت آپنے
خدا کا خوف کیا ہوتا اگر سو مسلون مین سے ایک کم ہوجاتا تو کونسا عتاب الٰہی نازل ہوتا
اور اس جھوٹ کے نہ کہنے سے کونسا الزام آتا بلکہ اب تم اس دروغ گوئی کی بلا مین مبتلا ہوگئے
؎ خرد چو آخر لفظ دروغ بنید غین ❊ بداند اینکہ دروغ عاقبت ہزار بلاست ❊ حاصل کلام
یہ ہے کہ اس سے جواز معلوم ہوتا ہے اور جسقدر حدیثین اسمین وارد ہوئی ہین سب مین کلام اور
ضعف ہے چنانچہ علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین اسی مقام پر مفصل بیان کیا ہے ترمذی مین
ہے وَاِذَا کَانَ الرَّجُلُ قَوِیًّا مُحْتَاجًا وَلَمْ یَکُنْ عِنْدَہٗ شَیْءٌ فَتُصُدِّقَ عَلَیْہِ اَجْزَءَ
مِنَ الْمُتَصَدِّقِ عِنْدَ اَھْلِ الْعِلْمِ وَوَجْہُ ھٰذَا الْحَدِیْثِ عِنْدَ بَعْضِ اَھْلِ الْعِلْمِ
عَلَی الْمَسْئَلَۃِ یعنی جب آدمی قوی اور محتاج ہو اور کوئی شی اوسکے پاس نہو پس زکوۃ دیجائے
اوسکو کافی ہوجائے گی زکوۃ دینے والے سے نزدیک اہل علم کے اور وجہ اس حدیث
کی نزدیک بعض اہل علم کے اوپر سوال کے ہے انتہے یعنی صدقے سے مراد یہ ہے کہ سوال کرکے
صدقہ لینا درست نہین اور فتح القدیر مین ہے وَالْجَوَابُ اَنَّ الْحَدِیْثَ الثَّانِیْ دَلَّ عَلٰی اَنَّ
الْمُرَادَ حُرْمَۃُ سُؤَالِھِمَا لِقَوْلِہٖ وَاِنْ شِئْتُمَا اَعْطَیْتُکُمَا فَلَوْ کَانَ الْاَخْذُ مُحَرَّمًا
غَیْرَ مُسْقِطٍ عَنْ صَاحِبِ الْمَالِ لَمْ یَفْعَلْہُ یعنی اور جواب یہ ہے کہ حدیث دوسری اسپر
دلالت کرتی ہے کہ مراد ان دونون کے سوال کی حرمت ہے بسبب فرمانے آپکے اگر چاہو تم دونون
مین تمہین دون اگر لینا حرام ہوتا اور اس سے زکوۃ ادا نہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو نکرتے
انتہی اس سے معلوم ہوا کہ موافق آیت اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ کے اور مطابق اس حدیث کے

تندرست محتاج کو زکوٰۃ درست ہے **قال** مسلہ ہفتاد و دوم شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ تیمم مین دو ضربین ہین ایک ضرب تو مونھ کے لیے اور ایک ضرب کہنیون تک ہاتھون کے لیے الخ **اقول** حاکم اور دارقطنی نے روایت کی ہے انّہٗ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال التیمم ضربۃ للوجہ وضربۃ للذراعین الی المرفقین یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تیمم ایک ضرب واسطے مونھ کے ہے اور ایک ضرب واسطے ہاتھون کے کہنیون تک انتہی کہا حاکم نے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور کہا دارقطنی نے اس حدیث کے سب رجال ثقہ ہین اور طبرانی مین روایت ہے انّہٗ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال التیمم ضربتان ضربۃ للوجہ وضربۃ للیدین الی المرفقین یعنی تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم دو ضرب ہین ایکبار مونھ کے لیے اور ایکبار ہاتھون کے لیے کہنیون تک ہے انتہی اور مسند بزار مین روایت ہے انّہٗ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال فی التیمم ضربتان ضربۃ للوجہ وضربۃ للیدین الی المرفقین یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم دو ضرب ہین ایکبار مونھ کیواسطے اور ایکبار ہاتھون کے واسطے کہنیون تک ہے انتہی اور ابوداؤد مین ہے عن عمار بن یاسر انّہٗ کان یحدث انھم تمسحوا وھم مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالصعید لصلوٰۃ الفجر فضربوا باکفھم الصعید ثم مسحوا وجوھھم مسحۃ واحدۃ ثم عادوا فضربوا باکفھم الصعید مرۃ اخری فمسحوا بایدیھم یعنی عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ صحابہ رض نے مسح کیا درحالیکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے مٹی سے نماز صبح کیواسطے پس ہاتھو کو مٹی پر مارا پھر مسح کیا مونھ کا ایکبار پھر دوبارہ ہاتھون کو مٹی پر مارا پس ہاتھون مسح کیا انتہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اور اصحاب کو طریقہ تیمم کا کہ دو ضربین ہین معلوم تھا فقط عمار بن یاسر کو معلوم نہ تھا کہ جنابت مین بھی تیمم ہوتی ہے یا کل بدن پر مٹی ملتے ہین

عینی شرح ہدایہ

نصب الرایہ

عینی شرح ہدایہ

ابوداؤد

ضعیف

اس لیے فقط واسطے تعلیم کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو طریقہ اوسکا بتلایا تا اونکے فعل سے امتیاز ہو جاوے کل باتین تیمم کی نہین بتلائین چنانچہ امام نووی نے اس کی تصریح شرح مسلم کی کتاب التیمم مین کردی ہے پس چونکہ اسمین یہ احتمال ہے اس لیے صریح حدیثین صحیح جسمین دو ضربین مذکور ہین کیونکر متروک ہو سکتی ہین طحاوی مین ہے عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَاہُ رَجُلٌ فَقَالَ اَصَابَتْنِیْ جَنَابَۃٌ وَاِنِّیْ تَمَعَّکْتُ فِی التُّرَابِ فَقَالَ اِضْرِبْ ہٰکَذَا فَضَرَبَ بِیَدَیْہِ اِلَی الْاَرْضِ فَمَسَحَ وَجْہَہٗ ثُمَّ ضَرَبَ بِیَدَیْہِ اِلَی الْاَرْضِ فَمَسَحَ بِیَدَیْہِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ وَقَالَ ہٰکَذَا التَّیَمُّمُ یعنی ابو الزبیر جابر رضی سے روایت کرتے ہین کہ اونکے پاس ایک شخص آیا پس کہا اوسنے مجکو جنابت ہو گئی اور مین خاک مین لوٹا پس کہا اونھون نے کیا تو گدھا ہو گیا جسطرح وہ لوٹتا ہے اوسیطرح تو لوٹا پس دونون ہاتھ اپنے جابر رضی نے زمین پر مارے پھر مونھہ پر ملے پھر دونون ہاتھ زمین پر مارے پھر دونون ہاتھون کو کہنیون تک ملا اور فرمایا تیمم ایسے کرتے ہین انتہی اور طبرانی کی معجم اوسط مین ہے کہ جنگل کے رہنے والے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا اونھون نے کہ ہم لوگ ریت مین تین تین چار چار مہینے قیام کرتے ہین اور ہم لوگون مین جنب اور حائض اور نفسا ہو جاتے ہین اور ہمکو پانی نہین ملتا ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے تیمم کرو پھر آپنے اپنے ہاتھ کو زمین پر مارا ایک ضرب مونھ کیواسطے پھر دوسری ضرب زمین پر لگائی پس ہاتھون کو کہنیون تک ملا انتہی ان سب احادیث سے ثابت ہوا کہ تیمم کی دو ضربین ہین اور یہی مذہب حنفیہ کا ہے مطابق حدیث کے نہ مخالف

قال مسئلہ ہفتاد و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ مدت رضاعت کے اندر خواہ بچہ تھوڑا دودھ پیے خواہ بہت سپ حرام کرتا ہے انتہی

اقول فتح القدیر مین ہے وَالْجَوَابُ اَنَّ التَّقْدِیْرَ مُطْلَقًا مَنْسُوْخٌ صَرَّحَ بِنَسْخِہٖ ابْنُ عَبَّاسٍ حِیْنَ قِیْلَ لَہٗ اِنَّ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ الرَّضْعَۃَ لَا تُحَرِّمُ فَقَالَ کَانَ ذٰلِکَ ثُمَّ نُسِخَ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اٰلَ اَمْرُ الرَّضَاعِ اِلٰی اَنَّ قَلِیْلَہٗ وَکَثِیْرَہٗ یُحَرِّمُ وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ الْقَلِیْلَ یُحَرِّمُ یعنی جواب یہ ہے کہ تقدیر مطلقاً منسوخ ہے تصریح کی اوسکی نسخ کی ابن عباس رضی نے جبکہ اونسے کہا گیا کہ آدمی کہتے ہین

کہ ایکبار دو گھونٹ پینا حرام نہین کرتا فرمایا پہلے تھا پھر منسوخ ہو گیا اور ابن مسعود رض سے روایت ہی کہ فرمایا اونھون نے رجوع کیا امر رضاع نے طرف اسکے کہ تھوڑا اور بہت حرام کر دیتا ہی اور ابن عمر رض سے روایت ہے کہ قلیل رضاع حرام کر دیتا ہی انتہی اور عقود الجواہر المنیفہ مین لکھا ہی اَبُوْ حَنِیْفَۃَ عَنِ الْحَکَمِ بْنِ عُتَیْبَۃَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَیْمِرَۃَ عَنْ شُرَیْحِ بْنِ هَانِیٍٔ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا یَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ قَلِیْلُہٗ وَکَثِیْرُہٗ کَذَا رَوَاہُ الْاِمَامُ اَبُوْ یُوْسُفَ عَنْہُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ رضاع سے وہ شی حرام ہو جاتی ہی جو نسب سے حرام ہوتی ہی قلیل رضاع ہو یا کثیر ہو ایسیہی روایت کیا اس حدیث کو امام ابو یوسف نے انتہی اور استذکار مین لکھا ہی کہ یہی قول علی اور ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابن المسیب اور حسن بصری اور مجاہد اور عروہ اور عطا اور طاؤس اور مکحول اور زہری اور قتادہ اور حکم اور حماد اور ابو حنیفہ اور مالک اور اونکی اصحاب اور ثوری اور لیث اور اوزاعی اور طبری کا ہی انتہی اور رشیدہ نے کہا ہی کہ مسلمانون نے اسپر اجماع کیا ہی کہ تھوڑا دودھ پینا اور بہت پینا حرام کر دیتا ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ مَصَّۃٌ وَمَصَّتَانِ کی حدیث منسوخ ہی

قال مسئلہ ہفتادوچہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ چور کا ہاتھ کاٹنے کے لیے قاضی کے حکم دینے کے بعد جسکی چوری ہوئی وہ اپنی چیز اگر چور کو بخش دے تو قاضی کو اوسکا ہاتھ کاٹنا جائز نہین الخ **اقول** اس حدیث سے یہ امر ثابت نہین ہوتا کہ صفوان بن امیہ نے اوس چادر کو دیدیا تھا اور سارق کو سونپ بھی دیا تھا تا کہ مسئلہ حنفیہ کا اس حدیث کے مخالف ہو کیونکہ ہدایہ مین یہ شرط لکھی ہی کہ جب اوسکو تسلیم کر دے گا اسوقت ہاتھ نہین کاٹا جائے گا اگر یہ صورت معترض صاحب ثابت کر دین کہ اوسکو تسلیم کر دیا ہو تو ہم بھی تسلیم کرین گے علاوہ اسکے یہ حدیث مضطرب ہے اور اضطراب باعث ضعف ہوتا ہی چنانچہ فتح القدیر مین لکھا ہی وَلَمْ یَثْبُتْ اَنَّہٗ سَلَّمَہٗ اِلَیْہِ فِی الْہِبَۃِ ثُمَّ الْوَاقِعَۃُ وَاحِدَۃٌ فَکَانَ فِیْ ہٰذِہِ الزِّیَادَۃِ اضْطِرَابٌ وَالْاِضْطِرَابُ مُوْجِبٌ لِلضُّعْفِ وَیَحْتَمِلُ کَوْنُ قَوْلِہٖ ہُوَ صَدَقَۃٌ عَلَیْہِ کَانَ بَعْدَ اَنْ قُطِعَ اِلَیْہِ

وَفِی ذٰلِكَ لَا يَكُوْنُ مِلْكًا لَهٗ قَبْلَ الْقَبْضِ یعنی اور نہین ثابت ہی یہ امر کہ اونھون نے اوسکو ہبہ مین سپرد کیا ہو اور واقعہ ایک ہی پس اس زیادتی مین اضطراب ہی اور اضطراب موجب ضعف ہی اور احتمال ہی کہ صدقہ کہتا اونکا بعد ملجانے چادر کے ہو اور اسمین ملک قبض سے پہلے نہین ہوگی انتہی پس مسئلہ ہدایہ کا حدیث کے کیونکر مخالف ہوسکتا ہی معترض صاحب اپنے ذہن مین ایک بات خلاف حدیث متعین کر لیتے ہین اور بے دھڑک حکم مخالفت کا لگا دیتے ہین فقط مخالفت اونکے ذہن نارسا کی ہی فی الواقع تو مخالفت ہرگز نہین عقلا اسکو خوب جانتے ہین اور معترض صاحب کی دھوکے بازیان بھی بخوبی پہچانتے ہین کہ معترض صاحب کی آنکھون پر تعصب اور حسد کا پردہ پڑا ہوا ہی خواہی نخواہی بنے بانہ بنے زبردستی ہر مسئلے مین الزام مخالفت حدیث کا لگا دیتے ہین درحقیقت الزام سفاہت اور جاہلیت کا اپنے اوپر لیتے ہین سو بھلا اسمین کسی کا جرم کیا ہی نصیبون سے تجھے اپنے گلا ہی

قال مسئلہ نمبر دو سو بیاسی شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ سوا نماز وتر کے اور نمازون مین دعاے قنوت پڑھنی جائز نہین الخ

اقول احادیث مین دونون صورتین وارد ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز مین قنوت پڑھا ہی اور نہین بھی پڑھا ہی پس جو حدیثین اس قسم کی ہین کہ جنمین تصریح اس امر کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک قنوت پڑھا ہی یا وقت حدوث حوادث کے پڑھتے تھے ان احادیث کی مفسر ہوجاوینگی پس معلوم ہوا کہ جن احادیث مین قنوت پڑھنا ثابت ہوتا ہی اوس سے یہ مراد ہی کہ وقت حدوث حوادث کے پڑھتے تھے اور جن مین قنوت کی نفی ہی اوس سے مراد یہ ہی کہ بلا حدوث کسی امر کے نہین پڑھتے تھے اور یہی مذہب حنفیہ کا ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمْ يَقْنُتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفَجْرِ قَطُّ اِلَّا شَهْرًا وَّاحِدًا اِلَّا اَنَّهٗ حَارَبَ حَيًّا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَنَتَ يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ یعنی نہین قنوت پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر مین ہرگز مگر ایک مہینے کہ ایک قبیلہ مشرکین سے محاربے تھے قنوت پڑھتے تھے اونپر بددعا کرتے تھے انتہی کما علم

قنوت نماز فجر

ابن ہمام نے هٰذَا الْحَدِيْثُ لَا غُبَارَ عَلَيْهِ یعنی اس حدیث میں کچھ غبار نہیں یعنی صحیح الاسناد
ہی انتہی اور مسلم میں ہی عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَأَلْتُهٗ عَنِ الْقُنُوْتِ قَبْلَ
الرُّكُوْعِ اَوْ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ قَالَ قُلْتُ فَاِنَّ نَاسًا يَزْعُمُوْنَ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ اِنَّمَا قَنَتَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلٰى اُنَاسٍ قَتَلُوْا اُنَاسًا مِنْ
اَصْحَابِهٖ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ یعنی انس رض سے میں نے دریافت کیا کہ قنوت رکوع سے پہلے ہو یا
بعد رکوع کے فرمایا کہ پہلے رکوع کے میں نے کہا آدمی گمان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے بعد رکوع کے قنوت پڑھا ہی فرمایا نہیں قنوت پڑھا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے مگر ایک مہینہ (یعنی رکوع کے بعد) بد دعا کرتے اون لوگون پر جنہون نے آپکے صحابہ میں سے
اون لوگون کو قتل کیا تھا جنکو قاری کہتے تھے انتہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قنوت قبل
رکوع کے تھا اور عاصم بن سلیمان سے روایت ہی کہ ہمنے انس رض سے کہا کہ ایک قوم کہتی ہی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے فرمایا جھوٹ کہتے ہیں نہیں
قنوت پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ایک ماہ بد دعا کرتے تھے کئی قبیلون پر مشرکین
کے انتہی اور کتاب القنوت میں انس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نہیں قنوت پڑھتے تھے مگر جسوقت کسی کے واسطے دعا کرتے یا کسی پر بد دعا کرتے
انتہی علامہ ابن ہمام نے لکھا ہی کہ سند اس حدیث کی صحیح ہی اسیوجہ سے انس رض صبح کی نماز میں
قنوت نہیں پڑھتے تھے چنانچہ طبرانی نے غالب بن فرقد سے روایت کی ہی کہ میں انس رض کے ہمراہ
دو مہینے تک رہا پس صبح کی نماز میں اونھون نے قنوت نہ پڑھا اور ابن حبان نے ابو ہریرہ رض
سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت پڑھتے تھے صبح میں مگر جبکہ دعا
کرین یا بد دعا انتہی اور اس حدیث کی بھی سند صحیح ہی اور امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن
ماجہ اور طحاوی نے ابو مالک سعد بن طارق سے روایت کی ہی وہ اپنے والد سے روایت

کرتے ہین کہ فرمایا اونھون نے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت
پڑھا اور ابوبکر رضہ کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھا اور عمر رضہ کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھا
اور عثمان رضہ کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھا اور علی رضہ کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھا
پھر فرمایا بیٹا تحقیق یہ بدعت ہی انتہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان نے اور کہا حافظ
نے سند اس حدیث کی اوپر شرط مسلم کے ہی انتہی اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن عباس اور
ابن الزبیر رضہ سے روایت کی ہی کہ وہ صبح کی نماز مین قنوت نہین پڑھتے تھے اور ابوبکر اور عمر رضہ
اور عثمان رضہ نے بھی ایسی روایت کی ہی انتہی اور امام محمد نے کتاب الآثار مین اسود بن یزید
سے روایت کی ہی کہ مین عمر رضہ کے ہمراہ سفر اور حضر مین دو برس تک رہا پس نہ دیکھا مین نے اونکو قنوت
پڑھتے فجر مین انتہی اور ابن ابی شیبہ نے علی رضہ سے روایت کی ہی کہ جب اونھون نے فجر مین قنوت
پڑھا تو لوگون نے اوسپر انکار کیا پس فرمایا کہ ہمنے اپنے عدو پر بد دعا ہی کی تھی انتہی اور اوسمین یہ بھی ہی
کہ یہ امر آدمیون کو منکر معلوم ہوا اور آدمی یا تو صحابہ تھے یا تابعین پس معلوم ہوا کہ ابوداؤد اور
ترمذی اور مسلم مین جو روایت ہی وہ اوسوقت کی ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے واسطے
دعا یا بد دعا کرتے تھے کیونکہ ایسی صریح حدیثین نہایت صحیح اوسکی تفسیر واقع ہوئی ہین علی ہذا
القیاس ابوداؤد مین انس رضہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھا ہی
اور بعد رکوع کے پڑھا ہی اسی پر محمول ہی کہ ایک مہینہ یا بوقت ضرورت ایسا واقع ہوا ورنہ انس رضہ
سے خود مسلم کی حدیث مین ثابت ہوچکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل رکوع قنوت فقط
ایک مہینہ پڑھا تھا اور یہ بھی اوسنے ثابت ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ قنوت نہین
پڑھتے تھے اور خود انس رضہ نے بھی نہین پڑھا پس امام صاحب تو حدیث کے موافق رہے مگر
معترض صاحب مخالف ہوگئے ؎ تم ہمکو ہی کہتے ہو کچھ اپنی بھی خبر ہی **قال** مسئلہ مفتاد
وسی‌ستم عینی شرح ہدایہ مین محیط سے نقل کرکے لکھا ہی کہ وتر بیٹھ کر پڑھنے بھی اور سواری پر پڑھنے
بھی جائز نہین ہین الخ **اقول** طحاوی مین اسناد صحیح سے روایت ہی عن نافع عن

ابن عمر انه كان يصلي على راحلته ويوتر بالارض ويزعم ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم كان يفعل كذلك یعنی نافع ابن عمر سے روایت کرتے ہین
کہ وہ نماز سواری پر پڑھتے تھے اور وتر زمین پر اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایسا ہی کیا کرتے تھے انتہی اور عقود الجواہر مین ہی ابو حنيفة عن حماد عن مجاهد
انه صحب عبد الله بن عمر من مكة الى المدينة يصلي على راحلته يومي
ايماء الا المكتوبة والوتر فانه كان ينزل لهما یعنی مجاہد سے روایت ہی کہ وہ عبد اللہ
بن عمرؓ کے ساتھ مکے سے مدینے تک رہے نماز پڑھتے تھے اپنی سواری پر اشارے سے مگر
فرض اور وتر پس تحقیق ان دونون کے واسطے نیچے اوترتے تھے انتہی پس تطبیق دونون
حدیثونمین یون کیجائے گی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذر کیوجہ سے مثل کیچڑ پانی
وغیرہ کے سواری پر وتر پڑھی ہو کیونکہ واقعہ حال ہی عام نہین پانی کیچڑ کے عذر مین تو فرض نماز
بھی سواری پر جائز ہی یا قبل ورود تاکید کے پڑھی ہو اس لیے کہ وتر بعد نماز پنجگانہ کے واجب
ہوگئی ہی پس دونون حدیثونمین تناقض نہوگا اور علامہ طحاوی نے بعد تفصیل احادیث کے شرح معانی
الآثار مین لکھا ہی فمن هذه الجهة عندي ثبت نسخ الوتر على الراحلة یعنی
اسیوجہ سے میرے نزدیک وتر کا سواری پر پڑھنا منسوخ ہوگیا انتہی **قال** مسئلہ ہفتاد و
ہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کسی سے فجر کی سنتین نہ پڑھی گئی ہون تو پڑھنا
اونکا اوسکو نہ تو بعد فرض صبح قبل نکلنے آفتاب کے جائز ہی اور نہ بعد نکلنے آفتاب کے جائز ہی الخ

اقول مسلم مین عمرو بن عبسہ سے روایت ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے مین
تشریف لائے مین آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا مین نے کہ وقت جائز نماز کا آپ
بتلا دیجیے فرمایا صبح کی نماز پڑھکر پھر تھم جا نماز سے یہان تک کہ آفتاب طلوع کرے انتہی اور
فتح القدیر مین ہی کیونکہ سنتین بعد نماز فجر محض نفل ہوگئی ہین بنابر اسکے کہ حدیث اونکے
واسطے وارد نہین ہوئی ہی یا وارد ہی تو وہ معارض ہی بخاری اور مسلم کی حدیث کے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد صبح کی نماز کے ممانعت فرمائی ہے جبتک کہ آفتاب نکل آوے پس حدیث صحیحین
کی اوس حدیث پر مقدم ہوگی جیسا کہ ابھی ہم ذکر کر چکے ہین انتہی علاوہ اس کے ان دونون حدیثون
مین جو معترض صاحب نے لکھی ہین محدثین کو کلام ہے چنانچہ ترمذی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے
کہ اونکے نزدیک یہ حدیث قابل حجت نہین اور ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ مین لکھا ہے کہ یہ
حدیث ثابت نہین قطع نظر اسکے حدیث نہی کی مقدم ہوتی ہے خصوصًا اوسوقت کہ دوسری حدیث
جس سے جواز ثابت ہوتا ہے ایسی قوت نہین رکھتے جیسے کہ حدیث نہی کی قوت رکھتی ہے پس بعد نماز
صبح کے سنتون کا پڑھنا خلاف احتیاط ہے **قال** مسئلہ ہفتاد وہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون
مین لکھا ہے کہ استسقا مین جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی سنت نہین ہے انتہی مسئلہ ہفتاد ونہم ہدایہ
وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ نماز استسقا مین چادر پلٹ کر اوڑھنی امام کو بھی اور قوم
کو بھی سنت نہین انتہی مسئلہ ہشتادم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ استسقا مین خطبہ نہین
انتہی **اقول** فتح المنان مین لکھا ہے کہ امام صاحب کے نزدیک استسقا دعا اور استغفار ہے
کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے اِسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ
مِدْرَارًا یعنی طلب مغفرت کرو پروردگار اپنے سے وہ بخشنے والا ہے بھیجتا ہے ابر کو تم پر برسنے
والا علاوہ اسکے اکثر حدیثون مین طریقے استسقا کے مرقوم ہین اونمین نماز نہین ہے مگر
ایک صورت مین فقط نماز ثابت ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ
تشریف لے گئے اور نماز پڑھی اور خطبہ پڑھا اور یہ حدیث مع تمام خصوصیات اپنی کے حد صحت
کو نہین پہونچی یا خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور سنت وہ ہے جسپر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے ہمیشگی کی ہو مگر کبھی ترک بھی کر دیا ہو اور یہان نماز کا نہ پڑھنا زیادہ ہے فقط نماز تو
ایک دفعہ پڑھی ہے اور یہ حدیث بھی صحیح ہے کہ عمر نے استسقا کیا اور فقط دعا مانگی اور استغفار
کیا اور نماز نہین پڑھی اگر نماز مسنون ہوتی عمر رض ترک نہ کرتے حال آنکہ ہمراہ اصحابہ کے روبرو
کیا کیا اور عمر رض کا نہ جاننا باوجود عموم بلوے کے اور قرب زمانہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

حدیث نہی کی قوی ہے

استسقا مین نماز پڑھنا رسول اللہ کا صرف ایک دفعہ ثابت ہے

بعید ہی اور باوجود جاننے کے ترک کر دینا اور بھی بعید ہی اور پھر صحابہؓ کا نہ منع کرنا نہایت مستبعد ہو اور
امام صاحب کی مراد اس قول سے کہ استسقا مین جماعت نہین ہی یہ ہی کہ جماعت مع خصوصیات
دوسری کے مسنون نہین ورنہ اگر ہر شخص نماز پڑھیگا بطور نفل کے اور دعا اور استغفار کر لیگا تو جائز
ہی بلکہ مستحسن ہی اور احادیث جو استسقا مین مروی ہین اضطراب سے خالی نہین اور اکثر طرق
جنمین خصوصیات اور کیفیات مذکور ہین خالی از ضعف نہین لہذا امام صاحب نے اوسکا خلاصہ اور
مقصود اصلی جو دعا اور استغفار ہی اخذ کر لیا ہی اور نماز کو سوای جماعت اور خطبہ جائز رکھا ہی بوجہ اخذ
اونکے کہ امر متیقن کو اور فتوی نزدیک حنفیہ کے صاحبین کے قول پر ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے فعل سے خطبہ اور جماعت ثابت ہی اور خصوصیت کی کوئی دلیل نہین پائی جاتی انتہی اور فتح القدیر
مین ہی کہ چادر پلٹنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور نیک فالی کے تھا چنانچہ اسکی تصریح مستدرک مین
جابرؓ کی روایت سے آئی ہی اور وہ صحیح حدیث ہی فرمایا اونھون نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
چادر اسلیے قلب کیا تا کہ قحط سالی منقلب ہو جاوے اور مطولات طبرانی مین انسؓ سے روایت ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کو پلٹا تا قحط سالی بدلکر ارزانی ہو جاوے اور مسند اسحق مین ہی کہ چادر کا قلب
اسوجہ سے تھا کہ سختی آسانی کیطرف منقلب ہو جاوے اور کتب اربعہ سے جو حدیث ابن عباسؓ کی روایت
سے آئی ہی اگر وہ خطبہ پر دلالت کرے تو کوئی اشکال نہین ورنہ ترمذی نے گو صحیح کہا ہی مگر حاکم نے اسپر سکوت
کیا ہی اور سکوت اونکا ضعف پر اس حدیث کے دلالت کرتا ہی اور حافظ منذری نے اسکو مرسل کہا
ہی اور مسند امام احمد مین جو روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آئی کہ استسقا کیواسطے تشریف
لائے پس نماز قبل خطبہ کے شروع کی اور امام احمدؒ نے خطبہ کو استسقا مین مسنون نہین کہا ہی تو معلوم ہوا
کہ یہ حدیث اونکے نزدیک ضعیف ہی اور تونے معلوم کر لیا ہی کہ حدیث کا ضعیف ہونا اسپر موقوف
نہین کہ بعض راوی اوسکے ضعیف ہو گئے ہین بلکہ علتین ضعف حدیث کی بہت ہین انتہی مختصراً
خلاصہ تحریرات یہ ہی کہ امام صاحب طریقہ مسنون ہونے کا انکار کرتے ہین اور فی الواقع جب طریقہ
مسنون کے یہ معنی ہونگے کہ اکثری ہو تو بیشک استسقا مین اکثر تو دعا اور استغفار فقط احادیث

مین وارد ہی ورنہ عمر رض اگر یہ طریقہ اکثری ہوتا تو ہرگز ترک نکرتے اور صحابہ رض ضرور متنبہ کر دیتے پس ترک
دینا دعا اور استغفار کا اور نماز نہ پڑھنا عمر رض کا اور صحابہ رض کا سکوت کرنا اسپر دال ہی کہ طریقہ مسنون
یہی ہی وہ نہین گو فقط جواز اوسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہو گیا ہی وضو مین
بھی تو آخر ایک ایکبار اور دو دو بار دھونا فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی مگر مسنون
وہی ہی جو اکثر تین تین بار اعضا کو دھویا ہی پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کی جو غرض ہی وہ حدیث
کے مطلق مخالف نہین حاشا و کلا پھر باینہمہ چونکہ حنفیہ کو ثابت ہو گیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے خطبہ اور جماعت کے ساتھ پڑھی گو ایکبار سہی اسلیے صاحبین کے مذہب پر فتوی ہی اور جب حنفیہ
نماز استسقا پڑھتے ہین مع جماعت اور خطبہ اور قلب ردا کرتے ہین مگر یون کہنا کہ فلانے مجتہد نے خلاف
کیا محض خطا ہی اگر اختلاف ماخذ نہوتا تو بیشک اختلاف ائمہ نہوتا اور اختلاف ماخذ بوجہ وسعت شفقت
کے رکھا گیا ہی ورنہ شارع سے رفع اختلاف کی تدبیر ممکن تھی اور اس اختلاف مین بندونکو واسطے بڑی بڑی
مصلحتین ہین ؎ دم مزن در احکام شریعت ازراہ خطا ٭ ہرچہ رود از شارع ہمہ خیر ست و صواب

قال مسئلہ ہشتاد و یکم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ عورت خواہ ثیبہ ہو خواہ باکرہ نئی ہو خواہ پرانی باری
مین برابر ہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو
کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہی ابی قلابہ رض سے الخ **اقول** مذہب امام صاحب کا اس مقام پر قرآن
و حدیث سے ماخوذ ہی اعتراض مخالفت کتاب و سنت کا اوپر نہین ہو سکتا ابو داود اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ اور امام احمد اور حاکم نے ابو ہریرہ رض سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جس شخص کی دو عورتین ہون پس مائل ہو طرف ایک کے تو قیامت کے دن وہ شخص آئیگا
اس حال مین کہ مونہہ اوسکا ٹیڑھا ہوگا انتہی اور ابو داود اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ مین عائشہ رض
سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسمت کرتے اور برابر کرتے اور فرماتے خدایا یہ تقسیم میری ہی جو
میرے اختیار مین ہی پس غیر اختیاری مین مجکو ملامت نکر یعنی بعض سے قلب کی اخلاص مائل
ہی انتہی اور خدا تعالی فرماتا ہی فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً یعنی پس اگر خوف کرو تم کہ عدل

نہین ہوسکے گا تو ایک ہی عورت کو انتہی پس معلوم ہوا کہ ازواج مین خواہ باکرہ ہون خواہ ثیبہ برابری چاہیے
اور جس حدیث مین شروع نکاح مین باکرہ کیواسطے سات روز اور ثیبہ کیواسطے تین روز مین حنفیہ اسکا انکار
نہین کرتے مگر یہ کہتے ہین کہ جتنے دن اسکے پاس رہیگا اوتنے ہی روز پہلی کے پاس رہنا پڑیگا ورنہ خلاف حدیث
اور قرآن لازم آویگا اور مسلم کی حدیث جو وارد ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رض سے نکاح کیا اور تین روز
رکہے اور فرمایا اگر چاہو تو سات دن رہون مگر سات سات دن اور ازواج کے پاس بھی رہونگا انتہی اس سے
نہین معلوم ہوتا اگر تین دن رہینگے تو دوسری ازواج کے پاس بھی تین تین روز قیام ہوگا بلکہ یہ فرمانا آپکا
پھر دوسری کے پاس بھی اسیقدر رہونگا صریح دلالت کرتا ہے کہ برابری چاہیے البتہ بوجہ ابتدای نکاح کے باکرہ کے پاس
سات روز کی اجازت اور ثیبہ کے پاس تین روز کی دی گئی ہے اس حدیث سے خواہ مخواہ زبردستی یہ اخذ کرنا کہ
دوسری کو اسقدر استحقاق نہوگا خالی تعصب اور سوء فہمی سے نہین بنا ہی انصاف ہے کہ جو عقل سے خالی ہون
اور اہل الرای یعنی عقلا پر اعتراض کرین اور مخالفت حدیث کا الزام دین حال آنکہ جب ظواہر کو سمجھے ہی نہین
تو پھر مطلب حدیث کو موافق مقصود قائل کے کیونکر سمجھین بے سمجھے جا دادند [illegible]
اینست + **قال** مسئلہ ہشتاد و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ مدعی کو قسم نہ دیجاوے اور یہ
امام اعظم کا مذہب ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے ان دو حدیثون کا پہلی حدیث مسلم اور ابو داؤد اور
نسائی مین روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا
قسم اور گواہ پر اور کہا اسناد اسکی جید ہے دوسری حدیث ترمذی مین روایت ہے جعفر بن محمد رضی اللہ تعالی
عنہ سے کہ نقل کی اونسے اپنے باپ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ساتھ قسم کے ساتھ ایک گواہ
کے اور حکم کیا ساتھ اسی کے حضرت علی رض نے بیچ تمہارے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث اصح ہے **اقول**
مسلم مین ابن عباس رض کی روایت سے حدیث آئی ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو یعطی الناس
بدعواهم لادعى ناس دماء رجال واموالهم ولكن اليمين على المدعى عليه یعنی تحقیق نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر آدمی موافق دعوی اپنے کے دے جاوینگے تو آدمیون کی جان و مال
دعوی کر بیٹھینگے ولیکن قسم مدعا علیہ پر ہے انتہی اور بیہقی مین ابن عباس رض سے روایت ہے کہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولیکن گواہ لانے مدعی پر ہین اور قسم کھانی مدعا علیہ پر انتہی اور اللہ تعالی
فرماتا ہی واستشہدوا شہیدین من رجالکم فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان یعنی دو
گواہ طلب کرو پس اگر دو مرد نہون تو ایک مرد اور دو عورتین چاہئین انتہی اور شاہد اور یمین کی حدیث کو
علامہ زیلعی نے لکھا ہی کہ یحیی بن معین نے معلول کیا ہی اور سہیل نے اسکا انکار کیا ہی پس بعد انکار راوی کے
حجت نہین ہوسکتی علاوہ اسکے یہ بھی احتمال ہی کہ معنی اس حدیث کے یہ ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایکبار فقط جنس شاہد سے حکم کر دیا اور کبھی یمین سے حکم کیا پس اس حدیث سے دونونکا جمع کرنا ایک
شخص مین نہین پایا گیا اور مثال اسکی ایسی ہی جیسے کہا جاتا ہی کہ زید گھوڑے اور خچر پر سوار ہوا اور مراد
علی التعاقب ہوتی ہی اور اگر تسلیم بھی کیا جاے کہ یہ حدیث جمع کو مقتضی ہی مگر مدعی کی یمین پر کہان سے
دلالت کرتی ہی بلکہ جائز ہی کہ قسم مدعا علیہ کی مراد ہو اور ہم اسکے قائل ہین اسلیے کہ ایک گواہ کا اعتبار نہین
عدم وجود اوسکا برابر ہی پس مدعا علیہ کی قسم پر رجوع کیا جائیگا واسطے عمل کرنے کے مشہور احادیث پر
انتہی حاصل کلام یہ ہی کہ اول تو شاہد و یمین کی حدیث مین بعضون نے کلام کیا ہی اور قطع نظر اسکے اس حدیث
مین بہت احتمال ہین پس خواہ مخواہ ایک احتمال کو خاص کرکے مخالف حدیث مشہور اور قرآن کر دینا اچھا
نہین بلکہ حدیث اور قرآن سے ثابت ہوگیا کہ دو گواہ ضرور ہین مگر گواہ دونون مدعی پر ہین اور قسم مدعا علیہ
پر اس تقسیم سے معلوم ہوا کہ دونون چیزین ایک مین جمع نہونگی جیسے مدعا علیہ کے گواہ مسموع نہونگے ایسی
مدعی کی قسم کا اعتبار نہوگا پس اگر شرکت لیجائیگی تو منافی تقسیم کے ہوجائیگی پس باوجود احادیث مشہورہ کے
اور دلالت قطعی اونکی کے نہ ماننا اور اس حدیث کے ظنی معنونکو حجت گرداننا پھر مزید بران امام صاحب کے
مذہب کو جو موافق حدیث اور قرآن کے ہی مخالف جاننا بجز تعصب اور کج فہمی کے کوئی بات نہین ہے
تمہین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہی **قال** مسئلہ ہشتاد و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ سورج گہن کی نماز
ہر رکعت مین ایک ہی رکوع ہی الخ مسئلہ ہشتاد و چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ نماز گہن مین خطبہ نہین ہی الخ
مسئلہ ہشتاد و پنجم شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ گہن کی نماز مین قراءت آہستہ پڑھنی چاہیے اور
یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی بخاری اور مسلم کے الخ **اقول** فتح المنان

ہیں لکھا ہے والشیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ اورد احادیث بروایات متعددۃ صحیحۃ
وحسنۃ ومثبتۃ لمذہب الحنفیۃ وتکلم علی احادیث تعدد رکوع بانہا اضطرب
فیہا الرواۃ فان منہم من روی رکوعین ومنہم من روی ثلث رکوعات فوجب ان
یصلی علی المعہود وہو الموافق لروایات الاطلاق نحو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا کان
کذالک فصلوا یعنی شیخ ابن ہمام احادیث روایات متعددہ سے لائے ہیں جو صحیح اور حسن اور
ثابت کرنیوالی مذہب حنفیہ کی ہیں اور کلام کیا ہے اونھوں نے تعدد رکوع کی حدیثوں میں بایں طور کہ
اونمیں راوی مضطرب ہیں کیونکہ بعضے دو رکوع کی روایت کرتے ہیں اور بعضے تین رکوع کی پس واجب
ہوا کہ نماز بطور معمول پڑھی جاوے اور وہ روایات مطلقہ کو موافق ہے مثل قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پس جب کہ ایسا ہو پس نماز پڑھو انتہی اور تبیین الحقائق میں ہے کہ ہماری حجت وہ حدیث ہے جو ابو داود
میں قبیصہ رضہ سے ساتھ اسناد صحیح کے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی دو رکعتیں
سورج گہن کی الحدیث اور روایت کیا ہے دو رکعتوں کو ایک جماعت نے صحابہ رضہ کی اونمیں سے عبد اللہ بن
عمر رضہ اور سمرہ بن جندب اور ابو بکرہ اور نعمان بن بشیر ہیں اور اس حدیث سے اخذ کرنا اولی ہے کیونکہ اسکا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے اور امر فعل پر مقدم ہوتا ہے اور بوجہ کثرت راویوں کے اور صحت
احادیث کے اور موافق ہونے اسکے کے طریقہ معہودہ کو اور حدیث عائشہ رضہ اور ابن عباس رضہ سے اون
لوگوں کی حجت قائم نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ امر ثابت ہے کہ مذہب اون دونوں کا برخلاف اسکے ہے اور جب
مذہب راوی کا خلاف اوسکے ہو جسکو روایت کرتا ہے تو وہ روایت حجت نہیں ہو سکتی علاوہ اسکے یہ
روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکوع کیے ایک رکعت میں اور چار رکوع کیے ایک رکعت
میں اور پانچ رکوع کیے ایک رکعت میں اور چھہ رکوع کیے ایک رکعت میں اور آٹھ رکوع کیے ایک
رکعت میں اور اس روایت کو اخذ نہیں کرتے پس جو جواب دو رکوع سے زیادتی پر ہوگا وہی جواب
ایک رکوع کی زیادتی پر ہوگا اور ایک رکوع سے زیادہ روایت کی یہ وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے طول رکوع بہت کیا تھا کیونکہ جنت اور نار پیش کی گئی تھی پس بوجہ دیر کے بعض شخص

ع
تبیین الحقائق
باب کسوف

ملول ہوے اور اونھون نے اپنے سر کو اوٹھایا یہ گمان ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک
اوٹھایا ہی پس اونھون نے بھی سر اوٹھایا یا آپنے سر کو موافق عادت روزمرہ رکوع کے اوٹھایا پس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع مین پایا پس رکوع کیا پس ایسی ہی دوسری بار اور تیسری بار کیا پس
جو لوگ انکے پیچھے تھے اونھون نے بھی ایسا ہی کیا اس گمان سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایسا کیا ہی پھر ہر ایک نے موافق اپنے گمان کے روایت کردی اور ایسا اشتباہ جو لوگ آخر صف مین
ہوتے ہین کبھی ہو جاتا ہی کیونکہ عائشہ رض تو عورتون کی صف مین تھین اور ابن عباس رض لڑکون کی
صف مین تھے اور جو امر کہ اس تاویل پر دلالت کرتا ہی وہ یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مدینہ شریف مین سورج گہن کی ایک ہی مرتبہ نماز پڑھی ہی پس کل امور کا ایک مرتبہ مین ثابت ہونا محال ہی
پس معلوم ہوا کہ راویون سے بوجہ اشتباہ کے اختلاف ہو گیا اور بعضون نے کہا ہی کہ خود رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سر اوٹھاتے تھے تاکہ آفتاب کو دیکھین کہ منجلی ہوا ہی یا نہین پس بعضون نے اسکو
رکوع گمان کر لیا پس اوسپر لفظ رکوع اطلاق کر دیا پس اون احادیث کی جو تمنے روایت کی ہین یہ حدیثین
باوجود ان احتمالات کے معارض ہونگی انتہی اب وہ حدیث سنیے جسمین صریح فقط ایک رکوع کا ایک
رکعت مین کرنا ثابت ہی ابوداؤد اور نسائی اور شمائل ترمذی مین عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہی کہ
کہا اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین سورج گہن ہوا پس قیام کیا آپنے بہت دیر تک پھر
رکوع کیا بہت دیر تک پھر سر اوٹھایا پس کھڑے رہے بہت دیر تک پھر سجدہ کیا بہت دیر تک پھر سر اوٹھایا اور بیٹھے رہے بہت
دیر تک پھر سجدہ کیا بہت دیر تک پھر اوٹھے پھر دوسری رکعت مین بھی ایسا ہی کیا اور حاکم نے بھی اس حدیث کو
روایت کیا ہی اور کہا ہی کہ یہ حدیث صحیح ہی پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ہر رکعت مین فقط ایک رکوع کیا اور ابوداؤد اور نسائی مین سمرہ بن جندب سے روایت ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور نماز پڑھائی پس قیام کیا اور نمازون سے بہت زیادہ کہ ہم آپکی آواز نہ
سنتے تھے پھر رکوع کیا اطول رکوع کہ ہمکو کچھ آواز آپکی نہین آتی تھی پھر سجدہ کیا اور سجدون سے زیادہ کہ
ہم آواز آپکی نہ سنتے تھے پھر دوسری رکعت مین بھی ایسا ہی کیا انتہی مختصرا اور بخاری مین ابو بکرہ

روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین سورج گہن ہوا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
چادر کھینچتے ہوے نکلے یہانتک کہ مسجد مین تشریف لائے اور آدمی بھی مسجد مین جمع ہوے پس دو رکعتین
اونکو پڑہائین پس آفتاب روشن ہو گیا پس فرمایا آفتاب اور چاند دو نشانی ہین اللہ کی نشانیون سے
ڈراتا ہی اللہ نے اپنے بندونکو پس جب ایسا ہو پس نماز پڑھو تم یہانتک کہ آفتاب روشن ہو جاے انتہی
پس یہ احادیث بعضی اونمین سے صحیح ہین اور بعضی حسن ہین بعضی مین دو رکعتونکی تصریح ہی اور بعضی مین
یہ حکم ہی کہ اس نماز کو مثل نماز صبح کے جواب تم پڑھ چکے ہو پڑھو پس اس حدیث سے بھی دو رکعتین معلوم
ہوئین اور بعضی حدیث مین تفصیل ایک رکوع کی ہی بنانچہ حدیث سمرہؓ اور عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ کی مذکور
ہوئی اور دو رکعتونکی حدیث کو ایک رکوع سے زیادہ پر محمول کرنا خلاف ظاہر ہی اگر ایک رکوع سے زیادہ ہوتا
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت فرمایا تھا کہ مثل صبح کی نماز کے پڑھو اوسوقت اسکی ضرور
تصریح کر دیتے کہ اسمین رکوع دو ہین یا زیادہ ہین بلکہ جہان احادیث صحاح مین آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے ارشاد فرمایا ہی وہان مطلق نماز کو فرمایا ہی ورنہ اگر خلاف دستور ہوتا تو اسکے بیان کی ضرور احتیاج
تھی پس معلوم ہوا کہ شارع کو فقط ایک رکوع مقصود ہی پھر آپکے فعل کی وجہ اختلاف بھی معلوم ہو گی
اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ایک رکوع آپنے کیا اور خود عائشہ رضؓ اور ابن عباسؓ کا مذہب بھی ثابت ہو چکا
کہ خلاف روایت ہی پس اتنی وجوہ سے معلوم ہوا کہ سورج گہن مین ایک ہی رکوع کرنا چاہیے لہذا اگر
امام صاحب نے ایک رکوع کہدیا تو کونسا خلاف ہوا باقی رہا خطبہ اوسکی وجہ صاف ظاہر ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ادای نماز اون لوگونکا رد کیا تھا جو کہتے تھے کہ بوجہ وفات ابراہیمؑ کے کسوف
واقع ہوا ہی اسکا نام خطبہ نہین چنانچہ علامہ زیلعی تبیین الحقائق مین لکھتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے نماز کا حکم کیا ہی اور خطبہ کا حکم نہین فرمایا اور اگر خطبہ مشروع ہوتا تو آپ ضرور بیان فرما دیتے
اور حدیث مین جو آیا ہی اوسکی وجہ یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسواسطے بیان کیا تھا تاکہ اونکے
قول کو رد کرین کہ وہ کہتے تھے کہ کسوف شمس بوجہ موت ابراہیم کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے
تھے ہوا ہی پس فرمایا آپنے کہ شمس اور قمر دو نشانی ہین اللہ کی نشانیون سے کسی کی موت اور حیات سے

منکسف نہین ہوتے اور جو امر کہ اسکی عدم مشروعیت پر دلالت کرتا ہی وہ یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے خطبہ بعد روشن ہونے آفتاب کے پڑھا تھا اگر سنت ہوتا تو پہلے ہی روشنی کے مثل نماز اور دعا کے
خطبہ بھی پڑھتے انتہی اور فتح القدیر میں ہی کہ خطبہ بوجہ قصد مشروع ہونے کے نہ تھا بلکہ واسطے دفع اوہام
اون لوگون کے جنھون نے گمان کیا تھا کہ کسوف بوجہ موت ابراہیم کے ہوا ہی پس یہ خطبہ عارضی تھا
انتہی اور مسند امام احمد اور مسند ابو یعلی مین ابن عباس رض سے روایت ہی کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ کسوف کی نماز پڑھی پس نہ سنا مینے آپ سے ایک حرف انتہی اور حلیہ مین ابن عباس رض سے
روایت ہی کہ مینے آپکے قریب نماز پڑھی اور قرات نہ سنی انتہی اور شرح معانی الآثار مین سمرہ بن جندب رض سے
روایت ہی کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف پڑھائی اور ہمنے آپکی آواز نہین سنی انتہی اور
شرح مسلم مین امام نووی نے لکھا ہی کہ مذہب ہمارا (یعنی امام شافعی رح کا) اور امام مالک رح و امام ابو حنیفہ رح
اور لیث بن سعد اور جمہور فقہا کا یہ ہی کہ کسوف شمس مین آہستہ قرات کیجاے اور حجت اونکی یہ ہی کہ
صحابہ رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرات تخمینا بقدر سورۂ بقرہ وغیرہ کے کی تھی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہر
کرتے تو اوسکی مقدار بلا تخمین معلوم ہو جاتی انتہی **قال** مسئلہ ہشتاد و ششم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ
گانوون مین جمعہ پڑھنا جائز نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی
اقول اس حدیث کا جو کہ بخاری اور ابو داؤد مین روایت ہی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے الخ
ابن ابی شیبہ رض نے علی رض سے روایت کی ہی کہ فرمایا اونھون نے نہین جمعہ ہی اور نہ تکبیر تشریق اور نہ نماز عید الفطر
کی اور نہ نماز عید اضحی کی مگر شہر جامع مین یا بڑے شہر مین انتہی اور ابن حزم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہی اور
دوسری حدیث عبد الرزاق نے علی رض سے روایت کی ہی کہ فرمایا اونھون نے نہین تشریق ہی اور نہ
جمعہ ہی مگر شہر جامع مین اور امام ابو یوسف نے اس حدیث کو املا مین مسند اور مرفوع ذکر کیا ہی اگر یہ حدیث
اونکے نزدیک مرفوع ثابت نہوتی تو اسکو مسند اور مرفوع نہ کہتے اور بھی اسکو علامہ عینی نے شرح ہدایہ کی
کتاب الجمعہ مین ذکر کیا ہی اور کہا ہی کہ امام ابو یوسف رح امام حدیث ہین حجۃ ہین اگر ثبوت اسکے رفع کی
نہوتا تو مرفوع ذکر نکرتے اور علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر مین کہا ہی کہ اقتدا علی رض کی کفایت کرتا ہی

فتح القدیر باب الکسوف
حلیہ باب الکسوف
شرح معانی الآثار طحاوی باب القراءۃ فی صلوۃ الکسوف
شرح مسلم جلد اول صفحہ ۲۹۶
فتح القدیر کتاب الجمعہ
ہدایہ کتاب الجمعہ
املا کتاب الجمعہ
عینی شرح ہدایہ کتاب الجمعہ
فتح القدیر شرح ہدایہ کتاب الجمعہ

اور علامہ زیلعی نے تبیین الحقائق مین ذکر کیا ہی کہ حذیفہ رض سے بھی یہی مروی ہی کہ گانون والون پر جمعہ نہین
بلکہ شہر والون پر ہی مثل مدائن کے اور اسوجہ سے کہ مدینہ شریف کے بہت گانون تھے اور کوئی روایت
نہین آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو جمعہ کا حکم دیا ہو اگر واجب ہوتا تو اونکو حکم فرماتے
اور ہمکو شہرت اوسکی معلوم ہوجاتی اور حدیث ابن عباس رض کی حجت نہین ہوسکتی اسلیے کہ جواثی بحرین کے
قلعہ کا نام ہی چنانچہ اسکو جوہری اور ابن اثیر نے ذکر کیا ہی اور صاحب مبسوط نے کہا ہی کہ جواثی شہر ہی اور
شہر کو قریہ بولتے ہین فرمایا اللہ تعالی نے لَوْلَا اُنْزِلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ
(یعنی کیون نہین اوتارا گیا یہ قرآن اوپر ایک بڑے شخص کے دونون قریون مین سے) اور وہ مکہ اور
طائف ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ جواثی شہر کا نام ہی لفظ قریہ کا اوسپر اطلاق کیا ہی چنانچہ قرآن شریف مین
مکہ کو قریہ فرمایا ہی ایسا اطلاق بیشتر بہت تھا اور ابو عبید بکری نے بھی کہا ہی کہ جواثی بحرین کے شہر کا
نام ہی اور زمخشری نے نام قلعہ کا کہا ہی اور ظاہر ہی کہ قلعہ حاکم اور عالم سے خالی نہین ہوتا ہی علاوہ اسکے
ن عباس رض فقط یہی فرماتے ہین کہ جواثی مین جمعہ ہوا اسمین یہ مذکور نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو بھی اسپر اطلاع ہوگئی تھی اور اونکو جمعہ پر قائم رکھا تھا علاوہ اسکے ابن عباس رض کے قول سے
لی رض کے قول کو ترجیح ہی پھر یہ حدیث مرفوع بھی آئی ہی اور موقوف کو بھی حکم مرفوع کا ہی کیونکہ یہ قیاسی
ین معلوم ہوتا ہی وجہ ہی کہ صحابہ رض سے اس امر کی کوئی روایت نہین کہ اونھون نے وقت فتح کرنے
رونکے گانوئون مین منبر رکھوائے ہون اور جمعہ کا حکم دیا ہو بلکہ شہر کے جمعہ کا فقط انتظام کرتے تھے
معلوم ہوا کہ امام صاحب کا ارشاد بہت ٹھیک اور موافق حدیث کے ہی کسیطرح خلاف نہین اگر کوئی
ترض صاحب کی طبیعت مین اونکی طرف سے خلاف ہی ہوا کرے ہمکو اس سے کیا مطلب ہمارا
سلک تو حضرت امام صاحب کی نسبت کیا بلکہ جمیع ائمہ مجتہدین و محدثین محققین کے ساتھ حسن ظن
ہی بیشک کسی نے مخالفت حکم شرعی کے نہین کی اور یہ جو اختلاف فروع احکام شرعی مین ہوگیا سو
ت مرحومہ کیواسطے وسعت رحمت ہی اور شارع کی طرف سے اسمین بہت بڑی مصلحت ہی سب کا ماخذ
آن و حدیث سے نکلتا ہی وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ لیکن ظاہر یہ اس سے بے بہرہ ہین بے سمجھے بوجھے ہر کسی کو

مخالف حدیث کہدینا انکی خو ہی اور بزرگان دین کو برا کہنا انکی گفتگو ہی یہ نہیں سمجھتے کہ ؎ بر بلندان سخن
بسوے خود ست ٭ تف بسوی فلک بروے خود ست ٭ **قال** مسئلہ ہشتاد و ہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی
کہ اگر اندھا جماعت کراوے تو نماز مکروہ ہوتی ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین
خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ ابو داؤد مین روایت ہی انس رضی اللہ تعالی عنہ سے الخ **اقول** حنفیہ کے
نزدیک اوس اندھے کی امامت مکروہ ہی جو احتیاط نکرتا ہو اور کوچہ گرد ہو اور اگر عالم اور محتاط ہو یا سب مین
افضل ہو او سوقت حنفیہ ہرگز مکروہ نہیں کہتے بلکہ حجت اپنی یہی حدیث عبد اللہ بن ام مکتوم کی لکھے ہین
کتاب الاشباہ والنظائر مین ہی وَتُکْرَہُ اِمَامَتُہٗ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ اَعْلَمَ الْقَوْمِ یعنی اور مکروہ ہی
اندھے کی مگر جبکہ مقتدیون سے زیادہ جاننے والا ہو انتہی اور بحر الرائق مین ہی فَاِنْ کَانَ اَفْضَلَھُمْ فَ
وَعَلٰی ھٰذَا حُمِلَ تَقْدِیْمُ ابْنِ اُمِّ مَکْتُوْمٍ لِاَنَّہٗ لَمْ یَبْقَ مِنَ الرِّجَالِ الصَّالِحِیْنَ لِلْاِمَامَۃِ
فِی الْمَدِیْنَۃِ اَحَدٌ اَفْضَلُ مِنْہُ حِیْنَئِذٍ یعنی پس اگر نابینا افضل قوم ہو تو اوسی سے امامت
وہی بہتر ہی اور اسی پر محمول ہی امام کرنا ابن ام مکتوم کا اسلیے کہ مدینہ مین کوئی شخص قا
امامت کے اِنسے بہتر نہین رہا تھا انتہی اور فتح المنان مین ہی اِنْ کَانَ مُقْتَدَی الْقَوْمِ وَعَا
وَقَارِئًا لَا یُکْرَہُ وَقَدْ کَانَ شَیْخُنَا الْاَجَلُّ الْاَکْرَمُ عَبْدُ الْوَھَّابِ الْمُتَّقِیْ یَؤُمُّ اَصْحَابَہٗ مَعَ عَمَہٖ
یعنی اگر ہو اندھا مقتدا قوم کا اور عالم اور قاری تو نہین مکروہ ہی اور تحقیق استاد ہمارے عبد الوہاب متقی
امام ہوتے تھے اپنے یارونکے باوجود نابینائی کے انتہی اور محیط مین ہی اِذَا لَمْ یَکُنْ غَیْرُہٗ مِنَ الْبَصِ
اَفْضَلَ فَھُوَ اَوْلٰی یعنی جبکہ نابینا سے بصیر افضل نہو تو نابینا بہتر ہی انتہی اور بدائع مین ہی اِذَا کَا
لَا یُوَازِیْہِ غَیْرُہٗ فِی الْفَضْلِ فِیْ مَسْجِدِہٖ فَھُوَ اَوْلٰی یعنی جسوقت فضلیت مین اور کوئی نابینا
برابر نہو تو وہی بہتر ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ حنفیہ کے نزدیک نابینا کی امامت مکروہ نہین مگر اوسوقت
مکروہ ہی جب احتیاط نکرتا ہو یا علم نرکھتا ہو عبد اللہ بن ام مکتوم ان باتون سے بری تھے بلکہ اوسوقت
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی لڑائی مین تشریف لیگئے ہین اونسے بہتر کوئی نہ تھا علی رض کو
مکان کے اہتمام مین چھوڑ گئے تھے اگر اسکا بھی اہتمام اونکے سپرد ہوتا تو اوس اہتمام مین کوتاہی ہوجا

بلکہ صاحب ہدایہ کی خود وجہ کراہیت سے معلوم ہوتا ہی کہ مطلقاً نابینا کی امامت مکروہ نہین بلکہ
بوجہ عدم احتیاط کے مکروہ ہی پس اس مسئلہ کو ابن ام مکتوم کی حدیث کے مخالف کہنا کمال درجہ
کی نادانی ہی قیاس مع الفارق اسی کو کہتے ہین ہان خوب یاد آیا اگر رطب و یابس نہ بھرتے تو سولونکا
التزام کیونکر ہو سکتا تھا کچھ معترض صاحب کو خیال نہین کہ کیا لکھتا ہون بے دیکھے انگل سے کام لیتے ہین **سو**
سمجھ ہی مین نہین آتی ہی کوئی بات ذوق اوسکی + کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے **قال**
مسئلہ ہشتاد و ہشتم ہدایہ و غیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جو مچھلی کہ خود بخود مرجاوے اور اولٹی ہوجاوے کھانا اوسکا
مکروہ ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ ابوداود
اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ مین روایت ہی الخ **اقول** ابوداود اور ابن ماجہ مین
جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَلْقَى الْبَحْرُ اَوْ جَزَرَ عَنْهُ
فَكُلُوْهُ وَمَا مَاتَ فِيْهِ فَطَفَى فَلَا تَاْكُلُوْهُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جیز کہ
دریا یا علیحدہ ہوجاوے اوس سے پس کھالو تم اوسکو اور جو شی دریا مین مرجاوے اور اولٹی ہوکر اوپر آجاوے
پس نہ کھاؤ تم اوسکو انتہی اور علی رض سے مروی ہی کہ فرمایا اونھون نے ہماری بازار مین نہ طافی مچھلی مت
بیع کرو انتہی اسی طرح ابن عباس رض اور ابو ہریرہ رض اور ابن عمر رض سے طافی کی ممانعت مین احادیث
مروی ہین اور تبیین الحقائق مین لکھا ہی وَعَنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِثْلُهٗ وَهُوَ حُجَّةٌ
عَلٰى مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ فِيْ اِبَاحَتِهِمَا الطَّافِيْ وَلَا دَلِيْلَ لَهُمَا فِيْمَا رَوَيَا لِاَنَّ الْمُرَادَ بِمَيْتَةِ الْبَحْرِ
مَا لَفَظَهُ الْبَحْرُ حَتّٰى يَكُوْنَ مَوْتُهٗ مُضَافًا اِلَى الْبَحْرِ وَلَا يَتَنَاوَلُ مَا مَاتَ فِيْهِ بِمَرَضٍ وَنَحْوِهٖ
یعنی اور ایک جماعت صحابہ رض سے ایسی ہی روایت ہی اور یہ حدیث امام مالک رح اور امام شافعی رح پر حجت ہی کیونکہ
وہ دونون طافی مچھلی کو مباح سمجھتے ہین اور حجت اونکی وہ حدیث جو اونھون نے روایت کی ہی نہین
ہوسکتی اسلیے کہ مراد دریا کے میتہ سے وہ ہی کہ اوسکو دریا پھینک دے تاکہ موت اوسکی طرف دریا کے
منسوب ہوجاوے اور نہین شامل ہی یہ حدیث اوسکو جو مرض وغیرہ سے مرجاوے انتہی پس معلوم ہوا کہ جو
مچھلی دریا مین اولٹی ہوکر اوپر پانی کے آجاتی ہی وجہ اوسکا مرض ہوتا ہی دریا کی سردی گرمی سے

طافی نہین ہوتی اوسپر میتہ دریا کا صادق نہین آئیگا کیونکہ دریا کے میتہ سے یہ تو مراد نہین ہی کہ دریاہی مین مرے اگر باہر آکر مریگی تو بھی حلال ہی بلکہ دریا کی طرف جو نسبت کی ہی اوس سے مراد فعل دریا ہی لہذا طافی پر میتہ دریا صادق نہین ہوگا پھر جب حدیث صحیح موجود ہی اور صحابہ رضی کا بھی مذہب یہی منقول ہی کہ اسکا کھانا نہین چاہیے اب کوئی اسمین حالت منتظرہ باقی نہین رہی معترض صاحب نے تو خود ان صریح حدیثونکی مخالفت کی ہی اور دوسرونپر مخالفت کا اعتراض واہ سبحان اللہ مجھکو میرے لیٔے لا یجوز لغیری ع نیک مجو بی عیوب دیگران چون ببی عیب خود کوری ازان **قال** مسئلہ ہشتاد و نہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی زمین اس غرض سے کسی کو دیوے کہ وہ اوسمین کھیتی کریے اور اوس سے اپنا حصہ مقرر کر لیوے تو جائز نہین ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی ان دو حدیثونکا الخ **اقول** جاننا چاہیے کہ زمین کو کھیتی کے واسطے اجارے پر دینے مین اختلاف ہی حسن بصری رح اور طاؤس رح کے نزدیک کسی حال مین درست نہین خواہ بعوض سونے چاندی کے دے خواہ اوس کھیتی کی تہائی چوتھائی کے عوض دے کیونکہ حدیث مین زمین کے کرایہ کی مطلق ممانعت آئی ہی اسلیے کسی صورت سے انکے نزدیک کرایہ زمین کا جائز نہین اور ربیعہ رح کہتے ہین کہ فقط بعوض سونے چاندی کے درست ہی اور کسی شی کی عوض درست نہین اور امام مالک رح کہتے ہین کہ بدلے سونے چاندی وغیرہ سوای طعام کے جائز ہی اور امام احمد رح اور صاحبین اور بعضے مالکی اور شافعی کے نزدیک زمین بعوض سونے چاندی کے اجارہ پر دینا جائز ہی اور مزارعت بالثلث والربع وغیرہ بھی جسکو مخابرت کہتے ہین درست ہی اور امام ابو حنیفہ رح اور امام شافعی رح وغیرہما کے نزدیک سونے چاندی کپڑے کھانا اناج ہر شی کی عوض زمین کو کرایہ پر دینا درست ہی مگر اوس چیز کے حصہ کی عوض جو زمین سے کرایہ سے نکلے اوسکا تہائی یا چوتھائی حصہ مقرر کرکے کرایہ پر دینا درست نہین ہی پہلے ہم اس مذہب کی مؤید حدیثین بیان کردین پھر حدیث خیبر کا بھی شبہہ جو معترض صاحب نے پیش کی ہی رفع کردین گے بخاری مین ہی حدثنا عبید اللہ بن موسیٰ ثنا الاوزاعی عن عطاء عن جابر قال کانوا یزرعونھا بالثلث والربع والنصف فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ ارض فلیزرعھا

صحیح بخاری
صفحہ ۳۱۵ ج ۱

اَوْلِيَمْنَحْهَا فَاِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلْيُمْسِكْ اَرْضَهُ یعنی جابر رضؓ سے روایت ہی کہ فرمایا ونھون نے لوگ زمین کی زراعت بعوض تہائی اور چوتھائی اور آدھی کے کرتے تھے پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکے پاس زمین ہو پس چاہیے کہ خود اوسکی زراعت کرے یا مناسب ہی کہ مستعار دیدے پس اگر ایسا نکرے تو زمین اپنی روک رکھے انتہی اور مسلم مین ہی عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہی زمین کو کرایہ پر اوسکے حصہ کے عوض دینے سے انتہی اور ابو داؤد مین ہی عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ لَمْ يَذَرِ الْمُخَابَرَةَ فَلْيُؤْذَنْ بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ یعنی جابر رضؓ سے روایت ہی کہ کہا او نے مینے سنا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جو شخص زمین کے عوض اوسکے حصہ کے کرایہ پر دینا ترک نکرے تو چاہیے کہ آگاہ کردیا جاے خدا اور رسول کے ساتھ لڑنے کو انتہی اور دوسری حدیث ابو داؤد مین ہی عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا نُخَابِرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَنَّ بَعْضَ عُمُوْمَتِهٖ اَتَاهُ فَقَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَطَوَاعِيَةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اَنْفَعُ لَنَا وَاَنْفَعُ قَالَ قُلْنَا وَمَا ذَاكَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيُزْرِعْهَا اَخَاهُ وَلَا يُكَارِيْهَا بِثُلُثٍ وَّلَا بِرُبُعٍ یعنی سلیمان بن یسار سے روایت ہی کہ رافع بن خدیج نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین مخابرت کرتے تھے پس ایک چچا ہمارے آئے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک امر سے جو ہمکو نافع تھا ممانعت فرمائی ہی اور اللہ اور رسول اللہ اوسکی اطاعت زیادہ نافع ہی ہمکو کہا نافع نے دریافت کیا ہمنے کہ وہ کیا ہی کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکے پاس زمین ہو پس چاہیے خود زراعت کرے یا اپنے بھائی مسلمان کو واسطے زراعت کے دیدے اور نہ کرایہ پر دے اوسکو بعوض تہائی اور نہ چوتھائی کے انتہی اور خیبر کے معاملہ مین چھوٹ جسکی حدیثا مین ممانعت بیان ہوچکی واقع نہین ہوئی چنانچہ امام زیلعی نے تبیین الحقائق مین لکھا ہی کہ معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل خیبر سے خراج مقاسمت تھا بطور احسان اور

صلح کے اور خراج مقاسمت جائز ہی اسلیئے کہ خراج کی دو قسمین ہین ایک تو خراج وظیفہ ہی اور وہ یہ ہی
کہ امام اونپر وظیفہ ہر سال کا مقرر کردے اور اسقدر مقرر کرے کہ زمینین اونکی اوس مقدار کو اوٹھا سکین
اور دوسری قسم خراج مقاسمہ ہی اور وہ یہ ہی کہ اونسے بعض خارج زمین مثل نصف او ثلث وغیرہ کے
شرط کرلے اور دلیل اسپر یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدت اونکے واسطے بیان نہین فرمائی اگر
مزارعت ہوتی تو ضرور بیان فرمادیتے کیونکہ مزارعت جو لوگ جائز رکھتے ہین اوسمین بیان مدت بھی
شرط کرتے ہین چنانچہ ہم بیان کرینگے اور دلیل اسپر بھی وہ حدیث ہی جو ابن عمر رض نے روایت کی ہی
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر پر غالب آئے تو یہود نے سوال کیا کہ اونکو اسی زمین مین
اس طور سے رہنے دین کہ وہ اسکی زراعت کرین اور نصف اوسکا لے لیا کرین اسپر فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تمکو اس زمین مین جبتک چاہینگے ٹہیرنے دینگے روایت کیا اس حدیث کو
بخاری اور مسلم اور امام احمد نے اور یہ حدیث صریح دلالت کرتی ہی کہ خراج مقاسمت تھا اور وہ
لوگ مسلمانونکے ذمی تھے اور ذمی کو جب اوسکی زمین پر برقرار رکھتے ہین تو وہ زمین اوسکی ملک رہتی ہی
اور جو شی اوسکی اراضی سے لیجاتی ہی وہ خراج ہوتا ہی انتہی باوجودیکہ صریح احادیث مین ممانعت آچکی ہی پھر بھی
معترض صاحب نے کسی کی تقلید کو لازم اور فرض سمجھکر امام صاحب کے پردہ مین صریح احادیث کے
طعن کیا ہی یہ کام کسی مسلمان کا تو معلوم نہین ہوتا جو حدیث پر طعن کرتا ہو اب معترض صاحب کا
استنباط کہان گیا اور تقوی اور طہارت اور پاکدامنی کون اوٹھا کر لیگیا کبھی تو بخاری کو کلام اللہ
سے بھی پہلا اور مقام سمجھتے ہین اور کبھی محض اسوجہ سے کہ امام صاحب نے اوسکے موافق کہدیا ہی ترک کردیتے
ہین دوسرونپر الزام دیتے ہین حالانکہ قصور اپنا ہی **خلاصہ تقریر** یہ ہی کہ امام صاحب موافق
ان صریح احادیث کے مخابرت او مزارعت کو جائز نہین رکھتے اور معاملہ خیبر کو خراج مقاسمت کہتے
ہین کہ وہ بطریق احسان مصالحت کے تھا معاملہ مزارعت نتھا کیونکہ کہین حدیث سے ثابت نہین ہوتا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے تا دم حیات اپنے جزیہ اونسے لیا ہو یا ابوبکر صدیق رض یا عمر رض نے کبھی جزیہ لیا ہو
اگر زمین کا نصف جو اونسے مقرر کیا تھا جزیہ نہوتا تو جسوقت آیت جزیہ کی نازل ہوئی تھی اوسیوقت

اونسے جزیہ لیا جاتا حال آنکہ انہین کسی روایت سے ثابت نہین ہوتا کہ سوائے اس نصف کے اور کچھ لیا ہو
پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کا قول موافق حدیث کے ہی اور معترض صاحب مخالف حدیث کے کیونکہ
کیا عمل بالحدیث اسی مخالفت کا نام ہی سچ پوچھو تو ہمکو ایسی باتون سے خود تمہارے اسلام مین کلام ہی
مرا باور نمی آید ز روی اعتقاد ٭ اینچنین بد کردن و دین پیمبر داشتن ٭ **قال** مسئلہ نودم ہدایہ وغیرہ فقہ کی
کتابون مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص ذی محرم کو کوئی چیز بخش دے تو اوسکو واپس لینی نہین آتی اور یہ مذہب
امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ ابو داؤد اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہی الخ **اقول** بیہقی اور دار قطنی اور مستدرک مین روایت ہی
قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَتِ الْھِبَۃُ لِذِی رَحِمٍ مَحْرَمٍ لَمْ یَرْجِعْ فِیْھَا
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جب کسی شخص ذی رحم محرم کو کوئی چیز بخش دیجاوے
تو واپس نہ لیجاوے انتہی پس یہ حدیث صریح دال ہی کہ ذی رحم محرم سے ہبہ لوٹایا جاوے اور جس حدیث مین والد کو
رجوع آیا ہی اوسکے معنی یہ ہین کہ باپ کو لے لینا اور خرچ کر لینا جائز ہی جیسے اور اموال اولاد مین باپکو تصرف جائز
ہی یہ معنی نہین کہ ہبہ کا رجوع اور فسخ جائز ہی ورنہ یہ معنی اس حدیث کے مخالف ہو جاوینگے پس حتی الامکان تطبیق
اولی ہی **قال** مسئلہ نود و یکم ھدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جو شخص رات کو فرض
روزے کی نیت نکرے تو دن کو زوال کے وقت تک اوسکو نیت کرنی جائز ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو
امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ مسند امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہی الخ **اقول** اس حدیث سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ رمضان ہی کے
روزے کی نسبت یہ ارشاد ہوا ہی بلکہ جائز ہی کہ روزہ قضا اور کفارہ اور نذر غیر معین مراد ہو انھین حنفیہ کے
نزدیک بھی رات سے نیت روزے کی ضرور ہی اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ رات سے پہلے قبل غروب کے نیت کرنے
سے منع فرمایا ہو پس یہ تخصیص کہان سے نکلی کہ رات کے بعد نیت درست نہین یہ صورت کیون نہین لیتے ہو
کہ رات سے پہلے دن مین نیت نہین چاہیے اور یہ بھی معنی ہو سکتے ہین کہ جو شخص رات سے روزے کی نیت نہ
کرے یعنی دن مین اگر نیت ہو تو رات سے روزے کی ہو اوس وقت سے اگر روزہ رکھیگا اور یہ نیت نکریگا کہ میرا روزہ

شب سے ہی تو روزہ اوسکا نہین ہوگا اسصورت مین لفظ مِنَ لفظ صیام کے متعلق ہوگا لفظ ینو
کے متعلق نہوگا اسمین کوئی خرابی لازم نہین آتی بلکہ معنی بہت ٹھیک ہو گئے اور کوئی دلیل اسپر نہین کہ
مِنَ اللَّیْلِ کو لَمْ یَنْوِ کے متعلق کیا جاوے بلکہ صیام جو قریب اوسکے ہی زیادہ استحقاق بوجہ قرب کے رکھتا ہی یا
اس حدیث مین کمال روزے کی نفی مراد ہی یعنی کامل روزہ اوسکا نہین ہوگا اور فضیلت روزے کی حاصل
نہوگی جبتک کہ رات سے نیت نکریگا جیسے وضو مین وارد ہوا کہ جو شخص بسم اللہ نہین کہیگا اوسکا وضو نہین
ہوگا اس سے نفی کمال کی ہی اور جیسے جار مسجد کی نسبت وارد ہی کہ جو شخص مسجد کے متصل رہتا ہو اوسکی
نماز سوا اوس مسجد کے نہوگی پس یہان بھی نفی فضیلت کی ہی اس قسم کی بہت احادیث وارد ہین
پس چاروں احتمال نہایت قوی ہین علاوہ اسکے اس حدیث کے مرفوع ہونے مین کلام ہی ترمذی کے
نزدیک صحیح موقوف ہی اور اکثر اسکے موقوف ہونے کے قائل ہین بعض نے مرفوع کہا ہی پس جب حدیث مین
اسقدر اضطراب ہوا اور دوسرے معنی بھی ہو سکتے ہون تو اوسکو صحیحین کی حدیث اور قرآن پر ترجیح دینی
نہین چاہیے امام زیلعی نے تبیین الحقائق مین لکھا ہی ولنا قولہ تعالی وکلوا واشربوا حتی یتبین
لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثم اتموا الصیام الی اللیل اباح الاکل
والشرب الی طلوع الفجر ثم امر بالصیام بعدہ بکلمۃ ثم وھی للتراخی فتصیر العزیمۃ بعد
الفجر وروی انہ علیہ السلام امر رجلا ان اذن فی الناس ان من اکل فلیمسک
بقیۃ یومہ ومن لم یکن اکل فلیصم یعنی ہماری دلیل قول اللہ تعالی کا ہی کھاؤ تم اور پیو تم یہان تک
کہ صبح صادق صبح کاذب سے نمودار ہو جاوے پھر تمام کرو روزے کو رات تک خدا تعالی نے کھانے اور پینے کو
طلوع صبح صادق تک مباح کیا ہی پھر حکم کیا ہی روزے کا بعد اوسکے ساتھ لفظ ثم کے اور لفظ ثم واسطے
تراخی اور مہلت کے آتا ہی پس عزم روزے کا لامحالہ بعد صبح صادق ہوگا اور روایت ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگون مین پکار دو کہ جس شخص نے کچھ کھا لیا ہو پس چاہیے کہ
باقی دن رکا رہے اور جسنے کچھ نہ کھایا ہو پس چاہیے کہ روزہ رکھے انتہی اور شیخ الاسلام علامہ ابن ہمام
نے فتح القدیر مین لکھا ہی کہ بخاری اور مسلم مین سلمہ بن الاکوع سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ایک شخص اسلمی کو حکم فرمایا کہ لوگونمین کہدو کہ جسنے کھالیا ہی پس چاہیے کہ باقی دن بھیر رہے
اور جسنے نہین کھایا ہی پس چاہیے کہ روزہ رکھے اسلیے کہ آج کا دن عاشوریکا ہی اس حدیث مین
اس امر پر دلیل ہی کہ محرم کا روزہ قبل منسوخ ہونے اوسکے روزۂ رمضان سے واجب تھا اسواسطے
کہ باقی دن نہ کھانے کا اوسی روزمین حکم ہوتا ہی جو مفروض متعین ہو برخلاف قضای رمضان کے
اگر اوسمین افطار کرلے تو یہ حکم نہین پس معلوم ہوا کہ جسپر روزہ کسی دن کا متعین ہو اور رات سے
اوسنے نیت اوسکی نکی ہو تو دن کو نیت اوسکی کافی ہو جائیگی اور یہ بنا بر اسکے ہی کہ روزہ عاشوریکا
واجب تھا اور ابن جوزی نے اسکو منع کیا ہی اوس حدیث سے جو بخاری اور مسلم مین معاویہ رض سے
روایت ہی کہ سنا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے یہ دن عاشوریکا ہی نہین فرض کیا گیا
ہمپر روزہ اوسکا پس جو چاہے تم مین سے روزہ رکھے رکھلے مین تو روزہ دار ہون پس روزہ رکھا آدمیون
نے اور اس دلیل سے بھی منع کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگونکو جنھون نے کھالیا تھا حکم
قضا کا نہین دیا تھا اور یہ قول ابن جوزی کا بالنظر مردود ہی کہ معاویہ رض فتح مکہ کے مسلمان ہوئے
ہین پس اگر اونھونے اس حدیث کو بعد اسلام لینے کے سنا ہی تو ظاہر ہی کہ سن نو یا دس ہجری مین
سنا ہوگا پس یہ سننا بعد منسوخ ہونے روزۂ عاشورا کے روزۂ رمضان سے تھا تو معنی اس حدیث کے یہ ہوئے
کہ بعد واجب ہونے رمضان کے روزۂ عاشورا فرض نہین تا کہ اس حدیث مین اور اون حدیثون مین
جو صریح روزۂ عاشورا کی فرضیت پر دلالت کرتی ہین تطبیق ہو جاے اور اگر قبل اسلام لینے کے سنا ہی
تو جائز ہی کہ پہلے فرض ہونے روزۂ عاشورا کے سنا ہو اور عاشورا کا روزہ رمضان کے روزہ سے منسوخ
ہو گیا ہی چنانچہ بخاری اور مسلم مین عائشہ رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے عاشوریکا روزہ قریش زمانہ
جاہلیت مین رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رکھتے تھے پس جب آپ مدینہ مین تشریف
لائے عاشوریکا روزہ رکھا اور حکم کیا اس روزیکا پس جب رمضان کا روزہ فرض ہوا فرمایا جو چاہے
اور جو چاہے ترک کرے اور ہونا لفظ امر کا مشترک درمیان استحباب اور وجوب کے ممنوع ہی اور اگر تسلیم
کیا جاے پس یہ قول عائشہ رض کا کہ جب رمضان فرض ہوا فرمایا جو چاہے رکھے اور جو چاہے نہ رکھے

دلیل اسپر ہی کہ یہان لفظ امر واسطے وجوب کے ہی کیونکہ یہ بات یقینی ہی کہ اختیار دینا اس اعتبار سے
نہین کہ پہلے مستحب تھا اسلیے کہ اب بھی مستحب بلکہ مسنون ہی پس یہ اختیار دینا اس اعتبار سے ہی کہ پہلے واجب
تھا اسیطرح اوس حدیث صحیحین سے بھی جو مذکور ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کرنے سے
کہ باقی دن نہ کھایا جاے فرضیت معلوم ہوتی ہی پس ثابت ہو گیا کہ فرضیت روزہ کے اعتبار کرنے نیت کے
بعض دن مین منع نہین کرتے پس مقدم کرنا اوس حدیث کا جو ہمنے روایت کی ہی مخالفین کی روایت کی ہوئی
حدیث پر واجب ہی اسواسطے کہ صحیحین کی حدیث اونکی حدیث کی نسبت قوی ہی بسبب ہم اوسمین اختلاف
صحت رفع بھی نقل کر چکے ہین پس لازم آیا اس سے کہ مراد اوس سے نفی کمال کی ہی جیسے لَا وُضُوْءَ
لِمَن لَّمْ یُسَمِّ وغیرہ مین نفی فضیلت مراد ہی یا مراد یہ ہی کہ اوسنے رات سے روزہ ہونے کی نیت نکی پس جائز
کہ وہ مِنَ اللَّیْلِ ہی متعلق لفظ صیام دوسری سے ہوگا متعلق لفظ یبیت کے نہین پس دن مین جو نیت نکرے
تو یہ روزہ رات سے ہی روزہ نہوگا انتہی **قال** مسئلہ نود و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ
زمین سے خواہ تھوڑی چیز نکلے خواہ بہت کوئی اوسمین سے دسوان حصہ ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا ما
نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہی الخ **اقو**
بخاری اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ مین ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
فِیْمَا سَقَتِ السَّمَآءُ وَالْعُیُوْنُ اَوْ کَانَ عَثَرِیًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِیَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ یعنی ف
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس چیز مین کہ سیراب کیا اوسکو آسمان اور چشمون نے یا عثری ہ
حصہ ہی اور عثری وہ زمین ہی جسمین پانی دینے کی حاجت نہو اور اوس چیز مین جو سیراب کیجا
آب کشی سے بیسوان حصہ ہی انتہی اور مسلم مین ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِ
سَقَتِ الْاَنْهَارُ وَالْغَیْمُ الْعُشُوْرُ وَفِیْمَا سُقِیَ بِالسَّانِیَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ یعنی فرمایا رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس زمین مین کہ سیراب کرین اوسکو نہرین اور بارش دسوان حصہ ہی
اوس زمین مین کہ سیراب کیجاے سانیہ سے بیسوان حصہ ہی اور سانیہ اوس اونٹ کو کہتے ہین جسے
زمین کھیت کے سینچنے کیواسطے لاتے ہین انتہی اور عبد الرزاق نے عمر بن عبد العزیز رض اور مجاہد اور نخعی سے ر

کی ہے کہ فرمایا اونھون نے اوس چیز مین جو زمین اُگاوے تھوڑی ہو یا بہت دسوان حصہ ہے انتہی
ابن ابی شیبہ رح نے عمر بن عبد العزیز رض اور مجاہد اور ابراہیم نخعی سے روایت کی ہے پس ان احادیث
سے معلوم ہوا کہ زمین کے قلیل اور کثیر مین عشر دینا آتا ہے کیونکہ ان احادیث مین مطلق مقدار کا بیان
نہین بلکہ عام ہے قلیل اور کثیر سبکو شامل ہے پس جن حدیثون مین پانچ وسق کا بیان ہے وہ زکوۃ تجارت
مین وارد ہین کیونکہ قیمت وسق وسوقت چالیس درہم تھے چنانچہ علامہ زیلعی نے تفسیر مین اسکی تصریح
کردی ہے بلکہ لفظ صدقہ کا اوسمین موجود ہے اور صدقہ زکوۃ مین بولتے ہین اور یہ خراج زمین پر
آتا ہے علاوہ اسکے عام کو خاص پر ترجیح ہے اور بنایہ مین لکھا ہے کہ علامہ ابوبکر بن العربی نے کہا ہے کہ قوی تر
مذہبون کا اس مسئلہ مین مذہب ابو حنیفہ رح کا ہے باعتبار دلیل اور احتیاط کے انتہی پھر باوجود احتیاط
اور دعوی بالدلیل کے جیسا کہ علامہ ابوبکر بن العربی نے فرمایا مسائل محقق کو نماننا حق کو نہ پہچاننا
ہے جب امر حق کو نماننا تو اوسکی بات کا کون ٹھکانا حسد کی پٹی آنکھو پر بندھی ہے اور مخالفت امام صاحب
دل مین ٹھنی ہے ہر بات مین بوی نفسانیت آتی ہے ہر سخن مین اکابر دین کے ساتھ بدظنی پائی جاتی ہے

گیرم کہ تمام مصحف از برداری * باآن چہ کنی کہ نفس کافر داری * سر را بزمین چہ نہی بہر نماز * آنرا بزمین بنہ کہ در سر داری *

قال مسئلہ نود وسوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے کہ اگر صاحب نصاب کے پاس بیچ سال کے اور
مال اوسی جنس کا ملجاوے تو اوس مال کو پہلے مال مین شامل کر دے اور زکوۃ کل کی ادا کرے اگرچہ اوس مال
جو کہ پیچھے حاصل ہوا ہے برس نگذرا ہو اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف
کیا ہے اوس حدیث کا جو کہ ابو داؤد مین روایت ہے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے الخ **اقول**
شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہے وَلَنَا فِی الْمُسْتَفَادِ مِنَ الْجِنْسِ قَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ
مِنَ السَّنَۃِ شَہْرًا تُؤَدُّوْنَ فِیْہِ زَکٰوۃَ اَمْوَالِکُمْ فَمَا حَدَثَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَا زَکٰوۃَ فِیْہِ حَتّٰی
یَجِیْءَ رَاْسُ الشَّہْرِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ فَہٰذَا یَقْتَضِیْ اَنْ یَّجِبَ الزَّکٰوۃُ فِی الْحَادِثِ عِنْدَ مَجِیْءِ
رَاْسِ السَّنَۃِ وَمَا رَوَاہُ لَیْسَ بِثَابِتٍ وَلَئِنْ ثَبَتَ فَالْمُرَادُ فِیْہِ مَا لَیْسَ فِیْ مَذْہَبِنَا اِلَّا اَنَّا نَقُوْلُ
لَا یَجِبُ الزَّکٰوۃُ فِیْ مَالٍ حَتّٰی یَحُوْلَ عَلَیْہِ الْحَوْلُ اِمَّا اَصَالَۃً اَوْ تَبَعًا کَمَا فِی الْاَوْلَادِ وَالْاَرْبَاحِ

یعنی ہماری دلیل ایک جنس کے مستفاد مین قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ تحقیق سال مین ایک مہینا ہو کہ ادا کیا کرو تم زکوۃ مالون اپنے کی اوسمین پس جو چیز بعد اسکے حادث ہو جاے پس اوسمین زکوۃ نہین یہانتک کہ آجاوے وہی مہینا روایت کیا اسکو ترمذی نے پس یہ حدیث اس امر کو مقتضی ہی کہ حادث مین زکوۃ وقت شروع اوس سال کے ہو جاتی ہی اور وہ حدیث جو اونھون نے روایت کی ہی ثابت نہین اور اگر ثابت بھی ہو تو اوسمین وہ امر نہین جسکے ہمارا مذہب مخالف ہو کیونکہ ہم کہتے ہین کہ نہین واجب ہی زکوۃ مال مین جبتک اوسپر ایک سال نہ گذرے یا تو اصالۃً یا بالتبع جیسے درمیان سال کے بچے جانورونکے پیدا ہونے سے اور زیادتی منافع سے زکوۃ پورے سال کی آجاتی ہی انتہی

قال مسئلہ نود و چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ نماز مین امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کے ساتھ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ نہ کہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی ان دو حدیثون کا الخ

اقول تبیین الحقائق مین لکھا ہی وَلَنَا مَا رَوَی اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ وَاَنَسُ بْنُ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ قَسَّمَ بَیْنَھُمَا وَالْقِسْمَۃُ تُنَافِی الشِّرْکَۃَ وَمَا رَوَاہُ مَحْمُوْلٌ عَلٰی حَالَۃِ الْاِنْفِرَادِ وَکَانَ الطَّحَاوِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ یَخْتَارُ قَوْلَھُمَا وَھُوَ رِوَایَۃٌ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی یعنی ہماری دلیل وہ حدیث ہی جسکو ابو ہریرہ رض اور انس رض نے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت کہ امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے پس تم رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہو روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان امام اور مقتدی کے تقسیم کردی ہی اور قسمت کرنا منافی اشتراک کے ہی (یعنی اگر امام دونون کہیگا تو تقسیم نرہیگی) اور وہ حدیث جو صاحبین نے روایت کی ہی حالت انفراد پر محمول ہی اور امام طحاوی اختیار کرتے تھے مذہب صاحبین کا اور اسی کی امام صاحب سے بھی ایک روایت ہی انتہی پس جس روایت مین امام صاحب سے امام کو تحمید کہنا نہین آیا اوسکی بنا اوس حدیث مذکور پر ہی کہ اسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کے واسطے تسمیع اور مقتدی کے لیے تحمید مقرر کردی ہی اور قول فعل پر

مقدم ہوتا ہی پھر فعل میں یہ بھی احتمال ہی کہ حالت انفراد میں ہوا اور حسب روایت مین امام کو دونون جائز ہین اوسکی بنا فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی جو کہ ظاہر اعام نہین معلوم ہوتا ہی غرض امام صاحب سے دونون روایتین موجود ہین اور دونونکے ماخذ صحیح احادیث ہین پھر مخالفت کا الزام لگانا گویا جان بوجھکے اندھا بنجانا اور اپنا جہل مرکب جتانا ہی ع ہر بائیر ہا مثال نیش کردم ولی کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا ٭ **قال** مسلہ نووہم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابونمین لکھا ہی کہ تکبیر تحریمہ کے وقت مرد کانون تک ہاتھ اوٹھاوے اور عورت مونڈھون تک اوٹھاوے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا امام اعظم نے اس مسلہ مین خلاف کیا ہی ان تین حدیثون کا الخ

اقول مسلم مین ہی عن وائل بن حجر انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدیہ حین دخل فی الصلوۃ کبر وضعہما حیال اذنیہ الحدیث یعنی وائل بن حجر سے روایت ہی کہ اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اوٹھایا ہاتونکو جب نماز مین داخل ہوئے تکبیر کہی اور کیا دونون ہاتونکو مقابل کانونکے انتہی اسیطرح ابوداود اور نسائی اور طبرانی اور دارقطنی سے روایت ہی اور مسند امام احمد اور مسند اسحق بن راہویہ اور سنن دارقطنی اور شرح معانی الآثار مین براء بن عازب سے روایت ہی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی رفع یدیہ حتی تکون ابہاماہ حذاء اذنیہ یعنی کہا اونھون نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت نماز پڑھتے اوٹھاتے دونون ہاتھونکو یہانتک کہ دونون انگوٹھے مقابل کانونکے ہوجاتے انتہی اور دارقطنی کی روایت مین ثم لم یعد بھی ہی جسکے معنی ہین کہ پھر ہاتھ نہین اوٹھاتے تھے اور مستدرک اور سنن بیہقی اور سنن دارقطنی مین انس رض سے روایت ہی قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبر فحاذی بابہامیہ اذنیہ الحدیث یعنی کہا اونھون نے دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکبیر کہی پس مقابل کیا انگوٹھونکو دونون کانونسے انتہی اور حاکم نے کہا ہی اس حدیث کی اسناد صحیح مطابق شرط بخاری اور مسلم کے ہی اور ابوداود اور مصنف ابن ابی شیبہ اور شرح معانی الآثار مین براء بن عازب سے روایت ہی قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر لافتتاح الصلوۃ رفع یدیہ حتی تکون ابہاماہ قریبا من شحمتی اذنیہ ثم لا یعود یعنی کہا اونھون نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم جسوقت تکبیر کہتے شروع نماز کے اوٹھاتے ہاتھونکو یہانتک کہ دونون انگوٹھے قریب لو کان کے
ہوجاتے پھر ہاتھ نہین اوٹھاتے انتہی پس جب اسقدر صحیح احادیث سے ثابت ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کانون تک ہاتھ اوٹھاتے تھے اور بعضی حدیثونمین مونڈھون تک آیا ہی لہذا تطبیق ان احادیث مین فی
جملہ ہی پس ایک وجہ ہی جو شرح معانی الآثار مین مذکور ہی کہ وائل بن حجر سے روایت ہی کہ مینے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو مقابل کانونکے وقت تکبیر ہاتھ اوٹھاتے دیکھا جب اگلے سال مین آیا تو وہ لوگ لباس
سرمائی پہنے ہوے تھے پس ہاتھ مونڈھون تک اوٹھاتے تھے پس معلوم ہوا کہ بوجہ سردی کے اگر مونڈھون تک
ہاتھ اوٹھا لیگا تو کچھ مضایقہ نہین اور اگر ہاتھ کھلے ہوئے ہون اور بوجہ جاڑے کے کپڑے مین لپٹے نہون تو
کانون تک اوٹھانا چاہیئے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوٹھائے پس دونون حدیثونمین
تطبیق ہوگئی کہ بوجہ جاڑے کے جہانتک قابو ہو ہاتھ اوٹھالے اور زیادہ تکلیف نکرے اور اگر کوئی عذر
نہو تو کانون تک ہاتھ اوٹھانا چاہیئے اور علامہ ابن ہمام نے دوسری وجہ تطبیق کی یہ بیان کی ہی کہ
جب انگوٹھے کان کی لو کے متصل ہونگے تو ہتیلی مونڈھونکے مقابل ہو جائیگی پس روایتونمین تطبیق
ہوجائیگی کیونکہ جب ہتیلی مقابل مونڈھونکے ہوئی تو یون کہنا صادق ہوا کہ ہاتھ مونڈھونکے برابر تھے
اور کانونکے فروع کے بھی مقابل ہونگلیان ہاتھونکی پہونچ جائینگی تو دوسری روایت فروع کی بھی صادق
آجائیگی اور انگوٹھے بھی لو کے برابر رہینگے پس تینون روایتین مطابق ہوجائینگی چنانچہ ابوداؤد مین
وائل بن حجر سے روایت ہو اَنَّہٗ اَبْصَرَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ
فَرَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی کَانَتَا بِحِیَالِ مَنْکِبَیْہِ وَحَاذٰی بِاِبْہَامَیْہِ اُذُنَیْہِ یعنی تحقیق اونھو
نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسوقت نماز کے لیے کھڑے ہوئے پس اوٹھائے دونون
ہاتھ اپنے مقابل مونڈھون اپنے کے اور مقابل کیا انگوٹھون اپنے کو کانون اپنے سے انتہی اس حدیث
سے صریح معلوم ہوتا ہی کہ دونون حدیثونمین تعارض نہین بلکہ روایت مین بعضون نے ہاتھ کا مقابلہ
مونڈھون سے اور کسی نے کانون سے بیان کردیا فقط لفظونکا فرق ہی مدعا ایک ہی چنانچہ اس روایت نے
دونون روایتونکو جمع کرکے بیان کردیا ہی پس مذہب حنفیہ کا حدیث سے زیادہ مطابق ہی معترض

ذرا تو انصاف کریں کدورت تعصب سے اپنے دل کو صاف کریں راہ راست پر آویں کجی کی طرف نہ جاویں سو
بسوی راستی دل را ہدایت کن * بیا شاد عصای ابنوسی بہ بیل سر اعمی * **قال** مسئلہ نود و ششم
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہی کہ قعدۂ دوسرے میں اوسیطرح بیٹھے جسطرح سے کہ پہلے قعدہ میں
بیٹھتا ہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں بھی خلاف کیا ہی ابو حمید ساعدی کی
اون دو حدیثوں کا جو کہ مسئلہ نود و پنجم میں قریب گذریں **اقول** مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہی وکان یفرش رجلہ الیسری وینصب رجلہ الیمنی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بچھایا کرتے تھے قدم اپنا بایاں اور کھڑا رکھتے تھے قدم اپنا داہنا انتہی اور شرح مسلم میں ہی فیہ حجۃ
لابی حنیفۃ ومن وافقہ ان الجلوس فی الصلوۃ یکون مفترشا سواء فیہ جمیع
الجلسات یعنی اس حدیث میں امام ابو حنیفہ کیواسطے اور اوسکے واسطے جو موافق اونکے ہی حجت ہی کہ
تحقیق بیٹھنا نماز میں پیر بچھا کر ہی تمام جلسوں میں برابر ہی انتہی اور ابو داؤد اور نسائی اور امام احمد نے
وائل بن حجر سے روایت کی ہی انہ نظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فسجد
ثم قعد فافترش رجلہ الیسری ونصب الیمنی یعنی اونہوں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو نماز پڑھتے ہوئے پس سجدہ کیا آپ نے پھر بیٹھے پھر بچھایا پیر بایاں اور کھڑا کیا داہنا انتہی اور مسند
امام احمد میں رفاعہ بن رافع سے روایت ہی انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال للاعرابی
فاذا جلست فاجلس علی رجلک الیسری یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
واسطے اعرابی کے پس جب بیٹھے تو پس بیٹھ اپنے بائیں پیر پر انتہی اور نسائی میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے
روایت ہی انہ قال من سنۃ الصلوۃ ان ینصب القدم الیمنی واستقبالہ باصابعہا
القبلۃ والجلوس علی الیسری یعنی تحقیق اونہوں نے فرمایا نماز کی سنت سے ہی یہ امر کہ کھڑا
کیا جاوے قدم داہنا اور رو انگلیاں اوسکی طرف قبلہ کے ہوں اور بائیں پیر پر بیٹھنا چاہیے انتہی تو
پس ان احادیث سے امام صاحب کا مذہب ثابت ہو گیا کہ دونوں قعدے میں بیٹھیں اور صحیح بخاری کی
حدیث میں محمد بن عمرو بن عطا میں ابو حمید ساعدی سے اس حدیث کا [illegible] ثابت نہیں

درمیان مین کوئی رجل مجہول ہی اور عبد الحمید بن جعفر ضعیف ہی چنانچہ امام ابو جعفر طحاوی
نے شرح معانی الآثار کے باب صفۃ الجلوس فی الصلوٰۃ کیف ہو مین اسکو مفصل لکھا ہی غرض
یہ حدیث خالی از اختلاف نہین علاوہ اسکے اس طرف بکثرت روایات صحیحہ موجود ہین لہذا اون
احادیث کو ترجیح ہی اور ترمذی نے بھی باب کیف الجلوس فی التشہد مین کہا ہی کہ اسپر اکثر اہل علم کا عمل ہی اور تورک کو
کہا ہی کہ اسپر بعض اہل علم کا عمل ہی **قال** مسئلہ نود و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی
کہ آٹھ رکعت نماز نفل اگر ایک سلام سے کوئی پڑھے تو جائز ہی لیکن اگر آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھے تو جائز
نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو
مسلم مین روایت ہی سعد بن ہشام سے الخ **اقول** امام صاحب کے نزدیک تو آٹھ تک بھی مکروہ
نہین مگر امام شافعی کے نزدیک اسقدر بھی مکروہ ہین اور حدیث مین مسلم کے جو آیا ہی وہان اور
صورت ہی یہ صورت نہین کیونکہ امام صاحب کے نزدیک ہر دو رکعت مین واسطے تشہد کے بیٹھنا بھی
ضروری ہی اور حدیث مین وہ صورت کہ اوسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً نہین بیٹھے
آٹھوین رکعت مین بیٹھے تھے پس اس مسئلہ کو مخالف کہنا حالانکہ اسمین دوسری صورت ہی محض
بیجا ہی علاوہ اسکے برہان شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی اِنَّ اتِّفَاقَ الْاَئِمَّةِ عَلَى الْقُعُوْدِ
عَلٰى كُلِّ شَفْعٍ لِمَا رَوَيْنَا دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ نَسَاخَةٌ اَوْ اَنَّهٗ مِنْ خَصَائِصِهٖ یعنی تحقیق اتفاق
کرنا سب اماموںکا اوپر بیٹھنے کے ہر دو رکعتون مین بسبب اوس وجہ کے جو ہم بیان کر چکے دلیل ہی اوپر منسوخ
ہونے اسکے یا یہ کہ وہ خصوصیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی انتہیٰ چونکہ اعداد رکعات مین
اختلاف کثیر ہی اور ہر ایک نے جو اوسکے نزدیک قوی ہی اوسپر عمل کیا ہی اسلیے امام صاحب کے نزدیک افضل
چار رکعت موافق حدیث صحیحین کے ہین اور امام شافعیؒ کے نزدیک دو رکعت ہین اور صاحبین کے نزدیک رات
مین دو اور دن مین چار ہین اور سب کی استدلالات احادیث سے موجود ہین خود احادیث اسمین مختلف
آئی ہین اور وجہ اختلاف امام نووی نے شرح مسلم مین یہ لکھی ہی کہ بعضے کہتے ہین کہ یہ اختلاف خود
عائشہ رضؓ سے ہوا ہی اور بعضون نے کہا ہی راویون سے یہ اختلاف ہو گیا ہی پس احتمال ہی کہ گیارہ رکعت تو اوٗ

ہین اور باقی روایات عائشہ رض کی وہ نادر اور کبھی واقع ہوئی ہون انتہی اسی اختلاف کی وجہ سے ایکو
ترجیح دینے کی ضرورت پڑی اور مسلم کی روایت کو کہ اوسمین آٹھ رکعت بلا قعدہ کے ہین اوسکے منسوخ
یا خاص ہونیکے قائل ہوئے اور محیط مین لکھا ہی وَالْاَصَحُّ اَنَّ الزِّیَادَۃَ لَا تُکْرَہُ لِمَا فِیْھَا مِنْ وَصْلِ
الْعِبَادَۃِ وَھُوَ اَفْضَلُ یعنی صحیح تر یہ ہی کہ آٹھ رکعت سے زیادہ مکروہ نہین اسلیے کہ اوسمین اتصال عبادت ہی
اور وہ بہتر ہی انتہی **قال** مسئلہ نود و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ ظہر کی اول دو رکعتون مین
برابر کی سورتین پڑھے کم زیادہ نہ پڑھے اور یہ مذہب امام اعظم اور اونکے شاگرد ابو یوسف کا ہی سو امام اعظم اور اونکے
شاگرد ابو یوسف نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہی ابی قتادہ
رضی اللہ تعالی عنہ سے الخ **اقول** مسلم مین ابو سعید خدری رض سے روایت ہی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
کَانَ یَقْرَأُ فِیْ صَلٰوۃِ الظُّھْرِ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ قَدْرَ ثَلٰثِیْنَ اٰیَۃً الحدیث
یعنی بتحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے پہلی دو رکعتون مین نماز ظہر کی مقدار تیس آیت کے ہر رکعت مین انتہی
پس امام صاحب نے اگر اس حدیث کے موافق کہدیا تو کیا گناہ ہوا پھر با اینہمہ خلاصہ مین لکھا ہی کہ امام محمد کا
قول بہتر ہی افسوس کہ اسکو نہ دیکھنا اور اندھون کی طرح بیدھڑک اعتراض کر بیٹھنا کیسی عداوت اور نفسانیت ہی
کیا یہی آدمیت ہی ؎ نباشد نکتہ گیری آدمیت * کہ کار سگ بود آہو گرفتن * **قال** مسئلہ نود و نہم ہدایہ وغیرہ
فقہ کی کتابون مین لکھا ہی کہ فرض نماز کی پچھلی دو رکعتون مین آدمی کو اختیار ہی خواہ چپکا رہے (یعنی کچھ نہ پڑھے)
خواہ پڑھے خواہ سبحان اللہ پڑھے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین بھی خلاف کیا ہی
بخاری اور مسلم کی اوس حدیث کا جو کہ ابی قتادہ رض کی روایت سے مسئلہ نود و ہشتم مین اوپر مذکور ہوئی **اقول**
امام محمد رح کے موطا مین روایت ہی کہ عبد اللہ بن مسعود امام کے پیچھے صلوۃ جہریہ اور سریہ مین پہلی اور پچھلی دو رکعتون مین
قراءت نہین کرتے تھے اور جب اکیلے نماز پڑھتے تھے تو اول کی دو رکعتون مین الحمد اور سورت پڑھتے اور اخیر کی
دو رکعتون مین کچھ نہین پڑھتے تھے انتہی اور مصنف ابن ابی شیبہ مین روایت ہی کہ علی رض اور ابن مسعود رض
نے فرمایا پہلی دو رکعت مین قرآن پڑھ اور اخیر کی دو مین سبحان اللہ پڑھ انتہی پس ان حدیثون سے معلوم ہوا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت بطریق وجوب نہ تھی بلکہ بطور استحباب کے تھی اور یہی ہا امام صاحب کا

مسئلہ ہدایہ مین لکھا ہی الا ان الافضل ان یقرأ یعنی مگر بہتر یہی کہ قرارت کرے انتہی گو حدیث مذکور
عائشہ رض سے غریب ہی مگر دوسری روایت اونسے غریب نہین بنایہ مین لکھا ہی رُوِیَ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ
عَائِشَۃَ عَنْ قِرَاءَۃٍ فِی الْاُخْرَیَیْنِ قَالَتْ اِقْرَأْھَا عَلٰی جِھَۃِ الثَّنَاءِ یعنی روایت ہی کہ ایک
شخص نے عائشہ رض سے سوال کیا دو رکعتوں اخیر مین قرارت کا فرمایا پڑھ بطریق دعا کے انتہی پس اس سے
معلوم ہوا کہ بطور قرارت الحمد کا پڑھنا نہین چاہیے بلکہ بطریق دعا کے پڑھلے پس اس سے بھی استحباب نکلا
پس امام صاحب کی مخالفت کیونکر ہوسکتی ہی ہان اگر کوئی وجوب ثابت کر دے تو ہو جائیگی مگر امام صاحب
کی پھر کیا تخصیص ہی خود صحابہ رض کا مذہب موجود ہی ایسے جلیل القدر صحابہ خلاف حدیث نہین کہہ سکتے
بلکہ ادنی صحابی کا قول بھی حجت ہوتا ہی اسیوجہ سے کسی حدیث سے اخیرین مین وجوب ثابت نہین ہوتا
بلکہ ان حدیثون سے خود واضح ہوگیا کہ استحبابًا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے اور بعضی مرجوح
روایتون مین حسن نے امام صاحب سے نقل کی ہی کہ قرارت فاتحہ افضل تسبیح کہنے سے ہی اور اگر تسبیح نکہی
اور قرارت نہ کی تو گنہگار ہوگا اگر بھول کر ترک کریگا تو سجدۂ سہو لازم آجائیگا اور شیخ الاسلام علامہ
ابن ہمام نے اس روایت کو احوط لکھا ہی واللہ اعلم و علمہ اتم **قال** مسئلہ صدم فتاوی عالمگیری
مین لکھا ہی کہ بسم اللہ اور آمین نماز مین پکار کر کہنی مکروہ ہی اور جامع الرموز مین محیط سے نقل کرکے
لکھا ہی کہ نماز مین آمین آہستہ کہنی سنت ہی اور پکار کر کہنی مکروہ ہی اور ھدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون
مین لکھا ہی کہ امام اور مقتدی نماز مین آمین آہستہ کہین اور یہ مذہب امام اعظم اور امام مالک
اور اہل کوفہ کا ہی سو امام اعظم اور امام مالک اور اہل کوفہ نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی ان اکثر
حدیثون کا الخ **اقول قولہ** پہلی حدیث ابوداؤد **اقول** پہلی حدیث مسند
امام احمد کی عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّہُ صَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَلَمَّا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْن وَاَخْفٰی بِھَا
صَوْتَہٗ یعنی وائل بن حجر سے روایت ہی کہ اونھون نے نماز پڑھی ساتھ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جبکہ پہونچے ولا الضالین پر آمین کہی اور پوشیدہ کیا

آواز اپنی کو انتہی **قولہ** دوسری حدیث آہ **اقول** یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ اس حدیث کا راوی بشر
ابن رافع ہی تقریب میں لکھا ہی کہ بشر بن رافع ضعیف الحدیث ہی اور ابن القطان نے اپنی کتاب میں
لکھا ہی کہ بشر بن رافع ابو الاسباط نجرانی ضعیف ہی اور عمدۃ المحدثین شیخ الاسلام علامہ عینی نے
بنایہ میں لکھا ہی وَهُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ وَفِي إِسْنَادِهِ بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ ضَعَّفَهُ الْبُخَارِيُّ وَ
التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَأَحْمَدُ وَابْنُ مُعِينٍ یعنی یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ اسکی اسناد میں
بشر بن رافع ہی ضعیف کہا اوسکو بخاری اور ترمذی اور نسائی اور امام احمد اور یحیی بن معین نے انتہی
قولہ تیسری حدیث آہ **اقول** اس حدیث میں بھی یہی بشر بن رافع راوی ضعیف ہی پس یہ حدیث
قابل حجت نہیں اور اگر بالفرض تسلیم کیا جاوے تو اسکے دو جواب ہیں اول یہ ہی کہ انجاح الحاجہ میں لکھا ہی

کہ انکار کرنا ابو ہریرہ رضہ کا ترک جہر پر اس وجہ سے ہی کہ شاید اونکو حدیث اخفا کی نہیں پہونچی تھی انتہی اور دوسرا جواب
یہ ہی کہ اسی حدیث سے اخفا بھی ثابت ہوتا ہی کیونکہ آدمیونکا چھوڑ دینا بجز اسکے کہ اونکو اخفا ثابت ہو گیا ہو
ممکن نہیں اسلیے کہ آدمی ابو ہریرہ رضہ کے وقت میں صحابہ اور تابعین تھے پس اکثر کا چھوڑ دینا گو بعض صحابہ نے
مثل ابو ہریرہ رضہ وغیرہ کے ترک نکیا ہو اس پر دال ہی کہ اسکی کوئی اصل ضرور ہی پس اس حدیث سے بھی
اخفا کو ثابت ہی اور کیوں نہو اب تک احادیث اخفا کی برابر محدثین اپنی کتابوں میں روایت کرتے چلے آئے ہیں
چنانچہ دوسری حدیث مسند ابو داود طیالسی میں ہی عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ آمِينَ وَأَخْفَى بِهَا صَوْتَهُ
یعنی وائل بن حجر سے روایت ہی کہ اونھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پس جب
غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پر پہونچے آمین کہی اور آہستہ کیا آواز کو انتہی پس جب ابو ہریرہ رضہ کے
زمانہ میں صحابہ نے جہر آمین چھوڑ دیا تو پھر امام صاحب کا کیا قصور ہی جو اونھوں نے واسطے اخفا کے ارشاد
فرمایا حالانکہ مرفوع صحیح حدیثیں اخفا کی موجود ہیں **قولہ** چوتھی حدیث آہ **اقول** تیسری حدیث مسند

ابو یعلی میں ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ولا الضالین پر پہونچے آمین آہستہ کہی انتہی
قولہ پانچوین حدیث آہ **اقول** چوتھی حدیث طبرانی نے معجم میں روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم جب ولا الضالین پر پہونچے تو آمین کہی اور آہستہ کہی انتہی ہمنے دونون حدیثون موقوف کے
جواب مین مرفوع حدیثین لکھی ہین علاوہ اسکے پانچوین حدیث بخاری نے بلا سند بیان کی ہے اور حضرت
صاحب کہتے ہین کہ روایت کیا بخاری نے اسکو حالانکہ بخاری نے تہین روایت اسکی نہین لکھی لعنۃ اللہ علی
الکاذبین سے چہ دلاورست دزدی کہ بکف چراغ دارد پھر دوسری غلطی معترض صاحب نے یہ کی کہ ضمیر کا
مرجع جہر آمین ٹھیرایا حالانکہ مطلق آمین کیطرف ضمیر پھرتی ہے اور معنی یہ ہین کہ ابن عمر آمین کو ترک نہین
کرتے تھے اور لوگونکو آمین کہنے پر برانگیختہ کرتے تھے اور نافع کہتے ہین کہ مینے ابن عمر رضہ سے آمین کی حدیث
مرفوع سنی تہی پس اس قول سے آمین کہنے کی فضیلت ثابت ہوئی اسکے ہم بھی قایل ہین مگر جہر اس سے
ثابت نہین ہوتا ہان ابن زبیر رضہ کے فعل سے ثابت ہوتا ہے اسیلیے ہمنے اخفا کی مرفوع حدیث لکھدی
ہی **قولہ** چھٹی حدیث آہ **اقول** پانچوین حدیث محلّی مین ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیر المغضوب
علیہم ولا الضالین پر پہونچے آمین آہستہ کہی انتہی **قولہ** ساتوین حدیث آہ **اقول** چھٹی حدیث ترمذی
مین ہے عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ
عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقَالَ اٰمِیْنَ وَخَفَضَ بِہَا صَوْتَہٗ یعنی علقمہ اپنے والد سے روایت
کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پس آمین کہی اور پست
کیا آواز کو انتہی **قولہ** آٹھوین حدیث آہ **اقول** ساتوین حدیث تہذیب الآثار مین ہے حدثنا ابو بکر
اِبْنُ عَیَّاشٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ لَمْ یَکُنْ عُمَرُ وَعَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا
یَجْہَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا بِاٰمِیْنَ یعنی ابو وائل سے روایت ہے کہ عمر رض اور علی رض
بسم اللہ جہر سے نہین پڑھتے تھے اور آمین مین جہر کرتے تھے انتہی **قولہ** نوین حدیث آہ **اقول** یہ حدیث
ضعیف ہے کیونکہ حجیہ بن عدی کندی جو اسکے راوی ہین اونکو تقریب مین لکھا ہے کہ خطا کرتے تھے
پس جس حدیث مین خطا واقع ہوا اوسکی حدیث قابل حجت نہین رہی وجہ ہے کہ علی رض کا فعل عدم جہر ہے
چنانچہ ابھی ہمنے حدیث صحیح تہذیب الآثار سے نقل کی ہے اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو علی رض ترک جہر
نکرتے اور ابن ابی حاتم نے بھی کتاب العلل مین لکھا ہے کہ مینے اپنے باپ سے سوال کیا کہ یہ حدیث

تیسی ہی اونھون نے کہا ھٰذَا عِنْدِیْ خَطَأٌ یعنی یہ حدیث میرے نزدیک خطا ہی اور یہ ابن ابی لیلی سے ہی اور اونکا حافظہ خراب تھا انتہی لہذا وہ حدیث جسمین یہ مذکور ہوا کہ علی آمین پکار کر نہین کہتے تھے زیادہ معتبر ہوئی اور یہ حدیث جو معترض صاحب نے نقل کی ہی اوسکے مقابلہ مین صحیح نہ ٹھیری **قولہ** دسوین حدیث آہ **اقول** آٹھوین حدیث سنن دارقطنی مین ہی عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ حُجْرٍ اَبِی الْعَنْبَسِ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ وَاَخْفٰى بِهَا صَوْتَهٗ یعنی علقمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہ اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی ہین جب ولا الضالین پر پہونچے آمین کہی اور اخفا کیا آواز اپنی کو انتہی اور وہ حدیث جسکو معترض صاحب نے عبدالجبار کی روایت سے بیان کی ہی منقطع ہی کیونکہ عبدالجبار نے اپنے باپ سے نہین سنا ہی چنانچہ ترمذی مین لکھا ہی سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُوْلُ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِيْهِ وَلَا اَدْرَكَهٗ يُقَالُ اِنَّهٗ وُلِدَ بَعْدَ مَوْتِ اَبِيْهِ بِاَشْهُرٍ یعنی مینے امام بخاری سے سنا ہی وہ کہتے تھے عبدالجبار نے اپنے باپ سے سنا نہین اور نہ اونکا زمانہ پایا بلکہ وہ اپنے باپ کے انتقال کے کئی مہینے بعد پیدا ہوے انتہی علاوہ اسکے دو چار دس پانچ بار اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے سنا ہو تو اسکا ہمکو انکار نہین اسلیے کہ کبھی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغرض تعلیم امت کے آیت اور دعا کو پکار کر پڑھ دیا کرتے تھے چنانچہ بعض صحابہؓ کی بھی یہی عادت تھی کہ واسطے تعلیم مقتدیون کے کبھی کبھی پکار کر قرأت فرماتے جیسا کہ حافظ ابن قیم جوزی زاد المعاد مین بسند صحیح نقل فرماتے ہین فَاِذَا جَهَرَ بِهٖ الْاِمَامُ اَحْيَانًا لِيُعَلِّمَ الْمَأْمُوْمِيْنَ فَلَا بَأْسَ بِذٰلِكَ فَقَدْ جَهَرَ عُمَرُ بِالْاِفْتِتَاحِ لِيُعَلِّمَ الْمَأْمُوْمِيْنَ وَجَهَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِقِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِيْ صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ لِيُعَلِّمَهُمْ اَنَّهَا سُنَّةٌ وَمِنْ هٰذَا اَيْضًا جَهْرُ الْاِمَامِ بِالتَّاْمِيْنِ وَهٰذَا مِنَ الْاِخْتِلَافِ الْمُبَاحِ الَّذِيْ لَا يُعَنَّفُ فِيْهِ مَنْ فَعَلَهٗ وَلَا مَنْ تَرَكَهٗ وَهٰذَا كَرَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ وَتَرْكِهٖ یعنی امام واسطے تعلیم مقتدیون کے دعای قنوت کو وقت نزول نازلہ کے کبھی پکار کر کہے تو کچھ مضایقہ نہین تحقیق کہ حضرت عمرؓ نے شروع کیا فاتحہ کو پکار کر تاکہ تعلیم ہو مقتدیونکو اور حضرت ابن عباسؓ نے

بھی نماز جنازہ مین سورۂ فاتحہ پکار کر پڑھی تاکہ مقتدیونکو تعلیم ہو کہ اس محل پر پڑھنا اسکا سنت ہی اور
اسی قبیل سے ہی پکار کر کہنا امام کا آمین کو اور یہ اختلاف مباح ہی کہ اوسکے عامل اور تارک کو برا نہ کہا جاوے
اور یہ مثل رفع یدین کے ہی نماز مین کہ کرنا اور نکرنا اوسکا جائز ہی انتہی پس اس سے ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بعد قرارت فاتحہ کے آمین بنظر تعلیم پکار کر فرمائی تھی کہ تا سمجھ جاوین کہ اس محل پر آمین کہی جاتی ہی
ورنہ جتنی احادیث دعا اور قرارت اور تسبیح کی سماعت مین آئی ہین سب سے جہر ثابت ہو جاویگا حالانکہ
کوئی بھی جہر کا قائل نہین **قولہ** گیارھوین حدیث آہ **اقول** نوین حدیث مستدرک مین حاکم نے
اخفای آمین کی روایت کی ہی اور اوسکو صحیح الاسناد کہا ہی اور جہر کی روایت مین حاکم اور بیہقی کے
بشر بن رافع ہی اور وہ راوی ضعیف ہی پس حدیث جہر کو علی شرط الشیخین کہنا حاکم کا اور حسن کہنا بیہقی کا
مخالف شرط بخاری وغیرہ کے ہوگا **قولہ** بارھوین حدیث سے اکیسوین حدیث تک **اقول**
دسوین حدیث روی ابو داود وغیرہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال آمین وخفض بہا
صوتہ یعنی روایت کیا ابوداود و طیالسی وغیرہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی
اور پست کی ساتھ آمین کے آواز اپنی انتہی اور بارھوین حدیث سے اکیس تک کسی سے جہر ثابت نہین کیونکہ
بلال رض کی حدیث سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہی کہ مقتدی اور امام کی آمین ایک وقت مین ہو اسمین
جہر کا نشان بھی نہین اسیطرح اور حدیثون مین فقط آمین کہنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہی جہر کی اوسنے
بو بھی نہین آتی اسلیے تمام فقہا اور محدثین ان احادیث کو فضائل آمین مین بیان کرتے ہین اور
اگر کسی نے جہر کے باب مین بیان کر دیا تو وہ فقط اوسکا اجتہاد ہی ہم پر حجت نہین کیونکہ لفظ قول سے جیسا کہ بخاری مین ہی یہ
استنباط کرنا کہ جہر مراد ہی فقط اپنے مذہب کی تائید ہی حدیث کے الفاظ ان معنی سے بیزار ہین کوسون دور ہین
ورنہ قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سے جہر ثابت ہو جاویگا اسیطرح احادیث
مین وارد ہی کہ جب صبح کرو او ٹھو تو یون کہو اور جب سونے لگو لیٹو تو یہ کہو اور جب کھانا کھاو تو یہ کہو تو
جب قرآن ختم کرو تو یہ کہو اور جب پاخانہ سے نکلو تو یہ کہو سب سے اون دعاوں کا جہر سے پڑھنا ثابت
ہوگا اسیطرح جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو حدیث مین آیا ہی تم ربنا لک الحمد کہو

ایسے ہی التحیات پڑھنے کیواسطے بھی لفظ قولوا آیا ہی بعض قعدہ مین التحیات پڑھا کر وان تمام کو جہر سے پڑھنا
کیون نہین مسنون کہتے اور انکے آہستہ کہنے کو کیون مسنون کہتے ہو حال آنکہ قولوا اور قل انمین بھی موجود ہی پس
معلوم ہوا کہ ان الفاظ سے معترض صاحب کا استدلال کرنا محض مغالطہ اور فریب دہی عوام ہی ایسے ہی یہود کا حسد کرنا
اسپر موقوف نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہر کرتے ہون بلکہ بعض اوقات اسواسطے تعلیم کیلئے جہر فرماتے تھے کیا یہ امر
یہود پر ظاہر نہین ہو سکتا کہ ہمیشہ سے اونکا حسد کرنا متصور ہی یہود تو جتنے اقوال اور افعال جو نماز مین
صادر ہوتے تھے کیا اونکا علم نہ تھا اور آمین کو تو ہم خود تسلیم کرتے ہین کہ بعض اوقات جہر کرتے تھے کیا بعض
اوقات کا جہر اونکے علم کیواسطے کافی نہوگا اسیوجہ سے اونکو حسد تھا کہ یہ لوگ نماز مین آمین ضرور کہتے ہین اور
ہم لوگ آمین کی فضیلت سے محروم رہتے ہین جہر پر کچھ حسد موقوف نہین اور احادیث اخفا کی اسکی موید ہین
اور خود معترض صاحب نے ابوہریرہ رض کے قول سے ثابت کیا ہی کہ لوگون نے آمین چھوڑ دی پس صحابہ اور تابعین کا
چھوڑنا بھی اتفاقی دال ہی کیونکہ مطلقا چھوڑ دینا خواہ سرا ہو خواہ جہرا اگر لیا جائیگا تو یہ صحابہ سے نہایت بعید ہی اسلیے
کہ مطلق آمین مین سبکا اتفاق ہی اور احادیث مین بھی فضائل اوسکے موجود ہین گو سرا اور جہر مین اختلاف ہی
پس معلوم ہوا کہ صحابہ آمین مین جہر نہین کرتے تھے اور جو ابوہریرہ رض نے جہر کیا تو معیوب سمجھا تو اسمین
تعجب نہین صحابہ مین اس قسم کا اختلاف رہا ہی پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آمین کا آہستہ کہنا
اور اسیطرح صحابہ سے ثابت ہوا پس جو شخص آہستہ کہنے کو برا سمجھیگا اوسمین اور یہود مین کچھ فرق نہوگا
گیارھوین حدیث طحاوی کی عن ابی وائل قال کان عمر و علی لا یجہران ببسم اللہ الرحمن الرحیم
ولا بالتعوذ ولا بالتامین یعنی ابو وائل رض سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے عمر رض اور علی رض بسم اللہ
اور اعوذ باللہ اور آمین مین جہر نہین کرتے تھے انتہی بارھوین حدیث بخاری اور مسلم کی عن
انس قال صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلف ابی بکر و عمر و
عثمان فلم اسمع احدا منہم یقرأ بسم اللہ الرحمن الرحیم یعنی انس رض سے روایت
کہ کہا اونھون نے نماز پڑھی مینے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پیچھے ابوبکر و عمر رض و عثمان
کے پس نہین سنا مینے کسیکو اونمین سے کہ پڑھتا ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم انتہی اور تیرھوین حدیث مسلم مین

قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكَانُوْا
يَسْتَفْتِحُوْنَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا يَذْكُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فِيْ اَوَّلِ
قِرَاءَۃٍ وَّلَا فِيْ اٰخِرِھَا یعنی فرمایا انس رض نے کہ نماز پڑھی مینے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
ابوبکر رض اور عمر رض اور عثمان رض کے پس تھے وہ شروع کیا کرتے ساتھ الحمد کے اور نہین ذکر کرتے
بسم اللہ کو اول قرات مین اور نہ اوسکے آخر مین انتہی چودھوین حدیث ابن ماجہ مین انس رض سے
روایت ہی کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رض اور عمر رض کے پیچھے نماز پڑھی سب اخفا کرتے تھے
بسم اللہ کا انتہی پندرھوین حدیث نسائی کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رض اور عمر رض جہر
نہین کرتے تھے بسم اللہ مین انتہی سولھوین حدیث دارقطنی کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
ابوبکر رض اور عمر رض بسم اللہ کا جہر نہین کرتے تھے انتہی سترھوین حدیث مسند امام احمد کی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رض اور عمر رض بسم اللہ کا جہر نہین کرتے تھے انتہی اٹھارھوین حدیث
صحیح ابن حبان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رض اور عمر رض الحمد للہ رب العالمین کو جہر سے
کہتے تھے انتہی اونیسوین حدیث مسند ابویعلی موصلی کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رح اور
عثمان رض نماز جہریہ مین قرات کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے انتہی بیسوین حدیث طحاوی
اور معجم طبرانی اور حلیہ ابونعیم اور مختصر ابن خزیمہ کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رح اور عثمان رض
بسم اللہ کو آہستہ کہتے تھے انتہی اور ان کتابون مین اس حدیث کے کل راوی ثقہ ہین بخاری اور مسلم
مین اونکے روایات موجود ہین اور فتح القدیر مین ہی قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّۃَ وَرُوِّيْنَا عَنِ الدَّارَقُطْنِيِّ
اَنَّہٗ قَالَ لَمْ يَصِحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ فِي الْجَھْرِ حَدِيْثٌ یعنی کہا شیخ ابن تیمیہ نے
ہمکو دارقطنی سے روایت پونہچی ہی کہ کہا اونھون نے کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہر بسم اللہ
مین صحیح نہین آئی انتہی اور برہان شرح مواہب الرحمن مین ہی کہ جب دارقطنی مصر مین گئے تو اون سے
بعض مصریون نے سوال کیا کہ بسم اللہ کے جہر مین کوئی کتاب تصنیف کر دیجیے پس ایک جزو اونھون نے
تصنیف کیا پس بعض مالکیون نے اونکو قسم دلائی کہ ہمکو اسمین سے صحیح حدیث بتلا دیجیے کہا جہر کی

حدیث کوئی صحیح نہین ہے انتہی اور عمدۃ المحدثین شیخ الاسلام علامہ عینیؒ نے بنایہ مین لکھا ہی کہ نعیم مجمر کی
روایت معلول ہے اسواسطے کہ جہر بسم اللہ مین آٹھ سو صحابہ او تابعین سے جو ابوہریرہ رض روایت کرتے ہین
فقط یہی اکیلے راوی ہین اور کسی ثقہ سے ابوہریرہ رض کے اصحاب مین سے یہ امر نہین ثابت ہوتا کہ ابوہریرہ رض کی
حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جہر بسم اللہ کرنا معلوم ہوتا ہو پس بخاری او مسلم نے اعراض کیا ہے
ذکر بسم اللہ سے ابوہریرہ رض کی حدیث مین جسکو روایت ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے کیا ہی کہ ابوہریرہ رض
تکبیر لیتے ہر نماز فرض اور نفل مین یعنی تکبیر کہتے وقت قیام کے پھر تکبیر کہتے وقت رکوع کے الحدیث پھر
فرمایا جب فارغ ہو جاتے کہ قسم ہے اوس ذات کی جسکے قبضے مین میری جان ہے مین زیادہ مشابہ ہون تمسے
ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی نماز آپکی تا دم حیات رہی ہے اور اس حدیث مین اور نیز
اور احادیث صحیحہ مین ابوہریرہ رض سے بسم اللہ کا ذکر نہین اور اس سے گمان غالب ہوتا ہی کہ راوی نے ابوہریرہ رض
پر وہم کر لیا ہی انتہی اور برہان علی نے شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی وَعَنْ حَدِیْثِ نُعَیْمِ الْمُجْمِرِ اَنَّہٗ مَعْلُوْلٌ
فَاِنَّ ذِکْرَ الْبَسْمَلَۃِ فِیْہِ مِمَّا تَفَرَّدَ بِہٖ نُعَیْمٌ مِنْ بَیْنِ اَصْحَابِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض وَاَنَّہٗ حَدَّثَ عَنْ
اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّہٗ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَانَ یَجْھَرُ بِالْبَسْمَلَۃِ فِی الصَّلٰوۃِ وَقَدْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِہٖ
فِیْ حَدِیْثِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ صَاحِبَا الصَّحِیْحِ وَلَمْ یَذْکُرْھَا وَاحِدٌ مِنْھُمَا مَعَ شِدَّۃِ حِرْصِ الْبُخَارِیِّ عَلٰی
مُعَارَضَۃِ الْاِمَامِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ بِالْاَحَادِیْثِ مَھْمَا اَمْکَنَہٗ بِدَلِیْلِ مَا اَشْحَنَ بِہٖ صَحِیْحَہٗ یعنی اور جواب
حدیث نعیم مجمر کا یہ ہی کہ یہ حدیث معلول ہے کیونکہ بسم اللہ کے ذکر کرنے مین اصحاب ابوہریرہ رض سے نعیم مجمر ہی متفرد
ہوئے ہین اور یہ کہ وہ حدیثا ابوہریرہ رض سے بیان کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہر بسم اللہ کا کرتے تھے
اور تحقیق اعراض کیا ہی اس ذکر سے حدیث ابوہریرہ رض مین بخاری او مسلم نے اور کسی نے دونو مین سے اوسکو
ذکر نہین کیا ہی باوجود شدید ہونے حرص امام بخاری کے اوپر مقابلہ کرنے امام ابو حنیفہ کے ساتھ احادیث کے
جسقدر اونکے امکان مین ہی اوس دلیل سے کہ جس سے اپنی صحیح کو اونھون نے بھر دیا ہی انتہی پس احادیث صحیحہ سے
ثابت ہوا کہ جہر بسم اللہ مین نہین کرنا چاہیے اور بعض روایات مین آنے کی وجہ یہ ہے کہ واسطے تعلیم
کبھی جہر کر دیتے ہونگے جیسے کبھی ظہر کی نماز مین کوئی آیت آواز سے پڑھ دیتے تھے یا بوجہ قرب کے کبھی بسم اللہ

سن لی ہو کیونکہ آہستہ پڑھنے مین بھی بعض اوقات قریب کے لوگونکو مسموع ہو جاتا ہی اگلیکن حدیث
امام ابو جعفر طحاوی اور ابن ماجہ اور نسائی اور ترمذی مین عبد اللہ بن مغفل سے روایت ہی کہا اونھون نے
باپ میرے نے مجکو نماز مین بسم اللہ کہتے ہوئے سنا پس کہا مجھسے ای بیٹا یہ بدعت ہی بچنا بدعت سے اور کہا صحابہ
زیادہ برا جاننے والا بدعت کا ہمنے کسی کو نہین دیکھا اور مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز
پڑھی اور ساتھ ابو بکر رض کے اور ساتھ عمر رض کے اور ساتھ عثمان رض کے پس کسیکو مینے بسم اللہ پڑھتے
نہین سنا پس مت کہنا جہر کے ساتھ بسم اللہ کو جسوقت تو نماز پڑھے پس کہہ الحمد للہ رب العالمین انتہی عدم جہر آمین و
بسم اللہ کی ہم کہانتک حدیثین لکھتے جائین اب کچھ بحث اخفای آمین کی لکھکر اس جواب کو ختم کرین ورنہ
بہت طول ہو جائیگا معترض صاحب نے علقمہ کی حدیث مین حجر کی کنیت ابو العنبس ہونے کا انکار کیا ہی
حالانکہ ابن حبان نے کتاب الثقات مین لکھا ہی حُجْرُ بْنُ عَنْبَسٍ اَبُو السَّکَنِ الْکُوْفِیُّ وَهُوَ الَّذِیْ یُقَالُ
لَهٗ حُجْرٌ اَبُو الْعَنْبَسِ یَرْوِیْ عَنْ عَلِیٍّ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَوٰی عَنْهُ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ یعنی حجر
ابن عنبس ابو السکن کوفی ہی اور وہ وہ شخص ہی جسکو حجر ابو العنبس کہا جاتا ہی وہ روایت کرتے ہین علی رض
اور وائل بن حجر سے اور اونسے سلمہ بن کہیل روایت کرتے ہین انتہی پس اگر شعبہ نے ابو العنبس اونکو
کہدیا تو کیونکر اونکی خطا ہوئی اور شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ مین لکھا ہی کہ حجر کی کنیت ابو العنبس
ہو اور ابن حبان نے کتاب الثقات مین جزم کیا ہی اور کہا ہی کہ کنیت اونکی مثل نام باپ اپنے کے ہی اور
قول بخاری کا کہ کنیت اونکی ابو السکن ہی اسکے منافی نہین کہ کنیت اونکی ابو العنبس بھی ہو کیونکہ ایک
شخص کی دو کنیتین ہونے سے کوئی چیز مانع نہین انتہی اور دوسری علت اس حدیث علقمہ مین معترض
صاحب نے یہ لکھی ہی کہ شعبہ نے علقمہ کا لفظ زیادہ کیا ہی اور حدیث مین نہین **جواب** اسکا یہ ہی کہ
زیادتی ثقہ کی مقبول ہی چنانچہ شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ مین لکھا ہی قَوْلُهٗ وَزَادَ فِیْهِ عَلْقَمَةَ
لَا یَضُرُّ لِاَنَّ الزِّیَادَةَ مِنَ الثِّقَةِ مَقْبُوْلَةٌ وَلَا سِیَّمَا مِنْ مِثْلِ شُعْبَةَ یعنی یہ کہنا بخاری کا
کہ شعبہ نے علقمہ کو زیادہ کیا ہی کچھ مضر نہین اسلیے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہی خصوصًا شعبہ جیسے راوی سے
انتہی پس شعبہ جو امیر المومنین حدیث مین مشہور ہین اگر اونھون نے زیادتی علقمہ کی کی تو کیا خطا ہوئی

آور تیسری علت اسمین یہ بیان کرتے ہین کہ شعبہ کی خطا اخفای آمین کی روایت کرنے مین ہی
کیونکہ صحیح جہر کی روایت ہی اسکا جواب بھی علامہ عینی نے بنایہ مین لکھا ہی قُلْتُ تَخْطِئَةُ مِثْلِ
شُعْبَةَ خَطَاءٌ كَيْفَ وَهُوَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْحَدِيْثِ یعنی کہتا ہون مین شعبہ کی طرف خطا کی
نسبت کرنی خطا ہی کیونکر سو حال آنکہ وہ حدیث مین امیر المؤمنین ہین انتہی حاصل کلام یہ ہی کہ
ایسے شخصونکی طرف خطا کی نسبت کرنی روایات احادیث کو درہم برہم کر دینا ہی جب ایسے لوگ خطا کرنے
لگے تو پھر کسکی حدیث کا اعتبار رہا بلکہ انکی روایت کی مؤید اور روایتین مرفوع اور موقوف موجود ہین
سب کو فقط اپنے مذہب کی مخالفت کی وجہ سے تسلیم نکرنا انصاف سے بعید ہی ورنہ ہر طرح سے ان روایات کو
قوت ہی اگر فقط شعبہ مین کچھ شبہ ہی تو اونکی محامد سنیے ترمذی کی کتاب العلل مین ہی حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ
عَبْدُ الْقُدُّوْسِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِيْ اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ سَمِعْتُ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ يَقُوْلُ مَا خَالَفَنِيْ
شُعْبَةُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا تَرَكْتُهُ قَالَ قَالَ اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ قَالَ لِيْ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ اِنْ اَرَدْتَ الْحَدِيْثَ
فَعَلَيْكَ بِشُعْبَةَ یعنی ابو الولید نے بیان کیا کہ مینے حماد بن زید سے سنا کہتے تھے کہ نہین مخالفت کی میری
شعبہ نے کسی شی مین مگر مینے اوسکو چھوڑ دیا اور کہا اونھون نے کہ ابو الولید نے کہا کہ مجھسے حماد بن سلمہ نے
کہا اگر حدیث کا ارادہ ہو تو شعبہ کو لازم پکڑ انتہی اور یہ بھی ترمذی مین ہی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ نَا
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي الْاَسْوَدِ نَا ابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ يَقُوْلُ شُعْبَةُ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ
فِي الْحَدِيْثِ یعنی امام بخاری کی روایت سے ہمکو معلوم ہوا کہ ابن مہدی کہتے ہین کہ مینے سفیان ثوری سے
سنا کہتے تھے کہ شعبہ حدیث مین سب مسلمانون کے سردار ہین انتہی اور یہ بھی اوسی ترمذی مین آیا ہی
کہ ہمسے ابو بکر نے بیان کیا کہ علی بن عبد اللہ نے کہا او مینے یحیی بن سعید سے دریافت کیا کہ بڑی بڑی حدیثونکو
زیادہ یاد رکھنے والے سفیان ہین یا شعبہ کہا شعبہ زیادہ قوی ہین ان حدیثون مین اور کہا یحیی نے شعبہ کو
رجال کا علم فلان عن فلان زیادہ تھا اور سفیان صاحب الابواب تھے انتہی پس معلوم ہوا کہ شعبہ
سفیان سے علم رجال مین زیادہ تھے اور بڑی حدیثونکو اونسے زیادہ یاد رکھتے پس سفیان کی حدیث جو جہر مین
واقع ہی شعبہ کی احادیث پر جو اخفا مین وارد ہوئی ہی ترجیح نہین رکھتی اور امام نووی نے تہذیب الاسماء مین

لکھا ہی کہ شعبہ بڑے محدثین اور کبار محققین سے ہین اونھون نے حسن بصری اور محمد بن سیرین کو دیکھا ہی اور
انس بن سیرین اور عمرو بن دینار اور سبیعی اور خلائق بیشمار سے روایت کی ہی اور اونسے اعمش اور
[illegible]بانی اور محمد بن اسحق تابعین نے روایت کی ہی اور سفیان ثوری اور ابن مہدی اور وکیع اور
عبد اللہ بن المبارک اور یحیی القطان اور خلائق بیشمار نے کبار ایمہ مین سے اونسے روایت کی ہی اور اجماع
کیا ہی اونھون نے اوپر امام ہونے اونکے کے علم حدیث اور احتیاط اور اتقان اور جلالت قدر مین کہا امام احمد بن
حنبل نے شعبہ کے زمانہ مین اونکے مثل حدیث مین اور عمدہ اونسے کوئی نہ تھا اور کہا امام شافعی رح نے اگر
شعبہ نہوتے تو حدیث عراق مین پہچانی نہ جاتی اور کہا امام احمد رح نے شعبہ امت واحدہ ہین علم حدیث
اور احوال رواۃ مین انتہی مختصرًا پھر جای تعجب ہی کہ شعبہ اخفای آمین کی حدیث بیان کرنے سے
مخطی ہوگئے حال آنکہ اسمین اونکی کوئی خطا نہین البتہ ظاہر کے مخالفانہ بیان کر دینے مین جو چاہیے تھے
ورنہ حدیث مین کوئی نقص نہین ہی اور یونکا علم اونکو اور حافظہ اونکا بہت قوی ہی پس اونکی طرف
ایسا گمان کرنا سراسر عتساف اور بالکل خلاف انصاف ہی اور چوتھی وجہ ضعف کی معترض صاحب نے
یہ بیان کی کہ علقمہ نے اپنے باپ سے نہین سنا ہی اگر معترض صاحب تہذیب کی کتاب الحدود دیکھتے تو ایسا
زبان سے نہ نکالتے چنانچہ اوسمین لکھا ہی وَعَلْقَمَۃُ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ سَمِعَ مِنْ اَبِیْہِ وَھُوَ اَکْبَرُ مِنْ
عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ اَبِیْہِ یعنی علقمہ نے اپنے باپ سے
سنا ہی اور وہ عبد الجبار سے بڑے ہین اور عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہین سُنا ہی انتہی پس معترض صاحب نے
عبد الجبار کی روایت اپنے باپ سے جو ابن ماجہ مین جہر آمین کی نسبت آئی ہی (حال آنکہ عبد الجبار کی
عدم سماع میں اتفاق ہی) حجت گردانی اور علقمہ کی روایت جو متصل ہی اوسکو بعض اشخاص کے
مرجوح اقوال سے ضعیف قرار دیا سبحان اللہ کیا انصاف اسی کا نام ہی کہ حق کو ناحق کر دینے کا
التزام ہی لیکن معترض صاحب دل مین کہتے ہونگے ع ہم الزام اونکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا +
اور خود نواب صاحب امیر بھوپال جو معترض صاحب کے بڑے معتمد اور مستند ہین اپنی کتاب
مسک الختام شرح بلوغ المرام مین لکھتے ہین سماع علقمہ از ابیہ ثابت ہست پس حدیث سالم است

از انقطاع یعنی سماع علقمہ کا باپ سے نہ ثابت ہی پس حدیث اخفاے آمین کی انقطاع سے سلامت
ہی انتہی باقی رہا یہ امر کہ شعبہ سے جہر کی بھی روایت ہوا اسکا ہم کب انکار کرتے ہیں ہم تو خود کہتے ہیں کہ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جہر بھی کیا ہی اسیوجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف ہوا بعضون نے اوسکو بعجہ ہمیشہ سنت
سمجھا اور اکثر نے اوسکو بوجہ تعلیم جانا چنانچہ اکثر آدمیونکا قول ہی مدام میں ترک کردینا خود اسیپر دال ہی
اونھون نے اخفا کو ترجیح دی ہی پس دار قطنی کی جہر کو ترجیح دینا ہمکو کچھ مضر نہیں لنا ما لنا فیما یختلف فیہ
المذاہب ۔ اور بعض صحابہ رض کے اہتمام سے خود ہویدا ہی کہ انکی رای اور یہ ہی کہ ترجیح تھی اور اکثر نے ترک بھی کر دیا
اور جہر نہیں کرتے تھے بلکہ آمین میں اخفا کرتے تھے ورنہ بعض صحابہ رض اسقدر اہتمام نفرماتے ۔
بیخودی بے سبب نہیں غالب ۔ کچھ تو ہی جسکی پردہ داری ہی ۔ اسیواسطے علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر میں
لکھا ہی کہ مصنف نے حدیث اخفا کو ترجیح دی اور دار قطنی نے حدیث جہر کو اگر میرے نزدیک جہر کو قوت ہوتی تو خفض
میں یون تاویل کردیتا کہ مراد اوس سے عدم قرع عنیف ہی پس علامہ ابن ہمام کے قول سے معلوم ہوا
کہ وہ خود اسمیں متردد ہیں چونکہ اونھون نے اس تاویل کو معلق بالشرط کیا ہی پس جب شرط کا وجود نہ پایا گیا مشروط
بھی معدوم ہو گیا اور اگر اس قول سے یہ مراد لیجائیگی کہ اگر میرے پاس دلیل اخفا ہوتی تو دونون میں یہ توفیق دیتا
تو خلاف مقصود ہو جائیگا کیونکہ کہیں اونکے کلام سے ثابت نہیں ہوتا کہ وہ خود بھی جہر کو ترجیح دیتے ہیں بلکہ
ترجیح اخفا کو ہی معلوم ہوتی ہی کیونکہ اونھون نے لکھا ہی کہ اگر یہ امر تمام ہو جاے تو حدیث میں انقطاع ہو گا
علاوہ اسکے انقطاع کو اونھون نے اپنی کتاب میں حجت گردانا ہی بلکہ حنفیہ کے نزدیک منقطع حدیث حجت ہی اگر
پھر اسکو معلول بھی کر دیا ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اونکے نزدیک انقطاع اسکا ثابت نہیں پھر اونکی تقریر سے
معلوم ہوتا ہی کہ فقط اخفا کے لفظ میں اونھون نے تاویل کرنے کو معلق کیا ہی اور جہر میں جو معنی بیان
کیے ہیں وہ خلاف جہر نہیں برخلاف معنی اخفا اور خفض کے کہ اونمیں محض تاویل ہی کیونکہ عدم
قرع عنیف جہر کو جو ضد اخفا کی ہی شامل ہی پس معنی اخفا و خفض کے عدم قرع کیونکر ہو سکتے ہیں
جبتک جہر کو خوب قوت نہو البتہ اوسوقت ایسی تاویلات بعیدہ کے مرتکب ہو سکتے ہیں ورنہ ایسی تاویل
بعید اور خلاف متبادر اور خلاف لغت کے ہونے میں کیا کلام ہی پس اشارہ نہ کا طرف دلیل ہی

ہوگا ورنہ اگر دلیل اخفا کی طرف ہوگا تو پھر اوسمین تاویل کے کیا معنی ہونگے پھر تو جہر مین یون تاویل کیجائیگی
کہ مراد اوس سے اوس اخفا کا عدم ہی جسکو خود بھی آپ نے پسند کیا ہے پس یہ معنی اخفا کو شامل ہوجائینگے ورنہ ترجیح بلا مرجح
لازم آئیگی بلکہ ترجیح مرجوح ہوجائیگی حاصل یہ ہوا کہ معترض صاحب اخفا مین تاویل کرتے ہین جہر مین کیون
نہین کرتے کہ مراد اوس سے عدم اخفای شدید ہی اور یہ تاویل بعض شافعیہ سے منقول ہی علامہ ابن ہمام اسکے
ہرگز قائل نہین ہین اسیواسطے اونھون نے معلق کردیا ہی پس معلوم ہوا کہ غرض علامہ ابن ہمام کی یہی ہی کہ
جہر کو ترجیح نہین پائی جاتی ورنہ موافق بعض شافعیہ کے ہم یون تاویل کردیتے پس معترض صاحب کو یہ عبارت
مفید نہ پڑی اور اونکا حدیث مین تاویل کرنا محض لغو ہوا کسی لغت مین اخفا اور خفض کے معنی جہر کو شامل
نہین قاموس مین دیکھ لیجیے کہ اخفا کے معنی مین کیا لکھا ہی أَخْفَاهُ سَتَرَهُ وَكَتَمَهُ جب لغت سے
اخفا کے معنی ستر اور کتم کے ہوئے اوسکو اپنے قول کی پاسداری سے بدل دینا اور خلاف متبادر لے لینا آپ ہی کا
کام ہی کیا فقط راوی کے خبر دینے سے جہر ثابت ہو سکتا ہی حال آنکہ وہ خود کہتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اخفا کیا خواہ مخواہ اوسمین تاویلات رکیکہ کرنے کی کونسی ضرورت ہی اونکو اس امر کا علم تھا کہ آپ
آمین کہتے ہین ورنہ اخفا کہنے کی کیا ضرورت تھی کیا اگر کوئی شخص یون کہے کہ ظہر مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے الحمد پڑھی کیا اوسکو جہر لازم ہوگا اور خصوصًا اوس وقت جب تصریح بھی کردی کہ اخفا کیا ہی
اوسکو نہ ماننا کسی عقل کے دشمن کا شیوہ ہی جو اپنی فقط رای سے حدیث کو خراب کرتا ہی اور دوسرونکو
رای کا الزام دیتا ہی ایسے بین الفاظ کو کوئی بیوقوف بھی بدل کر اونکے برعکس معنی نہ لیگا ہان البتہ
جسکو جہل مرکب ہو اوسکا کیا علاج کہ وہ معذور ہی ع گلیم بخت کسی کہ بافتند سیاہ * بآب کوثر و
زمزم سفید نتوان کرد * اسکے بعد معترض صاحب نے کچھ آثار مین کلام کیا ہی کہ اثر صحابہ رضہ کا حجت نہین
یہ عجیب بات ہی خود تو اثر صحابہ رضہ سے استدلال کرتے ہین کہین ابو ہریرہ رضہ کے قول سے سند ہی اور
کہین ابن زبیر رضہ سے اور پھر دوسرونکو اوسکی استدلال سے منع کرتے ہین حال آنکہ حنفیہ کے یہان موقوف
حدیث حجت ہی چنانچہ چوتھے مسئلہ کے جواب مین تحقیق اسکی بیان ہوچکی ہی علاوہ اسکے مرفوع
حدیثین جو اس جواب کے شروع مین ہمنے لکھی ہین موقوف کی مؤید ہین اور موقوف مرفوع کی مؤید ہی

پس باوجود مرفوع حدیث کے جو موقوف کی تایید کرتی ہی پھر بھی موقوف کو نہ ماننا اپنے مسلک سے
بھی انکار کرنا ہی پھر دوسرا جواب یہ لکھتے ہین کہ یہ روایتین طبقہ رابعہ کی ہین یہ قول اونکا مناقض اوس
قول کے ہی جو مسلہ ہفتم مین اونھون نے لکھا ہی کہ طحاوی طبقہ ثالثہ کی کتاب ہی اور شاہ ولی اللہ نے
بھی طبقہ ثالثہ مین طحاوی کو داخل کیا ہی پس بیان اوسکو طبقہ رابعہ کہتے ہین حال آنکہ قول اونکا مخالف
حجۃ اللہ البالغہ اور خود اونکی تصریح کے ہی سچ کہا ہی دروغگو را حافظہ نباشد اور تیسرا جواب مصنف
لکھتے ہین کہ روایت ابن مسعود کی بلا اسناد ہی ہمنے مانا کہ یہ روایت غریب ہی مگر اور روایتین کثرت سے
موجود ہین ایک دوسرے کی تایید کرتی ہین اسیواسطے برہان شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی کہ امام طحاوی
نے ابو وائل سے روایت کی ہی کہ فرمایا اونھون نے علی رضا اور عمر رضا آمین مین جہر نہین کیا کرتے تھے اور امام محمد
کتاب الآثار مین ابراہیم نخعی سے روایت کی ہی کہ فرمایا اونھون نے آمین کو اخفا کرنا چاہیے اسیطرح عبد الرزاق
نے مصنف اپنی مین روایت کی ہی پس یہ حدیثین دلالت کرتی ہین کہ جہر بعض اوقات مین واسطے تعلیم کے تھا
جیسا کہ وارد ہوا ہی کہ ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی قرأت آیت سناتے تھے حال آنکہ اسکے واسطے
جہر نہ تھا کہ سنت دوامی ہو جاوے ورنہ عمر رضا اور علی رضا ترک نکرتے اور ابراہیم نخعی ایسے شخص اپنی طرف سے
برخلاف اوسکے حکم نہ دیتے انتہی پس معلوم ہوا کہ ابراہیم نخعی کا قول بے اصل نہین عمر رضا اور علی رضا
سے بھی یہی روایت ہی اور یہ روایت صحیح ہی اسکے رجال ثقہ ہین بخلاف ابن ماجہ کی حدیث کے جو علی رضا سے
مروی ہی وہ ضعیف ہی چنانچہ تحقیق اسکی شروع مین بیان ہو چکی پس معلوم ہوا کہ علی رضا سے جہر کی روایت
محض بے سند ہی ہرگز لائق ماننے کے نہین بلکہ صحیح اونسے عدم جہر ہی اور صحیح مسلم کی روایت جس سے
معلوم ہوتا ہی کہ عمر رضا سبحانک اللہم کو جہر سے پڑھتے تھے مرسل ہی چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم مین
لکھا ہی وھو مرسل یعنی ان عبدۃ وھو ابن ابی لبابۃ لم یسمع من عمر رضہ یعنی یہ روایت عمر رضا سے
اسلیے کہ عبدہ نے عمر رضا سے نہین سنی ہی انتہی پس عدم جہر کی روایت جس طرف جمہور ہین بہت صحیح ہی اور یہ بات
محل سے معترض صاحب کا حجت پکڑنا لغو ہی مگر معترض صاحب کیا کرین الغریق یتشبث بکل حشیش سوچ
آدمی کیا نہین کرتا جب صحیح حدیث ہاتھ نہین آتی تو قوی کا ضعیف سے بھی مقابلہ کر بیٹھتے ہین اور تقلید

نواب صاحب امیر بھوپال سے باز نہین آتے اونکی تقلید کو ایسا واجب جانتے ہین کہ صحیح صحیح حدیثونکو اونکے
مقابل مین بالعمل کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہین خود ضعیف اور منقطع اور مرسل حدیث کو حجت نہین جانتے مگر جب قول
نواب صاحب کے کوئی حدیث مخالف دیکھتے ہین تو پھر ضعیف ہی کی طرف دوڑتے ہین اور نہ اونکے اقوال کو
قابل حجت اور کالوحی من السماء سمجھکر پیش کرتے ہین پھر اپنے قواعد مہدہ سے بھی قطع نظر کر لیتے ہین غرض
کسی جگہ اونکے برخلاف نہین کہتے حدیث کا انکار اور حدیث کی تاویل اونکے نزدیک نہایت سہل بات ہے زبان سے
کہنے کی دیر ہے مگر مخالفت نواب صاحب کی اپنے حق مین سم قاتل تصور کرتے ہین مبادا اونکی مخالفت سے
دال مین کالا ہو تو سلسلہ آمدنی پلاؤ قورمہ کا تہ و بالا ہو ؎ مقلد ہو تو ایسا ہو موحد ہو تو ایسا ہو ؎
ہی تقلید اوسکی فرض العین جسکے پاس مال ہو ؎ اسکے بعد معترض صاحب نے آیت قرآنی مین کلام شروع کیا ہے
کہ ادعوا ربکم سے استدلال درست نہین کیونکہ دعا ہونا آمین کا تابعی کے قول سے ثابت ہوتا ہے حدیث اور قرآن
سے ثابت نہین **جواب** اسکا یہ ہے کہ الفاظ دعا توقیفی نہین ہین اگر کوئی شخص دعا مانگے اور وہ دعا قرآن
اور حدیث مین نہ آئی ہو تو کیا وہ دعا نہوگی علاوہ اسکے حدیث مین آمین کہنا آیا ہے اگر اسکے معنی دعا نہین
یا یہ لفظ اسمای الٰہی سے نہین تو گویا نعوذ باللہ مہمل لفظ کا شارع نے حکم دیا ہے بلکہ آمین کے معنی قاموس وغیرہ مین
استجب اور کذلک فلیکن اور کذلک فافعل کے ہین اور آمین کو اسمای الٰہی مین سے بھی لکھا ہے پس دو حال سے
خالی نہین دعا ہوگی یا اسمای الٰہی سے ہے ہر صورت سے اخفا چاہیے چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رح
اخفا کی ہین دو وجہین بیان کی ہین ایک یہ آمین دعا ہے اور دوسری یہ کہ آمین اسمای الٰہی سے ہے پس اگر دعا ہے
تو اخفا اوسکا واجب ہے اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے دعا کرو پروردگار اپنے سے زاری اور آہستگی سے اور اگر
اسمای الٰہی سے ہے تو بھی اخفا واجب ہے اسلیے کہ خدا تعالی فرماتا ہے اپنے پروردگار کو دل مین یاد کرو پس اگر
وجوب ثابت نہوگا تو نہ کم ہوگا استحباب سے اور ہم بھی اسکے قائل ہین انتہی پس تابعی کا قول خلاف قرآن
اور حدیث نہوا بلکہ حدیث اور لغت اوسکے قول کی تائید کرتا ہے اور دوسرا جواب معترض صاحب کا کہ کسی تفسیر مین
اس آیت کی تفسیر مین اخفای آمین نہین لکھا عجب مہمل اور بے معنی قول ہے تفسیر والونے جب دعا کا
اخفا کرنا اس آیت سے ثابت کر دیا تو اب کیا ضرور ہے کہ مسائل متعلقہ کو مفسر لکھے البتہ امام فخر الدین رازی نے

اخفای دعا مین اسی آیت کی تفسیر مین بہت دلائل بیان کیے ہین اوسکے بعد امام صاحب کی بھی حجت بیان کرچکی
ہی چنانچہ بھی اونکی عبارت ہمنے نقل کی ہی اب اخفای دعا کے دلائل بھی سنئے تفسیر کبیر مین ہی جانو کہ اخفا
دعا مین معتبر ہی اور اسپر کئی دلیلین ہین اول تو یہی آیت ہی کیونکہ یہ آیت دلالت کرتی ہی کہ جناب باری نے
دعا کا حکم دیا ہی اوس حال مین کہ وہ دعا مخفی ہو اور ظاہر امر کا وجوب ہی پس اگر وجوب حاصل نہو تو اقل درجہ
استحباب ہیگا پھر خدای تعالی نے اسکے بعد فرمایا کہ اللہ تعالی حد سے تجاوز کرنیوالونکو دوست نہین رکھتا اور
ظاہر یہ ہی کہ مراد اوس سے یہ ہی کہ خدا دوست نہین رکھتا اون لوگونکو جو حد سے تجاوز کرجاتے ہین اون دو امرونکے
ترک کرنے مین (کہ وہ دونون تضرع اور اخفا ہی) پس اللہ اونکو دوست نہین رکھتا اور محبت اللہ کی ثواب
سے عبارت ہی پس معنی یہ ہوئے کہ جو شخص دعا مین تضرع اور اخفا کو ترک کردے پس اللہ اوسے ثواب نہین دیگا
اور اوسکی طرف احسان کریگا اور جو شخص ایسا ہوگا وہ لامحالہ اہل عقاب سے ہوگا پس ظاہر ہوا کہ قول
تعالی کا انہ لا یحب المعتدین بطور تہدید شدید کے ہی اوپر ترک کرنے تضرع اور اخفا کے دعا مین
دوسری حجت یہ ہی کہ اللہ تعالی نے زکریا کی تعریف کی فرمایا جب ندا کی زکریا نے پروردگار اپنے سے ندا آہستہ
چھپایا اوسکو بندون سے اور خالص کیا اوس دعا کو واسطے اللہ اور اوس ندا کی وجہ سے خدا کی طرف منقطع ہوا
حجت تیسری وہ حدیث ہی جسکو ابو موسی اشعری نے روایت کیا ہی کہ صحابہ ایک غزوہ مین تھے بہ آواز بلند
پس لگے کہنے تکبیر اور لا الہ الا اللہ آواز سے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نرمی کرو اپنی جانونپر
کسی بہرے کو تم نہین پکارتے اور نہ کسی غائب کو تم تو سمیع اور قریب کو پکارتے ہو اور وہ تمھارے ساتھ ہی اور چوتھی
حجت قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ ایک خفی دعا برابر ہی ستر دعای جلی کے اور دوسرا قول آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا بہتر ذکر کا خفی ہی اور بہتر رزق کا وہ ہی جو کافی ہو جاے انتہی پس ان آیات اور قرآن
سے ثابت ہوگیا کہ دعا مین اخفا مستحب ہی اور بعض اوقات مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا
مسموع ہوئی ہی وہ بوجہ تعلیم کے وارد ہی ورنہ احادیث مین تناقض ہو جائیگا اسکے بعد حنفی صاحب نے
آیت مین بھی تاویل شروع کی ہی فرماتے ہین کہ اس آیت مین اخفا سے مراد نہ بہت چلانا ہی اور نہ بہت آہستہ
پڑھنا ہی اور آیۂ لا تجہر بصلاتک اوسکی سند مین بخاری کی روایت سے لائے ہین کہ آیۂ دعا مین

نازل ہوئی ہی اور ہم کہتے ہین کہ یہ آیت نماز کے حق مین وارد ہوئی ہی چنانچہ بخاری اور مسلم مین عبداللہ بن
عباس رض سے ثابت ہی قال نزلت و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختف بمکۃ کان اذا صلی
باصحابہ رفع صوتہ بالقران فاذا سمع المشرکون سبوا القران ومن انزلہ ومن
جاء بہ فقال اللہ تعالی لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجہر بصلاتک ای بقراءتک
فیسمع المشرکون فیسبوا القران ولا تخافت بہا عن اصحابک فلا تسمعہم و
وابتغ بین ذلک سبیلا انتہی فرمایا ابن عباس رض نے کہ یہ اوسوقت نازل ہوئی ہی کہ جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین چھپے رہتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے تو قرآن کو
آواز سے پڑھتے پس مشرکین سنتے برا کہتے قرآن اور اوسکے بھیجنے والے اور لانیوالے کو پس فرمایا اللہ تعالی
واسطے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نماز مین جہر نکرو یعنی قرارت نماز مین پکار کر نکرو پس مشرک سن
اور قرآن کو دینگے گالی اور اپنے اصحاب سے قرارت کو پوشیدہ مت کرو بلکہ اونکو سناؤ اور طریقہ اوسط
کرو انتہی آخر لفظ بخاری کے ہین پس معلوم ہوا کہ یہ آیت نماز مین نازل ہوئی ہی اور مذہب مختار یہ
امام نووی شرح مسلم مین لکھا ہی لکن المختار الاظہر ما قالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ
یعنی لیکن مذہب مختار اور ظاہر تر وہی ہی جو ابن عباس رض نے کہا ہی انتہی اسکے بعد معترض صاحب نے پھر
کہی دو شقہ ہین اگر آمین کا دعا ہونا تسلیم کیا جاوے تو بھی اس حکم سے اسیقدر مستفاد ہوتا ہی کہ آمین کو
پکار کر نکہنا بلکہ میانہ آواز تہین جو کہ نہ بہت بلند ہو اور نہ بہت پست **جواب** اسکا یہ ہی کہ کسی لغت ما
خفیہ کے معنی نہین ہے اگر تم سچے تھے تو کسی معتبر کا قول کیون نہین نقل کرتے ہو فقط اپنی رائے سے قرآن کے
الفاظ کا گہانا شروع کر دیا حالانکہ قرآن مین رای سے معنی کہنے پر نہایت وعید آئی ہی علاوہ اسکے تفسیر
ابو سعود مین اسی آیت کی تفسیر مین لکھا ہی فان الاخفاء دلیل الاخلاص یعنی اسلیے کہ اخفا کرنا
دلیل اخلاص کی ہی انتہی اور تفسیر فتح البیان مین لکھا ہی والخفیۃ الاسرار بہ فان ذلک اقطع
للعرق من الریاء یعنی معنی خفیہ کے پوشیدہ کہنے او دعا کے ہین اسلیے کہ آہستہ کہنا زیادہ قطع کرنیوالا رگ ریا کا ہی
انتہی اور تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہی وخفیۃ ای سرا قال الحسن بین دعوۃ السر ودعوۃ

الْعَلَانِيَةِ سَبْعُوْنَ ضِعْفًا وَلَقَدْ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ يَجْتَهِدُوْنَ فِي الدُّعَاءِ وَمَا يُسْمَعُ لَهُمْ صَوْتٌ اِنْ كَانَ اِلَّا هَمْسًا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَبِّهِمْ وَذٰلِكَ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ يَقُوْلُ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً وَاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى ذَكَرَ عَبْدًا صَالِحًا وَرَضِيَ فِعْلَهٗ فَقَالَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَاءً خَفِيًّا ط یعنی خفیہ کے معنی سر ہین کہا حسن بصری نے درمیان پوشیدہ اور ظاہر دعا کے ستر حصہ ہین اور تحقیق تھے جمیع مسلمان کوشش کرتے دعا مین پر نہین سُنی جاتی تھی آواز اونکی آواز نہین تھی مگر آہستہ درمیان اونکے اور پروردگار اونکے کے اور یہ اسلیے کہ خدای تعالی فرماتا ہی دعا کرو پروردگار اپنے سے خشوع کرتے ہوئے اور آہستہ اور تحقیق اللہ تعالی نے بندۂ صالح کا ذکر کیا اور اوسکے فعل سے راضی ہوا پس فرمایا جسوقت دعا کی اوسنے پروردگار اپنے سے دعای خفی انتہی اسیطرح تفسیر کشاف وغیرہ مین لکھا ہی پس باوجود اجماع لغت اور تفسیر کے معترض جناب وہی تاویل کیے جاتے ہین جو جہر کو شامل ہو اور اپنی رای کے مقابل سکو بالای طاق رکھدیا اگر زیا انصاف اونکی کسی کو تلاش ہو تو معترض صاحب کے یہان سے لوٹ باندھے ہزارون چالین یہ چلتے ہین مگر کوئی چال اونکی قرآن اور تفسیر کے مقابلہ مین نہین چلتی اس آیت مین گفتگو کرکے نہایت مضطرب ہوگئے ہین برابر تاویلون سے کام لیتے ہین حیلے بہانہ کرتے ہین مگر حق بات مخفی نہین رہتی کوئی عاقل ان تاویلات رکیکہ کو پسند نہین کرتا مگر وہ مجبور ہین کیا کرین حالت مخمصہ اور اضطرار مین آدمی معذور ہوتا ہی اسکے بعد فرماتے ہین کہ اگر فرض بھی کیا جاے کہ اس آیت سے مراد ایسی آہستگی ہی جسمین آواز نہ نکلے تو بھی حکم آمین کا اس سے مستثنی اور مخصوص ہوسکتا ہی

جواب اسکا یہ ہی کہ جبتک معترض صاحب کسی حدیث سے یہ امر ثابت نہ کردینگے کہ جہر آمین اور بعض دعاؤن کا جو بعض اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہی بطور تعلیم نہ تھا ہرگز آیت مخصوص نہین ہوسکتی ہم بعض اوقات جہر کے دعا خود قائل ہین سو یہ بوجہ تعلیم صحابہ رض کے تھا اور دلیل اسپر یہ ہی کہ اکثر جہر سے دعا کا پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین ہوتا بلکہ بعض خاص وقائع مین ثابت ہی اوس سے قرآن کی کیونکر تخصیص ہوکر جہر مسنون ہوسکتا ہی بلکہ اکثر دعائین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ ہی فرمائی ہین بعض اوقات جہر کسی غرض سے خلاف قرآن نہین ہوسکتا بلکہ خود احادیث اور آثار بھی ہمنے بیان کردیے جس سے ثابت ہوگیا کہ دعا کا اخفا کرنا بہتر ہی پس متنازع فیہ فقط یہ امر ہی کہ آمین کا جہر اکثری ثابت نہین

اور نیز اسکے کوئی وجہ مسنون ہونے آمین کی نہین ہوگی اگر بعض اوقات صادر ہوا تو ہم اسکا برابر اقرار کرتے
ہین چنانچہ بعض دعاؤن مین بھی بعض اوقات جہر ثابت ہی گفتگو اکثر اوقات مین ہی اسکے حنفیہ منکر ہین اور حدیثین
کہین اسکا پتا نہین اگر قیامت تک تلاش کیجیے گا تو کوئی حدیث ایسی نہین ملیگی جس سے اکثری فعل جہر دعا کا
ثابت ہو بلکہ دونون قسم کی احادیث موجود ہین اور ہر طرح سے ترجیح اخفا کو ثابت ہی کیونکہ اکثر صحابہؓ اور تابعین سے
اخفا معلوم ہوتا ہی اور قرآن سے تو صریح قطعی خفا ہی کیونکہ قرآن مین دعا کی اخفا کا ارشاد ہی اور آمین کے
دعا ہونے مین یا اسم اسمای الہی سے ہونے مین کسی کو کلام نہین اور عجب ہی کہ معترض صاحب نے حدیث اور قرآن کی
سند پیش کی ہی کہ اوسمین تانے معنی نہین آئے ع برین عقل و دانش بباید گریست * معترض صاحب نے
شارع کے ذمہ اظہار معنی لغوی کا تصور فرمایا ہی اسکے معنی لغت مین دیکھے ہوتے کہ دعا ہین یا نہین خدا اور رسول
احکام بتلاتے ہین یا انکو لغت تعلیم کرتے ہین پھر اگر عطا تابعی نے اسکو کہدیا تو کونسی وجہ سے قابل حجت نہوگا
دعا کا اقرار معترض صاحب کو بہرحال سے کرنا پڑیگا یا اسمای الہی مین سے ماننا پڑیگا ع یار است بیان ہیچ ہیچ
باید بود * یا معترف فتنہ و شر باید بود * ورنہ بچنین حیلہ و کیادی خویش * دو چشم پر از خون جگر باید بود *
اور ان دونونکے واسطے اخفا کا حکم ہم آیت سے بیان کر چکے ہین لہذا خالی از استحباب نہوگا مزید برآن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخفا ثابت ہوتا ہی چنانچہ شروع جواب مین احادیث ہمنے نقل کر دی ہین
اور جہر کی احادیث سے بجز بعض اوقات کے ثابت نہین ہوتا اول تو وہ حدیثین خود ضعیف ہین چنانچہ ہم
بیان کر چکے ہین کہ کسی مین انقطاع اور کسی مین ضعف ہی اور اگر مانا جاوے تو بیش ازین نیست کہ کبھی
ایسا اتفاق ہوا ہو ورنہ درمیان احادیث اور قرآن کے تطبیق دشوار ہوگی اور بجز تاویلات واہیہ اور
کچھ نہو سکیگا معترض صاحب کا ایک تکیہ کلام ہی کہ آپکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعبیر کرتے ہین اپنے کلام
اور استدلال کو بعینہ منطوق حدیث تصور کرتے ہین فرماتے ہین کہ اگر یون نہین تو کیا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی سمجھ مین نہین آیا یا دیدہ و دانستہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کا خلاف کیا نعوذ
باللہ ایسے سخت الفاظ کہے جاتے ہین اور کچھ باک نہین کرتے خود تو آنحضرت [illegible] علیہ وسلم کے فعل کو سمجھتے
نہین جب حدیث اور قرآن مین موافق عندیہ انکے تناقض ہوتا [illegible] ہی پیغمبر بجا در پردہ

کرتے ہین جناب من آپکی سمجھ مین معنی آیت کے نہین آئے یا آپ دیدہ و دانستہ اوسکے برخلاف کرتے ہین کیونکہ
آپکے نزدیک حدیث کتاب اللہ سے مقدم شمار کیجاتی ہی کتاب اللہ کو تو آپصاحبون نے بالکل بالای طاق رکھدیا ہی
اگر کوئی بخاری کی حدیث کی سند بیان ہو تو جتنا اوسکا آپکے نزدیک اعتبار ہوگا ہرگز آیت قرآن کا گو کیسی
قطعی الدلالۃ ہو ایسا اعتبار نہوگا آپ تو ضعیف حدیثون سے استدلال کرتے ہو اور دوسرا جو صریح قرآن کی
آیت پیش کرے تو اوسکو قابل استدلال نہ سمجھو کیا قرآن محض تلاوت ہی کیواسطے نازل ہوا ہی احکام کا استدلال
اوس سے صحیح نہین باوجودیکہ الفاظ کلام اللہ بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آجتک متواتر چلی
چلی آئی ہین اور احادیث مین یہ بات میسر نہین بلکہ اوسمین اس درجہ کا اختلاف ہی کہ بیان سے باہر ہی احادیث
ضعیفہ تو درکنار احادیث صحیحہ کہ جنکے تمام راوی ثقہ ہین اونمین اس درجہ کا اختلاف ہی کہ جبتک کہ کوئی بڑا ماہر نہو
ہرگز غرض نبوی صلی اللہ علیہ وسلم معلوم نہین کر سکتا پس حیف ہی کہ احادیث ضعیفہ تو ایک دوسرے کی
مؤید ہو جائین اور قرآن کی آیت کو تائید مین کچھ دخل نہو بخاری کو بعد کتاب اللہ علمانے لکھا ہی مگر حضرات
تو قبل کتاب اللہ سمجھتے ہین چنانچہ کتابین اونکی موجود ہین اور مشتی نمونہ از خروارے یہی معترض صاحب کی
کتاب کو ملاحظہ کر لیجیے کہ آیت کو حدیث کے مقابلہ مین نہین مانتے آیتون مین تو ایسی تاویلین گڑھتے ہین جو کوئی
ابلہ بھی اوسکو پسند نہین کریگا اور احادیث کے الفاظ کو یون جانتے ہین کہ بلاواسطہ ہمکو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے پہونچی ہین اور یہی الفاظ بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہین خدا جانے اونکے
امام پر وحی آئی ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی الفاظ اور اونسے یہی غرض ہی یا اونھون نے کوئی خواب
دیکھا ہی جسکی وجہ سے اپنے خیال خام مین خوش ہین پھر آمین کے بارہ مین اکیس حدیثون پر نیز بڑا ناز ہی اگر مطلق آمین
کی اکیس حدیثین مراد ہین تو اسکو ہم تسلیم کرتے ہین کہ آمین کی فضیلت و اخفا و جہر مین اس سے
زیادہ حدیثین آئی ہین اور اگر مراد یہ ہی کہ جہر آمین مین اکیس حدیثین ہین چنانچہ معترض صاحب کے قول سے
یہی دعوی معلوم ہوتا ہی تو یہ قول محض لغو اور بالکل بے اصل ہی چنانچہ پہلے ہم اسکو بیان کر گئے ہین
اونمین بجز ابوہریرہ رض اور وائل بن حجر کی حدیث کے کسی اور حدیث سے جہر ثابت نہین ہوتا اور علی رض
کی حدیث تو برعکس اسکے ثابت ہوتی ہی چنانچہ کئی کتابون سے سند اوسکی لکھدی ہی اور بعض صحابہ

فعل سے اگر جہر آمین ثابت ہوتا ہے تو اکثر صحابہ رض سے اخفای آمین سمجھا جاتا ہے فقط ان دو تین حدیثونکو
کئی کتابون مین آنے سے معترض صاحب نے بہت سا شمار کر لیا ہے اور اسقدر حرص کو ترقی دی کہ غیر جہر کی حدیثین
بھی اونمین شامل کرکے اکیس حدیثین کردین پھر اوسپر ناز کرتے ہین حالانکہ اصل اور حقیقت اونکی دو تین
حدیثین ہین کہ اونمین بھی کلام ہے اسی وجہ سے ہمنے جواب ترکی بترکی دیا ہے کہ گیارہ حدیثین متعدد کتابونکی
جنمین صریح اخفای آمین مذکور ہے لکھدین اور دس حدیثین اخفای بسم اللہ کی کہ اسپر بھی معترض کا اعتراض
تھا بیان کردین اسقدر بچونکے بہلانیکو کافی ہے کیونکہ معترض صاحب اوس چیز سے جو گنتی مین زیادہ ہو
بہت خوش ہوتے ہین جیسے اطفال خردسال عمدہ غیر عمدہ کا مطلق خیال نہین کرتے جو چیز شمار مین زیادہ ہو
اوسکو لیکر خوش ہو جاتے ہین ؎ قبول ناقصان شاہدی بجوہری باید * کہ جز طفلان خریدار نسی ہنی
تیغ چوبین را ان اکیس حدیثونپر فخر کرنے مین بھی معترض صاحب نے بعینہ لڑکپن کو کام فرمایا ہے اگر ہمکو
اختصار منظور نہوتا تو اونکے واسطے اس قسم کی سو حدیثین بلکہ زیادہ لکھدیتے اسکے بعد معترض صاحب نے
الزامی جواب دیا ہے کہ حنفیہ اس آیت کے بموجب ہر دعا کا خفیہ ہی کہنا لازم جانتے ہین تو الحمد وغیرہ دعائین قرآن کی عشا
وغیرہ مین کیون پکار کر پڑھتے ہین **جواب** اسکا کئی طرح پر ہے اول تو حنفیہ دعا کو خفیہ کہنا لازم نہین جانتے بلکہ
مستحب کہتے ہین دوسرے یہ کہ الحمد کو یا اور کسی آیت کو جو دعا کے معنو مین ہو نماز مین بطور دعا کے نہین پڑھتے بلکہ آیت قرآن
سمجھکر پڑھتے ہین اسلیے اور سورت جو دعا پر دلالت نہین کرتی ہے اوس سے بھی نماز جائز رکھتے ہین حنفیہ کو فقط قرأت
پڑھنا مقصود ہے دعا وغیرہ سے نماز مین بحث نہین البتہ التحیات اور درود اور قنوت کو بطور دعا کے پڑھتے ہین
اسی وجہ سے جہر نہین کرتے اور خارج نماز اگر قرآن کی آیت سے دعا مانگتے ہین تو اوسکو بھی آہستہ کہنا بہتر جانتے ہین تیسرے
یہ کہ الحمد وغیرہ کا تینون نماز ونمین جہر سے پڑھنا احادیث مشہورہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اور حنفیہ کے نزدیک
حدیث مشہور سے زیادتی کتاب اللہ پر ہو جاتی ہے البتہ حدیث احاد سے نہین ہوتی اور جہر الحمد مین تو اجماع
امت بھی موجود ہے لہذا الحمد وغیرہ کا جہر سے پڑھنا خلاف قرآن مجید نہوا پس معترض صاحب کا الزام محض
لغو اور مانند تار عنکبوت ہو گیا ؎ جواب اول ہی تمسے بن نہ آئی * تو آخر آپ تمنے منہ کی کھائی
اسکے بعد معترض صاحب نے کچھ اصول حنفیہ مین بحث کی ہے حالانکہ حنفیہ کے اس مسلک سے کہ آیت مفید یقین

ہوتی ہی اور حدیث آحاد مفید ظن ہی قطعی کو چھوڑ کر فقط ایک شخص کی خبر کو کہ اوسمین بہت سے احتمالات ہین
تسلیم کر لینا نچاہیے یعنی اگر صریح آیت کے ایک شخص کی خبر برعکس ہو تو اوسوقت آیت قرآنی پر عمل کرنا چاہیے مطلق
خبر نہین ورنہ اعتراض نکرتے مگر اونکے شیوہ قدیم اور عادت ذمیمہ سے کچھ بعید بھی نہین کیونکہ جس شخص نے باوجود ہونے
احادیث مرفوعہ اور عمل صحابہ کے سو مسئلونکو بیدھڑک قلمبند کر دیا اور کچھ خدا کا خوف نکیا پھر مزید بر آن اونکو
مخالف حدیث او قرآن تبلادیا اور پھر ان مسائل کی وجہ سے جسقدر طعن اور تشنیع ائمہ مجتہدین پر کی ہی گویا اپنی
خیانت تعصب مذہبی کی داد دی ہی ایسا شخص جو کچھ لکھے تھوڑا ہی اسیوجہ سے ہمکو تو اوسکے ایمان پر بھی شک معلوم ہوتا ہی
کیونکہ اس ظفر مبین مین اونھون نے در پردہ صحابہؓ اور تابعین بلکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین سوء ادبی
کی ہی حاصل کلام اس مسئلہ کو آمین مین کچھ تعلق تھا خود بخود حنفیہ کیطرف سے ضعیف جواب گڑھکر اوسکا جواب
الجواب معترض صاحب دینے لگتے ہین پھر تعجب یہ ہی کہ حنفیہ کے مسلک شرعی سے بالکل آگاہی نہین بجز نواب صاحب
امیر بھوپال کے رسالون کے کسی محقق کی کتاب ملاحظہ سامی سے ہنوز نہین گذری مگر دخل در معقولات دینے کو آمادہ ہین
چنانچہ بحث اوسکی آگے آتی ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ ابن نجیم امام اعظم کے مقلد اگر نماز مین آمین پکار کر اسلیے نہین کہتے
کہ الخ **جواب** اسکا یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پکار کر آمین بعض اوقات مین ثابت ہوتی ہی اسکے سوا اگر
آپکے پاس کوئی سند ہو تو لائیے **فَأْتُوهَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ** ورنہ صحابہؓ کا فعل ہرگز اخفا تو نا
اور گفتگو استحباب اور عدم استحباب مین ہی حنفیہ جہر آمین کو جائز جانتے ہین مگر مستحب نہین جانتے البتہ اگر کوئی
بطور تعلیم جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہر کیا ہی کریگا تو کوئی قباحت نہین مگر آجکل ظاہر ہی کہ تعلیم کی
کوئی ضرورت نہین ہی سبکو یہ احکام معلوم ہین پس جسقدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو ہی
وہ بیشک موافق مرضی خدای تعالی کے ہی اور اوسمین جو غلو اور ترقی ہو گئی ہی یہ ہرگز رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا فعل ثابت نہین ہوتا پس حنفیہ کو جہر کی حدیث گو اوسمین کلام ہی اور اخفا کی حدیث جو صحیح الاسناد
بقول حاکم ہی با اینہمہ اسکا اقرار ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کبھی جہر بھی صادر ہوا ہی تاکہ حکم اخفا
اور جہر کی حدیث مین تطبیق ہو جاے اور فعل صحابہؓ بھی بجا ہی خود رہے پس جسکا حنفیہ انکار کرتے ہین وہ امر حدیث سے
ثابت نہین اور جسکا اقرار کرتے ہین وہ حدیث سے تو ثابت ہوتا ہی مگر معترض صاحب کے کہ اپنے دعوی کو بعینہ

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوی تصور کرتے ہین مخالف ہوا جاتا ہی اسلیے معترض صاحب بہت بگڑے دل
نظر آتے ہین خدا خیر کرے ؎ آج وہ شوخ غضب پہ ہی خدا خیر کرے * غصے مین جامہ سے باہر ہی خدا خیر کرے *
قولہ پہلا مسئلہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا الخ اقول
عرفات اور مزدلفہ مین جمع کی حدیثین اس کثرت سے موجود ہین کہ احاد سے گذر کر مشہور تک بلکہ فی المعنی متواتر ہین
اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی موجود ہی پس حنفیہ کے نزدیک اس قسم کی حدیث سے یقین ہوجاتا ہی اور زیادتی اوسکی کتاب اللہ
پر کسی وجہ نسخ ہی درست ہی کوئی حدیث آحاد پیش کیجیے اور ایک آیت قطعی الدلالۃ اون دونو مین اگر مخالفت
ہوگی تو بیشک حنفیہ کے نزدیک آیت پر عمل ہوگا آپکو حنفیہ کے مسلک سے مطلق خبر نہین یا خبر ہی مگر عوام الناس کو
اشتباہ مین ڈالنے کیواسطے اس قسم کے مغالطے شروع کیے ہین قولہ دوسرا مسئلہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی
حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّهٰتُکُمْ وَبَنٰتُکُمْ الخ اقول اس آیت مین کہین نہین سمجھا جاتا کہ سوای ان
عورتون کے دوسری عورتین حرام نہین فقط اس آیت سے اتنا معلوم ہوتا ہی کہ یہ عورتین جو آیت مین مذکور
ہین قطعی حرام ہین اور دوسری عورتون کا آیت سے ثابت ہی جیسے حمار اہلی کا قرآن مین ذکر نہین اور حدیث
مین اوسکی حرمت وارد ہی پس حدیث مخالف قرآن کے نہوئی البتہ جو عورتین قرآن مین مذکور ہین اونمین سے
اگر بالفرض کسی عورت کی حلت حدیث مین وارد ہوتی تو اوس وقت حنفیہ خبر احاد سے اوسکو جبتک مشہور خبر ثابت
نہوتی قرآن کو ترک نکرتے اور پھوپی اور خالہ کا قرآن مین کہین پتا بھی نہین پس اس حدیث کو قرآن
کے مخالف سمجھنا سراسر جہالت ہی جسمین فرق بین ہو معترض صاحب اوسکو بھی بیباکانہ لکھدیتے ہین تاکہ
عوام تصور کرین کہ مسائل حنفیہ بھی انکو خوب یاد ہین حالانکہ معترض صاحب کو حدیث مطلق نہین سمجھتے
اور نہ تطبیق دینا جانتے ہین مگر محض حدیثون کی نقل کرنے مین عاجز نہین اور حنفیہ کچھ کہتے ہین اور معترض صاحب
اونکی طرف سے اور کچھ اختراع کرتے ہین اور ناحق مسائل فقہیہ کے مطلب سمجھنے کا دم بھرتے ہین ؎
کمی پسند و خردہ خردہ بین * مدعیت مست تو لی جست چاق * تو بروی تصدیق او * وان پی تغلیط
فاین الوفاق * قولہ تیسرا مسئلہ آیت اُمَّهٰتُکُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَکُمْ الخ اقول اس آیت سے ہرگز یہ
نہین معلوم ہوتا کہ سوای ان دو قسم کے اور حلال ہین ایک شی کی حرمت بیان کرنے سے دوسری

نہی کی کیونکہ حلت اوس قول سے ہو سکتی ہی دوسری شے کے حکم سے وہ قول ساکت ہوتا ہی جبتک
دوسرا حکم اوس دوسری شی کے واسطے نہو اول حکم اسکے واسطے کافی نہوگا جسمین وہ حکم وارد ہی اوپر
رہیگا پس جو احکام قرآن مین مذکور نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی تصریح کردی ہی
اونکو تسلیم کرلینا عین ایمان ہی ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم جو قرآن مین جابجا موجود
ہی بیکار ہوگا پس جب ہمکو یہ معلوم ہوجاے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قول بیشک فرمایا ہی
اوسوقت موافق آیت کے اطاعت واجب ہی اور اگر ہمکو اوسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے
ہونے مین یقین نہو اور پھر آیت کے وہ قول مخالف بھی ہو تو اوسوقت ہم اوسکو اس حیثیت سے ترک نہین کرتے
کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی بلکہ بوجہ عدم تیقن ارشاد ہونے کے آیت پر ترجیح نہین دیتے
ورنہ جس شخص نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کوئی ایسا ارشاد سُنا کہ وہ اپنے
معنی مین قطعی الدلالت ہی تو اوس شخص کو اوسپر عمل کرنا واجب ہی گو کتاب اللہ کے مخالف ہو اسلیے کہ اوسوقت
اوسسے نسخ کتاب سمجھا جائیگا پس جو حدیثین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہین اسیوجہ سے
اونمین تفصیل کیجاتی ہی کہ ایک حدیث متواتر کہلاتی ہی جسکے اسقدر راوی ہر زمانہ مین چلے آئے ہون
کہ اونکا کذب پر مجتمع ہونا عقل محال تصور کرتی ہو اور دوسری حدیث مشہور ہی کہ ابتدا مین تو اوسکو
ایک دو نے بیان کیا پھر وہ حدیث اسقدر پھیلی کہ آنحضرت صحابہ رضؓ اور تابعین وغیرہ اوسکو برابر روایت کرتے
چلے آئے کہ اونکا کذب پر مجتمع ہونا محال ہو پس ان دو قسمون سے قرآن کی آیت منسوخ ہوجاتی ہی
اور تیسری قسم حدیث آحاد ہی جسکے ایک دو راوی ہون یہ قسم موجب ظن ہوتی ہی اگر مخالف قرآن
ہوگی تو آیت اوسکی وجہ سے منسوخ نہین ہوگی بلکہ عمل آیت پر کہ یقینی ہی لیا جائیگا اور حدیث ظنی مین
تاویل معقول کردیجائیگی پس حدیث آحاد بوجہ ہونے بہت سے واسطون کے ترک کیجائیگی کیونکہ بلاواسطہ علم
مین اور علم بوسائط مین فرق ظاہر ہی اور اگر مخالف قرآن وہ حدیث نہوگی تو اوسپر گو وہ ظنی ہی عمل کرنا
واجب ہی اور یہ امر بدیہی ہی کہ بلاواسطہ علم اور بواسطہ تواتر موجب یقین ہوتا ہی اور اگر ایک دو شخص
کسی بات کو بیان کرین تو اونکے بیان مین ضرور کوئی وجہ ہوگی ورنہ خلاف تواتر واقع نہوتا پس الحاصل

صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بشر عشیم ہی اگر ثابت ہو جاوے راویوں کی وجہ سے احادیث میں بہت فرق ہو گیا ہے
لہذا ایسے موقع پر کہ قرآن کے حدیث آحاد برخلاف ہو کہنا سمکو سہل ہے کہ راوی سے کوئی غلطی سہواً ہو گئی ہو گی مگر
خدا کی طرف ایسی نسبت کرنی حضرت ظاہریہ ہی کا کام ہے یا پیغمبر صلی اللہ علیہ سلم کی طرف خبر آحاد سے
مخالفت قرآن کی نسبت کرنی اونھیں حضرات کا شیوہ ہے جنھون نے احادیث مین اس درجہ کا غلو کیا ہے کہ اوسکے
مقابلہ مین قرآن کی کچھ بھی حقیقت نہین سمجھتے اور ایک دو شخص کے قول کو خدا کے قول پر ترجیح دیتے ہیں
حالانکہ خدا کا کذب محال ہے اور راوی کا محال نہین قرآن مین ابراہیم علیہ السلام کا قول اِنِّی سَقِیْمٌ
آیا ہے جسکے یہ معنی ہین کہ تحقیق مین بیمار ہون اور حدیث مین وارد ہے کہ ابراہیم علیہ السلام تین بار جھوٹ بولے
ہین ایک تو اونمین یہی صورت ہے کہ اپکو بیمار بتلایا اور امام فخر الدین رازی باوجود صحیح حدیث ہونے کے اسکا
انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ پیغمبر کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنے سے مجکو یہ امر سہل معلوم ہوتا ہے کہ راوی
کی طرف نسبت کرون چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھتے ہین قَالَ بَعْضُهُمْ ذٰلِكَ الْقَوْلُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ كِذْبَةٌ
وَرَوَوْا فِيْهِ حَدِيْثًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَا كَذَبَ اِبْرَاهِيْمُ اِلَّا ثَلٰثَ كَذِبَاتٍ
قُلْتُ لِبَعْضِهِمْ هٰذَا الْحَدِيْثُ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّقْبَلَ لِاَنَّ نِسْبَةَ الْكَذِبِ اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ لَا تَجُوْزُ فَقَالَ
ذٰلِكَ الرَّجُلُ فَكَيْفَ يُحْكَمُ بِالْكَذِبِ الرُّوَاةِ الْعُدُوْلِ فَقُلْتُ لَمَّا وَقَعَ التَّعَارُضُ بَيْنَ نِسْبَةِ
الْكَذِبِ اِلَى الرَّاوِيْ وَبَيْنَ نِسْبَتِهٖ اِلَى الْخَلِيْلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ الْمَعْلُوْمُ بِالضَّرُوْرَةِ اَنَّ نِسْبَتَهٗ
الْكَذِبِ اِلَى الرَّاوِيْ اَوْلٰى یعنی بعضون نے کہا کہ کہنا ابراہیم علیہ السلام کا جھوٹ ہے اور بیان کی اونھون نے اسمین
ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرمایا آپ نے نہین جھوٹ کہا ابراہیم نے مگر تین بار مینے اوسسے کہا یہ
حدیث قبول کرنے کے لائق نہین اسلیے کہ جھوٹ کی نسبت ابراہیم علیہ السلام کی طرف جائز نہین پس کہا
اوس شخص نے کیونکر حکم کیا جاوے ساتھ جھوٹ بولنے ثقہ راویون کے مینے کہا جبکہ درمیان نسبت کرنے جھوٹ کی طرف
راوی کے اور درمیان نسبت کرنی جھوٹ کی طرف ابراہیم خلیل اللہ کے تعارض واقع ہوا تو بالضرور جانا جاویگا
کہ نسبت جھوٹ کی طرف راوی کے بہتر ہے انتہی **حاصل** یہ ہے کہ حدیث مین سوای ان دو قسمون کے
(جو قرآن شریف مین مذکور ہین) آنے سے مخالفت قرآن نہین ہو سکتی یہ حکم اوپر ہی اور رہ گیا اوسکے ہونا

احکام احادیث مین مذکور ہین اور قرآن مین نہین کیا اور نمین مخالف ہی جو حدیث مشہور یا متواتر کی ضرورت
پڑی ایسے مسائل کو قطعی اور ظنی کی بحث مین لکھنا انشا نہ مضحکہ عام و خاص کا بننا ہی معترض صاحب کو مطلق
خیال نہین ہی اشتباہ بیس کو مثل حاطب اللیل کے اخذ کرتے ہین اور پھر طرہ اوس پر یہ کہ ندامت تو درکنار اونکو
فخریہ لوگونکے سامنے پیش کرتے ہین خیر خدا تعالی اونکو اس تلبیس سے بچاوے اور ان افعال اور اقوال سے
توبہ نصیب فرماوے آمین **قولہ** چوتھا مسئلہ فرمایا اللہ تعالی نے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ
مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ الخ **اقول** یہ آیت مطلق نہین بلکہ مقید ہی اور مقید ظنی ہوتی ہی پس ظنیات سے
اوسکو خاص کر لینا جائز ہوا چنانچہ فتح القدیر مین لکھا ہی وَلَاشَکَّ اَنَّ اِطْلَاقَ قَوْلِہٖ تَعَالٰی فَاسْعَوْا
مُقَیَّدٌ بِخُصُوْصِ مَکَانٍ وَمَخْصُوْصٌ مِنْہُ کَثِیْرٌ کَالْعَبِیْدِ وَالْمُسَافِرِیْنَ فَجَازَ تَخْصِیْصُہٗ بِظَنِّیٍّ
اٰخَرَ فَیُخَصُّ بِمَنْ اَمَرَہُ السُّلْطَانُ اَیْضًا یعنی نہین شک ہی اسمین کہ مطلق ہونا آیت فَاسْعَوْا الخ کا ساتھ
خاص مکان کے مقید ہی اور بہت اشیا اوس سے خاص کی گئی ہین مثل غلامون اور مسافرون کے پس جائز ہوا
خاص کرنا اوسکا ساتھ ظنی دوسری کے پس خاص کیا جائیگا وہ اوس شخص سے بھی جسکو بادشاہ امر کرے انتہی
اور برہان شرح مواہب الرحمن مین لکھا ہی اِنَّ قَوْلَہٗ تَعَالٰی فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ لَیْسَ عَلٰی اِطْلَاقِہٖ
اِتِّفَاقًا بَیْنَ الْاَئِمَّۃِ اِذْ لَا یَجُوْزُ اِقَامَتُہَا فِی الْبَرَارِیْ اِجْمَاعًا یعنی تحقیق فرمانا اللہ تعالی کا کہ چلو تم
طرف ذکر اللہ کے مطلق نہین ہی بوجہ اتفاق سب اماموں کے اسلیے کہ قائم کرنا جمعہ کا جنگلون مین بالاجماع جائز
نہین انتہی پس جب یہ آیت مطلق نہوئی بلکہ مقید بالاجماع ہوئی تو مسافر اور عورت اور مریض پر بموجب حدیث
جمعہ واجب نہوگا کیونکہ آیت مین بعضی چیزونکے بالاجماع خاص ہونے سے احتمال اس امر کا پیدا ہو گیا کہ
شاید دوسری اشیا بھی اس سے خاص ہون پس اوسوقت ظنی حدیث بھی کافی ہو جائیگی اور آیت مین دوسری
تخصیص پیدا کر دیگی البتہ جو آیت مطلق ہی اوسمین حدیث ظنی سے تخصیص نہین ہوتی پس اس مقید آیت کو
اس بحث مین پیش کرنا اور حنفیہ کے مذہب کو خلاف اصول مقررہ کے واسطے مغالطہ دہی عوام کے بیان کرنا غایت عجب
کی غریب بات ہی **ف** وای بر فرقہ کہ ہمت شان ٭ جملہ کنبادی بود غما باشد ٭ حنفیہ نے موافق قرآن اور
حدیث کے وہ اصول مقرر کیے ہین کہ کسی مذہب مین ایسے تحقیق نہین حتی کہ منطق کے قاعدے تو ٹ جاتے ہین

مگر حنفیہ کے قواعد اور کلیات برابر نقض سے پاک ہین البتہ جو شخص حنفیہ کے مذہب سے آگاہی نہین رکھتا وہ اپنے
لا علمی سے جو چاہتا ہی کہتا ہی مگر اسکا کچھ تعجب نہین اسواسطے کہ جب قرآن اور حدیث پر لوگون نے اعتراض کیے
ہین چہ جای مقلدین او ائمہ مجتہدین ﴿ مَا أَنجَا اللهُ وَالرَّسُولُ مَعًا مِّن لِّسَانِ الْوَرَىٰ فَكَيْفَ أَنَا ﴾
اور اندھی کا خارج ہونا خود آیت ہی سے سمجھا جاتا ہی کیونکہ لفظ سعی اسمین موجود ہی اور ظاہر ہی کہ سعی سے
نابینا معذور ہی مگر باینہمہ حنفیہ کے نزدیک اگر یہ لوگ جمعہ مین شامل ہو جائینگے تو پھر ظہر کی نماز اونسے ساقط
ہو جائیگی اور لڑکا تو بالاجماع مرفوع القلم ہی اور حدیث مین بھی تین شخصونکے لیے وارد ہی کہ اونسے قلم تکلیف کا
اوٹھالیا گیا ہی ایک نابالغ دوسرا سویا ہوا تیسرا مجنون اسیوجہ سے حنفیہ و شروط جمعہ کے موافق اور احادیث
کے بڑھاتے ہین چنانچہ حاکم کی شرط ابن ماجہ وغیرہ کی حدیث سے معلوم ہوتی ہی جابر بن عبداللہ رضی سے
روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانو تم کہ اللہ تعالی نے تمپر جمعہ فرض کیا ہی میرے اس مقام
مین اور میرے اس دن مین اور میرے اس مہینے مین اور میرے اس سال مین قیامت تک پس جو شخص اوسکو
ترک کریگا میری زندگی مین یا بعد میرے اور حال یہ ہی کہ واسطے اوسکے امام عادل یا جابر ہوگا واسطے آسان سمجھنے
اوسکے اور انکار اوسکے کے پس نہ جمع کرے پریشانی اوسکی اور نہ برکت دیوے اللہ اوسکے کام مین خبردار ہو نہ
نماز اوسکی اور نہ زکوۃ اوسکی اور نہ حج اوسکا اور نہ روزہ اوسکا انتہی مختصرًا اور کہا شیخ الاسلام عمدۃ
المحدثین علامہ عینی نے یہ حدیث بوجہ کثرت طرق اور وجوہ متعددہ کے روایت کی گئی ہی اسیوجہ سے اسمین قوت
آگئی ہی پس حجت ہونے سے منع نہین کرتی انتہی اس حدیث سے شرط ہونا حاکم کا واسطے جمعہ کے ثابت ہوا کیونکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس حال مین کہ امام عادل یا جابر ہو ترک کرنے جمعہ پر وعید فرمائی پس معلوم ہوا
کہ امام یعنی حاکم کا ہونا جمعہ کے واسطے شرط ہی پھر حنفیہ نے تو ہندوستان مین بھی باوجود مسلمان حاکم
نہونے کے جمعہ کا فتوی دیا ہی اور کہتے ہین کہ اہل اسلام جمع ہو کر جسکے پیچھے جمعہ پڑھینگے وہی امام ہی مگر حدیث
سے معلوم ہوتا ہی کہ امام کے معنی حاکم کے ہین کیونکہ صفت اوسکی عادل یا جابر مذکور ہی یہ صفت
حکام مین ہوتی ہی سیجا امام کے واسطے کہنا بیجا ہی مگر احتیاطًا متاخرین حنفیہ نے حاکم کی قید کو بھی
اوڑا دیا ہی گو اس حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہی جو امام صاحب کی غرض ہی اور حسن بصری سے بھی منقول ہی

کہ جا چیزین بادشاہ کی تفویض مین ہین کہ اونمین سے جمعہ و عیدین بھی ہی پھر اگر امام صاحب نے امام کی
شرط فرمادی باوجودیکہ کسی حدیث مین اوسکی نفی نہین پائی جاتی بلکہ ان دونون حدیثون سے شرط امام جمعہ
کیواسطے معلوم ہوتی ہی تو خلاف حدیث ہوا یا موافق حدیث کے ہوا سے تمھین کہو تو کہہ ہی اسمین کسکی رای صواب ہی
اور آیت کو ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہین کہ بوجہ تخصیص اجماع کے ظنی ہوگئی ہی پس خلاف قاعدۂ اصول
اور خلاف قرآن بھی نہوا البتہ امام کا شرط نہونا خلاف حدیث ہوگا اور علی رض کی امامت بوقت
محصور ہونے عثمان رض کے (گو اسکی تصریح نہین آئی کہ اونھون نے اجازت لی تھی یا نہین مگر موافق اس حدیث
کے) محمول بر اذن کیجائیگی ورنہ عدم اذن کہین ثابت نہین ہوتا ہی پس خلاف حدیث محمول کرنا بعید
ہی اور اگر اوسوقت اذن سے مجبوری ہوگی تو بھی اس حالت مین حنفیہ کے نزدیک نماز جائز ہی چنانچہ امام المحدثین
علامہ عینی نے لکھدیا ہی کہ ہمارے نزدیک ایسی صورت مین کہ حاکم کا اذن لینا ممکن نہو تو جمعہ ایک شخص کے پیچھے
جس سے لوگ راضی ہوجائین جائز ہی باقی رہی شرط شہر ہونے کی اوسکے واسطے بھی حدیث موجود ہی مصنف ابن
ابی شیبہ مین علی رض سے روایت ہی کہ فرمایا اونھون نے لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيقَ وَلَا صَلٰوةَ فِطْرٍ وَلَا اَضْحٰے
اِلَّا فِي مِصْرٍ جَامِعٍ اَوْ مَدِيْنَةٍ عَظِيْمَةٍ یعنی نہین جمعہ اور نہ تشریق اور نہ عیدین مگر مصر جامع مین یا بڑے
شہر مین انتہی اور فتح القدیر مین ہی وَصَحَّحَهُ ابْنُ حَزْمٍ وَكَفٰى بِعَلِيٍّ قُدْوَةً یعنی صحیح کہا اس حدیث کو
ابن حزم ظاہری نے اور کفایت کرتا ہی اتباع علی رض کا انتہی اور مسند عبد الرزاق مین بھی یہ حدیث موجود ہی
اور ظاہر ہی کہ اس قسم کی حدیث حکما مرفوع ہوتی ہی کیونکہ یہ امر عقل سے ثابت ہونا بعید ہی پس اگر دوسرے
صحابی کے قول سے معارضہ ہوگا تو علی رض کا قول مقدم شمار کیا جائیگا حالانکہ ابتک کوئی حدیث معارض
اس حدیث کے مذکور نہین ہوئی یا وجہ ہی کہ صحابہ رض سے یہ امر منقول نہین کہ جب اونھون نے شہرونکو فتح کیا ہو
تو منبر اور جمعہ کا گانؤنمین بھی حکم دیا ہو بلکہ شہرونمین جمعہ کیواسطے حکم دیتے اور منبر رکھوا دیتے اور اگر کہین گانؤن
مین بھی حکم دیا ہوتا تو کوئی روایت گو آحاد ہی سہی ضرور مروی ہوتی اور مصر جامع کی تفسیر مین اختلاف ہی
امام صاحب سے مختلف روایتین ہین ایک یہ ہی کہ مصر جامع وہ جگہ ہی جہان حوائج ضروری متعلق عیال و
اطفال مہیا ہون اور دوسری یہ ہی کہ جہان امیر اور قاضی احکام اور حدود جاری کرتے ہون اور

۱۲ مصنف ابن ابی شیبہ ۱۲ فتح القدیر باب صلوٰۃ الجمعہ

یعنی مصر جامع کے امام ابو یوسف رح سے بھی منقول ہین اور تیسری یہ ہی کہ مصر جامع وہ ہی جہان کوچہ و بازار اور متعلق اوسکے گانوٴن ہون کہ آدمی بوقت حوادث اوسمین رجوع کر جائین اور سفیان ثوری رح کے نزدیک مصر جامع وہ ہی کہ آدمی جسکو شہر جانتے ہون اور امام کرخی رح اور علامہ زمخشری رح کے نزدیک جسمین حدود و احکام جاری ہون اور ابو عبد اللہ بلخی کے نزدیک مصر جامع وہ ہی جسکی بڑی سی بڑی مسجد مین آدمی سما نہ سکین **حاصل کلام** یہ ہی کہ حنفیہ نے یہ شرط مخالف حدیث نہین لگائی بلکہ جب تمام صحابہ مصر ہی مین جمعہ کا حکم دیتے تھے اور علی رض سے بھی شرط مصر کی منقول ہی اور ابن حزم جنکو تمام فرقہ ظاہریہ اپنا پیشوا سمجھتے ہین اس حدیث کی تصحیح کرتے ہین تو پھر امام صاحب نے اس شرط کے لگانے مین مخالفت قرآن و حدیث کی نکی بلکہ عین موافقت ہوگئی البتہ گانوٴن مین جمعہ و عیدین کی کوئی حجت نہین پائی جاتی ورنہ صحابہ رض سے ضرور منقول ہوتا اور حوالی کا گانوٴن ہونا ثابت نہین کیونکہ شہر کو قریہ بھی بولتے ہین اور لغت مین بھی اوسکے قلعہ کے معنی ہین لکھا ہی اور قلعہ پر مصر جامع کی تعریف صادق آتی ہی چنانچہ تحقیق اسکی مسئلہ ہشتاد و ششم کے جواب مین بیان ہوگئی ہی غرضکہ امام صاحب بموافق حدیث اور قرآن کے کہتے ہین مگر فرقہ ظاہریہ باینہمہ دعوی عمل بالحدیث سراسر خلاف حدیث اور قرآن کرتے ہین اپنے گریبان مین تو منہ ڈالکر نہین دیکھتے دوسرو پر طعن کرتے ہین ؎ اپنی فضیحتی پر انھین کچھ نہین نظر ۔ اندھے ہین خود پر اورونکو جانتے ہین بے بصر ۔ **قولہ** پانچوان مسئلہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ الخ **اقول** جواب اسکا یہ ہی کہ یہ آیت خاص محل تیمم کے حق مین جو رہی متوضی اسمین داخل نہین ورنہ تقدیر اسکی یون ہی اذا قمتم الی الصلوة وانتم محدثین یعنی جسوقت تم نماز کے لیے کھڑے ہو اور وضو سے نہو اسوقت وضو کرو چنانچہ تفسیر احمدی مین لکھا ہی وتقدیر وانتم محدثون مشهور عند البعض وقیل معناه اذا قمتم من النوم لانه دلیل الحدث على ما روی عن ابن عباس رض کما ذکر فی المدارک یعنی تقدیر آیت کی وانتم محدثون مشہور ہی نزدیک بعض کے اور بعضون نے کہا معنی اوسکے جسوقت اوٹھو تم خواب سے کیونکہ سونا دلیل حدث کی ہی چنانچہ یہی روایت ابن عباس رض سے کی گئی ہی جیسا کہ تصریح اسکی تفسیر مدارک مین موجود ہی انتہی

حاصل کلام یہ ہوکہ ابن عباسؓ جو بڑے جلیل القدر صحابی اور بڑے مفسر ہین اسکی تقدیر مِن
النوم متعلق تو محذوف مانتے ہین پس معلوم ہوا کہ حدث کی قید اسمین ضرور ہو مطلق نہین اور
تفسیر کشاف مین لکھا ہو قُلْتُ یَحْتَمِلُ اَنْ یَّکُوْنَ الْاَمْرُ لِلْوُجُوْبِ فَیَکُوْنُ الْخِطَابُ لِلْمُحْدِثِیْنَ خَاصَّةً
وَاَنْ یَّکُوْنَ لِلنَّدْبِ فَاِنْ قُلْتَ هَلْ یَجُوْزُ اَنْ یَّکُوْنَ الْاَمْرُ شَامِلًا لِلْمُحْدِثِیْنَ وَغَیْرِهِمْ
لِهٰؤُلَاءِ عَلٰی وَجْهِ الْاِیْجَابِ وَلِهٰؤُلَاءِ عَلٰی وَجْهِ النَّدْبِ قُلْتُ لَا یعنی مین جواب دونگا احتمال
ہو کہ امر واسطے وجوب کے ہو پس ہوگا خطاب خاص واسطے بے وضو لوگونکے اور یہ بھی احتمال ہو کہ امر واسطے
استحباب کے ہو پس اگر کہے تو کیا جائز ہو کہ امر باوضو اور بے وضو دونونکو شامل ہو اونکو بطور ایجاب کے اور انکو بطور
استحباب کے مین کہونگا نہین جائز ہو انتہی حاصل یہ ہو کہ اگر امر واسطے وجوب کے لیا جاتا ہو تو بالاتفاق
بے وضو لوگ مراد ہین اور اگر امر ندبی ہو تو اوسوقت باوضو لوگ ہی ہونگے مگر بے وضو کے واسطے آیت ساکت
ہوگی باوجودیکہ ضرورت بیان کی اسمین زیادہ ہو اور دوسمین تحصیل حاصل ہو گو مستحب ہی ہو اور تفسیر فتح البیان
مین لکھا ہو وَالتَّقْدِیْرُ اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ وَاَنْتُمْ عَلٰی غَیْرِ طُهْرٍ وَهٰذَا اَحَدُ اِخْتِصَارَاتِ الْقُرْاٰنِ
وَهُوَ کَثِیْرٌ جِدًّا یعنی اور تقدیر آیت کی جسوقت کھڑے ہو تم طرف نماز کے اور حال یہ ہو کہ تم بے وضو ہو اور
یہ تقدیر منجملہ اور اختصارات قرآن کے ہو اور یہ بکثرت ہو انتہی پس اس تفسیر سے بھی جسکی معترض صاحب بہت
سند لائے ہین معلوم ہوا کہ یہان یہ لفظ مقدر ہو اور اس قسم کا اختصار بہت آیا ہو اور قرینہ اسپر اس آیت سے
آگے وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا کا موجود ہو یعنی اگر بے وضو ہو تو وضو کرلو اور اگر جنابت سے ہو تو غسل کرلو
پس آیت عام نہوئی بلکہ خاص ونکے حقمین وارد ہوئی جو طہارت سے نہون اور یہ مقدر الفاظ مثل
مذکور کے ہوتے ہین پس اسکو عام سمجھکر حنفیہ پر اعتراض کرنا محض مغالطہ ہی ہو پھر کثرت سے احادیث بھی اسکی مؤید
موجود ہین چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہو وَدَلِیْلُ الْجُمْهُوْرِ الْاَحَادِیْثُ الصَّحِیْحَةُ
مِنْهَا هٰذَا الْحَدِیْثُ وَحَدِیْثُ اَنَسٍ فِیْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
یَتَوَضَّأُ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوةٍ وَکَانَ اَحَدُنَا یَکْفِیْهِ الْوُضُوْءُ مَا لَمْ یُحْدِثْ وَحَدِیْثُ سُوَیْدِ
ابْنِ النُّعْمَانِ فِیْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ اَیْضًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَّی الْعَصْرَ

۲ تفسیر کشاف مطبوعہ ... جلد اول صفحہ ۲۴۳ — تفسیر فتح البیان جلد اول صفحہ ۲۹۰ — شرح مسلم جلد اول صفحہ ۱۲۵

ثُمَّ اَکَلَ سَوِیْقًا ثُمَّ صَلَّی الْمَغْرِبَ وَلَمْ یَتَوَضَّأْ وَفِیْ مَعْنَاہُ اَحَادِیْثُ کَثِیْرَۃٌ کَحَدِیْثِ الْجَمْعِ بَیْنَ الصَّلَاتَیْنِ بِعَرَفَۃَ وَالْمُزْدَلِفَۃِ وَسَائِرِ الْاَسْفَارِ وَالْجَمْعِ بَیْنَ الصَّلَوَاتِ الْفَائِتَاتِ یَوْمَ الْخَنْدَقِ وَغَیْرِ ذٰلِکَ یعنی دلیل جمہور کی احادیث صحیحہ ہین کہ اونسے ایک تو یہی حدیث مسلم کی اور دوسری حدیث انس رض کی صحیح بخاری مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے واسطے ہر نماز کے اور ہم لوگونکو ایک ہی وضو جبتک حدث نکرتے کافی ہوجاتا تھا اور تیسری حدیث سوید بن نعمان کی کہ صحیح بخاری مین آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی پھر ستو کھائے پھر مغرب کی نماز پڑھی اور وضو نہین کیا اور اسی معنی کی بہت حدیثین وارد ہین جیسے حدیث جمع بین الصلاتین عرفہ اور مزدلفہ مین اور تمام سفرونمین اور حدیث جمع قضا نمازونکی دن خندق کے اور سوا اسکے موجود ہین انتہی اسیطرح کی حدیثین ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ وغیرہ تمام کتب حدیث مین موجود ہین اور داؤد ظاہری جو فرقہ ظاہریہ کے مقتدا اور پیشوا ہین وہ ہرگز جائز نہین رکھتے کہ ایک وضو کی نمازونکو کافی ہوجاے بلکہ ہر نماز کے واسطے تازہ وضو واجب جانتے ہین پس فرقہ ظاہریہ کو مناسب تھا کہ یہ تمام حدیثین اور اجماع امت اسمین نقل کرتے اور کہتے کہ یہ مسئلہ اونکا صحیح احادیث اور اجماع صحابہ رض اور تابعین کے برخلاف ہے امام صاحب کا کچھ قصور نہین بلکہ ہر ایک کا ماخذ موجود ہے ورنہ کوئی مخالفت حدیث سے پاک دامن نہین اگر ایک حدیث کے موافق ہے تو دوسری کے مخالف ہے تو اسمین کسیکا حال ظاہر کرنا اچھا نہین سمجھتے اور نہ اس قسم کی مخالفت کو قابل جہنم نعوذ باللہ جانتے ہین اگر ہمارا خدانخواستہ معترض صاحب کاسا عقیدہ بھی ہوتا تو پھر ہم تو ایسی قلعی اوس طرف کی کھولتے کہ یاد ہی ہو شاید اسلیے فقط ہم اشارہ پر اکتفا کرجاتے ہین اگر معترض صاحب زیادہ چون وچرا کرینگے تو پھر اونکو مشکل پڑجائیگی اور انشاء اللہ جسقدر دی ہین وہ جلینگے ہم اونکا پیچھا نچھوڑینگے اور جواب باصواب سے منہ نہ موڑینگے ؎ میدان ہے کاغذ تو قلم اپنا ہے چوگان ✦ ہان مرد جو ہو آئے مقابل مین ہمارے یان

اگر اونکو ان مسائل مین شبہہ ہوتا تو مناسب تھا کہ الفاظ مہذبانہ لکھکر رفع اشتباہ کرلیتے **خلاصہ** یہ ہے کہ داؤد ظاہری باوجود کثرت احادیث کے اس آیت کو باوجود خاص ہونیکے عام لیتے ہین اور منسوخ ہونا قرآن کا حدیث سے جائز نہین رکھتے چنانچہ تفسیر کبیر مین اونکا مذہب مع جواب مفصل موجود ہے مگر تعجب یہ ہے

مرصص کو عام کر لینا حال آنکہ کوئی قرینہ اوسپر موجود نہین بلکہ خصوصیت کا قرینہ خود عبارت مین موجود ہی پھر
احادیث صحیحہ بخاری و مسلم کو اونھون نے اسکے مقابلہ مین ایک غبار سمجھا پس معلوم ہوا کہ ظاہریہ نے اعتقاد کیا
کہ جیسا قرآن جو اونھون نے ظاہری سمجھا تھے ویسا پیغمبر بھی نہین سمجھے ورنہ ایک وضو سے کئی نمازین نہ پڑھتے
کیا یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوئی تھے امام ہمارے صلی اللہ علیہ وسلم پر اوتری ہی یا دیدہ و دانستہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اسکا خلاف کیا ہی مسلمان کی تو یہ شان نہین کہ انمین سے کوئی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تجویز کرے
لیکن یہ حوصلہ امام داؤد کے مقلدوں کا ہی اور کسیکا نہین حال آنکہ خدا ای تعالی فرماتا ہی مَن یُّطِعِ الرَّسُولَ
فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ یعنی جسنے اطاعت کی رسول کی اوسنے اطاعت کی اللہ کی انتہی اور دوسری آیت
لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِی رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ یعنی تمہارے واسطے رسول اللہ مین پیروی اچھی موجود ہی
انتہی اور تیسری آیت قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ یعنی کہہ دے ای پیغمبر اگر تم
اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تمکو دوست رکھیگا انتہی پس مولوی محمد حسین لاہوری کا
قول ظاہریہ کے حقمین بہت ٹھیک صادق آتا ہی کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو صحیح مانتے اور
جرح سے سالم جانکر اوسکے مقابلہ مین قرآن کی آیت ظاہر سمجھتے ہین بلاشک یہی اعتقاد رکھتے ہین کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے معنی نہین سمجھے ورنہ حدیث کے مقابلہ مین کبھی قرآن سے اخذ نکرین بلکہ دونونکو
باہم موافق کرین جیسے حنفیہ کرتے ہین لیکن چونکہ یہ بات تو ظاہر صاف صاف عوام مین نہین
کہہ سکتے ہین اسلیے وہ ایک ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیلتے ہین کہ آیت قطعی ہوتی ہی اور حدیث ظنی اور قطعی
کے مقابلہ مین ظنی پر عمل جائز نہین ہی پس وضو کی آیت اونکے نزدیک عام اور قطعی ہی اور احادیث
ظنی ہین اسلیے اونکے امام داؤد ظاہری نے آیت پر عمل کیا اور صحیح صحیح حدیثین بخاری اور مسلم کی آیت کے
مقابلہ مین ترک کر دین پس ظاہریونکو اول اپنے گریبان مین منہ ڈالنا چاہیے کہ اونکے امام کیا کہتے ہین
اوسکے بعد دوسرونپر اعتراض کرین پس انصاف کہنا چاہیے کہ یہان فرقہ ظاہریہ کا حدیث سے عمل کہان
چلا گیا اور اس قاعدہ کو کہ حدیث کے مقابلہ مین قرآن کی آیت نہین پڑھنی چاہیے کون اوٹھا کر لے گیا پھر
ان تمام تقریرات سے ہمارا دعوی واضح ہو گیا کہ آیت اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً طریقہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اور صحابہ کا عمل تھا مگر حضرات ظاہریہ ضعیف حدیثونسے صریح آیت اور حدیث کو باطل کرتے ہین اور آیت اور حدیث مین تناقض پیدا کرتے ہین خود تو دعوی کرتے ہین کہ آیت اور حدیث کو مطابق کرنا چاہیے مگر خود کاربند اوسکے نہین ذرا انصاف کرنا چاہیے کہ آیت مین صریح لفظ خفیہ موجود ہی اور آمین کا دعا ہونا لغات اور کلام عرب پر موقوف ہی کچھ حدیث و قرآن الفاظ کے معنی بتلانے کو (اس لفظ کے دعا کے معنی ہین یا نہین) موضوع نہین بلکہ وہ واسطے تعلیم احکام کے وارد ہی قرآن اور حدیث کچھ لغت نہین کہ معترض صاحب اوسمین آمین کے معنی تلاش کرین آمین کے معنی لغت مین دیکھے ہوتے کہ دعا کے ہین یا نہین تمام لغت کی کتابونمین آمین کے معنی دعا اور اسم باری تعالی کے موجود ہین اسیلیے عطا تابعی نے بیان کردیا کہ یہان آمین کے معنی دعا کے ہین فقط ایک معنی کے حصر کرنے مین اونکی رای ہی اسکو کوئی اگر تسلیم نکرے اور کہے کہ دوسرے معنی بھی لئے ہین تو کچھ مضایقہ نہین مگر نفس ان معنونکا انکار کرنا اور حدیث اور قرآن مین سے اوسکی سند طلب کرنی ع چہ خوش گفتست سعدی در زلیخا۔ کے قبیل سے ہوگا جیسے قرآن مین تبیانا لکل شیء آیا ہی اور اسیطرح جناب باری نے ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین فرمایا ہی جسکے معنی ہین کہ قرآن مین رطب و یابس ہر شی کا بیان ہی اور مراد اوس سے احکام اجمالی اور تفصیلی ہین یہ معنی نہین کہ آمین اور دیگر الفاظ لغت کے معنی ہین پس جب آمین کے معنی دعا کے لیے جاوینگے تو یہ آیت صریح اخفا پر دلالت کرتی ہی اور اگر نام خدا کے معنی خدا کے نامون سے مراد ہی تو دوسری آیت واذکر ربک فی نفسک سے اخفا اسکا لازم ہوگا اگر اس امر کو واسطے وجوب کے نہ لیا جائیگا چنانچہ مذہب جمہور ہی تو امر استحبابی لینا ضرور ہی ورنہ آیت بیکار ہو جائیگی اور درصورتیکہ حدیث اور فعل صحابہ بھی اخفای آمین مین موجود ہی تو اس صورت مین آیت اور حدیث مین زیادہ موافقت ہوگی ورنہ آیت مین اخفا کے معنی کو خلاف لغت لینا اور حدیث اور فعل صحابہ رض کو بھی ترک کردینا لازم آئیگا ہماری رای مین حدیث اور قرآن مین پوری پوری تطبیق جبھی ہوگی کہ آیت بوجہ قطعی الدلالۃ ہونے کے ماول نہو اور جہر کی حدیث بعض اوقات پر محمول کیجاوے ورنہ جہر آمین لینے مین آیت اور حدیث اور افعال صحابہ رض کے کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی بجز اسکے کہ تاویل در تاویل کرتے چلے جاوین جیسے کہ معترض صاحب کو مشکل پڑگئی ہی کہ آیت

اور حدیث کو تخیلات لاطائلہ اور اوہام رکیکہ سے فاسد کرتے چلے جاتے ہین اونکے ذہن مین شاید یہ امر نہ آیا ہو
ہی کہ صحابہ رضی اور پیغمبر آیت کو نہین سمجھے جو اونھون نے اخفا کیا یا اخفا کے معنی جہر ہین کسی لغت مین اونھون نے
دیکھ لیے ہین پس امام صاحب پر اعتراض کرنا شارع پر اعتراض ہی کہ خدا نے اخفای دعا کا کیون حکم دیا
اسیطرح پیغمبر اور صحابہ رضی پر اعتراض ہی کہ اونھون نے خلاف معترض کیون کیا نعوذ باللہ منہا پس
ایسی لوگون کے واسطے یہ آیت وارد ہی وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا
یعنی نہین ہوتا کسی مسلمان مرد اور عورت کو کہ جب اللہ اور رسول اوسکا کسی امر کا حکم کرے کہ پھر اونکو کچھ
اختیار ہو اپنے کام مین اور جو نافرمانی کرے اللہ اور رسول اوسکے کی پس وہ شخص گمراہ ظاہر ہو گیا انتہی پس
ظاہر ہی کہ اللہ تعالی نے حکم اخفا کا کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی سے بھی یہی منقول ہی
باوجود اسکے ظاہر اپنی رای کے مقابلہ مین نہین سنتے ہین تو بموجب اس آیت کے عاصی ٹہیرے خدا کی بھی نافرمانی کی
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی نافرمانی ہوئی اور پھر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جہر کے معنی اسی آیت سے
نسبت کرتے ہین باوجودیکہ اسمین لفظ خُفْيَةً موجود ہی اور جہر اسی آیت سے پیغمبر نے سمجھا تو اوس الٹے معنی کی
نسبت انھون نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی خدا سے بھی خوف نکیا کہ اسمین تو موافقت نہین بلکہ برعکس ہوا جاتا ہی فقط
ہر قسم کے راویون کی روایت سے خواہ ضعیف ہون یا قوی ایسے معنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنے ہی قول امام
فخر الدین رازی کا صادق آتا ہی کہ راوی کی طرف نسبت سہو کی کرنی آسان ہی اور پیغمبر کی طرف
خلاف شان اونکے نسبت کرنی بہت بعید ہی اور آمین مین تو صریح آیت موجود ہی فقط ضعیف راویونکی
روایت سے آیت کو درہم برہم کر دینا بیجا ہی حالانکہ ہم تو آیت اور حدیث مین برابر تطبیق دیتے ہین آیت کے انکار
یا تطبیق بد سے رہا بہتر ہی اور دوسری آیت اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ
وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ یعنی کیا اونکے لیے شریک ہین
کہ اونکے واسطے دین کی وہ راہ نکالی ہی جسکا اللہ نے حکم نہین کیا اور اگر بات فیصلہ کی نہوتی تو فیصلہ کیا جاتا
اونمین بیشک ظلم کرنے والونپر عذاب دردناک ہی انتہی یہ آیت صریح دلیل ہی اسپر جو لوگ خلاف حکم خدا کے

تھے بلکہ انسے اس شخص کا حکم نہین لیا بلکہ اونھون نے اوسکو اپنا امام اور پیغمبر سمجھ لیا ہے وہ لوگ مسلمان
نہین مشرک ہین اور ظالم اور بڑے بے انصاف ہین اگر خدا نے فیصلہ دن قیامت کے مقرر نکیا ہوتا تو ابھی ان
لوگونکا فیصلہ ہو جاتا اور عذاب دردناک انپر آجاتا مگر قیامت کو ہوگا مگر داؤد ظاہری اور مولوی
نذیر حسین صاحب نے تو امیر کی نسبت ایسا نہین کہا جیسا کہ حشرات الارض انکے اتباع کرنے والون نے امیر دین
جہر کرنے کو موجب ثواب سمجھا ہے ایسے لوگونکو بہت پھر توبہ نصیب ہونی بھی مشکل ہے ما نحن طعن کرنا انکا یا انکا
دنیا یا دین مین انشاء اللہ آپکا مزہ چکھیں گے غرض کہ دلیل حنفیہ ہر طور سے قوی معلوم ہوتی ہے چنانچہ تبیین الحقائق
مین لکھا ہے وَلَنَا حَدِیْثُ وَائِلٍ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ اٰمِیْنَ وَخَفَضَ بِہَا صَوْتَہٗ رَوَاہُ اَحْمَدُ
وَاَبُوْدَاؤدَ وَالدَّارَقُطْنِیُّ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَرْبَعٌ یُخْفِیْہِنَّ الْاِمَامُ التَّعَوُّذُ وَالْبَسْمَلَۃُ وَاٰمِیْنَ
وَرَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ وَیُرْوٰی مِثْلُ قَوْلِہٖ عَنْ جَمَاعَۃٍ مِّنَ الصَّحَابَۃِ بَعْضُہُمْ یَقُوْلُ اَرْبَعٌ
یُخْفِیْہِنَّ الْاِمَامُ وَبَعْضُہُمْ یَقُوْلُ خَمْسَۃٌ وَبَعْضُہُمْ یَقُوْلُ ثَلٰثَۃٌ وَکُلُّہُمْ یَعُدُّوْنَ
التَّاْمِیْنَ مِنْہَا وَلِاَنَّہٗ دُعَاءٌ فَیَکُوْنُ الْمَسْنُوْنُ فِیْہِ الْاِخْفَاءَ یعنی ہماری حجت حدیث وائل
حجری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی اور اخفا کیا اوسکو روایت کیا اسکو امام احمد اور
ابوداؤد اور دارقطنی نے اور فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے چار چیزونکو امام اخفا کرے اعوذ باللہ اور بسم اللہ
آمین اور ربنا لک الحمد اور مثل اسی قول عمر کے صحابہ کی ایک جماعت سے روایت ہے بعضے کہتے ہین کہ چار چیزونکو
امام اخفا کرے اور بعضے کہتے ہین پانچ چیزونکو مخفی کرے اور بعضے تین کہتے ہین اور کل اونکی آمین کو
اونمین شمار کرتے ہین اور اسلیے کہ آمین دعا ہے پس ہوا اوسکی اخفا بہتر ہوگی انتہی اور حاکم نے اخفائے آمین کی
حدیث کو صحیح الاسناد کہا ہے پس حنفیہ کا قول موافق آیت تو ظاہر ہے اور حدیث صحیح اور فعل صحابہ کے بھی موافق
ہوا پس جہر کی کوئی حجت باقی نرہی مگر واسطے تعلیم کے احیانا صادر ہوا ہو لہذا جسنے حنفیون پر
اعتراض کیا اوسنے سوای اپنے امام کے (کہ شاید داؤد ظاہری یا راوی یہان سمجھا ہے) سبکا خلاف کیا خدا کے
مخالفت تو صاف صاف شخص مع گیا اور پیغمبر کی بھی مخالفت ظاہر ہے پس اعتراض کسی پر ہوا تھا جا پڑا
کسی پر ۔ ای فروعت محکم آمدی اصول ۔ بایدت شرم از خدائے ورسول ۔

قال اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ امام اعظم کے پاس حدیث کی
کتابونکے کئی صندوق تھے اور امام اعظم نے سوای جماعت صحابہ کے تین سو تابعین مشایخ سے سماع حدیث
کی کی ہے اور اونکے مسند کی روایت پانسو آدمیون نے اونسے کی ہے اور سبکے سب امام اعظم کے استاذ علم کے چار ہزار
آدمی ہین اسی بات کو شیخ عبد الحق حنفی دہلوی نے شرح سفر السعادت مین نقل کیا ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ تو شیخ
عبد الحق وغیرہ حنفیہ کی خانہ ساز باتین ہین انکو بجز بعض متعصب امام اعظم کے مقلدونکے کوئی نہین مانتا اور الٹی بنائی ہوئی
دل سے تراشی ہوئی باتونکو سچا کوئی نہین جانتا الخ **اقول** معترض صاحب سے جب کوئی جواب نہ بنا تو
اقوال محققین کو بناوٹی اور دل سے تراشی ہوئی باتین کہدیا اگر اسیکا نام جواب ہے تو ہمکو ایسا جواب
بہت آسان ہے جو بات کسیکے مخالف ہوئی جھٹ اوسکو تراشیدہ قرار دیکر جھوٹ کہدیے یہ جواب بھی قابل
وجد ہے آجتک کسیکو نہ سوجھا ہوگا خاص حصہ معترض صاحب کا ہے مگر ان باتونسے کیا ہوتا ہے وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ
وَلَوْ كَرِهَ الْمُنكِرُونَ ؎ خس خسانہ میرود بر روی آب ✲ آب صافی میرود بی اضطراب ✲ اس جواب مین
معترض صاحب نے امام صاحب کا دیکھنا صحابہ کو اور روایت کرنی صحابہ سے اور کثیر الحدیث ہونے
امام صاحب کا انکار کیا ہے اور دو تین قول ضعیف نقل کیے ہین بعض سے نفی روایت اور بعض سے نفی
رویت اور بعض سے قلت حدیث پائی جاتی ہے اب ہر ایک کو ہم بالترتیب ثابت کرتے ہین ملا علی قاری
نخبۃ الفکر کی شرح الشرح مین لکھتے ہین قَالَ الْعِرَاقِيُّ وَعَلَيْهِ عَمَلُ الْأَكْثَرِينَ وَقَدْ أَشَارَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّحَابِيِّ وَالتَّابِعِيِّ بِقَوْلِهِ طُوبَىٰ لِمَنْ رَآنِي وَمَنْ رَأَى مَنْ
رَآنِي فَاكْتَفَى بِمُجَرَّدِ الرُّؤْيَةِ قُلْتُ وَبِهِ يَنْدَرِجُ الْإِمَامُ الْأَعْظَمُ فِي سِلْكِ التَّابِعِينَ
فَإِنَّهُ قَدْ رَأَى أَنَسًا وَغَيْرَهُ مِنَ الصَّحَابَةِ عَلَى مَا ذَكَرَهُ الشَّيْخُ الْجَزَرِيُّ فِي أَسْمَاءِ رِجَالِ
الْقُرَّاءِ وَالتُّورْبُشْتِيُّ فِي تُحْفَةِ الْمُسْتَرْشِدِ وَصَاحِبُ كَشْفِ الْكَشَّافِ فِي سُورَةِ
الْمُؤْمِنِينَ وَصَاحِبُ مِرْآةِ الْجِنَانِ وَغَيْرُهُمْ مِنَ الْعُلَمَاءِ الْمُتَبَحِّرِينَ فَمَنْ نَفَى أَنَّهُ
تَابِعِيٌّ فَإِنَّمَا مِنَ التَّتَبُّعِ الْقَاصِرِ أَوِ التَّعَصُّبِ الْفَاتِرِ انتہی یعنی کہا عراقی نے کہ یہ
(یعنی ابن حجر رحمہ جو تعریف تابعی کی بیان کی ہے کہ تابعی وہ ہے جسنے صحابی کو دیکھا ہو یہی مذہب مختار ہے)

عمل اکثر ونکا ہی اور تحقیق اشارہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف صحابی اور تابعی کے ساتھ قول اپنے کے کہ
خوشخبری ہو اوس شخص کو کہ دیکھا اوسنے مجکو اور اوس شخص کو کہ دیکھا اوسنے اوسکو جسنے مجکو دیکھا ہی اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط دیکھنے پر اکتفا کی مین کہتا ہون کہ اس تعریف سے امام اعظم رح سلسلہ تابعین
مین داخل ہین اسلیے کہ اونھون نے انس رض اور سوا اونکے اور صحابہ کو دیکھا ہی چنانچہ ذکر کیا اسکو شیخ جزری نے
اسمای رجال قرائین مین اور تورپشتی نے تحفۃ المسترشدین مین اور صاحب کشف الکشاف نے سورۂ مومنین مین اور
صاحب مرآۃ الجنان وغیرہم نے علمای متبحر سے پس جس شخص نے امام صاحب کے تابعی ہونیکی نفی کی یا بوجہ
قصور تلاش کے یا بوجہ تعصب شاید کہ تسامح کیا ہی انتہی اور ابن جوزی نے علل متناہیہ مین لکھا ہی ابو حنیفۃ لم یسمع من
احد من الصحابۃ وانما رای انس بن مالک بعینہ یعنی امام صاحب نے نہین سماعت کی کسی صحابی رض سے
بلکہ انس رض کو دیکھا ہی انتہی اور جلال الدین سیوطی تبییض الصحیفہ مین لکھتے ہین کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے
امام صاحب کی روایت اور تابعیت سے سوال کیے گئے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رح نے ایک جماعت صحابہ کا زمانہ پایا اسلیے
کوفہ مین ولادت اونکی سن اسی ہجری مین ہوئی ہی اور وہان عبد اللہ بن ابی اوفی تھے کیونکہ وفات اونکی بعد
اس سن کے ہی اور اوسوقت بصرہ مین انس بن مالک تھے کیونکہ وفات اونکی سن نوے مین یا بعد اسکے ہی اور ابن سعد نے
ایسی سند سے جسمین کوئی جرح نہین روایت کی ہی کہ امام صاحب نے انس رض کو دیکھا ہی اور سوا ان کے اور
صحابہ چند شہرون مین زندہ تھے انتہی مختصرا اور اقامۃ الحجہ مین لکھا ہی کہ ان علمای ثقہ دارقطنی اور ابن سعد اور
خطیب اور ذہبی اور ابن حجر اور ولی عراقی اور سیوطی اور علی قاری اور اکرم سندی اور ابو معشر اور حمزہ اور یافعی
اور جزری اور تورپشتی اور ابن جوزی اور سراج صاحب کشف الکشاف نے امام صاحب کے تابعی ہونیکی تصریح کر دی
ہی اور جنھون نے انکار کیا ہی تو انمین سے انکے صحابہ سے روایت کرنیکا انکار ہی اور دوسری جماعت محدثین اور مورخین
نے بھی اسکی تصریح کی ہی اور ہمنے عبارتین اونکی بوجہ طول کلام کے ترک کر دین اور جو کچھ ہمنے نقل کیا ہی بعد دیکھنے
ان کتابون کے نقل کیا ہی مجرد اعتماد نقل دوسرے پر نہین کیا اور جو شخص ان کتابون مذکور کو دیکھیگا ہماری نقل کی
تصدیق ہو جائیگی لیکن اقوال فقہا ہمارے کے اسطرح بیان سے پس وہ بیشمار ہین اور جسنے مورخین مین سے امام صاحب
کی تابعیت کا انکار کیا ہی وہ شخص اعتماد اور قوت حفظ اور وسعت نظر مین ان مثبتین تابعیت کے مرتبہ کو

نہین ہوپہنچا پس اوسکے قول کا اعتبار نہین ہی کہ وہ انکے قول کا معارض ہوجاے اور یہ بھی شیخ الاسلام کہ مخلوق کے نزدیک نقل اونکی معتبر ہی اگر کبھی امام صاحب کے تابعی ہونیکی تصریح کر دیتے تو بیشک اونکا قول نفی کرنیوالوں کے قول کی رد مین کافی تھا پھر بتلاے جبکہ موافق اونکے امام الحفاظ ابن حجر اور سردار ثقات کے ولی عراقی اور خاتم الحفاظ سیوطی اور معتمد مورخین کے یافعی وغیرہم ہوگئے ہون اور سبقت کی ہو طرف اسکے خطیب اور دارقطنی نے اور تو جانتا ہی خطیب اور دارقطنی کون ہین بڑے امام اور معتمد اور مستند ہین اور سوا انکے پس اب منکر کیواسطے کوئی امر باقی نہین سواے اسکے ان ثقات کی تکذیب کریں اگر یہ امر اوس سے واقع ہو تو اوسکے ساتھ کلام نہین یا اقوال ادنی کو اعلی پر مقدم کرے پس اگر یہ کرے تو ترجیح بلا مرجح لازم آجائیگی اور اسلئے علماے منصف کے نزدیک بعد ملاحظہ ان تصریحات کے یہ ہی کہ اونکا انکار باقی نرہیگا انتہی اور ثبوت روایت امام صاحب کا صحابہ سے یہ ہی کہ ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد طبری شافعی نے ایک رسالہ میں بابت روایت امام صاحب لکھتے ہین قال الاِمَامُ اَبُو حَنِیْفَۃَ لَقِیْتُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُمْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَعَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ اُنَیْسٍ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ جُزْءِ الزُّبَیْدِیُّ وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ وَمَعْقِلُ بْنُ یَسَارٍ وَوَاثِلَۃُ بْنُ الْاَسْقَعِ وَعَائِشَۃُ بِنْتُ عَجْرَدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ ثُمَّ رَوٰی عَنْ اَنَسٍ ثَلٰثَۃَ اَحَادِیْثَ وَعَنِ ابْنِ جُزْءٍ حَدِیْثًا وَعَنْ وَاثِلَۃَ حَدِیْثَیْنِ وَعَنْ جَابِرٍ حَدِیْثًا وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اُنَیْسٍ حَدِیْثًا وَعَنْ عَائِشَۃَ بِنْتِ عَجْرَدٍ حَدِیْثًا یعنی فرمایا امام صاحب نے کہ ملا مین صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ انس ابن مالک اور عبد اللہ بن انیس اور عبد اللہ بن جزء زبیدی اور جابر بن عبد اللہ اور معقل بن یسار اور واثلہ بن اسقع اور عائشہ بنت عجرد ہین پھر روایت کی امام ابو حنیفہ رح نے تین حدیثین انس رض سے اور ایک حدیث ابن جزء سے اور دو حدیثین واثلہ رض سے اور ایک حدیث جابر رض سے اور ایک عبد اللہ بن انیس رض سے اور ایک حدیث عائشہ بنت عجرد رض سے انتہی اور طبقات حنفیہ مین ملا علی قاری لکھتے ہین فَقَدْ ثَبَتَ رُؤْیَتُہٗ لِبَعْضِ الصَّحَابَۃِ وَاخْتُلِفَ فِیْ رِوَایَتِہٖ عَنْھُمْ وَالْمُعْتَمَدُ ثُبُوْتُھَا کَمَا بَیَّنْتُہٗ فِیْ سَنَدِ الْاَنَامِ شَرْحِ مُسْنَدِ الْاِمَامِ مَعَ اِسْنَادِہٖ اِلٰی بَعْضِ الصَّحَابَۃِ الْکِرَامِ فَھُوَ مِنَ التَّابِعِیْنَ الْاَعْلَامِ کَمَا صَرَّحَ بِہِ الْعُلَمَاءُ الْاَعْیَانُ دَاخِلٌ تَحْتَ قَوْلِہٖ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ وَفِیْ عُمُوْمِ قَوْلِہٖ

علیہ الصلوٰۃ والسلام خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم رواہ الشیخان یعنی تحقیق ثابت ہوا لکھنا امام صاحب کا بعض صحابہ کو اور اختلاف کیا گیا ہی روایت کرنے مین امام صاحب کے صحابہ سے اور اعتماد کیا گیا ہی ثبوت روایت کا چنانچہ بیان کیا مینے اسکو سند الانام شرح مسند الامام مین وقت اسناد اونکی کے طرف بعض صحابہ کرام کے پس امام صاحب تابعین کبار سے ہین جیسا کہ بڑے بڑے علمانے آیت والذین اتبعوہم باحسان کے تحت ہین اور عمومیت قول علیہ السلام خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم مین تصریح کر دی ہی روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے انتہی اور مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب صاحب شفاء العی کے جواب مین لکھتے ہین واما رابعا فھو ان عبارتہ ھذہ توہم ان الحنفیۃ مقتصرون علی اثبات المعاصرۃ ولیس کذالک فان اکثرھم بل کلہم ذھبوا الی رؤیۃ الصحابۃ وانما اختلفوا فی روایتہ عن الصحابۃ فجمع منہم نفوھا کجمع من المحدثین وجمع منہم اثبتوھا وقالوا ھو المذھب المتین و لقد اقشعر جلدی وتوحش فؤادی حین رأیت عبارۃ الابجد وحکم من فہمہا انما تجاوز عن الحد وھو الذی ازعجنی الی جمع نبذ من مسامحاتہ فی تصانیفہ لئلا یغتر الجاھلون بامثال ھذہ الکلمات فی تالیفاتہ واللہ اسأل ان یجنبنی ویجنبہ من امثال ھذہ المغالطات یعنی چوتھا اعتراض یہ ہی کہ یہ عبارت اونکی موہم ہی کہ فقط حنفیہ امام صاحب کا ہمعصر صحابہ ہونا ثابت کرتے ہین حال آنکہ ایسا نہین ہی پس تحقیق اکثر اونکے بلکہ کل اونکے رویت صحابہ کے قائل ہین اور جز این نیست کہ اختلاف اونھون نے امام صاحب کی روایت مین کیا ہی پس ایک جماعت نے اونمین سے نفی روایت کی ہی مثل ایک جماعت کے محدثین سے اور ایک جماعت نے اونمین سے روایت کو ثابت کیا ہی اور کہا ہی کہ یہی مذہب قوی ہی اور تحقیق کانپ اوٹھا بدن میرا اور ڈر گیا دل میرا جبکہ عبارت ابجد العلوم تصنیف نواب صاحب بھوپال کی مینے دیکھی اور جسنے اوسکو سمجھا کہا یہ عبارت حد سے تجاوز کر گئی ہی اور اسی نے مجھکو برانگیختہ کیا جمع کرنے مسامحات اونکی پر تصانیف اپنی مین تاکہ دھوکے مین نہ آجاوین بی علم اسطور کے کلمات سے جو اونکی تالیفات مین ہین اور اللہ تعالی سے مین سوال کرتا ہون کہ مجھکو اور اونکو اس قسم کے مغالطات سے بچاوے انتہی اب روایات امام صاحب کی جو صحابہ سے ہین

مطبوعہ مطبع چشمۂ فیض لکھنؤ صفحہ ۲ شفاء العی ۱۲ منہ

مع اسناد و تقریر سیوطی کی نقل کیجاتی ہے تبییض الصحیفہ میں جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں قال ابو معشر فی

جزئہ انا ابو عبد اللہ الحسین بن محمد بن منصور الفقیہ الواعظ ثنی ابو ابراہیم احمد

ابن حسین القاضی انبانا ابو بکر محمد بن حمدان الصفی ثنی ابو سعید اسمعیل بن علی

السمان ثنی ابو الحسین احمد بن محمد بن محمود البزاد ثنی ابو سعید الحسین بن محمد بن

المبارک ثنی ابو العباس احمد بن محمد بن الصلت المغلس الحمانی ثنی بشر بن الولید

الفانی عن ابی یوسف عن ابی حنیفۃ سمع مالک رضی اللہ عنہ یقول سمعت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یضۃ علی کل مسلم و بعن انس

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ال علی الخیر کفاعلہ و بعن انس سمعت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للہ یحب اغاثۃ اللہفان یعنی امام ابو حنیفہ سے روایت

ہے کہ سنا میں نے انس رض کہتے تھے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے طلب کرنا علم کا ہر مسلمان پر فرض

اور امام ابو حنیفہ انس رض سے ہیں کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے بتلانیوالا

خیر کا مانند کرنیوالے خیر کے مینز انس رض سے روایت کرتے ہیں کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

کہ فرماتے تھے تحقیق اللہ مدد غمگین کی دوست رکھتا ہے اقول احمد بن مغلس مجروح والحدیث

الاول متنہ فقد قال الشیخ محی الدین النووی فی فتاواہ ھو حدیث ضعیف

وان کا جدا وقال الحافظ جمال الدین المزی روی من طرق تبلغ رتبۃ الحسن

قلت بلغ رتبۃ الصحیح لانی وقفت لہ علی نحو خمسین طریقا وقد جمعتہا فی جزء

والحکم بی متنہ صحیح و ورد من روایۃ جمع من الصحابۃ واصلہ فی صحیح مسلم من حدیث

ابن مسعود رضی اللہ عنہ بلفظ من دل علی خیر فلہ مثل اجر فاعلہ والحدیث الثالث

متنہ صحیح من روایۃ جمع من الصحابۃ وصححہ ضیاء المقدسی فی المختارۃ من حدیث

برکتاب یعنی کہتا ہوں میں احمد بن مغلس جرح کیا گیا ہے اور پہلی حدیث متن اوسکا مشہور ہے اور کہا شیخ محی الدین

نووی نے فتاوی میں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اگرچہ معنی اوسکے صحیح ہیں اور کہا حافظ جمال الدین مزی نے

روایت کی گئی ہی اتنے طریقون سے کہ پہونچ جاتے ہین رتبہ حسن کو کہا مینے اور میرے نزدیک حدیث تو صحیح کو
پہونچتی ہی اسلیے کہ مین اسکے پچاس طریقون سے واقف ہو گیا ہون اور مینے علیحدہ ایک جزء مین جمع کیا ہی اور دوسری حدیث
متن اوسکا صحیح ہی وارد ہوئی ہی روایت ایک جماعت کے صحابہ مین سے اور اصل اوسکی صحیح مسلم مین حدیث ابن مسعود رض
با این الفاظ من دل علی خیر فله مثل اجر فاعله کے وارد ہی اور تیسری حدیث متن اوسکا صحیح ہی وارد ہوئی ہی
بروایت ایک جماعت صحابہ کے اور صحیح کہا اوسکو ضیا مقدسی نے مختارہ مین حدیث بریدہ رض سے ثم قال ابو معشر
انا ابو عبد الله ثنی ابو ابراهیم ثنی ابو بکر الحنفی ثنی ابو سعید الحسینی بن احمد ثنی
علی بن احمد الحسینی النعمی البصری ثنی احمد بن عبد الله بن حرام ثنی المظفر بن سهل
ابن موسی بن عیسی بن المنذر الحمصی ثنی ابی ثنی اسمعیل بن عیاض عن ابی حنیفة
عن واثلة بن الاسقع رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال دع
ما یریبك الی ما لا یریبك وبه عن واثلة عن النبی صلی
الشماتة باخیك فیعافیه الله ویبتلیك یعنی پھر ابو معشر
وہ واثلہ بن الاسقع صحابی رض سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
جو شک مین ڈالے تجکو طرف اوس چیز کے جو نہ شک مین ڈالے تجکو اور اما ابو حنیفہ
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت ظاہر کر تو خوشی کو ساتھ مبتلا ہونے
دیگا اور تجکو مبتلا کر دیگا اقول الحدیث الاول متنه صحیح ورد من
وقد صححه الترمذی وابن حبان والحاکم والضیاء من حدیث
ابی طالب رضی الله عنهما والحدیث الثانی اخرجه الترمذی من وج
وحسنه وله شاهد من حدیث ابن عباس رض یعنی مین کہتا ہون کہ
صحیح ہی وارد ہوئی روایت ایک جماعت صحابہ سے اور تحقیق صحیح کہا اس حدیث کو ترمذی
حاکم اور ضیا طریقہ حدیث حسن بن علی رض سے اور دوسری حدیث بیان کیا اوسکو
روایت واثلہ رض سے اور حسن کہا اوسکو اور واسطے اوسکے شاہد حدیث ابن عباس رض سے

سلم انه قال لا تظهر
نیفه رح روایت کی
نے ترک کر اوس چیز کو
رض روایت کرتے ہین
ہے پس اللہ اوسکو عافیت
ع من الصحابة
ن بن علی بن
ن واثلة
تن اوسکا
حبان اور
ہر طریقہ سے
تال

ابو معشر انا عبد اللہ ثنی ابو ابراھیم ثنی ابو بکر الحنفی ثنی ابو سعید السمان ثنی ابو علی الحسین بن علی بن محمد بن اسحق الیمنی ثنی ابو حسین علی بن ماھومۃ الاسوادی ثنی ابو داود الطیالسی عن ابی حنیفۃ قال ولدت سنۃ ثمانین وقدم عبد اللہ بن انیس الکوفۃ سنۃ اربع وتسعین ورأیتہ وسمعت منہ وانا ابن اربعۃ عشر سنۃ سمعتہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبک الشئی یعمی ویصم یعنی بہ ابو معشر نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی کہ فرمایا اونھوں نے کہ پیدا ہوا مین سن اسی مین اور آئے عبد اللہ بن انیس کوفہ مین سن چورانوے ہجری مین اور دیکھا مینے اونکو اور سنا مینے اونسے اور مین اوسوقت چودہ برس کا تھا سنا مینے اونکو کہتے تھے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت رکھنا تیرا کسی شی سے اندھا اور بہرا کردیتا ہے ھذا الحدیث رواہ ابو داود فی سننہ من حدیث ابی الدرداء واصعب ما ھنا ان یقال ان عبد اللہ بن انیس الجھنی الصحابی المشھور مات سنۃ اربع وخمسین وذلک قبل مولد ابی حنیفۃ بدھر والجواب ان الصحابۃ المسلمین عبد اللہ بن انیس خمسۃ فلعل الذی روی عنہ الامام ابو حنیفۃ واحد اخر منھم غیر الجھنی المشھور یعنی اس حدیث کو ابو داود نے سنن اپنی مین ابو درداء کی حدیث سے روایت کیا ہے اور دشوار اس جگہ یہ ہے کہ کہا جاے عبد اللہ بن انیس جہنی صحابی مشہور کا انتقال سن چون مین ہوا ہے اور یہ ایک زمانہ قبل ولادت امام ابو حنیفہؒ کے ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ صحابہ مسلمان عبد اللہ بن انیس نام پانچ ہین پس شاید کہ جنسے امام ابو حنیفہؒ نے روایت کی ہے وہ کوئی اور صحابی اونمین سے سواے جہنی مشہور کے ہون قال ابو معشر انا عبد اللہ ثنی ابو ابراھیم انا ابو بکر الحنفی ثنی ابو سعید بن السمان ثنی ابو علی بن الحسن بن علی بن الدمشقی ثنی ابو الحسن علی ابن غیاث القاضی البغدادی ثنی محمد بن موسی ثنی ابن عباس الجلودی عن السمان یحیی بن القاسم عن ابی حنیفۃ سمعت عبد اللہ بن ابی اوفی یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من بنی للہ مسجدا ولو کمفحص قطاۃ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ یعنی امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ سنا مینے عبد اللہ بن ابی اوفی سے کہتے تھے سنا مینے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جو شخص واسطے اللہ کے مسجد بناوے اگرچہ مثل آشیانہ قطاۃ کے
ہو بناویگا اللہ واسطے اوسکے مکان جنت مین اقول هذا الحديث صحيح بل متواتر یعنی مین کہتا ہون
کہ یہ حدیث صحیح ہی بلکہ متواتر ہی قرأت على ابي سعيد السمان ثني ابو محمد عبد الله بن
كثير الرازي ثني عبد الرحمن بن ابي حاتم الرازي ثني عياش بن محمد نا الدوري
ثني يحيى بن معين عن ابي حنيفة انه سمع عن عائشة بنت عجرة رضي الله عنها
تقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اكثر جند الله في الارض الجراد لا آكله
ولا احرمه یعنی امام ابو حنیفہ رح سے روایت ہی کہ سنا اونھون نے عائشہ بنت عجرہ سے کہتی تھین فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر لشکر اللہ کا زمین مین ٹڈی کا ہی نہ مین اونکو کھاتا ہون اور نہ
اونکو حرام کرتا ہون اقول هذا الحديث متنه صحيح اخرجه ابو داود من حديث سلمان
وصححه الضياء في المختارة یعنی کہتا ہون مین کہ یہ حدیث متن اسکا صحیح ہی ذکر کیا اسکو ابو داود نے
حدیث سلمان رض سے اور صحیح کہا اسکو ضیا نے مختارہ مین قال ابن النجار انا القاضي ابو الحسين
عبد الرحمن احمد عن ابي عبد الله البلخي ثني ابو الفضل بن حرون قال قرأت على
القاضي ابي سعيد عبد الملك بن عبد الرحمن بن محمد نا الوجي ثني ابي ثني محمد بن
عبد الله انا ابو علي نا الحسن بن علي نا الدمشقي ثني الحسن بن عباس نا القاضي
البغدادي ثني محمد بن موسى ثنا الجلودي محمد بن عباس عن اليمامي يحيى بن
القاسم عن ابي حنيفة عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال جاء رجل من
الانصار الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال له يا رسول الله ما رزقت ولدا قط
قال فاين انت عن كثرة الاستغفار والصدقة يرزق الله بها الولد قال فكان
الرجل يكثر الصدقة ويكثر الاستغفار فولد له سبعة من الذكور یعنی امام ابو حنیفہ
جابر رض سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا اونھون نے ایک شخص انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے کبھی اولاد نہین ہوئی فرمایا تو کثرت استغفار

اور صدقہ کیون نہین کرتا اللہ تعالی اوسکی وجہ سے اولاد عنایت کریگا کما جابر رضی نے پس وہ شخص صدقہ بہت
دیا کرتا اور استغفار بہت کیا کرتا پس اوسکے سات لڑکے پیدا ہوے انتہی اب غور کرنا چاہیے کہ اتنے بڑے
محقق نے ان احادیث کا پتا اور نشان بتلا دیا اور خوب تحقیق منصفانہ کردی پس ابن جوزی نے محض
ظواہر کیے موضوع کہنے سے کیا ہوتا ہے ۵ باطل ست آنچہ مدعی گوید ❊ بلکہ اسمین جمہور محدثین ہی اونکا
اعتبار نہین کرتے اونھون نے تو بعض حدیثین بخاری کی بھی تسلیم نہین کی ہین البتہ بعض نے ان احادیث
کو ضعیف کہا ہے سو اوسکی تحقیق جلال الدین سیوطی نے بیان کردی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ احادیث
اکثر صحیح ہین پھر جو شخص متہم ہو اوسکی بھی روایت جب ثقہ کے مطابق ہو مقبول ہوتی ہے اور ان احادیث
مین تو کوئی ایسا راوی نہین جو موضوع حدیثین روایت کرتا ہو اسکا انکار کرنا محض تعصب اور حسد ہے
اور نہایت بد ہے ۵ شیشہ بغض و حسد کو سنگ سے انصاف کے ❊ توڑ دے اور راہ بینونکی دل سے چھوڑ دے
اور ملا علی قاری وغیرہ کے اقوال سے بھی اول ہی واضح ہو چکا ہے کہ قوت ثبوت روایت کو ہے پس اگر
بعض نے اوسکی صحت کا انکار کیا اور اکثر نے ثبوت روایت کا اقرار کیا تو ثبوت کو بہر نہج ترجیح ہوئی باقی
رہا امام صاحب کی قلت حدیث کا جواب سو وہ بھی سن لیجیے کہ کم روایت کرنا حدیث کا اس امر کو مقتضی
نہین کہ حدیث اونکو آتی نہین تھی ایسا قول وہ شخص کہیگا جو تعصب کا پتلا ہو ۵ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ❊
چشمہ آفتاب را چہ گناہ ❊ اور چار ہزار مشایخ امام صاحب کے شیخ عبدالحق دہلوی نے اپنی طرف سے نہین بیان کیے
بلکہ محدثین شافعیہ بھی اسکو ذکر کر گئے ہین اگر معترض صاحب ان محققین کی دیکھتے تو ایسے پاک لوگو پر اتہام
نکرتے یہ شیوہ تو حضرات ظاہریہ کا ہے کہ اپنی طرف سے دھوکا دینے کو عبارت بدل دیتے ہین ابن حجر مکی شافعی
خیرات الحسان مین لکھتے ہین مر انہ اخذ عن اربعۃ الاف شیخ من ائمۃ التابعین وغیرھم
ومن ثم ذکرہ الذھبی وغیرہ فی طبقات الحفاظ من المحدثین ومن زعم قلۃ اعتنائہ
بالحدیث فھو اما لتساھلہ او لحسدہ اذ کیف یتأتی لمن ھو کذلک استنباط
مثل ما استنبطوا من المسائل التی لا تحصی کثرتہ مع انہ اول من استنبط من الادلۃ
علی الوجہ المخصوص المعروف فی اصحابہ عنہ ولاجل اشتغالہ بھذا الاھم لم یظھر حدیثہ

فی الخارج کما ان ابا بکر و عمر رضی اللہ عنہما لما اشتغلا بمصالح المسلمین العامۃ لم یظہر عنہما من روایۃ الحدیث مثل ما ظہر عمن دونہما حتی صغار الصحابۃ رضی اللہ عنہم وکذلک مالک والشافعی لم یظہر عنہما مثل ما ظہر عمن تفرغ للروایۃ کابی زرعۃ و ابن معین لاشتغالہما بذلک الاستنباط علی ان کثرۃ الروایۃ بدون الدرایۃ لیس فیہ کثیر مدح بل عقد لہ ابن عبد البر بابا فی ذمہ ثم قال الذی علیہ فقہاء جماعۃ المسلمین وعلماؤہم ذم الاکثار من الحدیث بدون تفقہ ولا تدبر

یعنی بیان ہو چکی یہ بات کہ امام ابو حنیفہؒ نے چار ہزار مشایخ ائمہ تابعین وغیرہم سے حدیث اخذ کی ہے اور اسی وجہ سے ذہبی وغیرہ نے اونکو حافظوں حدیث کے طبقہ میں ذکر کیا ہے اور جو شخص گمان کرتا ہے قلت حدیث کا پس یا تو بوجہ مساہلہ کرنے اوسکے کے اہل حدیث سے یا بوجہ حسد اوسکے کے ہے اسلیے کہ جس شخص کو چند حدیثیں حاصل ہونگی اوس سے کیونکر ایسا استنباط مسائل بیشمار کا ہو سکتا ہے باوجودیکہ امام ابو حنیفہؒ اول اون لوگوں کے ہیں جنہوں نے ادلہ سے بطور خاص جو حنفیہ میں امام ابو حنیفہؒ سے مشہور ہیں استنباط کیا ہے اور اسی امر مہم کی وجہ سے حدیث امام ابو حنیفہؒ کی خارج میں ظاہر نہوئی جیسے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے بسبب مشغول ہونے اونکے مصالح عام مسلمانوں کے روایت حدیث اونسے ایسی ظاہر نہیں ہوئی جیسے سوا اونکے اور صحابہ سے حتی کہ صغار صحابہ سے ظاہر ہوئی اسیطرح امام مالکؒ اور امام شافعیؒ سے اسقدر روایت ظاہر نہیں ہوئی جسقدر اون لوگوں سے ظاہر ہوئی جو اوسکے واسطے فارغ ہو گئے تھے جیسے ابو زرعہ اور یحیی بن معین بسبب مشغول ہونے امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے ساتھ اسی استنباط کے علاوہ اسکے کثرت روایت کے بدون سمجھنے کے ہے کہ اوسمیں کچھ زیادہ تعریف نہیں بلکہ ابن عبد البر نے اسکی مذمت میں ایک باب باندھا ہے پھر کہا ہے کہ جسپر فقہا جماعت مسلمانوں کے اور علما اونکے ہیں مذمت کثیر بیان کرنی حدیث کی ہے بدون فقاہت اور فکر کرنیکے انتہی اب امام صاحب کے چند مشایخ جنسے امام صاحب نے حدیث کی روایت کی ہے اور چند شاگرد جنہوں نے امام صاحب سے حدیث روایت کی ہے لکھے جاتے ہیں تبییض الصحیفہ میں ہے کہ روایت کی امام ابو حنیفہؒ نے ابراہیم بن محمد بن المنتشر اور اسمعیل بن عبد الملک بن ابی الصغیر اور جبلہ بن

سحیم اور ابو ہند الحارث بن عبد الرحمن الہمدانی اور حسن بن عبد اللہ الحکم بن عتیبہ اور حماد بن
ابی سلیمان اور خالد بن علقمہ اور ربیعہ بن ابی عبد الرحمن اور زبید الیامی اور زیاد بن علاقہ اور سعید بن
مسروق الثوری اور سلمہ بن کہیل اور سماک بن حرب اور ابو روبہ شداد بن عبد الرحمن القشیری اور شیبان
ابن عبد الرحمن النحوی اور طاؤس بن کیسان اور طریف بن سفیان السعدی اور ابو سفیان طلحہ بن
نافع اور عاصم بن کلیب اور عامر السبعی اور عبد اللہ بن ابی حبیبہ اور عبد اللہ بن دینار اور عبد الرحمن بن
ہرمز الاعرج اور عبد العزیز بن رفیع اور عبد الکریم بن ابی امیۃ البصری اور عبد الملک بن عمیر اور علی بن
ثابت الانصاری اور عطا بن ابی رباح اور عطا بن السائب اور عطیہ بن سعد العوفی اور عکرمہ مولے
ابن عباس اور علقمہ بن مرثد علی بن الاقمر اور علی بن الحسن الزراد اور عمر بن دینار اور عون بن عبید اللہ
ابن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود اور قابوس بن ابی ظبیان اور قاسم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود
اور قتادہ بن دعامہ اور قیس بن مسلم الجدلی اور محارب بن دثار اور محمد بن زبیر الحنظلی اور محمد بن السائب
الکلبی اور ابو جعفر محمد بن علی بن ابی طالب اور محمد بن قیس الہمدانی اور محمد بن مسلم بن شہاب الزہری اور
محمد بن المنکدر اور مخول بن راشد اور مسلم البطین اور مسلم الملائی اور معن بن عبد الرحمن اور مقسم اور منصور
ابن المعتمر اور موسیٰ بن ابی عائشہ اور ناصح بن عبد اللہ المحلمی اور نافع مولی ابن عمر اور ہشام بن عروہ
اور ابو غنا الہیثم بن حبیب الصراف اور ولید بن ربیع المخزومی اور یحییٰ بن سعید الانصاری اور ابو محمد یحییٰ بن
عبد اللہ الکندی اور یحییٰ بن عبد اللہ الجابر اور یزید بن صہیب الفقیر اور یزید بن عبد الرحمن الکوفی
اور یونس بن عبد اللہ بن ابی الجہم اور ابو جناب الکلبی اور ابو حصین الاسدی اور ابو زبیر المکی اور ابو السوداء
اور ابو عون الثقفی الجہنی اور ابو شعبہ مولی ابن عباس اور ابو التعفور العبدی سے اور روایت کی امام ابو حنیفہ
سے ابراہیم بن طہمان اور ابیض بن اغر بن صباح المنقری اور اسباط بن محمد القرشی اور اسحٰق بن یوسف
اور اسود بن عمرو النخعی اور اسمٰعیل بن یحییٰ الصوفی اور ایوب بن ہانی الجعفی اور بدر بن زبید النیسابوری
اور جعفر بن عون اور حارث بن ہانی اور حبان بن علی العنزی اور حسن بن زیاد اللولوی اور حسین بن
فرات القزاز اور حسین بن حسن بن عطیۃ العوفی اور جعفر بن عبد الرحمن البلخی القاضی اور حکام

ابن مسلم الرازی اور ابو مطیع الحکم بن عبد اللہ البلخی اور حماد بن الامام اعظم ابی حنیفہ رح اور حمزہ بن حبیب الزیات
اور خارجہ بن مصعب الضبعی اور داؤد بن نصیر الطائی اور زفر بن ہذیل التمیمی اور زیاد بن حباب العکلی اور
سابق الرقی اور سعید بن الصلت قاضی شیراز اور سعید بن ابی الجہیمہ العالوی اور شعیب بن سلام بن
ابی الہیعاد البصری اور سلم بن سالم البلخی اور سلیمان بن عمرو النخعی اور سہل بن مزاحم اور شعیب بن اسحق
الدمشقی اور صباح بن محارب اور صلت بن الحجاج الکوفی اور ابو عاصم الضحاک بن مخلد اور عامر بن
الفرات النسوی اور عائذ بن حبیب بن عباد العوام اور عبد اللہ بن المبارک اور عبد اللہ بن یزید المقری
اور عبد الحمید بن عبد الرحمن الحمانی اور عبد الرزاق بن ہمام اور عبد العزیز بن خالد الترمذی اور عبد الکریم
ابن محمد الجرجانی اور عبد الحمید بن ہلال الحنفی اور عبد العزیز بن ابی داؤد اور عبد الوارث بن سعید اور علی بن
ابن الزبیر القرشی اور عبید اللہ بن عمرو الرقی اور عبید اللہ بن موسی اور عتاب بن محمد بن شورب اور
علی بن ظبیان الکوفی القاضی اور علی بن عاصم الواسطی اور عمرو بن محمد العنقری اور ابو قطن عمرو بن الہیثم
القطعی اور فضل بن دکین اور فضل بن موسی الشیبانی اور قاسم بن الحکم العرنی اور قاسم بن معن بن المسعودی
اور قیس بن الربیع اور محمد بن ابان العنبری اور محمد بن بشر العبدی اور محمد بن الحسن الشیبانی اور محمد بن
خالد الوہبی اور محمد بن یزید الواسطی اور مروان بن سالم اور مصعب بن المقدام اور معافی بن عمران الموصلی
اور مکی بن ابراہیم البلخی اور ابو سہل نصر بن عبد الکریم البلخی المعروف بالصیقل اور نصر بن عبد الملک
العتکی اور ابو غالب النضر بن عبد اللہ الازدی اور نضر بن محمد المروزی اور نعمان بن عبد السلام الاصبہانی
اور نوح بن دراج القاضی اور ابو عصمہ نوح بن مریم اور نعیم بن سفیان اور ہوذہ بن خلیفہ اور ہیاج بن
بسطام البرجمی اور وکیع بن الجراح اور یحیی بن ایوب المغربی اور یحیی بن نصر بن الحاجب اور یحیی بن یمان
اور یزید بن الربیع اور یزید بن ہارون اور یونس بن بکر الشیبانی اور ابو اسحق الفزاری اور ابو یحیی البکری اور ابو
مقاتل الصاغانی اور ابو شہاب الحناطی اور ابو مقاتل السمرقندی اور قاضی ابو یوسف انتہی اب غور کرنا چاہیے
جس شخص کے اسقدر استاد اور شاگرد حدیث ہوں اگر بالفرض چار ہزار قطع نظر کیجاوے تو بھی کیا تھوڑے ہیں
کیا ایسے کل شدہ حدیثوں کی روایت کی ہے کوئی اندھا بھی ایسی بات زبان سے نہیں نکالیگا ہاں البتہ جسکو

امام صاحب سے بغض ہو وہ جو چاہے کہے مگر اس متعصب کو باطن سے اونکے کمال روایت و درایت مین سر مو نقصان نہوگا ؎ نہین ہی معتقد اونکا اگر حاسد تو کیا غم ہی ٭ ہوا بی سجدۂ ابلیس کیا نقصان آدم کا اور قطع نظر اسکے یہ روایت سترہ حدیثونکے پہونچنے کی سوای ابن خلدون کے اور کسی نے علمای معتبرین سے نہین لکھی اور ابن خلدون کو سوای بہرۂ علم انشا و ادب کے علوم شرعیہ اور فن حدیث و رجال مین چندان مداخلت نہ تھی چنانچہ شمس الدین محمد بن عبد الرحمن سخاوی شاگرد ابن حجر عسقلانی کتاب الضوء اللامع فی اعیان القرن التاسع مین ابن خلدون کے ترجمہ مین لکھتے ہین وَلَمْ یَکُنْ مَاهِرًا بِالْعُلُوْمِ الشَّرْعِیَّةِ یعنی وہ علوم شرعیہ سے ماہر نہین تھا انتہی پس ایسے شخص کا قول کہ جسکو علم شرعیات اور فن حدیث مین ملکہ نہو قابل اعتبار کب ہوسکتا ہی ہان اگر کسی محدث معتبر اور مورخ سیر سے کہ جو علم روایت حدیث مین مہارت رکھتا ہو یہ قول صادر ہوتا تو معتبر تھا اور کیا عجب کہ عبارت ابن خلدون مین غلطی واقع ہوگئی ہو اسیواسطے مجمع الکمالات عالم المعی مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی ابراز الغی مین لکھتے ہین کہ سترہ حدیثین اگرچہ مقدمۂ تاریخ ابن خلدون مین مذکور ہین اور صاحب حطہ یعنی نواب صاحب امیر بھوپال کلام اوسکا تمامہ اخذ کیا ہی اور کل نقل کردیا ہی لیکن یہ قول مردود ہی اور ظاہر یہ ہی کہ یہ قول ابن خلدون کا نہین بلکہ لکھنے والونکی غلطی کی ہی اسیواسطے اوس نسخہ کے مصحح نے جو مصر مین اسی صدی کے سن چوہتر مین چھپا ہی تنبیہ کردی اور قول سبعة عشر حدیثا پر لکھدیا ہی کہ شرح زرقانی موطا مین پانچ قول نقل کیے ہین اول پانسو اور دوسرا سات سو اور تیسرا ایک ہزار سے زیادہ اور چوتھا ایک ہزار سات سو بیس اور پانچوان چھ سو چھیاسٹھ اور اوسمین کوئی قول اس نسخہ کا نہین حاصل کلام یہ ہی کہ ایسے قول باطل کو نقل کرنا اور اوسپر سکوت کرجانا محققین اور علمای متبحرین سے بعید ہی اور جو شخص امام ابو حنیفہ رح کے مناقب کی کتابین دیکھیگا تو اس سترہ حدیثونکے قول کا کذب معلوم کرلیگا انتہی اور ابن حجر مکی خیرات الحسان مین لکھتے ہین کہ بچنا تو اس توہم سے کہ امام ابو حنیفہ رح کو سوای فقہ کے اور علم مین ملکہ تام نہ تھا بلکہ وہ علم تفسیر اور حدیث اور ادب وغیرہ مین ایک دریا تھے اور امام بے مثل تھے اور قول بعض دشمنون اونکے کا خلاف اسکے ہی منشا اوسکا حسد ہی اور حجت اسکی سبقت لیجانا اونکا اپنے اقران پر اور مطعون کرنا اونکا ساتھ زور اور بہتان کے ہی

ويابى الله الا ان يتم نوره انتهى اور ابن جوزی وغیرہ کا طعن کرنا کچھ مضر نہیں کیونکہ کوئی امام
ایسا نہیں جسپر کسی نے طعن اور جرح نکیا ہو شعبی نے نخعی پر اور زہری نے ربیعہ پر اور امام مالک نے ابن اسحق پر
اور یحیی بن معین نے امام شافعی پر اور ابن ابی ذیب وغیرہ نے امام مالک پر اور ابن جوزی نے غوث الثقلین
شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی پر کیسا کچھ طعن کیا ہے کوئی ایسا ہی حاسد بیدین ہوگا جو ان مطاعن کو
جائز رکھتا ہوگا مسلمان کا تو یہ شیوہ نہیں ہے بحکم حدیث شریف المسلم مرآة المسلم کے
ہر مسلمان بھائی سے صداقت رکھتا ہے نہ کہ ایسے امام معظم پیشوای عرب و عجم سے کہ جسکے معتقد اور
مقلد دنیا میں کروروں ہوں بغض و حسد ع صورت نہ بست سینہ ما کینہ از کسی [illegible]
وید فراموش میکند ٭ عقود الجواہر المنیفہ میں لکھا ہے وقال روی عن حماد بن زيد يقول سمعت
ايوب يعنى السختيانى وقد ذكر عنده ابو حنيفة بنقص فقال يريدون ان يطفؤا
نور الله بافواههم ويابى الله الا ان يتم نوره وقد راينا مذاهب جماعة ممن تكلم
فى ابى حنيفة قد ذهبت واضمحلت ومذهب ابى حنيفة باق الى يوم القيامة
وكلما قدم ازداد نورا وبركة والناس الآن مطبقون على ان اصحاب السنة
والجماعة هم اهل المذاهب الاربعة مثل ابى حنيفة ومالك والشافعى واحمد و
كل من تكلم فى مذهب ابى حنيفة درس مذهبه حتى لا يعرف ومذهب
ابى حنيفة باق ملأ الارض شرقها وغربها واكثر الناس عليه یعنی روایت کی گئی ہے حماد
بن زید سے کہ کہتے تھے سنا میں نے ایوب سختیانی سے کہ جسوقت کسی نے امام ابو حنیفہ رح کا ذکر کچھ برائی سے
نزدیک انکے کیا تو فرمایا لوگ ارادہ کرتے ہیں کہ اپنے منہ سے نور خدا کو بجھا دیں اور اللہ انکار کرتا ہے مگر
یہ کہ تمام کرے نور اپنے کو اور ہمنے ان لوگوں کے مذاہب کو دیکھا جنہوں نے امام ابو حنیفہ رح میں کلام کیا تھا
جاتے رہے اور نابود ہوگئے اور مذہب امام ابو حنیفہ رح کا قیامت تک باقی رہیگا اور جتنا پرانا ہوتا ہے
اوتنا ہی نور اور برکت زیادہ بخشتا ہے اور اب تک آدمی اجماع کیے ہوئے ہیں کہ اہل سنت اور جماعت
اہل مذاہب اربعہ ہیں مثل ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمد کے اور جس شخص نے امام ابو حنیفہ رح

عقود الجواہر المنیفہ [illegible] الامام ابی حنیفہ [illegible]

مین کلام کیا اوسکا طریقہ ایسا ناپید ہوگیا کہ پتا نہین اور مذہب امام ابو حنیفہ رح کا تو شرق سے
غرب تک زمین بھری ہوئی ہی اور اکثر آدمی اس مذہب پر ہین انتہی اور خیرات الحسان مین ہی اعلم انہ
يَتَعَيَّنُ عَلَيْكَ أَنْ لَا تَفْهَمَ مِنْ قَوْلِ الْعُلَمَاءِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَصْحَابِهِ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ
الرَّأْيِ أَنَّ مُرَادَهُمْ بِذَلِكَ تَنَقُّصُهُمْ وَلَا نِسْبَتُهُمْ إِلَى أَنَّهُمْ يُقَدِّمُونَ رَأْيَهُمْ عَلَى
سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا عَلَى قَوْلِ أَصْحَابِهِ لِأَنَّهُمْ بُرَآءُ مِنْ ذَلِكَ
فَقَدْ جَاءَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ مِنْ طُرُقٍ كَثِيرَةٍ مَا مُلَخَّصُهُ أَنَّهُ أَوَّلًا يَأْخُذُ بِمَا فِي الْقُرْآنِ
فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِالسُّنَّةِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِقَوْلِ الصَّحَابَةِ فَإِنِ اخْتَلَفُوا أَخَذَ بِمَا كَانَ أَقْرَبَ
إِلَى الْقُرْآنِ أَوِ السُّنَّةِ مِنْ أَقْوَالِهِمْ وَلَمْ يَخْرُجْ عَنْهُمْ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ لِأَحَدٍ مِنْهُمْ قَوْلًا لَمْ يَأْخُذْ بِقَوْلِ
أَحَدٍ مِنَ التَّابِعِينَ بَلْ يَجْتَهِدُ كَمَا اجْتَهَدُوا یعنی جانو کہ چاہیے تجکو کہ نہ سمجھے تو کہنے علما
سے امام ابو حنیفہ رح اور اصحاب اونکے کو کہ وہ اصحاب رای ہین یہ کہ مراد اونکی اس سے منقصت بیان کرنی
اونکی ہی اور نہ نسبت کرنا اونکا طرف اسکے کہ وہ رای کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم پر یا قول
صحابہ پر مقدم سمجھتے ہون اسلیے کہ وہ اس سے بری ہین کیونکہ امام ابو حنیفہ رح سے بواسطہ طرق کثیرہ کے
ثابت ہوا ہی کہ وہ پہلے قرآن سے اخذ کرتے تھے اگر اوسمین نپاوین تو حدیث سے اگر اوسمین بھی نملے تو قول
صحابہ سے پس اگر صحابہ بھی مختلف ہون تو جو قول اونکے اقوال سے قرآن یا حدیث سے زیادہ موافق ہو اور
صحابہ کے سب اقوال سے خارج قول نہین کہتے تھے پس اگر صحابہ مین سے بھی کسیکا قول نہین پاتے تو تابعین کے
قول کو اخذ نہین کرتے تھے بلکہ اجتہاد کرتے تھے جیسے ورتابعین نے کیا ہی انتہی اور طحطاوی نے
اوس قصہ کا رد کیا ہی جس سے منقصت انبیا لازم آتی ہی یہان جو معترض صاحب نے یہ عبارت لا طائل
لکھی ہی اور ان کتابونکے قصہ کہ جس سے اہانت انبیا لازم آتی ہی لون کتابونکے ساتھ جو امام صاحب
کے پاس تھین کچھ علاقہ نہین محض مغالطہ عوام کیواسطے معترض صاحب نے یہ عبارت طحطاوی کی نقل
کردی ہی کہ جس سے عوام کو شبہہ ہوتا ہی کہ شاید امام طحطاوی نے اونھین کتابونکا رد لکھا ہی جنکو شیخ
عبد الحق محدث دہلوی اپنی کتاب مین ثابت کرتے ہین حاشا وکلا طحطاوی نے اوس قصہ کو رد کیا

جو مشہور ہی کہ عیسی علیہ السلام امام قشیری کی کتابونپر آسمان سے اوترکر عمل کرینگے اسکو وہ رد کرتے
ہین کہ ایسا کلام جس سے منقصت انبیا لازم آوے نہ کہنا چاہیے باقی رہا یہ امر کہ وہ کتابین بالفعل نہین
پائی جاتین سو جواب اسکا یہ ہی کہ اگر مراد اس سے یہ ہی کہ وہ کتابین بعینہ موجود نہین سو ایسی کوئی کتاب
مصنف کیوقت کی موجود نہین ہی نہ اصلی بخاری کا پتا ہی نہ مسلم کا اور اگر مراد مطلق کتابین حدیث
کی ہین تو وہ بیشک موجود ہین جیسے امام شافعی کی مسند اور امام مالک کی موطا کہ خود اونکی جمع کی ہوئی
نہین بلکہ اونکے شاگردون نے جمع کر دیا ہی اسیطرح امام صاحب کے احادیث بھی خود امام صاحب نے
اپنے ہاتھ سے جمع نہین کین بلکہ اونکے شاگردون نے جمع کر لیا ہی اونکا ذکر فتح القدیر وغیرہ مین برابر موجود ہی
اور کم ذکر کرنیکی وجہ یہ ہی کہ شافعیہ او حنفیہ سے زیادہ مقابلہ رہا ہی اسلیے حنفیہ و نھین کی کتب حدیث سے
سند لائے ہین اور اونکو قائل کیا ہی اور کہین امام صاحب کی حدیث بھی بطور تائید لے آتے ہین چنانچہ راقم
حتی الامکان شافعیہ کی کتابون سے سند لے ہی اور کہین قول امام کا بھی بیان کر دیا ہی اگر ظاہر نے وہ کتابین نہین
دیکھین تو پھر اس سے یہ لازم نہین آتا ہی کہ اونکا وجود بھی عالم ہستی سے ناپید ہو گیا ہو چنانچہ عقود الجواہر المنیفہ جو مطبع اسکندریہ
مین چھپی ہی اوسکو ملاحظہ فرمائیے کہ تمام حدیثین متعلق احکام کے خاص بروایت امام صاحب جو دہ مسندون
مین سے انتخاب کی ہین اور برابر صحاح ستہ کے نشان ہر حدیث مین دیے ہین کہ اس حدیث کو بخاری یا مسلم وغیرہ نے
بھی روایت کیا ہی چنانچہ دیباچہ مین لکھتے ہین أَمَّا بَعْدُ فَهٰذَا كِتَابٌ نَفِيسٌ ذُكِرَ فِيهِ أَحَادِيثُ الْأَحْكَامِ
الَّتِي رَوَاهَا إِمَامُنَا الْأَعْظَمُ الْمُشَارُ إِلَيْهِ رَوَّحَ اللّٰهُ رُوحَهُ وَأَعَادَ إِلَيْنَا سِرَّهُ وَفُتُوحَهُ مِمَّا
وَافَقَهُ الْأَئِمَّةُ السِّتَّةُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ
فِي كُتُبِهِمُ الْمَشْهُورَةِ وَسُنَنِهِمُ الْمَأْثُورَةِ أَوْ بَعْضُهُمْ وَأُشِيرَ إِلَى مُوَافَقَتِهِمْ بِاللَّفْظِ فِي سِيَاقِ
الْمَتْنِ وَالسَّنَدِ أَوْ بِالْمَعْنَى وَقَدْ ذُكِرَ غَيْرُهُمْ تَبَعًا لَهُمْ مُعْتَمِدًا فِيمَا أَخْرَجْتُ عَلَى مَسَانِيدِ الْإِمَامِ
الْأَرْبَعَةَ عَشَرَ الْمَنْسُوبَةِ إِلَيْهِ مِنْ تَخَارِيجِ الْأَئِمَّةِ فَمِنْهَا مَا لِأَصْحَابِهِ الْأَرْبَعَةِ حَمَّادٍ
ابْنِهِ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ وَيُعْرَفُ بِالْآثَارِ وَالْحَسَنِ بْنِ زِيَادٍ اللُّؤْلُؤِيِّ بِرِوَايَتِهِمْ
لَا وَاسِطَةَ وَلِلْأَئِمَّةِ مَنْ بَعْدَهُمْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ

عقود الجواہر المنیفہ صفحہ ۲

ابن الحارث الحارثي البخاري المعروف بالاستاذ تلميذ ابي حفص الصغير وابي القاسم
طلحة بن محمد بن جعفر العدل وابي نعيم احمد بن عبد الله الاصبهاني
صاحب الحلية وابي احمد عبد الله بن عدي الجرجاني وعمر بن الحسن الاشناني
وابي الحسين محمد بن المظفر وهؤلاء الستة حفاظ وابي بكر احمد بن محمد بن
خالد الكلاعي ومحمد بن عبد الباقي الانصاري وابي القاسم عبد الله بن محمد
ابن ابي العوام السعدي وابي بكر المقري والحسين بن محمد بن خسرو وقد
جمع كل ذلك الامام ابو المؤيد محمد بن محمود الخوارزمي المتوفى سنة خمس و
سبعين وستمائة في كتاب سماه جامع المسانيد فما وصل الي بعضها بالسماع
المتصل وبعضها بالاجازة المشافهة وبعضها فيما يندرج تحت الاجازة العامة

یعنی لیکن بعد حمد و صلوۃ کے پس یہ نفیس کتاب ہے اسمین مینے احادیث احکام کے ذکر کی ہین جنکو ہمارے
امام اعظم رح نے روایت کیا ہے اون احادیث مین سے جن پر بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ نے موافقت کی ہے اپنی کتابون مشہورہ مین یا بعض نے انمین سے موافقت کی ہے اور اشارہ
کردیتا ہون مین طرف موافقت کے ساتھ لفظ کے سیاق متن اور سند مین یا ساتھ معنی کے اور غیر اونکے کو بالتبع
ذکر کردیتا ہون درانحالیکہ اعتماد کرنیوالا ہون اوس چیز مین جو ذکر کی ہے اوپر چودہ مسندون امام کے جو
اونکی طرف تخاریج الیہ سے منسوب ہین پس بعضے تو وہ ہین جنکو امام صاحب کے اصحاب نے جمع کیا ہے ایک
مسند حماد بیٹے امام صاحب کی دوسرے مسند امام ابویوسف کی تیسرے مسند امام محمد کی جو آثار
مشہور ہے چوتھے مسند حسن بن زیاد لولوی کی ان چارونکی روایت امام صاحب سے بلا واسطہ ہے اور
بعد اونکے پانچوین مسند امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن الحارث الحارثی البخاری کی جو استاذ
مشہور ہین اور ابوحفص صغیر کے شاگرد ہین چھٹے مسند ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر العدل کی ساتوین
مسند ابونعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی صاحب حلیہ کی آٹھوین مسند ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی
کی نوین مسند عمر بن الحسن الاشنانی کی دسوین مسند ابو الحسین محمد بن المظفر کی اور یہ چھ حا

حدیث کہلاتے ہین گیارھوین مسند احمد بن محمد بن خالد الکلاعی اور محمد بن عبد الباقی الانصاری کی
بارھوین مسند ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن ابی العوام سعدی کی تیرھوین مسند ابو بکر مقری کی چودھوین
مسند حسین بن محمد بن خسرو کی اور تمام کل اسکو جمع کیا ہے امام ابو المؤید خوارزمی نے سنہ چھ سو
بیاسی ہجری مین ایک کتاب مین جسکا نام جامع المسانید رکہا ہے اور بیچ بعض طرق سماع متصل ہے اور بعض کا
بالمشافہ اجازت ہے اور بعض سندین اجازت عامہ مین انتہی اور خیرات الحسان مین لکھا ہے
وَقَدْ خَرَّجَ الْحُفَّاظُ مِنْ اَحَادِیثِہٖ مَسَانِیدَ کَثِیرَۃً اِتَّصَلَ بِنَا کَثِیرٌ مِنْھَا کَمَا ہُوَ
مَذْکُورٌ فِی مُسْنَدَاتِ مَشَایِخِنَا یعنی حافظوں نے حدیث امام اعظم رح کی احادیث سے بہت مسندین
لکھی ہین کہ اکثر ہم تک بہ اتصال پہنچی ہین چنانچہ یہ ہمارے مشایخ کی مسندون مین مذکور ہے انتہی اور شرح
مواہب الرحمن کو شیخ محدث دہلوی نے جو لکھا ہے کہ احادیث صحیحہ اور قرآن سے سند اوسمین ہو جو کچھ
ہے اور درست ہے وہ ایسی کتاب ہے خود تو معترض صاحب نے اوسکو دیکھا نہین شیخ محدث کے قول
مین ایک طالب علم کی سند کا اعتبار کر لیا حالانکہ بفضلہ تعالی وہ کتاب نظر سے کسیکے نہین گذری ہے
خیالی گمان کہہ دیا کوئی فرضی کتاب ہے یہ کتاب جو انہون نے قطعًا نہین دیکھی وہ نہ صحیح حدیث کا انکار کرنا
بدیہۃ البطلان ہے اور اگر بالفرض [illegible] تو جبر اسکے کہ مطلب [illegible] بالا علوم شد ہم او
کیا کہین [illegible] ہے ۵ اپنی آنکھین بند کیے اندھے کے آگے رکھیے ۔ مسئلہ صدم کے جواب مین ہمنے اخفای
بسم اللہ مین احادیث صحیحہ بخاری اور مسلم وغیرہ کی اوسی کتاب سے نقل کی ہین ناظرین اوسکو ملاحظہ
فرماوین تاکہ کذب بیانی معترض صاحب کا کھلجاوے انہون نے یہ سمجھا کہ سوا لاہور کے اور کہین یہ نسخہ
ہندوستان مین نایاب ہوگا اور اگر کہین ملا بھی تو عوام کے بہکانے کو اتنی عبارت بھی بہت ہے وہ
بیچارے صحیح اور سقیم حدیث کو کیا جانین جو نیت امام کی سو وہی اپنی معترض صاحب نے سمجھی تو خدا کا خوف
کیا ہوتا جو کتاب اظہر من الشمس ہے اوسکا صریح انکار کر جانا دن دہاڑے آفتاب کا انکار ہے ورنہ یہان
تشریف لائیے اور وہ کتاب ملاحظہ فرمائیے کہ اوسمین صحیح حدیثین استدلال مسائل مین لکھی ہین
یا نہین اور گھر بیٹھے دستینے جہلا ہونکو بہکانے کیواسطے کہدینا محض بے انصافی ہے آخر خدا کو بھی تو

منہ دکھاتا ہی اسقدر کذب و افترا پردازی کی کیفیت فردا ہی قیامت معلوم ہوگی ؎
برقت صبح شود ہمچو روز معلومت * کہ با کہ باختہ عشق در شب دیجور * علی ہذا القیاس فتح القدیر
اور عینی میں اس کثرت سے احادیث صحیحہ موجود ہین کہ سوای متعصب اور آنکھ کے اندھے کے اور کوئی نفی
نہیں سکتا اب اس جواب کو ایک عبارت پر نقل کر کے ختم کرتا ہون خیرات الحسان میں ہی کہ اصل
سا تو ین فصل مین ذکر مشایخ امام ابو حنیفہ رح میں ہی اور وہ بہت ہین نہین گنجایش رکھتا یہ مختصر واسطے تحقیق ذکر کیا
ان سب کی امام ابو حفص کبیر نے چار ہزار مشایخ کو اور کہا غیر اونکے نے چار ہزار امام ابو حنیفہ رح کے استاد
تابعی تھے پس غیر تابعی کتنے ہونگے اور ذکر اونکا ذہبی نے فقہ اور حدیث امام ابو حنیفہ رح سے اخذ کیا
قبل استیعاب اونکے کہ متعذر ہی ضبط اوسکا ممکن نہین اسیواسطے بعض اماموں نے کہا ہی کہ کسیکو اماموں
مشہور اسلام سے یہ بات میسر نہین ہوئی جو امام ابو حنیفہ رح کے واسطے نصیب ہوئی ہی مشایخ اور شاگردوں سے
اور نہین نفع پایا ہی علما اور تمام آدمیوں نے جیسا کہ نفع امام ابو حنیفہ رح اور اونکے شاگردوں سے
اوٹھایا ہی تفسیر احادیث مشتبہ اور مسائل مستنبطہ وغیرہ سے انتہی اور ملا علی قاری رحمہ اللہ
شرح مسند میں لکھتے ہین اور ظاہر یہ بات ہی کہ اگر امام ابو حنیفہ رح کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو محیط نہوتے تو ہرگز متصور نہ تھا کہ وہ امام مقتدای امت کے ہوجاتے اور کل فقہا اونکے طفیلی اصلاح
مذہب مجتہد کہلاتے خصوصا تابعین میں باوجودیکہ اوس وقت مین بہت مجتہدین ایسے موجود تھے
اور طحاوی نے لکھا ہی کہ ہمسے سلیمان بن شعیب نے بیان کیا کہ میرے باپ نے کہا کہ امام ابو یوسف نے ہمکو لکھوایا
امام ابو حنیفہ رح فرماتے تھے کہ لوگون کو نہین لائق ہی کہ حدیث بیان کرین مگر جبکہ اوسکو جس دن سے
سنا ہی ویسا ہی یاد رکھا ہو ورنہ بیان اوسکے تنگ اور حاصل ہوسکا ہی کہ روایت بالمعنی جائز نہین اگرچہ
اصل کے مطابق ہو بر خلاف جمہور محدثین کے کہ وہ روایت بالمعنی جائز رکھتے ہین مگر جبکہ اصل یاد
نہ رہی ہو پس اسیوجہ سے امام ابو حنیفہ رح کی روایت کم ہوئی حال اونکی سانید کثیرہ مشہور ہین کہ شاید
تاکہ جمع نہ ہوجائین لیکن اونکو جمع اور ضبط علما نے کیا ہی جیسے ابوبکر صدیق اور عمر رض نہایت قلیل روایت
کرتے تھے اور عمل مین غایت درجہ کی رعایت رکھتے تھے گویا کہ علم اور عمل دونون مقصود ہین اور فارس

ابن الحسن نے شعر کہا ہی کہ ای طالب علم کہ تیری تمام عمر روایت مین گئی کچھ درایت مین نگر
اور علم کی رعایت زیادہ کر اسکی نہایت نہین ہی انتہی پس روایت امام صاحب کی درایت سے ساقط
ہی اور فرقہ ظاہریہ نے یہ نعمت نہین پائی ہی ۵ جو عالم مین روایت سے درایت معتبر رہتی * تو ہر اک مجتہد
مانند امام اعظم کے بنجاتا * **قال** اور ایک مغالطہ مقلد امام اعظم کے حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ جو مرتبہ
امام اعظم کا ہی ائمہ مین سے اور کسیکا بھی نہین ہی اسلیئے امام اعظم کی فضیلت مین ان کا نام لیکر صحیح حدیثین آچکی ہین الخ
اقول کچھ ان احادیث پر امام صاحب کی فضیلت موقوف نہین حنفیہ فقط ان احادیث کی وجہ
سے امام صاحب کو سب سے افضل نہین جانتے بلکہ اونمین وہ اوصاف تھے جسکے سبب ائمہ و جمہور مداح چلے
آئے ہین اور مثل متواتر کے ہو گئے ہین چنانچہ اونمین سے ایک پندرھوان مغالطہ بھی امام صاحب کی کمال
فضیلت اور کرامت پر دال ہی اور ان احادیث کی نسبت در المختار مین لکھا ہی قَالَ فِی الضِّیَاءِ الْمَعْنَوِیِّ
وَقَوْلُ ابْنِ الْجَوْزِیِّ اَنَّهٗ مَوْضُوْعٌ تَعَصُّبٌ لِاَنَّهٗ رُوِیَ بِطُرُقٍ مُخْتَلِفَةٍ یعنی ضیاء معنوی
مین کہا ہی کہ قول ابن جوزی کا کہ یہ حدیث موضوع ہی تعصب ہی اسواسطے کہ یہ حدیث طرق مختلفہ سے روایت
کی گئی ہی انتہی اور موضوع ہونا اس حدیث کا باعتبار اصطلاح محدثین کے ہی اور فی الواقع اسکے صحیح ہونے مین
کوئی استحالہ لازم نہین آتا کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی محال نہین علی ہذا راوی کا اگرچہ کاذب ہو
کبھی صادق ہونا محال نہین ہی اسلئے کہ محدثین کے نزدیک جو بات جھوٹا آدمی روایت کرتا ہی اوسکی حدیث
کو موضوع نام رکھتے ہین اور واقع مین گو وہ بات اوسنے صحیح ہی کہدی ہو خیر ہم بھی تسلیم کرتے ہین کہ یہ حدیث
موضوع اصطلاحی ہی مگر بشارت امام صاحب کی صحیح حدیث بھی ہم ذکر کرتے ہین اور سوای اسکے اور اونکے اوصاف
کالشمس فی نصف النہار ہین جنسے فضیلت اونکی سب ائمہ پر ثابت ہی اور جلال الدین تبییض الصحیفہ مین
لکھتے ہین کہ ائمہ نے بیان کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مالک کی بشارت اس حدیث مین دی
ہی کہ قریب ہی کہ لوگ سواریونکو دوڑاتے ہوئے لائینگے اور علم طلب کرینگے پس پاوینگے کسیکو زیادہ جاننے والا
عالم مدینہ سے اور امام شافعی کی بشارت اس حدیث مین ہی کہ تم لوگ قریش کو برا مت کہو اسلیئے کہ عالم اوسکا
زمین کو علم سے بھر دیگا مین کہتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ابو حنیفہ کی بشارت اور

حدیث مین وہ ہی جسکو ابو نعیم نے حلیہ مین ابو ہریرہ رض کی روایت سے بیان کیا ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر علم ثریا پر ہوتا تو فارس کے لوگ اوسکو لے لیتے اور شیرازی نے القاب مین اس حدیث کو قیس بن سعد بن عبادہ رض کی روایت سے بیان کیا ہی کہ کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر علم ثریا پر معلق ہوتا تو ایک قوم فارس کی اوسکو لے لیتی اور ابو ہریرہ رض کی حدیث مین جو بخاری و مسلم مین آئی ہی پس لفظ بخاری کے یہ ہین کہ اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو لوگ فارس کے لے لیتے اور لفظ مسلم مین یہ ہی کہ اگر ایمان نزدیک ثریا کے ہوتا تو البتہ ایک شخص فارس کا جاکر اوسکو لے لیتا اور حدیث قیس بن سعد مین جو معجم کبیر طبرانی مین مذکور ہی اس لفظ سے کہ اگر ایمان معلق ثریا پر ہوتا تو اوسکو فارس کے لوگ لے لیتے اور دوسری حدیث اسی کتاب مین ابن مسعود رض کی روایت سے ہی کہ کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر دین ثریا پر معلق ہوتا تو البتہ لوگ فارس کے اوسکو لے لیتے یہ اصل صحیح ہی کہ اس بشارت اور فضیلت مین مثل وہ حدیثون پہلی کے جو دونون اماموں کے حق مین وارد ہین اعتماد کیا جاتا ہی اور حدیث موضوع کی کچھ حاجت نہین انتہی اور خیرات الحسان یہ ہی وَمَا یَصْلُحُ لِلْاِسْتِدْلَالِ بِهِ عَلٰی عَظِيْمِ شَاْنِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ مَا رُوِيَ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُرْفَعُ زِيْنَةُ الدُّنْيَا سَنَةَ خَمْسِيْنَ وَمِائَةٍ یعنی اوس چیز سے جو صلاحیت استدلال کی اوپر عظمت شان امام ابو حنیفہ رح کے رکھتی ہی وہ حدیث ہی جو روایت کی گئی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے اوٹھا لیجائیگی زینت دنیا کی سن ڈیڑھ سو مین انتہی **قال** اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ امام اعظم کی بزرگی اور رایہ پر اسلیے زیادہ ہی کہ اونھون نے چالیس برس تک ایک وضو سے نماز عشا اور صبح کی پڑھی ہی اور ہر شب مین ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اس بات کو خطیب نے تاریخ بغداد مین نقل کیا ہی اور طحطاوی مین ہی کہ جس مقام پر امام اعظم نے وفات پائی تو وہان اونھون نے ستر ہزار ختم کیے ہین جواب اسکا دو طرح پر ہی اول یہ کہ یہ بات بالکل غلط اور واہیات اور موجب مذمت امام اعظم کے ہی نہ یہ کہ اونکی تعریف کی باعث ہو اوسکی وجہ یہ ہی کہ اونھون نے جو اپنے آپکو ایک بھاری تکلیف اور مشقت مین ڈال رکھا تھا کیا اونکو اتنی بھی خبر نہ تھی کہ یہ بدعت ہی کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بھر مین کبھی شب کو تیرہ

رکعت سے زیادہ نوافل نہین پڑھی اور نہ کبھو تمام شب جاگے انتہی **اقول** اَعِدْ ذِکْرَ نُعْمَانَ لَنَا اِنَّ ذِکْرَہٗ
هُوَ الْمِسْکُ مَا کَرَّرْتَہٗ یَتَضَوَّعُ یعنی امام اعظم رح کا ذکر پھر بیان اسلیے کہ ذکر اونکا مانند مشک کے ہے
جسقدر اوسکی تکرار کریگا خوشبو دیگا انتہی معترض صاحب کو اور احادیث سے ہنوز اطلاع نہین وہ ایسی عبادت کو
بدعت لکھتے اپنا سا حال سبکا تصور کرتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ ان بزرگان دین کو کچھ مشقت و تکلیف
عبادات کثیرہ سے نہین ہوتی تھی اور کسی حدیث سے کثرت عبادت کی جسقدر طاقت ہو ممانعت نہین پائی جاتی
اور جہان نہی وارد ہے بوجہ ملالت طبع و گرانی خاطر وغیرہ کے منع کیا گیا ہے نہ مطلقًا کثرت عبادت اور
ریاضت کی ممانعت آئی ہو **ع** ہر سخن وقتی و ہر نکتہ مکانی دارد ✦ حال آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی عبادت تو ایسی تھی کہ قدم آپکے ورم کر جاتے تھے بخاری مین عائشہ رض سے روایت ہے کَانَ النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَقُوْمُ لِیُصَلِّیَ حَتّٰی تَرِمَ قَدَمَاہُ فَیُقَالُ لَہٗ فَیَقُوْلُ اَفَلَا اَکُوْنُ
عَبْدًا شَکُوْرًا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوا کرتے نماز پڑھنے کو یہانتک کہ ورم کر جاتے دونو
قدم آپکے پس کہا جاتا آپسے پس فرماتے کیا مین بندہ شکر گزار نہین ہون انتہی اور ترمذی مین مغیرہ رض سے روایت ہے
اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی
انْتَفَخَتْ قَدَمَاہُ فَقِیْلَ لَہٗ اَتَتَکَلَّفُ ھٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا
تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا یعنی کہا اونھون نے نماز پڑھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہانتک
کہ آماس کرجاتے قدم آپکے پس کہا گیا آپسے آپ کیون ایسی تکلیف اوٹھاتے ہین حال آنکہ آپکے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے
گئے فرمایا کیا مین بندہ شکر گزار نہ ہون انتہی اور ابن ماجہ اور نسائی مین مغیرہ رض سے روایت ہے قَالَ صَلّٰی
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی تَوَرَّمَتْ قَدَمَاہُ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ
لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا یعنی کہا اونھون نے
نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ متورم ہو گئے قدم آپکے پس کہا گیا یا رسول اللہ آپکے
تو اگلے پچھلے گناہ بخش دیے ہین فرمایا کیا مین بندہ شکر گزار نہین ہون انتہی اور نسائی مین ابو ہریرہ رض سے
روایت ہے کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ حَتّٰی تَزْلَعَ قَدَمَاہُ یعنی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے یہانتک کہ پیر آپکے پھٹ جاتے تھے انتہی اور علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ
مین لکھتے ہین کہ ابن بطال نے کہا ہی کہ اس حدیث سے مفہوم ہوتا ہی کہ انسان اپنے نفس پر شدت عبادت
اختیار کرے اگرچہ بدن اوسکے کو نقصان کرے اسلیے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو کیا باوجودیکہ
آپ جانتے تھے کہ مغفور ہوگئے ہین پس جو شخص اسکو نہ جانتا ہو خصوصاً جسکو خوف استحقاق نار سے
نہ ہوئی ہو اوسکو بدرجہ اولی چاہیے اور موقع اس عبادت کا جیسا کہ حافظ ابن حجر نے کہا ہی جبتک کہ
طبیعت کے ملالت کو نہ پہونچا دے اسلیے کہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور احوال سے کامل تر تھا
پس آپ اپنے پروردگار کی عبادت سے ملول نہین ہوتے تھے اگرچہ بدن کو ضرر ہوتا تھا بلکہ ثابت ہوا ہی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے میری آنکھونکی ٹھنڈک نماز مین کی گئی ہی چنانچہ نسائی نے
انس رض کی روایت سے اوسکو بیان کیا ہی پس جو شخص جب ملالت طبعی کا خوف کرے اوسکو لائق ہی کہ اپنے نفس کو
تکلیف مین نہ ڈالے انتہی اور اگر معترض صاحب کی یہ غرض ہی کہ تمام رات جاگنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے ثابت نہین ہوا تو سنیے مسلم اور ابوداود وغیرہ مین عائشہ رض سے روایت ہی کان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل العشر الاواخر من رمضان احیی اللیل وایقظ
اھلہ وشد المئزر یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عشرہ اخیر رمضان شریف کا
آتا تو تمام رات جاگتے اور اپنی اہل کو جگاتے اور ازواج سے قربت نکرتے انتہی اور صحیح ابن حبان
وغیرہ مین عطا تابعی سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے مینے عائشہ رض سے عرض کیا کہ مجکو زیادہ تعجب خیز
بات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھی ہو بتلائیے اونھون نے فرمایا کونسا امر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا قابل تعجب نہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میرے پاس آئے پھر فرمایا مین
اپنے پروردگار کی عبادت کرلون پس کھڑے ہوئے اور وضو کیا پھر کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے پس
روئے یہانتک کہ آنسو آپکے سینے پر بہے پھر رکوع کیا پس روئے پھر سجدہ کیا پس روئے پھر سر اوٹھایا
پس روئے پس اسیطرح کرتے رہے یہانتک کہ بلال رض نماز کی اطلاع کو آئے مینے کہا کس چیز نے آپکو رلایا
حالانکہ آپکے تو گناہ مقدم اور مؤخر اللہ نے بخش دیے ہین فرمایا کیا مین بندہ شاکر نہین ہون انتہی

مختصر اگر وہ نسائی اور ابن ماجہ مین ابوذر غفاری رض سے روایت ہو قال قام رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حتی اصبح بآیۃ والآیۃ ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم
فانک انت العزیز الحکیم یعنی کہا اونھون نے کھڑے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہانتک کہ
صبح کردی ایک آیت مین اور آیت یہ ہو کہ اگر تو عذاب کرے انپر پس یہ بندے تیرے ہین اور اگر بخش دے
انکو پس تحقیق تو غالب حکمت والا ہی انتہی اور اگر معترض صاحب کی یہ غرض ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہین اجازت اسکی نہین دی ہی کہ جتنی آدمی کو طاقت ہو اوتنی عبادت کیا کرے سو اسکا جواب سنیے
بخاری مین عائشہ رض سے مرفوع روایت ہو علیکم ما تطیقون من الاعمال فان اللہ لا یمل
حتی تملوا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لازم پکڑو تم اعمال کو جسقدر طاقت رکھتے ہو پس تحقیق
خدا ناخوش نہین ہوتا یہانتک کہ تم ملول ہو انتہی اور ابو داود مین ہو عن عائشۃ رض قالت ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اکلفوا من العمل ما تطیقون فان اللہ لا یمل
حتی تملوا فان احب العمل الی اللہ ادومہ وان قل وکان اذا عمل عملا اثبتہ
یعنی عائشہ رض سے روایت ہی کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلیف اوٹھاو تم عمل سے جسقدر
طاقت رکھتے ہو اسلیے کہ اللہ ناراض نہین ہوتا جبتک تم ملول نہو کیونکہ محبوب تر عمل کا طرف اللہ کے دائم تر عمل ہی
اگرچہ تھوڑا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی عمل کرتے تو ثابت رہتے اوسپر انتہی اور اقامۃ الحجۃ ملا علی
واذا ثبت جواز العمل حسب الطاقۃ الی ان یحصل الاعیاء والملل فنقول طاقۃ الناس
مختلفۃ فکم من رجل یطیق شیئا ولا یطیقہ اخر وکم من رجل یمل من شیٔ ولا یمل
منہ اخر وکم من رجل اعطی السرعۃ فی القراءۃ ولم ینلھا الاخر یعنی جبکہ ثابت ہوگیا جواز
عمل کا موافق طاقت کے یہانتک کہ تھکان اور ملالت حاصل نہو پس ہم کہتے ہین کہ آدمیونکی طاقت مختلف
ہوتی ہو بہت آدمی ایسے ہین کہ ایک شی کی طاقت رکھتے ہین اور دوسرا اوسکی طاقت نہین رکھتا اور بہت
آدمی ایسے ہین کہ ایک چیز سے ملول ہو جاتے ہین اور دوسرا اوس سے ملول نہین ہوتا اور بہت آدمیونکو سرعت
قرارت عطا کی گئی ہو اور دوسرا اوسکو نہین پہنچا انتہی اور اسی کتاب کے دوسرے مقام مین لکھا ہو کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام رات قیام کرنے کی حدیث سے ثابت ہوئی کہ عائشہ رض کا قیام کل شب کی نفی کرنا
غالب اوقات پر محمول ہی اسیطرح گیارہ رکعتوں سے زیادہ کی نفی غالب اوقات پر محمول ہی ورنہ روایات متعددہ
سے اس سے زیادہ پندرہ رکعت تک ثابت ہی الیسوفی اگرچہ اسکو نووی نے شرح مسلم مین اور بعض روایات مین وارد
ہوا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت رمضان مین بغیر جماعت پڑھی ہین اور سند اوسکی ضعیف
ہی اور دوسرے یہ ہی کہ اگر تسلیم بھی کیا جاے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کل رات قیام نہین کیا اور کل
قرآن ایک رات مین پڑھا اور نہ گیارہ رکعت سے زیادہ پڑھا تو ہم کہتے ہین کہ اسکے مثل اور مشابہ شدید مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہی اور وہ قائم ہونا آپکا یہانتک کہ قدم آپکے ورم کر گئے تھے اور اسقدر بدعت کا
نام اوٹھا دینے مین عبادات شاقہ سے کافی ہی اسلیے کہ بدعت وہ ہی کہ وہ اور نہ مثل اوسکا عہد نبوی مین ثابت
ہو اور یہ اوسمین شرط نہین ہی کہ ہر جزئی جزئیات عبادت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو جاے
اور تیسرے یہ ہی کہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی عبادت کو بوجہ شفقت امت کے اختیار
نہین کیا لیکن اوسکو اون لوگون نے اختیار کیا ہی جنکے طریقہ پر چلنے کا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حکم کیا ہی پس یہ عبادت کیونکر بدعت ہو گی انتہی اور اگر معترض صاحب کو یہ شبہہ ہو کہ صحابہ رض سے اس قسم کی
عبادت صادر نہین ہوئی تو اس مرحلہ کو بھی طے کر لیجے حافظ ابو نعیم اصبہانی حلیۃ الاولیا مین حال
عثمان رضی اللہ عنہ کا لکھتے ہین حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ حَمْدَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ
اِبْنِ حَنْبَلٍ حَدَّثَنِي اَبِي نَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ نَا الزُّبَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ جَدَّةٍ لَهٗ يُقَالُ لَهَا
رُهَيْمَةُ قَالَتْ كَانَ عُثْمَانُ يَصُوْمُ الدَّهْرَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ اِلَّا هَجْعَةً مِّنْ اَوَّلِهٖ یعنی زبیر بن
عبد اللہ اپنی دادی رہیمہ سے روایت کرتے ہین کہ کہا اونھون نے کہ عثمان رض ہمیشہ روزہ رکھتے اور تمام رات
قیام کرتے مگر قدرے اول شب مین آرام کر لیتے حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ نَا مُحَمَّدُ بْنُ
اِسْحٰقَ نَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ نَا اَبُوْ عَلْقَمَةَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
التَّيْمِيِّ قَالَ قَالَ اَبِي لَاَغْلِبَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى الْمَقَامِ فَلَمَّا صَلَّيْتُ الْعَتَمَةَ تَخَلَّصْتُ اِلَى
الْمَقَامِ حَتّٰى قُمْتُ فِيْهِ فَبَيْنَا اَنَا قَائِمٌ اِذَا رَجُلٌ وَضَعَ يَدَهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَاِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ

م [illegible]

ابن عفان فبدأ بأم القرآن فقرأ حتى ختم القرآن فركع وسجد ثم أخذ نعليه
فلا أدري أصلى قبل ذلك شيئا أم لا یعنی عثمان بن عبد الرحمن تیمی روایت کرتے ہین کہ
میرے باپ نے مجھسے کہا آجکی رات مین مقام پر غالب ہونگا پس جبکہ عشا کی مینے نماز پڑھی مقام کی طرف
پونہچا پس مین وہان کھڑا ہی تھا کہ اتنے مین ایک شخص نے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھا دیکھا کیا ہون کہ
وہ عثمان رض ہین پس اونھون نے الحمد شروع کی پھر پڑھتے رہے یہانتک کہ قرآن ختم کردیا پھر رکوع کیا اور سجدہ
کیا پھر نعلین اپنی اوٹھا لین پس نہین جانتا مین کہ اس سے پہلے نماز اونھون نے پڑھی یا نہین حدثنا
سليمان بن أحمد نا أبو يزيد القراطيسي نا أسد بن موسى نا سلام بن مسكين
عن محمد بن سيرين قال قالت امرأة عثمان حين أطافوا به يريدون قتله
إن تقتلوه أو تتركوه فإنه كان يحيي الليل كله في ليلة يجمع فيها القرآن یعنی محمد بن سیرین
سے روایت ہے کہ کہا اونھون نے کہ زوجہ عثمان رض نے جسوقت کہ لوگون نے اونکا بارادہ قتل احاطہ کرلیا تھا
اگر تم قتل کرو انکو یا چھوڑو وبیشک یہ تمام رات اوس شب جاگتے تھے کہ جسمین قرآن ختم کیا کرتے تھے انتہی اور
ابن کثیر نے اپنی تاریخ مین عمر رض کا یہ حال لکھا ہے کان يصلي بالناس العشاء ثم يدخل بيته
فلا يزال يصلي إلى الفجر وما مات حتى سرد الصوم یعنی تھے عمر رض کہ لوگونکو عشا کی نماز
پڑھا دیتے پھر اپنے گھر مین چلے جاتے پس برابر فجر تک نماز پڑھے جاتے اور نہین انتقال کیا یہانتک کہ برابر روزے
رکھے گئے انتہی اور عبد اللہ بن عمر رض کو حلیۃ الاولیا مین لکھا ہے حدثنا سليمان نا أبو يزيد نا أسد
ابن موسى نا الوليد بن مسلم نا ابن جابر حدثني سليمان بن موسى عن نافع
أن ابن عمر كان يحيي الليل صلاة ثم يقول يا نافع أسحرنا فيقول لا فيعاود الصلاة
فيقول يا نافع أسحرنا فأقول نعم فيقعد ويستغفر الله ويدعو إلى الصبح یعنی نافع
تابعی سے روایت ہے کہ ابن عمر رض رات بھر نماز پڑھتے پھر کہتے ای نافع سحر ہوگئی وہ کہتے نہین پھر نماز
پڑھنے لگتے پھر کہتے نافع سحر ہوگئی مین کہتا ہان پس بیٹھ جاتے اور اللہ سے استغفار اور دعا صبح تک
کرتے حدثنا محمد بن أحمد بن الحسن نا بشر بن موسى نا خلاد بن يحيى نا عبد العزيز

ابو ابی رواد نا ابن محمد نا ابو یعلی نا محمد بن الحسین الجرجانی نا زید نا عبد العزیز عن نافع ان ابن عمر کان اذا فاتته صلوۃ العشاء فی جماعۃ احیی بقیۃ لیلتہ یعنی نافع رح سے روایت ہو کہ ابن عمر رض کو جب نماز عشا کی جماعت سے فوت ہو جاتی تو باقی شب جاگا کرتے تھے اور تمیم بن اوس صحابی کا حال ابو سعد سمعانی کتاب الانساب مین لکھتے ہین کان تمیم یختم القرآن فی رکعۃ و ربما ردد الآیۃ الواحدۃ اللیل کلہ حتی الصباح وکان من عباد الصحابۃ و زھادھم ممن جانب اسباب العز و لازم التخلی بالعبادۃ الی ان مات یعنی تمیم رض ایک رکعت مین قرآن ختم کیا کرتے تھے اور اکثر ایک آیت کو تمام رات صبح تک پڑھتے رہتے اور تھے وہ عباد اور زہاد صحابہ مین سے جنہون نے اسباب عزت و جاہ سے اجتناب کیا تھا اور عبادت ہی کو لازم پکڑا تھا حتی کہ انتقال کیا انتہی اور ابن حجر مکی فتح المبین مین لکھتے ہین کان تمیم یختم القرآن فی رکعۃ یعنی تمیم ختم کرتے تھے قرآن کو ایک رکعت مین انتہی اور شداد بن اوس صحابی کا حال سنیے حلیۃ الاولیا مین ہی حدثنا ابراھیم بن عبد اللہ نا محمد بن اسحق نا قتیبۃ بن سعید نا الفرج بن فضالۃ عن اسد بن وداعۃ عن شداد الانصاری انہ کان اذا دخل الفراش یتقلب علی الفراش لا یاخذہ النوم فیقول اللھم ان النار اذھب عنی النوم فیقوم فیصلی حتی یصبح یعنی اسد بن وداعہ سے روایت ہی کہ شداد انصاری جب بچھونے پر آتے کروٹین لیتے نیند انکو نہین آتی پس کہتے اللہ میرے خوف نار نے مجھسے خواب کو اوڑا دیا پس کھڑے ہو جاتے اور نماز پڑھتے یہانتک کہ صبح کر دیتے انتہی اور علی رض کا حال بھی سن لیجیے اقامۃ الحجۃ مین لکھا ہی انہ کان یختم فی الیوم ثمان ختمات کما ذکرہ بعض شراح البخاری یعنی تحقیق کہ علی رض ایک دن مین آٹھ ختم قرآن کرتے جیسا کہ ذکر کیا اسکو بعض شراح صحیح بخاری نے انتہی پس غور کا مقام ہی کہ جو شی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگرچہ بعض وقت مین ہو اور صحابہ رض سے دائمی ثابت ہو اوسکو بدعت کہدینا بجز جہالت اور گمراہی کے اور کیا کہا جاے اللہ تعالی ایسے عقیدۂ فاسدہ سے سب مسلمانونکو محفوظ رکھے ؎ ای مومنو دجال سے غافل نہو تم ❊ دجالونکے فتنونسے خبردار رہو تم ❊ معترض صاحب

اعتراضات ایسے پر نہیں درحقیقت انبیا اور صحابہ رض پر ہیں اس عبادت میں امام صاحب کچھہ مخصوص نہیں جو
اونپر معترض صاحب الزام بدعت دیتے ہیں بلکہ بڑے بڑے صحابہ اور تابعین نے ایسی عبادت شاقہ کی ہے
کہ دوسرے سے ممکن نہیں یہ جسقدر حالات ہمنے جلیل القدر صحابہ کے نقل کیے ہیں اگر شارع کی طرف سے ایسی عبادت
کی اجازت نہوتی تو ایسی عبادت صحابہ ہرگز نکرتے بلکہ ادنی صحابی بھی بدعت سے اجتناب کرتے تھے نہ کہ حضرت
عثمان رض اور حضرت عمر رض اور حضرت علی رض اور عبد اللہ بن عمر رض وغیرہم ایسے امر کا ارتکاب کریں حاشا
وکلا سہ کار پاکان را قیاس از خود مگیر * گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر * اویس قرنی رح کے حال میں حلیۃ الاولیا
مین لکھا ہے حدثنا ابو بکر محمد بن احمد حدثنا الحسن بن محمد نا عبد اللہ بن عبد الکریم
نا سعید بن اسد بن موسی نا ضمرۃ بن ربیعۃ عن اصبغ بن زید قال کان
اویس القرنی اذا امسی یقول ھذہ لیلۃ الرکوع فیرکع حتی یصبح وکان اذا امسی
یقول ھذہ لیلۃ السجود فیسجد حتی یصبح یعنی اویس قرنی جب شام ہوتی تو کہتے یہ شب
رکوع کی ہے پس رکوع کرتے یہانتک کہ صبح کر دیتے اور پھر جب شام کرتے کہتے یہ رات سجدہ کی ہے پس سجدہ کرتے
یہانتک کہ صبح کر دیتے انتہی اور سعید بن المسیب جو بڑے جلیل القدر تابعی ہیں اونکے حال میں اسی کتاب میں
لکھا ہے حدثنا ابو محمد نا احمد بن محمد بن حامد نا عبد المنعم بن ادریس عن ابیہ قال
صلی سعید بن المسیب الغداۃ بوضوء العتمۃ خمسین سنۃ یعنی عبد المنعم اپنے
باپ ادریس سے روایت کرتے ہیں کہ کہا اونھوں نے سعید بن مسیب نے صبح کی نماز عشا کے وضو سے پچاس
برس تک پڑھی ہے اور ثابت بن اسلم تابعی جنھوں نے عبد اللہ بن عمر رض اور عبد اللہ بن زبیر رض سے روایت کی ہے
اور حضرت انس رض کی خدمت میں چالیس برس رہے ہیں اونکے حال میں اوسی کتاب مذکور میں لکھا ہے حدثنا
عثمان بن محمد العثمانی نا اسمعیل بن علی الکرابیسی حدثنی محمد بن سنان نا
سنان عن ابیہ قال انا واللہ ادخلت ثابتا لحدہ ومعی حمید الطویل او رجل
غیرہ شک محمد فلما سوینا علیہ التراب سقطت لبنۃ فاذا ھو قائم یصلی فی قبرہ
فقلت للذی معی الا تری قال اسکت فلما سوینا علیہ التراب اتینا ابنتہ

حلیۃ الاولیاء

فقلنا ما کان عمل ابیک فقالت وما رایتم فاخبرناها فقالت کان یقوم اللیل خمسین سنۃ فاذا کان السحر قال اللہم ان کنت اعطیت احدا من خلقک الصلوۃ فی قبرہ فاعطنیہا فما کان اللہ لیرد ذلک الدعا یعنی سنان نے والد سے روایت کرتے ہین کہ کہا اونھون نے واللہ مینے ثابت کو قبر مین رکھا تھا اور میرے ساتھ حمید طویل یا دوسرا شخص تھا یہ شک محمد بن سنان راوی کا ہی لیکن جبکہ اوسپر ہمنے مٹی برابر کردی ایک اینٹ نکل پڑی پس دیکھتے کیا ہین کہ وہ اپنی قبر مین کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہین پس مینے اپنے ساتھی سے کہا کیا دیکھتا نہین کہا اوسنے چپ رہ پس جب ہمنے مٹی ڈالدی لوٹ کر اونکی لڑکی کے پاس آئے پس دریافت کیا ہمنے تمھارے والد کونسا عمل کرتے تھے اونھون نے کہا تمنے کیا دیکھا پس ہمنے اونکو اس واقعہ کی خبر دی اونھون نے کہا پچاس برس سے تمام رات قیام کرتے تھے پس جب صبح ہوتی کہتے ای اللہ اگر تونے کسیکو مخلوق اپنی سے قبر کے اندر نماز عطا کی ہو پس مجھکو عطا کرنا پس نہ تھا اللہ کہ رد کر دیتا اس دعا کو انتہی اور مسلم اور ابوداؤد اور نسائی مین روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین داخل ہوئے اور رسی درمیان دو کھمبے کے تنی پائی فرمایا یہ کیسی رسی ہی لوگون نے عرض کیا کہ زینب نماز پڑھتی ہین جب تھک جاتی ہین تو اسکو پکڑ لیتی ہین فرمایا کھولو چاہیے کہ نماز جبتک شوق رہے پڑھے جب تھک جاے بیٹھ جاے انتہی اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ تمام رات نماز پڑھنا ممنوع نہین بلکہ جب آدمی کی طبیعت کسلمند ہو جاے اوسوقت نماز کا لطف نہین ایسی نماز کو منع کیا ہی غرض جہان ممانعت ہی وہان مطلق ممانعت نہین اور جہان حسب طاقت اجازت دی ہی وہان وقت نشاط تک امر دیا ہی مطلقا کثرت عبادت کو بدعت کہنا صریح احادیث صحیح کو باطل کر دینا ہی اور بے دلیل الزام دینا ہی حال آنکہ ہر دعوای بے دلیل قبول خرد نہین ٭ باقی رہا جواب حدیث عبد اللہ بن عمرو اور جماعت صحابہ کا وہ بھی یاد رکھیے داشتہ آید بکار اقامۃ الحجہ مین لکھا ہی کہ حدیث عبد اللہ بن عمرو کا جواب یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے حال سے معلوم کر لیا تھا کہ وہ جسکا التزام کرنا چاہتے ہین اوسکی مداومت پر قادر نہونگے پس ہدایت کی اونکو طرف طریقہ رخصت کے اور علت بیان کی کہ اونکے نفس کے لیے اونپر حق ہی اور اونکی اہل کا اونپر حق ہی اور یا بطور کہ جب ایسا کرینگے تو آنکھین ضعیف

ہوجاوینگے اور بدن نحیف ہوجائیگا پس دلالت کی اس امر نے کہ سعی کرنی عبادت مین اس طور سے
کہ ملال خاطر اور کسل طبع کی مورث ہو یا حقوق شرعیہ مین خلل واقع ہوجاوے تو ممنوع ہی اور دلالت اسکی
مطلق منع پر نہین اور جواب حدیث جماعت صحابہ کا یہ ہی کہ اونھون نے عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
بہت کم جانا اور گمان کیا کہ آپ بوجہ مغفور ہونیکے عبادت مین زیادہ کوشش نہین کرتے اور اپنے اوپر
اونھون نے اوس چیز کو واجب جانا جسکو اللہ نے واجب نہین کیا تھا اور طریقہ آسان سے اعراض کیا اسیواسطے
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے اونکو زجر کیا اور ہدایت کردی طرف طریقہ اپنے کے اور
فرمایا جو شخص میری سنت سے اعراض کرے یعنی اعراض کرے باینطور کہ جس طریقہ پر مین ہون اوسکو
حسن نسمجھے جیسا کہ ان لوگون نے گمان کیا تھا پس وہ شخص مجھسے نہین (یعنی اونمین سے نہین جو
میری مسلک اور ہدایت پر چلتے ہین) اور اس حدیث مین اس امر کی کہین دلالت نہین کہ جب آدمی
حسب طاقت اپنی عبادت مین کوشش کرے درانحالیکہ واجب کرنے والا غیر واجب کو نہو اور اپنے
مسلک کو مسلک نبوی پر فضیلت دینے والا نہو تو بھی یہ صورت جائز نہوگی انتہی اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی عبادت اختیار نکرنیکا باعث یہ ہی جو اسی کتاب مین لکھا ہی کہ بیشک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسقدر طاقت عبادت رکھتے تھے کہ اور آدمیونکو اتنی طاقت نہین
لیکن آپ کثرت عبادت کو بوجہ شفقت اسکے اور بوجہ ترحم کرنیکے اوپر اتباع اپنے کے ترک کرتے تھے تا
لوگ بسبب اتباع اونکی کے تنگ نہون اور دلالت کرتا ہی اسپر قول عائشہ رضہ کا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عمل کو ترک کرتے تھے حال آنکہ اوس عمل کو دوست رکھتے تھے واسطے خوف اسکے کہ لوگ عمل ویسا
کرنے لگین پس فرض ہوجاوے اونپر روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور ابوداود وغیرہما نے اور تحقیق ترک
کردی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح ساتھہ جماعت کے بعد پڑھنے چند شب کے واسطے خوف اسکے
کہ لوگونپر فرض ہوجاویگی روایت کیا اس حدیث کو بخاری وغیرہ نے اور ابوداود وغیرہ نے عائشہ رضہ سے
روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا پس عمر رضہ پیچھے آپکے برتن پانی کا لیکر کھڑے
ہوئے پس فرمایا کیا ہی یہ اے عمر رضہ کہا پانی آپکے وضو کے واسطے فرمایا نہین حکم کیا گیا مین کہ جب پیشاب

کرون وضو کیا کرون اور اگر نہ کرتا مین تو سنت ہوجاتا اور امثال اسکے بہت ہین انتہی اور معترض صاحب کے
دوسرے اعتراض کا جواب اقامۃ الحجہ مین یہ لکھا ہی فَاِنْ قُلْتَ بَعْضُ الْمُجَاهَدَاتِ مِمَّا لَا يُعْقَلُ وُقُوْعُهَا
كَثَمَانِ خَتْمَاتٍ فِيْ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ وَّكَادَاءِ اَلْفِ رَكْعَةٍ فِيْ لَيْلَةٍ وَّنَحْوِ ذٰلِكَ قُلْتُ وُقُوْعُ مِثْلِ
هٰذَا وَاِنِ اسْتُبْعِدَ مِنَ الْعَوَامِّ لٰكِنْ لَّا يُسْتَبْعَدُ ذٰلِكَ مِنْ اَهْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنَّهُمْ
اُعْطُوْا مِنْ رَّبِّهِمْ قُوَّةً مَّلَكِيَّةً وَّصَلُوْا بِهَا اِلٰى هٰذِهِ الصِّفَاتِ لَا يُنْكِرُهُ اِلَّا مَنْ
يُّنْكِرُ صُدُوْرَ الْكَرَامَاتِ وَخَوَارِقِ الْعَادَاتِ یعنی اگر اعتراض کرے تو کہ بعض مجاہدات کا وقوع
عقل مین نہین آتا جیسے آٹھ ختم دن ورات مین اور ہزار رکعت ایک رات مین اور مثل اسکے کہتا ہون مین وقوع
اسکا اگرچہ عوام سے بعید ہی لیکن اہل اللہ سے بعید نہین اسلیے کہ وہ اپنے پروردگار کی طرف سے قوت ملکی عطا کیے
گئے ہین کہ اوسکی وجہ سے ان صفات کو پہونچ گئے ہین نہین انکار کرتا اسکا مگر وہ شخص جو منکر کرامات اور خرق
عادات کا ہو انتہی اور قفال مروزی کا قصہ موضوع گڑھا ہوا ہی چنانچہ خود نواب صاحب امیر بھوپال کہ جنکی
معترض صاحب بہت سند لاتے ہین کشف الالتباس مین لکھتے ہین صاحب تبصرہ نے فرمایا ہی کہ علمای متاخرین
امامیہ نے واسطے الزام حنفیہ کے ایک حکایت جوڑی ہی کہ ایک شخص نے واسطے تضحیک مذہب ابو حنیفہ کے نبیذ سے
وضو کیا الی آخرہ چنانچہ منہج الفاضلین ملا محمد باقر مجلسی کے باب اول مین مذکور ہی انتہی حاصلہ لہذا اہل علم
نے انکار شدید کیا ہی قصہ قفال نقال کا امام الحرمین پر انتہی اگر کسی صاحب کو زیادہ تفصیل منظور ہو کتاب
اقامۃ الحجہ تصنیف مجمع الکمالات مولانا ابو الحسنات مولوی محمد عبد الحی صاحب لکھنوی کی ملاحظہ فرماوین
اگرچہ معترض صاحب نے امام صاحب کے بعض حالات کا ذکر کیا لیکن ہم بھی تو چند باتین اونکی کہ جنکے دیکھنے سے
آنکھو نمین نور اور دل کو سرور ہو کچھ حالات دیگر ادیہ دین کے بیان کرتے ہین ؎ اگر بمدح و ثنا کسی ستودہ شود
تو آن کسی کہ ستودہ تست مدح و ثنا امام محی الدین نووی شارح مسلم تہذیب الاسما مین لکھتے ہین کہا
ابو نعیم نے کہ امام ابو حنیفہ رح اچھی صورت و اچھے عمدہ لباس و اچھے عمدہ خوشبو والے نیک مجلس کثیر الکرم خوب مدارات
کرنے والے اپنے بھائی مسلمانو نسے تھے اور کہا امام ابو حنیفہ نے مین ابو جعفر امیر المومنین کے پاس گیا پس کہا
اونھون نے آپنے کس سے علم حاصل کیا کہا مینے حماد بن ابی سلیمان سے اور اونھون نے ابراہیم نخعی سے اونھون نے

عمر بن الخطاب رض اور علی بن ابی طالب رض اور عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس رض سے پس کہا ابو جعفر نے خوب علم
واثق حاصل کیا اور ایکدن امام ابو حنیفہ رح خلیفہ منصور کے پاس گئے پس کہا منصور نے یہ شخص اسوقت مین تمام
دنیا کا عالم ہو اور سفیان بن عیینہ سے مروی ہو کہ کہا انھون نے میری آنکھ نے مثل ابو حنیفہ کے نہین دیکھا
اور عبداللہ بن مبارک سے روایت ہو کہ کہا انھون نے امام ابو حنیفہ بڑے صاحب وقار تھے ایکدن ہم جامع مسجد مین
تھے پس ایک سانپ آ گیا گودمین اونکے گر پڑا پس واسطے اوسکے اور سب آدمی بھاگ گئے پس سوا اسکے اونھون نے
سانپ کو جھاڑ دیا اور اپنی جگہ پر بیٹھے رہے اور کچھ نکیا اور روح بن عبادہ سے روایت ہو کہ مین سنہ ڈیڑھسو ہجری مین
ابن جریج کے پاس تھا پس جب انتقال ابو حنیفہ کی اونکو پہونچی پس انا للّٰہ و انا الیہ راجعون کہا اور نہایت
غمگین ہوئے اور فرمایا کیسا بڑا عالم اوٹھگیا اور امام ابو یوسف سے روایت ہو کہ مین اپنے والدین سے پہلے امام ابو حنیفہ
واسطے دعا مانگتا ہون اور تحقیق مینے اونسے سنا ہو فرماتے تھے کہ مین حماد کیواسطے اپنے والدین کے ساتھ دعا
مانگتا ہون اور عبداللہ بن مبارک سے روایت ہو کہا اونھون نے دیکھا مینے مسعر بن کدام کو امام ابو حنیفہ کے حلقہ
کے ساتھ بیٹھے ہوئے اونسے سوال کرتے تھے و فائدہ اوٹھاتے تھے اور نہین دیکھا مینے کسیکو کبھی کہ اونسے فقہ مین امام ابو حنیفہ
عمدہ کلام کیا ہو اور وکیع سے روایت ہو کہ نہین ملا مین زیادہ فقیہ بہ نسبت ابو حنیفہ کے اور نہ اونسے زیادہ اچھے نماز پڑھنیوالے اور نضر بن
شمیل سے روایت ہو کہ لوگ فقہ سے بالکل بیخبر تھے یہانتک کہ ہوشیار کردیا اونکو امام ابو حنیفہ نے ساتھ اوس شرح کے جو بیچ
اونکا اور تلخص کیا اوسکو اور بیان کردیا اوسکو اور امام شافعی سے روایت ہو کہ تمام آدمی فقہ مین امام ابو حنیفہ کے طفیلی ہین
اور جعفر بن ربیع سے روایت ہو کہ مین امام ابو حنیفہ کے پاس پانچ برس تک رہا پس کسیکو مینے اونسے زیادہ خاموش نہین
پایا مگر جب کوئی بات فقہ کی سوال کیجاتی تو مثل دریا کے بہتے اور سفیان بن عیینہ سے روایت ہو کہ ہمارے وقت مین
کوئی شخص امام ابو حنیفہ سے زیادہ نماز پڑھنے والا نہین آیا اور زافر بن سلیمان سے روایت ہو کہ امام ابو حنیفہ رح
ایک رکعت مین رات گذار دیتے اوسمین قرآن ختم کردیتے اور اسد بن عمرو سے روایت ہو کہ امام ابو حنیفہ نے فجر کی نماز
عشا کے وضو سے چالیس برس پڑھی اور اکثر رات کو ایک رکعت مین قرآن ختم کرتے تھے اور اونکے رونے کی آواز
سنائی دیتی تھی یہانتک کہ ہمسایہ اونکے اوپر رحم کہاتے تھے اور شمار کیا گیا ہو کہ اونھون نے قرآن کو جس جگہ وفات
پائی ہو سات ہزار مرتبہ پڑھا ہو اور مسعر بن کدام سے روایت ہو کہ مین ایک رات مسجد مین گیا پس دیکھا مین نے

ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوے پس اچھی معلوم ہوئی مجکو قرارت اوسکی پس پڑھی ایک منزل کہا مینے اب رکوع کریگا
پھر تہائی پڑھا پھر نصف پڑھا پھر ایسیہی وہ شخص پڑھتا رہا یہانتک کہ ایک رکعت مین کل قرآن ختم کردیا پس دیکھا
مینے تو وہ امام ابو حنیفہ تھے اور زائدہ سے روایت ہی کہ مینے امام ابو حنیفہ رح کے ساتھ مسجد مین عشا کی نماز پڑھی
اور لوگ چلے گئے اور مجکو اونھون نے نہین جانا کہ مسجد مین ہے اور مینے ارادہ کیا کہ ایک مسئلہ انسے دریافت کرونگا
پس کھڑے ہوے اور نماز شروع کی پھر قرارت پڑھی یہانتک کہ اس آیت تک پونچے فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا
عَذَابَ السَّمُوْمِ پس اسی آیت کو دوہراتے رہے یہانتک کہ موذن نے صبح کی اذان کہدی اور مین انتظار ہی
مین رہا اور قاسم بن معن سے روایت ہی کہ امام ابوحنیفہ رح نے تمام رات اس آیت مین قیام کیا بَلِ السَّاعَةُ
مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ پس بار بار اسی کو پڑھتے تھے اور گریہ و زاری کرتے تھے اور
وکیع سے روایت ہی کہ امام ابو حنیفہ رح جب اپنی عیال کو نفقہ دیتے اوسیقدر خیرات کرتے اور جس وقت
نیا کپڑا پہنتے اوسی قیمت کا اپنے اساتذہ کو پہنا دیتے اور جب اونکے سامنے کہانا رکہا جاتا تو اپنی خوراک سے
دو چند لیکر کسی محتاج کو دیدیتے اور وکیع سے یہ بھی روایت ہی کہ امام ابو حنیفہ رح بڑے امانتدار تھے اور
ہر شی پر اللہ کی رضا مقدم کرتے تھے اور اگر خدا کی راہ مین تلوارین اونپر پڑتین برداشت کرتے تھے اور
قیس بن ربیع سے روایت ہی کہ امام ابو حنیفہ رح متقی فقیہ بہت احسان اور صلہ کرنے والے تھے ہر اوس
شخص پر جو اونکے پاس التجا لیجاتا اور نہایت بخشش کرنے والے اپنے بھائیون پر تھے اور بغداد کی طرف مال تجارت
روانہ کرتے تھے اوسکا کپڑا خریدا جاتا اور کوفہ مین لایا جاتا اور ہر سال کا نفع جمع کرتے اوس سے اپنے مشایخ محدثین
کی حوائج اور قوت اور لباس خریدتے پھر باقی اشرفیان نفع کی اونکو دیتے اور کہتے انکو تم اپنی حوائج مین صرف
کرو اور نہ تعریف کرو مگر اللہ تعالی کی اسلیے کہ مینے تمکو اپنے مال سے کچھ نہین دیا یہ اللہ تعالی تمہارے واسطے میرے
ہاتھ پر نفع بخشتا ہی پس رزق اللہ مین کسی غیر کو قوت نہین اور ابو یوسف رح سے روایت ہی کہا اونھون نے امام ابو حنیفہ سے
کسی حاجت سے سوال نہین کیے جاتے تھے مگر اوسکو پورا ہی کردیتے تھے اور عبداللہ بن مبارک سے روایت ہی کہا
اونھون نے کہ مینے سفیان ثوری رح سے کہا کہ امام ابو حنیفہ رح غیبت سے بہت بعید رہتے ہین مینے اونکو نہین سنا
کہ کبھی کسی دشمن اپنے کی بھی غیبت کرتے ہون کہا واللہ وہ بڑے عقلمند ہین اپنی نیکیون پر اوس شی کو مسلط

نہین ہونے دیتے جو اونکو لیجاوے اور علی بن عاصم سے روایت ہی کہا اونھون نے اگر امام ابو حنیفہ رح کی عقل نصف
اہل ارض کی عقل سے وزن کیجائے تو انکی عقل اونکی عقل پر غالب آئے اور اسمعیل پوتے امام صاحب سے
روایت ہی کہا اونھون نے ہمارے یہان ایک آٹا پیسنے والا رافضی تھا اوسکے دو خچر تھے ایک کا نام اوسنے ابو بکر
رکھا تھا اور دوسرے کا عمر پس ایک نے اوسکو پیر سے روندکر مار ڈالا پس امام ابو حنیفہ رح کو خبر دی گئی فرمایا دیکھو جسنے
اوسکو مارا ہی اوسکا نام عمر ہوگا پس دیکھا تو جیسا اونھون نے کہا تھا ویسا ہی پایا اور اسمعیل بن سالم بغدادی سے
روایت ہی کہا اونھون نے امام ابو حنیفہ رح قاضی ہونے پر جبر کیے گئے پر قضا نہ قبول کی اور امام احمد بن حنبل
جب اسکو ذکر کرتے رویا کرتے اور اونکو ترحم آتا اور امام ابو حنیفہ رح سے روایت کی ہی ابو یحیی حمانی اور ہشیم بن
بشیر اور عباد بن العوام اور عبد اللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح اور یزید بن ہارون اور علی بن عاصم
اور یحیی بن نصر اور ابو یوسف قاضی اور محمد بن الحسن اور عمرو بن محمد العنقزی اور ہوذہ بن خلیفہ اور
ابو عبد الرحمن المقری اور عبد الرزاق بن ہمام اور دوسرون نے اور امام محمد سے روایت کی امام شافعی رح اور
ابو سلیمان جوزجانی اور ابو عبید قاسم بن سلام وغیرہم نے اور امام شافعی رح سے بالاسناد روایت ہی کہا اونھون
نے بھاری جسم والا مینے امام محمد سے زیادہ لطیف روح کا نہین دیکھا اور نہ کوئی فصیح زیادہ اونسے دیکھا
جب مین اونکو قرآن پڑھتے دیکھتا ایسا معلوم ہوتا گویا قرآن اونھین کی لغت مین نازل ہوا ہی اور
امام شافعی سے یہ بھی روایت ہی کہ امام محمد سے زیادہ عقیل مینے کسیکو نہین دیکھا اور اونھین سے روایت ہو کہ مینے
جسیم آدمی کی زیادہ امام محمد سے کسیکو نہین دیکھا اور اونھین سے روایت ہی کہ جب امام محمد کسی مسئلہ مین گفتگو
کرتے گویا قرآن نازل ہوتا ہی نہ کسی حرف کو مقدم کرتے اور نہ موخر اور اونھین سے روایت ہی کہ امام محمد آنکھ اور
دل کو بھر دیتے تھے اور انھین امام شافعی سے روایت ہی کہ مین امام محمد کے دو اونٹ بھرے ہوئے کتابون کا مالک
ہوا ہون اور یحیی بن معین سے روایت ہی کہ مینے جامع صغیر امام محمد سے لکھی اور ابو عبید سے روایت ہی کہ مینے
کوئی کتاب اللہ کا امام محمد سے زیادہ جاننے والا نہین دیکھا اور ابراہیم حربی سے روایت ہو کہا اونھون نے
مینے امام احمد سے کہا کہ آپکے پاس یہ مسائل دقیق کہان سے آئے فرمایا کہ امام محمد کی کتابون سے کہا امام شافعی نے
کسیکو مینے نہین دیکھا کہ اوس سے کوئی مسئلہ جسمین اعتراض ہو دریافت کیا گیا اور اوسکے چہرہ پر جیسے معلوم ہو

نکر امام محمد اور امام شافعی سے اونکے اوستاد امام مالک نے کہا کہ اللہ عزوجل نے تمہارے قلب پر نور ڈالا ہی اسکو
معصیت سے مت بجھا دینا اور کہا امام شافعی نے جب مین امام مالک کے پاس گیا پس سُنا کلام میرا اور ایک ساعت
میری طرف دیکھا اور امام مالک کو فراست حاصل تھی فرمایا تمہارا نام کیا ہی مینے کہا محمد فرمایا اللہ سے ڈرنا اور معاصی
سے پرہیز کرنا قریب ہی کہ تمہاری ایک شان عظیم ہوگی اور کہا یحیی بن اکثم نے ثم مینے کسیکو زیادہ عقیل شافعی سے
نہین دیکھا اور کہا حمیدی نے سردار علمای زمانہ اپنے کے امام شافعی ہین اور حمیدی کے پاس جب امام شافعی کا ذکر ہوتا
کہتے ہمسے سید الفقہا شافعی نے یہ حدیث بیان کی اور امام شافعی نے روایت کی ہی علمای حجاز اور یمن اور
مصر اور عراق اور خراسان سے چنانچہ دار قطنی اور حاکم اور بیہقی نے اونکا ذکر کیا ہی اور اسیطرح اونھون نے
ذکر کیا اون لوگونکو جنھون نے اونسے روایت کی ہی اور فقہ حاصل کیا ہی مثل احمد بن حنبل اور ابو ثور اور حمیدی
وغیرہ کے اور ابراہیم حربی سے روایت ہی کہ امام احمد من اللہ تعالی علم اولین ہر قسم کا جمع کر دیا تھا اور ہیثم
بن جمیل سے روایت ہی کہا دوست رکھتا ہون مین کہ میری عمر سے کم ہو جاے اور امام احمد کی عمر مین زیادتی
ہو جاے اور امام ابو حاتم حال امام احمد اور علی بن مدینی کا سوال کیے گئے کہا حافظہ مین دونون قریب ہین
امام احمد فقیہ زیادہ ... عمرو بن محمد ناقد نے جب امام احمد کسی حدیث مین میرے موافق ہو جائین تو
بن پروا نہد ... شخص کی جو مخالفت میری کرے اور کہا امام شافعی نے مینے امام احمد
مان بن ... سے زیادہ عقیل کسیکو نہین دیکھا اور کہا قتیبہ اور ابو حاتم نے جب تو کسیکو دیکھے
محمد کہ ... رکھتا ہی پس جان لے کہ وہ صاحب سنت ہی اور امام احمد نے حدیث کو سفیان بن عیینہ
... سعد اور یحیی القطان اور ہشیم اور وکیع سے سُنا ہی اور امام احمد سے روایت کی ہی اونکے شیخ عبد الرزاق
یحیی بن آدم اور ابو الولید اور علی بن المدینی اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد وغیرہم نے اور کہا
...فعی نے اگر امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہوتے تو علم حجاز جاتا رہتا اور کہا حرملہ نے امام شافعی کسیکو
...بن امام مالک پر ترجیح نہین دیتے تھے اور کہا وہیب بن خالد نے نہین درمیان مشرق اور مغرب کے کوئی
...امانتدار حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام مالک سے اور امام شافعی سے باسناد صحیح روایت ہی کہ
...روی کتاب اکثر صواب کی موطای مالک سے نہین کہا علمانے اس قول کو امام شافعی نے قبل وجود

صحیحین کے کہا ہی اور وہ دونون موطا سے باتفاق علما زیادہ صحیح ہین اور امام مالک تبع تابعین سے ہین روایت
کیا اونسے ابن جریج اور یزید بن عبداللہ بن ہادی اور اوزاعی اور ثوری اور ابن مبارک اور امام شافعی وغیرہم نے
اور محمد بن حمدویہ سے روایت ہی کہ سنا مینے امام بخاری سے کہتے تھے کہ مین ایک لاکھ حدیث صحیح اور دو لاکھ حدیث
غیر صحیح یاد رکھتا ہون اور حافظ ابو علی صالح بن محمد سے روایت ہی کہا نہین دیکھا مینے کسی خراسانی کو
زیادہ فہیم امام بخاری سے اور کہا زیادہ جاننے والے حدیث کے امام بخاری ہین اور زیادہ حافظ حدیث کے ابو زرعہ
ہین اور وہ اکثر اونکے ہین حدیث مین اور محمد بن بشار شیخ بخاری سے روایت ہی کہ بصرہ مین مثل بخاری کے کوئی
نہین آیا اور جب امام بخاری بصرہ مین داخل ہوئے کہا اونھون نے آج سید الفقہا داخل ہوئے اور محمد بن عبداللہ
ابن نمیر اور ابو بکر بن ابی شیبہ سے روایت ہی کہ ہمنے مثل امام بخاری کے نہین دیکھا اور ابو عیسی ترمذی سے ہمکو روایت
پہنچی ہی کہ مینے علل اور تاریخ اور معرفت اسانید مین عراق اور خراسان مین کسیکو نہین دیکھا اور روایت
کیے گئے ہم امام مسلم سے کہ اونھون نے امام بخاری سے کہا کہ نہین بغض رکھیگا تمسے مگر حسد کرنیوالا اور مین
گواہی دیتا ہون کہ مثل تمہارے دنیا مین نہین اور محمد بن اسحق بن خزیمہ سے ہمکو روایت پہنچی ہی کہا اونھون نے
مینے آسمان کے تلے زیادہ جاننے والا احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام بخاری سے نہین دیکھا اور بغداد مین
استاد اونکے محمد بن عیسی طباع اور محمد بن سابق اور احمد بن حنبل اور اقران اونکے ہین اور روایت کی
اونسے ابو الحسین مسلم بن الحجاج صاحب صحیح اور ابو عیسی ترمذی اور ابو عبدالرحمن نسائی وغیرہم
انتہی مختصرا اور مرقات شرح مشکوۃ مین ہی قَالَ ابْنُ حَجَرٍ وَتَلَمَّذَ لَهُ كِبَارٌ مِنَ الْاَئِمَّةِ الْمُجْتَهِدِيْنَ
وَالْعُلَمَاءِ الرَّاسِخِيْنَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَالْاِمَامُ مَالِكُ بْنُ
اَنَسٍ انتہی وَمِنْهُمْ دَاؤدُ الطَّائِيُّ وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ اَدْهَمَ وَفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ
مِنْ اَكَابِرِ السَّادَةِ الصُّوْفِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ یعنی کہا ابن حجر نے شاگرد
امام ابو حنیفہ رح کے بڑے بڑے ایمہ مجتہدین اور علمای راسخین مثل عبداللہ بن المبارک اور لیث بن سعد اور
امام مالک کے انتہی اور اونمین سے داؤد طائی اور ابراہیم ادہم اور فضیل بن عیاض وغیرہم اکابر صوفیہ
ہین انتہی ان تحریرات سے معلوم ہوا کہ امام مالک امام صاحب کے شاگرد ہین اور امام شافعی امام مالک کا

ین اور امام احمد امام شافعی کے شاگرد ہین اور امام احمد کے امام بخاری اور امام مسلم اور ابوداؤد
ہین اور امام بخاری کے امام ترمذی اور امام نسائی شاگرد ہین ٭ امام اعظم کے شاگرد وہ ہین کہ جنکے شاگرد بھی شاگرد
شافعی مسلم نسائی ترمذی احمد غرض کوئی محدث الا ماشاء اللہ ایسا نہین جسکو امام ابوحنیفہ سے
ملا یا بالواسطہ تلمذ حاصل نہو استیطرت عبداللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح کے واسطے سے بھی
ہون بھی امام صاحب کے شاگرد ہین امام بخاری و مسلم وغیرہما امام صاحب کے بالواسطہ تلمیذ رشید
طرح امام ابویوسف کے امام احمد و امام محمد اور یحیی بن معین وغیرہ شاگرد ہین غرض عاقل کے واسطے اتنا کہ
اور متعصب اور بددین کے واسطے اگرچہ کتنے ہی سلسلے ہم بیان کرینگے وہ اپنی مرغی کی ایک ہی ٹانگ گاتے جائیگا
ہی سے باز نہ آئیگا ٭ ریٹرھا مثال نلیش کرتے دم بھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا + اور خیرات الحسان مین
ہے امام شافعی بغداد مین داخل ہوئے اور امام صاحب کی زیارت کو گئے اور دو رکعتین پڑھین اوسمین رفع یدین نکیا
روایت ہے کہ دو رکعتین صبح کی پڑھین اور اوسمین قنوت نہ پڑھا پس کہا گیا اونسے فرمایا بسبب ادب اس امام سے
ہمکرو نمین مخالفت اونکی حضور مین اور تلمذ کیا اونسے بڑے مشایخ ایمہ مجتہدین اور علماء راسخین نے
مثل عبداللہ بن مبارک کے کہ جنکی جلالت اور علم اور تقدم اور زہد پر اجماع ہے اور مثل امام لیث بن سعد اور
امام مالک بن انس کے اور کفایت کرتے ہین تجھکو یہ ایمہ اور مثل امام مسعود بن کدام اور زفر اور ابویوسف
وغیرہم کے اور جب عبداللہ بن مبارک کے پاس اونکا ذکر ہوا کہا کیا اوس شخص کا تم ذکر کرتے ہو جسپر دنیا پیش
کی گئی تو اوس شخص نے اوس سے اعراض کیا اور جب ابو جعفر منصور نے [illegible]
[illegible]
کن ایسا ہی کیا امام حسن رحمت خدا کی تمہارے والد پر کہ اپنے دین پر بڑے مضبوط تھے اور نہین مشغول ہوئے
حنیفہ رحمہ اللہ ساتھ دعوت کرنے اونکو طرف مذہب اپنے کے مگر بسبب اتباع کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
مین طرف اپنے تاکہ دعوت کرین لوگونکی طرف مذہب اپنے کے پس جبکہ ہوا اونکا دن تقسیم کیا خزانہ خدا کو
سکے اور چاہا کہ لیوے حق ابدا پس دعوت کی آدمیونکی طرف اپنے یہانتک کہ ظاہر ہوا مذہب اونکا
اور کثیر ہوئے مقلدین اونکے اور رسوا ہوئے حاسد اونکے اور بیع بخشا اللہ

تصنیف کیا بہرہ وافی اونکے مقلدین مین پس مستعد ہوے کو ساتھہ لکھنے اصول اور فروع مذہب اونکے
تدبر نے منقول اور معقول اوسکے مین یہانتک کہ بحمد اللہ ہوگیا وہ مذہب محکم قواعد اور ارکان فی ائمہ مین اور تایید
اسکی بیان کرنا بعض اصحاب مناقب کا کہ ثابت والد امام صاحب کے صغر سنی مین حضرت علی رضہ کی
مین لائے گئے پس حضرت علی رضہ نے اونکے اور اونکی اولاد کے حق مین برکت کی دعا کی اور امام ابو
جو کچھ لیے گئے اسکے حمایت لیت دیے گئے اور کمال تقوی اونکے سے ہی کہ انھون نے بکری کا گوشت
چھوڑ دیا جبکہ سنا کہ ایک بکری کوفہ مین گم ہوگئی ہی یہانتک کہ وہ سکی موت کا علام ہوگیا اور وہ شہ
طریقون اونکے سے حد مناقب اونکے کا اوس سے نہین ہی بلکہ یہ بیان ایک قطرہ اوس سمندر کا ہی جسکا
پتا نہین اور انھون نے عشا کے وضو سے چالیس برس صبح کی نماز پڑھی ہی کہا گیا ہی اور کس شی نے انکو
قوی کیا کہا ہی اللہ کے ساتھہ اسما کے دعا مانگی تھی جسکا مجموع دو آیتین ہین اول محمد رسول اللہ الخ
اور دوسری ثُمَّ اَنزَلَ عَلَیکُم مِّن بَعدِ الغَمِّ الآیہ سورہ آل عمران مین اور اگر تو نجات کا آخرت مین ارا
اعتقاد رکھنا کہ ہر ایک ائمہ مجتہدین اور علمای عالمین سے ہدایت اور رضای الہی پر ہین اور سب جو
حالات مین باتفاق ائمہ نقل اور برہان اور تحقیق روایت کی ہی بیہقی نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
جو چیز تمکو کتاب اللہ دی جاے تو عمل کرو اوسکو عذر اوسکے ترک کرنے پر نہین پہونچتا پس اگر کتاب مین نہ
اختیار کرو اور اگر سنت نہو تو جو میرے اصحاب کہین کیونکہ تحقیق اصحاب میرے مثل ستارونکے ہین آسمان
ہدایت پاجاوگے اور اختلاف اصحاب میرے کا واسطے تمہارے رحمت ہی
امام ابو یوسف نے نہین دیکھا مین کسیکو زیادہ جاننے مین تفسیر حدیث کو امام ابو حنیفہ رح اور تھے وہ نہ
مین مجھسے اور امام ابو حنیفہ رح وہ کام کرتے تھے کہ دوسرا اوس سے عاجز تھے اور باوجود اسکے حاسدین اونکے
اور یہ سنت اللہ کی ہی اپنی مخلوق مین وَلَن تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللہِ تَبدِیلًا اور بسبب قوت
کے مزنی شاگرد امام شافعی کے اونکے کلام کو دیکھا کرتے یہانتک کہ اونکے بھانجے امام
[illegible] اسبات کی رغبت ہوئی کہ مذہب شافعی سے انتقال کرکے مذہب حنفی اختیار کیا فصل بارھوین
[illegible] حنیفہ رح نے بعد وفات اونکے ممتاز تھے اور وہ صفات بہت ہین بعض اونمین

یہ ہین کہ اونھون نے ایک جماعت صحابہ کو دیکھا ہی چنانچہ ذکر اسکا اوپر گذر چکا ہی اور صحت کو پہونچا ہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی طریقے سے کہ فرمایا آپنے خوشخبری ہو اوسکو جسنے مجھکو دیکھا اور اوسکو جسنے میرے
دیکھنے والونکو دیکھا اور بعض اون صفات سے یہ ہین کہ امام ابوحنیفہ رح اوس قرن مین پیدا ہوئے ہین کیونکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطرق کثیرہ ثابت ہوا کہ بہتر قرنونکا میرا قرن ہے پھر جو لوگ کہ اوسکے متصل
ہین اور روایت مسلم مین ہی کہ بہتر آدمیونکا وہ قرن ہی جسمین مین ہون پھر دوسرا پھر تیسرا اور بعض اون
صفات سے وہ ہین کہ اونھون نے زمانہ تابعین مین اجتہاد کیا اور فتوی دیا بلکہ جب اعمش نے حج کا ارادہ کیا
تو امام ابوحنیفہ رح کی خدمت مین کسیکو بھیجا تاکہ امام اونکے واسطے مناسک حج لکھدین اور اعمش کہا
ہے مناسک حج کے امام ابوحنیفہ رح سے لکھلو کیونکہ مین اونسے زیادہ جاننے والا فرائض اور نوافل حج کا
کسیکو نہین جانتا پس نظر کر تو شہادت پر واسطے امام ابوحنیفہ رح کے اعمش جیسے شخص سے اور بعض اون
صفات سے روایت کرنا اکابر شیوخ اونکے وغیرہم کا اونسے مثل عمرو بن دینار کے اور بعض اون صفات
سے بہ کثرت ہونے اونکے اصحاب ہوئے اتنے اصحاب کسیکے لیے بعد اونکے نہین ہوئے چنانچہ پہلے جانا گیا اور کہا ایک شخص نے
نزدیک وکیع کے خطا کی امام ابوحنیفہ رح نے پس جھڑکا اوسکو وکیع نے اور کہا جو اسکو کہتا ہی وہ بڑا گمراہ ہی
کیونکر وہ خطا کرتے حال آنکہ اونکے پاس ایمہ فقہ مثل ابویوسف اور امام محمد اور امام زفر کے اور ایمہ
حدیث کے اور نام لیا وکیع نے اونکا اور ایمہ لغت اور عربیت کے اور شمار کیا اونکو اور ایمہ زہد اور تقوی کے
مثل فضیل اور داؤد طائی کے ہین اور جسکے اصحاب ایسے لوگ ہون وہ شخص خطا نہین کر سکتا اسلیے کہ اگر خطا بھی
کرینگے تو وہ اونکو حق کی طرف لوٹا دینگے اور بعض اون صفات سے یہ ہی کہ وہ اول اون لوگونکے ہین کہ
جنھون نے علم فقہ کو مدون کیا اور بابون اور کتابونکی ترتیب دی جیسا کہ آجکے دن موجود ہی اور اتباع
کیا اونکا امام مالک نے موطا اپنے مین اور جو پہلے آدمی تھے وہ اعتماد اپنے حافظہ پر کرتے تھے اور وہ
اول اون لوگونکے ہین جنھون نے کتاب فرائض اور کتاب شروط کا بنا رکھا ہی اور بعض اون صفات سے
منتشر ہونا مذہب اونکے کا اون اقالیم مین کہ سوای اونکے دوسرا طریق نہین مثل ہند اور سند اور روم
اور ماوراء النہر کے اور بعض اون صفات سے خرچ کرنا اپنے نفس پر اور علما وغیرہم پر اپنے ہاتھ کا مال اور

نہین قبول کرتے تھے کسیکی بحث شر ہو اور متواتر ہونا کثرت سے ... اور اعتماد وغیرہ اونکی کا اور
امام شافعی سے نے امام مالک سے چند لوگونکا حال دریافت کیا پس اوسمین ... یا پھر پوچھا کہا امام شافعی نے
حال امام ابو حنیفہ رح کا امام مالک نے کہا سُبْحَانَ اللّٰہِ لَمْ اَرَ مِثْلَہٗ تَاللّٰہِ یعنی قسم ہی اوس خدا کی پاک
کی کہ مثل ابو حنیفہ رح کے ہمنے کسیکو نہین دیکھا اور کہا ثوری نے اوس شخص سے جو امام ابو حنیفہ رح کے پاس سے
آیا او اوسنے اوسسے کہا کہ مین امام ابو حنیفہ رح کے پاس سے گیا آیا ہون بلکہ زمین والونکے بڑے فقیہ کے
پاس سے آیا ہون اور کہا ثوری نے جو شخص امام ابو حنیفہ رح کی مخالفت کرتا ہی وہ محتاج اس امر کا ہی کہ اونسے
علم مین اعلی ہو اور کہا گیا اونسے جبکہ اونکے سر کے نیچے امام ابو حنیفہ رح کے کتاب الرہن دیکھی کہا آپ اسکو
دیکھا کرتے ہین کہا مین دوست رکھتا ہون کہ میرے پاس کل کتابین اونکی ہون اور کہا ابو یوسف نے
ثوری مجھسے امام صاحب کی متابعت زیادہ کرتے ہین اور کہا امام احمد نے اونکے حق مین کہ وہ اہل علم سے
اور اہل تقوی اور اہل زہد سے ہین اور اختیار کرنیوالے تھے آخرت کو اس مرتبہ کو پہونچ گئے ہین کہ ...
نہین پائیگا اور خطیب نے بعض ائمہ زہد سے نقل کیا ہی کہ کہا اونھون نے اہل اسلام پر واجب ہی کہ اپنی نمازون مین
امام ابو حنیفہ رح کے واسطے دعا مانگا کرین کیونکہ اونھون نے حدیث اور فقہ کو اونکے واسطے محافظت کی
ہی اور کہا مکی بن ابراہیم نے امام ابو حنیفہ رح اپنے زمانہ والون سے زیادہ عالم ہین اور کہا یحیی بن ...
نہین سنا ہمنے مستحسن اور صواب زیادہ رای امام ابو حنیفہ رح سے اور کہا عیسی بن یونس نے مت تصدیق
کرنا تم کسیکے برا قول کہنے مین امام ابو حنیفہ رح کے حق مین قسم ہی خدا کی کوئی اونسے افضل اور فقیہ زیادہ نہین
دیکھا اور کہا معمر نے کسیکو مینے نہین دیکھا کہ زیادہ اچھا فقہ مین کلام کرتا ہو اور زیادہ عمدہ شرح
کی کرتا ہو امام ابو حنیفہ رح سے اور کہا امام حافظ نقاد یحیی بن معین نے فقہا چار ہین ابو حنیفہ رح اور سفیان
اور مالک اور اوزاعی اور فقہ فقہ ابو حنیفہ کی ہی اسی پر پایا مینے لوگونکو اور سوال کیے گئے سفیان
امام صاحب کے حال سے کہا تھے ثقہ بڑے سچے فقہ اور حدیث مین امانت دار دین الله مین اور کہا عبد الله
ابن مبارک نے دیکھا مینے حسن بن عمارہ کو امام ابو حنیفہ رح کی رکاب پکڑے ہوئے ہو دیتا تھا لیکہ کہتے تھے
قسم ہی خدا کی مینے کسیکو نہین دیکھا فقہ مین آپ سے زیادہ کہ عمدہ کلام کرتا ہو اور نہ زیادہ حاضر جواب آپ سے

بیان کلام امام ابوحنیفہ

...سیکو اور آپ سردار اون لوگونکے مین جنھون نے فقہ مین تمہارے وقت مین گفتگو
کرتے وہ اونکی نسبت مین مگر حسد سے اور کہا حافظ عبد العزیز نے ابو رواد کہ جو شخص وہ
کو پیش رو بنی ہے اور جو بغض رکھے اونسے پس وہ بدعتی ہے اور ایک روایت مین ہے کہ درمیان ہمارے اور درمیان
لوگونکے امام ابو حنیفہ رہ ہین پس جو شخص اونکو دوست رکھے گا جانینگے ہم کہ وہ اہل سنت سے ہے
اور جو شخص بغض رکھیگا اونسے جانینگے ہم کہ وہ اہل بدعت ہے اور کہا خارجہ بن مصعب نے امام ابو حنیفہ فقہا
مثل قطب چکی کے ہین اور مثل [illegible] صراف کے ہین جو کہ سونے کو پرکھتا ہے اور کہا حافظ محمد بن میمون نے نہین تھا
زمانہ امام ابو حنیفہ رہ مین کوئی زیادہ عالم اور نہ زیادہ متقی اور نہ زیادہ زاہد اور نہ زیادہ عارف اور نہ زیادہ فقیہ
اونسے اور قسم خدا کی نہین خوش آتے مجھکو بعوض سننے میرے اونسے ایک لاکھ دینار اور امام صاحب کا نزدیک
داود طائی کے ذکر ہوا فرمایا وہ ستارہ ہے کہ راہ چلنے والا اونسے ہدایت پاتا ہے اور علم ہے کہ قبول کرتے ہین
اوسکو دل مومنونکے [illegible] کہا خلف بن ایوب نے آیا علم خدا کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر اونسے طرف
صحابہ کے پھر اونسے طرف [illegible] امام ابو حنیفہ رہ اور اصحاب اونکے کے پس جسکا جی چاہے راضی
ہو جاے اور کہا گیا واسطے بعض ائمہ کے کیا [illegible] نہین کی مدح خاص
کرتے ہو اور کی تعریف نہین کرتے کہا اونھون نے اسلیے کہ جیسا [illegible] اونکا نفع عام
کر نفع پایا لوگون نے اونکے علم سے نہین خاص اونھین کی تعریف وقت ذکر کے کرتا ہون تا کہ [illegible] واسطے
دعا کرنے مین رغبت کرین اور روایتین ائمہ سوای اسکے بہت آئی ہین اور منصف کے واسطے اسکا بعض
کافی ہے اور کہا ابو مطیع نے نہین داخل ہوا مین طواف کرنیکو شب مین کسی وقت مگر دیکھا مینے امام ابو حنیفہ کو طواف
کرتے پایا اور امام ابو حنیفہ رہ جب اونکو نماز پڑھتے تھے تو بوریے پر آنسو اونکے گرتے مثل بارش کے آواز
سنائی دیتی تھی اور علامت رونے کی اونکی آنکھون اور اونکے رخسارون سے معلوم ہوتی تھی اور امام ابو حنیفہ نے
اپنے بعض جلیسون پر کپڑے خراب خستہ دیکھے تو حکم کیا اونکو کہ بیٹھے رہین یہانتک کہ لوگ چلے گئے پس فرمایا
اوس شخص سے جو مصلے کے نیچے ہے اوسکو لیلو پس وہ شخص [illegible] لگا تو ایک ہزار درہم معلوم ہوے اور جب امام صاحب کے بیٹے
حماد نے سورہ فاتحہ یعنی الحمد ختم کی تو معلم کو پانسو درہم [illegible] فرمائے اور ایک روایت مین ہے کہ ہزار درہم

دیے ابو ادا کیا اور فرمایا اسوقت ہمارے پاس ہوتا تو بوجہ تعظیم قرض ... سے زیادہ دیتے اور کہا مکرم بن
معروف نے کسیکو بیچ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین زیادہ اچھی خصلت کا ... سے نہ دیکھا اور
تھا وکیع نے کہا مجھسے امام ابو حنیفہ رح نے کہ نہین مالک ہوا مین چالیس برس سے زیادہ چار ...
خارج کردیا اور فقط چار ہزار کو رکھلیتا ہون بوجہ فرمانے حضرت علی رض کہ چار ہزار درہم ...
اور امام ابو حنیفہ رح اپنے قرضدار کے درخت کے سایہ مین نہین بیٹھتے تھے اور کہتے تھے جو قرض کہ منفعت ...
ربا ہی اور جب امام صاحب نے وفات پائی تو حسن بن عمارہ قاضی بغداد نے اونکو غسل دیا اور ابو رجا عبد اللہ
ابن واقد ہروی نے پانی ڈالا اور جب حسن بن عمارہ غسل سے فارغ ہوئے تو کہا رحم کرے اللہ تمپر تیس برس سے
برابر روزے رکھتے تھے اور راتکو چالیس برس سے نہین لیٹے اور تھے آپ فقیہ تر ہمارا اور عابد تر اور زاہد تر
جامع تر خصلتون خیر کے ہمسے اور نہین فارغ ہوئے تھے غسل سے مگر اہل بغداد بیشمار مخلوق جمع ہوگئے
خدا کے کسیکو گنتی نہین معلوم تھی گویا کہ وفات اونکی کی ندا کردی گئی تھی اور نماز پڑھنے والون سے بعض نے
کہا ہی کہ پچاس ہزار آدمی تھے اور بعض نے کہا ہی اس سے بھی زیادہ تھے اور چھہ مرتبہ نماز پڑھی گئی اخیر مین اونکے
بیٹے حماد نے پڑھی اور بسبب شدت ازدحام کے عصر تک دفن پر قدرت نہوئی اور آدمیون نے بیس روز تک اونکی قبر
... اور وصیت کی تھی کہ مقبرہ خیزران مین جانب شرقی دفن کیا جاؤن کیونکہ زمین اوسکی
غصب کی ہوئی نہین ہی اور جب ابن جریج فقیہ مکہ اور شیخ الشیخ امام شافعی کو خبر پہونچی انا للہ وانا الیہ راجعون
... اور کہا کیسا بڑا عالم چلا گیا اور جب شعبہ کو خبر پہونچی انا للہ کہا اور کہا کوفہ سے نور علم کا بجھ گیا اور آگاہ ہو
اب کبھی وہ لوگ مثل اونکے کسیکو نہین دیکھینگے اور بعد مدت مدید کے بادشاہ ابو سعید مستوفی خوارزمی نے
قبر پر ایک بڑا قبہ بنوا دیا اور اوسکے پہلو پر ایک مدرسہ طیار کرایا اور صدقۃ المقابری سے کہ وہ مستجاب الدعوات تھے
روایت ہی کہ جب امام ابو حنیفہ رح دفن کیے گئے تو اونھون نے ہاتف غیب کی آواز تین رات برابر سنی کہ کہتا تھا
فقاہت جاتی رہی اب نہین فقہ ہی واسطے تمھارے پس ڈرو تم اللہ سے اور ہو تم خلف وفات پا گئے نعمان
پس کون ہی ایسا کہ رات بھر جاگے اور بعض نے کہا ہی شب انتقال مین جنات روئے اور لوگ آواز اونکی سنتے تھے
اور شخص کو نہین دیکھتے تھے

فصل پینتیسوین ادب کرنے مین امامون کے امام ابو حنیفہ رح

کے جیسا کہ وہ اونکی حیات مین ادب کرتے تھے اور یہ کہ قبر اونکی ادای حاجات کی
ہی جانتو کہ ہمیشہ علما اور صاحب حاجات اونکی قبر کی زیارت کرتے ہین اور قضای حاجات
مین اونکو وسیلہ گردانتے ہین اونمین سے امام شافعی ہین جبکہ وہ بغداد مین تھے تو اونسے مروی ہی فرمایا
اونھون نے مین امام ابو حنیفہ رح کی قبر سے برکت لیتا ہون اور اونکی قبر پر آیا کرتا ہون پس جب کوئی حاجت
مجھکو پیش ہوتی ہی تو دو رکعت پڑھتا ہون اور اونکی قبر کی طرف آتا ہون اور اللہ تعالی سے نزدیک قبر
سوال کرتا ہون تو میری حاجت جلد پوری ہو جاتی ہی اور روایت ہی کہ امام ابو حنیفہ رح نے جناب باری کو
ننانوے مرتبہ خواب مین دیکھا ہی پس دل مین کہا اگر ایکی مرتبہ دیکھونگا تو سوال کرونگا کہ خلائق کو اپنے عذاب
سے نجات دے پس دیکھا اور سوال کیا پس قبول کیا اوسکو اللہ نے اور ابو معافی فضل بن خالد روایت ہی کہ
مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا پس عرض کیا مینے یا رسول اللہ امام ابو حنیفہ رح کے
علم کی نسبت آپ کیا فرماتے ہین فرمایا یہ وہ علم ہی جسکی لوگونکو احتیاج پڑتی ہی اور مسدد بن عبد الرحمن بصری
سے روایت ہی کہ وہ مکہ مین درمیان رکن اور مقام ابراہیم کے قبل فجر سوئے پس دیکھا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو پس عرض کیا یا رسول اللہ آپ انکی نسبت جو کوفہ مین نعمان بن ثابت تھے کیا فرماتے ہین
مین اونکا علم اخذ کرون پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخذ کرو علم اونکا اور عمل کرو اونکے علم پر
وہ شخص اچھا ہی اور بعض نے اماموں حنبلی المذہب مین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا
پس عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو مذاہب سے مطلع فرمائیے فرمایا مذہب تین ہین پس میرے قلب مین واقع ہوا
کہ امام ابو حنیفہ رح کے مذہب کو بوجہ تمسک رای کے خارج کرینگے پس شروع کیا آپ نے اور فرمایا ابو حنیفہ رح
اور شافعی اور احمد پھر فرمایا مالک جو تھے ہین انتہی ملخصاً پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس بیان سے
تعیین مذہب اور تقلید ایمہ مجتہدین کی ثابت ہو گئی اور غیر مقلدونکو چون و چرا کرنے کی جگہ باقی نہین رہی
ہان البتہ اسکو خواب و خیال سمجھکر اعتبار نکرینگے لیکن رویای صالحہ کے انکار سے منکر جزو نبوت ٹہرینگے
کیونکہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ سچا خواب نبوت کا ایک حصہ ہی اور نیز اس بیان سے شرف و منزلت امام صاحب کی
تینون ایمہ مجتہدین پر ثابت اور متحقق ہو گئی اور درباره استنباط مسائل اور احکام شرعی کے آپکو کسقدر

احتیاط تھی اور زہد و اتقا میں آپکا کتنا بڑا رتبہ ہوا کہ آجتک مثل اونکا نظر نہیں آیا کہ قطع نظر تابعی ہونے کے

اسقدر فضائل و کمالات کسی میں نہ تھے اس امت محمدیہ پر اونکا بہت بڑا تفضل و احسان ہی اور پھر باینہمہ

علم مناقب محاسن اجتہادی اونکے کے اونکو نہ ماننا اور برا ... ہم گار ہے

اونکا ایک ... بجز نقصان نہو پائیگا بلکہ معترض اور طعنہ زن اوسکا ...

ہو جائیگا ؎ مہ نور می فشاند و سگ بانگ میزند ہر کسی بر طینت خود میتند [illegible] خاصیت سگ ہمین بود + اور تبییض الصحیفہ

مین امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہین کہ خطیب نے ابو وہب محمد بن مزاحم سے روایت کی ہی کہا اونھون نے

سنا مینے عبد اللہ بن مبارک کو کہتے تھے اگر اللہ عز و جل میری اعانت امام ابو حنیفہ رح اور امام سفیان کے

واسطے سے نکرتا تو مین مثل عوام آدمیونکے ہوتا اور روایت کی گئی ہی جحر بن عبد الجبار سے کہ قاسم بن معن بن

عبد الرحمن سے کہا گیا کیا تم راضی ہو کہ امام ابو حنیفہ رح کے غلامونمین سے ہو کہا نہین بیٹھے آدمی کسیکے پاس

کہ زیادہ نفع اوٹھایا ہو مجلس امام ابو حنیفہ رح سے اور خطیب نے احمد بن صباغ سے روایت کی ہی کہا سنا مینے

امام شافعی کو کہا اونھون نے امام مالک سے کہا گیا تمنے امام ابو حنیفہ کو دیکھا ہی کہا ہان مینے ایسے شخص کو دیکھا ہی

کہ اگر تمسے کلام کرے اس طرح سے کہ وہ ستون کو سونے کا ثابت کرے تو اوس شخص کی حجت سے سونے کا ہو جائے

اور خطیب نے محمد بن سعد کاتب سے روایت کی ہی کہا سنا مینے عبد اللہ بن داؤد کو کہتے تھے اہل

واجب ہی کہ امام ابو حنیفہ کیواسطے اپنی نماز و نمین دعا مانگا کرین اور خطیب نے ... سے روایت

کی ہی کہ مینے شداد بن حکیم سے سنا کہتے تھے نہین دیکھا مینے زیادہ ... حنیفہ سے اور خطیب نے

یحیی بن معین سے روایت کی ہی کہا سنا مینے یحیی بن سعید القطان کو کہتے تھے نہین سنی مینے قولی ع

رای امام ابو حنیفہ سے اور مینے اکثر اقوال اونکے اخذ کیے ہین کہا یحیی بن معین نے کہ یحیی بن سعید فتوی

کو فیونکا لیا کرتے تھے اور کوفیون میں امام ابو حنیفہ کا قول اختیار کرتے تھے اور اونکی رای کا اتباع کیا کرتے

اور یحیی بن نضر سے خطیب نے روایت کی ہی کہ امام ابو حنیفہ اکثر قرآن شریف کو رمضان مین ساٹھ

پڑھتے تھے اور روایت کی خطیب نے ابو داود سے کہ آدمی امام ابو حنیفہ کو برا کہنے والے دو قسم ہین ایک

حسد کرنے والے اور دوسرے اونکے حال سے ناواقف اور میرے نزدیک ناواقف اونمین اچھے ہین اور محمد بن جعفر

ابن حجر مکی الامام ... تبییض الصحیفہ

حسن سے اونھون نے سلیمان سے روایت کی ہے کہا اونھون نے اس حدیث کی تفسیر مین کہ نہین قائم ہوگی قیامت
یہانتک کہ ظاہر ہو جاے علم وہ علم امام ابو حنیفہ کا اور تفسیر آثار کی ہے اور بشر بن مجی سے روایت ہے کہا اونھون
نے ہمسے حدیث ابو عبدالرحمن مقری نے بیان کی اور جب امام ابو حنیفہ سے حدیث کی روایت کرتے
تو کہتے ہمسے حدیث شہنشاہ نے بیان کی اور ابو غسان سے روایت ہے کہا سنا مینے اسرائیل سے کہتے تھے
نعمان اچھے شخص ہین اور جو لوگ احکام کو خوب یاد رکھتے ہین اور خوب سمجھتے ہین اور اونکا خلفا اور
وزرا اور امرا نے اکرام کیا اور مسعر کہتے تھے جو شخص امام ابو حنیفہ کو درمیان اپنے اور درمیان خدا کے
رکھیگا مین امید کرتا ہون کہ پھر وہ کچھ خوف نکریگا اور اسمعیل بن عیاش سے روایت ہے کہا سنا مینے
اوزاعی اور عمری سے دونون کہتے تھے کہ امام ابو حنیفہ مشکلات مسائل کو سب سے زیادہ جانتے ہین اور وفات
اونکی بغداد مین ہوئی اور مقبرہ خیزران مین مدفون ہوئے اور قبر اونکی اوس جگہ مشہور ہے زیارت کیجاتی ہے
اور حافظ جمال الدین مزی نے تہذیب مین کہا ہے کہ نماز اونپر چھہ بار پڑھی گئی اور دفن بعد عصر بسبب
اژدحام کثیر کے قدرت نہوئی انتہی ملخصا اور امام جزری نے جامع الاصول کی دسوین جلد مین لکھا ہے
کہ امام ابو حنیفہ کی نزاہت پر دلالت کرتا ہے پھیلا دینا اللہ کا ذکر اونکے کو تمام جہان مین اور علم اونکے کو
روی زمین پر اور اخذ کرنیکو ساتھ مذہب اور فقہ اونکی کے اور رجوع طرف قول و فعل اونکے کے اور یہ امر اگر اسرار الہی و رضاء الہی
جسکی اللہ تعالی نے توفیق دی ہے نہوتا خدا تعالی اہل اسلام کو اسپر جمع نکرتا اور اونکی تقلید پر اور عمل کرنے
پر ساتھ رای اور مذہب اونکے کے لوگونکو قریب نکرتا انتہی اور دراسات اللبیب مین ہے کہ مین کہتا ہون
زیادہ تر قوی دلیل اونکی جلالت شان کی یہ ہے کہ ہزارہا عارف سند اور ہند اور ماوراء النہر وغیرہ کے
واصل بخدا بوجہ عمل کرنے کے فقہ اونکی پر ہوگئے انتہی اور کشف المحجوب مین ہے کہ معاذ رازی نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا پس عرض کیا مین آپکو کہان طلب کرون فرمایا نزدیک
فقہ ابو حنیفہ رح کے انتہی اور تعلیق ممجد مین جناب مولانا بحر العلوم ابو الحسنات محمد عبد الحی صاحب
دام بالافاضات نے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے بیان مناقب جمیلہ سے عقل انسان کی عاجز ہے اور اونکے
مناقب مین ایک جماعت علمای مذاہب متفرقہ نے کتابین تصنیف کی ہین اور نہین طعن کیا ہے اونپر

مگر بڑے متعصب اور بڑے جاہل نے اور طعن کرنے والا اگر محدث یا شافعی ہوگا تو ہم اوسپر اونکے مناقب کی
کتابین جو اوسکے علمای مذہب نے تصنیف کی ہین پیش کرینگے اور اوسکو وہ مناقب امام صاحب کے
جو اوسپر مخفی ہین دکھلا دینگے جیسے جلال الدین سیوطی نے تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ
تصنیف کی ہی اور ابن حجر مکی نے خیرات الحسان فی مناقب النعمان لکھی ہی اور ذہبی نے اونکو تذکرۃ
الحفاظ مین درج کیا ہی اور اونکی مدح کی ہی اور ایک رسالہ اونکے مناقب مین لکھا ہی اور ابن خلکان نے اونکے
مناقب اپنی تاریخ مین ذکر کیے ہین اور یافعی نے مرآت الجنان مین مناقب بیان کیے ہین اور حافظ ابن حجر
عسقلانی نے تقریب وغیرہ مین ذکر کیا ہی اور تعریف کی ہی اور امام نووی شارح مسلم نے تہذیب الاسماء
اور امام غزالی نے احیاء العلوم مین مناقب لکھے ہین اور اگر وہ شخص مالکی ہوگا تو اوسکے علما نے جو مناقب
لکھے ہین اونسے اوسکو واقف کرینگے مثل حافظ ابن عبد البر وغیرہ کے اور اگر وہ شخص حنبلی ہوگا تو اوسکے
مذہب والے علما کی تصریحات پر مطلع کرینگے مثل یوسف بن عبد الہادی حنبلی کے جنھون نے تنویر الصحیفہ فی
مناقب ابی حنیفہ لکھی ہی اور اگر وہ شخص مجتہدین سے ہوگا تو ہم اوسکو مجتہدین اور محدثین کا کلام سنادینگے
اور اگر عامی لامذہب ہوگا تو وہ چوپایون مین سے ہی بلکہ اونسے بھی زیادہ بھٹکا ہوا ہی اوسکو ہم تعزیر کا مستحق
کرینگے انتہی پس فضائل و مناقب امام صاحب کے بیان کرنے کو ایک دفتر درکار ہی اس مختصر مین اوسکی گنجایش
نہین اور سوا اسکے ان مناقب کو مقلدین سنکر خوشی سے باغ باغ ہونگے اور منکرین کے دل آتش حسد سے
داغ داغ ہونگے

اندکی با تو بگفتم و بدل ترسیدم ✦ کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار ست ✦

قال اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ جہان دو حدیثین آپسمین
متعارض ہین وہان امام اعظم نے اوس حدیث پر عمل کیا ہی جسمین احتیاط بھی پائی جاتی ہی اور صحیح
بھی زیادہ ہی سو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بات بالکل غلط ہی کیونکہ بہت سی حدیثین ایسی ہین کہ جن پر
امام اعظم نے عمل نہین کیا وہ بنسبت اون حدیثونکے کہ جن پر امام اعظم نے عمل کیا ہی صحیح بھی زیادہ
ہین اور احتیاط بھی اونھین پر عمل کرنے مین ہی موجود ہین الخ **اقول** حنفیہ اسکے ہرگز قائل
نہین کہ ہر جگہ احتیاط ہی پر عمل ہی یہ محض معترض صاحب نے خود مغالطہ دیا بلکہ حنفیہ اسکے قائل ہین

کہ مسائل استنباطی مین اکثر احتیاط کی گئی ہی اور جن مسائل مین صریح حدیث موجود ہی اونمین احتیاط
اور عدم احتیاط سے کیا علاقہ ہی معترض صاحب کی فہم کے قربان جائیے یہ تو آپکی مطلب دانی
اور پھر اعتراض کس پر امام اعظم صاحب پر ع تو خود نشنوی بانگ دہل را + رموز سلطان را چہ دانی
مصنف ابن ابی شیبہ مین اسی قسم کے سوا سو مسائل موجود ہین معترض صاحب نے اکثر وہی نقل
کر دیے ہین حالانکہ محققین حنفیہ اون اعتراضونکی پہلے ہی دھجیان اوڑا چکے ہین اب سنیے کہ
حدیث طلق کی بسرہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہی اور اگر امام شافعی نے اس حدیث پر بوجہ
نہ معلوم ہونے حال قیس کے عمل نہین کیا مگر معترض صاحب کو تو حال اونکا معلوم ہو گیا ہوگا اونھون نے
صحیح حدیث چھوڑ کر کیون ایسی حدیث پر عمل کیا جسمین بعض محدثین کو کلام ہی اور پھر جھوٹ بہتان
طعن پر بھی کمر باندھی اور اگر ابتک قیس کی اونکو بھی خبر نہین تو ہم بتلائے دیتے ہین تقریب التہذیب
مین لکھا ہی قَيْسُ بْنُ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ الْيَمَامِيُّ صَدُوْقٌ مِّنَ الثَّالِثَةِ وَهِمَ مَنْ
عَدَّهُ مِنَ الصَّحَابَةِ یعنی قیس بن طلق بڑے سچے ہین اور تابعین کے طبقہ وسطی سے ہین جس شخص نے
اونکو صحابہ سے شمار کیا ہی اوسنے وہم کیا ہی انتہی اور ترمذی مین لکھا ہی وَحَدِيْثُ مُلَازِمِ بْنِ
عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَدْرٍ اَصَحُّ وَاَحْسَنُ یعنی اور حدیث ملازم بن عمرو کی عبد اللہ بن بدر سے
زیادہ صحیح اور زیادہ حسن ہی انتہی پس اگر قیس ضعیف ہوتے تو ابن حجر عسقلانی اونکو صدوق نہ کہتے
اور ترمذی اونکی حدیث کو جو ملازم سے روایت ہی حسن صحیح نہ کہتے اور علی بن مدینی جو امام بخاری کے
اوستاد ہین اور احادیث کی علل دانی مین مشہور ہین قیس بن طلق کی حدیث کو بسرہ کی حدیث پر ترجیح
نہ دیتے اور علامہ زیلعی نے تبیین الحقائق مین لکھا ہی وَحَدِيْثُ بُسْرَةَ ضَعَّفَهُ جَمَاعَةٌ حَتّٰى قَالَ
يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ ثَلَاثَةُ اَحَادِيْثَ لَمْ تَصِحَّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثُ
مَسِّ الذَّكَرِ وَلَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ ذَكَرَهُ ابْنُ الْهُمَامِ وَمِثْلُهُ عَنْ اَحْمَدَ
ابْنِ حَنْبَلٍ وَاِسْحٰقَ بْنِ رَاهُوَيْهِ یعنی اور حدیث بسرہ کی ضعیف کہا اوسکو ایک جماعت نے یہانتک کہ
یحیی بن معین نے کہا ہی کہ تین حدیثین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح نہین ہوئین حدیث

۴ تقریب التہذیب چھاپہ فاروقی دہلی صفحہ ۲۰۱ ... تبیین الحقائق ...

مس ذکر کی اور نہین نکاح مگر ولی سے اور ہر مسکر حرام ہی ذکر کیا اسکو ابو الفرج نے اور مثل اسکی کہا امام احمد
اور اسحق بن راہویہ سے مروی ہی انتہی اور امام بخاری کا یہ کہنا کہ یہ حدیث اس باب مین زیادہ صحیح ہی اسکو
مقتضی نہین کہ فی نفسہ بھی یہ حدیث انکے نزدیک صحیح ہو بلکہ باعتبار اور روایتونکے اوسکو صحیح کہا ہی اور قیس بن
طلق کی حدیث کو امام طحاوی نے کہا ہی ھٰذَا حَدِیْثٌ مُسْتَقِیْمُ الْاِسْنَادِ غَیْرُ مُضْطَرِبٍ فِیْ اِسْنَادِہٖ وَمَتْنِہٖ بِخِلَافِ حَدِیْثِ
الْبُسْرَۃِ لِاَنَّ فِیْہِمَا اضْطِرَابًا یعنی یہ حدیث مضبوط اسناد کی ہی نہین اضطراب ہی اسناد اور متن اوسکے مین
برخلاف حدیث بسرہ کے کہ اوسکی اسناد اور متن مین اضطراب ہی انتہی اور عمرو بن علی الفلاس سے مروی ہی کہا
اونھون نے حَدِیْثُ طَلْقٍ عِنْدَنَا اَثْبَتُ مِنْ حَدِیْثِ بُسْرَۃَ بِنْتِ صَفْوَانَ یعنی حدیث طلق
کی ہمارے نزدیک زیادہ ثابت ہی حدیث بسرہ سے انتہی بلکہ طبرانی اور ابن حزم نے بھی طلق کی حدیث کو صحیح کہا ہی
اور بسرہ کی حدیث مین شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ مین بہت سی گفتگو کی ہی چنانچہ خلاصہ اوسکا یہ لکھا ہی
وَعَلٰی کُلِّ تَقْدِیْرٍ حَدِیْثُ بُسْرَۃَ مَعْلُوْلٌ وَقَالَ فِی الْاِمَامِ ھُوَ عِنْدَ الْبُخَارِیِّ مَعْلُوْلٌ
یعنی ہر صورت سے حدیث بسرہ کی معلول اور ضعیف ہی اور کہا امام مین یہ حدیث نزدیک بخاری کے معلول ہی انتہی
اور علامہ عینی دوسرے مقام پر لکھتے ہین کہ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے صحابے
روبرو تو بیان نہین کیا یہانتک کہ کسی سے نقل اسکی صحیح نہین ہوئی اور بیان کیا تو ایک عورت سے حالانکہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کنواری عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے انتہی اور باقی جتنی حدیثین اور صحابہ سے مروی ہین وہ
سب مین ضعیف اور کذاب راوی بھرے ہوئے ہین چنانچہ تفصیل اونکی بنایہ سے اور نواقض وضو
ملاحظہ فرمالیجیے اور اسی کے قائل ہین عمر رض اور علی رض اور ابن عباس رض اور عبد اللہ بن مسعود اور عمار بن یاسر
اور زید بن ثابت اور حذیفہ بن الیمانی اور عمران بن حصین اور ابو الدرداء اور سعد بن ابی وقاص صحابہ مین اور حسن بصری
اور سعید بن مسیب تابعین سے اور سفیان ثوری کا بھی یہی مذہب ہی **قال** مسئلہ سوم امام اعظم نماز کے اندر وضو
کے ٹوٹنے سے اوس نماز کو از سر نو پڑھنے کے قائل نہین بنا کرنیکے قائل ہین حالانکہ اس باب مین کوئی حدیث صحیح
جیسے کہ مسند امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہی علی بن طلق رضی اللہ تعالی
عنہ سے **اقول** یہ محض غلط ہی کہ امام صاحب از سر نو نماز کے قائل نہین بلکہ تمام فقہ کی کتابون مین

استیناف افضل لکھا ہے یان اسباب نہین جانتے پس اگر احتیاط نکرتے تو افضل کیون کہتے اور مشکوٰۃ شریف
مین لکھا ہے ترمذی کہتے ہین کہ امام بخاری نے کہا ہے نہین جانتا مین کوئی حدیث علی بن طلق کی سوا
اس ایک حدیث کے اور نہین پہچانتا مین اسکو حدیث طلق بن علی سے اور علت بیان کی ہے اس حدیث کی
ابن قطان نے باینطور کہ مسلم بن سلام راوی مجہول ہے اسیطرح تلخیص مین لکھا ہے انتہی اور بربان شرح
مواہب الرحمن مین لکھا ہے کہ نماز کی حدیث ابن ماجہ نے مرفوع روایت کی ہے اور ابن ابی شیبہ نے بھی
اور اسیطرح عمر رض اور علی رض اور ابوبکر صدیق رض اور ابن عمر رض اور ابن مسعود رض اور سلمان فارسی رض
موقوف روایت کی ہے اور علاوہ طاوس اور سالم بن عبداللہ اور سعید بن جبیر اور شعبی اور ابراہیم نخعی اور
عطا اور مکحول اور سعید بن مسیب بھی انکے اسمین تابع ہوے ہین اور کفایت کرتی ہے اقتدا ان لوگون کی
اور استیناف اسواسطے افضل ہے تاکہ خلل سے خالی ہو اور اشتباہ خلاف سے بعید ہو جاے انتہی اور مسک الختام
مین ہے حاصل ضعیف کہنے حدیث ابن ماجہ کا یہ ہے کہ اتصال اس حدیث کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک
غلطی ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور امام احمد اور بیہقی نے کہا ہے کہ صواب مرسل ہے پس نزدیک اوس
شخص کے کہ مرسل کو حجت کہتا ہے جو کچھ اس حدیث مین مذکور ہوا ناقض ہے اور شوکانی نے کہا ہے اس
باب مین ایک جماعت صحابہ کی روایتین ہین اور سب قابل استدلال ہین انتہی غرض ابن ماجہ کی حدیث
مین بوجہ ارسال کے بعض محدثین نے موافق مذہب اپنے کے ضعف کہدیا ہے مگر حنفیہ کے نزدیک بلکہ جمہور علما
کے نزدیک سوای بعض کے مراسیل حجت ہین چنانچہ بارھوین مغالطہ کے مسلہ چہارم کے جواب مین
مفصل مذکور ہوچکا علاوہ اسکے اسقدر صحابہ اور تابعین سے بھی صحیح روایات موجود ہین بہرحال اس
حدیث کو بھی ترجیح ہے جیسا کہ پہلی حدیث کو قوت تھی پس اسکو ضعیف کہدینا صریح مغالطہ ہے **قال**
مسلہ سوم امام اعظم کتے کے جھوٹھے باسن کو تین بار دھونیکے قائل ہین الخ **اقول** یہ حدیث منسوخ
ہے چنانچہ بحث اسکی بارھوین مغالطہ کے مسلہ پنجاہ و ہفتم کے جواب مین مفصل مذکور ہے **قال**
مسلہ چہارم امام اعظم اونٹ کا گوشت کھانیسے وضو کرنیکے قائل نہین حالانکہ اس باب مین یہ دو حدیثین صحیح
موجود ہین الخ **اقول** یہ حدیث ترک الوضوء مما مست النار کی حدیث سے منسوخ ہے

امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین فاجابوا عن حدیث الوضوء مما مست النار بجوابین احدھما انه منسوخ بحدیث جابر رضی الله عنه قال کان اخر الامرین من رسول الله صلی الله علیه وسلم ترک الوضوء مما مست النار وھو حدیث صحیح رواه ابو داود والنسائی وغیرھما من اھل السنن باسانیدھم الصحیحة والجواب الثانی ان المراد بالوضوء غسل الفم والکفین ثم ان ھذا الخلاف الذی حکیناه کان فی الصدر الاول ثم اجمع العلماء بعد ذلک علی انه لا یجب الوضوء باکل ما مسته النار یعنی جمہور نے اس حدیث الوضوء مما مست النار کے دو جواب دیے ہین ایک یہ کہ یہ حدیث منسوخ ہو چکی ہے حدیث جابر کی وجہ سے کہا اونھون نے آخر دو امر ونکا رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اوس چیز سے جسکو آگ نے پکایا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے روایت کیا اسکو ابو داود اور نسائی وغیرہ اہل سنن نے اسانید صحیحہ سے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ مراد وضو سے دھونا منہ اور ہاتھونکا ہے پھر یہ خلاف جو ہمنے بیان کیا قرن اول مین تھا پھر علما نے بعد اسکے اس بات پر اجماع کر لیا کہ وضو آگ کی پکی ہوئی شی کے کھانے سے واجب نہین ہوتا انتہی اور دوسرے مقام پر اسی کتاب مین لکھا ہے کہ اختلاف کیا ہے علما نے اونٹ کے گوشت کھانے مین پس اکثر اس طرف گئے ہین کہ اوس سے وضو نہین جاتا چنانچہ خلفاء راشدین ابو بکر رض اور عمر رض اور عثمان رض اور علی رض یہ چارون اور ابن مسعود اور ابی بن کعب اور ابن عباس رض اور ابو الدردا اور ابو طلحہ اور عامر بن ربیعہ اور ابو امامہ رضی الله عنہم اور جمہور تابعین اور امام مالک اور امام ابی حنیفہ اور امام شافعی اور اصحاب اونکے اسی طرف گئے ہین اور جمہور نے حدیث وضو کا حدیث جابر سے جواب دیا ہے کہ آخر دو امرونکا رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اوس چیز سے کہ جسکو آگ نے مس کیا ہو انتہی پس ثابت ہوا کہ جمہور صحابہ اور تابعین کا یہی عمل ہے کہ اونٹ کے گوشت سے وضو نہین جاتا اور صریح حدیث ناسخ اوسکی بھی موجود ہے پھر کیونکر امام صاحب پر الزام ہو سکتا ہے ہان اگر کوئی احتیاطاً وضو کر لے تو امام صاحب اسکو کہین منع نہین کرتے فقط وجوب وضو کو منع کرتے ہین اسکا ثبوت تا قیامت تک بھی از قبیل محالات ہے ہان البتہ اعتراض لایعنی اور ایراد بیمعنی کرنا ان لوگون کی

قدیمی بات ہی اس سے کیا ہو سکتا ہی یہ بالکل واہیات ہی کسی بات کا دعوا کرو تو اپنے دعوے کا اثبات
بھی لازم سمجھو ورنہ اس بی استعدادی پر مناظرہ مکرو ؎ نگفتی ندارد کسی با تو کار * ولیکن چو گفتی دلیلش
بیار * بلکہ خود جابرؓ جو راوی وضو کے ہین وہی راوی ترک وضو کو آخر الامرین کہنے مین غرض حنفیہ پر
کسی صورت سے اعتراض ممکن نہین ہان جاہل آدمی جو چاہے کہے وہ معذور ہی **قال** مسائل پنجم
امام اعظم کے نزدیک شراب کا سرکہ بنانا اور اوسکا کھانا پینا جائز ہی الخ **اقول** بحث اسکی بارھوین مغالطہ کے
جواب مسئلہ بائیسوین مین مفصل ہو چکی ہی حاجت مکرر بیان کرنے کی نہین ہی ؎ سخن گرچہ دلبند و
شیرین بود * سزاوار تصدیق و تحسین بود * چو یکبار گفتی مگو باز پس * کہ حلوا چو یکبار خوردند بس *
قال مسئلہ ششم امام اعظم کے نزدیک خانہ کعبہ کی پشت پر نماز پڑھنی درست ہی حالانکہ یہ بات خانہ کعبہ کی
تعظیم کے بھی خلاف ہی اور پیغمبر کی حدیث کے بھی برعکس ہی دیکھو ترمذی اور ابن ماجہ مین روایت ہی
ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ کہا منع کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز پڑھی جاوے
سات جگہ مین الخ **اقول** کعبہ پر نماز پڑھنی مکروہ ہی چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی الا انہ یکرہ لما فیہ
من ترک التعظیم وقد ورد النہی عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی مگر مکروہ ہی
بسبب اسکے کہ اوسمین ترک تعظیم ہی اور تحقیق اوس سے نہی وارد ہوئی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
انتہی اسیطرح تمام فقہ کی کتابون مین مکروہ لکھا ہی اور خود ترمذی اور ابن ماجہ اس حدیث نہی کو باب
کراہیت صلوۃ مین لکھا ہی پس معلوم ہوا کہ محدثین کے نزدیک بھی ان مواضع مین نماز مکروہ ہی البتہ
اگر حنفیہ بلا کراہت نماز کو درست کہتے تو احتیاط کے منافی تھا اسیطرح مقبرہ اور راستہ اور حمام
مین جمہور کے نزدیک نماز فاسد نہین ہوتی بلکہ مکروہ ہوتی ہی علاوہ اسکے یہ حدیث ضعیف ہی چنانچہ
ترمذی نے کہا ہی حدیث ابن عمر اسنادہ لیس بذاک القوی وقد تکلم فی زید بن جبیرۃ
من قبل حفظہ یعنی حدیث ابن عمر کی اسناد قوی نہین اور تحقیق زید بن جبیرہ مین کلام کیا گیا ہی
باعتبار حافظہ اونکے کے انتہی پس اول تو معترض صاحب کو اسکی صحت پہونچانی چاہیے تھی اور پھر
یہ دیکھنا مناسب تھا کہ نہی اسمین کونسی ہی اور پھر مذہب امام صاحب کا کہ بلا کراہت اونکے نزدیک جائز ہی

یا نہین معترض صاحب نے سبکو بالای طاق رکھکر اپنے دل کا بخار خوب نکالا چھوٹا مُنہ بڑی بات دخل در معقولات اپنے ذمہ لیا اور عقل و فہم یہ کچھ کہ ضعیف حدیث کو بھی صحت گردانکر اپنی جہالت ظاہر کرتے ہین یہ سب کج فہمی اور نا انصافی آپکی لامذہبی کی بدولت حاصل ہوئی ہے ؎ ہر خس و خار کرد را نمود دمی ارد ٭ آخر ای باد صبا این ہمہ آوردۂ تست ٭ **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والونکو دیتے ہین کہ حدیث پر چلنے والے فقہ کی کتابونکے مسائل کو برا جانتے ہین بلکہ بعض لوگ انکو مردود بھی کہتے ہین الخ **اقول** اس مغالطہ کو معترض صاحب نے حنفیہ کیطرف کیون نسبت کیا خود مردود مسائل لکھدیے ہوتے مگر وہ کیا کرین عادت پڑی کب چھٹتی ہے ؎ خوی بد در طبیعتی کہ نشست نرود جز بوقت مرگ از دست ٭ **قال** مسئلہ اول و دوم کہ ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہی جو کہ تاریخ الخلفا مین لکھا ہی الخ **اقول** یہ دونون مسئلہ محض بی اصل ہین یا ہرگز قابل اعتبار نہین چنانچہ نواب صاحب امیر بھوپال جنکے قول کو معترض صاحب کالوحی من السماء سمجھے ہین اپنی کتاب کشف الالتباس مین لکھتے ہین یہ حکایت جسکا خلاصہ معتبر نہونا کلام خیر و غلام کا شرع مین ہی محض بی اصل ہی اسلیے کہ علی الاطلاق عدم اعتبار اونکے اقوال کا محتاج بیان دلیل ہی اور مخالف قواعد شرع اصل قصہ صحیح اگر معلوم ہوا اور وجوہ طعن ظاہر ہون تو کچھ کہا جاوے ؎ مثل الذباب یراعی موضع العلل ٭ کوئی کام سوای عیب جینی کے کام نہین ذرهم فی طغیانهم یعمهون اھ

قال مسئلہ سوم اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہی جو کہ احیاء العلوم مین لکھا ہی الخ **اقول** یہ حکایت بلا سند قابل حجت نہین احیاء العلوم مین تو بعضی موضوع حدیثین بھی لکھی ہین اور یہ تو فقط قصہ ہی علاوہ اسکے معترض صاحب نے کوئی حدیث بھی تو اسکے مخالف نہین لکھی اور حنفیہ کیطرف سے یہ جواب ہی کہ اونکا اسپر عمل نہین **قال** مسئلہ چہارم اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہی جو کہ فتاوای قاضی خان مین لکھا ہی الخ **اقول** جواب اسکا مسئلہ بست و دوم کے جواب مین موجود ہی **قال** مسئلہ پنجم اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہی جو کہ فتاوای قاضیخان مین لکھا ہی الی آخرہ

اقول قاضیخان نے یہ صورت امام ابو یوسف سے نقل کی ہے اسپر حنفیہ کا عمل نہین چنانچہ قاضیخان
مین اس سے پہلے یہ عبارت موجود ہے اِذَا صَبَّ الطَّبَّاخُ فِي الْقِدْرِ مَكَانَ الْخَلِّ خَمْرًا غَلِيظًا فَالْخَلُّ لَا
يَطْهُرُ اَبَدًا وَمَا رُوِيَ عَنْ اَبِي يُوسُفَ اَنَّهُ يُغْلَى ثَلٰثًا لَا يُؤْخَذُ بِهٖ كَذَا الْحِنْطَةُ اِذَا طُبِخَتْ
فِي الْخَمْرِ لَا يَطْهُرُ اَبَدًا یعنی جسوقت پکانیوالا ہانڈی مین سرکہ کی بجگہ شراب غلیظ ڈالدے پس سب کبھی
پاک نہین ہوگا اور وہ جو امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اوسکو تین بار جوش دیا جاے سو وہ قابل اعتبار
نہین اسیطرح گیہون جب شراب مین پکائے جائین کبھی پاک نہین ہونگے انتہی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ
امام ابو یوسف کے قول پر فتوی نہین اور اگر معترض صاحب کا امام ابو یوسف پر اعتراض ہے تو محض بیجا ہے
اسلیے کہ کوئی حدیث اسکی حرمت پر دال نہین اور اگر کسی حدیث مین نہی وارد ہے تو وہ تنزیہی نہی ہے چنانچہ
مسئلہ بست و دوم کے جواب مین گذر چکا اور اسی مسئلہ پنجم مین جو تیسری صورت ہے اوسکے پاک ہونے مین
کچھہ شبہہ نہین تمام نجاسات اسطرح دھونے سے پاک ہو جاتی ہین **قال** مسئلہ ششم و ہفتم کہ ایک مردود
مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہے جو کہ فتاوای قاضیخان مین لکھا ہے الخ **اقول**
اسکا جواب بھی مسئلہ بست و دوم کے جواب مین مذکور ہے اور **جواب** مسئلہ ہشتم کا تا مسئلہ دوازدہم یہ ہے کہ
اگر انکے بعض پر حنفیہ کا عمل نہین تو معترض صاحب کو مشکل پڑیگی اسلیے کہ کسی حدیث کی مخالفت ان مسائل مین
معترض صاحب ثابت نہین کر سکتے اسیوجہ سے فقط زبانی جمع خرچ پر اکتفا کی ہے **قوله** مسئلہ سیزدہم الخ
اقول حنفیہ کے نزدیک یہ مسئلہ مفتی بہ نہین بلکہ اسمین صاحبین کے قول پر فتوی ہے اور امام صاحب کیطرف
سے مسئلہ سوم کے جواب مین گذر چکا بلکہ ابن ہمام نے امام صاحب کے قول کو قوی کہا ہے وہان سکی
خوب تفصیل موجود ہے ملاحظہ فرمائیے **قوله** مسئلہ چہاردہم الخ **اقول** اسکی بحث مسئلہ چہارم کے جواب مین
مفصل مذکور ہے **قوله** مسئلہ پانزدہم الخ **اقول** اگر حنفیہ پر اعتراض ہے تو اونکا عمل اسپر نہین بلکہ
صاحبین کے قول پر فتوی ہے اور اگر امام صاحب پر اعتراض ہے تو جواب اسکا مسئلہ بست و ششم کے جواب
مین گذر چکا **قوله** مسئلہ شانزدہم الخ **اقول** اسکی بحث مسئلہ پنجم مغالطہ بارھوین کے جواب مین
قرار واقعی مذکور ہے **قوله** مسئلہ ہفدہم الخ **اقول** جواب اسکا مسئلہ دوازدہم کے جواب مین خوب

مفصل موجود ہی **قولہ** مسئلہ ہیجدہم الخ **اقول** حنفیہ کے نزدیک اسپر مطلق عمل نہین بلکہ تمام فقہ کی کتابون
مین دباغت سے جلد خنزیر اور آدمی کو مستثنی کردیا ہی اور امام ابو یوسف کی طرف سے یہ جواب ہی کہ کسی حدیث کے
یہ مسئلہ مخالف نہین بلکہ حضرات ظاہریہ کو تو اس مسئلہ مین کچھ بھی چون وچرا کرنا نہین چاہیے اسلیے کہ حدیث
مین جو الفاظ ہین اون سے تو معلوم ہوتا ہی کہ کسیکا چمڑا ہو دباغت سے پاک ہو جاتا ہی اور کہین حدیث مین
کسی چمڑے کی تخصیص بھی نہین پائی جاتی ہی مسلم مین ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا دُبِغَ الْاِہَابُ فَقَدْ طَہُرَ یعنی ابن عباس رضی سے
روایت ہی کہا اونھون نے سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جب چمڑا دباغت دیا جاوے تو
تحقیق وہ پاک ہو جاتا ہی اور ترمذی مین ہی اَیُّمَا اِہَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَہُرَ یعنی جو چمڑا دباغت دیا جائیگا
تو تحقیق وہ پاک ہو جائیگا انتہی اور اس حدیث کو ترمذی نے صحیح کہا ہی پس حنفیہ تو امام ابو یوسف کو اس
حدیث کا یہ جواب دیتے ہین کہ قرآن مین اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّہٗ رِجْسٌ آیا ہی اس سے تخصیص کر لیجائیگی
کیونکہ ضمیر غائب کا مرجع خنزیر ہی لحم نہین اور امام ابو یوسف مرجع اسکا لحم لیتے ہین اور حدیث مین عمومیت تو موجود
ہی اور کسی حدیث مین تخصیص نہین پائی جاتی پس امام ابو یوسف پر تو اعتراض محض بیجا ہی ظاہر یہ کو مشکل
پڑ گئی کیونکہ وہ کلیہ او نکا کہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے معنی نہین سمجھتے تھے جو آپنے ہر کھال مین
دباغت سے حکم طہارت کا دیا یہان نکلے گا بہتر یہ ہوا کہ معترض صاحب بھی خنزیر کیطرف ضمیر پھیرینگے
اور آیت سے حدیث کی تخصیص کرینگے گو قاعدہ کلی اونکا باقی نرہے مگر امام ابو یوسف جو لحم کی طرف ضمیر پھیرتے
ہین اسکا جواب معترض صاحب کونسی حدیث سے دینگے ذرا سوچین اور گریبان مین منہ ڈالکر دیکھین کہ اس
سو فہمی پر یہ دعوی حدیث دانی کس برتے تتا پانی ہے عاشق ہوئے ہین یار سے ہم کس امید پر جز آہ نارسا
کوئی سامان ہی نہین **قولہ** مسئلہ نوزدہم تا مسئلہ بست ودوم الخ **اقول** یہ مسئلہ کسی حدیث کے
مخالف نہین پس اعتراض بیجا ہی **قولہ** مسئلہ بست وسوم الخ **اقول** بحث اسکی مسئلہ سوم اور ششم کے
جواب مین مذکور ہی **قولہ** مسئلہ بست وچہارم الخ **اقول** یہ مسئلہ بھی کسی حدیث کے مخالف نہین **قولہ**
مسئلہ بست وپنجم وششم الخ **اقول** حدیث بیع شبہہ کے ساقط ہو جاتی ہی چنانچہ مسئلہ ششم اور سوم کے

جواب مین تفصیل اسکی موجود ہی **قولہ** مسئلہ بست و ہفتم الخ **اقول** سمین تو اشد کراہیت موجود ہی
اس سے زیادہ کسی حدیث سے ثابت نہین ہوتا **قولہ** مسئلہ بست و ہشتم الخ **اقول** یہ مسئلہ بھی کسی حدیث
کے مخالف نہین **قال** مسئلہ بست و نہم اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک
یہ ہی جو کہ رد المحتار شرح در المختار مین لکھا ہی الخ **اقول** حالت اضطرار مین جب خوف جان ہوتا ہو
تو حرام تو در کنار زبان سے کلمہ کفر بھی کہنا جائز ہی اسیطرح جو دوا حرام ہو اگر اوسمین شفا منحصر ہو اور کوئی
فقط
دوا ایسی بقای جانکے واسطے میسر نہو تو اوسوقت اوسکا استعمال کسی حدیث کے مخالف نہوگا مگر یہ صورت
فرضی عدیم الوجود ہی اسیواسطے لفظ فیہ کو شفا پر مقدم کیا ہی جس سے حصر ثابت ہوتا ہی علاوہ اسکے بول سے
مراد بول انسانی لینا کیا ضرور ہی بلکہ پیشاب اونٹ اور بکری کا بھی ہو سکتا ہی گو حنفیہ کے نزدیک بلا ضرورت
اس پیشاب کا استعمال بھی درست نہین کیونکہ وہ حدیث عرنیین اور حدیث بَوْلُ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهٗ کو
حدیث اِسْتَنْزِهُوْا عَنِ الْبَوْلِ سے جسکو حاکم نے ابو ہریرہ رضہ سے روایت کیا ہی منسوخ کہتے ہین مگر ظاہریہ کے
نزدیک تو یہ حدیثین منسوخ نہین انکو تو اعتراض ہمپر کسی صورت سے نہین پہنچ سکتا خود معترض صاحب نے
مسئلہ پنجاہ و ششم مین حدیث عرنیین بخاری اور ترمذی سے نقل کی ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ بلا ضرورت
بھی اونکے نزدیک انکا پیشاب پینا دوا کے لیے جائز ہی یہ عجب معاملہ ہی کہ اپنے معمولات سے اعراض اور
دوسرونپر اعتراض **ف** لا مذہبونمین شرم کا کچھہ بھی اثر نہین ہی اعتراض اورونپر اپنی خبر نہین
چنانچہ دارقطنی اور مسند امام احمد مین ہی عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا بَأْسَ بِبَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهٗ یعنی برا بن عازب سے روایت ہی کہا اونھون نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے نہین مضایقہ ہی پیشاب اوس چیز کا کہ کھایا جاوے گوشت اوسکا انتہی اور جابر رضہ کی روایت
مین ہی مَا اُكِلَ لَحْمُهٗ فَلَا بَأْسَ بِبَوْلِهٖ یعنی جس شی کا گوشت کھایا جاوے تو اسکے پیشاب مین کچھہ مضایقہ
نہین انتہی اسیوجہ سے امام مالک اور امام احمد کے نزدیک اونٹ و بکری کا پیشاب پاک ہی اور جمہور کے نزدیک
یہ حدیث اوسی حدیث مذکور سے منسوخ ہی پس معترض صاحب کا اعتراض محض لغو اور بے اصل ہو گیا
اور کوئی حدیث لکھتے ہین نہ کوئی آیت فقط اپنی زبانکو ردوقدح مین کافی سمجھتے ہین اس سے کیا ہوتا ہی

بادالیں حقوں کے لاکھ میں ٹین کرو اور آپ اپنے منہ سبحان مٹھو بنو ہم ایک نہ مانینگے بلکہ تمکو مہمل گو جانینگے ہ
یا وہ گوہونگی سنا بانو تکا ٹرے کوئی یقین ہ کیونکہ یہ جھوٹ کے گڑھتے ہیں سکی تسکین ہین غل سکے سب اوپر مذکور سب علم و عمل
نعوذ بکار محض فضل میں انکے ہگئیں ہ **قولہ** مسئلہ سی امام اہ **اقول** رد المحتار میں لکھا ہے ذکرہ الامام الفخر الرازی
فی تفسیر سورۃ المؤمنین ۔ یعنی اس قول کو امام فخر الدین رازی نے تفسیر سورۂ مومنین میں لکھا ہے انتہی
اس عبارت کے بعد لکھا ہے قلت ومفادہ انہا افضل من الاقتداء یعنی میں کہتا ہوں کہ مفاد اسکا
یہ ہے کہ امامت اقتدا سے افضل ہے انتہی **حاصل کلام** یہ ہے کہ یہ قول کسی حنفی یا شافعی کا تو نہیں معلوم
ہوتا تھا یا کسی غیر مقلد ظاہریہ کا قول ہو کہ اسکے نقل کرنے سے کچھ حنفیہ پر اسکا قائل ہونا لازم نہیں آتا حنفیہ
کے نزدیک امام کی قرارت کافی ہے اور قرارت خلف الامام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیشک جہر کا ہے اور شافعیہ
کے نزدیک مقتدی کو قرات واجب ہے ولکل وجہۃ علاوہ اسکے اگر کوئی بنظر احتیاط امامت کرلے تو
کوئی مضایقہ بھی نہیں معترض صاحب نے مطلق مسائل نقل کر دیے اور کوئی وجہ طعن کی ظاہر نہیں پس ہمکو
زیادہ تحقیق کی ضرورت نہیں فقط اتنا کہدینا کافی ہے کہ یہ مسائل کسی حدیث کے مخالف نہیں فمن ادعی
فعلیہ البیان اور پھر معترض صاحب کا یہ کہنا کہ اس قسم کے مسائل بیشمار ہیں محض غلط ہے چند مسائل
تمام عمر میں بکمال جانفشانی اور تلاش و استعانت غیر مقلدین جیسے کچھ انھوں نے لکھے ہیں اسی سے انکے
علم اور فہم کی سب قلعی کھل گئی یار لوگونکی یہ ہے صاحب تصنیف بن بیٹھے اور دو چار حدیثیں پڑھکر عامل بالحدیث
ہو گئے اور اجتہاد سا پایا فساد کا دم بھرنے لگے ہ گدا چون یافت روزی خویش را داند سلیمانی ہ برای
مور مسکین ہوسا تخت روان باشد ہ **قال** اور ایک مثال الامام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنیوالونکو یہ دیتے ہیں
کہ کتاب ہدایہ ہمارے مذہب کی بڑی مقبول و رائج ہے ہزارہا علما اوسپر بے کھٹکے عمل کیے جاتے ہیں اور اوسکی
روایات پر فتوی دیے چلے جاتے ہیں اور آجتک اوسکے کسی مسئلہ پر بھی کسی شخص نے جرح و قدح نہیں کیا ہے
لیکن حدیث پر چلنیوالے اسکو نہیں مانتے ہیں اور اوسکی اکثر حدیثونکو ضعیف اور بعض کو مردود اور خانہ ساز
بتلاتے ہیں سو جواب یہ ہے کہ علما محققین میں سے کتاب ہدایہ کو کوئی بھی مقبول نہیں سمجھتا اور نہ اوسکے سب
مسائل پر کوئی شخص عمل کرنا صحیح جانتا ہے البتہ متعصب حنفیہ اوسکو مقبول ہی کہتے ہیں اور اوسکے تمام مسائل پر

عمل کرنا بھی صحیح جانتے ہین الخ **اقول** معترض صاحب کو جب اعتراض ہو پہنچا کہ ان حدیثون کی نسبت علامہ عینی نے
یون کہتے کہ یہ معنی کسی حدیث سے ثابت نہین ہوتے اونھون نے تو فقط لفظون کی نفی کی ہی کہ یہ حدیث ان لفظون سے
نہین پائی گئی اسمین کچھ قباحت نہین کیونکہ روایت بالمعنی کو جمہور محدثین جائز رکھتے ہین گو امام صاحب کے
نزدیک جائز نہین سو فقط اعتراض اسقدر ہوگا کہ مصنف نے یہان امام صاحب کی تقلید نکی سو اسکے حنفیہ خود
قائل نہین بہت مسائل ایسے ہین کہ امام صاحب کی وہ تمین تقلید نہین کرتے بلکہ جو قول مفتی بہ ہو اوسپر عمل
کرتے ہین خواہ وہ صاحبین کے طور پر ہو خواہ طرفین کے خواہ شیخین کے **قوله** حدیث اول الخ **اقول**
عینی مین لکھا ہی هذا الحديث بهذا اللفظ لم يخرجه احد وانما اخرجه ابو داود وغيره
بلفظ لا وضوء لمن لم يذكر اسم الله عليه یعنی اس حدیث کو ان لفظون سے کسی نے نہین بیان کیا
بلکہ ابو داود وغیرہ نے جو روایت کی ہی اونکے الفاظ یہ ہین کہ نہین وضو ہوتا اوس شخص کا جو اللہ کا نام نہ لے
انتہی آپ ہم پوچھتے ہین کہ ان دونون کے معنون مین کیا فرق ہی بلکہ معنی تو ایک ہین البتہ الفاظ کا فرق ہے پھر اسکے کہنا
کہ تمام محدثین تو روایت بالمعنی جائز رکھین اور صاحب ہدایہ کو روایت بالمعنی جائز نہو عجب انصاف ہی ملا علی قاری
شرح مسند امام کے خطبہ مین لکھتے ہین فحاصله انه لم يجوز الرواية بالمعنى ولو كان مرادفا
للمبنى خلافا فان الجمهور من المحدثين فانهم جوزوا الرواية بالمعنى لا سيما عند نسيان المبنى
یعنی حاصل یہ ہی کہ امام صاحب روایت بالمعنی جائز نہین رکھتے اگرچہ وہ ہم معنی اصل کے ہو بخلاف جمہور محدثین کے
پس تحقیق اونھون نے جائز رکھا ہی روایت بالمعنی کو خصوصاً وقت بھول جانے اصل کے انتہی پس جسکے محدثین کے
نزدیک مطلقا روایت بالمعنی جائز ہی خاصکر اوس وقت مین کہ جب اصل حدیث یاد نہو تو روایت بالمعنی مین
کوئی محدث بھی انکار نہین کرتا پھر اگر صاحب ہدایہ نے روایت بالمعنی کی تو کونسا قصور ہوا تمام احادیث کی کتابون مین
روایت بالمعنی موجود ہی ورنہ ایک قصہ مین کیون اونکے الفاظ مختلف ہوتے حالانکہ حجة الوداع وغیرہ کی حدیثین
دیکھو کیسے مختلف الفاظ سے موجود ہین پس ایسی ہٹدھرمی معترض صاحب کو نہچاہیے کہ اپنے عیبون کو چھپاوین
اور دوسرون پر الزام لگاوین **سچ** ہے اوکا ذب کچھ فہم ذرا دھیان سے بات ہو مسلمان مین کچھ دین ایمان بات
ہٹدھرم ایسا تو دنیا مین نہوگا کوئی لاکھ سمجھاو یہ سنتا نہین تو کان سے بات **قوله** حدیث دوم الی آخره

اقول یعنی میں کہتا ہوں وما ذکر هذا الحدیث بهذا اللفظ والذی ذکرہ هو ما رواه الدارقطنی فی سننه عن ابی هریرة رض قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خللوا اصابعکم لا یخللها الله بالنار یوم القیامة واخرجه الطبرانی من حدیث وائل بن حجر عن النبی صلی الله علیه وسلم قال من لم یخلل اصابعه بالماء خللها الله بالنار یوم القیامة وفی الباب عن لقیط بن صبرة وابن عباس والربیع بنت معوذ وعثمان وعبد الله بن مسعود یعنی نہیں وارد ہوئی یہ حدیث ان الفاظ سے اور وہ جو وارد ہوئی ہی وہ ہی کہ جسکو دارقطنی نے سنن اپنی مین ابوہریرہ رض سے روایت کیا ہی کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلال کرو اونگلیون اپنی کا نہین خلال کریگا اونمین اللہ ساتھ آگ کے دن قیامت کو اور روایت کیا اسکو طبرانی نے حدیث وائل بن حجر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص نہ خلال کریگا اونگلیون اپنی کا ساتھ پانی کے تو خلال کریگا اللہ تعالی اونکا ساتھ آگ کے دن قیامت کو اور اس باب مین حدیثین لقیط بن صبرہ اور ابن عباس اور ربیع بنت معوذ اور عثمان اور عبد اللہ بن مسعود رض سے بھی مروی ہین انتہی اسیطرح ان دونو نمین گو الفاظ کا کچھ فرق ہی مگر مطلب دونونکا ایک ہی معترض صاحب نے دھوکا دینے کو عینی کی پوری عبارت نقل نہین کی واہ کیا دیانت و امانت ہی آخر فریب اور دھوکے کی بات کھل گئی ❊ گرش نهفته کنی در میان صد حکمه ❊ خرد ز دور نشان میدہد که کافورست ❊

قوله حدیث سوم الخ **اقول** یعنی مین کہتا ہون هذا الحدیث بهذا اللفظ لم یخرجه احد والائمة الستة اخرجوا قریبا منه فی کتبهم من حدیث مسروق عن عائشة رضی الله عنها قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یحب التیامن فی کل شیء حتی فی طهوره وتنعله وترجله وشانه کله رواه البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجة فی الطهارة وابو داود فی اللباس والترمذی فی الصلوة والفاظهم متقاربة واخرجه ابن حبان ولفظه کان یحب التیامن فی کل شیء فی وضوئه حتی فی الترجل والانتعال یعنی اس حدیث کو ان الفاظ سے کسی نے روایت نہیں کیا ہی لیکن چھوون اماموں نے اپنی

کتابون مین قریب اسکے روایت کی ہی حدیث مسروق سے روایت ہی عائشہ رض سے کہا اونھون نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے داہنی جانب سے شروع کرنے کو ہر شی مین یہانتک کہ وضو اپنے مین
اور جوتیان پہننے مین اور کنگھی کرنے مین اور کل حال اپنے مین روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم اور نسائی
اور ابن ماجہ نے طہارت مین اور ابو داود نے لباس مین اور ترمذی نے صلوۃ مین اور الفاظ اونکے قریب قریب
ہین اور ابن حبان نے جو روایت کی ہی اوسکے لفظ یہ ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے
تیامن کو ہر بات مین وضو اپنے مین یہانتک کہ کنگھی کرنے مین اور جوتیان پہننے مین انتہی اس حدیث مین
بھی غور کر لیجیے کہ خود محدثین کے الفاظ مین فرق ہی مگر معنی اور مطلب سب کا ایک ہی ع انکھین جدا جدا ہین مگر نور ایک ہی

قولہ حدیث چہارم الخ **اقول** یعنی مین ہی هذا الحديث غريب لا ذكر له في كتب الحديث
واستدل الشافعي ومن تبعه فيما ذهب اليه باحاديث منها ما روي عن النبي عليه السلام
انه قاء فغسل فمه فقيل له الا تتوضأ وضوءك للصلوة فقال هكذا الوضوء من
القيء یعنی یہ حدیث غریب ہی نہین ذکر اوسکا کتب حدیث مین اور امام شافعی اور اونکے مقلدون نے اسمین کئی حدیثون سے
استدلال کیا ہی بعضی اونکی وہ ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ آپ نے قی کی پس دھویا منہ اپنے
پس کہا گیا آپ سے کہ وضو نماز کا سا آپ کیون نہین کرتے فرمایا قی سے ایسا ہی وضو ہوتا ہی انتہی اب غور فرمایئے
کہ صاحب ہدایہ نے اگر کہدیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ آپ نے قی کی اور وضو نہین کیا اسمین
کیا خلاف ہوگیا بیشک اس حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہی کہ آپ نے وضو نہین کیا تھا بلکہ فقط منہ دھولیا تھا
جس بات مین امام شافعی کا اختلاف تھا وہ بیان کر دیا زیادہ کی کیا ضرورت تھی البتہ اگر اسکے مطلب مین
دقت ہوتی تو مناسب نہ تھا اور محدثین کے نزدیک بھی تو ایسی تفصیل معنی حدیث کی جائز ہی اسیطرح مختصر حدیث بیان
کرنی بھی جائز ہی امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین قال الصحيح الذي ذهب اليه الجماهير والمحققون
من اصحاب الحديث والفقه والاصول التفصيل وجواز ذلك من العارف اذا كان
ما تركه غير متعلق بما رواه بحيث لا يختل البيان ولا يختلف الدلالة بتركه
یعنی اور صحیح مذہب جسپر جمہور و محققین اصحاب حدیث و فقہ و اصول ہین اسمین تفصیل ہی اور پہچاننے والے سے

جائز ہو جسکو وہ شخص جسکو اوسنے ترک کر دیا ہو غیر متعلق اوس سے ہو جسکو اوسنے روایت کیا ہو یا بنطور کہ بیان محل
ہو جاوے اور دلالت و سکے چھوڑ دینے سے مختلف نہو انتہی **قولہ** حدیث پنجم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے
هذا الحديث بهذا اللفظ غريب وانما رواه ابو داود والترمذي من حديث ابن عباس
رضي الله عنهما ولفظه ان الوضوء لا يجب الا على من نام مضطجعا فانه اذا اضطجع
استرخت مفاصله ورواه احمد في مسنده والطبراني في معجمه وابن ابي شيبة
في مصنفه والدارقطني في سننه ورواه البيهقي في سننه ولفظه لا يجب الوضوء
على من نام جالسا او قائما او ساجدا حتى يضع جنبه فانه اذا اضطجع استرخت
مفاصله یعنی یہ حدیث ان الفاظ سے غریب ہی بلکہ ابو داؤد اور ترمذی نے حدیث ابن عباس سے جو روایت
کی ہی اوسکے الفاظ یہ ہین کہ وضو نہین واجب ہوتا مگر اوس شخص پر جو سوئے لیٹ کر اسلیے کہ جب وہ لیٹ جاویگا تو
جوڑ اوسکے ڈھیلے ہو جاوینگے اور روایت کیا اسکو امام احمد نے مسند اپنی مین اور طبرانی نے معجم اپنی مین اور
ابن ابی شیبہ نے مصنف اپنی مین اور دارقطنی نے سنن اپنی مین اور روایت کیا اسکو بیہقی نے سنن اپنی مین
اور لفظ اوسکے یہ ہین کہ وضو واجب نہین اوس شخص پر جو بیٹھکر یا کھڑے ہوئے یا سجدہ مین سو جاوے یہانتک کہ
رکھے پہلو اپنا کہ جب لیٹ جاتا ہی تو جوڑ اوسکے ڈھیلے ہو جاتے ہین انتہی پس اسمین بھی صاحب ہدایہ نے بعینہ معنی حدیث کے ادا کئے
ہین کچھ فرق نہین الفاظ کی پابندی سے فہم مطلب کون سو دور ہو جاتا ہی بدون مطالعہ کتب فقہای مجتہدین کے حدیث شریف کا مطلب
سمجھنا بہت مشکل ہی ؎ دونا الہ موزون ہزار کی صورت * بغیر فقہ نہین اعتبار کی صورت *
قولہ حدیث ششم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے لم يذكر احد من الشراح اصل هذا الحديث
وانما قال الاترازي وتبعه الاكمل بدليل ما روي عن ابن عباس وجابر بن عبد الله
عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال انهما فرضان في الجنابة ونفلان في الوضوء
ولفظ الاكمل سنتان في الوضوء وقال السروجي واما قول صاحب الهداية
بدليل قوله عليه السلام انهما فرضان في الجنابة وسنتان في الوضوء فلا
نعرفه قلت روى الدارقطني ثم البيهقي في سننهما ما يقارب ذلك من حديث بركة

ابنِ محمدٍ الحلبی عن یوسف بنِ اسباطٍ عن سفیان عن خالدٍ الحذاء عن ابنِ سیرین عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المضمضۃ والاستنشاق للجنب ثلثا فریضۃ وروٰہ الحاکم فی المستدرک ولفظہ قال جعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المضمضۃ والاستنشاق للجنب ثلثا فریضۃ وقال البیھقی رواہ الثقات عن سفیان الثوری عن خالدٍ الحذاء عن ابن سیرین مرسلا وقال الشیخ تقی الدین بن الامام وقد روی ھذا الحدیث موصولا من غیر حدیث برکۃ یعنی نہین ذکر کی کسی نے شراح ہدایہ سے اصل اس حدیث کی ہان اترازی اور اکمل نے کہا ہے بدلیل اوسکے جو روایت کی گئی ابن عباس اور جابر بن عبد اللہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا جنابت مین فرض ہے اور وضو مین نفل ہے اور لفظ اکمل کی وضو مین دو سنت ہین اور کہا سروجی نے لیکن قول صاحب ہدایہ کا بدلیل قول آنحضرت علیہ السلام کے کہ استنشاق اور مضمضہ جنابت مین فرض ہین اور وضو مین سنت ہین پس نہین پہچانتے ہم کہتا ہون مین کہ دارقطنی اور بیہقی نے اپنی سنن مین اسکے قریب قریب روایت کی ہے حدیث برکہ بن محمد حلبی سے اونھون نے یوسف بن اسباط سے اونھون نے سفیان سے اونھون نے خالد حذاء سے اونھون نے ابن سیرین سے اونھون نے ابی ہریرہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مضمضہ اور استنشاق جنب کے واسطے ثلث فرض کئے ہین اور روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور لفظ اوسکے یہ ہین کہا گردانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مضمضہ اور استنشاق کو واسطے جنب کے دو تہائی فرض کی اور کہا بیہقی نے روایت کیا اسکو ثقات نے سفیان ثوری سے انھون نے خالد حذا سے اونھون نے ابن سیرین سے مرسل اور کہا شیخ تقی الدین نے کہ روایت کی گئی ہے یہ حدیث متصل سوای حدیث برکہ کے انتہی اب معترض صاحب سے سنا اللہ اور دوستو کو غور کرنا چاہیے کہ فقط لاتقربوا الصلوۃ ذکر کردیا وانتم سکاریٰ چھوڑ گئے جیسے شہد حدیثین خلط ملط کرتے ہین اور حق بات چھپا لیتے ہین ایسے ہی دوسرو نے تمام دھرے ہین فقط سروجی کا قول نقل کردیا اور علامہ عینی کی تحقیق چھوڑ گئے اگر سروجی کو یہ حدیث نہین ملی ہے تو کیا اس سے صاحب ہدایہ پر اعتراض ہو سکتا ہے

بعضونکی تلاش قاصر ہوتی ہی تو اونکو پتا نہین لگتا دوسرے اوسپر گواہ کر دیتے ہین مگر معترض صاحب بھی صنیعہ
امانت اور دیانت مین بھرتی کرنیکے قابل ہین ایسی جگہہ معترض صاحب باوجودیکہ حدیث اور قرآن مین کتما
حق پر بڑی وعید وارد ہو سب بالای طاق رکھدیتے ہین امام صاحب اور حنفیہ کی برائی کو جہانتک جھوٹ
سچ ملاکے بیان کرنا ممکن ہی دریغ نہین کرتے اور شروع جواب اس مغالطہ مین خود لکھتے ہین کہ عوام لوگ بھی
واقف ہو جاوین اور حنفیہ کے اس دھوکے مین نہ آوین اور خود اس ٹٹی کی آڑ مین کیا کچھ گل کھلا رہے ہین
فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ایسی فریب و دغا کی باتون پر خدا کی مار اور رسول کی پھٹکار معترض صاحب کے
ہتھکنڈے تو اونکو یار لوگ خوب جانتے ہین اور اونکی بناوٹی باتونکو خوب پہچانتے ہین ہ کی بناوٹ بہت
سی باتون مین پھر کہین چھپتی ہے بنائی بات ** قوله حدیث ہفتم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے
لَمْ يَثْبُتْ هٰذَا الْحَدِيْثُ بِهٰذَا اللَّفْظِ اِلَّا اَنَّ ابْنَ مَاجَةَ رَوَاهُ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَاءَ طَهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهُ اِلَّا مَا غَلَبَ عَلٰى رِيْحِهٖ وَطَعْمِهٖ وَ
لَوْنِهٖ یعنی نہین ثابت ہوئی یہ حدیث ان الفاظ سے مگر ابن ماجہ نے اسکو حدیث ابو امامہ سے روایت کیا ہی کہا فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی پاک ہی نہین ناپاک کرتی اوسکو کوئی شی مگر وہ چیز جو اوسکی بو اور مزے
اور رنگ پر غالب آجاوے انتہی پس صاحب ہدایہ نے اپنی طرف سے اس حدیث کو نہین لکھا ابن ماجہ کی حدیث ایسے
الفاظ سے بیان کی ہی کہ جس سے معنی مین بالکل تغیر نہین ہوا البتہ لفظ تغیر لایا ہی **قوله** حدیث ہشتم الی آخرہ
اقول کہا علامہ عینی نے لَمْ يُذْكَرْ هٰذَا فِيْ كُتُبِ الْاَحَادِيْثِ الْمَشْهُوْرَةِ غَيْرَ اَنَّ السِّغْنَاقِيَّ ذَكَرَ فِيْ
شَرْحِهٖ رَوَاهُ اَبُوْ عَلِيٍّ الْحَافِظُ السَّمَرْقَنْدِيُّ بِاِسْنَادِهٖ وَلٰكِنْ فِيْهِ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَتَبِعَهُ الْاَكْمَلُ فِيْ ذٰلِكَ حَيْثُ نَقَلَهٗ فِيْ شَرْحِهٖ هٰكَذَا وَقَالَ
صَاحِبُ الدِّرَايَةِ كَذَا اَمَرَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِذٰلِكَ فِيْ رِوَايَةِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
یعنی نہین مذکور ہی یہ حدیث کتابون مشہور حدیث کی مین مگر سغناقی نے اسکو اپنی شرح مین ذکر کیا ہی کہ
ابو علی حافظ سمرقندی نے اسکو مع اسناد روایت کیا ہی لیکن اوسمین انس رضی سے روایت ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا الخ اور علامہ اکمل نے اسمین اونکا اتباع کیا ہی اسلیے کہ اونکو اپنی شرح مین

اسیطرح نقل کیا ہی اور کہا صاحب ہدایہ نے اسی طرح حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اسکے روایت
ارض میں انتہی اب غور کرنا چاہیئے کہ معترض صاحب نے اول جملہ کو لکھا اور بعد کی عبارت جس سے اوس
حدیث کا پتا لگتا تھا چھوڑ گئے مصنف نے تو بھلا کسی شبہہ سے موقوف ہی بیان کی تھی حالانکہ مرفوع روایت
موجود ہی **قولہ** حدیث نہم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے قُلتُ حدیثُ المغیرۃِ بنِ شعبۃَ لم یُروَ
علی ھذا الوجہ وانما رواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ حدثنا الحسین عن ابی عامر الخزاز
عن الحسن عن المغیرۃ بن شعبۃ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بال
ثم جاء توضأ ومسح علی خفیہ ووضع یدہ الیمنی علی خفہ الایمن ویدہ الیسری علی خفہ
الایسر ثم مسح اعلاھما مسحۃ واحدۃ حتی کانی انظر الی اصابع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم علی الخفین یعنی میں کہتا ہوں کہ حدیث مغیرہ اسطرح نہیں روایت کی گئی بلکہ ابن ابی شیبہ نے
مصنف اپنی میں اسکو مغیرہ بن شعبہ سے یوں روایت کی ہی کہا اونھوں نے دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو پیشاب کیا پھر آکر وضو کیا اور دونوں موزوں پر مسح کیا اور داہنے ہاتھ کو داہنے موزے پر رکھا
اور بائیں کو بائیں موزے پر پھر مسح کیا اوپر خفین کے ایکبار گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں طرف انگلیوں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر موزوں کے انتہی پس جو مطلب اس حدیث مصنف ابن ابی شیبہ کا فقط مسح کے
بیان میں تھا اوسکو صاحب ہدایہ نے ویسے ہی بیان کیا ہی اور اس محل مسح میں چونکہ اور حدیث کی ضرورت
نہ تھی اوسکو چھوڑ دیا اسکو محدثین اور فقہا سب جائز رکھتے ہیں چنانچہ حدیث چہارم کے جواب میں شارح مسلم کی
عبارت ہمنے نقل کر دی ہی **قولہ** حدیث دہم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے ھذا لہ اصل فی الحدیث
الصحیح ولکن ما روی بھذا اللفظ وروی الائمۃ الستۃ فی کتبہم واللفظ لمسلم من
حدیث ہشام بن عروۃ عن امرأتہ بنت المنذر بن الزبیر عن جدتہ اسماء بنت
ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہم قالت جاءت امرأۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت
احدانا یصیب ثوبھا من دم الحیضۃ کیف تصنع بہ قال تحتہ ثم تقرصہ ثم
تنضحہ ثم تصلی فیہ وفی روایۃ لابی داود حتیہ ثم اقرصیہ بالماء ثم انضحیہ وفی

روایةٍ لهٗ وإن رأت دمًا فلتقرصه بشيءٍ من الماء ولتنضح ما لم تر وتصلي فيه ورواه
ابن أبي شيبة في مصنفه ورواه الإمام أبو محمد عبد الله بن علي بن الجارود في
كتاب المنتقى وفي روايته حتّيه واقرصيه بالماء واغسليه وصلّي فيه ورشّيه بالماء
یعنی اس حدیث کی اصل صحیح حدیثون مین ہے لیکن اس لفظ سے روایت نہین کی گئی اور روایت کیا ہے
ایسے مسلم نے اپنی کتاب مین اور الفاظ مسلم کے یہ ہین حدیث ہے اسما بنت ابوبکر رضہ سے کہا انھون نے
آئی ایک عورت طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس عرض کیا کہ ہم مین سے کسیکے کپڑے پر خون حیض کا
لگجاتا ہے کیا کرے فرمایا اوسکو کھرچ ڈالے پھر ملے پھر اوسکو دھو ڈالے پھر اوس سے نماز پڑھلے اور ایک روایت
ابوداؤد مین ہے کھرچ تو اوسکو پھر پانی سے مل اوسکو پھر دھو اوسکو اور ایک روایت مین ابوداؤد کی ہے اگر وہ
خون تجھے پہنچ جاتا ہے کچھ پانی سے اوسکو ملے اور چاہیے کہ دھوئے اوسکو جبتک اثر اوسکا معلوم نہو اور
نماز پڑھلے اوس مین اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف اپنی مین اور روایت کیا اسکو امام ابو محمد نے
کتاب منتقی مین اور اونکی روایت مین ہے چھیل تو اوسکو اور مل تو اوسکو پانی سے اور دھو تو اوسکو اور نماز پڑھ
اوس مین اور اوس پر پانی چھڑک دے انتہی پس غور کیجیے کہ صاحب ہدایہ نے وہی مضمون بعینہ ادا کیا ہے مگر مترجم
صاحب فقط ایک ہی تکثیر پر اکتفا کرکے باقی کو چھوڑ گئے **قولہ** حدیث یارد یہم الخ **اقول** کہا علامہ
عینی نے هذا الحديث بهذا اللفظ غريب وقال ابن الجوزي في التحقيق والحنفية
يحتجون على نجاسة المني بحديث روي عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال لعائشة
اغسليه إن كان رطبًا وافركيه إن كان يابسًا قال وهذا حديث لا يعرف وإنما روي
نحوه من حديث عائشة قلت عدم المعرفة منه أو من غيره لا يستلزم نفي معرفة
غيره مع أن أصل الحديث في الصحاح وقد روى مسلم والأربعة من حديث عائشة
قالت كنت أغسل الجنابة من ثوب النبي صلى الله عليه وسلم فيخرج إلى الصلوة و
إن بقع الماء في ثوبه وقالت أيضًا كنت أفرك المني من ثوب رسول الله صلى الله
عليه وسلم فيصلي فيه أخرجه مسلم وأبو داود وروى الدارقطني والبيهقي عن

عائشۃ قالت کنت اغسل المنی من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان
رطبا وافرکہ اذا کان یابسا یعنی یہ حدیث ان الفاظ سے غریب ہی اور کہا ابن جوزی نے کہ حنفیہ حجت پکڑتے
ہین منی کے ناپاک ہونے پر اوس حدیث سے کہ روایت کیا ہی اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ
حدیث نہین پہچانی جاتی ہی بلکہ مثل اسکے حدیث عائشہ رضو سے مروی ہی کہتا ہون نہین کہ ابن جوزی وغیرہ کا
نہ پہچاننا اسکو لازم نہین کہ دوسرا بھی نہ پہچانے حال آنکہ اصل اس حدیث کی صحاح مین موجود ہی اور مسلم اور
ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابوداؤد نے حدیث عائشہ رضہ سے روایت کی ہی کہ مین ناپاکی ثور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے دھویا کرتی تھی پس آپ نماز کو تشریف لیجاتے اور تری کپڑے مین ہوتی اور بھی کہا
اونھون نے کہ مین منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے ملا کرتی تھی پس اوس سے نماز پڑھتے تھے روایت کیا
اسکو مسلم اور ابوداؤد نے اور روایت کیا دارقطنی اور بیہقی نے عائشہ رضہ سے کہ مین منی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے کپڑے سے دھوتی تھی جب وہ تر ہوتی اور رگڑ ڈالتی اوسکو اگر وہ خشک ہوتی انتہی اور علامہ ابن ہمام فتح القدیر مین
اسی مقام پر لکھتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو دھونیکا حکم دیا ہو اسکو اللہ جانے مدعا یہ ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اسکو جانتے تھے خصوصًا اوسوقت مین جب یہ فعل حضرت عائشہ رضہ کا مکرر ہوا باوجود التفات کرنے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف پاکی کپڑے اپنے کے اور تفحص کرنے حال اوسکے سے اور ظاہر تر اوس سے
یہ قول عائشہ رضہ کا ہی کہ مین دھوتی تھی اوسکو کپڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سے پس نماز کیواسطے تشریف
لیجاتے اور اثر پانی کا کپڑے مین ہوتا کیونکہ ظاہر یہ ہی کہ آپکو کپڑے کی تری محسوس ہوتی ہوگی اور یہ سبب التفات کا ہی
طرف حال ثوب کے اور تفحص کا خبر اسکی سے اور اوسوقت سبب اسکا ظاہر ہوتا ہوگا اور اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
برقرار رکھا پس اگر وہ کپڑا پاک ہوتا تو آپ پانی کے تلف کرنے سے بلاضرورت منع فرمادیتے اسلیے کہ اوسوقت پانی کا
اسراف ہی کیونکہ اسراف بلاحاجت پانی کے صرف کو کہتے ہین اور حضرت عائشہ رضہ کو بھی بلاضرورت دھونے کی
تکلیف دینی ہی علاوہ اسکے مسلم مین عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منی کو دھویا کرتے
پھر نماز کو تشریف لیجاتے اوسی کپڑے سے اور مین اثر دھونیکا اوس کپڑے مین دیکھتی تھی پس اگر اسکو معنی حقیقی پر محمول
کیا جاے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بذات خاص اوسکو دھوتے تھے تو ظاہر ہی یا مجاز پر محمول ہو یعنی اوسکو

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو اسکا حکم دیا ہو پس وہ آپکے علم پر متفرع ہی انتہی **قولہ** حدیث دوازدہم
اقول کہا علامہ عینی نے کہ اس حدیث کو کسی نے مرفوع نہین بیان کیا بلکہ اسکو ابو جعفر محمد بن علی رضہ سے
ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین روایت کیا ہی فرمایا اونھون نے پاکی زمین کی خشک ہونا اوسکا ہی اور محمد
ابن الحنفیہ اور ابو قلابہ سے روایت کی ہی کہا اونھون نے جب خشک ہو جاوے زمین پس وہ پاک ہو جاتی ہی اور
عبد الرزاق نے مصنف اپنی مین روایت کی ہی کہ ابو قلابہ رضہ نے فرمایا خشک ہونا زمین کا پاکی اوسکی ہی اور وہ
اسرار مین ہی کہ یہ حدیث عائشہ رضہ پر موقوف ہی اور محمد بن حنفیہ مدینہ کے فقہای تابعین سے ہین اور اونسے روایت
کی گئی ہی کہ کہا اونھون نے حسن رضہ اور حسین رضہ مجھسے بہتر ہین اور مین اونکے والد کی حدیث اون دونون سے زیادہ
جانتا ہون اور یہ اسوجہ سے کہ جب صحابہ نے اونکو سب مین سے فتوی دینے پر قائم کیا تو وہ مثل ایک صحابی کے بوجہ تقدم
اونکے ہوئے جیسے کہ کوئی فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہوا اور آپنے اوسپر سکوت کیا پس جس
اونسے یہ روایت کی گئی کہ طہارت زمین کی خشک ہونا اوسکا ہی اور سوا اونکے کسی سے خلاف اسکے مراد نہین ہوا
تو اسپر سبکا اجماع ہو گیا خصوصاً اوسوقت کہ اونکی موافقت ابو جعفر محمد بن علی رضہ اور ابو قلابہ رضہ اور عائشہ رضہ
نے بھی کی ہی اور علاوہ اسکے اصحاب ہمارے اس مسئلہ مین استدلال لائے ہین اوس حدیث سے جسکو ابو داود
اور احمد بن صالح نے عبد اللہ بن عمر رضہ سے روایت کیا ہی فرمایا اونھون نے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین
مسجد مین سویا کرتے تھے اور مین نوجوان مجرد تھا پس کتے پیشاب کرتے تھے اور آتے جاتے تھے مسجد مین پس
صحابہ اوسپر پانی نہین ڈالتے تھے اور اس حدیث کو ابو بکر بن خزیمہ نے صحیح اپنی مین بھی روایت کیا ہی انتہی
اور ابو داود نے اس حدیث کو باب طہور الارض اذا یبست مین لکھا ہی یعنی اس باب مین وہ حدیث مذکور ہی
جس سے ثابت ہوتا ہی کہ زمین خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہی پس جب اس حدیث کی اسقدر سند پہونچ گئی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسمین تقریر ثابت ہوئی اور صحابہ کا بھی اجماع معلوم ہو گیا لہذا صاحب ہدایہ نے یہ
جو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منقول ہی حال آنکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسپر سکوت فرمانا اور صحابہ کا
اجماع ہی قول آپکا ثابت نہین گو یہ تقریر حکم مین قول ہی کے ہی اس سے صاحب ہدایہ پر اعتراض نہین ہو سکتا
اسلیے کہ ہو سکتا ہی کہ اونکو کہین سے یہ قول ثابت ہو گیا ہو اور شراح کی نظر سے نہ گذرا ہو یا قول اور تقریر دونکے

نزدیک ایک شی ہو ایک کو دوسرے سے تعبیر کرنا جائز جانتے ہون علاوہ اسکے جس مسلہ مین اونھون نے یہ حجت بیان کی ہی وہ مسلہ بلا ریب انہی حدیثون سے ثابت ہوگیا معترض صاحب کو مسائل سے غرض ہی اگر کوئی محدثین کی اصطلاح کے خلاف کرے تو کچھہ چندان عیب نہین خصوصًا ایسا محقق جسکے احادیث کی تخریج سے معلوم ہوتا ہی کہ حدیث احاد مین وہ بڑا تبحر اور کمال رکھتے تھے مگر غالبًا فقط اپنی یاد پر اعتماد کرکے اوس حدیث کو نقل کردیتے تھے اسیواسطے بعض الفاظ مین فرق ہوگیا ہی سو اسکا کچھہ مضایقہ نہین معلوم ہوتا ہی کہ اور محدثین بھی اسکو جائز رکھتے ہین **قولہ** حدیث سیزدہم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے وَقَدْ عَرَفْتَ اَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ اَخْرَجَهٗ جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ هٰذَا اللَّفْظُ بِهٰذِهِ الْعِبَارَةِ فَعِبَارَةُ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَلْوَقْتُ فِيْمَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ وَعِبَارَةُ حَدِيْثِ جَابِرٍ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ وَقْتٌ كُلُّهٗ وَعِبَارَةُ حَدِيْثِ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ وَقْتُ صَلٰوةٍ وَعِبَارَةُ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ وَقْتٌ بِدُوْنِ لَفْظِ كُلِّهٖ مِمَّا فِيْ حَدِيْثِ جَابِرٍ يعنی تحقیق بیان ہوچکا کہ اس حدیث کو ایک جماعت صحابہ نے روایت کیا ہی اور کسی حدیث مین یہ لفظ اس عبارت سے نہین پس عبارت حدیث ابن عباس رض کی یہ ہی کہ وقت نماز کا درمیان ان دو وقتونکے ہی اور عبارت حدیث جابر رض کی یہ ہی کہ ان دونون وقتونکے درمیان مین کل وقت ہی اور عبارت حدیث ابو مسعود انصاری کی یہ ہی کہ کہا جبرئیل علیہ السلام نے ان دونون کے درمیان مین وقت نماز کا ہی اور عبارت حدیث ابوہریرہ رض یہ ہی کہ درمیان ان دونون وقتونکے وقت ہی بدون لفظ کل کے جو حدیث جابر رض کی مین تھا انتہی پس اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ فقط لفظونکا فرق ہی معنی مین کچھہ فرق نہین ایسا فرق خود حدیث ہی مین موجود ہی اسکو محل اعتراض ٹھیرانا احادیث پر اعتراض کرنا ہی کہ راویون نے الفاظ کو کیون بدلا آخر جبرئیل علیہ السلام نے تو الفاظ معین خاص ہی فرمائے ہونگے غرض الفاظ مین گفتگو کرنی نادانونکا کام ہی البتہ قرآن کی آیت کو اگر صاحب ہدایہ اور لفظ سے بیان کردیتے تو اعتراض بجا تھا **قولہ** حدیث چہاردہم **اقول** کہا علامہ عینی نے هٰذَا الْحَدِيْثُ بِهٰذَا اللَّفْظِ غَرِيْبٌ لَمْ يُرْوَ هٰكَذَا وَاِنَّمَا رَوٰى اَبُوْ دَاؤُدَ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ نَزَلَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَخْبَرَنِيْ بِوَقْتِ الصَّلٰوةِ

الحدیث وفیہ یصلی العشاء حین اسود الافق ورواہ ابن حبان فی صحیحہ یعنی یہ حدیث اس لفظ سے غریب ہی اسطور سے روایت نہین کی گئی بلکہ ابوداؤد نے یہ روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور وقت نماز کی مجھکو خبر دی الخ اور اس حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے عشا کی جسوقت کنارہ آسمان کا سیاہ ہوجاتا اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے صحیح اپنی مین انتہی **قولہ** مسئلہ یازدہم الخ **اقول** کہا علامہ عینی نے کہ یہ حدیث ابن عباس سے وارد نہین ہوئی اور یہ غریب ہی اور مبسوط مین ہی کہ ابوہریرہ رض سے روایت کی گئی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر وقت عشا کا وقت طلوع فجر ثانی کے ہی اور تعجب اکثر شراح سے ہی کہ وہ اس حدیث سے استدلال لاتے ہین اور اوسکی روایت کو ابوہریرہ رض کی طرف منسوب کرتے ہین اور یہ اسناد صحیح نہین ہی اور امام طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اس مقام پر عمدہ کلام بیان کیا ہی خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ کہا اونھون نے مجموع احادیث سے ظاہر ہوتا ہی کہ آخر وقت عشا کا طلوع ہونے فجر تک ہی اور یہ اسلیے کہ ابن عباس رض اور ابو موسی اشعری اور ابو سعید خدری نے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی تہائی رات تک تاخیر کی اور ابوہریرہ رض اور انس رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی آدھی رات تک تاخیر کی اور ابن عمر رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو یہانتک موخر کیا کہ دو تہائی رات چلی گئی اور عائشہ رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کو یہانتک دیر کی کہ کل رات چلی گئی اور یہ تمام روایتین صحیح حدیثونکی ہین کہا امام طحاوی نے پس ثابت ہوا اس سے کہ کل رات وقت عشا ہی لیکن تین وقتو پر ہی پس وقت شروع عشا سے تہائی رات تک افضل وقت ہی اور بعد اسکے نصف شب تک اس سے فضیلت مین کم ہی اور بعد نصف رات اوس سے بھی کم ہی انتہی اب جاننا چاہیے کہ معترض صاحب کے مغالطہ کی یہان سب قلعی کھل گئی اور وہ مسائل احادیث صحیحہ سے ثابت ہوگئے بلکہ بہت حدیثین جو علامہ عینی نے ان مسائل کی تایید مین لکھی ہین اونکو ہمنے بوجہ اختصار نقل نہین کیا ہی اور فقط صاحب ہدایہ کی احادیث کا پتا بتلا دیا ہی تاکہ عوام ظاہر بین دھوکے اور فریب مین نہ آجاوین ورنہ احادیث اور بھی عینی اور فتح القدیر مین موجود ہین ایسی حدیثونکا نام جنمین فرق الفاظ ہو

معترض صاحب نے موضوع رکھا ہی اگر موضوع ہوتین تو علامہ عینی اور امام ابن ہمام ضرور تصریح کر دیتے

قولہ اور حدیثون صحیحہ کے باطل کرنیکی حیلہ سازیان کرتے رہے ہین الخ **اقول** یہ قول معترض صاحب کا سراسر جھوٹ اور بہتان صریح ہی بلکہ اونھون نے یہانتک دیانتداری کی ہی کہ الفاظ تک بھی بتلا دیے کہ ان الفاظ سے یہ حدیث نہین آئی اور ضعیف کو ضعیف اور صحیح کو صحیح کہدیا البتہ معترض صاحب کے مذہب کے دونونکی تحقیق مخالف ہی معترض صاحب اپنے مذہب کے خلاف کو خلاف حدیث سمجھتے ہین اور معترض صاحب نے عبارت شرح سفر السعادت کی ناتمام لکھدی اوسکے بعد شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہین و لیکن شرح شیخ ابن ہمام جزاہ اللہ عنہ خیر الجزاء تلافی آن نمودہ و بہ تحقیق کار فرمودہ است یعنی شرح علامہ ابن ہمام نے اللہ اونکو جزای خیر دے تلافی اوسکی کردی ہی اور تحقیق کے ساتھ کام کیا ہی انتہی اور تحصیل التعرف مین لکھتے ہین وَالشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَوّٰى مَذْهَبَ الْحَنَفِيِّ وَتَمَسَّكَ فِيْهِ بِالْاَحَادِيْثِ حَتّٰى كَادَ اَنْ يُّقَالَ اِنَّ الشَّافِعِيَّ مِنْ اَهْلِ الرَّاْيِ وَاَبُوْحَنِيْفَةَ مِنْ اَصْحَابِ الظَّوَاهِرِ یعنی اور شیخ ابن ہمام رح نے مذہب حنفیہ کو ثابت کیا اور تمسک کیا اوسمین ساتھ احادیث کے یہانتک کہ قریب ہو گیا کہ یون کہا جاوے کہ امام شافعی رح اہل رای سے ہین اور امام ابو حنیفہ رح اصحاب ظواہر سے ہین انتہی اور کلام اشرف سے فقط اتنا معلوم ہوتا ہی کہ بعض حدیث اونکو نہین ملی پھر اسکا کچھ تعجب نہین ابن جوزی کیسے محقق کہلاتے ہین اونکو بہت حدیثین نہین ملین اور فقط اٹکل ہی سے اونکو موضوع بتلا دیا پھر علامہ سیوطی وغیرہ نے کیسا اونکا پیچھا کیا ہی اور اون احادیث کو ثابت کر دیا ہی اس سے یہ لازم نہین آتا کہ صاحب ہدایہ کو بھی اون احادیث کا پتا نہ لگا ہو اسمین حسن ظن بزرگان دین کیطرف اچھا ہی آخر اور احادیث صحیحہ سے تو محققین نے اون مسائل کو ثابت کر دیا ہی ہمکو مسائل کے ثبوت سے غرض ہی یون تو بدگمانی ہر ایک مسئلہ کی نسبت ممکن ہی پھر تو اس سوءظنی کی دلدل مین پھنسکر نکلنا مشکل ہوگا ع

ہر کہ شد بستہ این دام بلا ؛ کی رساند بسحر شام بلا ؛ مخور این غم کہ خمارش درد ست ؛ ہمدم ای بادہ کش جام بلا ؛

قال اور ایک مغالطہ مقلدین ایمہ حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ مکہ معظمہ مین چارون اماموںکے چار مصلے جو کہ اسوقت تک موجود ہین انکو حدیث پر چلنے والے لوگ بدعت

کہتے ہین سو جواب اسکا چار طرح پر ہی اول یہ کہ مکہ معظمہ مین چارون مصلے چارون اماموںکے علیحدہ علیحدہ
سنہ آٹھ سو سات ہجریہ مین یشبق نے بیچ زمانہ فرح بن برکوک کے بنائے ہین لیکن انکے بنانے اور مقرر کرنیکی بابت
نہ تو حکم خدا ناطق ہی اور نہ حکم رسول الخ **اقول** چارون مصلونکو ناجائز سمجھنا اور حدیث بدعت کی
سند لانا محض غلط اور قیاس مع الفارق ہی جب مذہب چارون اماموںکا بالاتفاق حق ہی پھر انکے مصلے
کیونکر بدعت ہو سکتے مین ہان افراط و تفریط اچھی نہین جس مصلے پر نماز طیار ہو وہ شریک ہو جاوے
انتظار اپنے امام کا نکرے چنانچہ راقم الحروف نے سب مصلون پر نماز پڑھی ہی البتہ بعضے صاحب اوہمین احتیاط
کرتے ہین کہ اگر امام مالکی یا شافعی نے نجس پانی سے جو مقدار قلتین سے ہو یا کم ہو وضو کیا یا پچھنے لگائے
یا حنبلی نے فقط پگڑی پر مسح کیا تو حنفیہ کے نزدیک ایسی صورتو مین نماز فاسد ہو جاتی ہی مگر یہ محض وہم
اور تعصب ہی ہم تو فرقہ ظاہریہ کے پیچھے بھی بحکم صلّوا خلف کل برٍ و فاجرٍ کے برابر نماز پڑھلیتے ہین
البتہ معترض صاحب کا آیت سے استنباط کرنا کہ خدا تعالی وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى
فرماتا ہی تو بجز ایک مصلے کے دوسرا نہونا چاہیے عجیب اجتہاد ہی اگر معاملہ سنجیدہ نہوتا تو قابل تضحیک تھا
کسی مفسر اور کسی مجتہد کو یہ نہین سوجھی خاص معترض صاحب کا حصہ ہی اسیوجہ سے ہم کہتے ہین کہ عوام
خصوصًا حضرات ظاہریہ کو ایمہ اربعہ سے کسی امام کی تقلید کرنا ضروری ہی حدیث کی تہ کو تو خوب پہونچے ہی
تھے اب قرآن پر بھی نوبت آئی خدا خیر کرے معترض صاحب جیسا آپ نے اجتہاد کیا ہی ایک مسئلہ ہمکو بھی سوجھا
ہی کہ عید کی نماز سوای مقام ابراہیم کے اور جگہ جائز نہین اور دلیل اسپر یہی آیت مذکورہ ہی جیسے
معترض صاحب نے مصلے کے معنی امام کے مصلے کے لیے ہمنے مصلے کے معنی عیدگاہ کے لیے علاوہ اسکے
ایک اور مسئلہ اس آیت سے نکلتا ہی کہ کوئی نماز فرض ہو یا نفل سوای مقام ابراہیم کے کسی جگہ جائز نہین پس
جماعت تو ممکن ہی نہین جب بہت سے آدمی ہونگے تو ایک دو اکیلے دو اکیلے پڑھکر جب فارغ ہونگے پھر دوسرے
کھڑے ہونگے غرض معترض صاحب قرآن مین اس مصلے کے معنی خوب سمجھے اب جسنے اور کہین نماز پڑھی ہوگی
وہ نماز معترض صاحب کے نزدیک جائز نہوگی اور پہلے بنا ہونے مصلے جو زمانہ صحابہ مین بھی ہین حضرت
صاحب نے اپنے اجتہاد سے سمجھا ہم یہ ہمکر دین پس اگر جناب اس آیت کے معنی یہ ہین کہ امام کا مصلی ایک ہونا چاہیے

اور وہ بھی خاص مقام ابراہیم پر ہو تو اس استنباط کے تمام صحابہ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی مخالف
ہو جاوینگے نعوذ باللہ اجتہاد ایسے ہی کہتے ہین اور عیدگاہ کے معنی معترض صاحب کو نہین سوجھے تھے
وہ ہمنے بتلا دیے کبھی نہ کبھی حضرت ظاہر ہونے اجتہاد کیا تھا اور سکوت ہمنے ضحکہ مین اوڑا دیا بہر حال
عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت ست بیضاوی مین ہے وھو امر استحباب روی انہ علیہ الصلوۃ
والسلام اخذ بید عمر فقال ھذا مقام ابراھیم فقال عمر افلا نتخذہ مصلی
فقال لم اومر بذلک فلم تغب الشمس حتی نزلت وقیل المراد بہ الامر برکعتی
الطواف لما روی جابر انہ علیہ الصلوۃ والسلام لما فرغ من طوافہ عمد
الی مقام ابراھیم فصلی خلفہ رکعتین وقرأ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی
یعنی یہ امر استحبابی ہے روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رض کا ہاتھ پکڑا پس فرمایا
یہ مقام ابراہیم ہے کہا عمر رض نے کیا ہم اسکو نماز کی جگہ نکر لین فرمایا مجکو حکم نہین کیا گیا پس آفتاب غروب
نہین ہوا تھا کہ آیت نازل ہوئی اور بعض نے کہا ہے کہ مراد اس سے حکم دو رکعتون طواف کا ہے بسبب اسکے
جو جابر رض نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف سے فارغ ہوے تو قصد کیا طرف مقام
ابراہیم کے پس دو رکعتین پیچھے اوسکے پڑھین اور آیت واتخذوا پڑھی انتہی پس اس آیت کی شان نزول
سے معلوم ہوا کہ فقط امر استحبابی ہے واجب نہین اور امام کے مصلے سے معنی جو معترض صاحب نے لیے
ہم اب تک متعجب ہین کہ اس جواب کی کیا ضرورت تھی جو لوگونکو اپنے اجتہاد سے بلا اعتقاد کر دیا اور اپنے تئین
بھی کہلوایا ای معترض صاحب بات ٹھکانے کی کہنا چاہیے بے سوچے اٹکل پچو تکے نہ لگائیے

مزن بے تامل بگفتار دم ۞ نکو گوی گر دیر گوئی چہ غم ۞ بنطق آدمی بہترست از دواب ۞ دواب از تو بہ گر نگوئی صواب

قال اور ایک مغالطہ مقلدین ایسے حدیث پر چلنے والونکو دیتے ہین کہ حدیث پر چلنے والے حدیث کے
آسان آسان مسئلونپر عمل کرتے ہین مشکل پر نہین چلتے ہین سو جواب اسکا یہ ہے کہ جو لوگ حدیث کے آسان
مسئلونکو چھوڑ کر مشکل مسائل پر عمل کرتے ہین وہ بڑے بیوقوف اللہ تعالی کے نافرمان ہین

اقول معترض صاحب نے کیسے کیک مغالطہ دینے شروع کیے اسکا ہم کیا جواب دین بجز اسکے

بیضاوی صفحہ ۱۰۱

کہ اونکو تقلید کی فہمایش کرین جناب مین آپ آسان مسائل ہین تو عمل کیجیے مگر خدارا اپنے اجتہاد بیجا کو دخل
ندیجیے جو مسائل ایمۂ نے احادیث اور قرآن سے استنباط کیے ہین اونکو اخذ کیجیے اور اپنی رای سے حدیث
کے مطالب کو زیب و زینت نہ بخشیے کبھی تہجد بھی پڑھلیا کیجیے اور کبھی رات بھر عبادت کیجیے جس سے
جسم کو تکلیف ہو اور پیر آماس کر جائین بس سنت کو بھی ملحوظ خاطر رکھیے زیادہ آسانی کو نہ ڈھونڈھیے
ورنہ رفتہ رفتہ تکلیف شرعی بھی آپکو ناگوار ہونے لگیگی پھر تو خاصے غیر مکلف ہوجاؤ گے اتنا یاد رکھو کہ مقلد
مکلف رہتے ہین اور غیر مقلد غیر مکلف ہوجاتے ہین اسی انتظام کے واسطے غیر مجتہد کو تقلید ضروری ہے کہ
آزادی اور رفع تکلیف کو روکتی رہتی ہے ہمنے بحکم اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ کے اتنی بات کہدی ہے ماننے نہ ماننے
آیندہ تمکو اختیار ہے **س** من انچہ شرط بلاغ ست باتو میگویم * تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال **قال**
اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ جسقدر لوگ اس مذہب کے مقلد ہین
اور کسی مذہب کے بھی نہین اور ترمذی مین روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ اَوْ قَالَ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَّیَدُ اللّٰہِ
عَلَی الْجَمَاعَۃِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی تحقیق اللہ نہین جمع کریگا امت میری کو یا کہا بجاے
امتی کے امت محمد اوپر گمراہی کے اور ہاتھ اللہ کا ہے اوپر جماعت کے اور جو شخص کہ جدا ہے جماعت سے
تنہا ڈالا جاویگا بیچ آگ کے اور ابن ماجہ مین روایت ہے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی پیروی کرو جماعت
بڑی کی پس تحقیق شان یہ ہے جو تنہا ہوا جماعت سے تنہا ڈالا جاویگا بیچ آگ کے سو جواب اسکا یہ ہے کہ حدیث
یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ اور اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ کا یہ مطلب نہین کہ جس طرف بہت لوگ ہون حق
اور ہدایت پر وہی لوگ ہوتے ہین اور جس طرف تھوڑے ہون وہ گمراہ ہوتے ہین کیونکہ اگر ان حدیثونکے
یہی معنی لیے جاوین تو پھر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ اور اونکے ساتھ والے نعوذ باللہ منہا ب
گمراہ ٹھہیرتے ہین کیونکہ معرکۂ کربلا مین امام حسین کے ساتھ تو صرف بیاسی آدمی مع اونکے اہل بیت اور
خادمونکے تھے اور عمر بن سعد کیساتھ جو امام حسین کیساتھ لڑنے کو آیا تھا سوا الوپیادہ بیس ہزار

آدمی تھے غرضکہ مطلب ان حدیثون کا یہ ہی کہ جس طرف اکثر مجتہد اور محدث ہین وہی گروہ بڑا ہی پس اگر
امام اعظم ایک طرف ہون مثلاً اور نخعی اور حسن بصری اور ثوری اور اسحق اور امام مالک و شافعی و احمد بن حنبل
ایک طرف ہین پس منصف خود دیکھ لے کہ سواد اعظم اور گروہ بڑا کدھر ہی الخ **اقول** حنفیہ اس قول کو بمقابلہ
ظاہریہ کے کہتے ہین کہ یہ لوگ چارون اماموں کے گروہ سے علیحدہ ہین اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی جدی مسجد بنائی ہی
یہ لوگ بیشک سواد اعظم کے خلاف ہین شافعیہ وغیرہ کو حنفی نہین کہتے ان چار مذہب کے حق ہونے مین کچھ کلام نہین
جو انمین سے کسیکے قول کا اعتبار نکریگا تو بحکم حدیث شریف اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَمَنْ شَذَّ شُذَّ
فِی النَّار کے اوسپر شذوذ صادق آجائیگا اگرچہ ظاہریہ نے جب یہان کوئی مفر نہین دیکھا تو حدیث مین اپنی
طرف سے تاویل کی ظاہری الفاظ کو بالکل چھوڑ دیا حالانکہ یہ اونکے مذہب کے سراسر خلاف ہی کہ احادیث
اور قرآن مین تاویل کیجاے مگر یہان بغیر تاویل کچھ نہ بنی کیا کرین مذہب چھوٹتا ہی اپنا طریقہ خاص
جو اختیار کیا ہی آخر اوسکو بھی تو نباہنا چاہیے مگر اونکی اس تاویلات سے کیا ہوتا ہی احادیث کے الفاظ
بیشک اونپر صادق آتے ہین البتہ اونکو یہ کہنا چاہیے تھا کہ شذّ کے معنی یہ ہین کہ جو بالکل علیحدہ
ہوجاے اور یہ بات ظاہریہ پر صادق نہین آتی اسلیے کہ وہ اگرچہ بعض مسائل مین ائمۂ اربعہ کے بالکل خلاف
ہین مگر انکے اکثر مسائل پر عمل کر لیتے ہین یہ ہمنے ظاہریہ پر ترحم کرکے تاویل کر دی ہی ورنہ اونکے خیالات تو
اس سے بھی زیادہ فاسد معلوم ہوتے ہین اور معرکہ کربلا کی سند پیش کرنی بڑی نادانی ہی اسلیے کہ تواریخ معتبر
کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ معرکہ ناگہانی ہوگیا صحابہ کو مطلق خبر نہوئی اور بعض کو خبر تھی مگر
لڑائی کی خبر نہ تھی یون جانتے تھے کہ اہل کوفہ نے واسطے مشورہ اور اصلاح کار کے بلوایا ہی ورنہ انکی طرف
تو اسقدر صحابہ اور تابعین تھے کہ اوس طرف آتے لوگ ہرگز نہ تھے بلکہ اوس طرف والے کو بخوف جان شریک
جنگ تھے مگر اکثر مجبور اور ناکارہ تھے آخر حضرت کے ساتھ جمعیت سے اس طرف شریک ہی ہوگئے تھے معترض صاحب کو
اصل قصہ تو معلوم نہین فقط اپنی تاریخ دانی کی سند پیش کرتے ہین اور امام صاحب کے ایک دو مسئلون کو
مخالف ہونا مضر نہین اس قسم کی مخالفت ہر مجتہد مین موجود ہی امام شافعی درود کو نماز مین فرض
کہتے ہین حالانکہ یہ مسئلہ جمہور کے خلاف ہی امام احمد اور اسحق جمعہ کو قبل زوال جائز کہتے ہین حالانکہ

جمہور کے خلاف ہی اور لیث بعد نماز فجر اعتکاف مین بیٹھنے کو مسنون کہتے ہین اور جمہور رات بھی اوسمین
داخل کرنے کو مسنون کہتے ہین اور عطا بن ابی رباح تابعی جو امام شافعی اور امام بخاری اور اکثر محدثین کے
اساتذہ مین ہین اور سب محدثین اونکو مانتے ہین اونکے نزدیک اگر عید دن جمعہ کے واقع ہو تو فقط عید کی نماز
واجب ہوتی ہی اور جمعہ کی اور ظہر کی نماز اوسپر واجب نہین ہی غرض عصر تک اونکے نزدیک کوئی نماز نہین اور
داود ظاہری کے نزدیک ماء راکد مین پیشاب کرنا موافق حدیث لَا یَبُولَنَّ کے جائز نہین مگر پاخانہ
اوسمین پھرنا جائز جانتے ہین حالانکہ اس قول کی طرف کوئی بھی نہین گیا اسیطرح اگر کوئی برتن مین
پیشاب کرے اور ٹھیرے ہوئے پانی مین ڈالدے وہ بھی جائز کہتے ہین ایسے قریب پانی کے پیشاب کرے اور
بہکر پانی مین چلا جاے یہ صورت بھی اونکے نزدیک جائز ہی حالانکہ تینون صورتین خلاف اجماع ہین اور انکی
دلیل یہ ہی کہ حدیث مین تو پانی کے اندر فقط پیشاب کرنے کی ممانعت آئی ہی اسکے سوا سب صورتین جائز
ہونگی اور قیاس کو مطلقًا حرام جانتے ہین برخلاف جمہور کے کہ وہ از روی قیاس کے اسی حدیث سے
استنباط کرتے ہین کہ جب پیشاب کو منع کیا ہی تو پاخانہ بدرجۂ اولی منع ہوگا اور غرض پیشاب کرنے سے
یہ ہی کہ اوسمین کسیطرح سے پیشاب واقع ہو پس حضرات ظاہریہ اس صحیح حدیث کے ظاہر الفاظ کو چھوڑکر قلتین کی
حدیث ضعیف پر کاہے کو عمل کرینگے پس غور کیجیے کہ یہ مذہب اس مسئلہ مین کل کے مخالف ہی پھر کیا
بعض بعض مسائل سے خلاف جمہور کرنے مین ائمہ مجتہدین نعوذ باللہ اس حدیث کا مصداق ہو سکتے
ہین کوئی جاہل بھی ایسی بات نہین کہیگا ہان جو لوگ اپنا نام حدیث پر چلنے والا رکھتے ہین اور اپنے
منہ آپ میان مٹھو بنتے ہین اور محققین اونکو حدیث کے خلاف عمل کرنیوالا سمجھتے ہین ایسے لوگ بیشک
سواد اعظم سے خارج ہین گو اپنی زبان سے کچھہ کہے جائین پس معلوم ہوا کہ جمہور کا طریقہ جو ہمیشہ سے
تقلید ملا آیا ہی اور ہزارہا عارف اور قطب اور ابدال ہر مذہب کے مقلدین ہین خصوصًا حنفی مذہب
اسی فقہ کی بدولت ہوگئے اور علمای محققین نے گو بعض مسائل مین بوجہ مجتہد ہونے کے خلاف کیا ہی
مگر تقلید پہلونکے اقوال کی ضرور کی اپنی طرف سے نیا طریقہ ایجاد نہین کیا حضرات ظاہریہ تو وہ نئے نئے
رنگ دکھاے جنکی سواد اعظم مین کہین بو باس بھی نہین جاتی بیشک ایسے لوگ خارج اجماع ہین اور بڑے

محققین اور عارفین اگر تقلید بُری چیز ہوتی تو ہرگز اختیار نکرتے حال آنکہ اونپر تقلید کچھ ضروری نہ تھی بااینہمہ ایک دوسرے کی تقلید کرتے چلے آئے اور اپنی رای کو چندان دخل نہ دیا پھر کجا عوام کالانعام جنکو یہ بھی خبر نہیں کہ دین کیا چیز ہے مطلق انپڑھ ان حضرات ظاہریہ کی بدولت ایمہ کے نسبت وہ ہونے لگیا کیا زبانین کھولی ہین اور کیسے دلیر ہو گئے اور یون سمجھتے ہین کہ غرض بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس زمانہ بعد غدر مین پوری پوری ادا ہوئی کوئی یہ مضمون نہین سمجھا تھا خدا تعالی نے جیسا کہ نبی آخر الزمان افضل الانبیا کو بھیجا تھا اسیطرح یہ حضرات ظاہریہ عمل بالحدیث مین افضل ہین سب ایمہ مجتہدین کو بعض بعض حدیثین میسر نہ آئین اور سب نے نعوذ باللہ خلاف حدیث عمل کیا اور اجتہاد صحابہ و تابعین کا سب کا خانہ پورا پورا انکے نزدیک مطابق حدیث نہ تھا اب انکے پاس سب حدیثین جمع ہو گئین خالص حدیث پر حسب رضامی الٰہی کے عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے سوای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسیکو کل احادیث پر عمل جیسا کہ انکو میسر آیا ہے انکے خیال خام مین میسر نہوا اور سب مین قصور رہا مگر بوجہ بے علمی کے سب سے خطائین معاف کردیجائینگی اور حضرات ظاہریہ کو طبقہ اعلی عنایت ہوگا کیونکہ یہ لوگ جامع جمیع صفات ہین خدا اور رسول کا مقصود پورا پورا ان لوگون نے سمجھا اور انہین کے واسطے بعثت نبوی ہوئی بعض صحابہ کو حدیثین نہین ملین اور اسیطرح ایمہ اربعہ بھی جملہ احکام کی احادیث کو نہ پونہچے تو اونکے اجتہادات مخالف احادیث کے بڑے بس خاص مقبول خدا یہی لوگ ہین جو باوجود امی ہونے کے برابر احادیث سے مسائل اخذ کرتے لیتے ہین اور کسیکی تقلید ضروری نہین سمجھتے اور جب کسی مسئلہ امام کو ایمہ اربعہ سے اپنے اجتہاد مطلق مین حدیث کے مخالف پاتے ہین پھر تو ایسے ایمہ پر طعن کرتے ہین کہ یون معلوم ہوتا ہے کہ شاید ابھی جبرئیل علیہ السلام انکو وحی پونہچا کر رخصت ہوئے ہین خدا جانے یہ لوگ کس خواب خرگوش مین ہین اور شیطان نے انکے کان مین کیا پھونک دیا ہے اور تبرا تو اس مسلک کے اعظم ارکان سے ہی بغیر اسکے کہ جب ایمہ اربعہ کو دو چار باتین لعن طعن کی نہ سنا دین عامل بالحدیث نہین کہلاتے غرض جو سب مین زیادہ طعان اور لعان ہو وہ بڑا اچھا مسلمان ہے خدا تعالے ایسے احمقونکے خیالی پلاؤ سے بچاوے اور انکے پھندے مین عوام الناس کو نہ پھنساوے ہم حیران ہین کہ یہ لوگ اس مسلک ضلالت پر اپنے تئین پیرو ہدایت کیونکر جانتے ہین حال آنکہ ؎ ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی

گئین ہو کہ تو میری بتر گستانست ۔ اور ایمہ سلف اور خلف کی شان مین وہ گستاخیان کرتے ہین کہ جنکا
حد و پایان نہین پس معلوم ہوا کہ خدا تعالی اور رسول خدا ان لوگونسے خوش نہین ہین نہ انکے اطوار کی تو ضرور
اصلاح ہو جاتی انکا دلی اعتقاد ہی کہ ایسے غلطی ہو گئی ورنہ اونکی طرف مخالفت حدیث کی نسبت نکرتے
اور اونکو برا نہ کہتے پس جس قوم کی یہ کیفیت ہو وہ کیا خاک حق پر ہو گی پس معلوم ہوا کہ بحکم حدیث
شریف خَیرُ القُرُونِ قَرنِی ثُمَّ الَّذِینَ یَلُونَہُم الخ و موافق آیہ اَلسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ اُولٰئِکَ المُقَرَّبُونَ
کے خیریت اور فضیلت متقدمین ہی کیواسطے ہی اور اونھین کی تقلید مین راہ حق ہی ان تعصب کی باتونسے
تو علم دین ہزار ہا دن کوس دور ہی کیونکہ انکی کسی بات کا اعتقاد نہین پہلے تو ہم جانتے تھے کہ شاید ان لوگون مین
صلاحیت ہو مگر اب انکی کتابون اور گفتگو سے معلوم ہوا کہ ان لوگونکا خیالی اور خود رائی مذہب ہی جو کہ
وہ مذہب ہی اور ٹھیک ٹھیک حدیث پر چلنے والے تو مقلدین ایمہ ہین اور یہ لوگ فرقہ ظاہر مخالف حدیث
اور پابند ہوا و ہوس ہین انکے قول اور فعل سے ایسا بھاگنا چاہیے کہ جیسے کوئی دشمن سے بھاگتا ہی جھوٹی
باتونسے ان لوگونکو کچھ باک نہین دین کی کتابونمین اسقدر حق کو چھپایا ہی کہ جسکا کچھ حد و پایان نہین
فردای قیامت اسکا کیا جواب دینگے افسوس صد افسوس ظاہر مین تو یہ لوگ پابندی شریعت اور خدا و
رسول کی محبت کا دم بھرتے ہین اور حقیقت مین خلوص دل سے اوسپر عمل نہین کرتے ہین ؎
قدم باید اندر طریقت نہ دم ۔ کہ بی اصل باشد دمی بی قدم ۔ **قال** اور ایک مغالطہ مقلد امام اعظم کے
حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ بموجب حدیث اَلمَاءُ طَہُورٌ لَا یُنَجِّسُہُ شَیءٌ یعنی پانی پاک ہی
نہین ناپاک کرتی اوسکو کوئی چیز پانی کے لوٹے کے اندر اگر کوئی پیشاب ملادے تو حدیث پر چلنے والے
اوسکو ناپاک نہین سمجھتے اور اوس سے وضو کرنا اور اوسکو پینا جائز جانتے ہین سو جواب اسکا دو طرح پر ہی
اول یہ کہ یہ سراسر بہتان ہی حدیث پر چلنے والونکا یہ عقیدہ ہرگز نہین ہی بلکہ اونکا عقیدہ تو یہ ہی کہ پانی اگر
قلتین کی مقدار یعنی سوا چھہ من تول سے کم ہو تو پیشاب وغیرہ نجاست کے پڑنے سے ناپاک ہو جاتا ہی اور
اگر پانی قلتین کی مقدار یعنی تول مین سوا چھہ من ہو تو جبتک کہ نجاست کے پڑنے سے اوسکا رنگ متغیر ہو جاوے
یا مزا نہ بگڑ جاوے یا بو نہ آنے لگے تب تک پاک ہی اور دلیل اسکی یہ حدیث ہی الخ **اقول** مصنف

ابن ابی شیبہ میں ہے حدثنا عبد اللہ بن العوام عن سعید بن ابی عروبة عن قتادة عن
ابن عباس ان زنجیا وقع فی زمزم فمات فانزل الیہ رجلا فاخرجہ ثم قال انزحوا
ما فیہا من الماء یعنی ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک زنگی چاہ زمزم میں گر پڑا اس مر گیا پس اوتارا
طرف اوسکے ایک شخص کو پھر فرمایا سب پانی اسکا نکالو انتہی اور عبد الرزاق اور دارقطنی اور بیہقی اور طحاوی
نے بھی اس حدیث کو ابن عباس رض اور ابن زبیر رض سے روایت کیا ہے اور چاہ زمزم قلتین سے بہت بڑا ہے کیونکہ
اگر مقدار قلتین نجس نہیں ہوتا تو دونوں صحابی جلیل القدر چاہ زمزم کا پانی نہ نکلواتے اور اوس زمانہ
میں اور صحابی بھی موجود تھے سب نے سکوت کیا اور حدیث قلتین کی کسی نے پیش نہیں کی پس سبکا اسپر اجماع
ہو گیا اور حدیث قلتین کی ضعیف ہے چنانچہ شرح مشکوۃ میں لکھا ہے قال ابن المدینی وھو
امام ائمة الحدیث وشیخ البخاری انہ مخالف لاجماع الصحابة فان الزنجی وقع
فی بئر زمزم فامر ابن عباس وابن الزبیر بنزح الماء کلہ بمحضر من الصحابة ولم ینکر
منہم احد فیکون حدیث القلتین مخالفا للاجماع یعنی کہا ابن مدینی نے جو ائمہ حدیث سے
امام اور بخاری کے استاد ہیں کہ حدیث قلتین کی مخالف اجماع صحابہ کے ہے اسلیے کہ زنگی چاہ زمزم میں
گر پڑا تھا تو ابن عباس رض اور ابن زبیر رض نے کل پانی نکالنے کا حکم صحابہ کی حضوری میں دیا تھا اور کسی
اوسکا انکار نہیں کیا پس حدیث قلتین کی مخالف اجماع ہوئی انتہی اور امام شافعی نے جو کہا ہے کہ حدیث
زنگی کی ابن عباس رض سے معلوم نہیں ہوتی اور اگر ثابت بھی ہو تو نجاست کچھ پانی میں آگئی ہوگی یا بوجہ
احتیاط نظافت کے کل پانی نکلوایا ہو اور امام نووی شافعی نے کہا ہے کہ خبر اہل کوفہ کو کیسے ہو گئی حالانکہ
اہل مکہ اوس سے خبردار نہوئے دونوں کے قول کا جواب امام ابن ہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں کہ یہ قول
یا بطور مدفوع ہے کہ اونکا بتانا دین خدا میں دلیل ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور ظاہر سوق عبارت
اور لفظ راوی سے کہ زنگی مر گیا پس حکم دیا پانی نکالنے کا یہ ہے کہ موت کی وجہ سے یہ حکم تھا نہ اور کسی
نجاست سے علاوہ اسکے اونکے نزدیک تو نجاست کی وجہ سے کنوئیں کا پانی نکالنا نہیں چاہیے پھر اونکے
اور اس حدیث کے درمیان میں قریب ڈیڑھ سو برس کے فاصلہ تھا پس اوس شخص کا خبر نہ پانا جسنے

اہل قبلہ کو معلوم کیا اور ثابت کیا غیر کے نجاننے سے بہتر ہوگا اور نووی کا یہ کہنا کہ یہ خبر اہل کوفہ کو کیونکر
پہونچی اور اہل بلد اوس سے جاہل رہے نہایت مستبعد ہے بعد ظاہر ہو جانے طرق حدیث کے اور معارض ہے
اوس قول کے جو امام شافعی نے امام احمد سے کہا تھا کہ تم اخبار صحیحہ میں ہم سے زیادہ جاننے ہو تو جب کوئی خبر صحیح ہو تو
مجھکو بتلا دینا تاکہ میں کسی کوفی یا بصری یا شامی سے جاکر تحقیق کر لون پس امام شافعی نے کیون
نہین کہا کہ اون لوگونکو کیسے یہ خبر پہونچ سکتی ہے کہ اہل حرمین اوس سے ناواقف ہون اور وجہ اسکی
یہ ہے کہ صحابہ اور شہرونمین خصوصاً عراق مین چلے گئے تھے کما علامہ عجلی نے تاریخ اپنی مین کہ کوفہ مین
ڈیڑھ ہزار صحابہ اور قرقیسیا مین چھ سو صحابہ جا بسے تھے انتہی اور علامہ عینی کا معترض صاحب نے جو قول
نقل کیا ہے کہ مرسل حدیث ہمارے یہان حجت ہے اس سے حنفیہ پر حصر نہین سمجھا جاتا بلکہ اکثر کا یہی مذہب ہے کہ
مرسل حدیث حجت ہوتی ہے چنانچہ شرح مسلم مین ہے ذَهَبَ مَالِكٌ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَأَحْمَدُ وَأَكْثَرُ
الْفُقَهَاءِ إِلَى جَوَازِ الِاحْتِجَاجِ بِالْمُرْسَلِ یعنی امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور امام احمد اور اکثر فقہا
اس طرف گئے ہین کہ مرسل حدیث سے حجت پکڑنی جائز ہے انتہی اور حدیث قلتین کو بعض نے اگر باعتبار
بعض اسناد کے صحیح کہدیا تو اس سے مطلقاً صحت کہان لازم آئی ضعف کی بہت وجوہ ہین متن کے
اسناد کے اضطراب سے بھی ضعف آ جاتا ہے علی ہذا القیاس راویونکے مطعون ہونے سے اور اعضال اور تحریف
اور تدلیس اور شذوذ اور تصحیف اور ابہام فی المعنی اور علت وغیرہ سے بھی ضعف ہو جاتا ہے فقط
اسناد کے جید ہونے سے کیا کام چلتا ہے جب تک یہ تمام وجوہ ضعف معدوم نہون باقی رہا عمل کرنا ضعیف
حدیثون پر برابر محدثین عمل کرتے آئے ہین اونکے عمل سے صحت پر کیونکر استدلال ہو سکتا ہے دیکھو
ترمذی مین لکھا ہے کہ رد نکاح ابو العاص بن ربیع کی حدیث جو عمرو بن شعیب سے روایت ہے اوسکو محدثین ضعیف
کہتے ہین اور ابن عباس سے جو روایت ہے اوسکو اجود اسناد کہا ہے اور پھر یہ بھی لکھدیا ہے کہ عمل عمرو بن شعیب
کی حدیث پر ہے تو پس عجب تماشے کی بات ہے کہ خود تو جس حدیث پر چاہین عمل کرلین اور صحیح حدیث کو چھوڑ دین
اور دوسرونپر اعتراض ہو سکے چنانچہ [illegible] محمد بن اسحق وغیرہ کی حدیث
مقبول نہین جانتے مگر جب اونکے موافق مذہب اپنے کے روایت آتی ہے اوسکو قبول کر لیتے ہین اور دوسری

جب کسی راوی کی روایت بیان کرتے ہین بوجہ مخالفت مذہب اپنے کے تو اوسمین ضعیف بتلا دیتے ہین
اپنے آپ کتابین اسماء الرجال کی تصنیف کی ہین جیسا مناسب سمجھا لکھدیا اوس سے سند پیش کر دیتے
ہین کہ دیکھو فلانے شخص نے اس راوی کو ضعیف لکھا ہی گویا تمام دار و مدار دین کا صحت و ضعف روایت پر
قرار دیا ہی اور ائمہ کی تنقیح اور تلاش سب طاق پر رکھدی وہ جس حدیث کو چاہین اخذ کرین اوسکو اپنی اصطلاح سے
باطل کر دیتے ہین اور خود خواہ سفید کرین یا سیاہ سب کا لوحی من السماء ہی کوئی حق و باطل کا بتانے والا
نہین خصوصاً جہانکہین مثل نواب بھوپال کے کسی امیر کو لامذہب دیکھا تو وہان وہیونکا مذہب اختیار کیا
ہو اور ان مین ملنے لگے اور اونکے ساتھ آپ بھی ائمہ مجتہدین پر تبرے کا راگ گانے لگے جو چاہتے
ہو کہتے ہین بجا کرتے ہو کوئی اتنا نہین کہتا کہ یہ کیا کرتے ہو پس تعجب ہی کہ حضرات ظاہریہ محض بوجہ
تقلید صاحب معیار کے ضعیف حدیث پر عمل کر لین اور مقلدین اگر اپنے امام کی صحیح حدیث پر عمل کرین
تو وہ خلاف خدا اور رسول ہو جاوین حال آنکہ قلتین کی حدیث کو حافظ ابن عبد البر و قاضی اسمعیل اور
ابو بکر بن عربی اور ابن مدینی شیخ بخاری و عبد الحق ابو داود اور امام غزالی اور امام رویانی نے ضعیف کہا ہی
اور بنایہ مین لکھا ہی قَالَ ابْنُ حَزْمٍ لَا حُجَّةَ لَهُمْ فِي حَدِيثِ الْقُلَّتَيْنِ لِأَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لَمْ يَحُدَّ مِقْدَارَ الْقُلَّتَيْنِ یعنی کہا ابن حزم ظاہری نے کہ حجت اونکی حدیث قلتین مین نہین ہو سکتی
اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدار قلتین کی حد نہین بیان کی انتہی [illegible]
اضطراب اور متن مین الگ کوئی دو قلہ کوئی تین قلہ اور کوئی چالیس قلہ اور کوئی چالیس غرب [illegible] کرتا ہی
پھر معنی بھی قلہ کے مختلف کوئی معنی خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی نہین پھر بھی اسکو حجت
گردانا او فقط تابعی کے قول سے ایک معنی متعین کر لینا فقط خانہ ساز باتین ہین اور مقلدین کو بہکانے کی
حکایتین ہین وَمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ اور قلال ہجر کی حدیث جو امام شافعی سے منقول ہی
اوسکی اسناد منقطع ہی اور راوی اوسکے مجہول ہین اسلیے کہ امام شافعی یون لکھتے ہین اَخْبَرَنِيْ مُسْلِمُ
ابْنُ خَالِدٍ الزَّنْجِيُّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِإِسْنَادٍ لَا يَحْضُرُنِيْ یعنی مجھکو مسلم بن خالد نے ابن جریج سے
روایت سے خبر دی ایسی اسناد سے جو مجھکو یاد نہین انتہی اسکا جواب علامہ عینی لکھتے ہین کہ اونکے اصحاب نے کہا

یہ حدیث نہ اونکو یاد ہوئی اور نہ کبھی یاد ہوگی اور شیخ تقی الدین کتاب الامام مین لکھتے ہین کہ اسمین دو علتین ہین ایک یہ کہ جو
اسناد اونکو یاد ہوئی اوسکے رجال مجہول ہین پس وہ منقطع ہوئی پس اوس سے حجت قائم نہین ہو سکتی اور دوسری یہ کہ قول اونکا
جو حدیث مین قال الحکم کہا ہے اوس سے وہم ہوتا ہے کہ یہ لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے حالانکہ یہ بات نہین روایتین ایسی ہین کہ
آنحضرت کا نہین اور مین کہتا ہون کہ شیخ اونکے مسلم بن خالد کو ایک جماعت نے کہا وہ نہین ہے بیہقی نے بھی کہا ہے ضعیف کہنا
انتہی اب غور کیجیے کہ جس حدیث مین اتنی علتین پائی جائین اوسکو حجت گرداننا کسیطرح ممکن نہین خصوصا
حضرات ظاہریہ سے بہت بعید ہے ہان اگر تقلید کا اقرار کرین تو یہ بات اور ہے ظاہر ہے کیسا ہی تقلید کا انکار کرین
مگر بغیر تقلید ہم دیکھتے ہین کہ کوئی بات نہین کہہ سکتے پس یہان تو اونھون نے صحیح حدیث جو پانی مین پیشاب
کرنے کی ممانعت ہے اور ہاتھ ڈالنے سے نہی فرمائی ہے اوسکو تو ضعیف حدیث سے خاص کر لیا حالانکہ
ہر پانی ٹھیرے ہوئے مین پیشاب کرنا اور ہاتھ ڈالنا منع ہے جبتک کہ اوسکو پانی جاری کا حکم حاصل نہو پھر
یہان تو صریح حدیثین بخاری اور مسلم کی سو جو بھین اور خود امام بخاری اور ابوداود کے استاد ابن مدینی
جو علل حدیث کی عمارت تام رکھتے ہین اس حدیث کو ضعیف کہتے ہین پھر بھی حضرات ظاہریہ نے فقط
بوجہ اصرار صاحب عبارۃ التی تقلید جامد کو کام فرمایا ہے کہ صحیحین کی حدیثونکو بھی بالائے طاق رکھدیا اور
دہ دردہ جو صاحب نے بیان کیا وہ مذہب امام محمد کا تھا پھر اوس سے اونھون نے رجوع کر لیا چنانچہ
فتح القدیر مین لکھا ہے قَالَ الْحَاكِمُ وَقَالَ اَبُو عِصْمَةَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ يُوَقِّتُ فِي ذٰلِكَ
عَشَرَةً فِي عَشَرَةٍ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى قَوْلِ اَبِي حَنِيْفَةَ وَقَالَ لَا اُوَقِّتُ شَيْئًا یعنی کہا حاکم نے
کہا ابو عصمہ نے کہ امام محمد اسمین دہ دردہ کی مقدار معین کرتے تھے پھر اونھون نے امام ابو حنیفہ کے قول کی
طرف رجوع کیا اور کہا مین کچھ بھی مقدار معین نہین کرتا انتہی پس امام صاحب تو اسیوجہ سے مقدار معین نہین کرتے
اور رائے مبتلی بہ پر چھوڑتے ہین کیونکہ شرع مین کوئی مقدار معین نہین آئی اور یہی حنفیہ کے نزدیک مذہب
صحیح اور قوی ہے چنانچہ ابن ہمام اور شمس الائمہ وغیرہ نے تصریح کردی ہے اور کرخی اور صاحب عنایہ اور بنایہ
وغیرہم کا یہی مسلک مختار ہے پس حنفیہ سے دہ دردہ کی حدیث طلب کرنی غایت درجہ کی حماقت اور جہالت
ہے البتہ اگر حنفیہ اس امر کا اشتہار دین کہ جو شخص خاص کر ظاہریہ صحیحین کی حدیث کے سوائے اسناد اور

فتح القدیر

وجوہ سے صحت ثابت کریدے یا اڑھائی مشکین کسی حدیث صحیح یا ضعیف کے ثابت کرے تو دس ہزار روپیہ
انعام حق سعی کے مستحق ہونگے تو بیشک انکو زیبا ہو اور دس ہزار کیا اگر بیشمار روپیہ صرف کرینگے
تو بھی ممکن نہین کہ حضرات ظاہریہ قلتین کی حدیث کی صحت بجمیع الوجوہ ثابت کردین اور وہ بیچارے کس شمار
مین ہین کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا اگر مشرق اور مغرب کے تمام علما متفق ہوجائین تو بھی صحت ثابت نہین
کرسکتے اور حدیث الماء طهور لا ینجسه شیٔ تو اگر خاص بیر بضاعہ مین لیا جاے تو ظاہر ہی کہ
وہ پانی باغون مین جاری تھا اور جاری پانی ناپاک نہین ہوتا اور اگر اعتبار عموم الفاظ کا کیا جاے
تو یہ حدیث اور صحیحین کی حدیث جسمین پیشاب کی ممانعت اور ہاتھ ڈالنے کی نہی وارد ہی منسوخ ہوجائیگی
غرض حنفیہ پر اسمین کوئی اعتراض نہین البتہ اعتراض اونپر ہی جو خلاف حکم خدا اور رسول اپنی طرف سے قلہ کے معنی
متعین کرلیتے ہین اور اوسکو حدیث ٹھیراتے ہین پھر مزید برآن مذہب حق پر اعتراض بھی کرنے کو موجود
ہوجاتے ہین یا اللہ مین تجھکو گواہ کرتا ہون کہ میرا یہ ہرگز عقیدہ نہین کہ کسی امام نے حدیث اور قرآن کا خلاف
کیا اور نہ مین کسیکو سلف اور خلف مین سے برا جانتا ہون حضرات ظاہریہ کے توہمات فاسدہ سے سب بری ہین
اونکے برا کہنے سے وہ ہرگز برے نہین ہوسکتے بلکہ یہ خود آپ برے ہین **ع** دشنام اگر دیوی مجھی دیگا تو رات اپنا
بگاڑیگا کیا مرا تیری ہوگی زبان خراب **قال** علاوہ اسکے حنفیہ کس منہ سے قلتین کی حدیث کو ضعیف
کہتے ہین انکے امام کے نزدیک تو جسقدر ضعیف اور مرسل حدیثین ہین سب عمل کے لائق ہین چنانچہ
عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفہ مین لکھا ہی وَمِمَّا يُرْوَى عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ ضَعِيْفُ
الْحَدِيْثِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَرَاءِ الرِّجَالِ **اقول** سبحان اللہ واہ مولف صاحب کی عبارت دانی
اور سخن فہمی کا حال اور اسنادانی اور علمی کا کمال معلوم ہوگیا سچ ہی **ع** اگر ہوتا زمانہ مین حصول علم بی محنت
تو بس ساری کتابین ایک جاہل گھولکے پیجاتا + اس عبارت امام ابو حنیفہ کی عبارت سے استدلال اسبات کا عمل کرنے حنفیہ کا
حدیث ضعیف پر مطلقا ہرگز ثابت نہین ہوسکتا بلکہ اس عبارت سے تو فرقہ ظواہریہ اور گروہ وہابیہ کے
قول کا رد نکلتا ہی کہ وہ بمقابلہ عامل بالحدیث ہونے اپنے کے تعصبا اور طنزا امام صاحب اور مقلدین کو
عاملین بالرای اور اہل الرای شمار کرتے ہین سو اس عبارت مین امام صاحب کیطرف سے اوسکا جواب ہی کہ ہم

عامل بالحدیث ہو کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھیو ہین کہ اگر حدیث ضعیف بھی ہو تو ہم اوسکو مقابلہ
آرای رجال کے بہتر جانینگے اور مانینگے نہ یہ کہ صحیح اور قوی احادیث کو چھوڑ کر محض رای پر چلین ٥
ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا چنانچہ مولوی بدیع الزمان لا مذہب بگرر کابی مذہب و غیر مقلد مگر معتقد
نواب صاحب امیر بھوپال نے اپنی کتاب فتح المبین علی رد مذاہب المقلدین مطبوع لاہور مین از راہ تعصب و
نفسانیت کے جابجا لکھا ہی کہ مقلدین نے سنن صحیحہ صریحہ و نصوص قطعیہ محکمہ کو رد کر دیا اور چھوڑ دیا ہی الی آخرہ
اسکے مصداق پورے پورے لا مذہب ہین نہ مقلدین انشاء اللہ تعالی اس کتاب کا جواب بھی دندان شکن
عنقریب ہم لکھینگے اور ساری قلعی ان لا مذہبون کے مکائد کی کھول دینگے ٥ مثل قریب جھوٹ کے ہم آشنا تو نہین
جو راست راست بات ہو کہدین ہزار مین ٥ **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین اہل حدیث پر چلنے والونکو
دیتے ہین کہ ہم لوگ جو حدیث پر نہین چلتے ہین تو وجہ اسکی یہ بھی ہی کہ حدیث کی کتابون مین بہت سی حدیثین غیر
منسوخ موجود ہین اور ناسخ اور منسوخ حدیثونکو ہر شخص پہچان نہین سکتا اونکو پہچاننا اور اونکو سمجھنا مجتہدونکا
ہی کام تھا سو جواب اسکا آٹھ طرح پر ہی اول یہ کہ ناسخ اور منسوخ حدیث کے سمجھنے کا قاعدہ سب قاعدون سے آسان ہی
اور اس قاعدے سے ہر ایک عالم بلکہ تھوڑی سی استعداد والا آدمی بھی ناسخ اور منسوخ حدیثونکو سمجھ سکتا ہی الخ
اقول معترض صاحب نے نسخ مین سند ظاہریہ کی لکھکر کفایت کی صاحب دراسات کا قول حنفیہ پر
ہرگز حجت نہین اونکی کتاب حنفیہ کے مسلک سے خلاف اور خالی از تعصب نہین حاصل یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے نسخ کے بارہ مین تصریح نہین آئی ہر فرقہ اپنی دلائل پیش کرتا ہی اور دوسرا اوسکو رد کرتا ہی کہ
تمام کتابونمین نسخ کی گفتگو مین کسقدر اختلاف ہی کہ ابتک محققین مین اوسکا فیصلہ نہین ہوا اور کوئی
امر قرار نہین پایا جس سے اطمینان کلی ہو بہت آیتین اور حدیثین ایسی ہین جنمین اختلاف ہی کوئی اونکو
منسوخ کہتا ہی اور کوئی اوسپر عمل کر لیتا ہی اسی گفتگو مین بڑے بڑے محقق تمام عمر بحث کرتے رہے گئے
اور کوئی بات طی نہین ہوئی معترض صاحب نے ایک ظاہری کا قول کہین دیکھ لیا سمجھے و
کہ اب فیصلہ ہو جائیگا یہ قاعدہ بہت آسان ہی ہم کہتے ہین کہ زبان سے کہدینا بہت آسان ہی
اختلافیات کو سمجھ لینا بہت دشوار امر ہی فقط ان دو قسمون پر حصر کرنا محض غلط اور مغالطہ ہی

عقل ہی البتہ نسخ قطعی جس سے عبارت ہی اوسکے واسطے بیشک امورات یقینیہ ہونے چاہئیں مگر دین
فقط یقین پر ہی منحصر نہیں اکثر احکام ظنی پر برابر عمل ہی خصوصاً حدیث آحاد کہ وہ ظنی ہوتی ہی قطعی
نہیں ہوتی باانیہمہ تمام ظاہریہ بھی اوسپر عمل کرتے ہیں اور صاحب دراسات کا قول نسخ قطعی کے
قاعدہ پر مبنی ہی پس منسوخات ظنیہ کو وہ شخص رد کریگا جو احادیث آحاد کو رد کرے اور اوسپر عمل نکرے
ہزارہا احکام ظنی شرع میں موجود ہیں اونکا کوئی انکار نہیں کرتا مگر تعجب ہی کہ حضرات ظاہریہ نے منسوخ
حدیثیں اور آیتیں بیس یا پانچ عدد میں کیوں منحصر کردیں یہ قول تو جمہور محققین کے خلاف ہی چنانچہ تفصیل اسکی
آگے بیان ہوگی **قولہ** دوم اگر کسی شخص کو کسی حدیث کا ناسخ معلوم نہو الخ **اقول** یہ عجب کلام
مہمل ہی کیونکہ جب تمام کتابیں مبوب اور مفصل ہوگئیں اور ناسخ اور منسوخ کو فقہانے ممتاز کردیا پھر بھی کوئی
شخص محققین کا کلام نہیں دیکھیگا اور ابتدای اسلام پر قیاس کرکے بلا دغدغہ عمل کیے جائیگا اور
حدیث متعہ وغیرہ پر کاربند ہوگا وہ بیشک گنہگار ہی یہ عذر اوسکا شرع میں ہرگز مسموع نہوگا اوس سے
بلا دغدغہ بازپرس ہوگی کیونکہ ابتدای اسلام میں لوگ معذور تھے اب کیا کچھ عذر نہیں چل سکتا البتہ جو
منسوخ اختلافی ہی مثل رفع یدین اور آمین بالجہر کے اوسمیں امید عفو ہی **قولہ** سوم صحیح صحیح بعض غیر منسوخ
حدیثیں ہمکو الخ **اقول** کوئی شخص کسی حدیث کو امام کے مذہب کے خلاف ہونے سے منسوخ نہیں کہتا
بلکہ اوسکے نسخ پر احادیث اور اقوال اور افعال صحابہ دال ہیں کوئی حدیث ہمکو ایسی بتلایئے کہ جسمیں فقط
امام کے قول سے اوسکی منسوخیت ثابت ہو ہرگز ہرگز نہیں ہاں جب صحابہ نے جس حدیث کی روایت
کی ہوگی اور اونکا عمل اوسکے خلاف پایا جائیگا تو ہم بھی صحابہ پر حسن ظن کرکے اوس حدیث پر عمل
نکرینگے اور جسوقت خود صحابہ ایک حدیث کی روایت کریں اور دوسرے صحابہ اوسکے خلاف روایت
بیان کریں تو اوسوقت جلیل القدر صحابہ کی حدیث بہ نسبت دوسروں کے زیادہ قابل عمل ہوگی اور تفسیر
اتقان میں ابن حصار کا یہ قول نقل کیا ہی اوسکے اول میں لفظ قال موجود ہی معترض صاحب نے
دھوکا دینے کو جلال الدین سیوطی کا قول بنادیا اور اگر تسلیم کیا جاے تو اونکا بھی یہی مسلک ہی تو ا
عبارت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہی کہ بعض لوگوں نے جو کئی سو آیتوں کو منسوخ کہدیا اور اونکے رفع کیواسطے

چنانچہ پیش کی ہے اسکو معترض صاحب نے حدیث پر بھی قیاس کر لیا حالانکہ حدیث اور قرآن میں بہت فرق ہے
قرآن کی آیت میں تو بیشک قاعدہ جو تفسیر اتقان میں لکھا ہے جاری ہو سکتا ہے اسلیے کہ قطعی کے منسوخ
ہونیکو واسطے قطعی ناسخ یا حکم قطعی رکھتا ہو سبب نہ پایا جاویگا بجز آیت منسوخ نہیں ہو سکتی بخلاف
حدیث کے کہ اسمیں بوجہ ظنیت کے اس قدر تشدد کی ضرورت نہیں کیونکہ سوا احادیث متواترہ کے سب حدیثیں
ظنی ہوتی ہیں خواہ بخاری کی ہوں یا مسلم کی چنانچہ امام نووی محدث شرح مسلم میں لکھتے ہیں
کہ خبر آحاد وہ ہے جسمیں شروط متواتر کی نہ پائی جاویں خواہ راوی اسکا ایک ہو یا زیادہ ہوں اور اختلاف
ہے حکم اسکے میں پس جسپر کہ جمہور مسلمان ہیں صحابہ اور تابعین سے اور بعد انکے محدثین اور فقہا اور اصحاب
اصول ہیں وہ یہ ہے کہ خبر واحد ثقہ کی ایک حجت ہے حجتوں شرعیہ سے عمل اسپر لازم ہے اور فائدہ دیتی ہے
ظن کا اور نہیں فائدہ دیتی علم کا اور واجب ہونا عمل کا اوسپر شرع سے معلوم کیا ہے نہ عقل سے اور ایک
جماعت اس طرف گئی ہے کہ عمل ساتھ حدیث کے عقلاً واجب ہے اور جبائی معتزلی نے کہا کہ عمل نہیں واجب تا
جبتک نہ روایت کریں دو آدمی اور بعض کہتے ہیں کہ عمل نہیں واجب ہے تا کہ چار شخص چار شخصوں سے
روایت کریں اور ایک جماعت اہل حدیث سے اس طرف گئی ہے کہ وہ علم کو واجب کرتی ہے اور بعض انمیں سے
کہتے ہیں کہ وہ علم ظاہر کو واجب کرتی ہے نہ علم باطن کو واجب نہیں کرتی اور بعض محدثین اس طرف گئے
ہیں کہ جو احادیث صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں ہیں وہ تو علم کا فائدہ دیتی ہیں اور آحاد نہیں دیتی اور ہم اس قول کو
اور اسکے ابطال کو پہلی فصلوں میں بیان کر چکے ہیں اور یہ کل اقوال سوائے قول جمہور کے باطل ہیں لیکن
قول اوس شخص کا جو علم کو واجب کہتا ہے سو وہ واسطے حس کے مکابرہ ہے اور کیونکر علم کا فائدہ دیگا حالانکہ
احتمال غلطی اور وہم اور جھوٹ وغیرہ کا اوسمیں راہ پاتا ہے انتہی پس معلوم ہوا کہ کسی حدیث آحاد
خواہ صحیحین کی ہو علم یقینی حاصل نہیں ہوتا لہذا اوسکے واسطے قرائن وغیرہ جبتک مؤید نہیں ہونگے
باوجود ہونے ناسخ کے عمل کر سکینگے اور فرقہ ظاہریہ نے جو کچھ بخاری اور مسلم میں غلو کیا ہے فقط انکی
تراش خراش ہے جمہور اسکے قائل نہیں قال چہارم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر اول فعل کا

ناسخ نہین ہوتا الخ **اقول** حنفیہ اسکے ہرگز قائل نہین کہ ہر فعل اخیر ناسخ اول ہی بلکہ وہ فعل اخیر
ناسخ ہوتا ہی کہ جسمین صحابہ سے روایتین موجود ہین کہ اس فعل کو مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے
پھر آپنے اوسکو چھوڑ دیا تھا جیسے جنازے کے واسطے کھڑا ہونا یا رفع یدین کا کرنا صحابہ سے مروی ہی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول کرتے تھے پھر آپنے ترک کر دیا ہان اگر والمرسلات کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مغرب مین پڑھا کرتے پھر کسی صحابی سے مروی ہوتا کہ آپنے اوسکو ترک کر دیا
تو بیشک ہم بھی اوسکو ترک کر دیتے اسیطرح اعتکاف اخیر فقط ایک بار اخیر مین واقع ہوا اس سے ترک سابق
نہین لازم آتا ورنہ کسی صحابی سے ضرور روایت ہوتی حالانکہ کسی صحابی سے مروی نہین کہ آپنے دس دن کا اعتکاف
ترک کر دیا تھا بلکہ یہ صورت اتفاقی تھی ورنہ صحابہ بیس دن کا اعتکاف کرتے پس جبتک صحابہ سے ہمکو
ثابت نہوگا ہرگز اوس عمل کو ترک نہین کرسکتے اور ہر حدیث خواہ منسوخ ہو خواہ اجماع صحابہ کے خلاف
حضرات ظاہر یہ ہی اوسپر حدیث سمجھکر عمل کر لیتے ہین حنفیہ اسمین نہایت احتیاط کرتے ہین پس حنفیہ کی
طرف سے اس قاعدہ کو خود ایجاد کرنا عین جہالت ہی حنفیہ اس قاعدہ کے ہرگز قائل نہین علاوہ اسکے بخاری شریف
مین لکھا ہی وَاِنَّمَا یُوخَذُ بِالْاٰخِرِ بِالْاٰخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی نہین لیا جاتا
مگر آخر سے آخر فعل رسول اللہ صلعم کو انتہی پس ظاہر یہ پر واجب ہوگیا کہ مغرب مین والمرسلات پڑھا
کرین اور رمضان مین بیس روز کا اعتکاف کیا کرین ورنہ خلاف بخاری لازم آئیگا اور اعتبار کتب
حدیث مین خنہ پڑ جائیگا ذرا اسکا پہلے خیال کیجیے تو پھر دوسرونکو الزام دیجیے ؎ چون ندارے کمال
فضل آن بہ کہ زبان در دہان نگہداری ❊ **قال** نجم اگر کوئی شخص احتمال کے ساتھ یا بدون
دلیل کے کسی حدیث کو منسوخ کہدے تو ماننا نچاہیے الخ **اقول** کوئی شخص احتمال اور بدون
دلیل کے حدیث کو منسوخ نہین کہتا معترض صاحب نے بیفائدہ آٹھ جوابونکا نام لیا اگر ایسے جوابونکا
نام بھی جواب ہی تو ہم بجاے جواب لکھدیں مثل معترض صاحب کے ورق سیاہ کردینگے مگر عقلا خوب جانتے
ہین کہ سب جواب بالکل اور برباد ہوائی ہین حنفیہ کسی حدیث کو بغیر دلیل قوی منسوخ نہین کہتے کو بخاری غیرہ
اوسکو حامی ہین کہ اونکے نہ ماننے کو خدا اور رسول نے ہمپر کچھ حجت نہین گردانا اور نہ دین کو کسیکے ہاتھ

بخاری صفحہ ۲۶۹

نماننے پر موقوف رکھا ہی **قال** ششم یہ جو بعض لوگ بعض حدیثونکو بسبب اپنے مذہب کے خلاف ہونیکے
ظن سے یہ کہدیا کرتے ہین کہ خاصہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سو یہ ہرگز قابل اعتبار اور لائق
ماننے کے نہین ہی الخ **اقول** زرقانی کے قول پر معترض صاحب اگر عمل کرتے تو آیت عام کو
حدیث آحاد ظنی سے خاص نکرتے اور قرآن کے مخالف اگر حدیث آحاد ہو تو اوسپر عمل نکرتے اور اگر
ظن سے مراد فقط ظن عقلی ہی تو حنفیہ کسی حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ بخبر حدیث دوسری کے
نہین کہتے بعد عصر کے نماز کو بوجہ ورود نہی کے خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہتے ہین غرض معترض صاحب نے
فقط رطب و یابس جوابات جمع کر دیے ہین اور کوئی اصطلاح نہین بیان کیا کہ فلان صورت مین حنفیہ
یون کہتے ہین جواب ونکے سے عوام کو یہ مغالطہ ہوتا ہی کہ حنفیہ شاید اسکے قائل ہون حالانکہ حنفیہ ایسے
بمراحل دور ہین معترض صاحب نے ان جوابات مین مغالطہ کی خوب رعایت کی ہی کہ دوسرا آدمی جانے کہ حنفیہ کا
یہی مذہب ہوگا یہ محض افترا اتہام ہی وہ ہرگز ہرگز ان احتمالات کے قائل نہین معترض صاحب کی فقط تراشیدہ
خانہ ساز گفتگو ہی **قال** ہفتم جہان دو حدیثون مین آپسمین تعارض معلوم ہو وہان بلا دلیل ایک کو ناسخ اور
دوسری کو منسوخ نکہدینا چاہیے بلکہ جہانتک ممکن ہو اونمین موافقت دینی چاہیے الخ **اقول** دو حدیثون مین
تطبیق جیساکہ حنفیہ نے دی ہی کسیکو بھی آجتک میسر نہین ہوئی اور ظاہر ہی کہ اسمین محض دعوی ہی دعوی ہی
ہی وہ مطلق تطبیق نہین جانتے اور یہ ظاہر ہی کیونکر جانینگے کہ اونکی نظر تو صرف الفاظ پر ہی معنی اور مقصود کے
دشمن جانی ہین خصوصًا امام بخاری اور مسلم کے الفاظ پر تو ایسے گرتے ہین کہ پھر دایان بایان آگا پیچھا مطلق
نہین دیکھتے کہ صحابہ کا کیا فعل تھا اور اونھون نے اس حدیث پر عمل کیا ہی یا نہین یا ائمہ مجتہدین نے اس حدیث کے
کیا معنی لکھے ہین اور جہان امام بخاری اور امام مسلم کی روایت ہوگی وہان اونکی نظر مین کیسی ہی دوسری
روایت صحیح ہو تطبیق تو درکنار بلکہ فورًا اوسکے مقابل انکار کر بیٹھتے ہین اور یون اعتقاد رکھتے ہین کہ ان
دو کے خلاف جس کسی نے جو کچھ کہا سب مردود ہی گویا صحت کو منحصر اسیمین سمجھتے ہین اگر صحیحین کی کوئی حدیث
موافق ہوتی ہی تو اوسکو حجت گردانتے ہین اور اگر کوئی حدیث مخالف ہوگی اور وہ بھی فقط اونکی رائے ناقص کے
مخالف ہی محققین کے نزدیک مخالف نہین اور تطبیق بھی اوسکی موجود ہی تو یہ لوگ اوس حدیث کو ہرگز نہین مانتے

ہین اور اوسپر عمل کرنیوالے کو خلاف خدا و رسول کے جانتے ہین پھر انکا یہ کہنا کہ اوسمین موافقت کرنی
چاہیے محض زبانی دعوی ہی چنانچہ ان سو مسئلونکے جوابات کو ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ حنفیہ نے جو حدیثین
متعارض ہین تطبیق دی ہی یا ظاہر ہے ان لوگونکو تو اتنی لیاقت اور استعداد کہان جو تطبیق دے سکین فقط
اپنے خیال مین حدیث بخاری اور مسلم کا جو ترجمہ سمجھہ لیتے ہین اونکو خاص مقصود رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم سمجھتے ہین غرض قوت خیالیہ انپر ایسی غالب آئی ہی کہ سوفسطائیہ کو بھی نصیب نہوئی ہوگی **قال**
ہشتم سید محمد صدیق حسن خانصاحب نے اپنے رسالہ افادۃ الشیوخ بمقدار الناسخ والمنسوخ مین
لکھا ہی کہ نزدیک شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیۃ الحرانی کے منسوخ حدیثین
کل دس ہین الخ **اقول** یہ جواب آپکا قابل جواب ہی اسکا جواب خوب گوش ہوش سے سن لیجیے اول تو
یہ سمجھیے کہ فقط پانچ آیتین منسوخ کہنی صریح غلطی ہی اسلیے کہ نسخ مین اختلاف ہی بعضے تو کہتے ہین کہ تینتالیس
سورتومین بالکل ناسخ اور منسوخ نہین اور پچیس سورتومین ناسخ اور منسوخ دونون طرح کی آیتین پائی جاتی
ہین اور چھہ سورتومین فقط ناسخ ہی منسوخ نہین اور چالیس مین فقط منسوخ آیتین ہین ناسخ نہین
اور بعضے کہتے ہین کہ جن آیتومین کفار سے اعراض کرنیکا حکم ہی وہ سبھی آیت سیف سے منسوخ ہین مگر جلال الدین
سیوطی تفسیر اتقان مین بیس آیتین منسوخ ہونیکا اقرار کرتے ہین اور اس قول کو محققین کیطرف نسبت کرتے
ہین چنانچہ تفصیل سب اسکی تفسیر اتقان کی سینتالیسوین قسم مین مذکور ہی پس معترض صاحب کا
یہ کہنا کہ آیتین منسوخ پانچ سے زیادہ نہین خلاف جمہور محققین ہی اور نہ کوئی اوسپر دلیل ہی اب حدیثونکو بھی
سمجھیے کہ دس حدیثونکو فقط منسوخ کہدینا بھی جمہور کے خلاف ہی اور نہ کوئی اوسپر دلیل پائی جاتی ہی بجز اسکے
کہ معترض صاحب نے ابن جوزی کی تقلید جامد کی ہی حالانکہ ابن جوزی کا قول منسوخ اور موضوع کہنے مین
محققین محدثین کے نزدیک بالکل پایۂ اعتبار سے ساقط ہی موضوع مین تو اونکا یہ تشدد کہ صحیح حدیثونکو بھی موضوع کا
حکم لگا دیا اور منسوخ مین یہ تساہل کہ کل دس ہی مین انحصار کر دیا خیر اونھون نے تو تلافی مافات کی مگر معترض صاحب
کیون اونکے قدم بقدم چلے اب منسوخات سنیے بخاری شریف مین ہی قال الحمیدی قولہ واذا صلی
جالسا فصلوا جلوسا ہو فی مرضہ القدیم ثم صلی بعد ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم قا

جالسا والناس خلفه قياما لم يأمرهم بالقعود وانما يؤخذ بالآخر فالآخر من فعل
النبي صلى الله عليه وسلم یعنی کہا حمیدی نے فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جب امام بیٹھکر نماز پڑھے
تو تم بھی بیٹھکر نماز پڑھو یہ قول پہلے مرض کا ہی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھکر نماز پڑھی اور لوگ
پیچھے آپکے کھڑے ہوئے تھے نہین حکم کیا اونکو بیٹھنے کا اور نہین اخذ کیا جاتا مگر آخر فعل رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا انتہی اور مسلم شریف مین ہی عن ابن المغفل قال امر رسول الله صلى الله عليه وسلم
بقتل الكلاب ثم قال ما بالهم وبال الكلاب ثم رخص في كلب الصيد وكلب الغنم
یعنی ابن مغفل رض سے روایت ہی کہا اونہون نے حکم دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتون کے مارڈالنے کا
پھر فرمایا اونسے اور کتون سے کیا علاقہ پھر رخصت دی کتے شکاری اور ریوڑ کے کتے مین انتہی اور
شرح مسلم نووی مین ہی ذكر مسلم رحمه الله تعالى في هذا الباب الاحاديث الواردة
بالوضوء مما مست النار ثم عقبها بالاحاديث الواردة بترك الوضوء مما مست النار
فكانه يشير الى ان الوضوء منسوخ وهذه عادة مسلم وغيره من ائمة الحديث
يذكرون الاحاديث التي يرونها منسوخة ثم يعقبونها بالناسخ یعنی امام مسلم رح نے وہ حدیثین
ذکر کین جنمین مما مست النار سے وضو وارد ہی پھر اوسکے پیچھے وہ حدیثین بیان کین جنمین ترک وضو مین وارد ہین
پس گویا وہ اشارہ کرتے ہین طرف اسکے کہ وضو منسوخ ہی اور یہ عادت مسلم وغیرہ ائمہ حدیث کی ہی کہ اول
منسوخ احادیث کو روایت کرتے ہین اور اوسکے بعد ناسخ احادیث لاتے ہین انتہی غرض اس قسم کی بہت سی
حدیثین منسوخ موجود ہین چنانچہ حضرت عائشہ رض اور داؤد ظاہری کے نزدیک جوانی مین بھی رضاع ثابت
ہوجاتا ہی اور جمہور کے نزدیک یہ حدیث منسوخ ہی یا ایسے مورد مین خاص ہی اسی طرح لا تحرم المصة و
لا المصتان کے حدیث بھی جمہور کے نزدیک سوای شافعیہ کے منسوخ ہی اسیطرح اونٹ کا گوشت
کھانے سے وضو جانے کی حدیث جمہور کے نزدیک سوای حنابلہ کے منسوخ ہی اور بنایہ مین لکھا ہی عن ابن عباس
قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرفع يديه كلما ركع وكلما رفع ثم صار
الى افتتاح الصلوة وترك ما سوى ذلك وعن ابن الزبير انه راى رجلا يرفع يديه

مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ مَهْ فَإِنَّ هٰذَا شَيْءٌ فَعَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَكَهُ
یعنی ابن عباسؓ سے روایت ہی کہا اونھون نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھاتے ہاتھونکو جب
رکوع کرتے اور جب سر اوٹھاتے پھر رجوع کیا آپ نے طرف شروع نماز کے یعنی تکبیر تحریمہ مین اور ما سوا اسکے کو
ترک کردیا اور ابن زبیر رض سے روایت ہی کہ اونھون نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہاتھ کو رکوع مین اوٹھاتا تھا
پس فرمایا مت کر اسلیے کہ یہ ایک شی ہی کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر چھوڑ دیا اوسکو انتہی
اور جو ابن جوزی نے ان دونون حدیثون میں کچھ کلام کیا ہی اوسکا بھی جواب بنایہ مین ہی قُلْتُ قَوْلُهُ
لَا يُعْرَفَانِ أَصْلًا لَا يَسْتَلْزِمُ عَدَمَ مَعْرِفَةِ أَصْحَابِنَا هٰذَا وَدَعْوَى النَّافِي لَيْسَتْ
بِحُجَّةٍ عَلَى الْمُثْبِتِ وَأَصْحَابُنَا أَيْضًا ثِقَاتٌ لَا يَرَوْنَ الْاِحْتِجَاجَ بِمَا لَمْ يَثْبُتْ عِنْدَهُمْ
صِحَّتُهُ لِأَنَّ هٰذَا أَمْرُ الدِّيْنِ فَالْمُسْلِمُ لَا يَسْتَهْزِئُ فِيْهِ وَيُؤَيِّدُ مَا قُرِّيَ مِنْ عَدَمِ
الرَّفْعِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ مَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ رح حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا
أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ
قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيْرَةِ الْأُوْلٰى مِنَ الصَّلٰوةِ
قَالَ الطَّحَاوِيُّ فَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ قَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ ثُمَّ تَرَكَ هُوَ الرَّفْعَ
بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ إِلَّا وَقَدْ ثَبَتَ عِنْدَهُ نَسْخُ مَا كَانَ رَأَى
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ وَإِسْنَادُ مَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ صَحِيْحٌ وَأَخْرَجَهُ أَيْضًا
ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ
مَا رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَا يَفْتَتِحُ یعنی مین کہتا ہون کہ قول ابن جوزی کا کہ
یہ دونون حدیثین نہین پہچانی جاتین نہین مستلزم ہی اسکو کہ ہمارے اصحاب بھی اونکو نہ پہچانین اور نفی
کرنیوالے کا دعوی ثابت کرنیوالے پر حجت نہین اور اصحاب ہمارے بھی ثقہ ہین اوسکو حجت نہین گردانتے
جو اونکے نزدیک صحیح نہو اسلیے کہ یہ کام دین کا ہی پس مسلمان اسمین استہزا نہین کرتا اور تایید کرتی ہی حدیث
عدم رفع کی وہ حدیث جو امام طحاوی نے مجاہد رض سے روایت کی ہی کہ کہا نماز پڑھی مینے پیچھے ابن عمر رض کے

پس نہین ماو ٹھاتے تھے وہ ہاتھون اپنے کو مگر پہلی تکبیر مین نماز سے کہا امام طحاوی نے پس یہ ابن عمر رضی
اللہ عنہ انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا ہی پھر انھون نے بعد وفات رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ترک کر دیا پس نہوگا یہ مگر سوجہ سے کہ اونکے نزدیک منسوخ ہونا اوس فعل کا ثابت ہو گیا ہوگا
اور اسناد روایت طحاوی کی صحیح ہی اور اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے مصنف اپنی مین بھی مجاہد سے
روایت کیا ہی کہا اونھون نے نہین دیکھا مینے ابن عمر رض کو کہ اپنے ہاتھونکو اوٹھاتے ہون مگر وقت شروع
انتھی غرض عدم رفع کی اور بہت حدیثین صحابہ سے مروی ہین فقط نسخ کی حدیثین لکھدی ہین اور دربارہ
اخفای آمین کے کفایہ مین لکھا ہی مَذْهَبُنَا مَذْهَبُ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رض قَالَ
عَبْدُ اللّٰهِ تَرَكَ النَّاسُ الْجَهْرَ بِالتَّأْمِيْنِ وَمَا تَرَكُوْهُ اِلَّا لِعِلْمِهِمْ بِالنَّسْخِ یعنی ہمارا مذہب
مذہب عمر رض اور علی رض اور عبد اللہ بن مسعود رض کا ہی فرمایا عبد اللہ بن مسعود رض نے آدمیون نے جہر آمین کو
ترک کر دیا اور نہین ترک کیا اونھون نے مگر بوجہ علم ہونیکے اونکو ساتھ منسوخیت اوسکی کے انتھی اور حدیث
مصراة کو بھی عقود الجواہر مین بدلائل عقلیہ ونقلیہ منسوخ لکھا ہی اور نواب صاحب امیر بھوپال جو مؤلف
صاحب کے پیشوایان مستندین سے ہین حصول المامول مین لکھتے ہین کہ جمہور اس طرف گئے ہین کہ
فعل سنت سے قول کو منسوخ کرتا ہی جیسا کہ قول فعل کو منسوخ کردیتا ہی اور یہ حدیث مین اکثر واقع ہی
اور اسمین قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے سارق کے کہ اگر وہ پانچوین مرتبہ چوری لائے
تو قتل کرو اوسکو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایسا چور لایا گیا اور آپنے اوسکو قتل
نکیا پس یہ ترک کرنا آپکے قول کا ناسخ ہوگا اور فرمایا ثیب بثیب کے سو درے لگانا اور سنگسار کرنا ہی پھر رجم
کیا ماعز کو اور کوڑے نہ لگائے اور صحیح حدیث مین ثابت ہوا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جنازہ کے واسطے کھڑے ہوئے پھر اسکو چھوڑ دیا اور ثابت ہوا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تم نماز
پڑھو جیسے مجکو پڑھتے دیکھو پھر کیا آپنے خلاف اوسکے جو کیا کرتے تھے اور ترک کر دیا بعض اوسکے کو جو کرتے
تھے پس یہ نسخ ہوگا اور یہ حدیث مین بکثرت ہی واسطے اوس شخص کے جو تلاش کرے اونکو
اور اسکو منع کرنیوالا کوئی دلیل نہین رکھتا نہ عقل سے اور نہ شرع سے انتھی پس معترض صاحب

دس مین حصر کرنا باطل ہوگیا اگرچہ منسوخ احادیث جنپر تمام امت کا اتفاق ہی کم ہین مگر مختلف فیہ
منسوخ تو بہت ہین اور مختلف فیہ جو منسوخ ہو اوسپر آدمی عمل کیے جاے اسکا ثبوت کہین حدیث
اور قرآن سے نہین پایا جاتا بلکہ احتیاط اسمین ہی کہ متفق و مختلف تمام منسوخات سے بچیے ورنہ ارتکاب
مشتبہات لازم آئیگا **قولہ** نوین حدیث مسند امام احمد آہ **اقول** معترض صاحب نے افطار محجوم
کی ناسخ حدیث تو بیان کر دی مگر حاجم کا افطار کہان سے منسوخ کرینگے **قولہ** لیکن سوای ان دس حدیثوں کی
جن جن اور حدیثونکو بعض علما نے منسوخ ٹہیرایا ہی الخ **اقول** کل ان حدیثونکو جو معترض صاحب
نے نقل کی ہین علما منسوخ نہین کہتے بلکہ اور حدیثین بھی جو ہمنے ابھی نقل کی ہین علما منسوخ کہتے
ہین **قال** جواب اس حدیث کا تو یہ ہی کہ کہا ترمذی نے یہ حدیث ضعیف ہی اور حدیث ضعیف
لائق حجت پکڑنے کے نہین ہوتی آہ **اقول** حاکم اور بیہقی نے ابوہریرہ رض سے روایت کی ہی ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بال قائما لجرح بمأبضہ یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کھڑے ہوکر پیشاب بسبب زخم گھٹنے اپنے کے کیا تھا انتہی اور مرقاۃ مین ہی قال ابو اللیث رخص
بعض الناس بان یبول قائما وکرہہ بعض الناس الا من علۃ بہ نقول یعنی کہا
ابو اللیث نے کہ بعض آدمیون نے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی رخصت دی اور بعض نے اوسکو
بلا عذر مکروہ جانا اور ہم اسیکے قائل ہین انتہی پس قول عائشہ رض کا اسپر محمول ہی کہ بلا عذر نہین
چاہیے اسی طرح عمر رض کو منع کرنا بھی اسی پر محمول ہوگا اور امام شافعی سے بھی منقول ہی کہ عرب کھڑے
ہوکر پیشاب کرنے کو پیٹھہ اور کمر کی درد کیواسطے شفا جانتے ہین شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
پیٹھہ یا کمر کا درد ہوگا جو آپنے کھڑے ہوکر پیشاب کیا ورنہ عادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یون نہ تھی
اور بعضون نے لکہا ہی کہ وہان بیٹھنے کی جگہ نہ تھی بوجہ وقوع نجاست کے اسلیے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا پس جب حاکم اور بیہقی سے بھی اون دونون حدیثون حضرت
عمر رض اور حضرت عائشہ رض کی مؤید روایت موجود ہی کہ بوجہ زخم کے تھا اور محققین سے بھی یہی منقول
ہی کہ وہ عذر پر محمول کرنے کو بہتر جانتے ہین پس ہم کس طور سے امام شعرانی کے اس قول کو

تسلیم کر لین کہ وہ کہتے ہین کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا رخصت ہی اور بیٹھکر پیشاب کرنا عزیمت ہی حالانکہ جمہور علما کے نزدیک بلا عذر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہی کہ اس طور مین اکثر چھینٹین پیشاب کی پانونپر پڑجاتی ہین اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی عادت تھی ہان جو ایک آدھ مرتبہ ایسا ہوا سو وہ بعذر تھا اور تقریر معترض صاحب سے مترشح ہوتا ہی کہ اونکو استادہ ہو کر پیشاب کرنے مین بسے رغبت زیادہ ہی کیا ہوا طہارت اور پاکیزگی اگر نسلاً بعد نسل آبائی اور اجدادی ہوتی تو ہرگز طبیعت اس طرف نہ جاتی اور یہ چال کفار کی پسند نہ آتی لیکن حضرت تو اب مسلمان ہوئے ہین اور دل مین ہنوز ہی خو بو باپ دادونکی سمائی ہی سچ ہی **ع** دہد ثمر زرگ و ریشۂ درخت خبر * نہفتہای پدر از پسر شود پیدا

قولہ مگر کتے اور خنزیر کا چمڑا دباغت دینے سے بھی پاک نہین ہوتا آہ **اقول** اسپر کوئی دلیل حدیث اور قرآن سے پائی نہین جاتی کہ کتے کا چمڑا بھی دباغت سے پاک نہو بلکہ حدیث مین ہر چمڑے کی طہارت دباغت سے معلوم ہوتی ہی اور خنزیر کا چمڑا بوجہ وارد ہونے آیت کے اس سے مستثنی ہی اور کتے مین نہ کوئی آیت آئی اور نہ کوئی حدیث وارد ہی کہ اوسکا چمڑا دباغت سے ناپاک رہتا ہی چنانچہ بیان اسکا سترھوین مغالطہ کے جواب مین گذرا **قال** جواب یہ کہ حضرت کا آخر فعل وضو نہ کرنا ثابت ہو سکے یہ لازم نہین آتا الخ **اقول** یہ قول معترض صاحب کا امام بخاری کی عبارت کے سراسر خلاف ہی کیونکہ اسی جواب مین ہمنے اونکی عبارت نقل کی ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ آخر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کیا جائیگا ورنہ نماز مین مقتدیونکو بیٹھنا جب کہ امام بیٹھا ہو جائز ہو جائیگا بس جیسے وسمین یون نہین کہسکتے کہ بیٹھنا بھی جائز ہی اسیطرح اسمین قیاس کرنا چاہیے اور نواب صاحب بھوپال کی عبارت جو ہمنے اسی جواب مین نقل کی ہی اوسکے بھی یہ قول مخالف ہی کیونکہ اونھون نے کہا ہی کہ جمہور کا یہ مذہب ہی کہ فعل قول سے اور قول فعل سے منسوخ ہو جاتا ہی علاوہ اسکے حدیث تَوَضَّؤُا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ سے معلوم ہوتا ہی کہ آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو کرنا واجب ہی اور اس سے دونون امر یعنی وجوب اور استحباب نہین پائے جاتے فقط ایک صورت لینی پڑیگی پس جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ آپنے ایسی چیز کے کھانے سے وضو کرنے کو نہین فرمایا

پس اس حدیث کے منسوخ ہونے مین تو کچھ کلام نرہا اب استحباب وضو کا اور حدیث سے ہوگا
اس سے کیونکر ہو سکتا ہی اسمین اگر پہلے استحباب ہوتا تو اب بھی باقی رہتا حال آنکہ بشیر کے استحباب کا
تو کوئی بھی قائل نہین اور نہ الفاظ سے نکلتا ہی اور یہ کہنا کہ رفع وجوب سے استحباب باقی رہتا ہی اسپر کوئی دلیل
نہین ورنہ جمہور استحباب کے ضرور قائل ہوتے پس جواز وضو اور منسوخ ہونے مین حدیث کے کلام نہین
غرض حدیث کا جو حکم ہی وہ قطعاً منسوخ ہی اسیکا نام منسوخ قطعی ہی کچھ خاص تصریح قولی پر منسوخیت
منحصر نہین ورنہ جب امام بیٹھکر نماز پڑھے تو مقتدیونکو بھی بیٹھکر پڑھنا جائز ہو جائیگا کیونکہ اسمین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کی تصریح نہین جسکے معترض صاحب قائل ہین بلکہ فقط
فعل آخری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹھکر پڑھنا اور مقتدیونکا کھڑا رہنا پایا گیا ہی اسی سے جمہور
نسخ کے قائل ہو گئے ہین اور امام بخاری بھی اسی کے قائل معلوم ہوتے ہین چنانچہ بشیر ہم عبارت اونکی
نقل کر چکے ہین شاید معترض صاحب نے یہ مقام بخاری کا نہین دیکھا جو صاحب اساس کی تقلید کی
قولہ حدیث نجم مسند امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہی طلق بن
علی رضی اللہ عنہ سے الخ **اقول** یہ حدیث بسرہ کی حدیث سے قوی ہی چنانچہ تحقیق اسکی سولھوین
مغالطے کے مسئلہ اول کے جواب مین خوب مفصل موجود ہی ملاحظہ فرمایئے **قولہ** لیکن مکہ مین نماز پڑھنی
ہر وقت جائز ہی جیسا کہ مسند امام احمد الخ **اقول** عجب تماشے کی بات ہی کہ صحیحین نجم ...
جسمین اوقات مکروہہ کی تصریح ہی اونکو تو ترمذی اور ابو داؤد کی حدیث سے خاص کر لیا جاوے اور ترمذی
ابو داؤد کی حدیث کو اون حدیثون سے خاص نکیا جاوے اور فقط ایک حدیث مسند امام احمد اور رزین کو متواتر حدیث
ترجیح دیجاوے اور اونکو اس حدیث سے خاص کر لیا جاوے حال آنکہ یہ حدیث ضعیف ہی چنانچہ فتح القدیر مین
لکھا ہی وَهُوَ مَعْلُولٌ بِأَرْبَعَةِ أُمُورٍ اِنْقِطَاعُ مَا بَيْنَ مُجَاهِدٍ وَأَبِي ذَرٍّ فَإِنَّهُ الَّذِي
يَرْوِيهِ عَنْهُ وَضُعْفُ ابْنِ الْمُؤَمَّلِ وَضُعْفُ حُمَيْدٍ مَوْلَى عَفْرَاءَ وَاضْطِرَابُ سَنَدِهِ
وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَأَدْخَلَ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ بَيْنَ حُمَيْدٍ هٰذَا وَبَيْنَ مُجَاهِدٍ وَرَوَاهُ ابْنُ
سَعِيدِ بْنِ سَالِمٍ فَأَسْقَطَهُ مِنَ الْبَيْنِ یعنی یہ حدیث چار وجہ سے معلول ہی انقطاع سے یا

مجاہد اور ابوذر کی کیونکہ مجاہد ابوذر سے روایت کرتے ہین اور ضعیف ہونا ابن مؤمل راوی کا اور
ضعیف ہونا مولی عفرا راوی کا اور اضطراب سند اوسکی کا بیہقی نے جو روایت کی اوسمین قیس
بن سعد کو درمیان حمید اور مجاہد کے داخل کیا اور سعید بن سالم نے اوسکو درمیان سے اوڑا دیا انتہی
پس اس حدیث کو بوجہ ضعف کے ترک کر دینا چاہیے اور اون دونون حدیثون مین یون تطبیق دی جاے
کہ چونکہ وہ لوگ بعض اغراض فاسدہ سے بعض اوقات مین طواف اور نماز آدمیونکو منع کرتے تھے اسلیے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو خاص خطاب کر کے فرمایا کہ نماز اور طواف سے کسیکو منع نکیا
جب چاہے پڑھے اور طواف کرے پس اس قول مین اوقات مکروہہ شامل کرنی بڑی کج فہمی ہے اور نہایت
ہٹ دھرمی ہے تعصب نے انصاف کو کھو دیا ہے سمجھ نے تو بہتونکو اندھا کیا + یہی وجہ ملا علی قاری نے
مرقات مین لکھتے ہین اور ترمذی مین ہے وَقَدْ كَرِهَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمَنْ بَعْدَهُمُ الصَّلٰوةَ بِمَكَّةَ أَيْضًا بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ
وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَبَعْضُ أَهْلِ الْكُوفَةِ یعنی تحقیق مکروہ جانا ایک قوم نے اہل علم سے صحابہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اور جو بعد اونکے ہین نماز پڑھنے کو مکہ مین بھی بعد عصر اور بعد فجر کے اور اسی کے
قائل ہین سفیان ثوری اور امام مالک اور بعض اہل کوفہ انتہی **قال** حدیث دہم مسلم مین روایت ہے
ابن عباس سے کہ کہا جمع کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان ظہر اور عصر کے اور مغرب اور
عشا کے مدینہ مین بغیر خوف اور بغیر مینہ کے الخ **اقول** ترمذی مین ہے جَمِيعُ مَا فِي
هٰذَا الْكِتَابِ مِنَ الْحَدِيثِ هُوَ مَعْمُولٌ بِهِ وَبِهِ أَخَذَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مَا خَلَا
حَدِيثَيْنِ حَدِيثَ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ
بِالْمَدِينَةِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا سَفَرٍ وَلَا مَطَرٍ وَحَدِيثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ فَإِنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوهُ یعنی تمام
حدیثین جو اس کتاب مین ہین اونپر عمل ہے اگرچہ بعض اہل علم نے اخذ کیا ہو ماسوا دو حدیثونکے ایک تو
حدیث ابن عباس کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشا کو بغیر خوف

اور بلا سفر اور بلا بارش کے جمع کیا اور دوسری حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ فرمایا آپ نے
جب وہ شراب پیے پس درہ لگاؤ اوسکے پس اگر پھر پیے چوتھی بار پس قتل کرو اوسکو انتہی اس عبارت
ترمذی سے معلوم ہوا کہ ظاہر اس حدیث ابن عباس کا کوئی بھی قائل نہین ہوا بلکہ اوسمین حنفیہ تو
جمع صوری مراد لیتے ہین اور یہ صورت آیت اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا
کے زیادہ مناسب ہی یعنی نماز مسلمانون پر فرض وقت معین کیا گیا ہی انتہی اور صحیحین مین جو حدیث
عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہی کہ مینے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک وقت مین دو نمازین
جمع کرتے سوای عرفہ اور مزدلفہ کے نہین دیکھا اس حدیث کے مخالف نہوگی ورنہ قرآن اور صحیح بخاری
اور خود صحیح مسلم کے خلاف ہو جائیگی اور معترض صاحب تو خود فرما چکے ہین کہ جہانتک ہو تطبیق دینے
چاہیے یہان اونکو کیا ہو گیا کہ فقط اپنے مذہب کی تقلید سے قرآن اور حدیث صحیح کو اور حدیث کی
وجہ سے کہ جسمین کہین تصریح ایک وقت کے جمع ہونے کی بھی نہین چھوڑ بیٹھے شاباش مرحبا تقلید جامد اسی کو کہتے ہین
خوار فضیحت دیگر انرا نصیحت ہمنے جانا تھا کہ یہ شور و شغب معترض صاحب کا مسائل فقہیہ مین خالی
خلوص اور دلسوزی سے نہوگا لیکن اب جو غور سے دیکھا تو روپ ہونکا مذہب یا حنفیہ پر بمشکل برای اکل کا
نقشہ نظر آیا ع بڑا شور سنتے تھے پہلو مین دل کا + جو چیرا تو اک قطرہ خون نکلا + اور ابن عباس نے
جو اوسکی وجہ بیان کی کہ تا امت کو آسانی ہو اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی کہ جمع صوری ہی کیونکہ
جمع حقیقی لینا تو قرآن اور حدیث کے مخالف ہوتا ہی پس اسواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ نماز پڑھی تا کہ لوگونکو معلوم ہو جاوے کہ اگر کوئی شخص کسی وجہ سے دونون نمازین اسطرح پڑھے کہ ایک کا
اخیر وقت ہو اور دوسری کا اول وقت ہو پڑھیگا تو جائز ہی کیونکہ بعض اوقات آدمی ایسے کام مین
مشغول ہوتا ہی کہ ہر بار نماز کے واسطے اوٹھنا دشوار معلوم ہوتا ہی تو یہ صورت اگر کوئی کر لیگا تو کچھ
مضایقہ نہین غرض جمع صوری لینے مین خوب تطبیق ہو جائیگی اور جمع حقیقی بغیر عذر کے لینا تو کسیکا بھی
مذہب نہین فقط معترض صاحب کی ایجاد ہی اور گمراہی کا اجتہاد ہی ع یہی اجتہاد آپکا گر رہے گا
تو دفتر ہدایت کا ابتر رہے گا + اور تفصیل اسکی ہمنے مسئلہ سماع کے جواب مین خوب بیان کر دی ہی

فمن شاء الاطلاع علیہ فلیرجع الیہ حنفیہ یہان اس قسم کی لفاظ پرستی جسکے معترض صاحب
قائل ہین ہیشک نہین اگر کوئی حدیث صریح آیت قرآنی اور حدیث صحیح خیر الزمانی کے مخالف پاتے
ہین تو اوسمین تطبیق عمدہ بیان کر دیتے ہین جسکو طبع سلیم قبول کر لیتی ہے اسکا نام خواہ کوئی مخالفت
رکھے یا موافقت اور ظاہر ہی کہ جس شخص کی محض الفاظ پر نظر ہوگی اور دوسرے الفاظ اور معنی پر غور
نکریگا اوس شخص کی ہرگز مبصرین او محققین سے نہین بن سکتی دونونمین تخالف حقیقی ہے پس مجکو تعجب
آتا ہی کہ اور حدیثونمین تو معترض صاحب تطبیق دیتے ہین حال آنکہ ظاہر حدیث کے بالکل خلاف
ہی اور یہان تطبیق کی کچھہ بھی توجہ نفرمائی فقط ترمذی کی ضعیف حدیث لیکر نسخ کو باطل کیا
صحیح حدیثین اور آیت کی طرف خیال کر کے تطبیق نہ بیان فرمائی مگر اوسکو کیسے بیان کرتے
کہ اونکے مذہب کے خلاف ہو جاتا اگر ظاہری الفاظ پر عمل کرتے ہین تو ہر جگہ کرین فقط قاضی
شوکانی وغیرہ کی تقلید سے الفاظ ترک کر دینا اچھا نہین حال آنکہ ظاہر حدیث پر عمل کرنیکا دعوی
کرتے ہین مگر درحقیقت نہ اونکے کسی قول کا اعتبار ہی نہ فعل کا اپنے خیال ہین جنکے معتقد ہین اونکی
تقلید کسی حالت مین نہین چھوڑتے خواہ حدیث کے مخالف ہو یا موافق ایسی تقلید کو ہم بیشک برا
جانتے ہین ہان جو تقلید حدیث و قرآن کے موافق ہوگی اوسے مانتے ہین لا مذہبونکی طرح ظاہری
الفاظ کی پابندی نہین کرتے ہین متکلم کے مقصود اور معنی کلام پر نظر رہتی ہی ؎ چراغ لیکے
جسے ڈھونڈتے ہین پروانے * ہمارے دل مین ہی وہ شمع انجمن مین نہین * **قولہ** جواب اسکا یہ ہی
کہ جن حدیثون سے کفار کا تحفہ قبول کرنا مروی ہی وہ سب حدیثین بحال ہین منسوخ نہین کیونکہ
ان حدیثونمین اور عیاض بن حمار کی حدیث مین یون تطبیق ہو سکتی ہی آہ **اقول** تصانیف کے
کرنیکا مقام ہی کہ معترض صاحب چونکہ ابن جوزی اور نواب صاحب میر بھوپال کی تقلید
کر چکے ہین اب کیسی ہی صریح الفاظ حدیث موجود ہون ہرگز اونپر
عمل نکرینگے ظاہر ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ عیاض اسلام لایا ہی کہا نہین
ہی آنے فرمایا بعد بعثت کے اونکے ہدیہ سے منع کیا ہون اس سے کہ اسلام کی امید اور عدم امید سے

بحث نہین مطلق حکم ہی فقط اپنی رای سے الفاظ کو خاص کر لینا معترض صاحب سے بہت بعید ہی کہتے
ہین اور کرتے کچھ ہین پس اس جواب کی بنا محض تقلید جامد پر ہی **قولہ** کہا بعض علما نے یہ حدیث
منسوخ ہی آہ **اقول** یہ حدیث منسوخ نہین اگر کوئی شخص کسی ضرورت سے یا بجانہ عمد سلا ہوا
کپڑا پہن لیگا تو کفارہ اوس پر آجائیگا چنانچہ تحقیق اسکی مسئلہ سی و سوم کے جواب مین گذر چکی **قولہ**
جواب یہ کہ یہ حدیث ابوہریرہ رض کی بحال ہی منسوخ نہین کیونکہ افضل بات یہی ہی کہ جنبی رمضان مین
فجر سے پہلے پہلے نہالے الخ **اقول** مسند امام احمد اور ابن حبان کی حدیث سے تو یہ معلوم ہوتا ہی
کہ روزہ اوسکا نہین ہوسکا پھر معترض صاحب اسکو کس طور سے بحال خود فرماتے ہین یہ حدیث بیشک
منسوخ ہی صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین عائشہ رض اور ام سلمہ رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت
جنابت مین جماع سے صبح کرتے تھے پھر نہاتے تھے اور روزہ رکھتے تھے انتہی پس یہ حدیث اور وہ
آیت ابوہریرہ رض کی حدیث کی ناسخ ہوگی اور اس حدیث سے ابوہریرہ رض نے بھی جب انکو عائشہ رض
اور ام سلمہ رض کی حدیث پہونچی رجوع کیا چنانچہ مسک الختام مین لکھا ہی قرایت کیا ابوہریرہ رض کی حدیث کو
امام احمد اور ابن حبان نے پس جواب دیا ہی اسکا جمہور نے کہ یہ حدیث منسوخ ہی اور ابوہریرہ رض نے اوس سے
جبکہ اونکو عائشہ رض اور ام سلمہ رض کی حدیث پہونچی رجوع کیا اور موافق فرمانے ان دونون صحابیہ کے
فتوی دیا انتہی پس تعجب ہی کہ ابوہریرہ رض جو راوی اس حدیث کے ہین انھون نے تو اس سے رجوع
کر لیا مگر معترض صاحب ابھی تک اوسکو بحال خود رکھتے ہین شاید اسی عقل اور فہم کے اعتماد پر معترض
صاحب نے تقلید ائمہ سے کنارہ کشی اختیار کی ہی ہماری رای مین اونپر ائمہ اربعہ مین سے کسیکی تقلید ضرور
واجب ہی آیندہ اونکو اختیار ہی ع ہمارا کام سمجھانا ہی یارو ٭ اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو **قال**
جواب یہ کہ حدیث ابن عباس رض کی بحال ہی منسوخ نہین کیونکہ بعد فرض ہونے رمضان کے عاشورے کے
دن روزہ رکھنے کی فرضیت منسوخ ہوئی یہ نہین کہ عاشورے کے دن کا روزہ رکھنا ہی نہ چاہیے بلکہ روزہ
رکھنا عاشورے کے دن کا مستحب ہی آہ **اقول** علمانے اس حدیث منسوخ سے روزۂ عاشورے کے
مستحب ہونے پر اجماع نہین کیا بلکہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکا استحباب پایا جاتا ہی

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس روزہ کو رکھا کرتے تھے اس حدیث منسوخ سے روزہ عاشورہ کا مستحب کہنا محض بلا دلیل بات ہی بخاری میں ہی عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تُرِكَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَصُومُهُ إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ صَوْمَهُ یعنی ابن عمرؓ سے روایت ہی کہا روزہ رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن عاشورہ کا اور حکم کیا روزہ اوسکے کا پس جبکہ فرض ہوا رمضان چھوڑ دیا گیا روزہ عاشورہ کا اور عبداللہ بن عمرؓ روزہ عاشورہ کا نہیں رکھتے تھے مگر جبکہ اونکے روزے کے ساتھ آجاے انتہی پس حکم کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دال اسپر ہی کہ روزہ عاشورہ کا فرض تھا پھر اوسکو ترک کر دینا صاف منسوخ ہونا اوسکا ہی غرض اس حکم کے منسوخ ہونے میں کلام نہیں چنانچہ دوسری حدیث بخاری سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصِيَامِهِ حَتَّى فُرِضَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ یعنی حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ عاشورہ کا یہانتک کہ رمضان کا روزہ فرض ہوا پس فرمایا آپنے جو چاہے روزہ رکھے اوسکا اور جو چاہے نہ رکھے انتہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار دینا اسپر دال ہی کہ پہلا حکم آپنے منسوخ کر دیا مگر معترض صاحب خلاف حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اوس حدیث کو بحال سمجھتے ہیں اور پھر حدیث دانی اور عمل بالحدیث کا دم بھرتے ہیں ؎ تَعْصِي الْإِلٰهَ وَأَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهُ هٰذَا لَعَمْرِي فِي الْقِيَاسِ بَدِيعٌ لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَأَطَعْتَهُ إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعٌ **قولہ** جواب یہ کہ اس حدیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہی کہ آخر فعل اول کا ناسخ نہیں ہوتا الخ **اقول** بخاری میں ہی وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ فَالْآخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی نہیں عمل کیا جاتا مگر آخر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہی **قال** حصول المامول من علم الاصول میں لکھا ہی اول تو حدیث ناسخ حدیث منسوخ سے قوی ہونی چاہیے اور اگر قوی نہو تو منسوخ حدیث کے ساتھ درجہ میں برابر تو ہو الخ **اقول** اول تو معترض صاحب کو سوا ان کتب کے بصاحب ہیں

بھوپال کے اور کوئی کتاب حوالہ دینے کو نصیب نہین ہوتی کہ اکثر اس کتاب مین اونھین کی کتابون سے حوالہ ہی کچھ توڑ مروڑ کر ڈال مین کالا ہی جا آنکہ اور ہزارون معتبر کتابین متقدمین و متاخرین کی موجود ہین اور طرہ یہ کہ صرف نام کتاب کا لنبا چوڑا عربی عبارت مین لکھدیتے ہین اور کہین اوسکے مصنف یعنی نواب بھوپال کا نام بھولے سے بھی نہین لیتے کہ نام لکھنے سے کتاب کا اعتبار جاتا رہیگا کہ لوگ سب جان گئے کہ کتابین اونکی بوجہ مسائل مردودہ اور کثرت اغلاط کے پایۂ اعتبار سے ساقط ہوگئین خصوصًا جبسے کہ جناب علامہ جلیل فہامہ نبیل مولانا محمد عبد الحی صاحب لکھنوی نے امام فیضہ الصوری مع المعنوی اونکے اغلاط فاحشہ اور مسائل مردودہ کا ابراز الغی مین اعلان کردیا ہی اور فی الحال بھی کتاب تبصرة الناقد کا رد لکھ رہے ہین اور آیندہ بھی انکا پیچھا نہ چھوڑینگے انکی ساری قلعی کھولدینگے ؎ تو ابھی اول ہی ہے روتا ہی کیا ✤ آگے آگے دیکھیو ہوتا ہی کیا ✤ خیر ہمکو اس سے کیا وَلِکُلِّ مُبْطِلٍ مُّحِقٌّ ہر زمانے مین من جانب اللہ ہوتا چلا آیا ہی اور اوسی کتاب حصول المامول کے صفحہ ۲ مین اس حدیث کے منسوخ ہونے کی تصریح بھی تو کردی ہی معترض صاحب نے قاعدہ اوسکا دیکھکر اعتراض تو کردیا مگر یہ نہ دیکھا کہ اوسمین ایسی حدیث کو جسے معترض صاحب منسوخ نہین کہتے منسوخ لکھا ہی اور جب دو نون حدیثین صحیح واقع ہوئی ہین تو پھر فقط اس وجہ سے کہ یہ مسلم کی حدیث ہی دوسری صحیح حدیث سے باوجود مساوات صحت کے منسوخ ہو عین بے انصافی اور تحکم ہی خدا اور رسول کی طرف سے کچھ اس امر کا فرق نہین کیا بخاری اور مسلم کی حدیث کو دوسری اسی درجہ والی حدیث سے ترجیح دیجاے اور اس حدیث کو چھوڑ دیا جاے اور باوجود صریح مخالفت و تصریح بمضمون نسخ کے اسکو ناسخ نہ کہا جاے از بس جہالت و نادانی ہے جب دینیات مین ان لوگونکا یہ حال ہی تو دنیا کے معاملات کا کون ٹھکانا ہے ؎ ہر کہ با آخرت ندارد کار ✤ کار دنیاش ہم تباہ شود ✤ **قال** اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والونکو یہ دیتے ہین کہ صحیح بخاری مین بعض حدیثین ایسی ہین کہ وہ ہرگز لائق عمل کرنے کے نہین چنانچہ مولوی محمد لودھیانوی نے اپنے رسالہ انتصار الاسلام مین لکھا ہی کہ بخاری شریف مین بعضی احادیث ایسی ہین کہ وہ بالکل بظاہر لائق عمل کے نہین جیسا کہ حدیث وطی فی الدبر کی ابن عمر رضی سے جو امام بخاری واسطے تفسیر آیت نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ کے لائے ہین اس سے جواز لواطت کا

نعوذ باللہ معلوم ہوتا ہی **اقول** معترض صاحب کو اسوجہ سے مولوی محمد لودھیانوی صاحب کے جواب مین دشواری واقع ہوئی کہ کل احادیث صحیح بخاری کو قابل عمل ٹھیرایا ہی اور احادیث ہدایہ کو موضوع اور منسوخ بتلایا اگر یہ دعوی نکرتے تو کچھ بحث نہ تھی اسیوجہ سے اونھون نے اس کلیہ کی نقض کرنے کو ایک صورت بیان کر دی ورنہ وہ خود اپنی کتاب انتصار الاسلام مین تصریح کر گئے ہین کہ امام بخاری اسکے ہرگز قائل نہین باقی رہا اس قول ابن عمر رضہ کو بنا دینا کہ اس سے مراد یہ ہی گو بظاہر خلاف ہی مگر بہتر معلوم ہوتا ہی جبتک کسی قول کا محمل صحیح ہو سکتا ہو اوسپر اوسکو حمل کرنا انسب اور اولی ہی ورنہ اسکا یہ بھی جواب ہو سکتا ہی کہ امام بخاری کو اسکا علم نہو کہ ابن عمر رضہ کا مذہب صحیح حرمت لواطت ہی یا ابن عمر رضہ پہلے قائل جواز اوسکی کے ہوئے ہون پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی تصریح سنکر قائل حرمت ہو گئے ہون کیونکہ اونسے دونون قسم کی روایت موجود ہی حدیث مرفوع جو اونسے حرمت لواطت مین مروی ہی اوسکو معترض صاحب نے فتح البیان سے نقل کر دیا مگر اوسکے جواز کی صورت بھی تو اونسے مروی ہی چنانچہ تفسیر فتح البیان مین لکھا ہی وَقَدْ ذَهَبَ السَّلَفُ وَالْخَلَفُ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَالْأَئِمَّةِ إِلَى مَا ذَكَرْنَاهُ مِنْ تَفْسِيْرِ الْآيَةِ وَأَنَّ إِتْيَانَ الزَّوْجَةِ فِيْ دُبُرِهَا حَرَامٌ وَرُوِيَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَنَافِعٍ وَابْنِ عُمَرَ وَمُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ وَعَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ مَاجِشُوْنَ أَنَّهُ يَجُوْزُ ذٰلِكَ حَكَاهُ عَنْهُمُ الْقُرْطُبِيُّ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ یعنی متقدمین و متاخرین صحابہ اور تابعین اور ائمہ اوس طرف گئے جو ہمنے تفسیر آیت مین ذکر کیا ہی اور یہ کہ زوجہ سے لواطت حرام ہی اور سعید بن مسیب اور نافع اور ابن عمر اور محمد بن کعب اور عبد الملک بن ماجشون سے روایت ہی کہ زوجہ کی لواطت جائز ہی حکایت کیا اسکو انسے قرطبی نے تفسیر مین کیا عجب ہی کہ اس روایت کے موافق امام بخاری نے روایت کر دی ہو اور مذہب اونکو معلوم نہو آخر علقمہ کا سماع باپ اپنے سے بھی تو امام بخاری نے انکار کیا ہی حالانکہ صحیح مذہب یہی ہی کہ سماع علقمہ کا ثابت ہی چنانچہ مسئلہ معدم کے جواب مین اسکو ہم بیان کر چکے ہین باقی رہا یہ امر کہ جو حدیث امام بخاری نے لکھدی ہی وہ قابل عمل ہی یہ محض غلط اور مخالف جمہور اور خلاف واقع کے ہی اوسمین تو منسوخ حدیثین بھی

تفسیر فتح البیان جلد اول صفحہ ۸۰

موجود ہین اونپر عمل معترض صاحب ہی اپنے حسن ظن سے کر لینگے مسلمان کی تو یہ شان نہین جس کر
بارے خود امام بخاری بھی قائل نہین حضرات ظاہریہ وسیز بھی عمل کر لیتے ہین دیکھو بخاری مین جابر
وَيُرْوٰى عَنِ الْحَسَنِ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مَرْفُوعًا أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ وَقَالَ لِي عَيَّاشٌ ثَنَا
عَبْدُ الْأَعْلَى ثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ مِثْلَهُ قِيلَ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
نَعَمْ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ یعنی حسن بصری اکثر سے مرفوع روایت کرتے ہین کہ پچھنے لگانیوالا اور
پچھنے لگائے گئے کا روزہ نہین ہوتا اور مجھسے عیاش نے کہا کہ ہمسے عبد الاعلی نے حدیث بیان کی
اونھون نے یونس سے اونھون نے حسن سے روایت مثل اسکے بیان کی کہا گیا اونسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے یہ روایت ہی کہا ہان پھر فرمایا اللہ خوب جانتا ہی انتہی اب دوسری حدیث ناسخ اسکی بخاری ہی
مین ہی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَاحْتَجَمَ وَهُوَ
صَائِمٌ یعنی ابن عباس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حال یہ
تھا کہ آپ احرام باندھے ہوئے تھے اور پچھنے لگوائے اور حال یہ کہ آپ روزہ سے تھے انتہی پس معلوم ہوا
کہ یہ حدیث پہلی حدیث کی ناسخ ہی اسی وجہ امام بخاری نے دونون حدیثون کو متصل بیان کیا ہی
جیسا کہ عادت ائمہ حدیث کی ہی کہ اول منسوخ حدیث بیان کرتے ہین اوسکے بعد ناسخ لاتے
ہین اور خود معترض صاحب نے بھی اس حدیث کو تنویر ... حدیثون منسوخ مین
شمار کیا ہی دوسری حدیث منسوخ بخاری مین یہ ہی کہ عائشہ رض سے روایت ہی کہا اونھون نے
نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکان اپنے مین اور حال یہ کہ آپ بیمار تھے پس بیٹھکر نماز
پڑھی اور پیچھے آپکے لوگون نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی پس اشارہ کیا آپ نے کہ بیٹھ جاؤ پس جب فارغ
ہوئے فرمایا امام اسواسطے مقرر کیا گیا ہی کہ اوسکی اقتدا کیجاے پس جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو
اور جب وہ سر اوٹھاوے تو تم بھی سر اوٹھاؤ اور جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو
اور جب نماز بیٹھکر پڑھے تو تم سب بھی بیٹھکر نماز پڑھو دوسری حدیث منسوخ بخاری مین ہی
کہ انس بن مالک رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہوئے پس اوس سے گر پڑے

گر پڑے تو آپکی ایک جانب چھل گئی پس ایک نماز بیٹھکر پڑھائی پس ہمنے پیچھے آپکے بیٹھکر نماز پڑھی پس جب
فارغ ہوئے فرمایا کہ امام اسواسطے مقرر ہوا ہی تاکہ اوسکی اقتدا کیجاے جب وہ کھڑے ہوکر نماز پڑھے
تو تم بھی کھڑے ہوکر پڑھو اور جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب اوٹھے تو تم بھی اوٹھو اور
جب سَمِعَ اللهُ لِمَن حَمِدَهُ کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الحَمدُ کہو اور جب بیٹھکر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھکر
نماز پڑھو کہا حمیدی نے کہ فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جب امام بیٹھے تو تم بھی بیٹھکر نماز پڑھو
یہ قول مرض سابق میں تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اسکے بیٹھکر نماز پڑھی اور آدمی پیچھے
آپکے کھڑے ہوئے تھے نہیں حکم کیا اونکو بیٹھنے کا اور نہیں عمل کیا جاتا مگر آخیر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پر انتہی پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں حدیثیں آخیر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوخ ہیں
اسیطرح جمہور اسکے منسوخ ہونیکے قائل ہیں اگر اب بھی معترض صاحب مانیں تو اسکا کچھ علاج نہیں مگر
ش ہر دم آزردگی غیر سبب را چہ علاج ‡ اسیطرح صوم عاشوریکی حدیث بخاری کی منسوخ ہے
غرض بہت حدیثیں بخاری اور مسلم کی جمہور کے نزدیک منسوخ ہیں مگر معترض صاحب یہی کہے جاینگے کہ ہر حدیث
بخاری کی قابل عمل ہی غرض منسوخ احادیث کے ہونے سے کچھ صحیح حدیثوں میں قباحت لازم نہیں آتی
صحیح ہونا اور شی ہی اور منسوخ ہونا اور امر ہی **قال** معترض صاحب نے اپنے مذہب حنفی کی کتابیں بھی
دیکھ لیتے تو بخاری پر کبھی بھی اعتراض نکرتے لیکن کیا کریں انھوں نے تو اپنی آنکھیں اور نیز کان بند کر لیے
ہیں ش آنکھیں اگر بند ہیں تو پھر دن بھی رات ہی ‡ اسمیں قصور کیا ہی بھلا آفتاب کا ‡ برخلاف
مذہب امام بخاری کے یہ خیال کیا کہ وطی فی الدبر تو مذہب حنفیہ ہی میں حلال ہی چنانچہ امام طحاوی رئیس
حنفیہ جو کہ عینی اور ابن ہمام کا بھی پیشوا ہی لکھتا ہی چنانچہ تفسیر فتح البیان کی جلد اول کے صفحہ ٢٦
میں ہی رَوَى اَصبَغُ بنُ الفَرَجِ عَن عَبدِ الرَّحمٰنِ بنِ القَاسِمِ قَالَ مَا اَدرَكتُ اَحَدًا اَقتَدِي
بِهٖ فِي دِينِي يَشُكُّ فِي اَنَّهُ حَلَالٌ يَعنِي وَطئَ المَرأَةِ فِي دُبُرِهَا ثُمَّ قَرَأَ نِسَاؤُكُم حَرثٌ لَكُم
ثُمَّ قَالَ فَاَيُّ شَيءٍ اَبيَنُ مِن هٰذَا یعنی روایت کی اصبغ بن فرج نے نقل کی اونسے عبد الرحمن
ابن قاسم سے کہا اونہوں نے نہیں پایا میں نے کسیکو کہ اقتدا کروں میں ساتھ اوسکے بیچ دین اپنے کہ جو شک کرے

بیچ اوسکے تحقیق وہ حلال ہے یعنی جماع کرنا عورت کو اوسکی دبر مین پھر پڑھی یہ آیت عورتین تمہاری
کھیتی ہین تمہاری پھر کہا پس کونسی چیز بہت ظاہر ہے اس سے یہ صریح دلیل ہے اسپر کہ حنفیہ کے نزدیک عورت کی
دبر مین وطی کرنی حلال ہے الخ **اقول** جب معترض صاحب سے بجواب صاحب انتصار الاسلام کے کچھ
نہ بن پڑا تو آخر اپنے ہندو بچہ ہونے کی اصالت پر آگئے بیہودہ بکنے لگے حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کو
لکھتا ہے لکھنے لگے اگرچہ جواب ترکی بترکی دندان شکن اس بے ادبی و بیہودگی کا ہمارے پاس موجود تھا لیکن
دابِ تہذیب کے خلاف سمجھکر اوس سے زبان قلم کو روکا اور اسپر عمل کیا ع کی کند بیہودگی در پاسخ جاہل عقیل
تو میالا کام دندان گرچہ سگ پایت گزید اور سوای اسکے معترض صاحب کو کچھ خدا کا خوف بھی نہ آیا
جو حنفیہ کی طرف ایسے فعل شنیع کی نسبت کی اور حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ پر ناحق اس امر قبیح کا اتہام
کیا امام طحاوی حکایۃً اگر کسیکا قول اپنی کتاب مین بیان کر دین تو اونکا قائل ہونا کہانسے سمجھا گیا ورنہ لازم
آئیگا کہ جتنے معترض صاحب نے حنفیہ کے اقوال اپنی کتاب مین بیان کیے ہین سب کے معترض صاحب بھی
قائل ہین اور قرآن اور حدیث اور تفسیر مین برابر مخالفین کے اقوال موجود ہین اوسکو نقل کرنیوالے کا
مذہب کہنا اس سے بڑھکر اور کونسی جہالت ہوگی قرآن شریف مین تو اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ بھی
موجود ہے پھر کیا اس مقولہ کفار کو معترض صاحب اپنا مذہب ٹھیرالینگے استغفر اللہ قول مشہور نقل
کفر کفر نباشد سے بھی کان آشنا نہوے دیکھو نواب صاحب امیر بھوپال نے اوسی تفسیر فتح البیان کے صفحہ
مذکور مین لکھا ہے وروی عَنْ سَعِیدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ وَنَافِعٍ وَابْنِ عُمَرَ وَمُحَمَّدِ بْنِ کَعْبٍ الْقُرَظِیِّ
وَعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الْمَاجِشُونِ أَنَّهُ يَجُوزُ ذَلِكَ یعنی سعید بن مسیب اور نافع اور ابن عمر رض اور
محمد بن کعب اور عبد الملک بن ماجشون سے یہ روایت ہے کہ وطی فی الدبر جائز ہے انتہی پس اسکو
صاحب تفسیر فتح البیان کا مذہب کہنا معترض صاحب ہی کو زیبا ہے اسیطرح حنفیہ شافعیہ اور
مالکیہ کے اقوال کو اور شافعیہ حنفیہ اور مالکیہ کے اقوال کو اپنی اپنی کتابون مین برابر نقل کرتے چلے آئے ہین
اونکو ناقل کا مذہب کہنا معترض صاحب ہی کا مسلک ہے صاحب تفسیر فتح البیان نے اس مقام مین سبعے
مذہب لکھے ہین یہ بھی لکھا ہے کہ امام مالک سے بھی بعضون نے اسکے جواز کو نقل کیا ہے اسکی سند کیواسطے امام طحاوی کی اسناد

قول بھی نقل کیا ہی کہ اونھون نے امام مالک کے شاگرد عبدالرحمن بن قاسم سے اس قول کو نقل کیا ہی چنانچہ
اوسکی پوری عبارت تفسیر مذکور کی نقل کیجاتی ہی وذکر ابن العربی ان ابن شعبان اسند جواز
ذلک الی زمرۃ کثیرۃ من الصحابۃ والتابعین والی مالک من روایات کثیرۃ فی کتاب جماع
النسوان واحکام القرآن قال الطحاوی روی اصبغ ابن الفرج الخ یعنی ذکر کیا ابن عربی نے
کہ ابن شعبان نے اسکے جواز کو ایک جماعت کثیر صحابہ کیطرف اور امام مالک کیطرف روایات کثیرہ سے اپنی کتاب
جماع النسوان احکام القرآن مین نسبت کیا ہی کہا امام طحاوی نے کہ روایت کی اصبغ بن فرج نے الخ پس
اس سے معلوم ہوا کہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے مثل صاحب فتح البیان جہان اور ونکے اقوال نقل کیے ہین
وہان عبدالرحمن بن قاسم مالکی کا قول بھی نقل کیا ہی حالانکہ امام طحاوی اور حنفیہ کے مذہب کے اسکو
کیا علاقہ اگر فقط نقل سے کسیکا مذہب ہو جایا کرتا تو صاحب فتح البیان اپنی تفسیر میں اس قول کو
نقل کرتے اور تقریب مین ابن حجر عسقلانی لکھتے ہین عبدالرحمن بن القاسم بن خالد بن جنادۃ
العتقی ابو عبداللہ المصری الفقیہ صاحب مالک من کبار العاشرۃ یعنی عبدالرحمن بن
قاسم کے بیٹے ابو عبداللہ فقیہ امام مالک کے شاگرد ہین کبار طبقہ عاشرہ سے ہین انتہی پس اس عبارت تقریب
سے معلوم ہوا کہ عبدالرحمن بن قاسم مالکی ہین حنفی نہین ہین سوا اسکے معترض صاحب نے عوام حنفیہ کے
گمراہ کرنیکے واسطے اس تفسیر فتح البیان کی نقل عبارت مین ایک بڑی چالاکی اور کمال بددیانتی کی
عبارت سابقہ اور لاحقہ کو چھوڑ کے بیچ کی عبارت لکھدی فقط لا تقربوا الصلوۃ تو لیا وانتم
سکارٰی کو چھوڑ دیا مگر ماہرین تفسیر اونکی دھوکے بازیان کب چھپ سکتی ہین جو ہمنے عبارت بقدر
تو بیان کر دی اور عبارت لاحقہ یہ ہی وقد روی الدارقطنی والخطیب البغدادی عن مالک
من طرق ما یقتضی اباحۃ ذلک وفی اسانیدھا ضعف وقد روی الطحاوی عن محمد بن
عبداللہ بن عبدالحکم انہ سمع الشافعی یقول ما صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی
تحلیلہ ولا تحریمہ شیء والقیاس انہ حلال وقد اکذب عبدالحکم الخطیب فقال
ابن الصباغ کان الربیع یحلف باللہ الذی لا الہ الا ھو لقد کذب ابن عبدالحکم علی

الشافعی فی خلاف قول الشافعی نص علی تحریمه فی ستة کتب من کتبه یعنی اور تحقیق
حاکم اور دارقطنی اور خطیب بغدادی نے امام مالک سے کئی طریقوں کے ساتھ اوس چیز کو روایت کیا کہ جو وطی فی
الدبر کے حلال ہونے کو مقتضی ہے حال آنکہ اسکی اسنادوں میں ضعف ہے اور روایت کی امام طحاوی رحمة
اللہ علیہ نے محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم سے کہ تحقیق انھوں نے سنا امام شافعی رحمة اللہ علیہ کو کہ فرماتے تھے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وطی فی الدبر کی حلت و حرمت میں کوئی روایت صحیح وارد نہیں ہوئی ہے
اور قیاس یہ ہے کہ وطی فی الدبر حلال ہو اور تحقیق روایت کیا اسکو ابوبکر خطیب نے کہا ابن اصبغ نے کہ قسم
کھاتا تھا ربیع اوس اللہ کی کہ سوائی اوسکے کوئی معبود نہیں ہے ہر آئینہ تحقیق کہ جھوٹ باندھا
ابن عبد الحکم نے امام شافعی پر اس مسئلہ میں اسواسطے کہ امام شافعی نے اپنی چھ کتابوں میں اسکی حرمت کی
تصریح کردی ہے کہ وطی فی الدبر حرام ہے انتہی اور وسی تفسیر فتح البیان میں بعد ان اقوال کے یہ بھی لکھا ہے
ولا یجوز لاحد ان یعمل علی اقوالهم یعنی اور جائز نہیں کسیکو ان لوگوں کے اقوال پر عمل کرے پس
جب کسی نے بعد نقل اقوال مخالفین کے تصریح کردی کہ وطی فی الدبر نا جائز اور حرام ہے اور اسکے جواز میں
بعض ضعیف راویوں کے قول پر عمل نکرنا چاہیے تو پھر کوئی جاہل اور آنکھوں کا اندھا بھی اس سے نہ سمجھیگا
کہ ان عبارات میں قولہ کا مضمون ناقل کا مذہب ہے اور حنفیہ اسکے قائل ہیں مگر معترض صاحب کی آنکھوں
تو خون فاسد تعصب کا و تر آیا اور نزلہ حسد نے کا دماغ میں نزول اجلال فرمایا حق و باطل کے نور و
ظلمت میں امتیاز نرہا اور جو معترض صاحب نے سنا اولٹ کر انھیں پر صادق آیا آنکھیں اگر بند ہیں تو
پھر دن بھی رات ہے اسمیں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا ۔ **قال** اور یہی باعث ہے کہ حنفیہ مجوز کی
دبر میں وطی کرنیوالے پر حد کے قائل نہیں چنانچہ تحقیق شرح ہدایہ میں لکھا ہے الخ **اقول**
حد کا لازم نہونا اس امر کو مستلزم نہیں کہ فعل حرام بھی نہو کیونکہ بعض فعل حرام ہیں مگر حد اونمیں نہیں ہے
چنانچہ پیشاب انسان کا پینا سبکے نزدیک حرام ہے مگر حد و سزا کسیکے نزدیک نہیں آئی اگر شراب پیئیگا تو
بیشک حد آجائیگی اور نسبت ارتکاب فعل مذکور کے خود صحابہ میں اختلاف واقع ہوا ہے کسیکے نزدیک
آگ میں جلانا کسیکے نزدیک دیوار اوسپر گرا دینا اور کسیکے نزدیک بلند مکان سے گرا کر پتھر مارنا ہے

پس اگر اسمین حد لازم ہوتی تو صحابہ سے یہ اقوال مروی نہوتے البتہ حنفیہ کے نزدیک ایسے شخص پر تعزیر لازم
ہی بلکہ تعزیرًا مار ڈالنا بھی جائز ہی اور حد شرعی کہین شرع مین ثابت نہین فقہ مین کہین اس فعل کو جائز
نہین لکھا مگر معترض صاحب کو بڑی دقت پڑی کیونکہ تاویل کرنا تو وہ بخاری وغیرہ مین حرام سمجھتے
ہین پس لامحالہ انکو اسکے جواز کا قائل ہونا پڑیگا ورنہ اس قول سے باز آئین اور یہ نہ کہین کہ ہر بات
بخاری کی قابل عمل ہی ورنہ مولوی محمد لودھیانوی کا اعتراض اونپر جم جائیگا ٹالے نہ ٹلیگا ؎
چرا کاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ✦ **قال** امت محمدیہ کا اس بات پر اتفاق ہو چکا ہی کہ بخاری اور
مسلم کے برابر صحت مین اور قوت عمل مین تمام جہان مین کوئی کتاب نہین ہی چنانچہ کہا شیخ الاسلام ابن حجر
نے شرح نخبۃ الفکر مین الخ **اقول** اسی شرح نخبۃ الفکر مین لکھا ہی اِنَّ الرِّجَالَ الَّذِیْنَ تُکُلِّمَ فِیْهِمْ
مِنْ رِجَالِ مُسْلِمٍ اَکْثَرُ عَدَدًا مِّنَ الرِّجَالِ الَّذِیْنَ تُکُلِّمَ فِیْهِمْ مِّنْ رِّجَالِ الْبُخَارِیِّ
یعنی تحقیق وہ رجال جنمین کلام کیا گیا ہی مسلم کے رجال مین سے زیادہ ہین ان رجال سے جنمین کلام کیا گیا ہی
بخاری کے رجال سے انتہی اور شرح شرح نخبۃ الفکر مین ملا علی قاری اسی مقام مین لکھتے ہین عَلٰی اَنَّ الَّذِیْنَ
اِنْفَرَدَ الْبُخَارِیُّ بِهِمْ اَرْبَعُمِائَةٍ وَّخَمْسَةٌ وَّثَلٰثُوْنَ رَجُلًا وَّالْمُتَکَلَّمُ فِیْهِمْ بِالضُّعْفِ نَحْوٌ
مِّنْ ثَمَانِیْنَ رَجُلًا وَّالَّذِیْنَ انْفَرَدَ بِهِمْ مُسْلِمٌ سِتُّمِائَةٍ وَّعِشْرُوْنَ رَجُلًا وَّالْمُتَکَلَّمُ
فِیْهِ مِنْهُمْ مِائَةٌ وَّسِتُّوْنَ رَجُلًا عَلَی الضُّعْفِ کَذَا ذَکَرَهُ السَّخَاوِیُّ فِیْ شَرْحِ
اَلْفِیَّةِ الْعِرَاقِیِّ یعنی وہ لوگ جنسے فقط امام بخاری نے روایت کی ہی چار سو پینتیس آدمی ہین جو اونمین
ضعیف راوی ہین وہ قریب اسی آدمیون کے ہین اور جن لوگونسے فقط امام مسلم نے روایت کی وہ
چھہ سو اور بیس آدمی ہین اور ضعیف اونمین سے ایک سو ساٹھہ شخص ہین دونے اوس سے
اسی طرح ذکر کیا اسکو امام سخاوی نے شرح الفیہ عراقی مین انتہی غرض کتاب بخاری با منہا
اکثر احادیث صحاح کے اور کتا … یادہ صحیح ہی اسپر اکثر نے اجماع کرلیا ہی اسکو ہم بھی تسلیم
کرتے ہین مگر یہ کہنا کہ ہر حدیث … سکی حد ثبوت سے گو وہ کیسے ہی صحیح ہون زیادہ صحیح
قابل حجت ہی قابل تسلیم نہ … بیت اسکی مسلہ چہاردہم کے جواب مین گذر چکی اور

چاہیے کہ جس درجہ کی جو کتاب ہو اوسکو ویسا ہی رکھنا چاہیے مگر حضرات ظاہریہ تو بخاری کے سامنے
قرآن کو بھی نہین مانتے ہین اور اوسکے مقابلہ مین نصوص صریحہ کی بھی کچھ حقیقت نہین سمجھتے ہین
یہ انکی زیادتی ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ یعنی تحقیق حق تعالی حد سے تجاوز کرنیوالونکو دوست
نہین رکھتا **قولہ** اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد مولوی محمد لودھیانوی نے حدیث پر چلنے والونکو
دیا ہی کہ بخاری مین ہے کہ اگر شراب مین مچھلی ڈالکر ذرا دھوپ مین رکھدیجیے تو درست ہی الخ **اقول**
چونکہ معترض صاحب بخاری کے ہر قول کو قابل حجت سمجھتے ہین لہذا اونکو شراب کے سرکہ مین کچھ بھی کلام
کرنا نہین چاہیے اور بلا چون وچرا تسلیم کرلینا مناسب ہی ورنہ اونکے قاعدے کے خلاف ہوگا اور یہ
لازم آئیگا کہ جو مذہب قابل عمل معترض صاحب کے نہین اوسکو امام بخاری نے کیون درج کیا **قال**
لیکن اونھون نے یہ نہ خیال کیا کہ ہمارے مذہب کی فقہ کی کتابونکا تو کوئی باب بھی ایسا نہین ہے جو
پورا پورا لائق عمل کے ہو کیونکہ ہزارہا مسائل ہین جو امام اعظم اور اونکے شاگردون ابویوسف اور
امام محمد اور امام زفر کا اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل وغیرہ کا آپسمین اختلاف ہی
انمین سے کسکو سچا جانا جاوے اور کسکو سچا نہ جانا جاوے اور کسکو خدای تعالی اور اوسکے رسول
کے حکم کے مطابق سمجھا جاوے اور کسکو نہ سمجھا جاوے ذرا بتلا تو دیجیے **اقول** کیا خوب ذرا غور تو
کیجیے کہ تمام کتابین اس سے بھری ہین کہ امر حق چارون مذاہب مین دائر ہی اور ہر امام حق پر ہی اختلاف فروع کا
منافی حقیت کے نہین ہو سکتا بلکہ اس قسم کا اختلاف تو امت کیواسطے موجب رحمت ہی اور عمل آئمہ
کا موافق قرآن وحدیث کے ہی ہرگز مخالف نہین اور معترض صاحب کا یہ کہنا کہ فقہ کی کتابونکا کوئی
باب بھی ایسا نہین ہی جو کہ پورا پورا لائق عمل کے ہو محض لغو اور ہیچ و بادہوا ہی اسواسطے کہ جسقدر
مسائل فقہ کا جواب اس کتاب مین جو معترض صاحب کے نزدیک کوئی مسئلہ اوسکا قابل عمل کے نہ تھا
اور اونکو حدیث کے خلاف جانتے تھے شرح وبسط کے ساتھ دیا ہی اور ہر ایک مسئلہ کا ماخذ قرآن و
حدیث سے بتلا دیا ہی کیا یہ مسائل قابل عمل کے نہین ہین اگر بموافق اعتراض معترض صاحب کے اختلاف
فروع کو منافی حقیت کے سمجھا جاوے تو بسبب اس اختلاف اقوال ائمہ مجتہدین مین شک کیا جاوے

نہ سچا کسکو کہین اور جھوٹا کسکو بعینہ وہی تقریر معترض صاحب کی محدثین پر بھی صادق آتی
جاتی ہے کہ امام بخاری اور امام مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم کا آپسمین
اختلاف ہے نہین سے کسکو سچا جانا جاوے اور کسکو جھوٹا جانا جاوے اور کسکو خدا تعالی اور اوسکے
رسول کے حکم کے مطابق سمجھا جاوے اور کسکو نہ سمجھا جاوے ذرا بتلاؤ تو سہی آپ معترض صاحب بھی
جو ہے کیون ایسی تقریر لا یعنی اور ایراد بیمعنی کیجیے کہ خود اپنا اعتراض اولٹ کر اپنے اوپر آوے اور اپنی
بات کا الزام آپ اوٹھاؤ اور بجز سکوت خجالت کے کوئی جواب ہو سکا ہی نہ آپ سے جان من خود
کردہ خود کردہ را درمان نیست ❊ اور باقی اعتراضات معترض صاحب نے جو آخر کتاب کے ورق دو تین لکھے
ہین سب مکرر ہین دھوکا دینے اور کتاب بڑھانے کیواسطے پھر اون مسائل کا اعادہ کیا ہی سبکا جواب
باصواب بتفصیل تمام قرآن اور حدیث سے اپنے اپنے موقع پر ہم لکھ چکے ہین یہان حاجت مکرر جواب دینے کی
نہین ہے یہانتک تو یہ جوابات حصہ اول کتاب ظفر مبین کے لکھے باقی معترض صاحب نے طعن عبارات الناس مین جو
وعدہ کیا ہے کہ حصہ دوم بعد ختم جلد ثانی معاملات بلاغ المبین کے تالیف کیا جائیگا سو ہم منتظر ایفائی عدہ ہین
جسوقت حصہ دوم چھپکر یار دوستونکے ملاحظہ مین آئیگا فوراً ادھر سے بھی جواب کافی اوسکا بنام
حصہ دوم فتح المبین لکھا جائیگا اور کوئی حرف بیجا خلاف تہذیب اہلسنت والجماعت
نہ پائیگا بشرطیکہ ادھر سے بھی یہ امر ملحوظ خاطر رہے ❊ لا نہ ہم تو نکو دیتے
ہین ہم اشتہار آپ ❊ وفا یون کو کرتے ہین ہم ہوشیار
آپ ہے بے سبب شتم اسکا مہذب جواب دین ❊
ورنہ کرینگے ہم بھی وہی اختیار آپ ❊
وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی
سید المرسلین

ضمیمۂ الفتح المبین
موسوم بتنبیہ الوہابیین

بعد حمد الٰہی و نعت حضرت رسالت پناہی کے واضح ہو کہ جو حضرات غیر مقلدین مخالفت حدیث و قرآن کا الزام مقلدین کو دیتے ہین اور مجتہدین ائمۂ دین پر مسائل فقہیہ مین مطاعن بیجا کرتے ہین سو انکی محض نفسانیت اور منشای جہالت ہی اسواسطے کہ کوئی مسئلہ فقہ کا قرآن و حدیث کے مخالف نہین اور جو کچھ حضرات مجتہدین نے بیان کیا ہی وہ سب کتاب و سنت کے موافق ہی تعجب ہی کہ یہ لوگ خود اپنے گریبان مین منہ ڈالکر نہین دیکھتے کہ وہ خود کسقدر قرآن و حدیث کے مخالف عمل کرتے ہین اور ناحق عامل بالحدیث ہونیکا دم بھرتے ہین صرف انکا دعوا ہی دعوا ہی

عامل حدیث کے یہ سب بنے ہین برای نام
اور وہ انکو اہل رای یہ کہتے ہین بد الکلام

عامل حدیث کے ہین بلاشک مقلدین
اور ساتھ عقل و رای کے جو کرتے ہین کلام

لاریب انکو بہرہ نہین عقل و رای سے
ہین یہ بیوقوف سب کے سب اسمین نہین کلام

داخل یہ آیۂ اُولُوا الالباب مین نہین
خارج ذوی العقول سے ہین مثل انعام و دوام

اکثر عمل ہی انکا احادیث کے خلاف
چند انکے مسائل سنو تفصیل سے تمام

پہلا مسئلہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ مسائل دینیہ مین قیاس کرنا مشروع نہین اور قیاس کو فعل شیطانی جانتے ہین اور کہتے ہین کہ اَوَّلُ مَنْ قَاسَ اِبْلِیْسُ یعنی پہلے جسنے قیاس کیا وہ ابلیس تھا جیسا کہ صفحہ ظفر مبین و صفحہ فتح مبین مصنفہ بدیع الزمان مین لکھا ہی حالانکہ قیاس ابلیس کا شرع کے مخالف تھا جسکے سبب سے سجدہ نکیا تو ملعون ہو گیا بخلاف قیاس فقہای مجتہدین کے کہ اصول شریعت کے موافق ہوتا ہی اور موجب اجر و ثواب ہی اور شیطان کا قیاس تو باعث لعنت و عتاب ہی ع ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا غرض قول غیر مقلدین کا مخالف اس حدیث کے ہی جو بخاری اور مسلم مین آئی ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو وَ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا حَکَمَ الْحَاکِمُ فَاجْتَہَدَ وَاَصَابَ فَلَہٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَکَمَ فَاجْتَہَدَ وَاَخْطَأَ فَلَہٗ اَجْرٌ وَاحِدٌ یعنی عبد اللہ بن عمرو اور ابوہریرہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حاکم جب حکم کرے پس قیاس کرے اور قیاس اسکا صحیح ہو تو واسطے اسکے دو ثواب ہین اور جب حاکم حکم کرے

قیاس سنت نبوی سے ثابت ہے

پس قیاس کرے اور قیاس اوسکا غلط ہو تو اوسکے واسطے ایک ثواب ہی انتہی اور نیز قیاس کا سنت نبوی ہونا اس صحاح ستہ کی حدیث سے ثابت ہی عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَهٗ اِلَی الْیَمَنِ قَالَ کَیْفَ تَقْضِیْ اِذَا عَرَضَ لَکَ قَضَاءٌ قَالَ اَقْضِیْ بِکِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِیْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ اَجْتَهِدُ بِرَأْیِیْ وَلَا اٰلُوْ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی صَدْرِیْ وَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِمَا یَرْضٰی بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاؤُدَ وَالدَّارِمِیُّ یعنی معاذ بن جبل صحابی فرماتے ہین جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو پوچھا مجھسے کس طرح حکم کریگا تو جب تیرے پاس کوئی قضیہ آویگا عرض کیا مین نے حکم کرونگا کتاب اللہ سے فرمایا اگر نپاوے تو کتاب اللہ مین اوسکا فیصلہ یعنی جواب صریح اوسکا عرض کیا مین نے حکم کرونگا سنت رسول اللہ سے فرمایا اگر نپاوی تو جواب صریح اوسکا سنت رسول اللہ مین عرض کیا مین نے اوسوقت اجتہاد کرونگا اپنی رای سے یعنی کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ سے قیاس کر کے مسائل کا استنباط کرونگا اور نہین قصور کرونگا اوسمین پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحسین کر کے ہاتھ اپنا میرے سینہ پر تھپکا اور فرمایا شکر ہی اللہ کا جسنے توفیق دی رسول اللہ کے قاصد کو اوس امر کی جس سے راضی ہوگیا رسول اللہ کا روایت کیا اسکو ترمذی اور ابو داؤد اور دارمی نے انتہی پس اس حدیث شریف سے چند امور معلوم ہوتے

بیان فوائد حدیث

اول یہ کہ سب قضایا اور مقدمات کا جواب قرآن اور حدیث سے معلوم نہین ہو سکتا یعنی اس طرح کہ ہر عامی اور غیر عامی سمجھ سکے بلکہ بعض احکام ایسے ہین کہ جنکا استنباط کرنا حضرات مجتہدین عظام کے ساتھ خاص ہوگیا **دوم** یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد کرنے کی اجازت دی اون مسائل مین کہ نملے جواب صریح اونکا قرآن و حدیث سے **سوم** یہ کہ جب نپایا مجتہدین نے جواب ہزارون مسائلونکا قرآن و حدیث سے تو استنباط کیا اونھون نے اون مسائلونکے جواب کو قرآن و حدیث و اجماع امت و قیاس سے پس یہ سب مسائل احکام شرعیہ مین داخل اور لائق عمل کے ہین یعنی جبتک کہ ہمکو اونکا مخالف ہونا کسی نص صریح غیر مؤول و غیر منسوخ و غیر معارض کے بغلبہ ظن نہ معلوم ہوجاوے تو وہ سب مسائل معمول بہ ہین اور کتب اصول مین مذکور ہی کہ اجماع امت کا شرعیت قیاس پر منعقد ہوا اور نیز آیہ کریمہ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ الآیہ اور آیہ فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ کو مفسرین نے

واسطے شرعیت قیاس کے دلائل قاطعہ سے گردانا ہی اور منکر قرآن و حدیث کو کافر کہا ہی اور اسیطرح حال منکر
اجماع اور قیاس کا اور بعض نے کہا کہ منکر اسکا رافضی اور زندیق ہی **دوسرا مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین
کہ ہم سوای قرآن و حدیث کے اجماع کو نہین مانتے سو انھون نے خلاف کیا ہی ان احادیث کا لَا تَجْتَمِعُ
اُمَّتِی عَلَی الضَّلَالَۃِ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا اجماع ضلالت اور گمراہی
نہوگا اور فرمایا یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ یعنی اجماع مومنین پر اللہ کا ہاتھ ہی اور فرمایا اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ
فَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ یعنی پیروی کرو تم بڑی جماعت کی یعنی جدھر بہت لوگ ہین اونکی راہ پر چلو سو جو کوئی
اس جماعت اعظم سے الگ ہوا داخل ہوگیا وہ دوزخ مین اور ظاہر ہی کہ جماعت اعظم اور گروہ کثیر مسلمانونکا
مقلدین چار مذہب کے ہین جس مذہب کو چاہو اختیار کرلو کہ حق انھین چار مین دائر ہی اور جو انسے نکلا وہ
دائرہ اہل سنت و جماعت سے باہر ہی اور بھی سنن دارمی مین حدیث وارد ہی وَلَیْسَ اَحَدٌ یُفَارِقُ الْجَمَاعَۃَ
شِبْرًا فَیَمُوْتُ اِلَّا مَاتَ مِیْتَۃً جَاہِلِیَّۃً یعنی جو کوئی اجماع مومنین سے جدا ہوکر مرگیا تو جاہلیت کی موت
مرا انتہی بلکہ اجماع کی دلیل قرآن سے ثابت ہی چنانچہ حق تعالی فرماتا ہی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ
نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَہَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا یعنی جو کوئی چلے خلاف راہ جماعت مسلمانونکے
تو ہم اوسکو اوسی راہ ضلالت پر رکھینگے اور ڈالدینگے اوسکو دوزخ مین اور وہ بہت بری جگہ پہونچا یہان
موضح القرآن مین مولانا شاہ عبد القادر صاحب نے بطریق فائدہ لکھا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ ہی مسلمانونکی جماعت پر جسنے جُدی راہ پکڑی وہ جا پڑا دوزخ مین پس جس بات پر امت کا
اجماع ہوا وہی اللہ کی مرضی ہی اور جو منکر ہوا اسکا وہ دوزخی ہی انتہی غرض حق تعالی نے راہ اجماع
مومنین کے خلاف پر چلنے والے کو عذاب دوزخ کی وعید سنائی اور تمامی مفسرین اور علما اور فقہا اسی
آیت کو حجت اجماع پر سند لاتے ہین اور مولوی اسمعیل صاحب شہید نے بھی ایضاح الحق مین اسی آیت
کو دلیل اجماع کی قرار دی ہی و نیز آیہ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُہَدَآءَ عَلَی النَّاسِ اور آیت
کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ بھی اجماع کی حجت ہونے پر دلیل واضح ہی پس امور شرعیہ مین اجماع موجب قطعیت و یقین ہی
اور منکر اس حجت قطعی کا مثل رافض و معتزلہ کے ہی اور منکر اجماع قطعی کا بالاتفاق کافر ہی اور منکر اجماع ظنی کے کفر مین اختلاف
ہی کذا فی کتب الاصول **تیسرا مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ نماز مین بعد قرارت الحمد کے آمین پکار کر کہنی
چاہیے سو انھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو مسند امام احمد و مسند ابو داؤد

وطیالسی و مسند ابو یعلی و ترمذی و تہذیب الآثار و دارقطنی و معجم طبرانی و محلی شرح موطا و مستدرک مین باسناد صحیح موجود ہی عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهٗ صَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ وَاَخْفٰی بِهَا صَوْتَهٗ یعنی وائل بن حجر سے روایت ہی کہ ساتھ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھی پس جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ولا الضالین پر پہونچے تو آمین آہستہ کہی انتہی اور نیز خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو صحیح ترمذی مین ہی اور روایت کیا اسکو امام احمد حنبل و ابوداؤد وطیالسی و ابو یعلی نے اپنی مسانید مین اور طبرانی نے معجم مین اور دارقطنی نے اپنی سنن مین اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا حاکم نے یہ حدیث صحیح ہی اور اگر تجھے کچھ کلام ہو شعبہ مین کہ ایک راوی ہی اس حدیث کا تو دیکھ لے عینی شرح بخاری اور تقریب ابن حجر کو کہ ان دونون نے شعبہ کو امام المحدثین لکھا ہی چنانچہ وہ حدیث یہ ہی عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقَالَ اٰمِیْنَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ یعنی روایت ہی علقمہ بن وائل سے وہ روایت کرتے ہین اپنے باپ سے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پس کہا آمین و آہستہ کہا اسکو اور علامہ ابو المحاسن شارح ترمذی کی کتاب فوز الکرام مین ہے وَعَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَیْلٍ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَالَ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ یعنی روایت ہی شعبہ سے وہ روایت کرتے ہین سلمہ بن کہیل سے وہ روایت کرتے ہین علقمہ سے وہ روایت کرتے ہین وائل بن حجر سے کہ فرمایا نماز پڑھی مین نے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جبکہ فرمایا آپ نے ولا الضالین تو فرمایا آمین اور پست کیا ساتھ اوسکے آواز کو یعنی آمین آہستہ کہی اور روایت کیا اسکو ترمذی اور ابوداؤد اور دارقطنی اور ابن حبان نے طریق ثوری سے اور ذکر کیا اس حدیث کو ابو یعلی نے اپنی مسند مین اور طبرانی نے اپنی معجم مین اور حاکم نے اپنی مستدرک مین اور امام احمد نے اپنی مسند مین اور بعض روایت مین جو بجای خَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ کے مَدَّ بِهَا صَوْتَهٗ آیا ہی سو معنی اسکے محدثین نے اطالت یعنی دراز کیا کے لکھے ہین اور بعض محدثین نے مد سے مد عارضی جو اول کلمہ مین ہوتا ہی یا آخر کلمہ مین مراد لیا ہی یعنی یہ مد مقابل حذف کے ہی نہ مقابل خفض کے بہرحال اس سے جہر نہین ثابت ہوتا ہی ورنہ امام بخاری اس حدیث کو باوجود معلوم ہونے اسکے نہ چھوڑتے اور بالضرور اسکو اپنی صحیح مین درج کرتے اور اون احادیث سے جو اونکے مفید مطلب ہین تعرض نکرتے یا اسمین کوئی ایسی علت قادحہ تھی جسکے سبب سے

اسکو چھوڑ دیا اور جو بعض روایت مین دَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ وارد ہوا ہی اسکو بھی اوسی پر قیاس کرنا چاہیے یا بتقاضا
المعنی ہو یعنی بعض راویون نے مد کی تفسیر رفع کے ساتھ کی ہو حال اونکے معنی اطالت کے ہین یا بمعانی حصے کے
جیسا کہ مذکور ہو چکا اور اگر بالفرض بمعنی رفع کے بھی سہی تو مراد اوس سے اتنا بلند کیا کہ اول صف یعنی بعض
آدمیون نے آمین سُن لی اور یہ منافی اخفا کے نہین اسواسطے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہی کہ نماز سریہ مین بھی
قریب کے مقتدی امام کی قرأت سن لیتے ہین اور مؤید اسکی حدیث ابو ہریرہؓ ہی جو مروی ہی سنن ابو داؤد
مین اور نیز اسپر آثار صحابہ بھی شاہد عادل ہین کہ یہ حضرات اخفای آمین کرتے تھے چنانچہ تہذیب الآثار
طبری روایت کرتے ہین ابو بکر بن عیاش سے وہ ابو سعید سے وہ ابو وائل سے کہا اونھون نے کہ نہ تھے عمرؓ اور
علیؓ جہر کرنے والے ساتھ بسم اللہ اور آمین کے **اور** ہمارے حضرات مقلدین حنفیہ کو یہ بھی یاد رہے کہ غیر مقلدین
کو جب کسی حدیث صحیح کے جواب مین کچھ نہین بن پڑتا تو اوس حدیث کی اسناد مین خواہ نخواہ کوئی خدشہ
علت ضعف وغیرہ کا پیدا کر کے عوام الناس کو دھوکا دیتے ہین سو نظر بران اگر کوئی غیر مقلد صاحب اس
حدیث وائل مذکور حفض بہا مین باینطور خدشہ کرین کہ اسکی سند مین راوی علقمہ ہی اور اوسنے اپنے والد سے
نہین سنا جیسا کہ تقریب مین ہی عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ بِضَمِّ الْمُهْمَلَةِ وَسُكُوْنِ الْجِيْمِ الْحَضْرَمِيُّ الْكُوْفِيُّ
صَدُوْقٌ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِيْهِ پس سند مذکور مجروح ہوئی اور حدیث بسبب انقطاع کے قابل احتجاج
نہ رہی سو **جواب** اسکا کئی طرح سے ممکن ہی **اول** تو حدیث منقطع بھی ہمارے نزدیک مثل حدیث
مرسل کے حجت ہی بشرطیکہ راوی اوسکے ثقہ اور عادل ہون جیسا کہ کہا ہی امام ابن ہمام نے کتاب تحریر کی
فصل کیفیت سند مین اَنَّ الْاِنْقِطَاعَ عِنْدَنَا دَاخِلٌ فِي الْاِرْسَالِ بَعْدَ عَدَالَةِ الرُّوَاةِ اور ظاہر ہی کہ
راوی اس حدیث کے سب ثقہ اور عادل ہین **دوسرا** جواب یہ ہی کہ اگرچہ حافظ ابن حجر تقریب مین عدم
سماع علقمہ کے قائل ہو گئے ہین مگر یہ قول انکا جمہور علما کے خلاف ہی بلکہ خود حسب تحریر حافظ ابن حجر کے اور
مقامات سے تو سماع علقمہ کا ثابت ہوتا ہی پس نفی سماع علقمہ کی تقریب مین محمول ہیگی اونکے عدم اطلاع پر
یا کلام غیر کے نقل کرنے پر اسواسطے کہ اثبات مقدم ہی نفی پر چنانچہ خود حافظ اپنی کتاب تہذیب التہذیب مین
ترجمہ علقمہ مین لکھتے ہین حَكَى الْعَسْكَرِيُّ عَنِ ابْنِ مَعِيْنٍ اَنَّهٗ قَالَ عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ یعنی حکایت
کی عسکری نے ابن معین سے اس بات کی کہ کہا علقمہ بن وائل نے اپنے باپ سے اور بھی انھون نے بلوغ المرام
باب صفت الصلوٰۃ مین نسبت حدیث وائل صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهِ

لکھا ہی رواہ ابو داود باسناد صحیح یعنی روایت کیا اس حدیث کو ابو داود نے اسناد صحیح کے ساتھ
پس حکم کرنا حافظ ابن حجر کا ساتھ صحت اسناد اس حدیث کے مستلزم ہی اس بات کو کہ یہ حدیث
متصل ہی مرسل اور منقطع نہین اور واقف سنن ابو داود کو معلوم ہی کہ یہ حدیث ابو داود مین طریق علقمہ
عن ابیہ سے مروی ہی پس اس کلام سے واضح ہو گیا کہ مختار حافظ کا سماع علقمہ ہی ورنہ بموجب تحریر تقریب
یہان بھی حکم دیتے او صحت حدیث علقمہ بن وائل کے قائل نہوتے اور زیادہ توضیح غلط ہونے عبارت
تہذیب کی کتاب القول الجازم فی سقوط الحد بنکاح المحارم مین موجود ہی جسکا جی چاہے دیکھ لے کہ جسکو
فاضل المعی جناب مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی نے واسطے دفع شکوک و اوہام فاسدہ
فرقہ وہابیہ کے تصنیف فرمایا ہی اور جوابات دندان شکن سے لاجواب ہونیکے مطاعن بیجا کو یکقلم اوٹھا یا ہی
ہان البتہ علقمہ کے چھوٹے بھائی عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہین سنا ہی اور روایت علقمہ کی اپنے باپ سے
تو باجماع جمیع محققین ثابت ہی جیسا کہ امام ترمذی اپنی جامع مین کتاب الحدود کے باب ما جاء فی المرأۃ
مین بعد ذکر حدیث کے جو مروی ہی طریق علقمہ سے لکھتے ہین عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ سَمِعَ مِنْ اَبِیْهِ
وَهُوَ اَكْبَرُ مِنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ اَبِيْهِ یعنی علقمہ بن وائل بن
حجر نے اپنے باپ سے سنا ہی کہ وہ بڑا ہی اپنے بھائی عبد الجبار بن وائل سے اور عبد الجبار بن وائل نے اپنے
باپ سے نہین سنا ہی اور اسی طرح صحیح مسلم کے باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین عند ظہور الفتن کے شروع مین
حدیث حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی الخ کی اسناد مین عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ
وارد ہی اور ظاہر ہی کہ امام مسلم اصول مین کوئی حدیث منقطع نہین لاتے ہین پس انکے نزدیک بھی سماع علقمہ کا
اپنے باپ سے ثابت ہی اور یہ حدیث متصل السند ہی اور اسمین لفظ حدثنا بھی الفاظ سماع سے آیا ہی
اور بھی مختار اکابر محدثین کا مثل امام بخاری و سمعانی و ابن عبد البر و جزری و ابو المحاسن شارح
ترمذی و قاسم بن قطلوبغا و ملا علی قاری و شیخ الدہلوی کے سماع علقمہ ہی اپنے والد سے اور یہ حدیث
بھی اخفا کے مؤید ہی عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ وَعِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ تَذَاكَرَا فَحَدَّثَ
سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ اَنَّهٗ حَفِظَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكْتَتَيْنِ سَكْتَةً اِذَا كَبَّرَ
وَسَكْتَةً اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَحَفِظَ ذٰلِكَ سَمُرَةُ وَاَنْكَرَ عَلَيْهِ
عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَكَتَبَا فِيْ ذٰلِكَ اِلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَكَانَ فِيْ كِتَابِهٖ اِلَيْهِمَا اَوْ فِيْ رَدِّهٖ اَنَّ سَمُرَةَ قَدْ

اثبات سماع علقمہ کا اپنے باپ سے

حفظ یعنی روایت کی حسن سے کہ تحقیق سمرہ بن جندب اور عمران بن حصین نے تذکرہ کیا آپسمین پس
حدیث کی سمرہ بن جندب نے کہ تحقیق مجھے یاد ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سکتے کرنے ایک سکتہ
بعد تکبیر کے یعنی بعد تکبیر تحریمہ کے اور دوسرا سکتہ بعد ولا الضالین کے اور انکار کیا اسکا عمران بن حصین نے
پس لکھا دونون نے خط طرف ابی بن کعب کے یعنی مدینہ مین پس جواب لکھا اونہون نے دونونکو کہ تحقیق
سمرہ کا حفظ صحیح ہی اور روایت کیا ترمذی نے کہ عمران بن حصین نے کہا کہ مجھکو ایک سکتہ یاد ہی سو فیصلہ کیا
اون دونوں کا ابی بن کعب نے کہ حفظ سمرہ کا صحیح ہی اور یہ حدیث ابو داؤد کی ہی اور ترمذی اور نسائی بھی ہی
کہا طیبی نے باوجودیکہ شافعی المذہب ہی پہلا سکتہ سبحانک اللہم کے واسطے اور دوسرا سکتہ آمین کہنے کے واسطے ہی
کذا فی المرقات اور ترمذی نے یہ بھی روایت کی کہ کہا سعید نے جو ایک راوی ہی حدیث سکتہ کا پوچھا ہمنے
قتادہ سے وہ ایک راوی ہی اس حدیث کا کہ کیا ہین یہ دونون سکتے کہا قتادہ نے پہلا سکتہ جسوقت کہ
داخل ہو تو نماز مین یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد اور دوسرا سکتہ جسوقت کہ فراغت پاوے تو قرارت سے پھر کہا
جب پڑھ چکے تو ولا الضالین تو ای بھائی غور کا مقام ہی کہ حدیث سکتہ سے جو روایت صحاح کی ہی
خوب معلوم ہو گیا کہ آمین آہستہ کہنی سنت ہی اسواسطے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ولا الضالین
سکتہ کیا تو آمین آہستہ کہی جیسا کہ دلالت کرتی ہی اسپر یہ حدیث شیخین کی عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ
فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ یعنی جب کہے امام ولا الضالین تو آمین کہو یہ تو نہین فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی
آمین کہو کہ البتہ اوس سے آمین جہری ثابت ہو جاتی وَاِذْ لَیْسَ فَلَیْسَ اور یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم
اور موطای امام مالک کی ہی اور دلالت کرتی ہی اسپر روایت نسائی کی عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ فَاِنَّ الْمَلٰئِکَۃَ
یَقُوْلُوْنَ اٰمِیْنَ وَاِنَّ الْاِمَامَ یَقُوْلُ اٰمِیْنَ یعنی جب امام ولا الضالین کہے تو کہو تم آمین اسواسطے کہ
ملائکہ کہتے ہین آمین اور امام کہتا ہی آمین اگر امام جہر سے کہتا ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیون تعلیم فرماتے
کہ امام بھی کہتا ہی اور سوای اسکے قُوْلُوْا کے معنی پکار کر کہو تم کے کہان آئے ہین بلکہ معنی کہو تم کے ثابت
ہوتا ہی اور عطا نے کہا کہ آمین دعا ہی کَمَا نَقَلَہٗ فِی الْبُخَارِیِّ قَالَ عَطَاءٌ اٰمِیْنَ دُعَاءٌ تو دعا کو آہستہ
کہنا حکم قرآن شریف کا ہی جیسا کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہی اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً

یعنی پکارو تم اپنے رب کو زاری سے اور آہستہ اور حضرت زکریا علی نبینا و علیہ السلام نے بھی دعا کی تو آہستہ کی اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا اور فرمایا عبد اللہ بن مسعودؓ نے اَرْبَعٌ يُخْفِيْهِنَّ الْاِمَامُ التَّعَوُّذُ وَالثَّنَاءُ وَالتَّسْمِيَةُ وَالتَّامِيْنُ كَمَا نَقَلَهٗ فِيْ فَتْحِ الْقَدِيْرِ یعنی چار ذکر امام آہستہ کہے اعوذ اور سبحانک اللہم اور بسم اللہ اور آمین اور اس بحث آمین بالاخفا کو ہمنے صفحہ ۳۴۲ سے صفحہ ۳۶۳ تک خوب تفصیل سے بیان کر دیا ہی پس جبکہ احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ اور آیات قرآن شریف کو بھائی مسلمانو نے ملاحظہ کیا تو اب اپنے دلو مین انصاف کرین کہ آمین آہستہ کہنے مین خلوص اور عاجزی زیادہ ہی یا پکار کر کہنے مین افسوس کہ اس زمانہ نے اسکی تصدیق کر دی کہ لڑکونکو اور عوام کو فرائض نماز کی تعلیم نہین ہوتی مگر آمین اور رفع یدین کے تعلیم کا بڑا اہتمام ہوتا ہی ؎ ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی + کین رہ کہ تو میروی بترکستانست + **چوتھا مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ رفع یدین کرنا چاہیے حالانکہ اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی ان احادیث صحیحہ کا کہ جنسے رفع نکرنا ثابت ہوتا ہی عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّيْ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِيْ اَوَّلِ مَرَّةٍ یعنی علقمہ سے روایت ہی کہ فرمایا عبد اللہ بن مسعودؓ نے کیا نہ پڑھاؤن تمکو نماز مثل نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر پڑھی نماز پس نہ اوٹھائے دونون ہاتھ اپنے مگر وقت تکبیر اولی کے یہ حدیث صحیح ترمذی کی ہی اور کہا ترمذی نے کہ اسی مضمون کی حدیث برا بن عازب سے بھی آئی ہی اور یہ حدیث حسن ہی اور تسلیم او قبول کیا ہی اس حدیث کو بہت سے علما او صحابہ اور تابعین نے اور یہ قول ہی سفیان ثوریؒ اور اہل کوفہ کا یعنی ابو حنیفہؒ اور اونکے اتباع کا تمام ہوا کلام ترمذی کا صحیح ترمذی مین اور ابو داؤد نے تو باب منعقد کیا جداگانہ اس بات کا کہ رفع یدین نماز مین اول ہی مرتبہ ہی اور روایت کی علقمہ سے یہی حدیث اور روایت کی ابو داؤد نے ابو سفیان اور برا بن عازب سے اسی اسناد کے ساتھ یہی حدیث عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ اِلٰى قَرِيْبٍ مِنْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ یعنی روایت ہی برا بن عازب سے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ جسوقت شروع کرتے نماز کو اوٹھاتے دونون ہاتھ اپنے قریب کانونکے پھر دوبارہ نہ اوٹھاتے ساری نماز مین انتہی حیاتی الغمان پکہ یہ ...اں میرشین صحاح ستہ کی ہین اور

چوتھا مسالہ عدم رفع یدین کا

یر مقلدین عمل با لحدیث کا دعوی کرتے ہین اور وقت رکوع اور قومہ کے رفع یدین کرکے تارک ہوتے
ہین ان دو حدیثون صحاح کے اور اگر اونکو یہ خیال ہو کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین عبد اللہ بن عمرؓ
سے رفع یدین مین کئی طریق سے روایتین آئین سو جواب اوسکا یہ ہے کہ وہ منسوخ ہین چنانچہ عینی
شرح بخاری مین مرقوم ہے اَنَّہٗ کَانَ فِی بَدْءِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ نُسِخَ یعنی تھا رفع یدین رکوع وغیرہ کا ابتداء
اسلام مین پھر منسوخ ہو گیا اور دلیل اسکے نسخ پر یہ ہے اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ الزُّبَیْرِ رَاٰی رَجُلًا یَرْفَعُ یَدَیْہِ
فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ رَاْسِہٖ مِنَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ ھٰذَا شَیْءٌ فَعَلَہٗ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَکَہٗ یعنی تحقیق عبد اللہ بن زبیر نے ایک شخص کو رفع یدین
کرتے دیکھا وقت رکوع اور قومہ کے کہا نکر تو یہ کام اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا
پھر ترک کر دیا اسکو اور دوسری دلیل نسخ کی یہ ہے کہ جو روایت کی امام طحاویؒ نے سند صحیح کے ساتھ
حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ قَالَ اَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ یُوْنُسَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنِ عَیَّاشِ بْنِ
حُصَیْنِ بْنِ مُجَاھِدٍ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ یَکُنْ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِلَّا فِی التَّکْبِیْرَۃِ
الْاُوْلٰی مِنَ الصَّلٰوۃِ کہا طحاویؒ نے روایت کی مجکو ابو داؤد نے اوسکو احمد بن عبد اللہ بن یونس نے
اوسکو ابو بکر بن عیاش نے اوسکو حصین نے اوسنے روایت کی مجاہد سے کہا مجاہد نے کہ نماز پڑھی مین نے
پیچھے عبد اللہ بن عمرؓ کے سو نہ رفع یدین کیا اونھون نے مگر تکبیر اولی مین نماز کے کہا امام طحاویؒ نے کہ یہ
وہی ابن عمرؓ ہین کہ کرتے تھے رفع یدین وقت رکوع اور قومہ کے پھر ترک کیا بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے سو ترک کرنا اونکا دلیل نسخ کی ہے انتہی کلام العینی اور بے ظاہر ہے کہ یہ لوگ حدیث کے پڑھنے والے
جو پیدا ہو گئے اور بمقابلہ تحقیق حدیث ان لوگونکے اسوقت کے علما کو کیا نسبت ہے ع چہ نسبت خاک را
با عالم پاک ✤ اور بعض لوگ جو دھوکے مین ڈالتے ہین کہ حدیث رفع یدین کے راوی قوی ہین سو یہ
قصہ بھی خاص مکہ معظمہ مین امام اوزاعی اور امام ابو حنیفہؒ سے دار حناطین مین ہو چکا ہے آخر کار
امام اعظم غالب رہے اور امام اوزاعی چپ ہو رہے جیسا کہ فتح القدیر مین و عقود الجواہر المنیفہ مین
ہے رَوَی الْحَارِثِیُّ فِیْ مُسْنَدِہٖ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ زِیَادٍ الرَّازِیُّ حَدَّثَنَا
سُلَیْمَانُ بْنُ الشَّاذَکُوْنِیِّ سَمِعْتُ سُفْیَانَ بْنَ عُیَیْنَۃَ یَقُوْلُ اجْتَمَعَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ وَالْاَوْزَاعِیُّ
فِیْ دَارِ الْحَنَّاطِیْنَ بِمَکَّۃَ فَقَالَ الْاَوْزَاعِیُّ لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ مَا بَالُکُمْ لَا تَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَکُمْ

فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ فَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ لِاَجْلِ اَنَّهُ لَمْ يَصِحَّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ شَيْءٌ فَقَالَ كَيْفَ لَمْ يَصِحَّ وَقَدْ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَعِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ فَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَلَا يَعُوْدُ لِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ الْاَوْزَاعِيُّ اُحَدِّثُكَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ وَتَقُوْلُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ كَانَ حَمَّادٌ اَفْقَهَ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَكَانَ اِبْرَاهِيْمُ اَفْقَهَ مِنْ سَالِمٍ وَعَلْقَمَةُ لَيْسَ بِدُوْنِ ابْنِ عُمَرَ فِي الْفِقْهِ وَاِنْ كَانَتْ لِابْنِ عُمَرَ صُحْبَةٌ وَلَهُ فَضْلُ صُحْبَةٍ فَالْاَسْوَدُ لَهُ فَضْلٌ كَثِيْرٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ فَسَكَتَ الْاَوْزَاعِيُّ

یعنی حارثی نے اپنی مسند مین روایت کی کہ کہا حدیث کی ہمکو محمد بن ابراہیم بن زیاد رازی نے اور اونکو حدیث کی سلیمان بن شاذکونی نے کہ سنا مین نے سفیان بن عیینہ سے کہ فرماتے تھے کہ ایک روز جمع ہوے امام ابو حنیفہ اور امام اوزاعی مکہ معظمہ مین درمیان دار حناطین کے سو کہا امام اوزاعی نے امام ابو حنیفہ سے کہ تم لوگ رفع یدین کیون نہین کرتے ہو رکوع اور قومہ مین نماز کے کہا امام ابو حنیفہ نے کہ نہین ہے اس باب مین کوئی حدیث صحیح کہا امام اوزاعی نے کیونکر نہین صحیح ہے کہ حدیث کی مجکو زہری نے اوسکو سالم نے اوسکے باپ نے کہا سالم کے باپ نے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے رفع یدین وقت تکبیر اولی کے اور وقت رکوع اور قومہ کے پس کہا امام ابو حنیفہ نے کہ حدیث کی مجکو حماد نے اوسکو ابراہیم نے اوسکو علقمہ اور اسود دونون نے روایت کی عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا اونھون نے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ اپنے مگر شروع نماز مین پھر نہ اوٹھاتے ساری نماز مین پھر کہا اوزاعی نے کہ حدیث کی مین نے تجکو زہری سے کہ وہ میرے استاذ ہین اونسے سالم سے اور سالم نے اپنے باپ سے اور تم کہتے ہو حدیث کی مجکو حماد نے اوسکو ابراہیم نے اوسکو اسود اور علقمہ نے ان دونونکو عبد اللہ بن مسعود نے پس کہا امام ابو حنیفہ نے کہ زہری سے حماد زیادہ فقیہ ہین اور ابراہیم بڑے فقیہ ہین سالم سے اور

لقمہ فقاہت مین عبد اللہ بن عمر سے کم نہین اگرچہ ابن عمر صحابی ہین اور واسطے اونکے فضل صحبت ہی
دراسود کی تو بڑی بزرگی ہی اور عبد اللہ بن مسعود تو عبد اللہ بن مسعود ہین اونکا کیا کہنا پس چپ ہو گئے
مام اوزاعی اسکے جواب مین اور غالب آئے امام ابو حنیفہ حجت مین اور یہ قصہ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی
پنے رسالہ انصاف مین لکھا ہی اور کفایہ شرح ہدایہ مین بھی اسیطرح مرقوم ہی اور نیز معارض ہی حدیث رفع
یدین کو یہ حدیث مرفوع صحیح الاسناد کہ جسکو امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ نے شرح معانی الآثار مین لکھا ہی
حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ ثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ
كُلَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُودُ یعنی حدیث کی ہمکو ابن ابو داود نے
کہا اونھون نے کہ حدیث کی ہمکو نعیم بن حماد نے کہا اونھون نے کہ حدیث کی ہمکو وکیع نے اونھون نے
سفیان سے اونھون نے عاصم بن کلیب سے اونھون نے عبد الرحمن بن اسود سے اونھون نے علقمہ سے
اونھون نے عبد اللہ بن مسعود سے اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق آپ اوٹھاتے تھے دونون
ہاتھونکو پہلی تکبیر مین پھر نہین اوٹھاتے تھے ساری نماز مین انتہی بعد اسکے لکھا ہی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
النُّعْمَانِ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ اور یہ حدیث بھی
معارض ہی وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعُوا أَيْدِيَهُمْ إِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ یعنی کہا عبد اللہ بن مسعود نے
نماز پڑھی مین نے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ اور عمرؓ کے سو اونھون نے رفع یدین نہین کیا
مگر وقت شروع کرنے نماز کے روایت کیا اسکو ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین جو اسناد ہین
بخاری اور مسلم کے کما نقلہ صاحب فتح القدیر اور دار قطنی مین یہ حدیث باین اسناد ہی
حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْحَنَّاطُ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عِيسَى بْنِ
أَبِي حَيَّةَ قَالَا نَا إِسْحٰقُ بْنُ أَبِي إِسْرَائِيلَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعُوا
أَيْدِيَهُمْ إِلَّا عِنْدَ التَّكْبِيرَةِ الْأُولٰى فِي افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ اور بھی رفع یدین کو یہ حدیث معارض ہی
وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

رافعوا ایدینا فی الصلوٰۃ فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانہا اذناب خیل شمس
اسکنوا فی الصلوٰۃ اخرجہ مسلم یعنی جابر بن سمرہ سے روایت ہی نکلے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ہمپر درانحالیکہ اوٹھائے ہوئے تھے ہم ہاتھونکو نماز مین فرمایا کیا ہی مجھکو کہ دیکھتا ہون تمکو کہ اپنے
ہاتھونکو اسطرح اوٹھاتے ہو تم نماز مین جیسے دُمین سرکش گھوڑونکی ہلتی ہین سکون کرو یعنی ہاتھ نہ اوٹھاؤ
نماز مین روایت کیا اسکو مسلم نے اپنی صحیح مین اور ابو داؤد اور نسائی نے اپنی سنن مین اور ابی بکر بن ابی شیبہ
استاد بخاری ومسلم نے اپنی مصنف مین اور محمول کرنا اس حدیث کا رفع یدین وقت سلام پر تخصیص
بلا مخصص ہے مقام غور ہے کہ اس صحاح ستہ کی حدیث پر غیر مقلدین کا عمل نہوا اور پھر دعویٰ ہے کہ ہم
عامل بالحدیث ہین واہ واہ سبحان اللہ اور بھی روایت کی طحاوی اور بیہقی نے حسن بن عیاش سے
ساتھ سند صحیح کے عن الاسود قال رأیت عمر بن الخطاب رفع یدیہ فی اول تکبیرۃ
ثم لا یعود یعنی اسود سے روایت ہے کہ فرمایا دیکھا مین نے عمر بن خطاب کو کہ اوٹھاتے دونون ہاتھ
اپنے اول تکبیر مین پھر نہ اوٹھائے ساری نماز مین نقل کیا اسکو صاحب فتح القدیر نے اور بھی روایت
کی عاصم بن کلیب نے اپنے باپ سے کہ کہا اوسکے باپ نے کہ علی مرتضیٰ نہ کرتے تھے رفع یدین مگر تکبیر
اولیٰ مین پھر نہ کرتے تھے رفع یدین یعنی باقی نماز مین روایت کیا اسکو امام طحاوی نے اور کہا نہین
جائز ہے یہ بات کہ علی مرتضیٰ خلاف کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مگر بعد اسکے کہ جانا ہے نسخ کے کما نقلہ
العینی فی شرح الہدایۃ اور بھی امام محمد روایت کرتے ہین ساتھ سند صحیح کے عن عاصم بن کلیب
عن ابیہ ان علیا کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوٰۃ ثم لا یعود یعنی عاصم بن کلیب نے
اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی شروع نماز کے رفع یدین کرتے تھے پھر باقی نماز مین اعادہ
نہ کرتے تھے [illegible] وقال ابن ابی شیبہ [illegible] عن مجاہد قال خدمت ابن عمر عشر سنین
فما رأیتہ یرفع یدیہ فی شیء من صلاتہ الا فی التکبیرۃ الاولی یعنی امام زیلعی فرماتے ہین
کہ [illegible] کہا مجاہد نے کہ خدمت کی مین نے ابن عمر کی دس برس سو نہین دیکھا مین نے اونکو
رفع یدین کرتے ہوئے نماز مین [illegible] وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان العشرۃ
المبشرۃ ما کانوا یرفعون ایدیہم الا فی افتتاح الصلوٰۃ ذکرہ فی النہایۃ والکفایۃ
یعنی ابن عباس رض سے [illegible] ہے کہ عشرہ مبشرہ رفع یدین نہین کرتے تھے مگر شروع مین نماز کے اور

نور الانوار مین ہی وقد صح عن مجاهد انه قال صحبت ابن عمر عشر سنین فلم اره
رفع یدیه الا فی تکبیرة الافتتاح فترك العمل به دلیل علی انتساخه یعنی روایت
صحیح مجاہد سے یہ ہی کہ فرمایا انھون نے کہ صحبت مین رہا مین ابن عمر رض کے دس برس تک سو نہین
دیکھا مین نے اونکو رفع یدین کرتے ہوے سوای تکبیر تحریمہ کے پس چھوڑ دینا عمل رفع یدین کو دلیل
ہی اوسکے منسوخ ہونے پر وفی النهایة عن عبد الله بن الزبیر انه رای رجلا یصلی فی
المسجد الحرام ویرفع یدیه عند الرکوع وعند رفع الراس منه فقال لا تفعل
انه شئ قد ترکه رسول الله صلی الله علیه وسلم بعد ما فعله یعنی نہایہ مین روایت
عبد اللہ بن زبیر مرقوم ہی کہ دیکھا اونھون نے ایک آدمی کو مسجد حرام مین نماز پڑھتے ہوے اور وہ رفع یدین
کرتا تھا وقت رکوع اور قومہ کے پس منع کیا اونھون نے رفع یدین کو کہ وہ ایک فعل تھا کہ جسکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد کرنے کے چھوڑ دیا وعن عبد الله بن عباس قال قال النبی صلی الله
علیه وسلم لا ترفع الایدی فی شئ الا فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوة وفی
العیدین وعند استلام الحجر وعلی الصفا والمروة وعند عرفات وعند جمع و
عند رمی الجمار یعنی روایت ہی عبد اللہ بن عباس رض سے کہا اونھون نے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اوٹھائے جاوین ہاتھ کسی شی مین مگر سات جگہ اول تکبیر تحریمہ مین دوم نماز
عیدین کی تکبیرون مین سوم وقت بوسہ دینے حجر اسود کے چہارم صفا مروہ پہ پنجم عرفات مین ششم
مزدلفہ مین ہفتم وقت کنکریان مارنے کے شیطان کو منا مین روایت کیا اسکو بیہقی نے اور
صاحب ہدایہ نے بھی مگر باختلاف الفاظ اور کفایہ شرح ہدایہ مین دربارہ ترجیح حدیث عدم رفع یدین
کے لکھا ہی ولانه لما تعارضت روایتا فعله علیه السلام وجب المصیر الی قوله
علیه السلام وهو الحدیث المشهور لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن عند
افتتاح الصلوة وقنوت الوتر وتکبیر العیدین وعند استلام الحجر وعند
الصفا والمروة وعند الموقفین وعند الجمرتین ای الاولی والوسطی وما روی
من الرفع محمول علی الابتداء کذا نقل عن ابن الزبیر یعنی سبب وہ حدیث ابن عباس رض
ہوئین تو ضرور ہوا رجوع کرنا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کہ وہ حدیث مشہور ہی

نور الانوار صفحہ ۲۰۱ مطبع مصطفائی

لا یرفع الا فی سبع الخ اور حدیث رفع یدین کی ابتدا پر محمول ہوگی یعنی یہ خبر ہے اوس فعل کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوائل میں کرتے تھے اخیر کو آپ نے چھوڑ دیا کالاعتبار بالمتواتر نیکی بین الیاتہ احادیث صحاح ستہ وغیرہ اور آثار صحابہ سے حدیث رفع یدین کی منسوخ ہونے مین کچھ شک و شبہہ نرہا تو عمل مقلدین حنفیہ کا موافق حدیث کے ہوا اور اگر غیر مقلدین کو صرف اس بات کا غصہ اور تعصب ہے کہ یہ مذہب فقط امام اعظم رح کا ہی سو یہ بات محض غلط ہی اسواسطے کہ کہا ترمذی نے یہ مذہب ہی بہت سے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تابعین کا اور علامہ عینی شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین کہ یہ مذہب ہی امام ابو حنیفہ اور اونکے اصحاب اور سفیان ثوری کا اور ابراہیم نخعی کا اور ابن ابی لیلی کا اور علقمہ اور اسود کا اور عامر شعبی کا اور ابو اسحق سبیعی کا اور خیثمہ اور مغیرہ کا اور وکیع اور عاصم ابن کلیب کا اور مشہور مذہب امام مالک کا اور اونکے اصحاب کا انتہی کلام العینی

پانچوان مسالہ

بیان قراءت خلف الامام

غیر مقلدین نماز مین سری ہو خواہ جہری امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کو واجب جانتے ہین سو وہ اونھون نے خلاف کیا ہی اس آیت قرآنی کا اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَاَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ یعنی جب قرآن پڑھا جاوے تو سنو تم اور چپ رہو تم شاید تم لوگ رحم کیے جاو انتہی یہ آیت منع کرتی ہی مقتدی کے سورہ فاتحہ پڑھنے کو امام کے پیچھے اسواسطے کہ اسمین دو چیزونکی غرض ہی ایک سننا دوسرے چپ رہنا پس دونو پر عمل کیا جاویگا اور سننا خاص ہی جہری نماز کے ساتھ اور چپ رہنا خاص نہین پس مطلق باقی رہیگا پس واجب ہوگا چپ رہنا عموماً قرارت کے وقت یعنی جہری نماز مین سننا اور چپ رہنا دونو پر عمل ہو سکتا ہی اور سری نماز مین چونکہ سننا غیر ممکن ہی تو حق تعالی کے اوس دوسرے حکم پر یعنی چپ رہنے پر عمل ہوگا بہر نوع مقتدی کو ہر نماز مین چپ رہنا چاہیے کیونکہ اللہ پاک فرما چکا کہ جب قرآن پڑھا جاوے تو تم لوگ چپ ہو اور چونکہ امام سری اور جہری دونون مین قرارت قرآن کرتا ہی تو لامحالہ مقتدیونکو دونون حالتون مین چپ رہنا پڑیگا کما قَالَ الْعَلَّامَةُ ابْنُ الْهُمَامِ فِیْ فَتْحِ الْقَدِیْرِ فَاِنَّ الْمَطْلُوْبَ مِنْ هٰذِهِ الْآیَةِ اَمْرَانِ الْاِسْتِمَاعُ وَالْاِنْصَاتُ فَیُعْمَلُ بِکُلٍّ مِّنْهُمَا وَالْاَوَّلُ یَخُصُّ بِالْجَهْرِیَّةِ وَالثَّانِیْ لَا فَیَجْرِیْ عَلٰی اِطْلَاقِهٖ فَیَجِبُ السُّکُوْتُ عِنْدَ الْقِرَاءَةِ مُطْلَقًا اور یہ آیت دربارہ قرارت نماز کے نازل ہوئی ہی یہی قول مستند اور قابل اعتبار کے ہی چنانچہ تفسیر عماد بن کثیر مین مرقوم ہی قال علی بن طلحۃ عن

ابن عباس پس قولہ واذا قرئ القرآن یعنی فی الصلوۃ المفروضۃ اور امام بغوی صاحب
تفسیر معالم التنزیل نے تو قول فیصل کر دیا یعنی اس آیت کی شروع تفسیر مین لکھا ہی ذہب جماعۃ الی انہا
فی القراءۃ فی الصلوۃ یعنی ایک جماعت کے رای یہ ہی کہ یہ آیت دربارۂ قرارت نماز کے ہی اور بعد اسکے
مخالفین کو لکھکے اخیر مین یہ فیصلہ کر دیا والاول اولیٰ وہو انہا فی القراءۃ فی الصلوۃ اور زرقانی
شرح موطا مین قاضی ابن عبد البر نے لکھا ہی اجمعوا علی انہ لم یرد بہ کل موضع یستمع فیہ
القرآن وانما اراد الصلوۃ ویشہد لہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الامام واذا قرأ
فانصتوا صححہ ابن حنبل فاین المذہب عن السنۃ وظاہر القرآن یعنی سب کا اتفاق ہی
کہ اس آیت سے ہر جگہ مراد نہین ہی کہ جہان کہین قرآن پڑھا جاوے بلکہ نماز اوس سے مراد ہی اور اسپر
حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امام کی شان مین گواہ ہی کہ جب امام قرآن پڑھے تو تم لوگ چپ رہو
امام احمد حنبل نے اس حدیث کو صحیح کہا پس حدیث اور ظاہر قرآن سے کہان جگہ جانے کی ہی پس ان روایات
سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ مقتدی امام کے پیچھے قرارت کیا کرتے تھے سو اوسکی ممانعت مین یہ آیت اتری
یہان مؤلف صاحب نے حسب عادت قدیمہ اپنی ایسی بددیانتی اور خیانت کی ہی کہ خائنونکے بھی کان کاٹے
ہین چنانچہ اوس شخص نے بلاغ المبین کے صفحہ ۱۶۰ مین تفسیر معالم سے اور اور اقوال نقل کیے مگر اس قول
صحیح کو کہ (یہ آیت دربارۂ قرارت نماز نازل ہوئی ہی) اول سے اوڑا دیا اور بیچ کا فقرہ بھی کہ (قول
اول اولیٰ ہی) غلط انداز کر دیا اور ترجمہ بھی ندارد اور ادھر اودھر کی عبارت اپنے مطلب کے موافق کاٹ
کے لکھدی یہ کیا بلکہ اس فرقۂ لامذہب کے ایسی ہی تصرفات اور خیانت کے معاملات ہین بیچارے
عوام مقلدین جو انکے مکائد سے ناواقف ہین انکے دام فریب مین آجاتے ہین اور اپنی سادگی سے دھوکا
کھا جاتے ہین اور بعضے یہ کہتے ہین کہ یہ آیت زور سے قرارت کرنے اور نماز مین باتین کرنیکی
ممانعت مین نازل ہوئی ہی سو ہم پوچھتے ہین کہ اسمین چلا کے نہ پڑھنے اور باتین نکرنے کا کہان حکم ہی
بلکہ حکم اسمین قرآن سننے اور چپ رہنے کا ہی یعنی سننا تو نماز جہری کے ساتھ خاص ہی اور چپ رہنا نماز
سری و جہری مین عام [illegible] کلام الٰہی ہی اسکا ایک ایک نقطہ بھی حکمت اور فائدے سے بھرا ہوا ہی زائد اور
بیکار نہین اور ہر لفظ [illegible] اور حکم جداگانہ نکلتا ہی اس مقام مین مؤلف صاحب بلاغ المبین کے
صفحہ (۱۰۰) مین [illegible] معقول دیتے ہین کہ تفسیر رحمانی [illegible] اس آیت کی تفسیر [illegible] لکھی ہی

چکے رہو سوای قرآن کے یہانسے دانشمندی مؤلف صاحب کی معلوم ہو گئی کہ باوجود امر بات کے
کہ قول معتبر ومستند معالم التنزیل و در منثور وتفسیر عماد وغیرہ سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ یہ آیت در بارۂ قرات
نماز کے اوتری اور لوگ امام کے پیچھے قرارت کرنے سے روکے گئے پھر یہ حضرت تفسیر رحمانی سے کہ ایک غیر مشہور
تفسیر ہی نقل کرتے ہین کہ قرآن کی ممانعت نہین واہ ری جرأت کہ قرآن پر بھی بے دھڑک حاشیہ چڑھانے لگے
اور بے پر کی اوڑانے لگے اور دعوا یہ کہ ہم تو فقط قرآن وحدیث مانتے ہین دوسرونکے قول سے ہمکو کچھ غرض
نہین چنانچہ اسی بنا پر مؤلف صاحبنے بلاغ المبین کے صفحہ ۱۶۲ مین لکھا ہی کہ قول صحابی کا حجت نہین ہی
بھائیو انصاف کا مقام ہی کہ قول صحابہ تو حجت نہو اور تفسیر رحمانی کا قول جو عموم آیت کے خلاف اور دوسری
تفاسیر معتبرہ کے بھی خلاف اور شان نزول کے بھی خلاف ہی وہ قابل تسلیم ہو اور جو آیت کا اوس سے رد ہو جاوے
نعوذ باللہ الکریم من ہذا الشر العظیم والجہل الجسیم اور جو آیہ فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ سے یعنی پڑھو تم
قرآن سے اوسقدر جو آسان ہو ثابت ہوتا ہی کہ مقتدی بھی امام کے پیچھے قرارت کرے سو یہ نا غلط فہمی کا
ہی اسواسطے کہ جب ہمکو احادیث صحیحہ سے معلوم ہو گیا کہ قرارت امام کی بعینہ مقتدی کی قرارت ہی تو پھر قرارت
مکرر مقتدی کی کیا حاجت رہی چنانچہ ابن ماجہ مین حدیث صحیح وارد ہی عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ یعنی حضرت جابر رض سے
مروی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھنا امام کا مقتدی کا پڑھنا ہی پس مقتدی بحکم آیت
وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ کے چپ بھی ہی اور آیت فَاقْرَؤُا کی تعمیل بھی اوس طریق پر کر رہا ہی جیسا کہ ثابت
ہوا حدیث صحیح سے پس اس صورت مین دونون آیتون کا تعارض بھی جاتا رہا اور ہر ایک اپنے اپنے حکم پر باقی
رہی اور یہ قاعدہ مسلمہ ہی کہ جب دو باتون مین تعارض واقع ہو تو تا بامکان جمع کرینگے نہ یہ کہ دونونکو ساقط
کردین اور علامہ عینی نے شرح صحیح بخاری مین کہا کہ روایت کیا حدیث مَنْ كَانَ کو ایک جماعت
صحابہ نے کہ اونمین سے جابر بن عبد اللہ و ابن عمر و ابو سعید خدری و ابو ہریرہ و ابن عباس و انس بن مالک رض
ہین اور منع کیا ہی امام کے پیچھے قرارت کرنے سے اسی صحابہ نے کہ اونمین سے حضرت علی اور عبد اللہ بن عمر
اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم ہین پس [illegible] ایسے ایسے صحابہ جلیل القدر کا
بمنزلہ اجماع کے ہو گیا اسی کثرت کے اعتبار سے صاحب ہدایہ نے کہا کہ [illegible] ہو کہ مقتدی کچھ نہ پڑھے
امام کے پیچھے اور عبد اللہ بن زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ [illegible] دس صحابہ [illegible]

وسلم کے شدت سے منع کرتے تھے امام کے پیچھے قرارت کرنے کو وہ ابوبکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ و عثمان بن عفانؓ و علی بن ابی طالبؓ و عبدالرحمن بن عوفؓ و سعد بن ابی وقاصؓ و عبداللہ بن مسعودؓ و زید بن ثابتؓ و عبداللہ بن عمرؓ و عبداللہ بن عباسؓ ہین انتہی کلام العینی اور اگر کوئی موافق قول واحدی کے کہے کہ وقت سکتہ کرنے امام کے مقتدی قرارت کریگا تو آیت اذا قرئ القرآن کی مخالفت لازم آئیگی سو خود امام فخر الدین رازی نے تفسیر مین جواب سکا لکھا ہے ولقائل ان یقول سکوت الامام اما ان نقول انہ من الواجبات او لیس من الواجبات والاول باطل بالاجماع والثانی یقتضی [illegible] ان لا یسکت فبتقدیر ان لا یسکت یلزم ان تحصل قراءۃ المأموم مع قراءۃ الامام وذلک یفضی الی ترک الاستماع والی ترک السکوت عند قراءۃ الامام وذلک علی خلاف النص یعنی جواب سے [illegible] کے سکتہ امام کا دو حال سے خالی نہیں واجب ہے یا غیر واجب [illegible] بالاجماع [illegible] باطل [illegible] نہ واجب ہونا اس بات کو چاہتا ہے کہ سکتا کرنا امام پر ضروری [illegible] امام نہ سکتہ کرے تو مقتدی کا امام کے ساتھ قرارت کرنا لازم آیا اور یہ پہنچاتا ہے طرف چھوڑ دینے استماع اور [illegible] اور یہ خلاف ہے [illegible] الرازی [illegible] الواحدی [illegible] قرارت خلف الامام مین خلاف کیا ہے ان احادیث صحاح کا وعن ابی ہریرۃؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصرف من صلوۃ جہر فیہا بالقراءۃ فقال ہل قرأ معی احد منکم آنفا فقال رجل نعم یا رسول اللہ قال انی اقول ما لی انازع القرآن قال فانتہی الناس عن القراءۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما جہر فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الصلوات بالقراءۃ حین سمعوا ذلک من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک نماز پڑھکر پھرے کہ جسمین آپ نے جہر سے قرارت کی تھی فرمایا آپ نے کہ کیا کسی نے تم مین سے میرے ساتھ قرارت کی تھی سو ایک شخص نے عرض کیا ہان یا رسول اللہ آپنے فرمایا کہ مین کہتا ہون کیون مجھسے جھگڑا کیا جاتا ہے قرآن مین راوی کہتا ہے کہ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تو لوگ باز آئے قرارت کرنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جہری مین یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرارت کرنا مقتدیون کا ناگوار گذرا تو صحابہ نے قرارت کرنا بالکل چھوڑ دیا شیخ ابن تیمیہ سے منقول ہے کہ یہ مذہب ہے امام ابو حنیفہؒ و امام احمدؒ

و امام مالک و تمامی سلف و خلف کا اور ایک روایت ہی امام شافعی رح سے بھی روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے
اور ابو داؤد نے بھی یہ روایت ابو ہریرہ رض کی کئی سندون سے نقل کی ہی اور قول زہری کا بھی وہین لکھا ہی کہ
باز رہے لوگ قرارت سے نماز جہری مین اور یہی امام مالک نے موطا مین ساتہ اسی قول کے نقل کیا ہی کہ چھوڑ دیا
لوگون نے قرارت کرنا اوس دن سے اس مقام پر اگر کوئی منکرین مین سے کہے کہ فانتھی الناس الخ یہ قول زہری کا
ہی مرفوع نہو اپس حدیث قابل حجت نہین سو جواب اسکا یہ ہی کہ ہمارا استدلال تو قول زہری کے ساتہ نہین ہی بلکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے ساتہ ہی اور نیز ابن ماجہ و نسائی نے اس بات کا باب منعقد کیا ہی کہ مقتدی
کچہ نہ پڑھے اور اسکے اثبات مین یہ حدیثین لائے ہین عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَأَ الْاِمَامُ فَاَنْصِتُوْا یعنی روایت ہی ابی موسی اشعری سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب امام پڑھے تو تم چپ ہو وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا یعنی کہا ابو ہریرہ رض نے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام اسیواسطے مقرر کیا گیا ہی کہ پیروی کرو تم اوسکی جب تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور
جب وہ قرآن پڑھے تو چپکے سنو تم نقل کیا اس حدیث کو نسائی نے ساتہ دو سندونکے اس مقام پر مولف صاحب کا کذب
صریح اور دروغ بیفروغ سننا چاہیے اور ایسے شخص کذاب پر نفرین کرنا چاہیے چنانچہ [illegible] ظفر المبین کے
صفحہ ۱۶۳ مین حدیث وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا کو ابو داؤد سے نقل کرکے لکھا ہی کہ یہ فقرہ ابو خالد کا وہم ہی اور
ابو خالد مولای جعدہ بیٹا ہبیرہ مخدومی کا مجہول ہی تیسرے طبقے سے اور تقریب کا حوالہ دیا ہی واہ ری جرأت
کہ ایسے جھوٹ سے جھوٹے بھی شرما جائین اور خاص منشا اس دروغگوئی کا یہی ہی کہ جب انھون نے دیکھا کہ یہی
اس حدیث کے صاف صاف حنفیونکے مدعا پر دلالت کرتے ہین اور کوئی جواب اسکا بن نہین پڑتا تو اس شخص نے
واسطے ضعیف اور مخدوش کرنے حدیث کے فریب ہی سے ایک اور ابو خالد کو یہان ظاہر کیا حالانکہ جو راوی
اس حدیث مین ہی وہ ابو خالد احمر ہی کہ نام اوسکا سلیمان بن حیان ہی یہ وہ شخص ہی کہ جس سے بخاری اور
مسلم سند لیتے ہین چنانچہ حافظ منذری نے اپنی مختصر مین بجواب ابو داؤد لکھا ہی وَھٰذَا فِیْہِ نَظَرٌ فَاِنَّ
اَبَا خَالِدِ الْاَحْمَرِ ھٰذَا ھُوَ سُلَیْمَانُ بْنُ حَیَّانَ وَھُوَ مِنَ الثِّقَاتِ الَّذِیْ احْتَجَّ بِھِمُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ
وَمَعَ ھٰذَا لَمْ یَنْفَرِدْ بِھٰذِہِ الزِّیَادَۃِ بَلْ تَابَعَہٗ عَلَیْھَا اَبُوْ سَعِیْدٍ مُحَمَّدُ بْنُ سَعِیْدٍ الْاَنْصَارِیُّ یعنی
ابو داؤد کے قول مین بحث ہی کیونکہ ابو خالد احمر یہ وہی سلیمان بن حیان ہی اور وہ ایسا ثقہ ہی کہ بخاری و

دروغ گوئی مولف ظفر مبین کی

مسلم نے اوس سے استدلال کیا ہی اور پھر وہ اس فقرہ کے بڑھانے مین اکیلا بھی نہین ہی بلکہ ابو سعید محمد بن سعد انصاری نے اوسکی متابعت کی ہی اور علامہ ماردینی نے جوہر النقی مین ابو خالد احمر کو ثقہ اور مستند ثابت کرکے لکھا ہی وَبِھٰذَا یَظھَرُ اَنَّ ھٰذِہٖ لَیْسَ مِنْ اَبِیْ خَالِدٍ کَمَا زَعَمَ اَبُوْ دَاؤدَ یعنی اس عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ یہ ابو خالد سے نہین ہی جیسا کہ ابو داؤد کو شبہہ ہوا اور موطا مین امام مالک نے ایک باب منعقد کیا اور فرمایا بَابُ مَا یَجِبُ مِنَ التَّاْمِیْنِ وَ اِنْصَاتِ الْمَاْمُوْمِ فِیْ جَمِیْعِ الْحَالَاتِ اب اس سے بھی صاف واضح ہو گیا کہ اگر مقتدی آمین جہر کہے اور امام سے آگے بڑھے تو متابعت کے خلاف ہی پس مقتدی کو کسی نماز مین خواہ وہ سری ہو خواہ جہری امام کے پیچھے کچھ نہین پڑھنا چاہیے اور چپ رہنا چاہیے پس اس حدیث سے آیۂ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ آہ کے مطلب کی خوب ہی توضیح ہو جاتی ہی جیسا کہ علامہ زرقانی کا قول شرح موطا سے اوپر منقول ہو چکا اور موطا امام محمد مین ہی اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَنِیْفَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْحَسَنِ مُوْسٰی بْنُ اَبِیْ عَائِشَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ شَدَّادٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ الْاِمَامِ فَاِنَّ قِرَاءَۃَ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرارت مقتدی کی قرارت ہی اور نسائی نے نماز سری یعنی نماز ظہر و عصر مین بھی منع قرارت مین باب منعقد کیا ہی اور یہ حدیث لکھی ہی عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الظُّھْرَ فَقَرَاَ رَجُلٌ خَلْفَہٗ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی فَلَمَّا صَلّٰی قَالَ مَنْ قَرَاَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی قَالَ رَجُلٌ اَنَا قَالَ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ بَعْضَکُمْ قَدْ خَالَجَنِیْھَا یعنی روایت ہی عمران بن حصین سے کہا اونھون نے کہ نماز پڑھائی ظہر کی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پس پڑھی ایک شخص نے پیچھے آپکے سورۂ سبح اسم ربک الاعلی پس جب آپ نماز پڑھ چکے تو پوچھا کہ کسنے پڑھی سورۂ سبح اسم ربک الاعلی اوس شخص نے کہا کہ مین نے فرمایا آپنے تحقیق کہ جانا مین نے کہ بعض تمہارا خلجان مین ڈالتا ہی مجکو اور یہ حدیث صحیح مسلم مین بھی ہی اور بھی نسائی نے اسکو دوسرے طریق سے روایت کیا کہ اوسمین بلفظ صَلَّی الظُّھْرَ وَالْعَصْرَ کا ہی اور جو حدیثین دربارۂ وجوب قرارت خلف الامام کے غیر مقلدین پیش کرتے ہین جیسے لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَاْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ اور لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ یعنی جسنے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی نماز اوسکی نہین ہوتی سو جواب اوسکا بچند وجوہ ہی اول تو یہ نفی نفی ذات نہین بلکہ نفی کمال کی ہی جیسا کہ کہا علامہ عینی نے کہ کمال نماز کا سورۂ فاتحہ کے ساتھ ہی نہ یہ کہ عدم جواز نماز کا جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

خود قرأت کرنا ضرور نہین اور استدلال کیا ہمدیث جابرؓ سے کہ کہا اونھون نے کہ جو شخص کوئی رکعت بغیر الحمد کے پڑھے تو نماز نہوگی مگر جبکہ وہ امام کے پیچھے ہو کہا امام احمد بن حنبل نے کہ جابر بن عبد اللہ ایک صحابی ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انھون نے مطلب نکالا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ کا کہ یہ جب ہے کہ پڑھنے والا تنہا ہو انتہی اور حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ سے جو بڑے صحابی اور رعایت متبع سنت نبوی تھے جب سوال ہوا کہ قرأت خلف الامام میں آپ کیا فرماتے ہین تو آپنے جواب دیا تَکْفِیْکَ قِرَاءَۃُ الْاِمَامِ یعنی تجکو امام کی قرأت کافی ہی اور حضرت عبد اللہ بن مسعود نے بھی جواب مین یہی فرمایا سَیَکْفِیْکَ ذَالِکَ الْاِمَامُ یعنی اسکے واسطے امام کافی ہی غرض جب مقتدیکو خاص کر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرأت امام کی اوسکو کافی ہی تو ان احادیث پیش کردہ غیر مقلدین کا مطلب بھی بخوبی ظاہر و واضح ہوگیا اور زیادہ تر توضیح اس مطلب کی اقوال صحابہ سے بھی ہوگئی اب رہی وہ حدیث ترمذی شریف کی کہ جسمین حکم قرأت فاتحہ کا مقتدی کے لیے بتصریح وارد ہو وہ یہ ہی عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ فَثَقُلَتْ عَلَیْہِ الْقِرَاءَۃُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنِّیْ اَرَاکُمْ تَقْرَؤُنَ وَرَاءَ اِمَامِکُمْ قَالَ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِیْ وَاللّٰہِ قَالَ لَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّہٗ لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِھَا یعنی عبادہ سے روایت ہی کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی پس گران ہوا آپ پر پڑھنا پس جب پھرے آپ تو فرمایا مین دیکھتا ہون کہ تم لوگ اپنے امام کے پیچھے قرأت کرتے ہو کہا عبادہ نے کہ کہا ہم لوگون نے ہان بخدا ای رسول اللہ آپنے فرمایا کہ نہ پڑھو مگر سورہ فاتحہ کیونکہ بغیر اوسکے نماز نہین ہوتی انتہی واضح ہو کہ اس حدیث کو بہت سے علما نے صحیح بھی لکھا ہی اور بہتون نے ضعیف بھی چنانچہ علامہ زیلعی لکھتے ہین قَدْ ضَعَّفَہٗ اَحْمَدُ وَجَمَاعَۃٌ یعنی اس حدیث کو امام احمد حنبل اور ایک جماعت نے ضعیف کہا ہی اور یحیی ابن معین لکھتے ہین کہ جملہ لَا اسْتَثْنَا بُہٗ اس حدیث کا صحیح نہین پس ایسی حالت اختلاف مین ہمکو خود بھی موافق اصول حدیث کے تحقیق کرکے عمل کرنا چاہیے پس اسکے طریق اسناد مین محمد بن اسحق بن یسار راوی واقع ہوا ہی سو خود یہ شخص مختلف فیہ ہی اور موافق اصول حدیث کے قابل سند نہین ہی کیونکہ یحیی قطان نے (کہ جنکو سلسلہ ائمہ نے قابل سند تسلیم کیا ہی) اور لکھا ہی کہ جسکو یحیی قطان چھوڑ دینگے ہم لوگ بھی اوسکو چھوڑ دینگے [illegible]

گواہی دیتا ہون کہ محمد بن اسحق بڑا جھوٹا ہی اور اسیطرح سلیمان بن تیمی نے بھی اوسکو کذاب لکھا ہی اور امام
مالک نے اوسکو دجال کہا ہی کما فی میزان الاعتدال اور کہا دارقطنی نے کہ اوسکے ساتہ حجت پکڑ نا نہین ہو سکتا اور
نسائی نے کہا لیس بالقوی یعنی قوی نہین ہی مگر ہم صرف یحیی قطان سے دلیل لاتے ہین کیونکہ اونکی جرح مفسر ہی اور یہ مسئلہ اصول حدیث
سے ہی کہ جب کسی شخص کو چند آدمی ثقہ اور عادل کہین اور چند آدمی اوسکو ضعیف و نا قابل مستناد جانین
اور کوئی شخص عارف بالاسباب و مستند بوجہ تفصیلی ضعیف کہتا ہی تو اعتبار ضعف کا ہوگا کما قال
الحافظ ابن حجر فی شرح نخبۃ الفکر والجرح مقدم علی التعدیل واطلق ذلک جماعۃ
ولکن محلہ ان صدر مبینا من عارف باسبابہ لانہ ان کان غیر مفسر لم یقدح فیمن ثبت
عدالتہ وان صدر من غیر عارف بالاسباب لم یعتبر بہ ایضا یعنی کہا حافظ ابن حجر نے شرح
نخبۃ الفکر مین کہ جرح مقدم ہی تعدیل پر اور عام رکھا ہی اس بات کو ایک جماعت نے لیکن اوسکا موقع یہ ہی کہ جب
وہ جرح مفسر ہو اوس شخص کی جو اسباب جرح کا پرکھنے والا ہی کیونکہ اگر مفسر نہوگا تو اوس شخص کے واسطے کچھ
مضر نہوگا جسکی عدالت ثابت ہو چکی ہی اور اگر ایسے شخص سے وہ جرح صادر ہو جو اسباب جرح کو نہین جانتا تو
اوس جرح کا بھی اعتبار نہوگا انتہی اور یہ مسلم ہی کہ یحیی قطان اسباب جرح کا بڑا جاننے والا ہی چنانچہ
تہذیب التہذیب مین ہی قال ابراہیم بن محمد التیمی ما رأیت اعلم بالرجال من یحیی القطان
یعنی کہا ابراہیم تیمی نے کہ مین نے کسیکو یحیی قطان سے زیادہ رجال کا جاننے والا نہین دیکھا اور نیز اوسی کتاب مین
ہی امام احمد نے کہا بخدا ہمنے یحیی قطان کا مثل نہین دیکھا اور یہ بھی مسلم ہی کہ کذاب کا لفظ جرح مفسر ہی پس محمد بن
اسحق لامحالہ ضعیف اور غیر معتبر ہوگا اور قطع نظر اسکے محمد بن اسحق کو تقریب مین مدلس بھی لکھا ہی اور مدلس ہونا
حدیث کی روایت مین ایک خاص قسم کا عیب ہی اور علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری لکھتے ہین وفی حدیث
عبادۃ محمد بن اسحق بن یسار وھو مدلس قال النووی لیس فیہ الا التدلیس اور یہ بھی
مسلم ہی کہ مدلس جب لفظ عن سے روایت کرے تو وہ روایت متصل نہ سمجھی جاویگی اور یہ روایت جو محمد بن
اسحق سے ترمذی وغیرہ مین مذکور ہی بلفظ عن مرقوم ہی پس یہ روایت ضرور منقطع ہوگی اور قابل حجت
نہ رہیگی چنانچہ علامہ عینی لکھتے ہین المدلس اذا قال عن فلان لا یحتج بحدیثہ عند جمیع
المحدثین مع انہ قد کذبہ مالک وضعفہ احمد وقال لا یصح الحدیث عنہ وقال
ابو زرعۃ الرازی لا یقضی لہ بشیء یعنی مدلس جب بلفظ عن فلان روایت کرے تو اوسکی

حدیث تمام محدثین کے نزدیک قابل حجت نہوگی باوجود اسکے کہ محمد بن اسحٰق کو مالک نے جھوٹا کہا ہی اور امام احمد نے
ضعیف اور کہا کہ اوس سے حدیث کرنا صحیح نہین اور کہا ابو زرعہ رازی نے کہ اوسکی کسی بات کا اعتبار
نہین کیا جاسکتا پس یہ حدیث قابل عمل کے نرہی اور قطع نظر اسکے اقوال و آثار صحابہ و تابعین کو دیکھنا چاہیے
کہ امام کے پیچھے قرارت کرنیوالے کے حق مین کیا کیا سخت وعیدین وارد ہوئین چنانچہ کہا حضرت عمرؓ اور سعد بن
وقاص رضؓ نے کہ وہ صحابی عشرۂ مبشرہ سے قطعی جنتی ہین کہ پتھر بھرون مین اوسکے مُنہ مین جو الحمد پڑھے پیچھے
امام کے روایت کیا اس حدیث کو عبد الرزاق نے اپنی مصنف مین اور بھی امام محمد نے اپنی موطا مین اور
کہا علقمہ نے کہ آگ بھر لی مُنہ مین بہتر ہی الحمد پڑھنے سے پیچھے امام کے یہ حدیث بھی موطا ی امام محمد مین ہی
اور فرمایا حضرت علی رضؓ نے کہ الحمد پڑھنا مقتدی کا دین کے خلاف ہی نقل کیا اس حدیث کو کفایہ مین اور
فرمایا عبد اللہ بن مسعود رضؓ نے کہ مٹی بھر یجاوے اوسکے مُنہ مین نقل کیا اسکو عینی نے اور فرمایا حضرت علی رضؓ نے
کہ جو کوئی پڑھے پیچھے امام کے وہ سنت پر نہین ہی روایت کیا اسکو امام جعفر طحاوی نے شرح معانی الآثار
مین مع سند صحیح کے اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین بلفظ فَقَدْ اَخْطَأَ الْفِطْرَۃَ اور عبد الرزاق
نے اپنی مصنف میں بلفظ فَلَيْسَ عَلَى الْفِطْرَةِ اور بھی روایت کیا ابو بکر بن ابی شیبہ نے جو استاذ بخاری
اور مسلم کے ہین اپنی مصنف مین ابراہیم سے کہ جو پڑھے پیچھے امام کے وہ فاسق ہی اور سعد بن وقاص کہ قطعی
جنتی ہین اور زید بن ثابت جو جمع کرنیوالے قرآن شریف کے ہین فرماتے ہین کہ جسنے پیچھے امام کے پڑھا نماز
اوسکی جائز نہین اور کہا شمس الائمہ سرخسی نے کہ فاسد ہی نماز اوسکی کتنے صحابہ کے اقوال سے نقل کیا اسکو
کفایہ مین اور ذکر کیا اسکو ملا علی قاری رحؒ نے پس طالب کو اسقدر کافی ہی اور زیادہ بیان جو چاہو تو کتب
مبسوطہ مین دیکھو چھٹا مسالہ غیر مقلدین نماز مین ناف سے اوپر ہاتہ باندھتے ہین بلکہ اکثر انمین سے
جو پکّے لا مذہب جاہل ہین مثل عورتون کے سینہ پر ہاتہ باندھتے ہین اور طرہ یہ کہ داہنے ہاتہ کی انگلیون کے
سرے بائین ہاتہ کی کہنی پر پہونچے ہین گویا یہ معلوم ہوتا ہی کہ اکھاڑے مین خم ٹھوک کے ابھی کشتی لڑا چاہتے
ہین ابھی کیا رفتہ رفتہ یہ لوگ سینہ سے بھی تجاوز کرکے گلے پر ہاتہ باندھینگے غرض انھون نے دونون امرون
مین (یعنی ناف سے اوپر ہاتہ باندھنے اور داہنے ہاتہ سے بائین ہاتہ کے پونہچے کو نہ پکڑنے مین) خلاف
کیا ہی ان احادیث صحیحہ کا پہلی حدیث وہ ہی جسکو عالم ربانی امام محمد بن الحسن الشیبانی نے کتاب الآثار مین
باین اسناد روایت کیا ہی اَنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَمِدُ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى فِى الصَّلٰوةِ يَتَوَاضَعُ لِلّٰهِ تَعَالٰى قَالَ مُحَمَّدٌ يَّضَعُ
بَطْنَ كَفِّهِ الْاَيْمَنِ عَلٰى رُسْغِهِ الْيُسْرٰى تَحْتَ السُّرَّةِ فَيَكُوْنُ الرُّسْغُ فِىْ وَسْطِ الْكَفِّ یعنی خبر دی
ہمکو امام ابو حنیفہ نے حماد سے وہ روایت کرتے ہین ابراہیم سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیکتے
تھے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے درانحالیکہ عاجزی کرتے تھے خاص اللہ ہی کے لیے کہا محمد نے کہ رکھتے تھے آپ
اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائین ہاتھ کے پونہچے پر نیچے ناف کے پس ہوتا پونہچا بائین ہاتھ کا بیچون بیچ مین اپنے ہاتھ
کی ہتھیلی کے اور علامہ محدث شارح بخاری ابو المحاسن رحمہ اللہ نے اپنی کتاب فوز الکرام مین بعد ذکر کرنے اس
حدیث کے لکھا ہے ھٰذَا اِسْنَادٌ جَیِّدٌ یعنی سند اس حدیث کی درست اور صحیح ہے اسمین کیا شک کہ جس حدیث کے
راوی مثل امام اعظم ابو حنیفہ کے کہ تبعی تابعی ہین اور امام بخاری اور امام مسلم تو انکے شاگردون کے شاگردون مین اور
مثل حماد اور ابراہیم نخعی کے ہوں تو اس حدیث کے ہرگز کسیکو شبہہ نہوگا دوسری حدیث
وہ ہے جو روایت کیا اوسکو امام ابو بکر بن ابی شیبہ نے جنکا اسناد مین امام بخاری و مسلم کے اپنی مصنف مین
ثنا یزید بن ھارون قال انا الحجاج بن حسان قال سمعت ابا مجلز او سألته قلت کیف یضع
قال یضع باطن کف یمینه علی ظاہر کف شماله ویجعلها اسفل من السرۃ یعنی خبر دی ہمکو یزید بن
ہارون نے کہا اونھون نے خبر دی ہمکو حجاج بیٹے حسان نے کہا اونھون نے سنا مین نے ابو مجلز سے
یا سوال کیا مین نے اونسے کہا مین نے کیونکر رکھے نمازی اپنے دونون ہاتھونکو نماز مین کہا رکھے داہنے
ہاتھ کی ہتھیلی کو بائین ہاتھ کی پشت پر اور کرے دونون ہاتھونکو نیچے ناف کے انتہی اور علامہ ابو المحاسن شیخ
نے فوز الکرام مین فرمایا ھٰذَا اِسْنَادٌ جَیِّدٌ اور تیسری حدیث وہ ہے جسکو امام احمد حنبل اپنی مسند مین روایت
کرتے ہین ثنا محمد بن سلیمان الاسدی ثنا یحیی بن ابی زائدۃ ثنا عبد الرحمن بن اسحٰق عن
زیاد بن زید السوائی عن ابی جحیفة عن علی رضی اللہ عنه قال من السنة فی الصلوٰۃ
وضع الاکف علی الاکف تحت السرۃ یعنی خبر دی ہمکو محمد بن سلیمان اسدی نے کہا اونھون نے
خبر دی ہمکو یحیی بن ابی زائدہ نے کہا اونھون نے خبر دی ہمکو عبد الرحمن بن اسحٰق نے وہ روایت کرتے ہین زیاد بن زید
سوائی سے وہ روایت کرتے ہین ابو جحیفہ سے وہ روایت کرتے ہین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا آپ نے نماز کی
سنتون مین ہے رکھنا ہاتھونکا ہاتھونکے اوپر نیچے ناف کے انتہی اور دار قطنی نے بھی مثل اسیکے کسیقدر تغیر الفاظ
کے ساتھ یہ حدیث تحت السرہ کی روایت کی ہے اور بیہقی نے بھی اپنی سنن کبیر مین مثل اسیکے روایت کی ہے اور بھی حدیث وہ ہے جسکو امام

ابوداؤد اپنی سنن مین روایت کرتے ہین حدثنا محمد بن محبوب ثنا حفص بن غیاث عن
عبد الرحمٰن بن اسحق عن زیاد بن زید عن ابی جحیفة ان علیا رضی اللہ عنہ قال
السنة وضع الکف علی الکف فی الصلوٰة تحت السرة یعنی حدیث کی ہمکو محمد بن محبوب نے
کہا اونہونے حدیث کی ہمکو حفص بن غیاث نے عبد الرحمٰن بن اسحق سے وہ روایت کرتے ہین زیاد بن زید سے
وہ روایت کرتے ہین ابو جحیفہ سے تحقیق کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سنت نماز مین ہاتھ پر ہاتھ کا رکھنا
ہی نیچے ناف کے یعنی داہنے ہاتھ کی ہتیلی بائین ہاتھ کے پونچے پر نیچے ناف کے رکھے جیسا کہ تصریح اسکی اوپر کی
حدیثون مین گذر چکی اب کوئی غیر مقلد صاحب یہ کہین کہ یہ حدیث موقوف ہے مروی ہے حضرت علی رض سے
پس اس طریق سے سنت نبوی ثابت نہین ہوتی سو جواب اسکا یہ ہے کہ مطابق اصول حدیث کے یہ ہے کہ
جب کوئی صحابی بلا اضافت مطلقا باینطور کہے کہ السنة کذا یا ان من السنة کذا تو مراد اس سے
سنت نبوی ہوتی ہے اور وہ حدیث مرفوع ہوگی چنانچہ امام ابو جعفر طحاوی معانی الآثار مین اور علامہ
بدر الدین عینی اور محدث محمد ہاشم سندی وغیرہ ناقدین حدیث اس مقام پر لکھتے ہین ان قول علی
رضی اللہ عنہ ان من السنة هذا اللفظ یدخل فی المرفوع عندهم [illegible]
الصحابی اذا اطلق اسم السنة فالمراد به سنة النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی تحقیق حضرت
علی رض کا ان من السنة یہ لفظ داخل ہے مرفوع مین محدثین کے نزدیک اور فرمایا عبد الرحمٰن تحقیق کہ
جب صحابی اطلاق سنت کو مطلقا ہوے تو مراد اوس سے سنت نبوی ہے اور ملا علی قاری نے شرح [illegible]
فی شرح الموطا مین لکھا ہے الصحابی اذا قال السنة کذا یحمل علی سنة النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور امام نووی شرح مسلم مین لکھتے ہین اذا قال الصحابی امرنا بکذا او نهینا عن کذا او من السنة
کذا فکله مرفوع علی المذهب الصحیح الذی قاله الجماهیر من اصحاب الفنون یعنی
جبکہ کہے صحابی امرنا بکذا یا نهینا عن کذا یا من السنة کذا ایسے ہی کہے ان سب صورتون مین ان
الفاظ سے حدیث مرفوع ہے مذہب صحیح پر کہ جسکے قائل ہین تمام اکثر اصحاب فنون سے نہی اور ابن امیر الحاج
نے کتاب حلیة المحلی وبغیة المهتدی مین اور شیخ قاسم بن قطلوبغا نے تخریج احادیث الاختیار مین لکھا ہے
مثل حدیث مذکور حضرت علی کے ابن بطہ نے بروایت ابی ہریرہ حدیث روایت کی ہے اور بھی مثل
اسیکے جامع الاصول مین بروایت رزین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے اور بھی علامہ

عینی شرح بخاری مین لکھتے ہین رَوَی ابْنُ حَزْمٍ مِّنْ حَدِیْثِ اَنَسٍ مِّنْ اَخْلَاقِ النُّبُوَّةِ وَضْعُ الْیَمِیْنِ
عَلَی الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ وَهٰذَا یَعْضُدُ حَدِیْثَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یعنی روایت کی ابن حزم نے
حدیث انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبوت کے اخلاق سے ہی رکھنا داہنے ہاتہ کا بائین پر نیچے ناف کے اور یہ حدیث قوت
دیتی ہی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کو انتہی **پانچوین** وہ حدیث ہی جسکو امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے جو استاد
ہین امام بخاری اور امام مسلم کے اپنی مصنف مین لکھا ہی حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ مُوْسٰی بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ عَلْقَمَةَ
ابْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ اَبِیْهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ یَمِیْنَهٗ
عَلٰی شِمَالِهٖ تَحْتَ السُّرَّةِ یعنی حدیث کی ہمکو وکیع نے وہ روایت کرتے ہین موسی بن عمیر سے وہ روایت
کرتے ہین علقمہ بن وائل بن حجر سے وہ روایت کرتے ہین اپنے باپ وائل سے کہا اونہون نے دیکھا مین نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھا آپنے داہنا ہاتہ اپنا بائین ہاتہ پر نیچے ناف کے انتہی اس مقام مین علامۂ محدث
محمد ابو الطیب مدنی نے بعد کلام طویل کے شرح ترمذی مین لکھا ہی ثُمَّ اطَّلَعْنَا عَلٰی حَدِیْثٍ صَحِیْحٍ
بِحَمْدِ اللّٰهِ وَهُوَ سَنَدُ الْمَذْهَبِ وَمُؤَیِّدٌ لِحَدِیْثِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ مَا اَخْرَجَهُ
ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ فِیْ مُصَنَّفِهٖ یعنی پھر اطلاع پائی ہمنے حدیث صحیح پر شکر ہی اللہ تعالی کا اور وہ حدیث سند ہی
مذہب کی اور حدیث حضرت علیؓ کو تائید کرتی ہی اور یہ وہ حدیث ہی جو روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے
اپنی مصنف مین اور پھر بعد اسکے لکھا ہی وَهٰذَا حَدِیْثٌ قَوِیٌّ مِّنْ حَیْثُ السَّنَدِ پھر اونہونے اس
حدیث کے قوی ہونے کے وجوہات اور شواہد اور راویونکی عدالت اور ثقاہت اور صحت سند و متن حدیث
کو تفصیل تمام لکھا ہی اس مختصر مین اوسکی گنجایش نہین منصف عامل بالحدیث کو اسیقدر کافی ہی **شعر**
یکحرف بس ست اگر شعور ست ✤ ورنہ چو چراغ پیش کور ست ✤ پس ثابت ہوگیا ان احادیث صحیحہ اور دلائل قویہ
سے کہ زیر ناف ہاتہ باندھنا موافق طریقۂ مسنونہ کے ہی اور دربارۂ سماع علقمہ کے اپنے باپ سے اس حدیث
مین کسیکو خدشہ گذرے تو جواب باصواب اوسکا اثبات سماع علقمہ مین مع شواہد و اقوال ثقات محدثین کے
بحث اخفای آمین مین دیکھ لیوے کہ ہم پہلے اسکے لکھ چکے ہین یہان حاجت اعادہ کی نہین اور اگر کسیکو
اسپر بھی اطمینان نہو اور زیادہ تفصیل چاہے تو کتاب **الدُّرَّة فی عقد الایدی تحت السرة**
مین ملاحظہ کر لیوے کہ جسکو محدث لمعی علامۂ لوذعی مولوی **وصی احمد** صاحب سورتی نے تالیف کیا ہی
اور بحث جرح و تعدیل رواۃ کو مثل آئینہ کے صیقل بیان سے چمکا دیا ہی **ساتوان رسالہ**

غیر مقلدین کہتے ہین کہ دو نمازونکا ایک وقت مین کسی عذر سے جمع کرنا درست ہی حالانکہ یہ قول اونکا اس
حدیث کے مخالف ہی جو بخاری اور مسلم مین آئی ہی کہ عبد اللہ بن مسعود رضہ نے فرمایا قسم ہی اوس ذات کی کہ
سوا اوسکے کوئی معبود نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کوئی نماز نہین پڑھی مگر اپنے وقت پر
لیکن دو نمازین کہ جمع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان ظہر اور عصر کے عرفہ مین اور درمیان مغرب اور
عشا کے مزدلفہ مین انتہی اس حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جمع کرنا
مروی ہی وہ جمع صوری ہی حقیقی نہین ورنہ دونون حدیثون مین تناقض ہو جائیگا **آٹھوان مسألہ**
غیر مقلدین کہتے ہین کہ صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز نہین ہوتی سو اونھون نے اس مسألہ مین خلاف کیا ہی
اس حدیث کا جو بخاری اور ابو داود مین آئی ہی اِنَّ اَبَا بَكْرَةَ اِنْتَهٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ اَنْ يَّصِلَ اِلَى الصَّفِّ ثُمَّ مَشٰى اِلَى الصَّفِّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَّلَا تَعُدْ یعنی تحقیق ابو بکرہ پہونچے طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے جس وقت کہ آپ رکوع مین تھے پس ابو بکرہ نے رکوع کیا قبل اسکے کہ صف مین ملجائین پس یہ بات
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی پس فرمایا آپ نے اللہ تعالی تیری حرص زیادہ کرے تو پھر ایسا
نہ کیا نماز کا اعادہ مت کر یا جلدی نکیا کر انتہی **نوان مسألہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ کافر مرد یا اوسکی
عورت مسلمان ہو کر دار الحرب سے دار الاسلام مین آجاے تو اونکا نکاح باقی رہتا ہی ٹوٹتا نہین سو
انھون نے اس مسألہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو ابن ماجہ مین ہی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ اِبْنَتَهٗ زَيْنَبَ عَلٰى اَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ بِنِكَاحٍ جَدِيْدٍ یعنی تحقیق آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کو ابو العاص بن ربیع پر نکاح جدید کر کے لوٹا دیا انتہی اور
خلاف کیا ہی غیر مقلدین نے اس حدیث کا جو ترمذی مین موجود ہی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ رَدَّ اِبْنَتَهٗ زَيْنَبَ عَلٰى اَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ بِمَهْرٍ جَدِيْدٍ وَّنِكَاحٍ جَدِيْدٍ یعنی
تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کو ابو العاص بن ربیع پر جدید مہر اور نکاح جدید
سے لوٹا دیا انتہی **دسوان مسألہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ گھوڑے کا گوشت کھانا مطلقا مکروہ نہین
اس مسألہ مین اونھون نے خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو نسائی مین وارد ہی عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ
سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ اَكْلُ لُحُوْمِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ

وَالْحُمُرِ یعنی خالد بن ولید رضی سے روایت ہی کہ اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوے اپنے کانون سے سنا کہ گھوڑے اور خچر اور گدھے کا گوشت کھانا حلال نہین انتہی اور نیز خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو ابوداؤد مین ہی اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ اَکْلِ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِیْرِ یعنی تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہی گھوڑے اور خچر اور گدھے کے گوشت کھانے سے انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو ابن ماجہ مین ہی نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُوْمِ الْخَیْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِیْرِ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا گھوڑے اور خچر اور گدھے کے گوشت کھانے سے انتہی **گیارہوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ بسم اللہ پکار کر کہنی نمازین مکروہ نہین بلکہ حدیث سے ثابت ہی سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو بخاری اور مسلم مین انس رض کی روایت سے آئی ہی قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَخَلْفَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْھُمْ یَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یعنی فرمایا انس رض نے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور ابوبکر رض اور عمر رض اور عثمان رض کے پیچھے نماز پڑھی پس مین نے کسیکو اونمین سے بسم اللہ پڑھتے ہوے نہین سنا انتہی اور نیز خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو مسلم مین ہی قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَکَانُوْا یَسْتَفْتِحُوْنَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا یَذْکُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فِیْ اَوَّلِ قِرَاءَۃٍ وَّلَا فِیْ اٰخِرِھَا یعنی فرمایا انس رض نے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رض اور عمر رض اور عثمان رض کے پیچھے نماز پڑھی پس وہ شروع کیا کرتے الحمد للہ رب العالمین سے اور نہ ذکر کرتے بسم اللہ کو اول قرأت مین اور نہ آخر قرأت مین انتہی **بارہوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ تیمم مین فقط ایک ضرب منہ اور ہاتہ کے لیے کافی ہی سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو حاکم اور دارقطنی نے روایت کی ہی اِنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ التَّیَمُّمُ ضَرْبَۃٌ لِّلْوَجْہِ وَضَرْبَۃٌ لِّلْیَدَیْنِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیمم ایک ضرب ہی واسطے منہ کے اور ایک ضرب ہی واسطے ہاتھون کے کہنیون تک انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو طبرانی اور مسند بزار مین روایت ہی اِنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ التَّیَمُّمُ ضَرْبَتَانِ ضَرْبَۃٌ

لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلْيَدَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیمم دو ضربین ہین
ایک ضرب واسطے مونھہ کے اور ایک ضرب واسطے ہاتھونکے کہنیون تک انتہی **تیرہوان مسألہ** غیرمقلدین
کہتے ہین کہ بعد غروب آفتاب قبل نماز مغرب نفلین پڑھنی ثابت ہین سو اونھون نے اس مسألہ مین خلاف کیا
ہے اس حدیث کا جو ابوداؤد مین علی شرط الشیخین طاؤس کی روایت سے موجود ہے کہ کہا اونھون نے سوال
کیے گئے ابن عمر دو رکعتون سے قبل مغرب کے پس فرمایا مین نے دیکھا مین نے کسیکو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مین کہ انکو پڑھتا ہو انتہی اور خلفای راشدین اور اکثر صحابہ انکو اچھا نہین جانتے تھے چنانچہ امام نووی
شرح مسلم مین لکھتے ہین وَلَمْ يَسْتَحِبَّهُمَا اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَّاٰخَرُوْنَ مِنَ الصَّحَابَةِ
وَمَالِكٌ وَّاَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ وَقَالَ النَّخَعِيُّ هِيَ بِدْعَةٌ وَّحُجَّةُ هٰؤُلَاءِ اَنَّ اسْتِحْبَابَهُمَا يُؤَدِّيْ اِلٰى
تَاْخِيْرِ الْمَغْرِبِ عَنْ اَوَّلِ وَقْتِهَا یعنی نہین مستحب جانا ان دونون رکعتونکو ابوبکر اور عمر اور عثمان
اور علی اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اور امام مالک اور اکثر فقہا نے اور کہا ابراہیم نخعی نے کہ وہ بدعت
ہے اور حجت انکی یہ ہے کہ استحباب اسکا پہونچا دیتا ہے طرف تاخیر مغرب کے اول وقت اوسکے سے انتہی
چودہوان مسألہ غیرمقلدین کہتے ہین کہ محرم کو سلا ہوا کپڑا مثل پاجامہ کے پہننا جائز ہے اور کوئی
جنایت اسمین نہین سو اس مسألہ مین اونھون نے خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو بخاری اور مسلم اور
ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور طحاوی مین ہے سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيْصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ
الحدیث یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوال کیے گئے کہ محرم کون سے کپڑے پہنے پس فرمایا آپ نے کہ نہ پہنے
کرتا اور نہ پگڑی اور نہ پاجامہ انتہی **پندرہوان مسألہ** غیرمقلدین کہتے ہین کہ عورت حرہ بالغہ کو
بلا اذن ولی کے اپنا نکاح کرنا درست نہین سو اونھون نے اس مسألہ مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا
جو مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور موطا امام مالک مین موجود ہے اَلْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا
مِنْ وَّلِيِّهَا یعنی عورت بلا شوہر والی زیادہ مالک ہے نکاح دینے کے ولی اپنے سے انتہی **سولھوان
مسألہ** غیرمقلدین کہتے ہین کہ سوای نماز وتر کے اور نمازون مین بھی بلا حدوث حوادث دعای قنوت پڑھنی
جائز ہے سو اونھون نے اس مسألہ مین خلاف کیا ہے اس حدیث صحیح کا جو عبداللہ بن مسعود سے روایت
ہے قَالَ لَمْ يَقْنُتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفَجْرِ قَطُّ اِلَّا شَهْرًا وَّاحِدًا لَا قَبْلَهٗ

حَارَبَ حَيًّا مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَنَتَ يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ یعنی فرمایا اونھون نے ہرگز نہین قنوت پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر مین مگر ایک مہینے تک اسلیے کہ آپ ایک قبیلہ مشرکین سے جہاد کرتے تھے قنوت پڑھا تا بد دعا کرین اونپر انتہی اور بھی خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو عاصم بن سلیمان سے روایت ہے کہ ہمنے انس رض سے کہا کہ ایک قوم کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صبح کی نماز مین قنوت پڑھتے تھے فرمایا جھوٹ کہتے ہین نہین قنوت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ایک ماہ تک کہ بد دعا کرتے تھے قبیلوں پر مشرکین کے انتہی اور بھی خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کتاب القنوت مین انس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین قنوت پڑھتے تھے مگر جسوقت کسیکے واسطے دعا کرتے یا بد دعا کرتے انتہی اور بھی خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور طحاوی نے ابو مالک سعد بن طارق سے روایت کی ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا اونھون نے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی آپ نے اور مین نے ابوبکر رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی اونھون نے اور مین نے عمر رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی اور مین نے عثمان رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی اور مین نے علی رض کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھی پھر فرمایا بیٹا بیشک یہ بدعت ہے انتہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان نے اور کہا حافظ نے سند اس حدیث کی اوپر شرط مسلم کے ہے انتہی **ستر ھوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ جو مچھلی خود بخود مر جاوے اور اولٹی ہو جاوے تو اوسکا کھانا مکروہ نہین ہے سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو ابوداؤد اور ابن ماجہ مین جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَلْقَى الْبَحْرُ أَوْ جَزَرَ عَنْهُ فَكُلُوْهُ وَمَا مَاتَ فِيْهِ فَطَفَا فَلَا تَأْكُلُوْا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شی ڈالدے دریا یا علیحدہ ہو جاوے اوس سے پس کھاؤ تم اوسکو اور جو چیز دریا مین مر جاوے اور اولٹی ہو کر اوپر آجاوے پس مت کھاؤ تم اوسکو انتہی **اٹھارھوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ ذی رحم محرم کو کوئی شی ہبہ کر کے پھر اوس سے واپس لینی جائز ہے سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو بیہقی اور دارقطنی اور مستدرک مین روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَتِ الْهِبَةُ لِذِيْ رَحِمٍ مَحْرَمٍ لَمْ يَرْجِعْ فِيْهَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسی شخص ذی رحم محرم کو کوئی چیز بخشدی جاوے

تو واپس لیجاوے انتہی **انیسوان مسألہ** غیرمقلد بن کہتے ہین کہ مرد کو مثل عورت کے تکبیر تحریمہ کے
وقت مونڈھون تک ہاتہ اوٹھانا چاہیے کانون تک نچاہیے سو اونھون نے اس مسألہ مین خلاف کیا ہی
اوس حدیث کا جو مسلم مین ہی عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ
يَدَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَوَضَعَهُمَا حِيَالَ اُذُنَيْهِ الحدیث یعنی وائل بن حجر سے
روایت ہی کہ اونھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اوٹھایا ہاتھونکو جب نماز مین داخل ہوے
تکبیر کہی اور کیا دونون ہاتھونکو مقابل کانونکے انتہی اسیطرح ابوداود اور نسائی اور طبرانی اور دارقطنی سے
روایت ہی اور بھی خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو مسند امام احمد اور مسند اسحق بن راہویہ اور سنن دارقطنی اور
شرح معانی الآثار مین براء بن عازب سے روایت ہی قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِذَا صَلّٰى رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَ اِبْهَامَاهُ حِذَاءَ اُذُنَيْهِ یعنی کہا اونھون نے تھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اوٹھاتے دونون ہاتھونکو یہانتک کہ دونون انگوٹھے مقابل کانونکے ہو جاتے انتہی
اور بھی خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو مستدرک اور سنن بیہقی اور سنن دارقطنی مین انس سے روایت
ہی قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فَحَاذٰى بِاِبْهَامَيْهِ اُذُنَيْهِ الحدیث
یعنی کہا اونھون نے دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تکبیر کہی پس مقابل کیا اپنے دونون انگوٹھونکو
دونون کانونکے انتہی اور کہا حاکم نے اس حدیث کی اسناد صحیح مطابق شرط بخاری اور مسلم کے ہی
اور خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو ابوداود اور مصنف ابن ابی شیبہ اور شرح معانی الآثار مین براء
ابن عازب سے روایت ہی قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَبَّرَ لِافْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ
رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَ اِبْهَامَاهُ قَرِيْبًا مِّنْ شَحْمَتَيْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ یعنی کہا اونھون نے
تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت تکبیر کہتے واسطے شروع نماز کے تو اوٹھاتے ہاتھونکو یہانتک کہ
دونون انگوٹھے قریب لو کان کے ہو جاتے پھر رفع یدین نہین کرتے تھے انتہی **بیسوان مسألہ** غیرمقلد
کہتے ہین کہ ظہر کی اول دو رکعتون مین برابر کی سورتین نہ پڑھے بلکہ کم زیادہ پڑھے سو اونھون نے اس مسألہ
مین خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو مسلم مین ہی اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ
فِيْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ ثَلٰثِيْنَ اٰيَةً الحدیث
یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے پہلی دو رکعتون مین نماز ظہر کی مقدار تیس آیت کے

ہے رکھت ہین انتہی **اکیسوان مسالہ** غیر مقلدین کہتے ہین کہ مرد اگر اپنا آلۂ تناسل چھوے تو وضو ٹوٹ جاتا ہی سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو مسند امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ مین طلق بن علی سے روایت ہی کہ کہا اونھون نے کہا ایک مرد نے چھوا مین نے ذکر اپنا یا کہا جو مرد کہ چھوئے ذکر اپنا نماز مین تو کیا اوس پر وضو ہی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین وہ ایک ٹکڑا ہی جسم تیرے کا انتہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان نے اور کہا ابن مدینی شیخ بخاری نے کہ یہ حدیث بسرہ کی حدیث سے بہتر ہی اور نزدیک امام بخاری کے بسرہ کی حدیث معلول ہی اور کہا امام طحاوی نے کہ حدیث بسرہ کے متن اور اسناد مین اضطراب ہی اور کہا علامہ عینی نے بڑے تعجب کی بات ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے صحابہ کے روبرو تو بیان نہین کیا یہانتک کہ کسی سے نقل اسکی صحیح نہین ہوئی اور بیان کیا تو کس سے بسرہ عورت سے حال آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اری عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے پس حضرات غیر مقلدین کا یہان تقوی اور قوی حدیث پر عمل کرنا کہان چلا گیا کہ عورت کی حدیث کو ایسے معاملہ مین مرد صدوق کی حدیث قوی پر ترجیح دیدی ہی

بائیسوان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہی سو اونھون نے اس مسالہ مین خلاف کیا ہی اوس حدیث صحیح کا جو ابو داؤد اور نسائی وغیرہ مین حضرت جابر سے روایت ہی قَالَ كَانَ اٰخِرُ الْاَمْرَيْنِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ یعنی کہا اونھون نے آخر دو امرونکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اوس چیز کے کھانے سے جسکو آگ نے پکایا ہی انتہی اور امام محی الدین نووی شافعی محدث شرح مسلم مین لکھتے ہین کہ اختلاف کیا ہی علمانے اونٹ کے گوشت کھانے مین پس اکثر اس طرف گئے ہین کہ اوس سے وضو نہین ٹوٹتا چنانچہ خلفای راشدین حضرت ابو بکر صدیق اور عمر اور عثمان اور علی اور ابن مسعود اور ابی بن کعب اور عبد اللہ بن عباس اور ابو الدرداء اور ابو طلحہ اور عامر بن ربیعہ اور ابو امامہ رضی اللہ عنہم اور جمہور تابعین اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور اصحاب اونکے اسی طرف گئے ہین اور جمہور نے حدیث وضو کا حدیث جابر سے جواب دیا ہی کہ آخر دو امرونکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اوس چیز کے کھانے سے جسکو آگ نے مس کیا ہو انتہی

تیسوان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ کتونکا چمڑا دباغت دینے سے پاک نہین ہوتا سو اونھون

نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو مسلم مین ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا دُبِغَ الْاِھَابُ فَقَدْ طَھُرَ یعنی عبداللہ بن عباس رض سے روایت ہی کہا اونھون نے سنا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جب چمڑا دباغت دیا جاوے تو وہ پاک ہو جاتا ہی انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اوس حدیث کا جو ترمذی مین ہی اَیُّمَا اِھَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَھُرَ یعنی جس قسم کا چمڑا دباغت دیا جائیگا وہ بیشک پاک ہو جائیگا انتہی ہر چند کہ حنفیہ کے نزدیک موافق آیت قرآنی کے سور کا چمڑا بھی ناپاک ہی مگر حضرات غیر مقلدین تو حدیث پر غایت درجے کا عمل کرتے ہین اور حدیث کے مقابلے مین قرآن کی بھی نہین سنتے اونکو ضرور سور کے چمڑے کی پاکی کا قائل ہونا چاہیے اور کسیطرح امام ابو یوسف پر اعتراض نکرنا چاہیے ورنہ اس صحیح حدیث کی مخالفت لازم آویگی اور دفتر عمل بالحدیث کے خلاف ہوگا کہ دارومدار اور علمدار ان غیر مقلدین کا ظاہر حدیث پر ہی جب ہمنے مطلق کھال کی طہارت بالدباغت مین حدیث صحیح پیش کی تو اب ونکو چون و چرا کی جگہہ باقی نرہی چوبیسوان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ جو شخص درخت پر سے میوہ چرا وے اوسکا ہاتھ کاٹنا واجب ہی سو اونھون نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو ابوداود مین رافع بن خدیج سے روایت ہی اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا قَطْعَ فِیْ ثَمَرٍ یعنی تحقیق اونھون نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہین قطع ید بیچ پھل چورانے مین انتہی اور ثمر اوس پھل کو کہتے ہین جو درخت مین لگا ہوا ہو چنانچہ قاموس مین ثمر کے معنی حمل الشجر لکھے ہین انتہی پچیسوان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ زمین سے اگر تھوڑی چیز نکلے تو اوسمین دسوان حصہ دینا نہین آتا سو اونھون نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو بخاری اور ابوداود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ مین ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُیُوْنُ اَوْ کَانَ عَثَرِیًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِیَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس شی مین جسکو ابر اور چشمون نے سیراب کیا ہو یا عثری ہو دسوان حصہ ہی اور عثری وہ زمین ہی جسمین پانی دینے کی حاجت نہو اور اوس چیز مین جو سیراب کیجائے آبپاشی سے بیسوان حصہ ہی انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو مسلم مین ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا سَقَتِ الْاَنْھَارُ وَالْغَیْمُ الْعُشْرُ وَفِیْمَا سُقِیَ بِالسَّانِیَۃِ نِصْفُ الْعُشْرِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس زمین مین جسکو نہرین اور ابر سیراب کرین دسوان حصہ ہی اور جو زمین سانیہ سے سیراب کیجائے اوسمین بیسوان حصہ ہی

(اور سانیہ اوس اونٹ کو کہتے ہین جسپر پانی رکھکر زمین کے واسطے لیجاتے ہین) انتہی اور عبد الرزاق نے عمر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور مجاہد اور نخعی سے روایت کی ہی کہ فرمایا اونھون نے اوس چیز مین جو زمین اوگاوے تھوڑی ہو یا بہت دسوان حصہ ہو انتہی اسیطرح ابن ابی شیبہ نے عمر بن عبد العزیز اور مجاہد اور ابراہیم نخعی سے روایت کی ہی پس ان احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ زمین کے قلیل اور کثیر مین دسوان حصہ دینا لازم آتا ہی کیونکہ یہ احادیث عام ہین قلیل اور کثیر دونون کو شامل ہین پس جن حدیثون مین پانچ وسق کا بیان ہی وہ زکوۃ تجارت مین وارد ہین کیونکہ قیمت وسق کی اوسوقت چالیس درہم تھی چنانچہ علامہ زیلعی وغیرہ نے اسکی تصریح کردی ہی بلکہ لفظ صدقے کا جو اوس حدیث مین موجود ہی اسی پر دال ہی اسلیے کہ صدقہ زکوۃ مین بولتے ہین اور خارج زمین پر عشر کا اطلاق آتا ہی علاوہ اسکے عام کو خاص پر ترجیح ہی اور بنایہ مین لکھا ہی کہ علامہ ابو بکر بن عربی نے کہا ہی کہ قوی تر مذہبون کا اس مسئلے مین مذہب امام ابو حنیفہ کا ہی باعتبار دلیل اور احتیاط کے انتہی پھر ایسے صحیحین کی حدیث کو ترک کرکے صدقۂ زکوۃ کی حدیث پر قیاس کرنا کمال نادانی اور محض تقلید جامد کی نشانی ہی چھبیسوان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ زیادہ عبادت کرنی بدعت ہی اور کثرت ریاضت دین مین جو نفس پر مشقت ہو خلاف طریقۂ سنت ہی سو اونھون نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو بخاری مین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَقُوْمُ لِيُصَلِّيَ حَتّٰى تَرِمَ قَدَمَاهُ فَيُقَالُ لَهٗ فَيَقُوْلُ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوا کرتے نماز پڑھنے کو یہانتک کہ ورم کر جاتے دونون قدم آپکے پس کہا جاتا آپ سے پس کہتے کیا مین بندہ شکرگذار نہون انتہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو ترمذی مین مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْتَفَخَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ اَتَتَكَلَّفُ هٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا یعنی کہا اونھون نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ قدم آپکے آ[illegible] آئے پس کہا گیا آپ سے کہ آپ کیون ایسی تکلیف اوٹھاتے ہین حال آنکہ آپکے اگلے پچھلے گ[illegible] [illegible] لا انہون انتہی کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہی اور بھی خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو اب[illegible] [illegible] نسائی مین مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى [illegible] قَدَمَاهُ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ [illegible] وَمَا تَاَخَّرَ

بنایہ چھاپہ نولکشوری صفحہ ۱۲۳۳

مسئلہ ۲۶ [illegible]

[illegible] صفحہ ۲۰۰

قَالَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا یعنی کہا اونھون نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک
کہ آماس کر گئے قدم آپکے پس کہا گیا یا رسول اللہ خدا ے تعالی نے آپکے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہین فرمایا
کیا مین بندہ شکر گذار نہین ہون انتہی اور خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو نسائی مین ابو ہریرہ سے روایت ہی
كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ حَتّٰى تَزْلَعَ قَدَمَاهُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اسقدر نماز پڑھتے تھے کہ قدم آپکے پھٹ جاتے تھے انتہی ستائیسوان مسألہ غیر مقلدین کہتے ہین کہ وضو
مین گردن کا مسح کرنا مکروہ بلکہ بدعت ہی حالانکہ اونھون نے خلاف کیا ہی ان احادیث صحیحہ کا اور چھوڑ دیا
عمل سنت کو چنانچہ تحفۃ الطلبہ مین مرقوم ہی رَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ وَاَحْمَدُ مِنْ حَدِيْثِ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ
عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ رَاْسَهٗ مَرَّةً وَّاحِدَةً حَتّٰى
بَلَغَ الْقَذَالَ یعنی روایت کی ابو داود اور احمد نے حدیث طلحہ بن مصرف سے اونھون نے اپنے باپ سے
اونھون نے اپنے دادا سے فرمایا کہ دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ مسح کرتے تھے سر کا ایکدفعہ
یہانتک کہ پہونچا مسح آپکا گدی پر اور شرح معانی الآثار مین ہی حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوْقٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ
ابْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ لَيْثٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ
اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ مُقَدَّمَ رَاْسِهٖ حَتّٰى بَلَغَ
الْقَذَالَ مِنْ مُقَدَّمِ عُنُقِهٖ یعنی مسح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول سر کا یہانتک کہ پہونچا
مسح گدی پر اول گردن سے اور بھی دیلمی نے مسند الفردوس مین بروایت ابن عمر یہ حدیث لکھی ہی مَسْحُ
الرَّقَبَةِ اَمَانٌ مِّنَ الْغُلِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی مسح کرنا گردن کا پناہ اور باعث امن ہی طوق گردن سے
قیامت کے دن اور بھی تاریخ اصبہان مین ابو نعیم نے بروایت ابن عمر یہ حدیث نقل کی ہی اَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عُنُقَهٗ وُقِيَ الْغُلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی تحقیق کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرے اور مسح کرے اپنی گردن کا تو وہ محفوظ
رہا جائیگا طوق گردن کے عذاب سے روز قیامت مین اور وہ جو بعضون نے اس حدیث کو باوجود
مرفوع ہونے کے ضعیف الاسناد کہا ہی سو یہ منافی معمول بہ ہونے کے نہین ہی اسواسطے کہ فضائل اعمال مین
حدیث ضعیف پر بھی عمل کیا جاتا ہی اور یہ مسألہ متفق علیہ ہی اٹھائیسوان مسألہ غیر مقلدین ظاہر
میں بالحدیث واتباع سنت کا دم بھرتے ہین مگر بنظر حقیقت غور سے دیکھا جائے تو یہ لوگ حدیث پر انکا عمل

[1] مسند الفردوس دیلمی
[2] تاریخ اصبہان

نہین کرتے ہین بلکہ خدا و رسول سے بھی نہین ڈرتے ہین ہان زبانی دعوی عمل بالحدیث کا بہت کچھ ہو سو
گو وہ ان نہین پہ وانکے نکالے ہوئے تو ہین پہ کعبے نے ان بتون کو بھی نسبت ہو دور کی ۔ اور یہ نہین جانتے کہ ہم
بتقلید نفس خبیث و باظہار دعوے عمل بالحدیث کے تقلید حضرات ایمہ مجتہدین اور طریقہ سلف صالحین کو چھوڑکر اور راہ
اخلاص سنت نبوی سے مونہ موڑ کر کس ضلالت و گمراہی کے گڑھے مین پڑے ہین اور کس نفسانیت کے کوچہ تنگ
مین اڑے ہین کہ جہان جاتے ہین ذلت و رسوائی اوٹھاتے ہین خصوصا حرمین شریفین مین تو غیر مقلدی کے اظہار سے
سزا پاتے ہین اور نکال دیے جاتے ہین بلکہ مصداق ان احادیث کے ہوتے جاتے ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بطور پیشین گوئی کے فرمایا اور انکے سب حالات اور علامات کو بتا یا چنانچہ بروایت ابی ہریرہ صحیح مسلم مین وارد ہے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَاْتُوْنَکُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ
بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَ اٰبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَ اِیَّاهُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَ لَا یَفْتِنُوْنَکُمْ یعنی ہونگے آخری زمانے مین
فریب کرنیوالے جھوٹے مکار لوگ لاوینگے تمھارے پاس ایسی حدیثین کہ نہ سنی ہونگی تم نے اور نہ تمھارے باپ ادا دون نے
سو بچاؤ تم اپنے تئین اونسے اور اونکو اپنے سے ایسا نہ کہ کہین گمراہ نہ کردین تمکو اور فتنہ و فساد مین نہ ڈالین تم کو
کہ عمل بالحدیث کے پردے مین علم والونکی صورت بناکر فریب اور جھوٹ اور افترا پردازی سے اپنی طرف جھکاتے ہین اور
نئے طریقے یعنی لامذہبی اور آزادی کی طرف سنت کے بہانے سے بلاتے ہین اور سلف صالحین اور اگلے بزرگان دین
کے عقائد اور طریقہ حقہ سے بہکاتے ہین اور ایمہ مجتہدین اور فقہای متقدمین پر لعن طعن کرکے مقلدین کو اون سے
بدعقیدہ کراتے ہین اسیواسطے دوسری حدیث ترمذی مین وارد ہے وَقَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَعَنَ
آخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دربارہ علامات قیامت کے کہ اس امت کے پچھلے لوگ
اگلون کو برا کہینگے اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ لوگ حضرات مجتہدین اور فقہای متقدمین پر کیا کچھ لعن طعن کرتے ہین چنانچہ
نمونہ اوسکا کتاب ظفر مبین ہے کہ جسمین تمام مقلدین حنفیہ کو مشرک اور کافر لکھا ہے اور تقلید کو شرک اور حرام کہا ہے اور
مکہ معظمہ مین چارون مصلون کو ضلالت اور بدعت قرار دیا ہے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِكَ جو چاہے اس مضمون کو کتاب مذکور
کے صفحہ ۱۸۹ و ۲۲۰ و ۲۳۲ مین دیکھ لیوے و نیز کتاب تحقیق الکلام مطبوعہ ریاض ہند امرتسر مین تمام صوفیہ کرام خصوصا
حضرت عارف باللہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اور اونکی کتاب قول الجمیل کو نہایت برا لکھا ہے اور اونپر طعن کیا ہے چنانچہ
یہ مضمون صفحہ ۳ و صفحہ ۴ سے ۳۲ تک موجود ہے اسیطرح کتاب لسان اللبیب مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۲۱۲ مین و کتاب
اعتصام السنہ مطبوعہ کانپور کے صفحہ ۲۹ مین و کتاب انتقاد الرجیح مطبوعہ مطبع علوی لکھنو صفحہ ۶۲ و ۶۳ مین حضرت صدیق اکبر

دیگر صحابہ کو غاصی لکھا ہی اور حضرت ابوبکر کا کینہ حضرت فاطمہ کے ساتھ اور حضرت عمر کا بغض حضرت علی کے ساتھ
ثابت کیا ہی اور حضرت عمر فاروق کو مخترع بدعت ضلالہ کا ٹھیرایا ہی معاذ اللہ منہا اب اس سے بڑھکے بُرا کہنے والے
کلے بزرگان دین کو اور کیا ہونگے کہ صحابۂ کرام کو بھی نہ چھوڑا اور تیسری حدیث بھی انھیں غیر مقلدین کی شان
مین ہی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ فِی اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ اَحْدَاثُ الْاَسْنَانِ سُفَھَاءُ الْاَحْلَامِ
یَقُوْلُوْنَ مِنْ خَیْرِ قَوْلِ الْبَرِیَّۃِ یَقْرَئُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَھُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ
مِنَ الرَّمِیَّۃِ اَلْحَدِیْثَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نکلے گی آخر زمانے مین ایک قوم
کم سن کم عقل زبان زد ہوگا اونکے قال قال رسول اللہ یعنی بظاہر حدیث کے کلام ذکر کرینگے پڑھینگے قرآن کو نہ اتریگا
اونکے حلق سے نیچے یعنی اونکے دلون مین ایمان نہوگا اور خلوص دل سے قرآن پر عمل نہ کرینگے بھاگینگے دین سے
جیسے تیر بھاگتا ہی کمان سے اور چوتھی حدیث ترمذی مین ہی وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْسِنَتُھُمْ اَحْلٰی
مِنَ السُّکَّرِ وَقُلُوْبُھُمْ قُلُوْبُ الذِّئَابِ یعنی زبانین اونکی شکر سے زیادہ شیرین ہونگی یعنی بظاہر نرمی و شیرین
کلامی سے لوگون کو راہ راست سے بہکائینگے ولیکن دل اونکے سختی و بیرحمی مین مثل بھیڑیون کے ہونگے کہ جب پورا قابو
پاجاتے ہین تو کوئی دقیقہ دین کی خرابی کا فروگذاشت نہین کرتے ہین اور پانچوین حدیث وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ
فِیْ وَصْفِ ھٰذَا الْقَوْمِ مُشَمِّرُ الْاِزَارِ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قوم کی علامت مشمر الازار
یعنی اون لوگون کے اونچے اونچے پائینچے ہونگے اور بھی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گریبان کھلا رکھنا علامت
قوم لوط سے ہی بس یہ دونون صفتین اکثر غیر مقلدین مین پائی جاتی ہین چھٹی حدیث کہ معجزۂ پیغمبر کا ہی بارہ سو
برس کے بعد ظاہر ہوا چنانچہ صحیح بخاری مین حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا یعنی اے اللہ برکت دے ہمارے
ملک شام مین اور ملک یمن مین وہان کچھ نجد کے لوگ تھے سو اونھون نے عرض کیا وَفِیْ نَجْدِنَا یعنی ملک نجد کے
واسطے بھی دعا فرمائیے مگر آپنے پھر بھی دعا ہی برکت شام و یمن کی فرمائی پھر اونھون نے باصرار واسطے دعا برکت
نجد کے عرض کیا تو آپنے تیسری مرتبہ اوسکے حق مین فرمایا ھُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِھَا یَطْلُعُ قَرْنُ
الشَّیْطَانِ یعنی ملک نجد مین زلزلے اور فتنے اوٹھینگے اور اوس سے نکلے گی اُمت شیطان کی سو موافق اس
خبر مخبر صادق کے گروہ وہابیہ نے جو پیرو عبدالوہاب کے ہین ۱۲۰۸ ہجری مین جب دیکھا کہ انتظام سلطنت روم
مین برہمی واقع ہی بصلاح و آمادگی محمد بن عبدالوہاب کے جانب حرمین چڑھائی کی اور ایک نیا مذہب ایزاد کیا

اسلام کے پردے مین بغرض ملک گیری ظاہر کیا اور بذریعہ اعلان عمل بالسنۃ کے تمام مقابر شہدا و مزارات اولیا کو منہدم کرکے مسلمانان اہل تقلید سکنہ حرمین وغیرہ پر حکم جہاد کا دیدیا اور اونکے مال کی لوٹ اور قتل کو جائز رکھا اور اونپر ظلم کیا یہانتک کہ لشکر سلطانی نے اونپر فتح پائی اور ۱۲۳۳ ہجری مین اونکا بالکل استیصال کردیا چنانچہ مختصر حال اس فتنہ خروج وہابیہ کا علامہ شامی نے رد المحتار حاشیہ در مختار مطبوعہ مصر کی جلد سوم کے صفحہ ۳۰۹ مین اسطرح لکھا ہے کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوهاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذهب الحنابلة لکنهم اعتقدوا انهم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشرکون واستباحوا بذلك قتل اهل السنة وعلمائهم حتی کسر الله تعالی شوکتهم وخرب بلادهم وظفر بهم عساکر المسلمین عام ثلاث وثلاثین ومائتین والف

یعنی جیسا کہ ہمارے زمانے مین واقعہ گذرا کہ گروہ وہابیہ نے نجد سے خروج کرکے حرمین پر تغلب کیا اور اپنا انتساب مذہب حنبلی کی طرف کرتے تھے لیکن اعتقاد اپنا یہ کہ مسلمان جانتے تھے اور جو کوئی اونکے اعتقاد کے مخالف ہوتا اوسکو مشرک کہتے اور مباح کردیا قتل اہل سنت کا اور اونکے علما کا یہانتک کہ توڑ دیا اللہ تعالی نے اونکی شوکت کو اور تباہ کردیا اونکے شہرونکو اور فتح پائی اونپر لشکر اسلام نے ۱۲۳۳ ہجری مین غرض آجکل کے غیر مقلد بھی اسی گروہ وہابیہ مین داخل ہین اور اکثر عقائد اور مسائل مین اونہین کے پیرو اور معتقد ہین اور محمد بن عبد الوہاب کی کتاب التوحید پر انکا عمل ہے جب سے بخیال خوف بلوہ و فساد کے سرکار انگریزی نے وہابیان ہند سے تعرض شروع کیا اور لنک جا بجا نگرانی اور خبر گیران رہنے لگے تب سے ان لوگون نے وہابی کا لقب بدل ڈالا اور اپنے تئین دوسرے القاب سے مثل محمدی یا عامل بالحدیث یا غیر مقلد یا موحد وغیرہ سے مشہور کیا اور کہتے ہین کہ ہمارا عمل قرآن و حدیث پر ہے تقلید ائمہ مجتہدین کی شرک و بدعت ہے ہمکو اس سے کچھ کام نہین پابندی مذہب نہین آزادی اسلام مین جس حدیث پر چاہین عمل کرلیوین حال آنکہ یہ آزادی ان غیر مقلدین کی عین پابندی خواہش نفس کی ہے جسطرح اپنا جی چاہا اور جس حدیث مین اپنا مطلب نکل آیا اوسیکو اپنا معمول بہ ٹھیرا دیتے ہیں تو ایک بازیچہ طفلان بنایا کبھی باتباع شافعیہ کے ایک چیز کو حرام جانا اور کبھی بموافق حنفیہ کے اوسیکو حلال کرلیا اور کبھی کسیکو جائز کہا اور کبھی ناجائز قرار دیا کفار کا بھی یہی طریقہ تھا تو حق تعالی نے اس آیت مین اونکی خبر دی یحلونه عاما ویحرمونه عاما یعنی ایک سال اپنی خواہش نفس کے موافق ایک چیز کو کفار حلال کرلیتے ہین اور دوسرے سال اوسیکو حرام بنا دیتے ہین اس صورت خلط کو تلفیق کہتے ہین اور اسی سبب سے تلفیق بالاتفاق

حال فتنہ وہابیہ از رد المحتار حاشیہ شامی

عمل ... کی

حرام ہوگئی اسواسطے تقلید امام واحد کی واجب ہوئی تا اس سے منع وہم تلفیق کا ہو اس مقام پر یہ تقریر ملا علی
قاری علیہ رحمۃ الباری کی نہایت مفید ہے اور قابل تمسک اہل تقلید ہے بَل یَجِبُ حَتْمًا اَنْ یُعَیِّنَ مَذْهَبًا مِنْ
هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ اِمَّا مَذْهَبَ الشَّافِعِيِّ فِي جَمِيْعِ الْوَقَائِعِ وَالْفُرُوْعِ وَاِمَّا مَذْهَبَ مَالِكٍ وَاِمَّا مَذْهَبَ
اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَغَيْرِهِمْ وَلَيْسَ لَهٗ اَنْ يَتَحَلَّلَ مِنْ مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ فِي الْبَعْضِ مَا يَهْوَاهُ وَمِنْ مَذْهَبِ
غَيْرِهٖ فِي الْبَاقِيْ مَا يَرْضَاهُ لِاَنَّا لَوْ جَوَّزْنَا ذٰلِكَ لَاَدّٰى اِلَى الْخَبْطِ وَالْخُرُوْجِ عَنِ الضَّبْطِ وَحَاصِلُهٗ يَرْجِعُ
اِلٰى نَفْيِ التَّكْلِيْفِ لِاَنَّ مَذْهَبَ الشَّافِعِيِّ اِذَا اقْتَضٰى تَحْرِيْمَ شَيْءٍ وَمَذْهَبُ غَيْرِهٖ اِبَاحَةَ ذٰلِكَ
الشَّيْءِ بِعَيْنِهٖ اَوْ عَلَى الْعَكْسِ فَهُوَ اِنْ شَاءَ مَالَ اِلَى الْحَلَالِ وَاِنْ شَاءَ مَالَ اِلَى الْحَرَامِ فَلَا يَتَحَقَّقُ
الْحِلُّ وَالْحُرْمَةُ وَذٰلِكَ بَاطِلٌ بِالْاِجْمَاعِ لِاَنَّ حِفْظَ الدِّيْنِ وَاجِبٌ وَذٰلِكَ مَا يَحْصُلُ اِلَّا بِهٰذَا فَيَكُوْنُ
وَاجِبًا لِاَنَّ مُقَدَّمَةَ الْوَاجِبِ وَاجِبٌ بِالْاِجْمَاعِ فَثَبَتَ اَنَّ تَقْلِيْدَ الْمَذْهَبِ الْوَاحِدِ وَاجِبٌ
لِاَنَّ مُقَدَّمَةَ الْوَاجِبِ وَاجِبٌ یعنی ثابت ہے کہ تقلید کا اختیار کرنا واجب ہے مذاہب اربعہ سے مثلاً تقلید
شافعی کی جمیع مسائل میں وعلیٰ ہذا القیاس تقلید حنفی کی اور یہ کسیکو جائز نہیں کہ بعض مسائل شافعیہ کو سے
خواہش نفس خود اختیار کرے اور بعض مسائل میں کا اپنی مرضی کے موافق لیلیوے اسواسطے کہ اگر یہ امر جائز ہو جائے
تو تکلیف شرعی اوٹھہ جاوے مثلاً مذہب شافعی میں ایک شی حرام ہے اور وہی شی مذہب حنفی میں حلال ہے یا بالعکس اُسکے
سو غیر مقلد کبھی اوسکو حلال کہتے ہیں اور کبھی حرام پس حلت وحرمت متحقق نہوئی اور یہ بالاجماع باطل اور مردود
ہے اسواسطے کہ حفاظت ونگرانی دین کی واجب ہے اور یہ بات بدون تعیین مذہب احد کے حاصل نہیں ہوتی
پس تعیین مذہب احد کی واجب ہوگی کہ مقدمہ واجب کا بھی واجب ہوتا ہے لہذا ثابت ہوگیا کہ تقلید مذہب
واحد کی واجب ہے اور یہی مدعا ہے اور یہ **ساتوین حدیث** بھی ان لوگونکی عدم تقلید او آزادگی خبر دیتی ہے
اور عمل انکا مصداق اس حدیث کا ہوتا ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيْرُ اِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً وَاِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً رَوَاهُ
مُسْلِمٌ یعنی مسلم میں عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ منافق کی مثل
اوس بکری کی سی مثل ہے جو دو گلون کے درمیان ماری ماری پھرتی ہے کبھی اس ریوڑ میں جا ملتی ہے اور کبھی اس
ریوڑ میں جا گھستی ہے پس یہ حال منافق کا ظاہر ہے کہ کبھی ایمان کی طرف جھک جاتا ہے کبھی [illegible]
ہے وہ کمبخت نہ ادھر کا ہوا نہ اودھر کا اور **آٹھوین حدیث** کتاب مجمع الزوائد میں طبرانی نے باب ما جاء

الحدیث السابع

الحدیث الثامن

فِي الْكَذَّابِيْنَ مِن عبد الله بن عمر سے روایت کی ہو قَالَ وَاللهِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيَكُوْنَنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ دَجَّالُوْنَ وَبَيْنَ يَدَيِ الدَّجَّالِ كَذَّابُوْنَ
ثَلَاثُوْنَ اَوْ اَكْثَرُ فَقُلْنَا مَا اٰيَاتُهُمْ قَالَ يَاْتُوْنَكُمْ بِسُنَّةٍ لَمْ تَكُوْنُوْا عَلَيْهَا لِيُغَيِّرُوْا بِهَا سُنَّتَكُمْ وَدِيْنَكُمْ
فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُمْ فَاجْتَنِبُوْهُمْ وَعَادُوْهُمْ یعنی کہا اونھون نے قسم اللہ کی تحقیق سُنا ہم نے آنحضرت سے کہ فرماتے
تھے کہ قریب قیامت کے آخر زمانے مین نکلینگے دجال اور قریب زمانہ دجال کے ایک چھوٹا فرقہ تیس آدمیون یا زائد
کا ظاہر ہوگا سو عرض کیا ہم نے یا رسول اللہ کیا علامتین ہین اوس فرقہ کذاب کی فرمایا کہ لاوینگے وہ یعنی نکالینگے
تمھارے ایک نیا طریقہ کہ تم اوس طریق پر نہوگے اور اوسکو سنت کہکے تم لوگون کو دھوکا دینگے تاکہ بدل دین اوسکے سبب سے
تمھاری سنت نبوی اور دین اسلام کو کہجیپر تم عمل کرتے ہو اور ثابت قدم ہو پس جب دیکھو تم اوس قوم کذاب کو
تو دور رہو اونسے اور اونکو دین کا دشمن جانو اور اونسے عداوت رکھو انتہی پس اس حدیث سے لامذہبون کا
حال صاف ظاہر ہے کہ نئی نئی باتین دین مین نکالتے ہین اور سنت کا نام لیکر مقلدین کو بہکاتے ہین اور
طریق تقلید کو اونسے چھوڑاتے ہین اور آپ اہل حدیث بنتے ہین اونکو اہل الرای بناتے ہین فقہا کو عقل کا
ڈھکوسلا بتاتے ہین اور فقہا کو سخت وسست باتین سُناتے ہین افسوس ہے ان لوگونکی سوفہمی پر کہ حق تعالی
خود ارباب عقل ورای کی تعریف فرماتا ہے اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدَاهُمُ اللهُ وَاُولٰئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ یعنی
وہی لوگ ہین جنکو اللہ نے ہدایت دی اور وہی ہین عقل والے وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ یعنی نہین سمجھتے
ہین مگر عقل والے انتہی اور یہ لوگ عقل کی بات سے چڑھتے ہین اور اہل الرای سے بگڑتے ہین اور فقہاسے
جھگڑتے ہین گویا اپنی عقل سے لڑتے ہین اور اعتراف اپنی بلادت اور بے عقلی کا کرتے ہین اور طرہ یہ کہ ائمہ
کی تقلید کو تو شرک و بدعت کہین اور خود محمد بن عبد الوہاب نجدی و ابن تیمیہ و داود ظاہری و ابن حزم و
قاضی شوکانی زیدی یمانی کی تقلید کرین سو یہ ہین باتین اہل حدیث کی جھے کیونکر اونکو بتاؤن ہین جو
تو نہین سمجھتا ہے فقہ کو تجھے کس طرحسے پڑھاؤن مین ؎ اونتیسوان مسالہ غیر مقلدین جو حرمین شریفین
و دیگر بلاد عرب حجاز و شام و بیت المقدس و مسجد الحرام کے خاص و عام مقلدین کو مشرک و بدعتی کہتے ہین
اور اونکو خالص دیندار اور متقی پرہیزگار نہین جانتے ہین اور وہان کے طریقہ تقلید ائمہ اربعہ اور چار مصلون
مصلون کی تعیین کو بدعت اور خلاف سنت بتاتے ہین سو اونھون نے (بسبب اس سوء ظن کے
کہ فرمایا اللہ تعالی نے اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ یعنی بیشک بعض بدگمانی گناہ ہے) خلاف کیا آیات قرآنی

مسائل بدعت و عدم اثبات تقلید در قرآن و حدیث

واحادیث نبویہ کا کہ حق تعالیٰ نے اور اوسکے رسول مقبول نے الالیان ان مقامات مقدسہ کی شان مین
کیا کچھہ ارشاد فرمایا یعنی بطریق پیشین گوئی اونکے پرہیزگار اور متقی ہونے اور قیامت تک ونکے طریق حق پر
رہنے کی خبر دی چنانچہ فرمایا حق تعالیٰ نے قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ یعنی کہدے
اے محمد یہان کے رہنے والون سے کہ آگیا دین اسلام کا اور نہ ظاہر ہوگا طریقہ کفر و شرک کا اور نہ لوٹ آویگا
اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ
یعنی بیشک لکھدیا ہمنے زبور مین بعد نصیحت کے کہ آخر مالک ہونگے زمین بیت المقدس کے میرے نیک بندے
اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ یعنی مسجد الحرام کے مالک وہی ہین جو پرہیزگار ہین و
عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلٰثُ مِائَةٍ
وَسِتُّوْنَ صَنَمًا فَجَعَلَ يَطْعَنُهَا بِعُوْدٍ فِيْ يَدِهٖ وَيَقُوْلُ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ
الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی روایت ہے عبداللہ بن مسعود سے کہ داخل ہوئے آنحضرت
مکے مین درحالیکہ گرداگرد کعبے کے تین سو ساٹھہ بت تھے سو آنحضرت کونچادیتے تھے اون بتون کو لکڑی سے
جو ہاتھہ مین آپکے تھی اور فرماتے تھے کہ آگیا دین اسلام اور نکل بھاگا کفر باطل بے شک کفر باطل نکل بھاگنے
والا ہے یعنی سچے دین کا غلبہ آیا اور کفر مکے اور تمام عرب سے چلا گیا اور فرمایا آنحضرت نے غِلَظُ الْقُلُوْبِ وَ
الْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْإِيْمَانُ فِيْ أَهْلِ الْحِجَازِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی سختی دلون کی اور ظلم و جفا ملک
شرقی مین ہے اور ایمان و اتقا اہل حجاز مین اور آنحضرت نے فرمایا الْأَبْدَالُ يَكُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَهُمْ
أَرْبَعُوْنَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ رَجُلًا رَوَاهُ أَحْمَدُ یعنی ابدال ملک شام
مین ہوتے ہین اور وہ چالیس آدمی ہین جب ونمین سے کوئی مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اوسکے قائم مقام کردیتا
ہے دوسرے کو اور حضرت نے فرمایا طُوْبٰى لِلشَّامِ قُلْنَا لِأَيٍّ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِأَنَّ مَلَائِكَةَ
الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ أَجْنِحَتَهَا عَلَيْهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ یعنی خوشحالی ہے واسطے اہل شام کے
عرض کیا ہمنے کس سبب سے فرمایا اسواسطے کہ فرشتے رحمن کے پھیلائے ہوئے ہین بازو اپنے ملک شام پر واسطے
محافظت کفر کے کہ وہان ابدال رہتے ہین اور حضرت نے فرمایا الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ
الْحَدِيْدِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی مدینہ نکال پھینکتا ہے کافرون کو جیسے بھٹی نکال پھینکتی ہے لوہے کی میل کو
یعنی مدینے مین کفر نہین سما سکتا ہے اور فرمایا آنحضرت نے إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يَعْبُدَهٗ

اَلْمُصَلُّوْنَ فِیْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ رَوَاہُ مُسْلِم یعنی تحقیق شیطان ناامید ہوگیا اس بات سے کہ عبادت کرین لوگ وسکی جزیرہ عرب مین اور فرمایا آنحضرت نے اِنَّ الدِّیْنَ لَیَارِزُ اِلَی الْحِجَازِ کَمَا تَارِزُ الْحَیَّۃُ اِلٰی جُحْرِھَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ یعنی تحقیق دین سمٹ آویگا ملک عرب کی طرف جیسے سانپ سمٹ آتا ہو اپنے بل کی طرف اور بخاری مین بروایت ابوہریرہ یہ حدیث اسطرح ہو اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَارِزُ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کَمَا تَارِزُ الْحَیَّۃُ اِلٰی جُحْرِھَا یعنی تحقیق ایمان سمٹیگا مدینے کی طرف جیسے سانپ سمٹتا ہو اپنے بل کیطرف بیان سے معلوم ہوکہ حجاز اور مدینہ دین و ایمان کا گھر ہو اور قیامت کے قریب ہر طرف سے کفر کا غلبہ ہوگا تو آخر سب ملکون کے ایماندار سمٹکر مدینے مین امام مہدی کے پاس جمع ہونگے پس ایسے مقدس مقامات کے مسلمانون کو بہ سبب تقلید ائمہ اربعہ کے بد دین اور مشرک اور بدعتی کہہ بیٹھنا اور اونکے مسلک و مذہب کو خلاف سنت سمجھنا کیسا بڑا گناہ ہو کہ صریح آیات و احادیث مذکورہ کا انکار کرنا ہو اللہ تعالی نے صحیح ارشاد فرمایا کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا یعنی کیا بڑی بات ہوکر نکلتی ہو اونکے منہ سے سب جھوٹ ہو جو کہتے ہین اور بخاری اور مسلم مین بروایت ابوہریرہ وارد ہو کہ حضرت نے فرمایا مَنْ اَرَادَ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ بِسُوْءٍ اَذَابَہُ اللہُ کَمَا یَذُوْبُ الْمِلْحُ فِی الْمَاءِ یعنی جوکوئی مدینے کے رہنے والون سے برائی کا قصد کریگا خدا اوسکو گلا ڈالیگا جیسے نمک پانی مین گھلتا ہو اور سوا اسکے ثبوت اور بقا دین محمدی کا حقیت مذہب مقلدین پر موقوف ہو کہ یہ دین خاتم النبیین انھین حضرات مقلدین کی بدولت ہمکو پونہچا اور معاذ اللہ جب بزعم فاسد ان غیر مقلدین کے سب اہل تقلید مشرک و بدعتی ٹھہر جاوین تو دین محمدی کیونکر قابل اعتبار کے رہیگا اور جب قابل اعتبار نرہا تو منقطع ہونا لازم آئیگا حالانکہ یہ دین حق المبین قیامت تک باقی رہیگا جیساکہ فرمایا اللہ تعالی نے ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ یعنی یہ دین قائم رہنے والا ہو لیکن بہت لوگ اس بات کو نہین جانتے اور بروایت سعد بن ابی وقاص مسلم مین حدیث وارد ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لَا یَزَالُ اَھْلُ الْغَرْبِ ظَاھِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَۃُ یعنی ہمیشہ رہینگے تمام عرب کے لوگ قائم دین حق پر یہانتک کہ قیامت قائم ہوجائیگی اور فرمایا آنحضرت نے لَا یَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ اُمَّۃٌ قَائِمَۃٌ بِاَمْرِ اللہِ لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَذَلَھُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَھُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللہِ وَھُمْ عَلٰی ذٰلِکَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ یعنی ہمیشہ رہیگا میری امت سے ایک گروہ قائم امر الٰہی پر نہ ضرر پونہچائیگا اونکو مخرب اور مخالف اونکا یہانتک کہ آجائیگی قیامت اور وہ لوگ ویسی

حال پر ہونگے اور بخاری و مسلم مین مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا لَا یَزَالُ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِیْ
ظَاهِرِیْنَ حَتّٰی یَاْتِیَهُمْ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ یعنی ایک گروہ میری امت سے ہمیشہ قائم اور غالب
رہیگا یہانتک کہ آویگی قیامت اور وہ غالب ہی رہیگا یعنی وہ لوگ ملقب باہل السنۃ والجماعت مقلدین
ہین کہ تمام فرقون مین امت محمدیہ کے سواد اعظم اور کثیر الافراد اور سب پر غالب ہین اور بالعکس اسکے یعنی
ایک جم غفیر اور گروہ کثیر غالب مقلدین کا تو گمراہ ہوجائے اور غیر مقلدین چند گنتی کے آدمی مغلوب راہ ہدایت
پر ہون تو ہرگز نہین ہوسکتا اسواسطے کہ اس سے اکثر امت کا گمراہ ہوجانا لازم آتا ہے حالانکہ یہ حدیث
صحیح بروایت ابن عمر منع کرتی ہے اسکو کہ فرمایا آنحضرت نے لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَةٍ وَاَنَّهُمْ لَا
یَجْتَمِعُوْنَ عَلٰی ضَلَالَةٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِهٖ وَالطَّبْرَانِیُّ فِیْ مُعْجَمِهٖ یعنی میری امت گمراہی
پر نہ جمع ہوگی اور وہ لوگ اکثر گمراہ نہونگے اور نیز یہی فرقہ مقلدین کا بسبب انبوہ کثیر ہونے کے ناجی ہوگا
کہ فرمایا حضرت نے اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ یعنی پیروی
کرو تم بڑی جماعت کی کیونکہ جو تنہا رہا اوس سے جا پڑا دوزخ مین اور فرمایا حضرت نے عَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَةِ
وَالْعَامَّةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ یعنی لازم پکڑو بڑی جماعت کو پس ظاہر ہے کہ بڑی جماعت یہی چارون مذہب کے
مقلدین ہین کہ تمام دنیا انھین لوگون سے بھری ہوئی ہے اور انھین مین لاکھون کروڑون اولیا واقطاب
و ابدال و غوث ہوچکے اور اب بھی موجود ہین اور غیر مقلد تو ہزار مین ایک بھی نہ نکلیگا سو ہم شمار اونکا جو
کثرت سے گروہ دین ہون + اونکی کیا گنتی ہزارون مین جو اک دو تین ہون +

تیسوان مسألہ

ان غیر مقلدون نے واسطے بہکانے اور شک مین ڈالنے عوام مقلدین حنفیہ کے ایک نیا طریقہ یہ نکالا ہے
کہ ہمارے ان سوالات کا کوئی جواب دے تو اسقدر انعام لے تا لوگون کو معلوم ہو کہ یہ سوالات نہایت
مشکل ہین کہ جوابات انکے کسی سے نہوسکینگے ورنہ یہ لوگ اشتہار جواب طلب بوعدۂ انعام نہ دیتے چنانچہ
مولوی محمد حسین لاہوری مقتدای غیر مقلدین نے ایک ہزار روپے کا اشتہار اپنے پرچۂ اشاعۃ السنہ نمبر ۵
جلد ششم بابت ماہ رجب سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین اس مضمون کا دیا ہے کہ جو شخص اون اعتقادات اور عملیات کو
جو کہ فرقۂ غیر مقلدین کی طرف ایک پرچۂ جامع الشواہد مطبوعۂ فیض محمدی لکھنؤ مین منسوب کیے ہین
اونکی کتب معتبرہ سے ثابت کردے تو ہزار روپے نقد پائے انتہی واہ کیا جعلی فرس تازی ہے اور کیسی
تجاہل عارفانہ دھوکے بازی ہے اور مجھے اس وعدۂ انعام کی فضول شیخی پر نہایت تعجب آتا ہے باوجودیکہ

پرچہ فتواے جامع الشواہد مین مفتی لبیب نے پہلے ہی سے بایں خیال کہ کسی منکر کو اون عقائد و اعمال کے
مان لینے مین گنجایش انکار کی نہو ہر ایک عبارت کو بحوالہ ہندسہ صفحہ کتاب مع تصریح نام مطبع و مصنف
کتاب کے صاف صاف لکھدیا ہی اور اونہین غیر مقلدین کی چھپی ہوئی تحریر سے اونکے عقائد فاسدہ اور اعمال
کاسدہ کو بخوبی ثابت کردیا ہی پہر اب اون مسائل کے طلب ثبوت مین اشتہار دینا کسقدر تجاہل اور فریب دہی
عوام ہی اور کتنی بڑی دہوکے بازی کا یہ کام ہی نعوذ باللہ کیا ناظرین اوس اشتہار اور اس ملامت کی بوچھاڑ
سے (جو درحقیقت اونکے قائلین پر مینہہ کی طرح موسلادھار لگاتار برستی ہی اور فرشتے صالح المومنین آمین کہتے
ہین) یہ سمجھینگے کہ مفتی لبیب نے جن کتابون کا حوالہ اوس فتوے مین دیا ہی یہ کفریات اون مین نہین ہین اور ناحق
اونکے مؤلفین کیطرف منسوب کردیے ہین نہین نہین ہرگز نہین مشتہر صاحب اگر غیرت کے پورے اور وعدے
کے سچے ہین تو پہلے اون کتابون کو کہ جنکا اوس پرچے مین حوالہ ہی بغور ملاحظہ فرمائین اگر اونکو وہان یہ کفریات
نہ ملین تو ہمارے پاس تشریف لائین اور اونکا ثبوت لین اسیواسطے ہمنے اوس فتوے کو اس کتاب
مین بھی چھپوا دیا ہی بعد اسکے حسب وعدہ ہزار روپیہ رائج الوقت ہمارے پیشکش کرین خیر اونکی عسرت پر
ہم ترحم کرکے پانسو معاف کرتے ہین وہ پانسو ہی اپنے غیر مقلدین بھائیون سے چندہ کرکے یا جسطرح
ممکن الوصول ہو تحصیل کرکے ہمکو دین ورنہ پہر ایسے خیالی انعام دینے کے جھوٹے وعدون کا نام نہ لین
اور قبل اسکے بھی ان مشتہر صاحب نے واسطے دہوکا دینے اور متردد کرنے مقلدین کے ایک اشتہار سوالات
عشرہ کا بڑے شد و مد اور نہایت زور شور سے بوعدہ انعام دس روپیہ فی آیت و فی حدیث کے چھپوا کر
مشتہر کیا تھا چنانچہ واسطے ملاحظہ ناظرین کے وہ اشتہار بجنسہ مندرجہ ذیل ہی۔ اشتہار
مین مولوی عبد العزیز صاحب و مولوی محمد صاحب و مولوی اسمٰعیل صاحب ساکنان ملیہ وال اور
جو اونکے ساتھ طالب العلم ہین جیسے میان غلام محمد صاحب ہوشیارپوری و میان نظام الدین صاحب
و میان عبد الرحمن صاحب وغیرہ یعنی جملہ حنفیان پنجاب و ہندوستان کو بطور اشتہار وعدہ دیتا ہون
کہ اگر ان لوگون سے کوئی صاحب مسائل ذیل مین کوئی آیت یا حدیث صحیح جسکی صحت مین کسیکو کلام نہو
اور وہ اس مسئلے مین جسکے لیے پیش کیجاوے نص صریح قطعی الدلالہ ہو تو فی آیت اور فی حدیث
یعنی ہر آیت و حدیث کے بدلے دس روپیہ بطور انعام کے دونگا اوّلاً رفع یدین نکرنا آنحضرت کا
بوقت رکوع جانے اور رکوع سے سر اوٹھانیکے ثانیاً آنحضرت کا نماز مین خفیہ آمین کہنا ثالثاً آنحضرت کا

نماز مین زیر ناف ہاتھ باندھنا ۲۷ بعگا آن حضرت کا مقتدیون کو سورۂ فاتحہ پڑھنے سے منع کرنا ۲۸ خمسًا
آنحضرت یا باری تعالیٰ کا کسی شخص پر کسی امام کی ایمۂ اربعہ سے تقلید کو واجب کرنا ۲۹ سادسًا ظہر کا وقت
دوسرے مثل کے اخیر تک باقی رہنا ۳۰ سابعًا عام مسلمانون کا ایمان اور پیغمبرون اور جبرئیل کا مساوی
ہونا ۳۱ ثامنًا قضا کا ظاہر و باطن نافذ ہونا تشریح مثلاً کسی شخص نے ناحق کسیکی جورو کا دعوی کیا
کہ یہ میری جورو ہے اور قاضی کے سامنے جھوٹے گواہ پیش کر کے مقدمہ جیت لے اور وہ عورت اوسکو
ملجاوے تو وہ عورت بحسب ظاہر بھی اوسکی بی بی ہے اور اوس سے صحبت کرنا بھی اوسکو حلال ہے ۳۲ تاسعًا
جو شخص محرمات ابدیہ جیسے مان یا بہن سے نکاح کر کے اوس سے صحبت کر لے تو اوسپر حد شرعی جو قرآن
یا حدیث مین وارد ہے نہ لگانا ۳۳ عاشرًا تجدید آب کثیر جو بوقوع نجاست کے پلید نہو دہ در دہ کرنا **تنبیہ**
ان مسائل کی احادیث کی تلاش کرنیکے واسطے مین ان صاحبون کو اسقدر مہلت دیتا ہون جسقدر
یہ چاہین زیادہ مہلت مین انکو بھی گنجایش ہے کہ یہ اپنے اور مذہبی بھائیون سے مدد لین - المشتہر

ابوسعید محمد حسین لاہوری [محمد حسین ابوسعید]

حال آنکہ یہ سب مسائل کتب معتبرہ حنفیہ مین جیسے فتح القدیر شرح ہدایہ لابن الہمام و شرح ہدایہ للعینی
و شرح معانی الآثار للطحاوی و برہان شرح مواہب الرحمن و موطا للامام محمد و کتاب الحجج للامام محمد و کتاب
الآثار للامام محمد و عمدة القاری شرح بخاری للعینی و لمعات التنقیح شرح مشکوٰة المصابیح للشیخ الدہلوی
و مرقات شرح مشکوٰة لملا علی قاری و تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق و مستملی شرح منیة المصلی و عمدة الرعایة
فی حل شرح الوقایہ لمولانا محمد عبد الحی اللکھنوی و تصریح الحمایہ علی شرح الوقایہ لمولانا محمد حسن السنبھلی وغیرہ
مین اچھی طرح ثابت ہو گئے ہین اور عمومًا جابجا اس کتاب فتح المبین مین بھی لکھے گئے ہین اور خصوصًا
اسکے جواب مین بہت سے رسائل مثل دلائل کاملہ و اظہار الادلہ و عشرہ کاملہ و عشرہ مبشرہ و اشعار الاعلام
علی اشتہار العشرہ و انتصار الاسلام وغیرہ کے مطابع کانپور و امرتسر و دہلی و لودھیانہ مین چھپکر تمام ملک
پنجاب و ہندوستان مین پھیل گئے لیکن ابتک مشتہر صاحب نے باوجود قرآن و حدیث سے جواب با
صواب پانے کے ایفاے وعدہ نہ کیا اور کسی مجیب مصیب کو ایک ٹکا بھی ندیا پس معلوم ہوا کہ حضرت
کا بالکل ابانی جمع خرچ تھا اور پھر اوسپر طرہ یہ کہ فی الحال اونکے کسی متبع نے اوسی اشتہار کو دوبارہ
سہ بارہ چھپوا کر لکھنؤ اور دہلی وغیرہ مین تقسیم کیا اور اوسکے نیچے لکھا افسوس کہ آجتک جواب اس اشتہار کا

مقلدین نے نہین دیا واہ رے تجاہل و صفائی کہ ساری دیگ ہضم ڈکار تک نہ آئی وعدہ خلافی کا و
حال جواب پا کر کر جاتے ہین یہ کمال کیون نہو ع تخالف ہو تو ایسا ہو تجاہل ہو تو ایسا ہو ٭ اب ہم پوچھتے
ہین جبکہ سوالات عشرۂ مشتہرہ درمیان مجتہدین ایمۂ دین کے مختلف فیہا ظنی اور قیاسی ٹہیرے بلکہ
بعض انہین سے ایسے ہین کہ حضرات صحابہ مین جنکے باب مین حدیث اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمْ اِقْتَدَیْتُمْ
اِہْتَدَیْتُمْ وارد ہی مختلف فیہ ہین جیسے رفع یدین وغیرہ کہ بعض صحابہ کرتے تھے اور بعض نہین اور بعض
صحابہ خلف الامام قراءت کرتے تھے اور بعض نہین اور بعض صحابہ آمین جہر سے کہتے تھے اور بعض نہین
اور احادیث مرفوعہ بھی ان امور مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف وارد ہین اور جو مسائل
مختار حنفیہ کے ہین اون سب کے دلائل اور ماخذ قرآن وحدیث سے ثابت ہین اور کوئی مسالہ کسی مجتہد کا
خلاف قرآن وحدیث کے نہین ہی پھر آپکا ایسے مسائل اجتہادیہ و مختلف فیہا کے ثبوت مین آیت یا حدیث
صحیح متفق علیہ اور نص صریح قطعی الدلالۃ طلب کرنا یہ کیسا سوال تعلیق بالمحال صریح البطلان قطعی لہذا یہ بات
ہی اسکو ادنیٰ علم والا بھی سمجھیگا کہ جن مسائل مین ایمۂ مجتہدین و علمای محدثین کا سرے سے اختلاف
چلا آیا ہو اور ہر ایک نے اونکو اپنے اپنے اجتہاد کے موافق قیاس اور ظن سے ترجیح دی ہو تو پھر اون
مسائل کا سب کے نزدیک متفق علیہ اور قطعی ہونا ہرگز ممکن نہین (اختلاف مین اتفاق کیسا) بہلا
اہل سنت جماعت کے بیان مشتہر صاحب کے ایسے سوالات جواب طلب مشروطۂ فریب آمیز کو دخل کہان
حضرت سائل تو ہنوز معنی عبارت اہل سنت وجماعت سے بھی واقف نہین اللہ اللہ کہان یہ اہل سنت
وجماعت اور کہان یہ طریقۂ مبتدعہ کہ جس سے عبادات و اعمال مروجۂ خیر القرون کی اسناد طلب کرنا اور
پھر اوسپر انعام کا وعدہ دینا کہان اصل کی نقل کہان نقل سے اصل اس عبث در عبث کا نتیجہ کیا بجز اسکے
کہ سائل کو خواص جاہل جانین اور عوام ان سوالون سے دھوکا کھاوین اور اہل سنت کی کوئی غرض
دینی اسمین متوقع نہین یہ طریقہ ایسا مشکوک وغیر مسلوک ہی کہ صحیح لذاتہ و حسن لذاتہ بھی بدون شہادت
کسی قاعدۂ یقینی کے اہل حدیث کے اصول کے بموجب ہرگز عمل کے لائق و یقیناً توقع نجات کے
قابل نہین جسکے اصول ظنی اوسکے کل فروعات بھی ظنی ہین اور جسکے اصول یقینی اوسکے کل فروعات
بھی یقینی الحاصل اگر بطور جرح و تعدیل کے اہل حدیث کے وصول پر صحت کا ثبوت کسیکے معمول ہی
کی نسبت ہوا بھی ہو تو اوسکا کیا نتیجہ اور پھر یہ دعوی بے معنی کہ اوسکی صحت مین کسیکو گفتگو نہو بغیر

گفتگو کے وجود صحت کیونکر سمجھا جائے پہلے تو سائل کو یہ چاہیے کہ اپنے مسائل معمول بہا کو بطریق جرح
وتعدیل کے احادیث صحیحہ سے ثابت کردین کہ جس سے اونکی عبادات اور معاملات کے اعمال یقینی
النجات ثابت ہوجاوین اور عند اللہ ماجور ہوکر انعام اخروی پاوین والا انعام دنیا کی خواہش ہو تو لاہکی
سے نیچریت کی طرف قدم بڑھاوین اور مزے اوڑاوین اور مباحث علمی کے جھگڑون مین نہ پڑین اور
ہرگز ہرگز مسائل خلافیہ کے جواب کو بدلائل اتفاقیہ بوعدہ انعام نہ طلب کرین ورنہ اونکو یا اونکے تلامذہ
یا اساتذہ مین جنکو دعوی ہو اونپر واجب ہو کہ حسب شرائط خود ہمارے چودہ[۱۴] سوالات ذیل نمبر اول
کا بھی جواب دین اور دس کے بدلے فی جواب ہم سے بیس[۲۰] روپیہ انعام لین اور اگر بیس[۲۰] سوالات نمبر دوم
کے جوابات بغیر مدد اجماع وقیاس فقہی کے صرف قرآن وحدیث سے ثابت کرکے پیش کرینگے تو اینجانب
فی آیت اور فی حدیث دس اشرفیان زر خالص کی انعام دینگے اور مثل مشتہر صاحب کے وعدہ خلافی نکرینگے۔

سوالات غیر مقلدین جواب طلب از غیر مقلدین

سوالات نمبر ۱

اول[۱] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بوقت رکوع کرنے اور سر اوٹھانے کے ہمیشہ رفع یدین کرنا
دوم[۲] آنحضرت کا نماز مین ناف سے اوپر بلکہ سینے کے اوپر ہمیشہ ہاتھ باندھنا سوم[۳] آنحضرت کا
نماز مین آمین بالجہر ہمیشہ کہنا چہارم[۴] حدیث قراءت خلف الامام کا بعد نزول آیت اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ
الخ کے مروی ہونا پنجم[۵] آنحضرت یا حق تعالی کا ایمہ اربعہ مین سے کیسکی تقلید شرعی کو منع کرنا ششم[۶]
کتاب وسنت سے قیاس واجماع کا حرام ہونا ہفتم[۷] تین طلاق دیکر بدون حلالہ کرنے کے عورت کا نکاح
شوہر اول سے کرا دینا ہشتم[۸] ایمہ اربعہ شیخ الاسلام[۱] ابن تیمیہ و[۲] داؤد ظاہری و[۳] ابن حزم و[۴] قاضی شوکانی
زیدی کی تقلید کرنا نہم[۹] بغیر کسی عذر شرعی کے جمع بین الصلاتین کرنا یعنی ظہر وعصر کو ایک ساتھ اور
مغرب وعشا کو ایک ساتھ پڑھنا دہم[۱۰] احادیث صحاح کا کتب صحاح ستہ مین منحصر ہونا اور سوائے انکے
دوسری کتاب کی حدیث کو غیر معتبر سمجھنا یازدہم[۱۱] اس زمانہ پر شور وفتن مین ہر شخص عامی کا قرآن
وحدیث پر بلا تحقیق عمل کرنا اور اوسپر لوگون کو حکم دینا دوازدہم[۱۲] جو حدیثین امام اعظم کو بتوسط شیوخ
تابعین یا صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے واسطے سے پونہچی ہون اونکو بروایات رجال غیر تابعین کے
ضعیف اور مخدوش سمجھنا سیزدہم[۱۳] حاجیون پر زیارت قبر شریف نبوی کا حرام یا مکروہ ہونا چہاردہم[۱۴]
علمای حرمین شریفین اور جو لوگ اونکے پیرو ہون اور کل مقلدین کو مشرک و بدعتی کہنا اور غیر مقلدین کو ...

سوالات نمبر ۲

اول کسی لامذہب کے جبے مین چوہا مرا ہوا نکلا اور اوس جبے مین سوراخ بھی ہر اور راوسی جبے اوس نے نمازین پڑھی ہین تو کتنے دنون کی نماز پھیرے حدیث صحیح سے ارشاد ہو **دوم** کسی شخص نے اپنے غلامون سے یہ کہا ھٰذَا حُرٌّ وَھٰذَا اَوْھٰذَا اس قول سے کون کون آزاد ہوگا **سوم** سر منڈوانے یا ناخن ترشوانے یا زخم کا چھلکا اوتار دینے سے تجدید وضو یا غسل یا مسح اوس موضع کا فرض ہوتا ہی یا نہین **چہارم** اندرون چشم و حاجب کا دھونا فرض ہی یا نہین **پنجم** جسکے ایک جانب دو ہاتھ پیدا ہوجاوین دونون کا دھونا فرض ہی یا ایک تصریح نص ارشاد ہو **ششم** داخل بزرت وناف وسوراخ بند مین پانی پونہچانا غسل مین ضرور ہی یا نہین **ہفتم** مجرد مباشرت فاحشہ یعنی التقای ختانین سے غسل واجب ہوتا ہی یا نہین یا کوئی اور شرط منصوص ہی **ہشتم** نفس لواطت سے غسل واجب ہوتا ہی یا نہین اور اسیطرح وطی زن جنبیہ اور جماع خنثی اور وطی بہیمہ و صغیرۂ غیر مشتہاۃ موجب غسل ہی یا نہین **نہم** قرارت انجیل کا حالت جنابت مین کیا حکم ہی **دہم** دباغت سے جلد خنزیر و مار و موش بھی پاک ہوجاینگی یا نہین **یازدہم** کسقدر فصل و بعد سے تیمم جائز ہوگا **دوازدہم** عورت صاحب نفاس کو بھی بعد انقطاع نفاس بر تقدیر عجز تیمم جائز ہی یا نہین **سیزدہم** مقطوع الیدین والرجلین و مجروح الوجہ کا کیا حکم ہی بلا وضو نماز پڑھے یا مسح یا تیمم کرے **چہاردہم** جسکو پانی اور مٹی پاک میسر نہو وہ کیونکر نماز پڑھے **پانزدہم** عورت و مرد دونون توام پیدا ہوئے اونکے نکاح کی کیا صورت ہی **شانزدہم** کوئی شخص دریا یا تالاب کے پانی مین پاخانہ پھرے تو نہی اوسکی بغیر قیاس حدیث مَنَعَ الْبَوْلَ فِی الْمَاءِ الرَّاکِدِ کے ارشاد ہو **ہفدہم** جو پانی کہ لید یا گوبر کے کنڈون سے گرم کیا گیا ہو اوس سے وضو جائز ہی یا نہین **ہیجدہم** جب آدمی سوتے سے جاگے اور بڑا اسکا پانی کا زمین مین گرا ہو اور چھوٹا کوئی برتن نہین تو وضو اور طہارت کیونکر کرے **نوزدہم** جو روٹی کہ لید یا گوبر کی پکی ہو کھانا اوسکا جائز ہی یا نہین **بستم** جن گھڑون اور مٹکون کی مٹی لید اور گوبر کے ساتھ گوندھی گئی ہو جیسا کہ کمہارون کا دستور ہی استعمال اون برتنونکا جائز ہی یا نہین

تنبیہ حسب شرائط مذکورہ ان مسائل کے جوابات لکھنے مین اسقدر مہلت دیجاتی ہی کہ وہ اپنے تمام برادران غیر مقلدین سے بھی خاطر خواہ مدد لین اور جواب باصواب دین ورنہ اس آیۂ کریمہ کے مورد مین اونکو داخل ہونا پڑیگا اَمْ لَھُمْ شُرَکٰٓؤُا شَرَعُوْا لَھُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْ بِہِ اللّٰہُ ط

ترجمہ کیا اونکے اور شریک ہین جو راہ نکالی ہی اونھون نے اونکے لیے دین کی جسکا حکم نہین دیا اللہ نے

مسألہ اکتیسواں ان غیر مقلدون کے اکثر عقائد اور اعمال اہل سنت جماعت کے بالکل مخالف ہین کہ بعضے مسائل مخترعہ و احکام مبتدعہ اونکے موجب کفر اور بعضے مبطل نماز اور بعضے موجب فسق و ابتداع ہین کہ تفصیل اوسکی موجب تطویل ہی نظر بران ہم یہان صرف فتوای جامع الشواہد فی اخراج الوہابیین عن المساجد کو حسب وعدۂ سابقہ درج کیے دیتے ہین تا ناظرین کو مولوی محمد حسین صاحب لاہوری کا جھوٹا وعدۂ انعام کرنا اون مسائل اور احکام کے وجہ ثبوت مین ظاہر ہو جاوے اور نیز ہر شخص جو اوسکو ملاحظہ کرے غیر مقلدون کے عقائد فاسدہ و مسائل کاسدہ سے بخوبی ماہر ہو جاوے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

(۱) علمای اہل سنت وجماعت اس مسألے مین کیا فرماتے ہین کہ یہ گروہ وہابیین یعنی فرقہ غیر مقلدین داخل ہی اہل سنت وجماعت مین یا خارج ہی انسے مثل اور فرقون ضالہ کے (۲) اور ہم مقلدون کو اونکے ساتھ مخالطت و مجالست کرنا اور اونکو اپنی مساجد مین باوجود خوف فساد کے آنے دینا درست ہی یا نہین (۳) اور اونکے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہی بَيِّنُوْا بِالتَّفْصِيْلِ تُؤْجَرُوْا بِالْاَجْرِ الْجَزِيْلِ

جواب سوال اول

وہابیہ غیر مقلدین (کہ قطع نظر عقائد کے جنکی علامات ظاہری اس ملک مین ائمہ اربعہ مین سے کسیکی تقلید نکرنا اور فقہ کو مخالف حدیث کے کہنا اور مقلدون کا نام مشرک اور بدعتی رکھنا اور اپنے تئین موحد اور محمدی ظاہر کرنا اور تقلید سے چڑھنا اور نفس انعقاد مجلس میلاد خیر العباد اور فاتحہ خوانی و عرس اولیاء اللہ کو شرک و بدعت کہنا اور بغیر کسی امام کی تقلید کے نماز مین آمین پکار کے کہنا اور وقت رکوع اور قومے کے رفع یدین کرنا اور نماز مین ناف سے اوپر بلکہ سینے پر ہاتھ باندھنا اور امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا اور جو ایسا نکرے اوسکو برا کہنا) مثل دیگر فرقون ضالہ رافضی و خارجی وغیرہما کے اہل سنت وجماعت سے خارج ہین کیونکہ اونکے بہت سے عقائد اور مسائل مخالف اہل سنت وجماعت کے ہین چنانچہ بموجب تحریر اونھین کی کتابون کے چند عقائد اور مسائل بقید نام کتاب و مصنف و صفحہ کے بطور نمونہ بیان کیے جاتے ہین تا پھر کسی کو اونکے ثبوت مین گنجایش انکار اور شبہے کی باقی نرہے

اہل سنت کے عقائد اور اعمال کے بالکل مخالف ہین غیر مقلدین

پہلے انکے عقائد سنیے

اوّل یہ کہ خداے پاک کا جھوٹ بولنا ممکن کہتے ہین چنانچہ صفحہ ۵ کتاب صیانۃ الایمان مطبوعہ عمرآباد تصنیف مولوی شہود الحق شاگرد مولوی نذیر حسین مین مندرج ہے دوم انبیا علیہم السلام سے احکام دینی مین بھول چوک کے قائل ہین جیساکہ مولوی حسین خان صفحہ ۱۲ کتاب رد تقلید بکتاب المجید مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی مین اس مضمون کا اقرار کرتے ہین اور طرہ یہ کہ اوسکی صحت پر مولوی نذیر حسین و شریف حسین وغیرہما اکابر غیر مقلدین کی مہرین بھی ثبت ہین حال آنکہ انبیا علیہم السلام تبلیغ احکام مین بالاتفاق معصوم ہین سوم یہ کہ آنحضرت کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کرتے ہین چنانچہ یہ مضمون صفحہ ۲ و ۱۶ انصر المومنین مصنفہ اخوند صدیق پشاوری شاگرد رشید مولوی نذیر حسین سے ظاہر ہے کہ اونھون نے خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ کے الف لام کو عہد خارجی کا لکھا ہے جسکے معنی یہ ہین کہ بعض کے خاتم ہین نہ سبکے حال آنکہ آپ کل انبیا کے خاتم اور نبی آخر الزمان ہین کہ بعد آپکے کوئی نبی نہوگا چہارم یہ کہتے ہین کہ حدیث آحاد سے یعنی سواے حدیث متواتر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ثابت نہین ہوتا جسکا یہ مطلب ہوا کہ آنحضرت سے سواے ایک دو معجزون کے زیادہ صادر نہوئے کیونکہ سواے قرآن کے اور معجزات حدیث متواتر سے ثابت نہین ہوتے چنانچہ یہ مضمون کتاب دلیل محکم مطبوعہ دہلی تصنیف مولوی نذیر حسین سے ظاہر ہے پنجم اجماع کل امت کا جسکی سند ہمکو معلوم نہو حجت شرعی نہین ہے سیاق کہ صفحہ ۱۳۱ کتاب معیار الحق مطبوعہ لاہور مصنفہ مولوی نذیر حسین مین و صفحہ ۲۴ کتاب اعتصام السنہ مطبوعہ کانپور تصنیف مولوی عبداللہ مہدی معروف چھاؤنی کن مؤمین موجود ہے ششم مجتہد کا قیاس شریعت مین قابل اعتبار کے نہین ہے چنانچہ اوسی کتاب معیار الحق کے صفحہ ۹۲ مین اور اعتصام السنہ کے صفحہ ۳۰ مین مرقوم ہے ہفتم کتاب دراسات اللبیب مطبوعہ لاہور مصنفہ ملا معین سندھی کے صفحہ ۲۱۹ مین لکھا ہے کہ حضرت امام مہدی کے زمانے مین رجعت ہوگی یعنی جو لوگ اونکی محبت مین بدون ملاقات کے مرگئے ہین اور دنیا یا اونھون نے زمانۂ امام کو تو بحکم خداے تعالیٰ قبرون سے قبل قیامت کے زندہ ہوکر اونسے مستفید ہونگے چنانچہ اصل عبارت عربی اوس کتاب کی یہ ہے مِنْ ثَمَرَاتِ كَمَالِ الْحُبِّ الصَّادِقِ لِلْإِمَامِ الْعَصْرِ الْمَهْدِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَلَمْ يُدْرِكْ أَوَانَهُ أَذِنَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ أَنْ يُحْيِيَهُ فَيَفُوزُ فَوْزًا عَظِيمًا فِي حُضُورِهٖ وَهٰذِهٖ رَجْعَتُهُ فِي عَهْدِهٖ حالانکہ مسئلہ رجعت کا نزدیک اہل سنت جماعت کے مردود ہی چنانچہ امام نووی شارح مسلم لکھتے ہین کہ رجعت باطل ہی اور معتقد اسکے رافضی ہین پس معلوم ہوا کہ یہ طریقہ رفاض کا ہی نہ اہل سنت کا ہشتم کہتے ہین کہ بارہ امام اور حضرت فاطمۃ زہرا معصوم ہین یعنی اونسے خطا کا ہونا محال ہی اور حضرت ابوبکر صدیق اور جو صحابہ رضی اللہ عنہم کہ مخالف ہوئے حضرت علی کی بیعت خلافت مین اور حضرت فاطمہ کے ارث دینے مین وہ سب کے سب خطاوار ہین اور نیز یہ کہتے ہین کہ عصمت آنحضرت کی عقلی ہی اور عصمت امام مہدی کی نقلی چنانچہ یہ مضمون اوسی کتاب دراسات کے صفحہ ۲۱۳ مین مرقوم ہی حالانکہ یہ عقیدہ بھی خاص رافضیون کا ہی کہ بارہ امام اور چودہ معصوم اونکے یہان مقرر ہین اور ہمارے یہان تو سواے پیغمبرون کے کوئی دوسرا معصوم نہین جیسا کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی تحفۂ اثنا عشریہ کے باب دہم مین لکھتے ہین۔ مذہب اہل سنت نیست کہ کسے را غیر نبی معصوم دانند انتہی نہم اوسی کتاب دراسات مین حدیث أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ بِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ کو بمقابلہ عصمت اہل بیت کے موضوع قرار دیا ہی اور حدیث اِقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ سے جواز اقتدای شیخین کا قائل ہوا ہی اور وجوب استحباب کو بالکل اوڑا دیا چنانچہ عبارت عربی اوسکی یہ ہی وَالْحَدِيثُ الْأَوَّلُ مَوْضُوعٌ وَإِلَّا لَكَانَ قَوْلُهُ اهْتَدَيْتُمْ فِيهِ خَاصَّةً مِمَّا يَدُلُّ عَلَى عَدَمِ خَطَائِهِمْ وَالثَّانِي مِنْهُ جَوَازُ الْاِقْتِدَاءِ بِهِمَا وَهُوَ لَا يَقْتَضِي عَدَمَ خَطَائِهِمَا اور دیکھو قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے اپنی کتاب سیف المسلول مین حدیث أَصْحَابِي کی نسبت لکھا ہی کہ مِنْهُ مَشْهُورٌ وَقَدْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ بِأَسَانِيدَ مُتَنَوِّعَةٍ يَرْتَقِي بِهَا إِلَى دَرَجَةِ الْحَسَنِ اور دوسری حدیث اس موقع پر ہی کہ فرمایا آنحضرت نے مین نہین جانتا کہ زندگی میری کتنی ہی پس اقتدا کرو تم ابوبکر اور عمر کی افسوس کہ باوجود اقتضای صیغہ امر کے جواز اقتدا لیا اور وجوب استحباب بالکل چھوڑ دیا دہم حضرت ابوبکر صدیق حضرت فاطمہ زہرا کے ساتھ اور حضرت عمر حضرت علی کے ساتھ معاذ اللہ عداوت اور کینہ رکھتے تھے چنانچہ صفحہ ۶۹ کتاب اعتصام السنۃ مذکور مین مسطور ہی یازدہم چارون امامون کے مقلد اور چارون طریقون کے متبع یعنی حنفی شافعی مالکی حنبلی اور چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ وغیرہ سب لوگ مشرک اور کافر ہین چنانچہ اوسی کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۷۵ مین لکھا ہی اور مولوی

محمد یسین نے رسالہ اشعار الحق جواب رسالہ تنویر الحق مین سب مقلدون کو اخوان یزید اور رافضی پلید اور شیطان و کافر لکھا ہے اور اسیطرح مولوی محی الدین نومسلم کتب فروش لاہوری نے بھی کتاب ظفر المبین مطبوعہ لاہور مورخہ رمضان ۱۲۹۰ھ ہجری کے صفحہ ۱۸۹ و ۲۳۰ و ۲۳۲ مین تقلید کو شرک اور حرام اور مقلدین حنفیہ کو مشرک و کافر لکھا ہے اور چارون امامون کے مصلون کو ضلالت اور بدعت قرار دیا ہے جسکا جی چاہے دیکھلے نعوذ باللہ منہا **تنبیہ** مقام عبرت ہے اور کتنی بڑی جرأت ہے کہ جب انھون نے علماے مقلدین اور اولیاے کاملین کو بے دہڑک مشرک و کافر لکھدیا تو اب انکے کفر و الحاد مین کیا شک باقی رہگیا افسوس صد افسوس ان ناعاقبت اندیشون اور بیخبرون کو اتنی بھی خبر نہین کہ ہماری اس بیہودہ تقریر اور ناشایستہ تحریر سے خود ہمارے امام المحدثین اور مقتداے عالمین حضرت امام بخاری علیہ رحمۃ الباری بھی معاذ اللہ کافر و مشرک ہوئے جاتے ہین بدین وجہ کہ وہ بھی مقلد ہین امام شافعی رحمہ اللہ کے اور داخل ہین زمرۂ مقلدین شافعیہ مین جیسا کہ زبدۃ المحدثین عمدۃ المفسرین عارف باللہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے اپنی کتاب الانصاف فی بیان سبب الاختلاف مین لکھا ہے وَمِنْ هٰذَا الْقَبِيلِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ الْبُخَارِيُّ فَإِنَّهُ مَعْدُودٌ فِي طَبَقَاتِ الشَّافِعِيَّةِ وَمِمَّنْ ذَكَرَهُ فِي طَبَقَاتِ الشَّافِعِيَّةِ الشَّيْخُ تَاجُ الدِّينِ السُّبْكِيُّ وَقَالَ إِنَّهُ تَفَقَّهَ بِالْحُمَيْدِيِّ وَالْحُمَيْدِيُّ تَفَقَّهَ بِالشَّافِعِيِّ وَاسْتَدَلَّ شَيْخُنَا الْعَلَّامَةُ عَلٰى إِدْخَالِ الْبُخَارِيِّ فِي الشَّافِعِيَّةِ بِذِكْرِهِ فِي طَبَقَاتِهِمْ وَكَلَامُ النَّوَوِيِّ الَّذِي ذَكَرْنَاهُ شَاهِدٌ لَهُ انتہی یعنی جسطرح ابو جعفر بن جریر طبری شافعی المذہب ہین اسیطرح امام محمد بن اسمعیل بخاری بھی مقلدین شافعیہ مین شمار کیے گئے ہین اور جس شخص نے اونکو طبقات شافعیہ مین ذکر کیا ہے وہ امام تاج الدین سبکی ہین اور اونھون نے فرمایا کہ امام بخاری نے علم فقہ سیکھا ہے امام حمیدی سے اور حمیدی نے امام شافعی سے اور دلیل لائے ہین ہمارے شیخ علامہ امام بخاری کے داخل ہونے پر شافعیہ مین ساتھ مذکور ہونے اونکے طبقات شافعیہ مین اور کلام امام نووی کا جو ذکر کیا ہم نے اوسکو گواہی دے رہا ہے اس بات کی کہ امام بخاری شافعی المذہب ہین انتہی پس جب ایسے بڑے امام المحدثین نے بدون تقلید کے دین مین چارہ نہ دیکھا اور چار مذہب شافعی اختیار کیا تو اب ان لامذہبون کو بتقلید امام بخاری علیہ الرحمہ کے ضرور چاہیے کہ کسی مذہب کو اختیار کرین اور اپنی لامذہبی پر ہزار بار نفرین اور پھٹکار کرین —

دوازدہم جو شخص ایمان باللہ والیوم الآخر و تصدیق بما جاء بہ النبی رکھے اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانے اوس شخص کو غیر مقلدین مسلمان متقی اور مصداق اس آیت کا جانتے ہین اُولٰٓئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ چنانچہ یہ مضمون رسالہ ثبوت الحق الحقیق تصنیف مولوی نذیر حسین مطبوعہ چشمۂ فیض دہلی محلہ پیپل مہادیو کے صفحۂ اول مین مندرج ہی حال آنکہ صرف موصوف بالایمان ہونے اور تصدیق بما جاء بہ النبی کرنے سے مسلمان متقی کذائی نہین ہو سکتا ورنہ باوجود مرتکب ہونے محرمات قطعیہ کے اور تارک ہونے واجبات حتمیہ کے متقی اور مصداق ہونا اس آیت کا لازم آتا ہی اور یہ بالاتفاق تمام علمای اہل سنت کے نزدیک باطل ہی بلکہ متقی کذائی ہونے مین اتصاف بالحسنات اور احتراز عن السیئات بھی ضرور ہی اور مصداق آیۂ مذکورہ کے وہی لوگ ہین جو باوجود موصوف بالایمان ہونے کے موصوف بالفضائل العملیہ بھی ہون جیسے بذل اموال و ایتای زکوٰۃ و اقامت صلوٰۃ و ادای صوم و حج و ایفای عہود و مواثیق و صبر و استقلال بوقت مصیبت و ملال غرض کہ جملہ ضروریات دین اور مستحسنات اسلام پر بھی عمل ہو سیزدہم اوسی کتاب ثبوت الحق الحقیق کے صفحہ ۳ و ۴ و ۷ مین مولوی نذیر حسین نے تقلید کو بدعت مذمومہ اور مخالف طریق اسلام قرار دیا ہی اور ایمۂ مجتہدین کو مثل احبار و رہبان یعنی علمای یہود و ترسا کے بنایا ہی اور حضرات مقلدین کو مصداق ان آیات کا ٹھیرایا ہی اِتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا حال آنکہ یہ آیتین یہود و نصاریٰ و کفار مشرکین کی شان مین وارد ہین افسوس کہ مصداق اوسکے مومنین و مجتہدین اسلام ٹھیرائے جاتے ہین اس سے بڑھکر تعصب اور گمراہی کیا ہوگی ؎ از برون طعنہ زنی بر بایزید ✤ وز درونت ننگ مید ارد یزید ✤ خیال کرنا چاہیے کہ تفسیر آیات سے ظاہر ہوتا ہی کہ بنی اسرائیل نے جو تحریم ما احل اللہ اور تحلیل ما حرم اللہ مین اپنے احبار و رہبان کی اتباع کی تو کافر و مشرک ہوگئے ہم پوچھتے ہین کہ وہ تحلیل اور تحریم محرمات و مباحات یقینیۂ ضروریہ کی تھی یا ایسے محرمات و مباحات کی کہ جنکی حرمت و اباحت مین اختلاف اور ضرورت اجتہاد کی ہی پس در صورت اول مولوی صاحب کو ایمۂ اربعہ رضی اللہ عنہم کی نسبت بھی تحلیل و تحریم محرمات و مباحات یقینیۂ ضروریہ کی ثابت کرنا چاہیے حتی کہ اوسکے مقلدین بسبب اتباع کرنے کے ایسی تحلیل و تحریم مین مشرک و کافر قرار دیے جاوین اور بصورت ثانی

اس امر کے مقلدین ائمہ کو مشرک قرار دینا قیاس ناروا اور اجتہاد بیجا ہی اور در صورت ثانی معاذ اللہ
صحابۂ کرام کا مشرک کافر ہونا لازم آتا ہی کیونکہ اونھون نے لفظ انتِ طالقٌ ثلاثاً سے طلقات
ثلاثہ واقع ہونے مین حضرت عمرؓ کا اتباع کیا ہی یا کافر ہونا خود بدولت اور اونکے اکابر کا مثل قاضی
شوکانی و ابن القیم وغیرہم کے لازم آتا ہی اسواسطے کہ اونھون نے لفظ مذکور سے طلقات ثلاثہ نہ واقع
ہونے مین ابن تیمیہ و داود ظاہری و ابن حزم کی تقلید کی ہی پس شق اول تو بدیہی البطلان ہی کہ
صحابہ سے تحریم ما احل اللہ ہرگز نہین ہو سکتی اور شق ثانی بزعم مولوی صاحب کے متعین ہو گئی اب اسکا
کیا جواب ہی کیون ایسی بات کیجیے کہ اولٹا الزام اوسکا اپنے اوپر لیجیے چہار دہم رسالۃ الاحتواء علی
مسألۃ الاستواء تصنیف نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال مطبوعہ گلشن اودھ لکھنؤ مین لکھا ہی
کہ خدا عرش پر بیٹھا ہی اور عرش اوسکا مکان ہی اور دونون قدم اپنے کرسی پر رکھے ہین اور کرسی اوسکے
قدم رکھنے کی جگہ ہی اور ذات خدا کی جہت فوق اور طرف علو مین ہی اور اوسکو فوقیت جہت کی ہی نہ فوقیت
رتبہ کی اور وہ عرش پر رہتا ہی اور اوترتا ہی ہر شب کو طرف آسمان دنیا کے اور اوسکے ہیے دہنا بایان
ہاتھ اور قدم اور ہتھیلی اور اونگلیان اور دو آنکھین اور منہ اور پنڈلی وغیرہ سب چیزین بلا کیف
ثابت ہین اور جو آیتین اس بارے مین ہین سب محکمات ہین آیات متشابہات نہین اور اون
آیات و احادیث مین تاویل نکرنا چاہیے سب آیتین اور حدیثین اپنے ظاہر معنی پر محمول ہونگی اور
اسی ظاہر معنی پر عمل اور اعتقاد رکھنا چاہیے انتہی حال آنکہ یہ مذہب فرقہ مجسمہ و مشبہہ و جہلۂ حنابلہ
کا ہی اور مخالف ہی اہل توحید و ارباب تنزیہ سنت جماعت کے چنانچہ اس رسالے کے رد مین رسالہ استیلاء
علی الاحتواء مطبع مصطفائی لاہور مین چھپ چکا ہی اور دوسرا رسالہ بھی اسکے جواب مین موسوم
بہ ضوء الایمان فی تنزیہ الرحمن مطبع رحیمی لودھیانہ مین مطبوع ہوا ہی ان دونون رسالون مین
مذہب اہل حق کو خوب تفصیل سے لکھا ہی اور نواب صاحب کے عقائد کا رد بخوبی کیا ہی کہ وہ حق تعالے
کے صفات واردہ فی الشرع پر ہرگز ایمان نہین لائے ہین بلکہ ظواہر معنی متشابہات پر اپنی راے
اور تاویل اور تفسیر کے موافق ایمان لائے ہین اور اس سے مصداق زائغین و مفتتنین فی الدین
کے بنگئے ہین جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہی فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ
مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ یعنی جن لوگونکے دلون مین

کجی اور گمراہی ہے سو وہ پیروی کرتے ہین ظواہر معنی آیات متشابہہ کی بغرض فتنہ انگریزی اور واسطے چاہنے حقیقت اوسکی کے حالانکہ حقیقت اوسکی اللہ ہی جانتا ہے پس اس بارے مین مذہب اہل سنت جماعت کا یہی ہے کہ آیات واحادیث صفات باری تعالی باعتبار الفاظ اور کلمات کے محکم ہین یعنی عیان اور واضح الدلالۃ ہین اور باعتبار مفاہیم اور معانی کے متشابہ ہین یعنی اونکے کئی کئی معنی ہین اور اجمالاً اوسکے ظاہر الفاظ پر ایمان لانا کافی ہے اور بلا ضرورت اوسکی تفسیر اور تاویل نکرین اور حق تعالی کو اون صفتون کے حقائق سے پاک اور منزہ جانین اور اوسکے مرادی معنون کو علم الٰہی کے سپرد کردین اور اوسکی کیفیت سے ساکت و خاموش رہین اور اوسکے کسی معنی کو معین نکرین مثلاً یہ نہ کہین کہ استوٰی بمعنی استقرار یا جلوس کے ہے یا ید بمعنی قدرت یا جارحہ کے ہے یا وجہ بمعنی ذات یا مُنہ کے ہے بلکہ اتنا کہنا کافی ہے کہ اللہ تعالی عرش پر مستوی ہے اور صاحب ید اور صاحب وجہ ہے کیونکہ ظاہر معنی متشابہات کے لینے سے اللہ تعالی کے واسطے جسم اور صورت اور جہت تحتانی و فوقانی اور مکان و زبان و جوارح و دیگر لوازم جسمیت من صفات الحوادث والممکنات ثابت ہوتے ہین حال آنکہ اللہ تعالی قدیم ہے اور ان چیزون سے منزہ اور پاک ہے اور اوسکا مُنہ ہے اور نہ ہاتھ ہے اور نہ وہ چڑھتا ہے اور نہ اوترتا ہے اگرچہ بے کیف سہی فَافْهَمْ وَخُذْ هٰذَا مِنْ عَقَائِدِ الْفُقَهَاءِ وَالْمُحَدِّثِيْنَ وَلَا تَكُنْ مِنَ الظَّوَاهِرِيِّيْنَ وَالْغَيْرِ الْمُقَلِّدِيْنَ

پانزدہم بیس رکعت تراویح کو بدعت اور ضلالت جانتے ہین اور اس بارے مین حضرت عمر رض کو صریح خاطی اور مخترع بدعت ضلالہ کا ٹھیراتے ہین چنانچہ نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال نے کتاب الانتقاد الرجیح مطبوعہ مطبع علوی لکھنؤ کے صفحہ ۶۲ و ۶۳ مین حضرت عمر رض کو نہایت بیباکی سے صاف خاطی اور بدعت ضلالہ کا مخترع لکھا ہے کہ عبارت عربی اوسکی یہ ہے وَاَمَّا قَوْلُهٗ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ فَلَيْسَ فِي الْبِدْعَةِ مَا يُمْدَحُ بَلْ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَلَيْسَ الْمُرَادُ بِسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ اِلَّا طَرِيْقَتُهُمُ الْمُوَافِقَةُ بِطَرِيْقَتِهٖ مِنْ جِهَادِ الْاَعْدَاءِ وَتَقْوِيَةِ شَعَائِرِ الدِّيْنِ وَنَحْوِهَا وَمَعْلُوْمٌ مِنْ قَوَاعِدِ الشَّرِيْعَةِ اَنَّهٗ لَيْسَ لِخَلِيْفَةٍ رَاشِدٍ اَنْ يَّشْرَعَ طَرِيْقَةً غَيْرَ مَا كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ثُمَّ اِنَّ عُمَرَ نَفْسَهُ الْخَلِيْفَةَ الرَّاشِدَ سَمّٰى مَا رَاٰهُ مِنْ تَجْمِيْعِ صَلَاتِهٖ لَيْلَ رَمَضَانَ بِدْعَةً وَلَمْ يَقُلْ اِنَّهَا سُنَّةٌ اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ نواب بھوپال نے جماعت تراویح کو مخالف حکم آنحضرت کے سمجھکر اوسپر اطلاق سنت کا ناجائز خیال کیا ہے حال آنکہ قول و فعل صحابۂ کرام بھی سنت ہے

جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ
مِنْ بَعْدِیْ الخ اور سوای اسکے اس بیس رکعت تراویح کو بدعت عمری کہنا رافضیون کا قول ہی کما ذکرہ
السیوطی فی جوامعہ اور آٹھ رکعت تراویح کو سنت کے بہانے سے راحت نفس کی سمجھکر پڑھنا اور بیس
رکعت کو بدعت عمری کہکے مشقت کے سبب سے چھوڑ دینا تو صریح اسمین تقلید خواہش نفسانی ہی نہ اتباع
سنت رسول رحمانی بلکہ آنحضرت کی سنت فعلی کو بنظر تخفیف محنت کے لینا ہی اور سنت قولی کو تو باعث
مشقت کے چھوڑ دینا ہی سبحان اللہ دعویٰ یہ کہ ہم پوری پوری سنت پر عمل کرتے ہین اور عمل یہ کہ
آدھی سنت پر چلتے ہین اور وہ آدھی بھی پوری نہین آہ اور سپر طرہ یہ کہ جو تمام امت محمدیہ شرق سے
غرب تک بیس رکعت تراویح کی پڑھتے ہین اور سنت قولی و فعلی دونون پر عمل کرتے ہین بدعتی اور
تارک سنت نبوی ہو جائین اور خود جو نیم سنت پر چلتے ہین عامل بالسنہ کہلائین یہ بھی عجیب دھوکے
کی بات ہی جو پیرو سنت کہلاتے ہین وہ راہِ سنت پر نہین آتے ہین اور جو سنت کو بجا لاتے ہین وہ بدعتی
کا خطاب پاتے ہین کیا اندھیر ہی اور کیسا اولٹ پھیر ہی کہ غیر مقلد نے صرف آٹھ رکعت پڑھکے فراغت
پائی تخفیف عبادت کی راحت اوٹھائی اور مقلد نے ہر چند کہ بیس رکعت ادا کرنے مین بار مشقت اوٹھایا
لیکن ہر دو سنت کے میدانِ تکمیل پیروی سے قدم نہ ہٹایا ع سودا قمار عشق مین شیرین سے
کوہکن * بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا * کس منہ سے پھر تو آپکو کہتا ہی عشقباز * ای روسیاہ
تجھسے تو یہ بھی نہو سکا * **شانزدہم** کتاب منجی المومنین مطبوعہ مطبع محمدی لاہور تصنیف قاضی
محمد حسین ساکن اچر ضلع مالوان کے صفحہ ۹ سے تا ۱۰ مین لکھا ہی کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ
کہنے والا کافر اور مشرک ہی کہ اوسنے یہ تینون شرک کیے اشراک فی العلم اور اشراک فی التصرف اور اشراک
فی العبادۃ اور اسیطرح سے یا رسول اللہ کہنے والا بھی کافر اور مشرک ہی حالانکہ یہ کہنا بالکل تعصب اور
نفسانیت سے بھرا ہی اور خود معترض علم معرفت سے بے بہرہ ہی **ہفدہم** اوسی کتاب کے صفحہ
۱۱۹ مین لکھا ہی جو کوئی اذان مین وقت سننے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے انگوٹھون کو چوم کے
آنکھون پر رکھے وہ بدعتی ہی اور جسقدر اس بارے مین حدیثین ہین وہ سب موضوع اور بناوٹی ہین
اور عمل کرنا اسپر موجب ضلالت ہی حالانکہ یہ کہنا بھی بالکل حماقت اور جہالت ہی **ہیجدہم** اوسی
کتاب کے صفحہ ۱۲۶ سے تا ۱۲۸ مین مرقوم ہی کہ آنحضرت کا عالم برزخ مین احوال اور اعمال امت پر واقف ہونا

اور ادراک وسماع اہل قبور سے بالکل منتفی ہی اور نیز واسطے دعاے اہل قبور کے کوئی اثر مترتب نہین ہی پس دعا کرنا ان سے لغو ہی انتہی پس یہ عقیدہ بھی خلاف اہل سنت کے ہی **بست و دوم** اور اوسی صفحہ ۲۵ امین لکھا ہی کہ سفر کرنا بقصد تحصیل برکت کے امکنۂ ثلاثہ یعنی مسجد نبوی ومسجد حرام و مسجد بیت المقدس کی طرف بحکم حدیث لَا تُشَدُّ وا الرِّحَالَ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ الخ منصوص ہی اور بجز ان مقامات کے اور کسی قبر نبی یا ولی کی زیارت کو دور سے جانا ناجائز ہی کہ خود حدیث صحاح کی موجود ہی کہ فرمایا آنحضرت نے لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا اور دعا مانگی آپ نے اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یعنی اے اللہ نہ بنا میری قبر کو بت کہ لوگ وسکی پرستش کرین اور بیان سے معلوم ہوا کہ وثن صنم سے عام ہی کہ صورت وغیر صورت دونون پر بولا جاتا ہی اور بھی یہ بات دریافت ہوئی کہ قبر بھی بر تقدیر پرستش کے داخل اوثان ہی اور مصنف ابوبکر بن شیبہ مین مروی ہی کہ ایک شخص آنحضرت کی قبر شریف کے پاس کھڑا ہو کے کچھ عرض حال کر رہا تھا پس زین العابدین علی بن حسین نے اوسکو منع کیا اور کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہی لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا پس بیان سے یہ بات نکل آئی کہ جس طرح بت پرست بتون کے آگے عرض حال کرتے مین اسطرح کسی قبر کے آگے نہ کیا جاوے ورنہ وہ قبر عداوثان مین داخل ہوجاویگی اور اجتناب اوس سے واجب ہوگا اسیواسطے خواجہ بہار الدین نقشبند نے فرمایا ہے تو تا اگر گور مردان را پرستی ✤ بکرد کار مردان کن درستی ✤ انتہت خُلَاصَۃً مَا فِی تَقْوِیَۃِ الْمُؤْمِنِیْنَ بَلْ ھٰذَا مَھْلَکَۃٌ مِّنَ الْاِضْلَالِ لِعَوَامِّ الْمُقَلِّدِیْنَ اب ان غیر مقلدون کا کیا کہنا کہ جسطرح محمد بن عبدالوہاب نجدی نے آنحضرت کے مزار شریف کو اسی کج فہمی کے سبب صنم اکبر قرار دیکر انہدام کا حکم لگا دیا تھا یہ بھی ویسا ہی کیا چاہتے ہین اور یہ خبر نہین کہ خود حق تعالی مانعین زیارت نبوی پر لعنت فرماتا ہی اسواسطے کہ جب یہ حدیث صحیح در بارۂ وعید غیر مجوزین زیارت نبوی کے وارد ہوگئی مَنْ حَجَّ وَلَمْ یَزُرْ قَبْرِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ یعنی جسنے حج کیا اور نہ زیارت کی میری قبر کی سو اوسنے بیشک مجھپر ظلم کیا جب اللہ تعالی مطلق ظالمون کے حق مین ارشاد فرماتا ہی کہ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ پس جو لوگ کہ آنحضرت پر ظلم کرنا جائز رکھینگے وہ تو اللہ کے نزدیک بہت بڑے پکے ملعون ہونگے **بست و سوم** ختم پنج آیت وسوم میت ومصافحۂ جمعہ ومعانقۂ عیدین ومجلس میلاد خیر العباد وعمل اسقاط میت وغیرہ یہ سب امور بدعت اور ضلالت مین چنانچہ یہ مضمون کتاب

تحقیق الکلام فی مسئلۃ البیعۃ والالہام تصنیف ابو عبد اللہ قصوری عرف غلام علی مطبوعہ ریاض ہند
پریس امرتسر مورخہ ۱۲۹۸ھ کے صفحہ ۱۵ مین مرقوم ہی **بست وچہارم** (۲۴) اوسی کتاب کے صفحہ ۲۰
و ۲۱ مین لکھا ہی کہ تاثیر اوراد و اعمال سلب امراض و افاضہ توبہ عاصی و تصرف خیال و آگاہی نسبت
اہل اللہ و اطلاع خطرات قلبیہ و کشف وقائع آیندہ و دیگر تصرفات اولیاء اللہ و کشف قبور و کشف
ارواح و تعویذات و طریق دفع بلیات وغیرہ من اعمال لمشایخ الصوفیہ سب شرک اور بدعت مین اور
خلاف حدیث و سنت اور صفحہ ۲۸ مین بعد انکار ورد بیعت صوفیہ کے لکھا ہی کہ بہت بڑا استدلال
اس بیعت کے حرام ہونے پر یہ ہی کہ بیعت مروجہ یعنی پیری مریدی سے دین اسلام مین اسقدر فتور
اور فسادات پڑے ہین کہ جنکا شمار امکان سے باہر ہی شرک فی الالوہیت و شرک فی الربوبیت
و شرک فی الدعا جسقدر اقسام شرک کے ہین سب اسی سے پیدا ہوئے ہین اور صفحہ ۲۸ مین لکھا ہی جیسے
پوچھو تو یہی بیعت مروجہ باعث ہوتی ہی کلمات کفریہ و اعتقادات حلولیہ کی جسکو فنا فی اللہ اور
فنا فی الشیخ سے تاویل کرتے ہین انتہی مقام حیرت اور جاے عبرت ہی کہ اس شخص نے بتقلید نفس
پلید بلکہ باتباع خبث یزید کے حضرات صوفیہ کرام کی شان مین کیسی کیسی صریح بے ادبیان کی ہین کہ
گویا گالیان دی ہین منتقم حقیقی اسکا بدلا لیوے یا اوسکو ہدایت دیوے **بست وپنجم** (۲۵) اوسی کتاب
کے صفحہ ۳۴ مین لکھا ہی کہ درود مستغاث اور دلائل الخیرات و کبریت احمر و درود اکبر وغیرہ کتب
درود سب بے اصل اور محض اختراعی ہین بلکہ یہ درود ہی نہین انتہی خدا بچاوے ایسے خیالات
واہیہ اور مقالات بیہودہ سے کہ بالکل خباثت اور آنحضرت سے صاف عداوت معلوم ہوتی ہی
بست وششم (۲۶) اوسی کتاب کے صفحہ ۴۰ و ۴۱ مین فرط محبت عقلی کو آنحضرت کے ساتھ شرک لکھا ہی
اور آپکے ساتھ زیادہ محبت رکھنے والے کو مشرک کہا ہی نعوذ باللہ منہا اور اسی بنا پر صفحہ ۴۳ مین حضرت
مولانا نظامی الدین گنجوی رح کو مشرک لکھدیا ہی کہ اونھون نے بسبب فرط محبت کے سکندر نامے
مین یہ بیت نعتیہ لکھی ہی ؎ چہ گویم کہ عیسے بموکب روان ✣ بہاروبیش خضر و موسی دوان ✣
اور لکھا ہی کہ اس فرط مدح مین دوسرے پیغمبرونکی تحقیر اور توہین ہوئی جاتی ہی حالانکہ اگر غور سے
دیکھا جاوے تو ایسے سید المرسلین خاتم النبیین کی سواری معراج کے ساتھ جلو مین ہونا
پیغمبرونکا موجب کمال تعظیم اہل موکب ہی و نہایت عزت و تکریم ہمراہیون کا سبب ہی اور احادیث

سے ثابت ہو کہ شب معراج مین آپ بمقام بیت المقدس سب پیغمبرون کے پیشوا اور امام ہوئے اور سبھون نے
آپکے پیچھے اقتدا کی اور نماز پڑھی اسیطرح سے آسمانون مین بھی پیغمبرون نے بتعظیم تمام آپکا استقبال کرکے
ملاقات کی اور پہنچا اپنی سدرۃ المنتہا تک آنحضرت کی سواری کے ساتھ رہے اسمین تو کوئی توہین پیغمبرونکی
نہین نکلتی ہان البتہ بزرگی اور سرداری آپکی سب پیغمبرون پر ظاہر ہوتی ہو اسمین کیا قباحت کہ خود
حق تعالی نے آپکو سارے پیغمبرون کا سردار اور بادشاہ بناکے بھیجا اور سب اہل اسلام کا بھی یہی اعتقاد ہو
کہ آپ افضل الانبیا اور سید المرسلین ہین پس اس شعر کے سبب حضرت نظامی کو مشرک کہنا قصوری
صاحب کی عقل کا قصور ہو اور دماغ مین اونکے اصل فتور ہو **شصت و ہفتم** اوسی کتاب کے صفحہ
۵۴ سے صفحہ ۵۹ تک لکھا ہو کہ الہام صرف دل کے خیال کو کہتے ہین خواہ خدا کی طرف سے ہو خواہ شیطان
کی جانب سے خواہ وہ خیر ہو خواہ شر اور الہام ہر ایک کو ہوتا ہو مکھی سے لے انسان تک کافر سے
لے مسلمان تک اسمین کسیکی خصوصیت نہین ہو اس الہام کو اولیاء اللہ کا خاصہ سمجھنا خطا ہو بلکہ
ہر ایک مومن اولیاء اللہ ہو اور الہام کسیکا خاصہ نہین انتہی کلامہ واہ اب کیا پوچھنا ہو کہ مکھی مچھر
اور مشرک و کافر کو بھی الہام ہونے لگا اور ہر مومن خواہ فاسق ہو یا فاجر اولیاء اللہ ہو لا حول ولا
قوۃ ایسی سمجھ کے آدمی سے خدا بچاوے اور کسی مسلمان کو اونکے دام وسوسہ شیطانی مین نہ پھنسائے
ظاہر ہو کہ وسوسہ امور شر مین شیطان کی طرف سے ہوتا ہو اور الہام امور خیر مین رحمن کی جانب سے
ہوتا ہو جیسا کہ علمانے بیان کیا ہو اَلْاِلْہَامُ اِلْقَاءُ مَعْنًی فِی الْقَلْبِ بِطَرِیْقِ الْفَیْضِ مِنَ الْخَیْرِ والوسوسۃ
شصت و ہشتم اوسی کتاب کے صفحہ ۴۴ و ۴۵ مین لکھا ہو کہ سب افعال و اقوال آنحضرت
صلعم کے تشریعی اور محمود نہین ہین اور عصمت مطلقہ آپکے واسطے ثابت نہین ہو ورنہ صحابہ آپکی
بعض خطاؤن پر اعتراض نکرتے انتہی خلاصۃ کلامہ بیان تو ملا قصوری آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے بھی خوش عقیدہ نہین ہو اور اونکو پیغمبر معصوم نہین سمجھتا ہو اور آپکے بعض قول و فعل کو
خلاف شرع اور نامحمود بتاتا ہو اور اونہین کی امت مین ہوکر اونہین پر اعتراض جماتا ہو اور نسبت
اسکی صحابہ کیطرف لگاتا ہو معاذ اللہ اگر کوئی بادشاہ دین ہوتا تو اس گستاخی اور بے ادبی کی ضرور سزا دیتا
اور دائرہ اسلام سے خارج کرکے بدلا اسکا قرار واقعی لیتا خیر اب ہم ملا قصوری کے اس قصور
سزا یا فسق و فجور کو منتقم حقیقی کے سپرد کرتے ہین کہ وہ اپنے حبیب پر افترا اور اعتراض کرنیوالونکو

خوب سمجھلیگا جو چاہیگا اسکی سزا دیگا حال آنکہ عقیدہ اہل سنت کا آنحضرتؐ کی نسبت یہ ہی کہ جملہ افعال
و اقوال آپکے محمود اور مشروع مین اور مطلق عصمت آپکو حاصل ہو سب صحابہ آپکے حکم کے تابع
اور فرمان بردار تھے کسی نے آپ پر اعتراض نہین کیا بلکہ بعض معاملات مین بطریق مشورہ اور بمقتضاے
مصلحت وقت کے عرض حال کرتے تھے اور آپکو ہر کام مین امام مطلق اور پیشواے برحق سمجھتے تھے
اور کسی نے مخالفت اور عدول حکمی آپکی نہین کی کہ اسپر یہ آیت واضح الدلالۃ ناطق ہو وَمَا كَانَ
لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ
وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا یعنی نہین لائق ہو واسطے کسی مومن کے
اور نہ مومنہ کے جبکہ مقرر کردے اللہ اور رسول اوسکا کوئی کام یہ کہ ہووے واسطے اونکے اختیار
اپنے کام سے اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ اور اوسکے رسول کی سو وہ باطل گمراہ ہو گیا نسبت
ششم اوسی کتاب کے صفحہ ۵۰ مین تضمین اور اقتباس قرآنی کو کفر اور ممنوع لکھا ہو اسی بنا پر
شیخ سعدیؒ و حضرت جامیؒ و حافظؒ ایسے بزرگون کو کہ جنکی جلالت و عظمت و فقاہت متفق علیہ
زمانہ ہو کافر بنا دیا اور اونپر تکفیر کا فتویٰ لگا دیا صرف اس قصور پر کہ سعدی نے گلستان مین
~~ زینہار از قرین بد زنہار ✤ وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ ✤ اور جامی نے زلیخا مین ~~
شد از سبوحیان گردون صدا دہ ✤ کہ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ ✤ اور حافظ نے
دیوان مین ~~ چشم حافظ زیر بام قصر آن حور سرشت ✤ شیوۂ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ داشت ✤ کو آیات سے تضمین کرکے قرآن کو سیاق سے نکالکر اپنے جنس کلام سے
کیون کر دیا سو واسطے کہ یہ آیتین حسب محل اور موقع پر نازل ہوئی تھین اوسکے خلاف بیان وارد
کیا ہو حال آنکہ پہلے شعر مین تضمین آیت کی نہین ہو کیونکہ آیت تو فقط وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہو
یا فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہو پس قصوری صاحب کا فہم قرآن مین سراسر قصور ہو ورنہ کبھی اسکو
آیت قرار دیکر ایسے بزرگ کی تکفیر پر مستعد نہو جاتے اور یہ سمجھنا کہ شعر جامی مین آیت سیاق
سے نکل گئی صرف منشای سوء فہمی ہو اور عقل کی کمی ہو کوئی عاقل اسکو نہ کہیگا کہ یہ آیت اپنے
سیاق سے نکل گئی کیونکہ اس شعر کا صرف یہی مطلب ہو کہ جب آنحضرت شب معراج مین آسمان
پر پہونچے تو ملائکہ نے آپکا یہ عروج اور مرتبہ دیکھکر اس آیت کو جو خاص بیان معراج مین وارد ہو

حکایۃً بطور تسبیح باری تعالیٰ کے بعینہٖ پڑھ دیا یا اوسکا مضمون ادا کر دیا جیسے احادیث مین وارد ہی کہ
آنحضرتؐ بوقت افتتاح صلوٰۃ کے آیت اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ الخ جو خاص حضرت ابراہیمؑ کے حق
مین وارد ہی نقلاً و حکایۃً پڑھا کرتے تھے اور علی ہٰذا القیاس شعر حافظ مین بھی جو استعارۂ لطیف عارفانہ
و تشبیہ بلیغ شاعرانہ ہی وہ ہرگز منافی سیاق آیت کے نہین ہی جو شاعر ہی وہ اسکے مضمون باریک سے
ماہر ہی اور جو قصوری ہی وہ اس نازک خیال کے فہم سے قاصر ہی

اور پھر انکے عملیات دیکھیے

اوّل یہ کہ پانی اگرچہ نہایت ہی قلیل ہو نجاست پڑنے سے ناپاک نہین ہوتا جبتک کہ رنگ و بو
اور مزا اوسکا نہ بدلے اور پانی پاک ہی اور پاک کرنے والا چنانچہ یہ مضمون طریقۂ محمدیہ ترجمۂ درر بہیہ مصنفۂ
قاضی شوکانی مطبوعۂ مطبع فاروقی دہلی کے صفحہ ۵ مین نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال نے لکھا ہی
اور یہ وہ کتاب ہی کہ جسپر خود مولوی نذیر حسین نے اپنی مہر لگا کر لکھا ہی کہ اسپر موحدین بے دھڑک
عمل کرین اور دیباچے مین خود نواب مترجم لکھتے ہین کہ متبع سنت اسپر آنکھ بند کر کے عمل کرے اور
اپنی اولاد اور بی بیونکو پڑھا دے اور یہی مضمون کتاب فتح المغیث لفقہ الحدیث مطبوعۂ مطبع محمدی
لاہور کے صفحہ ۵ مین بھی مندرج ہی یہ وہی کتاب طریقۂ محمدیہ ہی کہ جسکا نام بدلکے نواب بھوپال نے
دوبارہ اور سہ بارہ بھوپال اور لاہور مین چھپوا دیا غرض مطلب اوسکا یہ ہوا کہ کسی کنوین مین سور یا کتا
یا بلی ڈوب مرے کہ جس سے پانی کے اوصاف ثلاثہ مین تغیر نہ آیا ہو یا ایک لوٹے یا ایک پیالے پانی مین
یا ایک گھڑے مین اسقدر گویا موت یا شراب کوئی نجس شی پڑ جاوے جس سے اوسکا رنگ و بو اور مزہ نہ
بدلنے پاوے یا اوسمین کتا یا سور مُنہ ڈالے تو وہ پانی پاک اور پاک کرنے والا ہی اوس سے وضو نماز درست
ہی اور پینا اوسکا جائز اگرچہ یہ مخالف ہی نص صریح کے اور منافی ہی اس حدیث صحیح کے اِذَا وَلَغَ الْکَلْبُ
فِیْ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ فَلْیَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ یعنی جب کتا کسی برتن مین مُنہ ڈالدے تو اوس برتن کو
سات مرتبہ دھونا چاہیے مگر غیر مقلدین ظاہریہ شاید اسکا یہ جواب دین کہ یہان حدیث مین صرف کتے
کے مُنہ ڈالنے سے برتن دھونے کا حکم آیا ہی نہ پانی ناپاک ہونیکا اور نہ ذکر ہی کتے کے پینے کا جیسا کہ داؤد
ظاہری نے فرمایا کہ بموجب اس حدیث کے لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ فِی الْمَاءِ الرَّاکِدِ پانی مین پیشاب کرنا درست

نہین ہی مگر پاخانہ پھرنا جائز ہی کیونکہ حدیث مین اسکی ممانعت نہین آئی۔ **دوم** گو اور موت آدمی کا اور
لعاب اور لینڈ کُتّے کا اور خون حیض اور نفاس کا اور گوشت سور کا یہ سات چیزین نجس اور پلید ہین اور
سواے انکے بول پسر شیرخوار کا اور پیشاب اور گو سور کا اور بول کُتّے کا اور گدہے اور گھوڑے اور خچر
اور بندر اور ریچھ اور بھیڑیا اور بلی اور شیر وغیرہ حیوانات کا بول و براز اور چربی وخون و منی و
شراب یہ سب چیزین پاک ہین چنانچہ اوسی کتاب طریقۂ محمدیہ کے صفحہ مین اور فتح المغیث کے صفحہ ہ
مین یہ عبارت بجنسہ لکھی ہی کہ نجاست گو اور موت ہی آدمی کا مطلق مگر موت لڑکے شیرخوار کا اور لعاب ہی
کُتّے کا اور لینڈ بھی اور خون ہی حیض و نفاس کا اور گوشت ہی سور کا اور جو اسکے سوا ہی اوسمین خلاف ہی
اور اصل اشیا مین پاکی ہی اور نہین جاتی پاکی مگر نقل صحیح سے کہ جسکے معارض کوئی نقل دوسری نہو انتہی
پس جب ان سات چیزون مین نجاست و پلیدی کا حصر ہوگیا تو دیگر اشیاے مذکورہ کے پاک ہونے
مین کیا کلام رہا بلکہ خود اسکی تصریح کردی کہ اصل اشیا مین پاکی ہی چنانچہ روضہ ندیہ شرح عربی دربیہ
مطبوعہ کے صفحہ ۹ و مین بھی نواب بھوپال اس مقام پر لکھتے ہین وَلَا يَخْفَىٰ عَلَيْكَ أَنَّ الْأَصْلَ
فِي كُلِّ شَيْءٍ أَنَّهُ طَاهِرٌ اور پھر اوسی کتاب کے صفحہ ۱۱ مین دربارۂ پاکی منی کے لکھتے ہین وَالْحَقُّ أَنَّ
الْأَصْلَ الطَّهَارَةُ وَالدَّلِيلُ عَلَى الْقَائِلِ بِالنَّجَاسَةِ فَنَحْنُ بَاقُونَ عَلَى الْأَصْلِ اور پھر صفحہ ۱۲ مین
دربارۂ پاکی شراب وگوشت مردار وخون مسفوح کے ارشاد فرماتے ہین فَتَحْرِيمُ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالدَّمِ
لَا يَدُلُّ عَلَى نَجَاسَةِ ذَٰلِكَ فَتَحْرِيمُ الْخَمْرِ وَاللَّحْمِ الَّذِي دَلَّتْ عَلَيْهِ النُّصُوصُ لَا يَلْزَمُ مِنْهُ
نَجَاسَتُهُ بَلْ لَا بُدَّ مِنْ دَلِيلٍ آخَرَ عَلَيْهِ وَإِلَّا بَقِينَا عَلَى الْأُصُولِ الْمُتَّفَقِ عَلَيْهَا مِنَ الطَّهَارَةِ
فَمَنِ ادَّعَى خِلَافَهُ فَالدَّلِيلُ عَلَيْهِ اور بھی کتاب نہج المقبول من شرائع الرسول مطبوعہ بھوپال
کے صفحہ ۲ مین نواب بھوپال نے اپنے بیٹے نور الحسن خان کی طرف سے لکھا ہی کہ منی اور شراب اور دیگر
مسکرات وخون روان پاک ہی اور نجاست کُتّے اور سور کے گوشت کی مختلف فیہ ہی چنانچہ عبارت فارسی
اوس کتاب کی بجنسہ نقل کی جاتی ہی۔ و شستن منی از براے استقذار بودہ ست نہ بنا بر نجاست و نیز
نجاست خمر و دیگر مسکرات دلیلے کہ صالح تمسک باشد موجود نیست و ہر نجس حرام ست و ہر حرام نجس نیست
و کیست کہ اصل در ہمہ چیزہا طہارت ست و در نجاست سگ و لحم خوک خلاف ست و ہر خون و از ی
نجس نیست و دم مسفوح حرام ست نہ نجس انتہی **سوم** اوسی طریقۂ محمدیہ کے صفحہ ۱۸ و ۱ مین اور فتح المغیث

کے صفحہ ۴۴ اور ۵۰ مین لکھا ہی کہ واجب نہین زکوٰۃ مگر اونٹ گاے بکری مین اور اموال تجارت مین بھی زکوٰۃ
نہین ہی اور زیور پر بھی اس مفتی نے عدم وجوب زکوٰۃ کا حکم لگا دیا ہی چنانچہ کتاب نہج القبول مطبوعہ مذکور
کے صفحہ ۵۰ مین اس مضمون کو لکھا ہی خلاصہ اسکا یہ ہوا کہ تجارت اور سوداگری کے مال مین اگرچہ کروڑہا
روپے کا ہو اور مثل بھینس اور بھیڑ وغیرہ جانورون مین اگرچہ کروڑہا روپے کے ہون اور سونے اور چاندی
کے زیور مین اگرچہ کروڑہا روپے کا ہو زکوٰۃ نہین ہی تبھی جب لوگ یونہین زکوٰۃ کے ادا کرنے مین باوجود
فرض ہونے کے سستی اور غفلت کرتے تھے اور تاہم اموال تجارت اور زیور مین ہزارون اور لاکھون
روپے کی زکوٰۃ نکالتے تھے اور غربا اہل اسلام اوس سے فیض پاتے تھے اب جو مجتہد غیر مقلدین نے حکم لگادیا
کہ زکوٰۃ ان چیزون مین واجب نہین بہانہ بازون اور حیلہ سازون کو سند مل گئی افسوس کہ دروازہ خیر کا
بند ہو گیا اور مجتہد صاحب بھی مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ کے پورے پورے مصداق ہو گئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا
اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ چہارم ایک طلاق سے زائد دو طلاقین دی ہون یا تین اور بیچ مین رجوع نکیا
ہو تو دو طلاقین یا تین طلاقین واقع نہونگی اور اوسکے خاوند کو وہ عورت بغیر حلالہ (یعنی بغیر نکاح دوسرے
شوہر کے) درست ہو جاویگی چنانچہ یہ مسئلہ اوسی کتاب طریقۂ محمدیہ کے صفحہ ۲۴ مین مرقوم ہی اور اسیطرح
صفحہ ۴۰ فتح المغیث مین لکھا ہی کہ حلالہ کرنا حرام ہی (یعنی مطلقہ ثلاثہ کا نکاح دوسرے شخص سے کراکے
پھر اپنے نکاح مین پھیر لینا) حالانکہ یہ مسئلہ تمام اہل اسلام بلکہ نص قرآن کے خلاف ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نے
فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یعنی جو اپنی بیوی کو تین طلاقین دے
تو پھر نکاح اوس عورت کا اوس مرد سے جائز نہوگا جب تک کہ وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح نکرے
پس بموجب نص قرآنی کے جو نکاح ثانی مطلقہ کا بعد حلالہ کرنے کے زوج اول پر حلال تھا اوسکو مجتہد
صاحب نے اپنی راے سے حرام کر دیا پنجم مرد پر سونے کا زیور حرام ہی نہ اور چیزونکا چنانچہ یہ عبارت
طریقہ محمدیہ کے صفحہ ۴۲ و فتح المغیث کے صفحہ ۴۲ مین واقع ہی جسکا خلاصہ یہ ہوا کہ مرد کو خواہ وہ مولوی
ہو یا واعظ مفتی ہو یا قاضی کتنا ہو یا بہت چاندی کی بالیان بالے کڑے چھڑے کنگن وغیرہ زیور
درست ہی ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ششم اوسی کتاب فتح المغیث کے صفحہ ۲
مین لکھا ہی - اور کافی ہی مسح کرنا بعض سر کا اور مسح کرنا پگڑی عمامے پر انتہی جسکا مطلب یہ ہوا کہ اگر بعض
سر کا مسح نکرے تو پگڑی عمامے پر مسح کرنا کافی ہی حالانکہ یہ خلاف نص قرآنی کے ہی وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ

ہفتم اوسی فتح المغیث کے صفحہ ۔ مین لکھا ہو کہ وضو لیٹنے سے ٹوٹتا ہو انتہی اس سے معلوم ہوا کہ نیند کو
کچھ دخل نہین فقط لیٹنے سے بغیر سوئے وضو جاتا رہتا ہو حال آنکہ یہ باطل ہو ہشتم اوسی کتاب کے
صفحہ ۔ مین مرقوم ہو کہ توڑنے والی تیمم کی وہی چیزین توڑنے والی وضو کی ہین انتہی تیس اس سے
معلوم ہوا کہ پانی کے دیکھنے اور اوسپر قدرت پانے سے تیمم نہین ٹوٹتا حال آنکہ یہ غلط ہو نہم اوسی
کتاب کے صفحہ ۔ امین لکھا ہو کہ اگر خلل پڑے نماز مین امام کی تو وہ خلل امام پر ہو نہ مقتدیون پر انتہی اس سے
ظاہر ہوا کہ اگر امام جنبی ہووے یا اوس سے کوئی فرض ترک ہووے یا اوسکا کپڑا نجس ہووے یا اوسنے
وضو نہ کیا ہو یا وضو اوسکا ٹوٹ گیا ہو تو فقط امام کی نماز فاسد ہوگی اور مقتدیون کی نماز مین کچھ نقصان
نہ آویگا حال آنکہ یہ باطل ہو دہم اوسی کتاب کے صفحہ ۱۵ مین لکھا ہو کہ حرام ہو زکوٰۃ بنی ہاشم اور اونکے
غلامون پر اور آسودہ اور تندرست کماؤ پر انتہی اسکا یہ مطلب ہوا کہ مصرف زکوٰۃ کے واسطے بیماری
لازم ہو اور اگر فقیر تندرست ہوگا تو اوسکو زکوٰۃ لینی حرام ہوگی حال آنکہ یہ محض غلط ہو یازدہم
اوسی کتاب کے صفحہ ۲۰ مین مرقوم ہو کہ جائز ہو دودھ پلانا بڑی عمر والیکا اگرچہ داڑھی رکھتا ہو واسطے حاجت
ہونے نظر کے انتہی یہ بات تو موافق مطلب بعض یارون کے کہی یعنی اگر کوئی جوان مرد کسی عورت
مرضعہ پر عاشق ہو تو وہ اس دودھ پینے کے بہانے سے اوس عورت کو ہر روز دیکھا کرے اور
اوسکی چھاتیان پکڑے تیس جس عورت سے یہ بات حاصل ہو تو پھر پردہ چہ معنی دارد دوازدہم
وضو مین بجاے پاؤن دھونے کے مسح فرض ہو چنانچہ فتاواے ابراہیمیہ مصنفہ مولوی ابراہیم غیر مقلد
مطبوعہ مطبع دہرم پرکاش آلہ آباد کے صفحہ ۱ مین مسطور ہو حال آنکہ یہ رافضیون کا دستور ہو سیزدہم
پیشاب کے بعد پانی سے استنجا کرنا اور ڈھیلا لینا بدعت ہو چنانچہ کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۱۹ و ۲۰ و ۲۷
مین تصریح اسکی موجود ہو اور بدعت انکے نزدیک ایسا فعل ہو کہ جو آنحضرت کے بعد ہوا ہو اور ہر بدعت
ضلالت ہو اور ہر ضلالت فی النار تیس ہر بدعتی انکے نزدیک ناری اور دوزخی ٹھیرا تو کلوخ اور پانی
سے استنجا کرنے والا بھی دوزخی ہوا حال آنکہ یہ سنت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہو پس بقول
انکے معاذ اللہ حضرت عمر بھی بدعتی اور دوزخی ٹھیرے چہاردہم جو کوئی اپنی بیوی سے جماع کرے
اور انزال نہو تو اوسکی نماز بغیر غسل کے درست ہو چنانچہ کتاب ہدایت قلوب قاسیہ جواب کلمۃ الحق
تصنیف مولوی محمد سعید شاگرد مولوی نذیر حسین کے صفحہ ۳۶ مین موجود ہو پانزدہم ترک کرنے

زیادہ نوافل پڑھنا اور تہائی رات سے زیادہ عبادت مین جاگنا بدعت مذمومہ ہو چنانچہ کتاب معیار الحق
مصنفہ مولوی نذیر حسین مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۲۲ مین مذکور ہو خلاصہ یہ کہ اکثر شب یا تہائی رات سے
زیادہ عبادت کرنا جیسا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام وصحابۂ کرام واولیاے عظام مثل حضرت غوث
اعظم وغیرہ سے ثابت ہو انکے نزدیک گناہ ہو معاذ اللہ **شانزدہم** خالہ سوتیلی یعنی جسکا باپ ایک ہو
اور مان جدا جدا اوس سے اوسکے بھانجے کا نکاح درست ہو چنانچہ فتواے مُہری مولوی عبد القادر غیر مقلد
امام کالی مسجد دہلی مین مرقوم ہو کہ جسپر اونکے اُستاذ مولوی نذیر حسین کی مہر بھی ثبت ہو **ہفدہم** پنیر شام کا
جو سور کے پنیر مایہ سے بنایا جاتا اوسکا مشہور ہو یا اور چیزین مثل جوخ کے جنمین سور کی چربی پڑنی مشتبہ
ہو جب وہ آنحضرت کے پاس آتی تھین تو آپ بلا دریافت کہاتے تھے چنانچہ یہ عبارت فتواے مُہری
مولوی عطا محمد مندرجہ کتاب اظہار الحق مطبوعہ مطبع اتالیق ہند لاہور کے صفحہ ۱۰ مین مرقوم ہو اور اس
رسالہ مین مولوی نذیر حسین وغیرہ علماے غیر مقلدین کی بھی مُہرین موجود ہین اور اسکے چھپوانے
مین مولوی نذیر حسین نے بڑی کوشش فرمائی چنانچہ خود مصنف رسالۂ مذکور نے عنوان کتاب مین اس
امر کی تصریح کردی ہو اب جاے انکار باقی نہین نعوذ باللہ من ذلک کہ آنحضرت صلعم پر ایسی ایسی
حرام چیزون کے استعمال کرنے کا سراسر بہتان اور اتہام ہو اور پھر ایسے خرافات مضامین کی اشاعت
مین علما کا سعی اور کوشش کرنا باعث سوء انجام وموجب ہدم اسلام ہو نہین معلوم غیر مقلدین ایسی باتون
کو بمقابلۂ مقلدین کے ازراہ نفسانیت جان بوجھکر چھپواتے ہین یا بسبب نادانی اور بے سمجھی کے ایسے امور اونسے
ظہور مین آتے ہین بہرحال ع فَإِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِيْ فَتِلْكَ مُصِيْبَةٌ ✽ وَإِنْ كُنْتَ تَدْرِيْ فَالْمُصِيْبَةُ أَعْظَمُ ✽

جواب سوال دوم

ایسے غیر مقلدون سے جو عقائد وعملیات مذکورہ کے قائل ہین مخالطت اور مجالست کرنا اور اونکو
مساجد مین آنے دینا شرعًا ممنوع اور باعث خوف فتنۂ دین ہو کیونکہ مسائل متذکرۂ بالا سے معلوم
ہوا کہ وہ اہل بدعت ہین اور مخالفِ ملّتِ اہل سنت ہین اور مجالست ومخالطت اہل بدعت سے
شرعًا ممنوع ہو کما قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ اخْتَارَنِيْ وَاخْتَارَ لِيْ
أَصْحَابِيْ فَجَعَلَهُمْ أَنْصَارِيْ وَأَصْهَارِيْ وَإِنَّهُ سَيَجِيْءُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَنْقُصُوْنَهُمْ
فَلَا تُوَاكِلُوْهُمْ وَلَا تُشَارِبُوْهُمْ وَلَا تُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا تُصَلُّوْا مَعَهُمْ وَلَا تُصَلُّوْا عَلَيْهِمْ انتہی

یعنی فرمایا آنحضرت نے کہ تحقیق اللہ تعالی نے اختیار کیا مجکو اور اختیار کیا میرے واسطے میرے صحابہ کو پس
گردانا اون لوگون کو انصار اور سسرال میری اور بیشک قریب ہی کہ آخر زمانے مین ایک قوم ایسی آویگی
کہ محقر جانیگی اونکو سو کہانا پینا اور آپس مین اونکے ساتھ نکاح کرنا چھوڑ دو اور نہ نماز پڑھو ساتھ اونکے
اور نہ اونکے جنازے پر اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے اس آیت وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ
کی تفسیر مین فرمایا ہی در حقائق تنزیل مذکور ست کہ سہل بن عبد اللہ تستری فرمودہ اند کہ مَنْ صَحَّحَ اِيْمَانَهٗ
وَاَخْلَصَ تَوْحِيْدَهٗ فَاِنَّهٗ لَا يُؤَانِسُ اِلَى الْمُبْتَدِعِ وَلَا يُجَالِسُهٗ وَلَا يُؤَاكِلُهٗ وَلَا يُشَارِبُهٗ وَيُظْهِرُ مِنْ نَفْسِهِ
الْعَدَاوَةَ وَمَنْ دَاهَنَ مُبْتَدِعٍ سَلَبَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ تَحَبَّبَ اِلٰى
مُبْتَدِعٍ نَزَعَ اللّٰهُ تَعَالٰى نُوْرَ اِيْمَانِهٖ مِنْ قَلْبِهٖ یعنی مرد صحیح الایمان را باید کہ با بدعتیان انس نگیرد
و ہم مجلس ۔ ہم کاسہ و ہم نوالہ با ایشان نشود و ہر کہ با بدعتیان دوستی پیدا کند نور ایمان و حلاوت آن
از وے بر گیرند انتہی اور طحاوی نے حاشیہ در مختار کی کتاب الذبائح مین فرمایا ہی وَهٰذِهِ الطَّائِفَةُ
النَّاجِيَةُ قَدِ اجْتَمَعَتِ الْيَوْمَ فِي الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ وَهُمُ الْحَنَفِيُّوْنَ وَالْمَالِكِيُّوْنَ وَالشَّا(فعيون)
وَالْحَنْبَلِيُّوْنَ وَمَنْ كَانَ خَارِجًا مِنْ هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ فِيْ ذٰلِكَ الزَّمَانِ فَهُوَ مِنْ
اَهْلِ الْبِدْعَةِ وَالنَّارِ انتہی یعنی یہ گروہ نجات پانیوالا جمع ہی آجکے دن چارون مذہب مین اور وہ
لوگ حنفی اور شافعی اور مالکی اور حنبلی ہین اور جو شخص ان چارون مذہب سے اس زمانے مین خارج ہو
سو وہ بدعتی اور دوزخی ہی اور یہی مضمون اور بہت سی کتب فقہیہ مین موجود ہی ضرورۃ اسی قدر قلیل پر اختصار کیا

جواب سوال سوم

اگرچہ در صورت مراعات مذہب مقتدی کے بشرطیکہ امام کسی مفسد و مبطل صلوۃ کا مرتکب نہو اقتدا کرنا
جائز ہی لیکن اب معلوم ہوا کہ انکے پیچھے نماز درست نہین ہی کیونکہ مسائل مذکورہ اور عقائد مسطورہ
بعض موجب کفر اور بعض مفسد نماز ہین اور سوا اسکے جبکہ شافعی المذہب متعصب کے پیچھے اقتدا
جائز نہونے جیسا کہ فتاواے عالمگیری و جامع الرموز مین مرقوم ہی اَمَّا الْاِقْتِدَاءُ بِالشَّافِعِيِّ
فَلَا بَاْسَ بِهٖ اِذَا لَمْ يَتَعَصَّبْ اَيْ لَمْ يُبْغِضِ الْحَنَفِيَّ یعنی شافعی کے پیچھے اقتدا کرنا مضایقہ نہین
بشرطیکہ متعصب نہو یعنی حنفیون سے بغض و عداوت نہ رکھتا ہو پس ان غیر مقلدین لامذہب کے
پیچھے تو بطریق اولی اقتدا جائز نہوگی کہ یہ تو حنفیون کے نام سے جلتے ہین اور مقلدین کو علانیہ برا کہتے ہین

بلکہ مشرک اور بدعتی سمجھتے ہین اور اس سے بڑھکر ایک بات ان لامذہبون کے حق مین محدث نامی علامہ شامی نے حاشیۂ ردالمحتار مین لکھی ہی کہ ہمارے زمانے کے وہابی عبدالوہاب نجدی کے پیرو اور تابع مثل خارجیون کے ہین جنھون نے حضرت علیؓ کی مخالفت کرکے اونکے لشکر سے خروج کیا تھا پس جب لامذہب مثل خارجیون کے ٹھیرے اور خارجی مثل باغیون کے ہوئے تو جو حکم باغیون کا ہی وہی حکم لامذہبون کا ٹھیرا کَمَا فِی الْبَدَائِعِ وَلَا یُصَلّٰی عَلٰی الْبُغَاۃِ بَلْ یُکَفَّنُوْنَ وَیُدْفَنُوْنَ یعنی اونکے جنازے کی نماز نہ پڑھی جاوے صرف اونکو کفن دیکے دفن کردین وَحُکْمُ الْخَوَارِجِ عِنْدَ جُمْهُوْرِ الْفُقَهَاءِ وَالْمُحَدِّثِیْنَ حُکْمُ الْبُغَاۃِ وَذَهَبَ بَعْضُ الْمُحَدِّثِیْنَ اِلٰی کُفْرِهِمْ یعنی حکم خارجیون کا نزدیک جمہور علمای محدثین و فقہا کے حکم باغیون کا ہی اور بعض محدثین تو اونکے کفر کے قائل ہوگئے (شامی صفحہ ۳۰۹ جلد ۳ مطبوعہ مصر)

واضح ہو

کہ شہر دہلی مین فیمابین ہر دو فریق کے نوبت نزاع کی یہانتک پونہچی کہ عدالت دیوانی اور فوجداری مین مقدمات دائر ہوگئے تھے سو صاحب کمشنر بہادر دہلی نے فریقین کے بعض لوگون کو اپنی کوٹھی پر بلاکر واسطے دفع فساد کے باہم ملاپ کرانا چاہا چنانچہ ۲۰ ذیقعدہ ۱۲۹۸ ہجری کو ایک کاغذ لکھا گیا کہ کوئی شخص ایک دوسرے سے متعرض نہو اور بشرط مراعات عدم مفسدات نماز کے ایک دوسرے کے پیچھے نماز بھی پڑھے سو وہ ایک فیصلۂ باہمی تھا نہ فتوائے شرعی بچند وجوہ اول یہ کہ حکام والاشان کو دینی امور مین کچھ مداخلت نہین نہ وہ فتوون پر دستخط کرتے ہین دوم نہ اوسمین سوال علمائے دین سے ہی نہ بجواب الکتب دینیہ اوسکا جواب رقم ہی سوم اوسپر مہر اور دستخط کرنے والے سب علما نہین بلکہ اکثر طلبای مولوی نذیر حسین اور بعض عوام سکنائے شہر ہین گو اونکے نام بڑے لمبے چوڑے لکھے گئے ہین تاکہ مولوی معلوم ہون اور بعض طرفین کے مولوی بھی ہین اور ظاہر ہی کہ اس فتوے کو علمای اہل سنت نے بطیب خاطر منظور نہین کیا بلکہ بخاطر حاکم اعلی کے اوسپر مُہرین کردین چنانچہ مولوی منصور علی صاحب ساکن مسجد نئی سڑک چاندنی چوک نے باوجود طلبی مکرر سکہ کرکے اپنی مہر نکی اور یہ ظاہر ہی کہ اگر وہ فتوی ہوتا تو ان عوام کی مُہر اوسپر کیون ہوتی مگر غیر مقلد والے اوسکو فتوی سمجھکر بڑی شہرت دی تاکہ اور لوگ بھی دھوکے مین آجاوین اور بالفرض اگر یہ فتوی بھی ہو تو اس سے اونکی وہ کتابین کہ جنمین حضرات مقلدین کو کافر و مشرک لکھا ہی سب باطل ہوگئین کہ آخر اونکے مُنہ سے حق صادر ہوگیا کہ مقلدین کے پیچھے نماز جائز رکھی

وهو المقصود والله سبحانه اعلم وعلمه اتم

العبد وصی احمد السنی الحنفی السورتی

مواہیر و دستخط علمای دہلی و کانپور وغیرہ

هو الموفق

الجواب صحیح والمجیب مصیب۔ حررہ قاضی شیخ احمد عفا الله عنه

(مہر: قاضی شیخ احمد)

هو العلی

اصاب واجاد من اجاب وافاد والله سبحانه اعلم وعلمه اتم واحکم حرره العبد الخامل محمد عادل عامله الله تعالی بفضله الشامل وجعله من الآمنین یوم الفزع والزلازل

(مہر: محمد عادل)

هو المصوب

ایسا شخص گروہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہی اور نماز اوسکے پیچھے نہ پڑھنا چاہیے۔ کتبه الفقیر الی الله الغنی محمد علی عفی عنه

(مہر: محمد علی)

هو الموفق

مجیب لبیب نے جو مسائل و احکام مخالف فرقۂ اہل سنت و جماعت غیر مقلدین کے فرقۂ اہل سنت سے خارج ہونے پر بطور دلیل کے اونکی کتابون سے لکھے ہین اونمین سے بعض احکام اونکی بعضی کتابون مین راقم نے بھی دیکھے ہین غیر مقلدین کے یہ مسائل مخترعہ و احکام مبتدعہ بلاشبہہ قابل رد و انکار ہین کہ اونمین سے بعضے موجب کفر اور بعضے موجب فسق و ابتداع اور عموما یہ سب احکام اہل سنت کے نزدیک محض لغو اور بے اعتبار ہین ایسے احکام مخالف اہل سنت کا معتقد و ملتزم بلاشبہ اہل سنت کی جماعت سے خارج ہی اور جب وہ شخص ایسے مسائل مخالف کے التزام سے اہل سنت کی جماعت سے خارج ہوا تو اوسکے پیچھے اہل سنت کو نماز پڑھنا ناجائز ہی اور اگر ایسے شخص کے مسجد مین آنے سے فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہو تو انسداد فتنے کے لیے مسجد مین آنے سے منع کرنا بہتر ہی والله اعلم۔ کتبه محمد عبد الله الحسینی الواسطی البلگرامی عامله الله بلطفه العمیم السامی

(مہر: محمد عبد الله) مدرس اول مدرسہ عالیہ
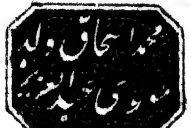
فی الحقیقت اگر ان لوگوں کے یہ عقائد اور یہ اعمال ہیں تو ایسا ہی ہو جیسا مجیب صاحب نے جواب دیا

واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب — محمد ظہور الاسلام ۱۳ — صح الجواب — فخر الحسن — واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

هو الفتاح

فی الواقع اس فرقۂ لامذہب کو کہ جنکے عقائد موافق تحریر مفتی تحریر میں اہل سنت جماعت سے خارج سمجھنا اور اونکے پیچھے نماز نہ پڑھنا اور بسبب فتنہ و فساد کے اونکو مساجد میں آنے ندینا بجا اور درست ہے۔ واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب

حررہ الراجی عفو ربہ القوی الحافظ فتح محمد الفاروقی الحنفی الدھلوی

بے شبہہ جو غیر مقلدین ایسے ہوں کہ عقائد اونکے خلاف اہل سنت وجماعت وسلف صالح کے ہوں اور مقلدین کو اپنے زعم فاسد میں مشرک اور بدعتی سمجھتے ہوں تو اونکے پیچھے نماز پڑھنا اور اونکو بسبب فتنہ و فساد کے اپنی مساجد میں آنے دینا جائز نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔ ابو الحبیش محمد مہدی عفا عنہ اللہ الہادی۔ الفرنجی محلی

مواہیر و دستخط علماء مقام لودہیانہ و دیوبند

تخمیناً عرصہ ۴۹ سال یعنی ۱۲۵۴ھ سے ۱۳۰۳ھ تک اس فرقے کو خوب دیکھا مسائل مندرجہ فتواے ہذا کے سوا اتنی بڑی مخالفت حدیث پر یہ فرقہ جری ہے مولانا اسحق صاحب مرحوم برملا انکو ضال مضل وعظ میں فرمایا کرتے اور یہ لوگ باہر نکل کے کہتے کہ میاں صاحب کا مذہب وہی ہے جو ہمارا ہے ظاہر میں ایسا کہدیا ہے اسیطرح ہر عالم دیندار کو ہم مذہب اپنا بتلا کر دین محمدی سے اور قرآن وحدیث سے منحرف کرتے ہیں انکے دین محمدی سے مخالف ہونے اور سنت جماعت کے مخالف اور دشمن ہونے میں کچھ شک و شبہہ نہیں ہے جیسے روافض و خوارج کے پیچھے نماز پڑھنی ویسے ہی انکے پیچھے نماز پڑھنی ہے انکی امامت جائز نہیں ہے تفصیل طول رکھتی ہے واللہ اعلم۔

چونکہ گروہ شرذمۂ لامذہبیہ اہل بدع اور ہوا میں سے ہیں اسلیے انسے حتی الامکان احتراز ضروریات سے ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔ الراجی رحمۃ ربہ الہادی ابو البشیر عبد العلی القادری

یہ فرقہ غیر مقلدین بیشک خارج اہل سنت وجماعت سے ہے آنسے مجالست کرنی ایسی ہے جیسے
کہ اہل ہوا اور بدع سے امامت انکی جائز نہیں کیونکہ عقائد اور عملیات
انکے مخالف حدیث و قرآن کے ہیں ۔ واللہ اعلم بالصواب

عبد الرحمن

باسمہٖ سبحانہٗ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ غَزْوَۃِ خَیْبَرَ مَنْ اَکَلَ مِنْ ھٰذِہِ
الشَّجَرَۃِ یَعْنِی الثُّوْمَ فَلَا یَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ یعنی جو شخص کہ کھائے لہسن کو
پس نزدیک نہ پھٹکے مسجد ہماری کے اور موطا امام محمد مین عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ ایک عورت
مجذوبہ کو طواف کرنے سے مانع آئے ۔ اور فرمایا کہ تو اپنے گھر مین بیٹھ اور لوگون کو ایذا نہ دے ۔ اور
شاہ عبد العزیز صاحب نے تفسیر عزیزی مین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یون نقل کی ہے کہ ایکدن
ایک واعظ کو مسجد کوفے مین دیکھکر فرمایا کہ یہ کون شخص ہے ۔ لوگون نے عرض کیا کہ یہ واعظ ہے لوگون
کو گناہون سے روکتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس سے پوچھو کہ ناسخ منسوخ کو جانتا ہے ۔
اوسنے کہا کہ مجھکو ناسخ منسوخ کا علم نہین ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسکو مسجد سے نکالدو
اور نیز شاہ عبد العزیز صاحب نے بہ تحت بیان آیۂ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ کے لکھا ہے کہ طعن کرنا
سلف پر سخت ترین ایذاے لسانی سے ہے اور اشباہ مین لکھا ہے کہ موذی کو مسجد مین آنے سے منع
کرنا چاہیے اگرچہ ایذا اوسکی لسانی ہو ۔ **فائدہ** پس جبکہ روکنا مسجد کے آنے سے بسبب موجود
ہونے ایک امر کے امور مذکورہ سے درست ہوا تو غیر مقلدون کو جو جامع امور مذکورہ کے ہین نکالنا
بطریق اولی درست ہوا اور بسبب لحوق مرض باطنی کے جو جذام سے بڑھکر ہے مساجد مین انکے
آنے سے فتنہ وفساد برپا ہوتا ہے اور خداے تعالی مفسدون کو دوست نہین رکھتا کما قال
اللہ تعالی وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ۔ باقی تحقیق اس مسائلے کی رسالہ انتظام المساجد
باخراج اہل الفتن والمفاسد مین جو اس عاجز کی تالیفات سے ہے موجود ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم

راقم

خادم العلما محمد حبیب الرحمن لودیانوی ۔ المرقوم ۱۳۰۰ھ

عقائد اس جماعت کے جبکہ خلاف جمہور ہین تو بدعتی ہونا ظاہر اور مثل تجسیم اور تحلیل چار سے زیادہ ازواج کے اور تجویز تقیہ اور تبرّا کرنا سلف صالحین کا فسق یا کفر ہو تو اب نماز اور نکاح اور ذبیحے مین انکے احتیاط لازم ہو جیسے روافض کے ساتھ احتیاط چاہیے۔

حررہ محمد یعقوب النانوتوی عفا عنہ القوی

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ ابو الخیرات سید احمد عفی عنہ محمود حسن عفی عنہ محمد محمود دیوبندی عفی عنہ
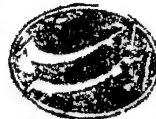
حامدا و مصلیا فی الحقیقت یہ گروہ غیر مقلدین اور لامذہب خارج ہین اہل سنت وجماعت سے انکو اہل سنت وجماعت مین سمجھنا بڑی غلطی کی بات ہو کس واسطے کہ اہل سنت وجماعت منحصر ہین مذاہب اربعہ مین اور جمیع اہل سنت حنفی ہین یا مالکی یا شافعی یا حنبلی جو کوئی بالکلیہ ان چار مذہبون مین سے اس زمانے مین ایک کا بھی مقلد اور پیرو نہو اور اپنے تئین انمین سے ایک کی طرف منسوب نکرے وہ اہل سنت سے نہین بلکہ وہ خارج مذہب اہل سنت وجماعت سے ہو اور مثل دیگر فرق ضالہ روافض وخوارج ومعتزلہ وجبریہ وقدریہ وغیرہم کے ہو قال الطحاوی فی شرح الدر المختار وعلیکم یا معشر المومنین اتباع الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة فان نصرة الله تعالى وحفظه وتوفيقه فی موافقتهم وخذلانه وسخطه ومقته فی مخالفتهم وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم فی المذاهب الاربعة وهم الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبليون ومن كان خارجا من هذه المذاهب الاربعة فی ذلك الزمان فهو من اهل البدعة والنار انتهى۔ و قال فی التفسير الاحمدی قد وقع الاجماع على ان الاتباع انما يجوز للائمة الاربعة انتهى وقال فی الاشباه والنظائر تحت القاعدة الاولى ما خالف للائمة الاربعة فهو مخالف للاجماع وان كان فيه خلاف غيرهم فقد صرح فی التحرير ان الاجماع قد انعقد على عدم العمل بمذهب مخالف للائمة الاربعة انتهى قال الفاضل الجليل الفقيه المحدث المفسر الشيخ ولى الله الدهلوى فی عقد الجيد اعلم ان الاخذ بهذه المذاهب الاربعة مصلحة عظيمة وفی الاعراض عنها كلها مفسدة كبيرة قال رسول الله صلعم

اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار انتہی قال القاضی ثناء اللہ فی التفسیر المظہری فان اہل السنۃ قد افترق بعد القرون الثلثۃ والاربعۃ علی اربعۃ مذاہب لم یبق مذہب فی فروع المسائل سوی ہذہ المذاہب الاربعۃ فقد انعقد الاجماع المرکب علی بطلان قول یخالف کلہم وقد قال رسول اللہ صلعم لا تجتمع امتی علی الضلالۃ وقال اللہ تعالی ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا انتہی پس ثابت ہوا حصر اہل سنت وجماعت کا اس زمانے مین مذاہب اربعہ مین اور جس کسیکا قول کہ مخالف ائمہ اربعہ کے ہوگا وہ مردود اور باطل ہوگا بسبب مخالف ہونے اہل سنت وجماعت کے اور نہ مانا جائیگا اور یہ لامذہب لوگ قائل ہین جواز خروج کے مذاہب اربعہ سے اور حصر مذاہب اربعہ کو باطل سمجھتے ہین چنانچہ معیار الحق مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۲۰ مین مولوی نذیر حسین نے لکھا ہی۔ جبکہ اہل سنت وجماعت منحصر اور مجتمع ہوئے مذاہب اربعہ مین بالاجماع تو اب اس انحصار اور اجماع کا باطل کرنے اور سمجھنے والا اور قائل جواز خروج مذاہب اربعہ کا اہل سنت وجماعت مین سے نہین ہی اور مثل دیگر اہل مذاہب باطلہ اور فرق ضالہ روافض وخوارج اور جبریہ اور قدریہ اور مرجیہ وجہمیہ وغیرہم کے ہی پس جبکہ لامذہب اور غیر مقلدین اہل سنت وجماعت سے خارج ہین تو اہل سنت وجماعت کی نماز لامذہبون کے پیچھے نہین ہوتی اور بالکل غیر جائز اور نادرست ہی اور انکے ساتھ مخالطت اور مجالست اور موانست رکھنے سے بھی اہل سنت وجماعت کو پرہیز اور اجتناب چاہیے کیونکہ مجالست اور مخالطت اور مصاحبت اہل شر وفساد اور اہل بدعت کے ساتھ بموجب حدیث صحیح کے بالاجماع ممنوع ہی قال الامام النووی فی شرح صحیح المسلم قبیل کتاب القدر فی باب استحباب مجالسۃ الصالحین ومجانبۃ قرناء السوء فیہ تمثیلہ صلی اللہ علیہ وسلم الجلیس الصالح بحامل المسک والجلیس السوء بنافخ الکیر فیہ فضیلۃ مجالسۃ الصالحین واہل الخیر والمروۃ ومکارم الاخلاق والورع والعلم والادب والنہی عن مجالسۃ اہل الشر واہل البدع ومن یغتاب الناس او یکثر فجرتہ وبطالتہ ونحو ذلک من الانواع المذمومۃ انتہی اور حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی مین فرماتے ہین ؎ دور شو از اختلاط یار بد + یار بد بدتر بود از مار بد + مار بد تنہا ہمین بر جان زند + یار بد بر جان و بر ایمان زند + نار خندان باغ را خندان کند + صحبت نیکانت از نیکان کند + صحبت صالح ترا صالح کند +

صحبت طالح ترا طالح کند ٭ پس اہل سنت وجماعت کو فرقۂ ضالۂ لامذہبان غیر مقلدین کی صحبت سے
بہت احتراز کرنا اور بچنا اور بھاگنا چاہیے فرواعن صحبتہم اکثرما تفرو امن الاسد کس واسطے کہ
صحبت کو بڑا اثر ہے حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ محبوب العارفین مین فرماتے ہین ؎
منشین بابدان کہ صحبت بد ٭ گرچہ پاکی ترا پلید کند ٭ آفتابے بدین بزرگی را ٭ ذرۂ ابر ناپدید کند
جس حالت مین کہ یہ غیر مقلدین خارج از اہل سنت وجماعت اور داخل اہل بدعت وفرق ضالۂ ہوائیہ
مین ٹھیرے اور نماز اہل سنت وجماعت کی ان لامذہبون کے پیچھے غیر صحیح وناجائز ونادرست ہوئی
اور مخالطت اور مجالست بھی حسب روایات مذکورہ انسے ممنوع ہوئی تو اہل سنت وجماعت کو چاہیے
کہ ان لامذہبون کو اپنی مساجد سے نکال دین اور ہرگز نہ آنے دین اس واسطے کہ انکے آنے سے
مسجدون مین شر وفساد وفتنہ پیدا ہوتا ہے قال اللہ تعالی وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ و قولہ
تعالی وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جوکوئی وقت نماز کے لہسن پیاز
گندنا وغیرہ بدبودار چیز کہ جسکے کھانے سے منہ مین بدبو پیدا ہو کھا کر مسجد مین آوے تو اوسے دخول
مساجد سے منع کرو عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم من اکل من ھذہ الشجرۃ
فلا یقربن مسجدنا ولا یؤذینا بریح الثوم رواہ مسلم وعن ابن عمران رسول اللہ صلعم
قال من اکل من ھذہ الشجرۃ یعنی الثوم فلا یقربن المساجد رواہ [illegible] وعن عمر بن
الخطاب قال انکم ایھا الناس تاکلون شجرتین لا اراھما الا خبیثتین ھذا البصل والثوم
ولقد رایت رسول اللہ صلعم اذا وجد ریحھما من الرجل فی المسجد امر بہ فاخرج الی البقیع
فمن اکلھما فلیمتھما طبخا رواہ مسلم قال النووی فی شرح صحیح المسلم باب نھی من اکل ثوما
او بصلا او کراثا او نحوھا مما لہ رائحۃ کریھۃ عن حضور المسجد حتی یذھب ذلک الریح
واخراجہ من المسجد قولہ صلعم من اکل ھذہ الشجرۃ یعنی الثوم فلا یقربن المساجد ھذا
تصریح نھی من اکل الثوم ونحوہ عن دخول کل مسجد وھذا مذھب العلماء کافۃ انتہی
پس یہ احادیث صحیحہ دال ہین اس امر پر کہ جس شخص کی ذات سے لوگون کو تکلیف وایذا پہنچے اوسے
مسجد مین نہ آنے دینا چاہیے پر ظاہر ہے کہ لامذہبون کے مسجدون مین آنے سے شر وفساد وفتنہ پیدا ہوتا
ہے اور لوگ بے علم بیخبر بیچارے انکی صحبت سے بگڑتے اور خراب ہوتے ہین پس لازم ومناسب ہے

ہل سنت وجماعت کو کہ لامذہبوں غیرمقلدوں کو اپنی مسجدوں میں نہ آنے دیں اور ان مفسدوں شریروں کو اپنی مساجد سے اخراج کریں اور نکالدیں والسّلام علی من اتبع الھدیٰ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ حررہ الفقیر المفتقر المذنب الراجی الی رحمۃ اللہ الاکبر العلی الولی القوی الغنی محمد احسن الدین ابو النصر المعروف بسید محمد اکبر علی الحسنی الجیلانی الحنفی القادری الچشتی النقشبندی الدھلوی غفر اللہ لہ ولوالدیہ واحسن الیھما والیہ

بتحقیق مفتین در مسجد بودن ہم موجب فتنہ است والفتنۃ اشد من القتل والٰ برا خراج کردن این شرذمہ باطلہ ہویدا است اولاً این فرقہ ماولین متشابہات اند بلکہ مثل محکمات میدانند چنانچہ در رسالہ احتوی علی العرش استوی از نواب بھوپال موجود ست وانیہمہ بدان عقیدہ باوی متفق اند حالانکہ انصرام تام از متشابہات بکلام عزوجل وما یعلم تاویلہ الا اللہ ثابت پس مورد من فسر القرآن برأیہ فلیتبوأ مقعدہ من النار ہمین شرذمہ مُبطلہ اند ثانیاً منکرین قیاس واجماع اند بنا برعلیہ مجتہدین را بدمیگویند ومقلدین را مشرک میدانند حالانکہ بکتاب اللہ ثابت ست بقولہ عزوجل فاعتبروا یا اولی الابصار وبحدیث نبوی نیز وہو ھٰذا ماروی ان النبی صلعم حین بعث معاذا الی الیمن قال کیف تقضی یا معاذ فقال بکتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال فبسنۃ رسول اللہ قال فان لم تجد قال اجتہد برائی فقال علیہ السّلام الحمد للہ الذی وفق رسول رسولہ بما یرضیٰ بہ رسولہ فان لم یکن القیاس حجۃ لانکر بل حمد اللہ علیہ ثالثاً کتمان بطلان عقیدہ خود عند ظہور الحق بل بیسکتون عند اھل الحق اذا غلبوا علیہم خذلھم اللہ تعالیٰ بقول حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم من سکت عن الحق فھو شیطان اخرس فثبت ان ھٰذا قوم لا یحصی قبائحھم وخیانتھم فی الدین فحسب علیھم ضرب النعل من اھل الحق والکمال الذین استقروا ھٰذہ الضابطۃ ان لا یدخلون ھٰذا القوم فی مساجدنا ولا یصحبھم ابداً واللہ تعالیٰ علیھم بما کانوا یفعلون۔ فقط کتبہ تراب اقدام اھل الاسلام عبدہ الضعیف المدعو محمد عبد السلام الکاشمیری وطناً والحنفی مذھباً والچشتی النظامی الفخری النیازی مشرباً الیہ غفر اللہ لہ فی حیاتہ ویدخلہ الجنۃ بعد مماتہ اٰمین

مواہیر و دستخط علماء شہر اندور و چھاونی

الجواب صحیح ھکذا فی کتب الفقہ والحدیث
خادم شرع رسول اللہ قاضی محمد عنایت اللہ اندوری

محمد عنایت اللہ قاضی
خادم شرع رسول اللہ

الجواب صحیح والمجیب مصیب
خادم الطلبہ سید حسین علی خادم الطلبہ عبدالحمید

صح الجواب — حافظ محمد حسین خان اندوری
لاریب فیہ — احمد جان ولایتی اندوری
الامر کذلک — محمد عیسے خان ساکن شہر اندور
اصاب من اجاب — سید محمد یعقوب پنجابی اندوری

صح الجواب خادم العلماء عبدالواحد حال وارد شہر اندور
صح الجواب سید غیاث الدین ساکن مدن محل وارد اندور

فرقہ جدیدہ غیر مقلدین کے عقائد جو مجیب مصیب نے ارقام کیے فی الواقع اہل سنت وجماعت وسلف صالحین کے خلاف ہین اور یہ فرقہ بدعتی مفسد مفارق الجماعت اور اہل سنت جماعت سے خارج ہے اور مخالطت اور مجالست فرقۂ مذکورہ کے ساتھ ہرگز جائز نہین ہی اور اپنی مسجدون مین ہرگز آنے دینا نہین چاہیے اور نماز اس فرقۂ مذکورہ کے پیچھے ہرگز ہرگز جائز نہین ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ الراقم خیر خواہ مسلمین

محمد جمال الدین

قد اطلعت علی ھذا الجواب المسطور بتمام ما فیہ من اللؤلؤ المنثور فوجدتہ موافقا بالکتاب والسنۃ والدلائل قد جاء الحق وزھق الباطل اشکر اللہ علی حسن توفیق المجیب المصیب واسالہ ان یعطیہ فی الدارین اکمل النصیب۔
حررہ حافظ محمد اکرم قاضی کمپ مؤ۔ فقط۔

محمد حبیب اللہ
قاضی الاکرم

اعظم اللہ اجر من اجاب فانہ قد نطق بالقول الصواب الی ما یشھد بہ السنۃ والکتاب ویقبلہ اولو الالباب نمقہ تراب اقدام اہل العلم اضعف عباد اللہ المنان محمد ملقب بعبدالرحمن نائب قاضی کمپ مؤ

ما قالہ المجیب المصیب حق سدید وبالحق المحض عقید جزاہ اللہ خیر الجزاء عنا وعن المسلمین آمین یا رب العالمین ویا مجیب دعاء السائلین فی کل آن وحین۔ سطرہ الراجی غفران اللہ المستعان محمد فضل الرحمن قاضی دار العلماء اجین

جو عقائد غیر مقلدین کے اونھین کی کتب معتبرہ سے بیان کیے گئے۔ درحقیقت خلاف عقیدہ

اہل سنت وجماعت میں انکو مفسد دین جانکر انسے مخالطت نکریں - عاجز محمد عبدالرحمن اندوری

محمد عبدالمومن — صح الجواب — لال محمد — اصاب من اجاب — فقیر عبداللہ

مواہیر مشاہیر علمای دارالاسلام مصطفےٰ آباد عرف رامپور

بلا شبہہ یہ فرقۂ ضالہ جسکے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ مخالفہ فرقۂ ناجیۂ اہل سنت والجماعت کے مجیب مصیب نے بحوالہ رسائل اور فتاوائے باطلہ اونکے نقل کیے اور اکثر اوسکے راقم الحروف کی نظر سے بھی گذرے مبتدع ہر اور اسکے حق مین یہی حکم ہر جو مجیب مصیب نے تحریر کیا - واللہ سبحانہ الموفق

محمد ارشاد حسین

هذا هو الحق عندی — الجواب هو الصواب — هذا هو الحق الصراح والصدق القراح

محمد عبد الرحمن — محمد حبیب الرحمن — محمد گوہر علی

الجواب صحیح الرای نجیح — الجواب حق — الجواب هو الصواب — لا شک فیہ — ذلک کذلک

العبد — العبد — العبد — العبد — العبد

مولوی بلبل القلم خود — محمد یعقوب عفی عنہ — سید حبیب احمد — محمود عالم عفی عنہ — حضرت شاہ عفی عنہ

یہ شخص امام اس گروہ غیر مقلدین کا سنی نہین ہر - رافضی ہو تو عجب نہین - یہ بیچارہ عامیون کو اپنے ساتھ جہنم مین لے جانا چاہتا ہر واللہ اعلم -

کتبہ سید عبدالحق - سابق متوطن کانپور حال باشندۂ رامپور -

سید عبدالحق

فی الواقع عقیدہ اس فرقۂ جدیدہ وجماعت مستحدثہ کا ایسا ہی ہر جیسا کہ مجیب نے ثابت کیا

من قال سوی ذلک قد قال محالا

العبد

عابد حسن عفی عنہ

۱۳۰۰ محمد عابد حسن حنفی

اِن حضرات مشیخت مآب حاسدین مفسدین دین و معاندین مجتہدین و مقلدین اور
انکے مریدین و معتقدین کے حق مین جنکو حضرت حق جل جلالہ وعم نوالہ نے آزادی کا طوق
گلے مین ڈالکر ہندوستان کا شیخ نجد بنا کر چھوڑا ہے جسقدر شمشیر دست وزبان کے ذریعے سے

مقابلہ پر محمل کیا جائے تھوڑا ہے فی الحقیقت یہ سب کے سب ضال اور مضل ہیں اور سلسلۂ مذاہب اربعۂ فقہ سے خارج اور محمدی بنکر دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں رخنہ انداز و مخل اور انکے عقائد پر مکائد منجر بکفر وشرک و الحاد و من یضلل اللہ فما لہ من ھاد و ھو لموفق الی سبیل لرشاد و منہ المبدأ والیہ المعاد- الا لا یتفوہ بذلک العقائد المذکورۃ الا من لہ ذھن سقیم واللہ سبحانہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم- کتبہ العبد الاثم ابو المجیل معین الدین محمد عبد الجلیل صانہ اللہ عن کل دمیل و زمیل
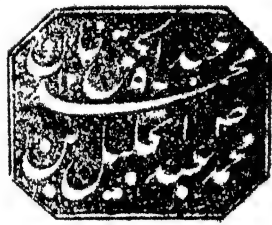
اصاب من اجاب | الجواب صحیح و المجیب مصیب | ان ھذا الجواب صحیح

ھو لموفق

ان ھذا الجواب موافق للسنۃ والکتاب

کتبہ العبد المذنب محمد عبد القادر

ھو المستعان

فی الحقیقت یہ جواب باصواب معین مقلدین و حق الیقین ہے

محمد عبد القادر

ھو الرحمن الرحیم

لا شک ان ھذا الجواب صحیح والمجیب مصیب فقط

حررہ الاثیم محمد عبد الکریم

فتوای مفتیان حرمین شریفین بر رد کتاب الظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین

مؤلفہ محی الدین لاہوری نومسلم کتاب فروش +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وبہ نستعین حامداً للہ تعالیٰ ومصلیاً علی نبیہ والہ اجمعین - امّا بعد فما قولکم دام فضلکم فی رجل یقول ان اکثر مسائل کتب الفقہ خلاف القرآن والحدیث وان الائمۃ الاربعۃ رحمہم اللہ تعالیٰ لیسوا علی الحق لاسیما الامام ابا حنیفۃ النعمان اقوالہ مخالفۃ للقرآن والحدیث وانما تلقی فی جمیع عمرہ الاسبعۃ عشر حدیثا ویزعم انہ مخالف للقرآن والحدیث وشنع علیہ تشنیعاً فاحشاً وصنف فی ذلک کتاباً وسماہ الظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین وطبعہ وافشاہ وذکر فیہ بعض المسائل المذکورۃ فی کتب الحنفیۃ وسطرایضاً فی رقم مائۃ من الکتاب المسطور قائلا ان ہذہ المخالفۃ للقرآن والحدیث وقال من قلد ابا حنیفۃ تقلیداً شخصیاً فھو مرتکب بالحرام اومشرک واستدل بقولہ تعالیٰ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وقال کل ذلک مخالف للقرآن وللاحادیث القلانیۃ واعرض عن الاحادیث التی استدل العلماء الامام رحمہ اللہ تعالیٰ وارضاہ وھذا لاجل ان یضل الناس جعل الفقہ وقولہ مسائل الفقہ مردودۃ خصوصاً مسائل الامام رح ویعیر کل من عمل بھا من عوام الناس ویدعوھم ویرغبھم ان یعمل بالحدیث مطلقاً سواء کان ناسخاً ومنسوخاً ضعیفاً اوموضوعاً حتی ترک الناس العمل بالکتب المعتبرۃ کالھدایۃ والنقایۃ والبحر والمنتقی والھندیۃ والکنز وشروحہ والدر وحواشیہ ویخرج کل من عمل بھذہ الکتب الجلیلۃ المعظمۃ عن الاسلام ویلقبھم بالمشرکین نعوذ باللہ تعالیٰ منہ فما حکم ھذا الرجل المصنف لھذا الکتاب ومن یعمل بکتابہ فتوبوا ماجورین

الجواب

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ه حکم ھذا الرجل المتصف بالصفات المذکورۃ انہ ضال مضل ساع فی الارض بالفساد وقد زین لہ سوء عملہ فھو واتباعہ من حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان ھم الخسرون ویحسبون انھم علی شیء الا انھم ھم الکاذبون وقولہ من قلد ابا حنیفۃ کان مشرکا دلیل علی انہ خارج عن جماعۃ المسلمین وقد ورد فی الحدیث الشریف اتبعوا السواد الاعظم

فمن شذ شذ فی النار و ما یقوله فی حق الهدایة التی هی هدایة الی احکام الاسلام وفیما عطف علیها من المعتبرات التی تشهد بصدقها اولوا الاعلام فهذه هفوة منه تشیر بزندقته نعوذ بالله تعالی منها و قد تقرر ان هانة العلم و العلماء کفر خصوصًا التکلم بالفاحشة فی حق الائمة الاربعة رحمهم الله تعالی وقد انعقد الاجماع خلفا عن سلف علی وجوب تقلید واحد منهم لان المجتهد مفقود بعد المائة الرابعة کما فی اذکار النووی حیث لم یوجد بعد هذا التاریخ من یستکمل شروط الاجتهاد ومن ادعاه فدون ذلک خرط القتاد لاسیما اقدمهم الامام ابوحنیفة النعمان لازالت سحائب الرحمة والرضوان علی ضریحه الاقدس سحب الرحمة والرضوان کیف وقد ادرک جمعًا من الصحابة رضی الله تعالی عنهم وممن جزم بذلک الحافظ الذهبی و الحافظ العسقلانی وغیرهما فشهد له النبی صلعم بالخیریة لانه من التابعین بلا شبهة ولاریب ففی الحدیث الشریف مرفوعا خیر امتی القرن الذی بعثت فیهم ثم الذین یلونهم الی اخره انتهی من جامع الحافظ السیوطی وروی الشیخان عن ابی هریرة والذی نفسی بیده لو کان الدین معلقا بالثریا لتناوله رجل من فارس قال الحافظ السیوطی هذا الحدیث الذی رواه الشیخان اصل صحیح یعتمد علیه فی الاشارة لابی حنیفة وهو متفق علی صحته وفی حاشیة الشبراملسی قال الجزم بان شیخنا یعنی الحافظ السیوطی من ان اباحنیفة هو المراد من الحدیث ظاهر لاشک فیه لانه لم یبلغ من ابناء فارس فی العلم مبلغه احد انتهی وقد تبعه کثیر من ائمة الدین وکل منهم قرر فضله واثنی علیه علی رؤس الاشهاد بین المسلمین فقد روی عن خلف بن ایوب انه قال صار العلم من الله تعالی الی محمد صلی الله علیه وسلم ثم صار الی الصحابة رض ثم صار الی التابعین ثم صار الی ابی حنیفة فمن شاء فلیرض ومن شاء فلیسخط انتهی فیجب علی کل من اراد ان لایخرج عن جماعة المسلمین ان یتباعد عن هذا الرجل الطاعن فی ائمة الدین ویجب تعزیره الی الدرجة التی بها انتهی عن هذا العمل الفضیح والکلام فی هذا المقام یطول فیما حررناه کفایة عند ذوی الدین وارباب العقول والله یقول الحق وهو یهدی السبیل

نمقه الفقیر محمد امین بالی الحنفی مفتی المدینة المنورة عفی عنه

من ائمة الحنفیة فی مسجد خیر البریة المدرس بالحرم الشریف النبوی

الحمد لله وحده من منه التکوین + استمد التوفیق والعون + الحکم فی هذا الرجل انه ضال مضل لقوله المسطور بدع وضلالة لایقولها الا مبتدع خارج عن طریقة علماء الشریعة خصوصًا فیه عن اتباع الکمیت المدونة فی المذاهب الاربعة فان تلک المذاهب مستمدة من الکتاب والسنة فهی عبارة عن شریعة رسول الله صلی الله علیه وسلم الذی من خرج عنها کان محکوما بکفره فیلزم علی قول هذا الضال ان السواد الاعظم

من امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم اجتمعوا علی الضلالة وان مائة الوف منهم من العلماء العظام والاولياء الكرام وغيرهم من الصلحاء الفخام الذين اتفقت كلمة اهل السنة والجماعة على جلالتهم وعظم درجتهم وصلاحهم وورعهم وصلابتهم في امر الدين كانوا مبتدعين ضالين ماتوا على البدعة والضلالة حاشا ثم حاشا ان يكونوا كذلك وقد قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا يجمع امتي او قال امة محمد على ضلالة ويد اللہ على الجماعة من شذ شذ في النار رواه الترمذي وقال اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ في النار صحيح على ولاة الامور ضاعف الله لهم الاجور دع هذا الضال المضل شديدا لنكال اولى القتل - سال اللہ التوفيق والهداية لاقوم طريق والله سبحانه وتعالى اعلم امر برقمه خادم الشريعة والمنهاج عبد الرحمن ابن عبد اللہ سراج الحنفي مفتي مكة المكرمة كان اللہ لهما حامدا مصليا مسلما

(مہر: عبد الرحمن سراج)

لا شك ان ذلك الرجل ضال مضل

حامدا مصليا ومسلما اصاب من اجاب واللہ سبحانه وتعالى اعلم بالصواب حرره محمد عبد الحق عفى عنه

(مہر: محمد حسب اللہ) (مہر: محمد عبد الحق)

تقاریظ دلپذیر و عبارات بے نظیر مشتبہ مواہیر و دستخط علمائے دار العلم و العمل فرنگی محل لکھنؤ

حامداً و مصلیاً و مسلماً میں نے اس کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مولفہ جامع فضائل و فواضل مولوی منصور علیخان مراد آبادی کو جابجا دیکھا مولف ظفر مبین محی الدین نے جسقدر اہین (؟) لکھوکیا ہو ائمہ (؟) ائمہ دا کابر دین پر طعن بیجا کیا ہو کہ جس سے جملہ مقلدین و غیر مقلدین متنفر ہیں اور ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین کی تلاوت کر رہے ہیں اسکے ازالہ کے واسطے یہ کتاب کافی ہو حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی و الخفی

(مہر: محمد عبد الحی ابو الحسنات ۱۲۸۹)

حامداً و مصلیاً - احقر نے اکثر مضامین کتاب الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین کے جابجا دیکھے موافق عقائد اہل سنت و جماعت مقلدین حنفیہ کے پائے فی الواقع واسطے جواب انتصار الحق (؟) ظفر المبین مولفہ محی الدین لاہوری کے کافی اور دفع مطاعن ائمہ مجتہدین کے لیے وافی ہیں - واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب - حررہ عبدہ الاسمی القلبی الاثیم خادم العلماء و الفقراء ابو الحیا محمد عبد الحلیم عفا عنہ اللہ الکریم بمقام فرنگی محل لکھنؤ - ۵ جمادی الاخری سنہ ۱۲۸۵ یوم الخمیس

(مہر: محمد عبد الحلیم ... ۱۲۸۵)

نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم

خاکسار نے جو مضامین کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین کے دیکھے تو بہت صحیح اور حسب اعتقاد اہل سنت و جماعت مذہب مقلدین حنفیہ کے پائے ہر چند کہ مصنف کتاب کی استعداد بخوبی تمام ہم جانتے تھے یعنی معقولات میں یہ شخص بھی سیکڑون مین ایک فرد ہی مگر اب اس کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ شخص جامع علوم بھی ہی بڑی مشقت و محنت کی اللہ جزای خیر دے اور کل اہل اسلام کو عقائد باطلہ سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین فقط حررہ اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ حنفی مدرس اول عربی کیننگ کالج لکھنؤ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ

فی الواقع کتاب الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مؤلفہ فاضل اکمل عالم باعمل مخزن محاسن خفی وجلی مولوی محمد منصور علی صاحب مرادآبادی ضاعف اللہ علمہ وعمرہ فیضہ کتاب لاجواب ہی بلکہ نیر ہدایت وصواب ہی فقیر حقیر نے جابجا چند اقوال دیکھے بغایت صحیح پائے فیاض مطلق مؤلف کو اجر جزیل عطا کرے اور جملہ ناظرین وسامعین کو فائدہ تام بخشے - حررہ محمد امان الحق تجاوز عن جرائمہ رب الفلق ابن مولانا الحاج محمد برہان الحق قدس سرہ

ما سمعنا بہ

یہ کتاب فتح المبین بہت اچھی کتاب ہی - الظفر المبین کا جواب لاجواب ہی - اسکے مصنف نے رد اعتراضات مین سعی بلیغ فرمائی ہی - اور تائید ایزدی سے ظفر پر ظفر پائی ہی - اللہ تعالی مصنف کو اجر عظیم عطا کرے - اور معترض کو ہدایت کرکے آیندہ ایسے اعتراضات باطلہ سے بچائے آمین - حررہ فخر الدین احمد عفا عنہ

ھو العلیم

یہ کتاب فتح المبین بلاشبہہ حسب تسمیہ فتح مبین بر مخالفین مقلدین ہی مضمون اسکا بلاشک ذریعۂ تائید دین ہی مصنف کو خدائے تعالی جزائے خیر دے کہ تصنیف انکی فارق بین الباطل والحق للمتقین ہی حررہ الفقیر محمد عبد الوہاب عفا اللہ عنہ ابن مولانا ومرشدنا الحافظ المولوی محمد عبد الرزاق دام فیضہم الآفاقی

ھو الحق

یہ نسخہ نہایت عمدہ پسندیدۂ اولی الالباب ہی - ظفر مبین کا جواب باالصواب ہی - اسکے مصنف نے تردید اعتراضات بیجا مین کوشش بہت فرمائی ہی - بفضل ایزدی سے ظفر پر ظفر پائی ہی - خالق اکبر مصنف کو جزائے جزیل اور ثواب جمیل مرحمت فرمائے - اور معترض کو ایسے اعتراضات واہیات سے آیندہ بچائے آمین یارب العالمین حررہ الراجی الی رحمۃ ربہ الخالق خادم العلماء اہل الحق المدعو بمحمد عنان الحق غفر اللہ ذنوبہ وستر الستار عیوبہ ابن مولانا ومرشدنا الحاج المولوی محمد برہان الحق قدس سرہ الفرنگی محلی * * *

فی الواقع این کتاب فتح المبین در رد مغالطات محی الدین مؤلف ظفر مبین عدیم البدل ست بلکه حجت مقلدین
اہل سنت دستور العمل ست کہ از مطالعۂ آن در دام مکائد فرقۂ ظواہریہ نیایند و برجا و بے تقلید خود پا برجا مانند
مصنف عالی مقام درین کتاب ہدایت انتساب کاری کردہ کہ در دفع ہر اعتراض دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ
از قرآن و حدیث آوردہ کہ تا خصم نام نہاد عامل بالحدیث را از تسلیم آن چارہ نباشد و شیرازۂ دفتر شبہاتش
درہم پاشد واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب - کتبہ ابو الحبیش محمد مہدی
عفا عنہ اللہ الہادی ابن مولانا المولوی المفتی محمد یوسف الفرنگی محلی -

لا الہ الا ہو العلی الرب الحکیم

نحمدہ ونشکرہ علی ما اصطفی مولانا ومقتدانا نبینا المصطفی بالہدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ
بالفتح المبین علی الملحدین غیر المقلدین لمن ہو رسول من اللہ یتلو صحفا مطہرۃ فیہا کتب قیمۃ فی
الطریقۃ الانیقۃ الحنیفۃ الحنیفیۃ القویمۃ والدین الثابت الی یوم الدین - یریدون ان یطفئوا
نور اللہ بافواہہم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون - ان الدین عند اللہ الاسلام ومن
یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وہو فی الآخرۃ من الخاسرون - ونصلی ونسلم علیہ وعلی
المحبوبین المنسوبین الیہ من آلہ البررۃ الفقہاء العرفاء - وصحبہ الخیرۃ الخلفاء الحنفاء وسائر الائمۃ
التابعین لہم باحسان - سیما الائمۃ الاربعۃ الذین ہم للدین المتین اربعۃ ارکان خصوصا
علی امامنا ابی حنیفۃ ثوبیۃ والحنفاء الخلفاء الاعلام - منہاج الملۃ سراج الامۃ اعظم ائمۃ الاسلام
اما بعد شفیق صدیق مظہر خلوص عمیق جوہر آئینۂ علوم گوہر خزینۂ فہوم فضائل و شمائل نشان مولوی محمد منصور علی صاحب
سنی المذہب حنفی المشرب مراد آبادی المقام لا زال کاسمہ بعلمہ محمدا منصورا علیا علی الخصام نے اندنون یہ
کتاب نایاب مطبوع ارباب لباب مسمی بالفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین تالیف فرمائی - اور مقامات
چیدہ سے ساعات عدیدہ مین اس خاکسار خادم صغار و کبار کے مطالعے مین در آئی - بملاحظہ تقریرات
سنجیدۂ جوابات پسندیدہ کاسرۃ الاسنان کے ہفوات مطاعن پرضغائن غیر مقلدین مجتہدین سے نسبت بجانب
ائمۂ دین خصوص حضرات بابرکات حنفیۂ عالیشان کثرہ اللہ الرحمن معاشرہم فی کل مکان و زمان کے
ساتھ اسانید صحیحہ و عبارات فصیحہ کے سزاوار تحسین و ثنا خوان معانی و مبانی و بانی کی ہوئی سلمہ اللہ تعالی
وابقاہ والی مدارج الکمال رقاہ ولم یجعل لہ فی الکونین ضیرا وجزاہ فی الدارین خیرا آمین فآمین رب العالمین

حررہ المفتقر الحقیر المعتبر بالیوم التقصیر حامل نعال العلماء العظام النعمانیۃ وتبعیتہ الی الاولیاء والاصفیاء الحنفیۃ
ابو المکرم محمد اکرم الانصاری النظامی عفی عنہ اللکنوی الفرنگی محلی - اللہ تجاوز عنہ وعن اسلافہ الکرام اجمعین

بکرم مسلک کریم وجعلہ کما کان اباہ من ورثۃ جنۃ النعیم بن مولانا الحافظ الحاج المولوی محمد نعیم دام بالفیض العمیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

مین تصدیق کرتا ہون کہ مولوی منصور علیخان صاحب مؤلف کتاب ہذا نے بہت قلیل زمانے مین محققانہ جواب ظفر المبین کا دیا ہی اور مکائد غیر مقلدین کو بعبارات وتقاریر محققین ظاہر وہویدا کردیا ہی جزاہ اللہ خیر الجزاء - حررہ العاصی محمد عبد العزیز الفرنگی محلی غفر اللہ ذنوبہ

ہو الموفق

درحقیقت الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین جسکو جامع کمالات صوری ومعنوی مولوی محمد منصور علی خان صاحب مرادآبادی نے تالیف کیا دریا کو کوزے مین بھر دیا کتاب بے نظیر تحریر دلپذیر ہی خصوص فرق ضالہ کے حق مین بے نیام شمشیر ہی - راقم آثم نے جابجا چند اقوال دیکھے صحیح ودرست پائے خداوند عالم مؤلف کو جزای خیر عطا کرے اور سائر مستفیدین ومسترشدین کو نفع بخشے - نمقہ خادم اولیاء اللہ الکریم محمد ابراہیم غفر اللہ الرحیم ابن مولانا المولوی علی محمد رحمہ اللہ الصمد الفرنگی محلی

نحمدہ ونستعینہ

مولوی منصور علی خان صاحب نے یہ کتاب فتح المبین بہت اچھی تحریر فرمائی - رد اعتراضات الظفر المبین مین فتح کامل پائی - کیون نہو ایک تو اونمین تائید مذہب حق حنفی منظور ہی - اور الحق یعلو ولا یعلی مشہور ہی - دوسرے اونکا نام نصرت سے مشتق ہی - اور الاسماء تنزل من السماء حق ہی - اللہ تعالی اونھین جزء عظیم عطا فرمائے اور معترض کو راہ صواب دکھائے - آمین ثم آمین

حررہ نظام الدین احمد عفا عنہ اللہ الاحد ابن مولانا الحافظ المولوی فخر الدین احمد

باسمہ سبحانہ

الحمد للہ الذی اصطفے مولانا بالھدایۃ والملۃ الحنیفۃ - وھدی قلوبنا الی تقلید ہ فی الطریقۃ الشریفۃ - والصلوۃ والسلام علی رسولہ خیر الانام - وعلی آلہ واصحابہ المجتہدین ثم ائمۃ الاسلام

امابعد کیا ہم ہین کیا ہماری زبان ہی - کہان خداوند عالم کہان اوسکی شان ہی - کیونکر حرف شکر زبان پر لاوین کہ بارگاہ عزت مین بضاعت مزجات ہی - اپنے کو دیکھین یا اوسکو چھوٹا منہ بڑی بات ہی کیسی کیسی نعمتون سے ہر دم ہمکو سرفرازی ہی - کیسی ہماری تنگ چشمی و کیسی اوسکی بے نیازی ہی - اس خاک کا بندۂ انسان کو عقل دیکر کیسا ممتاز کیا - ولقد کرمنا بنی آدم کے خلعت خاص سے سرفراز کیا - حق وباطل مین فرق دکھایا - جاء الحق وزھق الباطل کا مژدہ سنایا - کیونکر احاطۂ نیازمندی سے قدم باہر رکھین

اور کسطرح تقلید کو توڑین سر عجز او ٹھائین - کل ویکے احسانمند و ممنون ہین - اوسکے سامنے عاجز و بیچارہ ہین جسنے ذرا بھی سرکشی سے سر اوٹھایا - ذلیل ہوا اور پچھتایا - چنانچہ سابق مین سرکشان خودبین و بدگمان اسلاف متین نے ظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین تصنیف کرکے اپنی لیاقت غیر معتبرہ کو ظاہر کیا - بزعم خود مجتہدان عالیشان پر غلطیون کا الزام دیا - جہال ناقص الیقین کو سبز باغ دکہایا حضرات اکابر کو اپنی بدتہذیبی سے نشانہ تیر ملامت بنایا - من عمل صالحا پر طعن و تعان کیا - تیرھوین صدی مین لعن آخر ھذہ الامۃ اولھا کے مضمون کو بیان کیا - چاند پر خاک ڈالی اپنے منہ پر آئی کیا فائدہ ہوا بقول شخصے لکل فرعون موسیٰ ولکل دجال عیسیٰ - بعونہ تعالیٰ عز شانہ فاضل جلیل عالم نبیل صاحب طبع وقاد و ذو الایادی مولوی محمد منصور علی خان صاحب مراد آبادی نے کس متانت و دیانت سے جواب دیا ہی - اور کیسے عمدہ طرز سے مہذبانہ دلائل پیش کرکے خصم کو قائل کیا ہی - ماشاء اللہ کیسی کتاب مستطاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین تالیف فرمائی کہ جسکے دیکھنے سے سرکش وہابیون نے گردن جھکائی - حق تو یہ ہی کہ فاتوا بسورۃ من مثلہ کی تفسیر ہی - کہ ہر دلیل اوسکی برہنہ شمشیر ہی - ہر سطر اوسکی خصم کے واسطے تیر جگر دوز ہی - اور ہر لفظ اوسکا منکرین کیلیے شعلۂ جان سوز ہی - کتاب کیا ہی دستور العمل اہل سنت ہی کہ ہر ہر لفظ اوسکا تیرہ دلون کے واسطے چراغ ہدایت ہی حق تعالیٰ اس کتاب سے مقلدین کے دلون کو پر نور کرے اور غیر مقلدونکے تعصب نفسانیت کو دور کرے - آمین ثم آمین - حررہ خادم الطلبہ ابو الغناء محمد عبد المجید غفر اللہ الوحید ابن مولانا المولوی الحافظ ابی الحیاء محمد عبد الحلیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم الفرنگی محلے

ابو الغناء محمد عبد المجید ۱۲۹۳

هو الحکیم العلیم

حامدا للہ المجید الحمید وصلیا ومسلما علی رسولہ الوحید - وآلہ الکرماء - واصحابہ الرحماء ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین - من الائمۃ والمجتھدین - سیما امامنا الاعظم - ومقتدانا المکرم - قطب دائرۃ الشریعۃ والاحکام - ناظم نظام الملۃ والاسلام - سیدنا ابی حنیفۃ وصاحبیہ واتباعہ المفتین - جزاھم اللہ عنی وعن سائر المسلمین - خیر الجزاء - الی یوم البقاء - اما بعد یہ عجالۂ نافعہ رد غیر مقلدین مین ایک بہادر شور ہی - ہر جملہ اسکا جملہ مخالفین پر منصور ہی - کیونکر نہو کہ فاضل نحریر عالم عدیم النظیر مشہور بین الاماثل والاقران مولوی محمد منصور علی خان صاحب کی عمدہ تالیف ہی برگزیدہ تصنیف ہی جسقدر بتعمق نظر فقیر سراپا تقصیر کے دیکھنے مین آئی - فوائد سے مملو زوائد سے خالی پائی مضامین اسکے نہایت نفیس - عبارت اسکی بدرجہا سلیس - ہر سطر گویا شطر ہدایت ہی - ہر برہان قاطع ضلالت ہی - خداوند کریم اپنے فضل عمیم سے اسکو مقبول فرماوے - اور بحرمت آن حضرت علیہ الصلوٰۃ

والتحیۃ مخالفین کو راہ راست پر لاوے۔ اللھم افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔ حررہ الفقیر الی اللہ الوحید ابو المحامد محمد عبد الحمید غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ ابن سلطان الشریعۃ برہان الطریقۃ مولانا الحافظ محمد عبد الحلیم مد ظلہ الظلیل وفیضہ العمیم۔ الفرنگی محلی اللکنوی

هو العلیم الحکیم

للہ در المجیب حیث اتی باجوبۃ صالحۃ منقولۃ فی کتب الفقہاء بترجمۃ سھلۃ مرۃ وبتوضیح اخری فی دفع شبھۃ خلجت بتوھم ورودھا علی مخالفۃ اقوال المقلدین الحدیث والاخبار الصحیحۃ المرویۃ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم بحیث صارت تلک الشبہ ھباءً منثورا من غیر تعصب واعتساف بل بنظر الانصاف بالفاظ عذبۃ وبیانات طریۃ وکفی بھذا فمن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور ولو علی طور سینا۔ وعین الرضی عن کل عیب کلیلۃ + ولکن عین السخط تبدی المساویا +

حررہ العبد الآسی محمد انور علی عبد اللہ الولی المراد آبادی — محشی کتب صرف ونحو ومعقول ومنقول مطبوعہ ومصنف انوار الحواشی شرح نفیسی

المجیب مصیب فیما اجاب فالہ درہ فیما اجتہد واصاب

نمقہ العبد الراجی رحمۃ ربہ الولی المدعو بمحمد عباس علی — مدرس مدرسۂ جونپور دام مجدہ وبرادرزادۂ حضرت مولانا موصوف القدر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیدا است کہ در دار کون وفساد امری بزرگتر از اصلاح دین خواستن وباحقاق حق پرخاستن نبودہ است آری بخشایش ایزدی وتوفیق ازلی بجز کسانیکہ حمید پیشان ہمہ سعادت ست وزیور پیرایۂ آنہا تمام کرامت یابین دولت سرعلا نفرازی پس بشارت باد فخر المعاصرین حامی دین نصیر الائمہ محی السنہ مولوی محمد منصور علی خان را کہ این عطیہ کبرے ارزانی داشتند وعلام نصرتش بنیروی بازوی ان حزب اللہ ھم الغالبون برافراشتند سکہ ارکان تحقیقش بجہد تحقیق جاری ونقد وقت مخالفان ہمہ وقف کساد بازاری بتسوید این جواب لاجواب کہ سواد وبیاضش عین صدق وثوابست وحروف ومعانیش مقاصد دقیقہ واسرار مشکلہ حضرات سلف را فتح باب لفظ لفظش صورت جان معنی حکمیہ ورق ورق ورقش آئینہ ایست پیکرنما بہ تائید نفوس قدسیہ روبرو وجہے را کہ بتخفیف نور حجت حکمی کہ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھہم کید الخائنین تشویش بود وبمصداق صحیح یحق الحق ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون لیس وپیش پیشست انشراح بوالمیتانی بدست آمد وپای حقیقت بر صراط مستقیم بانورہ ثبات یافت تقریرش چنان نقش

تحقیق بستہ کہ خصم بیچارہ اگر مضطربانہ زبان بہ تحسین نکشاید چہ کند و براہین عقلیہ و نصوص قطعیہ
چنان بکرسی قبول نشستہ کہ طاعن شرمسار آزادی خرید ار اگر بجادۂ تسلیم و تقلید قدم نہ نہد بچار و د سرخید
سعادت طلبان موافق را از ضغطۂ تردد در رستگاری رسید و بحقائق و دقائق کامگاری مگر محروم ماند لیکن تخجیل
را نیز بتفضیح و تذلیل سد باب گستاخی و شوخ چشمی شدہ بوجہ تقلیل جنایت و امتناع منکر تخفیف عقوبت
و توفیق ندامت متوقع است پس شکر گفتنش بر مخالف و موافق واجب و من لم یشکر الناس
لم یشکر اللہ ازانجا کہ از کلمۂ حق خموشیدن خصوصًا بوقت حاجت و استشہاد بحکم و لا تکتموا الشہادۃ
و من یکتمہا فقد اٰثم قلبہ امریست ممنوع میگویم سراپا سعائب فتح محمد تائب کہ مضامین متفرقہ و
مجتمعۂ فتح المبین بچشم انصاف دیدم و بمیزان شعور و تحقیق سنجیدم دعاویش صحیح براہینش قوی جوابش
مسلم سعیش مشکور عملش مقبول یافتم واللہ اعلم
و علمہ اتم۔ العبد المذنب فتح محمد تائب عفی عنہ

فتح محمد تائب

هو العلیم الحکیم

الحق کہ این نسخہ نسخہ الیست پر تاثیر طب در دفع مواد فاسدۂ مس قلب منکران تقلید بمنزلۂ اکسیر مصنف
علامہ انتصار الحق کہ خودش نیز اسم بامسمٰی منصور است بر دہفوات و خرافات ہیچ و با در ہوائے مؤلف
ظفر مبین علم خامۂ انصاف در مصاف مخالفین سراپا اعتساف برافراشت و در دیدۂ حسد لا مذہبان
کور باطن خاک مذلت انباشت جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا و الاخرۃ و شکر
سعیہ الذی بذلہ لاحقاق الحق و اهتداء الوریٰ۔
نمقہ الفقیر الشہیر بحافظ فتح محمد فاروقی الحقیر۔ +

فاروقی حافظ فتح محمد

حامدًا و مصلیًا

بعد تحمید علام الغیوب و پس توحید ستار العیوب و نعت سید الابرار و آلہ الاطہار و اصحابہ الاخیار کے
اس احقر العباد و اصغر الافراد نے کتاب فتح المبین جواب باصواب ظفر المبین کے اکثر مقامات کو
جو غور سے دیکھا تو جوابات مجیب مصیب کو مزیل اعتراضات و دافع مغالطات مؤلف ظفر مبین کے
پایا اللہ تعالیٰ جزائے خیر مجیب لبیب کو عطا فرماوے اور ناظرین کو راہ راست
تقلید سلف صالحین کی دکھاوے۔ حررہ خادم الشرع المتین محمد شمس الدین عفی عنہ

محمد شمس الدین

هو عالم الغیب

اسمین کچھ شک نہین کہ مؤلف ظفر مبین نے محض نفسانیت اور تعصب سے فقہائے مجتہدین خصوصًا

احناف مقلدین کی نسبت اتہام بیجا کیاہے اور مسائل خلافیہ مین ناحق کا الزام دیاہے سلف صالحین اور حضرات ائمہ دین پر جو کچھ اونسے اپنی خباثت اور جہالت سے مطاعن و اعتراضات کیے مین اور اپنے زعم فاسد اور عقیدہ کاسد اور طبع حاسد مین غلط کو صحیح اور ضلالت کو ہدایت سمجھکر بیجا خودمیان مٹھو بنکر ٹین ٹین کی ہے اور عمل بالحدیث کا مدعی ہے یہ سب مکر و فریب کے رنگ تھے دین کے پردے مین دنیا کمانے کے ڈھنگ تھے چنانچہ عالم باعمل مناظر بے بدل فاضل یگانہ علامۂ زمانہ مولانا محمد منصور علی خان صاحب نے اس کتاب فتح المبین مین اونکے دعوے باز یون کی ساری قلعی کھولدی اور بزور لبیدہ جوابات دندان شکن سے خوب ہی اونکی خبر لی- اب اونکو اور اونکے تابعین کو چون وچرا کی جا نہ رہی خیریت اونکی اسی مین ہے کہ اس کتاب کو دیکھکر سیدھی راہ اختیار کرین اور اپنی کج فہمی پر بار بار پھٹکار کرین ورنہ اگر چھیڑ چھاڑ سے باز نہ آوینگے اور ذرا بھی اسلی تردید مین قلم اوٹھائینگے تو بالفرور ہمارے مولانا صاحب موصوف میدان معرکۂ مناظرہ مین علم اوٹھائینگے پھر تو شبدیز قلم کی ٹاپون سے ہر ایک کی سرکشی کو مثل نقش پا کے خاک مین ملائینگے اور جبتک کہ ہر مدعی سے حقیت مذاہب اربعہ پر محلکہ نہ لے لینگے اس میدان سے قدم نہ ہٹائینگے- وما علینا الا البلاغ- حررہ الراجی رحمۃ ربہ الولی محمد حامد علی عفا اللہ عن ذنبہ الخفی والجلی-

هوالفارق بين الخطاء والصواب

اکثر مضامین اس کتاب فتح المبین کے بجواب ظفر المبین نہایت عمدہ اور لائق عمل اہل سنت جماعت ہین اور باعث ہدایت وہابیان سراپا ضلالت ہین کیونکر نہون کہ اسکے ہر ہر مسائلے کا مضمون موافق قرآن وحدیث کے صاف صاف ہے جو جواب ہے بلا تعصب و اعتساف ہے سچ پوچھیے تو واسطے فتحیابی بہادران مقلدین کے میدان مناظرے مین ہر فقرہ اس کتاب کا ایک ذوالفقار آبدار ہے اور ہر سطر اسکی واسطے دفع فتنۂ مخالفین کے ایک ننگی تلوار ہے اور ضمیمۂ تنبیہ الوہابیین کا تو کیا کہنا کہ اوسکے ہر ہر مسائلے مین مصنف علام نے ایک عجیب التزام کیاہے کہ مدعیان عمل بالحدیث کو مخالفت سنت کا صریح الزام دیاہے اگر ان مخالفین کو کچھ بھی عقل ہو تو حق بجانب اہل الرائے کے جانین اور بدل سے حقیت مذہب مقلدین کو مانین خصوصاً اس ضمیمے کو دیکھکر راہ حق پر آئین لامذہبی کو چھوڑکر مقلد بنجائین حق تعالی اس فرقۂ ظاہریہ پر مقلدین اہل باطن کا پرتو ڈالے- اور انکو راہ راست التقلید پر لگاکر آزادی کی دلدل سے نکالے- آمین ثم آمین

یارب العالمین - حررہ العبد الفقیر محمد بخش عفا اللہ القدیر -

تقاریر مثبتہ دستخط و مواہیر علمائے نحاریر و فضلائے مشاہیر شہر کانپور

هو الفتاح العلیم

الحمد للہ وحدہ الذی صدق وعدہ ونصر عبدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد اس کتاب لاجواب مسمیٰ بالفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین کو خاکسار نے دیکھا مؤلف علام نے اسکو نہایت تحقیق وصحت سے لکھا شاہد مقصود کو لآلی متلالی نصوص آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے مزین فرمایا مضمون صدق مشحون جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا کا جلوہ دکھایا + دفع جدال والزام الداخصام بوجہ احسن کیا + جواب باصواب دندان شکن دیا - دلائل عقلیہ ونقلیہ سے اسکو آئینۂ حق نما بنایا - صیقل براہین قطعیہ سے زنگ تعصب کو مٹایا + فی الواقع یہ قول منصور ہے + اسمین کلام حق مسطور ہے - حق سبحانہ وتعالی اسکے مؤلف علام فطین فہام عالم عامل فاضل کامل مناظر بے نظیر متکلم نحریر والا مناقب مولوی محمد منصور علی خان صاحب مرادآبادی سلمہ اللہ الہادی کو جزائے خیر عطا فرماوے اور آفات دارین سے بچاوے جعلہ اللہ تعالی کاسمہ منصورا وکان سعیہ مشکورا

کتبہ العبد الراجی مغفرۃ اللہ القوی محمد عبد الغفار اللکنوی ثم الکانفوری

هو الملهم بالصواب

حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب فتح المبین کے شائع ہونے سے ظفر مبین پایۂ اعتبار سے ساقط ہوگئی اور اوسکے مؤلف محی الدین کی ساری وقعت جاتی رہی تمام لاہور اور بلاد ہندوستان مین فتح المبین کا ڈنکا بجا لامذہبون کی شکست فاش کا گھر گھر چرچا ہوا کہ اب مقلدین نے کتاب فتح المبین کا ایسا ہتھیار پایا ہے کہ جسکے مقابلہ مین غیر مقلدون سے کچھ نہ بن آئیگا اور جو کسی نے ذرا بھی چون وچرا کی تو مقلدون سے قائل معقول ہو کر منہ کی کھائیگا - حق تعالی اس کتاب کے مصنف علامہ اور اسکے دیکھنے والون کو منکرین تقلید اور طاعنین فقہ پر ہمیشہ مظفر و منصور رکھے -
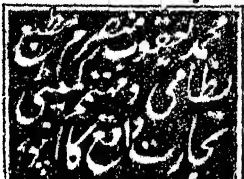
اور ان لامذہبون کے زور و فریب سے ہر وقت ہم کو دور رکھے - آمین یارب العالمین - حررہ العبد المذنب محمد یعقوب تجاوز عنہ علام الغیوب - مہتمم کمیٹی تجارت کانپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدا اللہ علی آلائہ ومصلیا ومسلما علی افضل رسلہ وخاتم انبیائہ تبعد ازین نهفته مباد که درینوقت کساد بازار علم بعضے از کم مایگان جهالت نشان حرفے چند از ترجمۂ اردوے مشکوٰۃ شریف وغیرآن دریافته خود را در عداد علما گرفته اند وطعن وتشنیع برا کابر مجتهدین وسب وشتم علماے ربانیین را ذریعۂ شهرت خود فهمیده درین راه پرخار کورانه رفته اند واز جهل مرکب وسوء ادب که درجبلت این طائفه مخمرست علم بعض احادیث را محیط جمله احادیث دانسته اگر کدامی مسائل فقهی را خلاف حدیثے در نظر خود مے پندارند علی الاطلاق مخالف کتاب وسنت انگاشته بر مجتهدان دین زبان سب وشتم می کشایند از انجمله شخصے ست که کتابے در همچنین طعن وتشنیع ائمۂ دین موسوم بالظفر المبین فی مغالطات المقلدین بمعرض تحریر درآورده بے علمی خود را بر اہل علم آشکارا گردانید واز کمال تعصب ونفسانیت بمخالفت حدیث نبوی لیس المؤمن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا البذی مبالات نکرده خود را ازکجا تا کجا رسانید اگرچه این همه گریزی وبے راه روی او بهر تغلیط عامی وبغرض انحراف جماعتے از تقلید مجتهدان بود لیکن از ان جهت که خداے تعالیٰ براے هر مبطلے محقق وبراے هر شوریده سرے سرکوبے مقرر فرموده ست وحید عصر عالم متفیض حاضر وبادی مولوی محمد منصور علی خان مرادآبادی جعله اللہ مؤیدا بالایادی وکاسمه منصورا علی الاعادی کمر همت بر ردّ هفوات او بربسته رشتهٔ تالیف این کتاب رشادت نصاب را بانامل تحقیق برکشود وبصیقل قلم هدایت رقم زنگ تلمیع ورنگ ترصیع از آئینۂ الحق یعلو ولا یعلی برزدود وقصار کیده فی نحره وامن المومنون من ضره وشره بارك اللہ فی علم هذا المؤلف وعیشته وذات یده وایده بتحقیق الحقائق فی رد الباطل وطرده هذا

وانا العبد الراجی شفاعة النبی الامی التهامی محمد عبد اللہ بن الحاج السید آل احمد الحسینی الواسطی البلگرامی رزقهما اللہ النعیم المقیم وجعل

الحسینی ۱۲۸۳ محمد عبد اللہ

هو الحق المبین

اما بعد الحمد لخالق الکل والصلوٰۃ علی افضل الرسل وعلی اٰله واصحابه هداة السبل

اس احقر خادم الطلبه نے ان ایام مین جو کتاب فتح المبین جواب ظفر مبین کے متعدد مقامات کو دیکھا تو فی الحقیقت یه کتاب لاجواب سراسر صواب ہے۔ مضمون اسکا موافق ما قال الرسول والاصحاب ہے پسندیدۂ اولی الالباب ہے۔ قابل ہدیۂ اصحاب ہے۔ رعایت قواعد اصول وفروع مین دلیل نایاب ہے

نظر عاقل مین مؤلف ظفر مبین جو صاحب شتم و سباب ہی جسکے نزدیک ایمہ ہدی کو برا کہنا ثواب ہی قابل عتاب اور مستحق عقاب ہی۔ کیونکر فتح المبین کی تعریف نہ کی جاوے مؤلف اسکا عمدۃ الاماثل معقود علیہ بالاٰمال برگزیدۂ اقران فخر زمان فاضل اجل عالم اکمل مقبول بارگاہ لم یزلی مولوی محمد منصور علی سلمہ رب العلی ہی۔ خداوند کریم حضرت مؤلف کو جزائے خیر عطا فرماوے اسکے مقابل کو عناد اور تعصب سے بچائے۔ آمین ثم آمین۔ حررہ الٰہی بخش مدرس مدرسۂ فیض عام کانپور

هو الملهم للصواب

مین نے اس کتاب کو جابجا دیکھا جواب شافی تو ہر جگہ پایا مگر بعض جگہ تو نہایت ہی عمدہ دندان شکن جواب دیا ہی اسمین عمدگی نفس جواب کے علاوہ یہ امر بھی لائق تحسین ہی کہ ایسے غیر مہذب وقحے کے مقابلے مین مصنف علام نے تہذیب و متانت کو نہایت دخل دیا ہی جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزا کتبہ العبد الفقیر الی اللہ الغنی محمد علی اصلح اللہ حالہ الخفی والجلی۔ فقط۔

تقاریظ بلاغت مضمون و تقاریر فصاحت مشحون علمائے بریلی و بدایون

هو حافظ دین الاسلام

بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو کہ شریعت حقۂ اسلامیہ مین اختلاف ایمۂ صحابہ و علما کا موجب رحمت حق سبحانہ کا ٹھیرا دیا گیا ہی اور احادیث کا اختلاف بھی بیان حلت و حرمت وغیرہ مین بخوبی ہویدا ہی پس منجملہ ایمۂ اربعہ مجتہدین اہل سنت کے جس مجتہد کی تقلید درصورت عدم طاقت اجتہاد کے کیجاویگی موجب نجات ہی اور اپنے نفس کی لذت کے واسطے حلال و حرام کو بدل دینا اور برائے نام کبھی حنفی اور کبھی شافعی بنجانا محض خرافات اور طعن کرنا خاص کر حضرت امام صاحب پر سراسر گمراہی ہی کہ اجتہاد اور تقوی اور ورع اور تبحر آپکا مسلم جمہور ایمۂ دین ہی اوسکا انکار کرنا وسوسۂ شیاطین پس اس زمانے مین گمراہون نے باتباع روافض کے جو رسائل طعن مسائل حنفیہ مین لکھے ہین وہ سب مطاعن یک قلم باطل ہین کہ احادیث و اقوال صحابۂ کرام سے وہ سب مسائل ثابت ہین چنانچہ اہل سنت نے اپنے رسائل مین اسکی تحقیق کردی ہی خاصکر یہ رسالہ کہ جسکا نام نامی فتح المبین ہی جا بجا میرے دیکھنے مین جو آیا تو مین نے اسکو تحقیق حق کے ساتھ بخوبی موصوف پایا۔ حق سبحانہ و تعالی مصنف کو جزائے خیر عطا فرماوے اور گمراہون کو راہ ہدایت پر لاوے۔ کتبہ محمد عبد القادر بدایونی۔ عفی عنہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے نزدیک یہ کتاب فتح المبین نہایت مفید اور نافع ارباب تقلید ہے اور ادلۂ سمعیہ و قیاسیہ
مندرجہ اس کتاب کی درست و سدید مبنی بر صراط مستقیم و نہج رشید اور کیون نہو مصنف کتاب
مولوی منصور علی خان صاحب مرادآبادی حفظہ اللہ تعالےٰ عن شرور الاعادی سے مین
خوب واقف ہون واقعی نہایت ذی استعداد صاحب طبع سلیم و مذہب مستقیم ہین ایام تحصیل
مین بھی جب اس بندۂ ہیچمیز ہیچمدان ناکارۂ زمان پر اکثر عنایت فرماتے تھے اور اپنے حسن اعتقاد
سے بعزمیت استفادہ بہنگام انتصاب بندہ بمدرسی اول مرادآباد بعض کتب معقول و منقول
بصورت سبق سناتے تھے تو خود رنگ استقامت اونکی ناصیۂ حال سے ظاہر و نور سلامت
اونکی پیشانی پر تابان و درخشان تھا اور طبیعت گونہ سیالہ و وقادہ و قوت مدرکہ جیدہ و نقادہ
تھی اگرچہ حنفیہ کی جانب سے اس باب مین بکثرت کتب مشتمل براجوبۂ دندان شکن تصنیف
ہو گئی ہین بندہ کو مزید حاجت کچھہ تحریر کی نہین ہے تاہم اسقدر برادران اہل اسلام کی خدمت مین
التماس مختصر ضروری تصور کرتا ہون کہ شیوع اسقدر اس طریقۂ بے قیدی و مطاعن ایمہ خصوصًا
رئیس المجتہدین و راس المحدثین امام ابو حنیفہ کوفی رحمہ اللہ کا اس وجہ سے ہوا کہ اکثر کم استعداد
اشخاص ارباب اذہان قاصرہ نے جب ان ظواہر احادیث کتب مروجۂ شافعیہ وغیرہ مشکوٰۃ مصابیح
و ترمذی یا اونکے تراجم کا مطالعہ کیا جو اکثر مقصور بر احادیث مناسبۂ مذہب شافعی و مالک وغیرہما ہین
اور مضامین ظاہرہ سے بجانب بواطن معانی و مغز و لب لباب مقصود بغور و فکر غائص
انتقال کرنا اونکی قوت سے باہر تھا اور نہ طرق استنباط مسائل سے کچھہ مناسبت بلکہ اجنبیت محضہ
علاوہ ازان و ان الشیاطین لیوحون الی اولیاٰئہم جو کچھہ اونمین کسیقدر اہل علم بھی تھے
وہ اسقدر غبار تعصب و نفسانیت مین آلودہ اور بحر کینہ و خلاف و کدورت سینہ مین حنفیہ کے مستغرق
کہ موارد انصاف و مواد تحقیق و تنقیح مقام سے بمراحل بعید آپڑے اور باعث جرأت و جسارت
کہ مسانید و کتب حدیث حنفیہ مثل شرح عینی و صغانی وغیرہ بر بخاری و شروح مشکوٰۃ از جانب
حنفیہ و معانی آثار طحاوی و شرح عینی بر معانی آثار و مسانید امام و دیگر مسوّدات حنفیہ اکثر کمیاب
یا نایاب ان وجوہ اور انکے امثال سے ان اذہان قاصرین مین یہ خیال بندھا کہ یہ مسلک
حنفی مبنی بر مجرد رائے و عقل مثل فلسفہ مخالف احادیث صحیحہ نبویہ ہے اور اگر کہین کوئی حدیث مطابق
بھی اونکے آ گئی تو وہ ضعیف ہے کیونکہ صحاح و حسان تو محصور انہین صحاح ستہ مین ہین اور اسی وجہ سے

انکا اصحاب الرائے نام رکھا گیا ہی کشف ان وساوس وشبہات کا اگرچہ قرار واقعی اس ناچیز نے
اجوبۂ راضیہ اور مقدمۂ حواشی شرح وقایہ مین کردیا ہی مگر اسوقت اوس سے قطع نظر کرکے صرف اسقدر
عرض پر اکتفا کرتا ہون کہ حنفیہ کی جانب ہر ہر مسائلۂ خلافیہ وغیر خلافیہ مین نصوص قرآنی و احادیث
بکمال صحت و قوت متن وسند بکثرت موجود و موافقت مذہب امام احمد ابن حنبل کی جو مبنی
بر ظواہر احادیث و آثار ہی بمذہب امام الایمہ اکثر مسائل مین ادل دلیل ہی مطابقت مذہب حنفی
کی ظاہر اخبار و آثار کے ساتھ خیر اس سب سے درگذریے تو جسطرح ہم عامیان بے دست و پا کو مسائل
اجتہادیۂ غیر منصوصہ مین بدون تقلید کوئی چارہ نہین ہی اسیطرح مسائل منصوصۂ خلافیہ مین بھی
بغیر تقلید امام کوئی صورت بطور استقامت ممکن نہین ہی یہ موازنہ ہر دو کفۂ جانبین کا اور رجحان
ایک پلّے کا بنظر امعانی و عمیق در جملہ نصوص متعلقۂ مسائلہ بامراعات جمیع اطراف و جوانب مراتب
و مدارج از روے یقین و جزم و مراتب مختلفۂ ظن و اسناد و متن از روے رجال و اضطراب
و دلالت و اقتضا و صراحت و اشارت وغیر ذلک حصراً و تعیین ایمہ مجتہدین بالخصوص ربعۂ متناسبہ
کا تھا جو ہمہ تن اسی نقادی اور پرکھنے مین باکمال فراغ جہد در طرق اجتہادیہ تمام عمر اپنی جان
صرف کرگئے اور وہ بھی بوجہ سہولت اسباب و قلت آرا و اختلاف و قدسیت و ملکیت نفوس
و آلاف برکات و انوار قرب عہد نبوی یہ امر متعذر الحصول بارادۂ تائید و تفضیل دین محمدی اونکی
ارواح مقدسہ کو عنایت کردیا گیا تھا ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ورنہ ذرا غور فرمایئے
کہ کتاب صحیح بخاری جو درباب صحت بعد کتاب اللہ الباری معدود ہی اوسکے رجال احادیث مین
بھی بکثرت کلام موجود اور انتقادات دارقطنی وغیرہ مشہور و مشہود ہان یہ کہیے کہ رجحان اوسمین
بجانب توثیق و تعدیل ہی مگر اختلاف مین شک نہین پھر اگر حدیث صحیح باصح الاسانید بھی ملجاوے
تو عمل اوسپر اوسوقت ممکن ہی کہ عدم منسوخیت اوسکی معلوم ہوا اور کوئی معارض عقلی و نقلی
راجح یا مساوی موجود نہو ناسخ و منسوخ کے علم کی کیفیت کہ جسقدر اہتمام و اعتناے شان اس
بارے مین بلکہ عامۂ ابواب مین کلام باری کا کیا گیا ہی اور مساعی بلیغۂ جلیلہ و جہود جمیلۂ جزیلہ
اسمین صرف کیے گئے ہین اوسکا عشر عشیر بھی دوسری شے مین نظر نہین آتا اور اس نظم معجز کے
نسخ تلاوت و نسخ حکم وغیرہ کی باتمام تفصیل بحث و تفتیش کی گئی ہی تاہم جو اختلافات تعداد منسوخات
و تعیین ناسخ و منسوخ مین بکثرت واقع ہوئے وہ کسیقدر مطالعۂ تفسیر اتقان سیوطی سے ظاہر ہین
پھر احادیث کا کیا حال پوچھنا ہی کہ تواریخ ارشاد کا علم تو درکنار ہر شان ورود بھی اکثر مین نامعلوم

اور اگر کچھ علم ہوا بھی تو اکثر بطرق ضعیفہ ہان البتہ وہ زمانہ قرب عہد کسبقد صالح و سنر اوار تنقیح و تنقید
تھا جس سے تو کوئی امر ایسا حاصل ہونا ممکن تھا کہ اوس سے طبیعت کو سکون و طمانینت حاصل
ہوجائے اگرچہ بطور قطع و جزم دشوار ہو پھر معارض کو خیال کیجیے کہ فقدان معارض عقلی کے
مقامات تو شاید کچھ نکل بھی آئین اگرچہ عدم علم سے علم عدم ضروری نہین ہی مگر معارض نقلی کے
مفقود ہونے کا علم ہونا تو ایسا امر متعسر بلکہ قریب بہ متعذر ہی کہ غالبًا یہ اونھین نقادین سلف مجتہدین
کا حصہ تھا اسوقت مین تو اگر کوئی مجتہد مطلق اونسے اعلے درجے کا بھی پیدا ہو تو بظاہر ماورا ے
امام مہدی مؤید بتائید غیبی کے اس امر پر باتم طریق حاوی و قابض ہونا اوسکا محال عادی
نظر آتا ہی اسواسطے کہ یہ بھی ایک قسم کا معارض نقلی ہی کہ جو مشاہدۂ عین شریعت غرا ے حنیفہ سے
اصول شرعیہ مقررہ کے اکناہ و حقائق بنمط سرایت و حلول فی مواد الشریعۃ معلوم کرکے اوسکے
انہار و بحور کے سیلان و روانگی با احاطۂ اشکال و اعماق مجاری کے طرق و مناہج پر وقوف
کلی حاصل کیا جاتا ہی جو مخصوص موہوب و نھین ارباب اجتہاد و مکاشفان شریعت کے ساتھ تھا
یہ مضمون خبر اوس منبع اور اوس نمط روانگی و طرز سیلان و جریان کے مخالف نہو چنانچہ موضوعیت
حدیث بھی بعض جگہ اون مجاری ظاہرہ کے وقوف سے ارباب تحدیث نے دریافت کی ہی مگر تدقیق
نظر و تعمق فکر اس باب کی جو اون ارباب اجتہاد کو حاصل تھی اصحاب تحدیث کو اوسمین سے
حصۂ یسیرہ حاصل تھا بلکہ بغایت نظر جلی اس امر کی عنایت ہوئی تھی اور ایک قسم معارض نقلی
کی یہ ہی کہ مضمون خبر کسی صریح آیت یا ظاہر نص و مفسر و محکم یا اشارت و دلالت و اقتضا یا عموم
و اطلاق یا خصوص و تقیید کسی آیت کریمہ کی معارض و منافی ہو اور ایک قسم معارض نقلی کی
یہ ہی کہ کسی دوسری صحیح حدیث کے مخالف ہو گو وہ حدیث صحیح مابین دفتین بخاری یا مسلم
مکتوب و مسطور نہو خواہ رجال اسناد اوسکے رجال صحیحین یا احد الصحیحین ہون یا نہون اور
علے شرط البخاری یا مسلم ہون یا نہون مگر وہ حدیث اونکی قوت ضبط و عدالت سے واصل بدرجۂ
صحت ہو بلکہ حسن بھی معارض صحیح اوسوقت ہو سکتی ہی کہ قوت دلالت و مزید صراحت و قطعیت
مدلول مین صحیح سے بغایت اقوی ہو اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ ہی کہ مضمون خبر کی وہ حدیث
معارض واقع ہو کہ گو بوجہ رواۃ سافلہ بہ نسبت ہمارے اس طریق وصول سے اوسمین ضعف
ناشی ہوا ہو مگر زمانۂ مجتہد مستدل تک کے رواۃ مین ضعف اصلا نہو اور وہ استدلال اوسکا بہ
وجوہ تام ہو اور شاید کہ اکثر احادیث حنفیہ مین اگر ہو تو اسی طرز کی مطعونیت لاحقۂ زمانۂ مابعد الم

طاری ہوگئی ہوگی جس سے مسائل امام مین کچھ اختلال نہین ہو سکتا جیسا کہ شیخ عبد الحق بھی شرح
سفر السعادت مین تحریر فرماتے ہین بلکہ بعض متعصب نفس روایت امام سے اوس حدیث کو ضعیف
کہتے ہین نہ بروات مابعد و نہ بروات ماقبل جیسے حدیث نہی قرارت فاتحہ خلف الامام اور فقدان ایسے
معارضات کا علم بدون احاطہ و تعمق کامل جمیع احادیث مرویہ صحاح و سنن و مسانید و مستدرکات
و مصنفات و معاجم و دیگر اصناف تصانیف حدیث علی وجہ الاستیعاب مع الامعان الکامل کے
نہین ہو سکتا جنمین سے آجکل کے محدثین اہل تخفیف کو اکثر کے نام بھی مسموع نہوئے ہونگے چہ جاے
معاینہ صورت چہ جاے عبور و مطالعہ باقی احاطہ و استیعاب درا و سیر غور کامل تو اور چیز ہی علاوہ ازان اسباب
مہیا بھی ہو تو حصر جمیع کتب اوس مقدار مہیا مین ممنوع بلکہ غیر ظاہر اور بفرض محال وہ حصر بھی مسلم تو
حصر جمیع احادیث صادرہ کا اس مجموع مین کیا ثبوت کل متفرقات کے بحیث لا یشذ عنہ شی مکتوب و مدون
ہونے پر کیا دلیل و برہان قائم ہی محتمل ہی کہ مثلاً امام کو وہ حدیث یونہی ہو جو انمین غیر مدون ہی پھر ہماری عقل
بلا وجہ ثبوت جانبین فیصلہ مقدمہ کر دینے پر کسطرح قادر ہو سکتی ہی یا کسی جانب کو ترجیح دیسکتی ہی اور ایک
قسم معارض نقلی کی یہ ہی کہ یہ مضمون خبر کسی حدیث مشہور الفحوی یا اقوال و تعامل و عملدرآمد صحابہ یا مذہب
راوی کے صراحۃً مخالف ہو یا بروایت واحد فیما یعم بہ البلوی یا متعلق اجرای احکام و حدود و با عدم علم
خلفای راشدین ہو یا با وجود اہم فرائض عامہ و احکام ضروریہ کے غیر مشہور و مستفیض فیما بین الصحابہ ہو اور
سوا اسکے اور بہت وجوہ ہین اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ ہی کہ اجماع یا مقتضای اجماع کے خلاف ہو
اور ایک قسم یہ ہی کہ با وجود روایت غیر فقیہ کے جمیع اقیسہ ظاہرہ شرعیہ کے منافی ہو پھر ان سب معارضات
اور ہر معارضے کے جمیع انحاء و اصناف کا احاطہ تام کرنا ہم بانصاف آپ ہی سے پوچھتے ہین کہ اسوقت
یا اس سے کچھ قبل کسی سے ہو سکتا ہی پھر یہ سب اس تقدیر پہ ہی کہ وہ حدیث قطعی الدلالۃ علی معناہ
غیر محتمل تاویل و تخصیص ہو اور غالباً اگر احادیث معارضہ و مخالفہ حنفیہ کہین نکل بھی آئین تو تاویلات
کثیرہ و معانی جمہ کے محتمل و تخصیصات بسیار و احتمالات بشمار اونمین راہ پائے ہوئے کہ اگر مضامین
محتملہ غیر ظاہرہ ہی بوجہ کسی حدیث ضعیف منجبر الکسر متعددۃ الطرق قابل احتجاج کی وجہ سے اخذ کرکے
معمول بہ ہون تو اسکا نام مخالفت کوئی رکھ سکتا ہی بلکہ اگر بنظر اثر ضعیف غیر شدید الضعف و لا کثرۃ
الطرق با وجود قطعی الدلالۃ ہونے کے بنظر تطبیق بین الحدیثین معنی محتمل غیر ظاہر حدیث قوی کے لیے
جائین تو اسکا نام بھی مخالفت حدیث نہین ہی ہان اگر ہو تو مخالفت ظاہر بعروض ضرورت کہہ سکتے ہو
یہ کل مضمون عجالۃ وقت بالبداہتہ بر بنای لزوم عقلی و نقلی تقلید بہر کیفیکہ باشد متعلق بجا بہ مسائل قیاسیہ

واجتہادیۂ غیر قیاسیہ بطور احسان وتبرع تحریر کیا گیا ورنہ اس سے قطع نظر کرکے اگر دیکھیے تو ہر طالب تحقیق وتنقیح باانصاف کو بعد مطالعہ مؤطا ی محمد ومعانی آثار طحاوی وکتاب الآثار امام محمد ومسانید امام اعظم ومرقات ولمعات وفتح البیان ومواہب الرحمن وبرہان وعقود الجواہر وشرح عینی بر بخاری وہدایہ وشرح سفر السعادت بخاری وفتح القدیر وشرح عینی بر معانی الآثار وادلہ کاملہ ودیگر مؤیدات حنفیہ کے یہ امر واضح ومویدہ وبعد انصب العین مثل عین الیقین کالشمس فی نصف النہار ہوجائیگا کہ ادلۂ سمعیہ واحادیث ونصوص بجانب حنفیہ نہایت صریح وقوی وصحیح ظاہر الدلالۃ جملہ مسائل خلافیہ وغیر خلافیہ پر موجود ہین بلکہ بمعاینہ فتح القدیر ہی عجب نہین کہ بعد عبور واستیعاب نظر حق بین انصاف پسند یک لخت مبیاختہ برعکس مشہور یہ کہہ اوٹھے کہ امام شافعی اصحاب الرای مین سے ہین اور امام ابوحنیفہ رح اصحاب ظواہر مین سے جیسا کہ شیخ عبدالحق بھی اسی طور کا مضمون تحریر فرماتے ہین بلکہ اگر صرف اصول حنفیہ دربارہ اتباع حدیث ضعیف ومرسل ومنقطع وغیرہ وترک قیاس بمقابلۂ ہر قسم حدیث واقوال صحابہ وتقلید صحابی وتابعی مشہور الافتا بزمانۂ صحابہ مطالعہ کیے جائین تب بھی شاید حنفیہ کو ظاہر یہ کہدینا کچھہ بعید نہو گا باقی تحقیق وتفصیل عامۂ مسائل حنفیہ برمبنای نصوص ہو اخبار وآثار وسنن واحادیث ہمارے حاشیۂ شرح وقایہ موسوم بعصیح الحمایہ علی شرح الوقایہ اور اوسکے مقدمے وشرح مسند امام بروایت حصکفی مسمّی بہ تنسیق النظام فی مسند الامام مین مذکور ہین جسکو منظور ومطمح نظر ہوا وسکا مطالعہ کرے

العبد الضعیف الراجی الی رحمۃ ربہ القوی المتین المدعو بمحمد حسن عفا اللہ عنہ ما جناہ فی السر والعلن السنبہلی مسکنا الاسرائیلی نسبا والحنفی مذہبا

بسم اللہ الرحمن الرحیم - حمداً لک یا من عمّت نعماؤہ وخصت آلاؤہ - وجودہ واجب قدیم والصلوۃ والسلام علی خاتم الانبیاء وآلہ الاصفیاء وصحبہ الاصدقاء الاکرمین عند اللہ العظیم وبعد فلا یخفی علی من طالع الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین انہ کتاب حسن ضخیم ولم لا صنفہ العالم الامجد الفاضل الارشد الکریم ابن الکریم محمد منصور علی بن محمد حسن علی المرادابادی رحمہ الرب الرحمن الرحیم فانی لقد شفتہ مقاما بعد مقام من ولہ واوسطہ والختام فوجدتہ موافقا للسنۃ والکتاب الکریم ولا شک فی ان مصنفہ اید الحنفیۃ عموما وروح ابی حنیفۃ خصوصا اجزاہ اللہ تعالی وایانا خیر الجزاء ورزقنا شفاعۃ خیر الشافعین بیوم عظیم وثبتنا علی ملۃ حنیفۃ ونصرنا علی اعداء ابی حنیفۃ وادخلنا معہ جنات النعیم - وانا الفقیر المذنب العاصی بانواع المعاصی الخاطی الاثیم خادم الفقراء والعلماء الراجی رحمۃ ربہ المحسن الرحیم مستمد کرمہ ولطفہ العمیم ابوبکر علی وجہ اللہ الشہیر علی احمد محمود اللہ شاہ القادری

المستمی لنظامی المداقی کان للهادی الباقی العزیز الحکیم بن سیدی لولدہ مولائی الماجد۔
ذی العز والجاہ الحافظ علی سید اللہ الحاج الرئیس لقادری المجیدی الصدیقی المحمدی الارشدی
البدایونی سلمہ اللہ تعالیٰ وابقاہ وزادنی فضلہ الجسیم۔ یوم الاربعاء الثامن عشر من اولی الجمادیین
والمائۃ الثالثۃ بعد الالف من ہجرۃ رسول الثقلین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم احسن التسلیم

عبدہ اعجاز احمد نوشہ
مذاقی تتھوپوری عفی عنہ

ھذا التحریر صحیح خادم القوم السید
عبد المقتدر نقوی بن السید مطیع الرسول احمد بدایونی

غضب ہی جودتِ طبعِ مصنف ✤ لکھوں کیا مدحتِ سحر البیانی ✤ جو ہوتی نیلگوں ورقوں پہ تحریر ✤
تو کہتا میں کتابِ آسمانی ✤ سبحان اللہ مضامین ہیں یا گلدستۂ ریاحین۔ طبع کی روانی ہی یا جادو
بیانی۔ جو مضمون ہی یکتا ہی۔ جو طرز ہی وہ نرالا ہی۔ ہر جواب لاجواب۔ ہر اعتراض زبان عدو پر مقراض۔
تحقیق وتدقیق مصنف علام قابل داد۔ جس میں طعن وتشنیع کا پورا پورا انسداد اسکی
یہ ایجاز بیان اہل خرد کے واسطے بہار ہو سچ فہموں کے حق میں کھٹکتا ہوا خار ہو

حامدًا ومصلیًا۔ فتح المبین کتاب بہت ٹھیک اور باصواب ہی۔ جو اسکے مطالب حقہ کو نہ مانے دونوں
جہان میں خراب ہی۔ یہ تحقیق وتدقیق بن پڑنا ابو حنیفہ کوفی صوفی کی کرامت ہی۔
جو اسپر بھی نہ سمجھے اوسکی یہاں در پردہ اور وہاں ظاہر اشاعت ہے فقط

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ حضرت مؤلف فتح المبین کی سعی وحمایت دین ونصرت مذہب
مقلدین کا دل وجان سے شاکر ہون۔ خواہ غائب ہون خواہ حاضر ہون۔ ان غیر مقلدون کی
طرف سے خصوصًا منجانب مؤلف ظفر مبین محی الدین کہ درحقیقت ممیت الدین ہی جو زبان درازیان
اور دریدہ دہنیان نسبت ائمہ مجتہدین اور علماے مقلدین کے معرض ظہور مین آئین سب کا
جواب باصواب بدلائل احادیث وقرآن کے اس کتاب مین مذکور ہی اور ہر طعن کا دفعیہ نہایت تہذیب
کے ساتھ بحوالہ کتاب وسنت مسطور ہی مصنف علام نے تحریر جوابات مین منصب حفظ مراتب کا بخوبی
ادا فرمایا فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ جسکے دیکھنے سے ہر ایک کی آنکھون مین
ہدایت کا نور آیا ان لامذہبون کا فتنہ دجال کے فتنے سے کم نہیں ہی انہین سے دشمن مقلد تو
دشمن دین ہی بلکہ ایسے دشمنون کا دوست بھی مصداق بئس القرین ہی مسلمانون کی صورت
مقلدون سے کدورت لاحول ولا قوۃ جہان تقلید کو چھوڑا لا مذہب ہو گئے۔ ادہر سے نہ ادہر کے

درمیان مین مذبذب ہوگئے پھر جو اس تذبذب سے نکلے تو خاصے آزاد بنکر نیچریت مین کامل ہوئے پھر انے فیشن کو چھوڑکر نئی روشنی والون مین شامل ہوئے اب کیا پوچھنا کہ ٹھیٹ اسلام کے نیچری ہین اور ترقی قومی اور ہمدردی کے کلمات زبان پر جاری ہین علمای سلف پر لعن وطعن کی بوچھار ہے حضرات صوفیہ پر زٹل قافیون کی بھرمار ہے جو نیاز اور امکان ذاتی نہین بلکہ واقعی ہے کہ صادق ہوے وافراد اس معنی کے علیگڈھ و دہلی و لکھنو و حیدرآباد و مدراس و کلکتہ و عظیم آباد وغیرہ مین موجود ہین جنکا جی چاہے دیکھ آوے اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم واخذل من خذلہ آمین یارب العلمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی لاسیما علی هذا النبی المجتبی والحبیب المرتجی والہ واصحابہ اهل التقی والنقی وعلماء امتہ ومجتھدی ملتہ والمقلدین لھم باحسان دائما ابدا حضرت حق تبارک وتعالی نے اپنی رحمت کاملہ ونعمت شاملہ سے اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوة والتسلیم پر قرآن عظیم وذکر حکیم نازل فرمایا تبیانا لکل شیء جسمین ہر چیز کا روشن بیان ہے مگر اوسکی ہر ظہر کے لیے ایک بطن ہے اور ہر بطن کے لیے ایک اہل وتلک الامثال نضربھا للناس وما یعقلھا الا العلمون ہم کہاوتین کہتے ہین سبکے لیے ہین پر اونکی سمجھ انھین کو ہے جو علم والے ہین الرحمن فسئل بہ خبیرا اہل خبرت سے سوال ضرور ہے ہر فہم قاصر اوسکے ادراک سے معذور ہے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون ذکر والون سے پوچھو اگر تمھین خبر نہو وکل العلم فی القرآن لکن تقاصر عنہ افھام الرجال اگر قرآن عزیز کو سب سمجھ لیتے تو وہ تو تفصیل کل شیء ہے حدیث بھی محض مہمل وبیکار رہ جاتی اسی لیے ارشاد فرماتے ہین حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لاالفین احدکم متکئا علی اریکتہ یاتیہ الامر من امری مما امرت بہ او نھیت عنہ فیقول لاادری ما وجدنا فی کتاب اللہ اتبعناہ نہ پاؤن مین تم مین کسیکو اپنے تخت پر تکیہ لگائے کہ آئے اوسکے پاس میرا کوئی حکم جو مین نے کرنے کو کہا ہے یا نکرنے کو تو بولے مین نہین جانتا ہم نے جو خدا کی کتاب مین پایا اوسکی پیروی کی رواہ احمد وابو داود والترمذی وابن ماجہ والبیھقی فی دلائل النبوة عن ابی رافع رضی اللہ تعالی عنہ اور فرماتے ہین حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ سن لو مین دیا گیا قرآن اور اوسکے ساتھ اوسکا مثل یعنی حدیث الحدیث اخرجہ الدارمی وابو داود وابن ماجہ

عن المقدام بن معد یکرب رضی اللہ تعالی عنہ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ
فرماتے ہین انہ سیاتی ناس یجادلونکم بشبہات القران فخذوھم بالسنن فان اصحاب
السنن اعلم بکتاب اللہ رواہ الدارمی عن عمر بن الاشجع آہ عزیزا اسی گمراہی کی شناخت
ہیکہ وہ پیٹ بھر اپنی مسند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہے جب اوسے حدیث پہنچے کہتا ہے ہم یہ حکم
قرآن مین نہین پاتے قاتلہم اللہ انی یؤفکون ○ جان اے برادر ایسا ہی ہوتا تو عیاذًا باللہ حضرت
حق سبحانہ وتعالی کا یہ ارشاد وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا جو تمہین
رسول دے وہ لو اور جس سے منع کرے باز رہو محض لغو تھا لہذا حضور سید المرسلین صلوات اللہ
وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین نے قرآن کے مجملات کی تقریر مشکلات کی تفسیر محتملات کی تعیین مبہمات کی
تبیین مطویات کا اظہار مخفیات کا اسفار فرمایا اور وجہ شریعت غرا وبیضا سے نقاب وحجاب کو اوٹھایا
فصلی اللہ تعالی وسلم علیہ وعلی الہ قدر رجاھہ وجلالہ وفضلہ وکمالہ یہانتک
تو صحابۂ کرام وفحول مجتہدین کی تسکین ہوئی کہ حضور پر نور صلے اللہ تعالی علیہ وسلم ایسا نفرماتے
توان اراکین ملت واساطین شریعت کا ذہن ثاقب فکر صائب بھی دامن ادراک سے کوتاہ دست
رہجاتا اسلیے ارشاد ہوا یعلمہم الکتاب والحکمۃ یہ نبی اونھین کتاب وحکمت سکھاتا ہے صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم کتاب عزیز خود سمجھ مین آسکتی تو تعلیم کی کیا حاجت تھی مگر ابھی احادیث کی
غیر فقہا وصحابۂ کرام کے حق مین وہی کیفیت تھی جو قرآن عظیم کی صحابہ وفقہا کے سامنے لہذا سیدنا
سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالی عنہ کہ اجلۂ ایمۂ محدثین وشیوخ بخاری ومسلم سے ہین ارشاد فرماتے
ہین الحدیث مضلۃ الا للفقہاء حدیث گمراہ کردینے والی ہے مگر مجتہدون کو امام عبدالرحمن
بن مہدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہین السنۃ المتقدمۃ من سنۃ اھل المدینۃ
خیر من الحدیث اہل مدینہ کی سنت قدیم روش حدیث سے بہتر ہے سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ
تعالی علیہ فرماتے ہین العمل اثبت من الاحادیث تابعین مین کچھ لوگون کو اونکے خلاف
پر حدیثین پہونچتین تو فرماتے ما نجھل ھذا ولکن مضی العمل علی غیرہ ہمین یہ حدیثین
معلوم ہین مگر عمل تو انکے خلاف پر ہوچکا ہے محمد بن ابی بکر بن جریر سے جب اونکے بھائی کہتے
لو لم تقض بحدیث کذا تم نے فلان حدیث پر کیون نہ حکم دیا جواب دیتے لم اجد الناس
علیہ مین نے لوگون کو اسپر نہ پایا کل ذلک نقلہ الامام العلامۃ ابن الحاج فی مدخلہ
لاجرم تقلید کی ضرورت ہوئی اور اوسکے وجوب مین کسیطرح کا کلام نرہا اور کیونکر نہوگی حالانکہ

ہر شخص جمیع ادلۂ شرع وحفظ آیات واحادیث واحکام وغور کامل وفحص بالغ وتامل صادق و مراعات وجہ ترجیح وتطبیق ودفع تعارض وتمییز ناسخ ومنسوخ وعلم اقسام نظم ومعنی ومواضع اجماع وانواع حدیث ونقد رجال وادراک مورد ومقتضی واسباب نزول وطرق تعلیل سے متصف نہ اوسپر غیر مجتہد کو قدرت میسر پھر کیا یہ مرضی ہے کہ ان مدہوشوں کی طرح ہر جاہل بے تمیز خر بے لجام وشتر بے مہار کر دیا جائے آج عزیزو تم کیا اور تمھاری بساط کتنی بعض صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سنے لم تجدوا ماء کے معنی پانی حقیقۃ نپانا سمجھکر ایک زخمی کو تیمم کی اجازت نہ دی وہ نہایا اور انتقال فرمایا حضور پرنور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو خبر ہوئی ارشاد فرمایا قتلوہ قتلہم اللہ الا سألوا اذا لم یعلموا فانما شفاء العی السؤال اونھوں نے اوسے قتل کرڈالا اللہ اونھیں قتل کرے کیوں نہ پوچھا جب نجانتے تھے کہ تھکنے کی دوا تو پوچھنا ہی ہے رواہ ابو داؤد عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما الغلطۃ ﷲ ایک سفیہ جاہل کہے کہ خدا اور رسول کا کلام سمجھنا کچھ مشکل نہین نہ اوسکے لیے بڑا علم چاہیے کہ قرآن تو ان پڑھوں کے سمجھانے کو اوترا ہی اغا فلو اگر یہی بات ہو تو کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا سیدنا عبد اللہ بن عباس حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہم کے لیے تعلیم کتاب کی دعا مانگنا کہ رواہ البخاری وللامام احمد محض عبث وتحصیل حاصل وتشبیہ بالہزل تھا نہین نہین جبرًا ماننا پڑیگا کہ بیشک خدا اور رسول کا کلام سمجھنا سخت دشوار ہے اور بیشک اوسکے لیے علم غزیر وسامان کثیر درکار ہے لہذا حضرت حق تعالی وتقدس کی رحمت عامہ ورافت تامہ نے کہ اس امت مرحومہ کے حال پر روز ازل سے بنہایت وفور متوجہ ہے ان اکابر دین وعمائد یقین کو توفیق بخشی کہ شریعت مطہرہ کی ہر گنجلک کو بیان اور ہر مشکل کو آسان کر دیا حکم احکم فاعتبروا یا اولی الابصار کا بار ثقیل اپنے دوش ہمت پر اوٹھایا فجزاہم اللہ عن الاسلام خیر جزاء وہناہم بکل سرور یوم الرؤیۃ واللقاء امین۔ اب جسطرح حضور پرنور نبوت علیہ افضل الصلوۃ والتحیۃ کی حدیث عیاذا باللہ کچھ قرآن سے جدا نہ تھی بلکہ اوسی کے مکنونات ونبیات کو منصۂ ظہور پر لانے والی تھی اسی لیے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا حسبنا کتاب اللہ فرمانا صحیح ومقبول ٹھہرا اسیطرح ان آیات امت وخدام شریعت مظاہر علیہ انما انا لکم بمنزلۃ الوالد اعلمکم کے ارشادات بھی مظہر احکام خدا اور رسول ہین نہ مثبت والعیاذ باللہ تعالی تو انھین سے کسی پر طعن کرنا بعینہ قرآن وحدیث پر حرف رکھنا ہے علی الخصوص حضرات مطہرہ ائمہ اربعہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کہ انھین جو حسن قبول

وتلقی امت بالاقتدا بہرہ وافی ملا وہ او نیز ایک خاص فضل الٰہی تھا یہانتک کہ صدہا سال سے فرقہ ناجیہ اہل سنت انھین کے اتباع مین منحصر اور انھین کے اتباع پر مقتصر ہے کما افادہ العلامۃ الطحطاوی فی حاشیۃ الدر محروم اور سخت محروم ملوم اور پورا ملوم وہ بے برکت بے سعادت خود کی پسند بے قید و بند جو ان حضرات مین سے کسی پر معاذ اللہ بحکم عناد و طینت فساد ادنی تشنیع کر کے اپنی زبان کو آلودہ ہزار خباثت کرے یہ سب ایمہ رشد و ہدی ہین اور ان سب کے پیرو سالکان راہ خدا جزاہم اللہ عنا خیر الجزاء علماے دین تصریح فرماتے ہین کہ حضرات ایمہ مجتہدین اماتنا اللہ علی حبہم واتباعہم بالیقین تمام اولیاے باقین سے افضل و اکمل ہین قال سیدی عبد الوھاب الشعرانی رحمہ اللہ تعالی فاعتقادنا ان کابر الصحابۃ والتابعین والایمۃ المجتہدین کان مقامہم اکبر من مقام باقی الاولیاء بیقین پھر انسے عداوت ملک جبار قہار جل جلالہ سے لڑائی باندھنا ہے قال ربنا تبارک وتعالی فیما یروی عنہ نبیہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم من عادی لی ولیا اذنتہ بالحرب رواہ البخاری جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھیگا مین اوس سے لڑائی کا اعلان کر دونگا۔ اف ری ہمت ان لوگون کی اور بل بے جگر ے ان بہادرون کے جو خدا سے خم ٹھونک کر لڑنے کو طیار ہین ربنا نسألک حسن الادب مع جمیع اولیائک امین اللہ تعالی اس کتاب مستطاب فتح المبین کے مؤلف کو جزای خیر کرامت فرمائے کہ اونھون نے دشمنان دین کی سرکوبی فرما کر قلوب مومنین کو شفا اور صدور منکرین کو زیادت غیظ و شقا بخشی فرحم اللہ من شفی واشتفی واغنی وکفی والسلام علی من اتبع الھدی۔ قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ عبدہ المفتاق الیہ الکل علیہ عبد المصطفی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی اصلح اللہ احوالہ وجعل الی خیر مآلہ و بمثلہ لکل مؤمن و مؤمنۃ امین ثم امین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

عبارات مثبتہ مواہیر و دستخط علماے دیوبند و سہارنپور و گنگوہ

باسمہ سبحانہ۔ بعد حمد و صلوۃ معلوم ہو کہ اس کتاب کو بندے نے اکثر مقامات سے دیکھا حق یہ ہے کہ بعض جا پر تو بہت ہی عمدہ لکھا ہے اور بعض مقام پر بقدر ضرورت جواب دیا

بہر حال مضمون اسکا ردسفوات محی الدین مؤلف ظفر مبین کے لیے کافی ہی اور واسطے ہدایت مخالفین کے وافی فقط حررہ رشید احمد گنگوہی -

ہم سب ساکنین دیوبند جناب مولانا مولوی رشید احمد صاحب کے ہمزبان ہین اور مہر اسی پر کرتے ہین - فقط

حامدا ومصلیا - مین نے اس کتاب کو مقامات متفرق سے دیکھا مصنف سلمہ اللہ تعالیٰ نے جوابات مین طریق انصاف اختیار کیا اور خیانت مؤلف مطاعن کو ظاہر کردیا ہی اور حق کو باطل سے جدا فرمادیا - جزاہ اللہ عنا خیر الجزا - اس فرقے نے ایمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو مثل آجکل کے نیم ملاؤن خطرۂ ایمان کے گردانا ہی بلکہ اونسے بھی کم کہ اونکی تقلید چھوڑکر انکی پیروی اختیار کی ہی استاذی جناب مولانا حافظ احمد علی صاحب سہارنپوری مرحوم فرماتے تھے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید ترمذی ہین لیکن اونھون نے فقہا کی ذیل مین کہین بھی اپنے استاد کا نام نہین لیا پس جب بخاری ایسے شخص باوجود اس علم وفضل کے اس قابل نہوئے کہ اونکا فقہا اور مجتہدین کی ذیل مین نام لیا جاوے تو اور کس شمار مین ہین پس اصل یہ ہی کہ جسکو نور عقل وفہم سے ازل مین نصیب نہین ملا وہ مجتہدین کے مقام کو کیا سمجھے ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور - فقط

الحمد سر آن چیز کہ خاطر میخواست ✣ آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید ✣ کتاب ظفر المبین ایک زمانے مین نظر سے گذری تھی بعض بعض مقامات جو اوسکے دیکھے گئے بجز طعن وتشنیع ایمہ سلف کے اوسکے مؤلف کا مقصد اور کچھ نہ معلوم ہوا واقعی جہانتک مؤلف صاحب کی زبان نے یاوری کی اوسیقدر اپنے مقصد کے ادا کرنے مین درگذر نہین کیا معاذ اللہ من شرور انفسنا مگر بحمد اللہ یہ جواب بھی وہ جواب لکھا گیا ہی کہ جسکا جواب نظر نہین آتا - اللہ تعالیٰ اسکے مصنف علام کو جزای خیر عطا فرماوے اور اس نسخے کو مقبول خاص وعام کرے

حررہ خلیل الرحمن بن مولانا احمد علی السہارنپوری علیہ الرحمۃ والرضوان

تقاریظ مثبتہ مواہیر ودستخط علماے کاملین شہر مرادآباد وعلیگڑہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ

محمد الذی قال من یرد الله خیرا یفقهه فی الدین اما بعد فقد طالعت هذا الکتاب المسمّٰی بفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین وتاملت فیه فوجدته حقا صریحا وصدقا نصیحا بالاذعان والیقین قد سلک المصنف سلمہ اللہ تعالیٰ مسلک ارباب التحقیق وابطل مکائدھم ومطاعنهم تقریرا انیق علی الاصول الراسخة للامام الفهام القمقام الذی هو سراج لامة نبی اٰخر الزمان الشیخ المشهور بابی حنیفة نعمان-جزاه الله عنا وعن جمیع المسلمین-حرره العبد المفتقر الی رحمة الله الغنی ابو المکارم المدعو محمد قاسم علی المرادآبادی
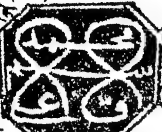
حامدا ومصلیا ومسلما بندۂ نحیف نے کتاب فتح المبین کو چند جا سے بامعان نظر وغور کامل دیکھا تو الفاظ وعبارات بغایت درست اور جوابات اوسکے اعلی درجے کے نہایت چسپت پائے سچ تو یہ ہے کہ یہ کتاب اپنی نوع مین لاجواب ہے مسائل فقہیہ کی احادیث نبویہ علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام کے ساتھ عمدہ تطبیق دی ہے اور ہر ہر مسالے کا ماخذ کتاب وسنت سے خوبی کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور بڑی خوبی اس کتاب کی یہ ہے کہ باوجود اس امر کے کہ فی زماننا ہذا مناظرات باہمی تعصب وتعند سے کم خالی ہوتے ہین- فریقین کی تحریرات مین افراط وتفریط تک نوبت پہونچ جاتی ہے مگر مؤلف کتاب موصوف عالم نبیہ ومحدث فقیہ مولانا مولوی محمد منصور علی خان صاحب جعل الله سعیه مشکورا ولازال هو کاسمه مظفرا ومنصورا کا کمال انصاف ہے اور غایت تہذیب کہ باایں ہمہ گستاخی وشوخی کلام مخالف کہ جسکی تحریر تعصب وعناد سے مالا مال ہے اور بہ نشۂ تعصب وس شخص نے سلف صالحین وائمہ مجتہدین کے حق مین زبان درازی کرکے اپنے کو فوارۂ لعنت بنایا ہے- لیکن مولوی صاحب موصوف نے انصاف کو ہاتھ سے نہین دیا اور بحکم ارشاد ہدایت بنیاد واذا مروا باللغو مروا کراما کے عمل کیا اور بطور جزاء سیئة سیئة مثلها کے بھی اونکے حق مین لکھنے وکہنے سے اپنی زبان وقلم کو روکا بالجملہ یہ کتاب ازجملہ مغتنمات ہے وداخل باقیات الصالحات- اللہ تعالی مؤلف کتاب کو جزاے خیر اور برادران اسلام کو توفیق عمل عنایت کرے- کتبه بقلمه خادم الطلبة احقر الزمن احمد حسن الحسینی الامروہی غفر الله له ولوالدیه جمیعا- فقط

الجواب صحیح

عبد الغنی — خادم حسن — خلیل الله — محمد حسن

حامداً و مصلیا - فی الواقع یہ کتاب لاجواب رد متین فتح مبین ہے - کتبہ احقر البرایا اسمٰعیل عفا اللہ لہ ولوالدیہ

حامدا و مصلیا - اما بعد فانی نظرت فی ھذا الکتاب المستطاب فوجدتہ تذکرۃ لطالبی سبیل الرشاد وتبصرۃ لمن یبتغی للاستقامۃ والسداد فبشری لمن یطلب الصواب وطوبی لاولی الالباب وواویلا لمن لم یتخذہ خلیلا و واحسرتا لمن لم یجد منہ سبیلا ویجزی اللہ عنا المصنف جزاءً موفورا ویجعل سعیہ مشکورا سقہ خادم طلبۃ العلم فی المدرسۃ الاسلامیۃ الواقعۃ فی بلدۃ مرادآباد الموسوم بعبد الحق صانہ الحق - فقط

فی الواقع کتاب فتح المبین مؤلفہ جناب فاضل اجل مولانا مولوی محمد منصور علی خانصاحب دام فیوضہم غیر مقلدون کے ردمین ایسی تالیف ہوئی ہے کہ آجتک کوئی کتاب اس بارے مین ایسی خوبی سے دیکھنے مین نہین آئی افراط و تفریط سے خالی ہے حق و انصاف سے مالامال ہے عمدہ بات اس کتاب مین یہ ہے کہ مؤلف دام فیوضہم نے تقلید کو بھی ہاتھ سے نہین دیا اور محدثین کی بھی کمال طرفداری کی ہے یہ بات اور کتابون مین کمیاب بلکہ نایاب ہے - کیون نہو کہ مصنف علام کا حق پسندی طریقہ ہے اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا کتبہ احقر الزمن محمد روشن عفا اللہ عنہ - فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم - یقول العبد الضعیف لطف اللہ انی طالعت ھذا السفر السامی بل البحر الطامی فوجدتہ محتویا علی تحقیقات انیقۃ وتقریرات رشیقۃ ومشتملا علی ما ھو کاف لدفع اوھام الزائغین وشاف لاثبات ما ھو الحق المبین جزی اللہ مصنفہ خیر الجزاء وحصل اٰمالہ بحرمۃ سید الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء

مدرس مدرسۂ علیگڑھ از ارشد تلامذۂ مولانا مفتی عنایت احمد صاحب مرحوم

عبارات مستندۂ مثبتہ مواہیر و دستخط علمای اعلام و فضلای کرام شہر رامپور

مضامین فتح مبین کے اکثر جگہ سے دیکھے گئے مطابق عقائد اہل سنت والجماعت کے اوسکو صحیح پایا - فی الواقع مصنف کتاب نے بجان کوشش جوابات عمدہ اغلاط اور شبہات ظفر المبین کے لائق قبول ارباب دیانت اور عقول کے تحریر کیے بعد اسکے خصم غبی اور معاند غبی کو گنجایش افترا

و تکلم بیجا باقی نہ رہے - جزاہ اللہ تعالیٰ عنا و عن جمیع المسلمین خیر الجزاء - فقط - العبد الراقم

احتشام الدین محمد حسن الرشادی

حامداً و مصلیاً و مسلماً - فقیر نے کتاب فتح المبین کے اکثر مقامات دیکھے - تحقیق اسکی قرین حق گوئی و انصاف ہے - اور مضمون اوسکا دور از اعتساف ہے - نمقہ العبد المذنب الاوّاہ محمد لطف اللہ عفی عنہ ابن مولانا الحاج مفتی محمد سعد اللہ غفر اللہ لہ -

لطف رسول اللہ خادم شرع محمد لطف اللہ ۱۲۹۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ الذی خلق الانسان و ھداہ و اوضح لہ بینات من الفرقان والھدیٰ وجعل مساعیھم فی اخذ ناصیتھم الیہ شتی فیوفق من یشاء لما یحبہ و یرضیٰ فیعطیہ الفھم والزکا و الفقہ فی الدین و التقیٰ ویشرح صدرہ و یسرہ للیسریٰ و یضل من شاء ان یھویٰ و یذلہ فی الدنیا و یخزیہ فی الاخری فیجعل صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء و یسرہ للعسریٰ و الصلوٰۃ و السلام علی خیر البریۃ و الوریٰ افضل من اوحی الیھم ربھم و علمھم شدید القویٰ من اطاعہ فقد اطاع اللہ و نجی و من عصاہ فقد تاہ و ھویٰ و ضل و غویٰ - و آلہ و اصحابہ الذین ھم شموس براقع الترفع والعلاء و اقمار ظلام الاھوی و نجوم الدجیٰ و علی من تبعھم باحسان المکدی من المجتھدین و ائمۃ الدین الذین لھم الدرجات العلیٰ آتاھم ربھم من لدنہ ذکریٰ لا سیما الاربعۃ الذین فاح من انوار ریاضھم القدس نفحات الانس والرضا فعطر مشام العالم و عرف عرفھم و شذیٰ و ظھر انوار مقباس حقایقھم و تجلی فضاء فضاء الخلق الی المنتھیٰ و ابرز و اکنوز الدقائق الاسنیٰ فلاح فلاح العالمین و اسنیٰ فمن امن بھم بان قلدھم باعیانھم فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ و من ظلم و اطغیٰ فاعرض عنھم و ابیٰ فلعلہ باخع نفسہ علی اثار من تبع ھواہ بما سعیٰ و صعقتہم فی الاخسرین اعمالا الذین ضل سعیھم فی الحیوٰۃ الدنیا و ھم یحسبون انھم یحسنون صنعا **وبعد** فان عادۃ اللہ قد جرت و سنۃ اللہ قد مضت فی حفظ دینہ و شرع امینہ فی کل زمان و مکان من بدء طلوع ذکائہ

الی الآن ان یبعث الحق علی عقبی المبطل الزاہق لیقذف الحق علی الباطل فیدمغہ

فاذا ہو زاہق کما قال العلامة ابن عابدین علی قول الدر "ولا یخلو الوجود عمن

یمیز ہذا حقیقة لا ظنا جزم بذلک اخذا مما رواہ البخاری من قولہ صلی اللہ علیہ

وسلم لا تزال طائفة من امتی ظاہرین علی الحق وذلک لانہ سبحانہ وتعالی محافظ

لما اوحی الی عبدہ ما اوحی وہو متم نورہ ولو کرہ الکافرون کرہا فما اراد احد ممن

مضی ان یطفی نورہ الا وقد اذلہ اللہ واخزی وما نہض فرمن التی یرید ان یلبس الحق

بالباطل الا ونکسہ اللہ واذری فکانہا کلمة سبقت من ربنا الذی لہ الاسماء

الحسنی علی تصدیق القول الدائر والمثل السائر لکل فرعون موسی فلذا بعث

ہذا الحبر النبیل والبحر الوبیل المحرز قصبات السبق علی اقرانہ واشباہہ فی کل

فن یحوی المحسود البالغ من کل علم اقصی الذری اعنی المولوی منصور علیخان

المراد ابادی صاحب ہذا الکتاب المتین المسمی بالفتح المبین لارغام قدوة المضلین

وزبدة المفسدین من الفرقة النجدیة المفتنة الحادثة الشائعة الذائعة فی زماننا

شیوع الشعی وذیوع الذوی ولقد راینا کتابہ ہذا وخطابہ الالہی مع ذلک الکفل

الاعزل الغمر القدم لما فون الخب الاعشی فوجدناہ قد اتی فی مباحثہ ببیان

شاف وبرہان کاف وتبیان اوفی فللہ درہ حیث سلک مسلک الاقتصاد فی اماطة

الاذی عن طریق الحق وسبیل السوی فمن صدق بہ وارتضی وسلمہ وتصدی

فقد اذعن للحق المتلقی واہتدی وتقلص عن شرب اللظی واتقی وصدق

بالحسنی فاما من استکبر واستغنی وادبر وتولی وسعی فی خلافہ وتلہی فقد

اعتدی وطغی وتعدی وعتی وکذب بالحسنی یبعث یوم الرجعی فی طائفة ودعہم

اللہ وقلی ویحشر فی زمرة من کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرة اعمی وفقنا اللہ سبحانہ

وتعالی وسائر اخواننا لما ینال بہ القربی من امتثال

ما امرنا والاجتناب عما نہی وصلی اللہ علی سیدنا و

مولانا محمد والہ وصحبہ اجمعین ابدا ابدا —

تقاریر مستندہ وعبارات مصدقہ علمای مشاہیر وفضلای نحریر شہر دہلی

الحمد لله رب العالمین والصلوة علی سید المرسلین وعلی آله الطیبین واصحابه المنتجبین واتباعه المنتصرین وانصاره المجتهدین **اما بعد** فیقول الصدیقی السنی الحنفی محمد شاه اوصله الله سبحانه وتعالی شانه الی ما یرضاه لما کان نظام الانام باحکام الاحکام وکان احکام الاسلام بالعلماء الاعلام لان العلماء ورثة الانبیاء کما فی حدیث رواه احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجه والدارمی وکان حکم الانبیاء والمرسلین ان من رای منکم منکرا فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه وان لم یستطع فبقلبه وذلک اضعف الایمان رواه مسلم وغیره من المحدثین وکان حکم الزمان ان الزمان السابق خیر من اللاحق بحکم حدیث خیر امتی قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم الحدیث متفق علیه حتی صار ترجمته هکذا کل یوم بدتر بحکم حدیث قال علیه الصلوة والسلام لا یاتی علیکم الزمان الا الذی بعده شر منه حتی تلقوا ربکم رواه البخاری حتی کان آخر الزمان اشد الاشد خرج طلاب الدنیا بالدین والدجاجلة الکذاب فیخترعون فی صور المشایخ والعلماء مسائل فاسدة وعقائد باطلة کما فی مجمع البحار فی بحث الدال بحکم حدیث فانه قال علیه السلام یخرج فی آخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضان من اللین السنتهم احلی من السکر وقلوبهم قلوب الذئاب رواه الترمذی وقال علیه السلام یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم بالاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباؤکم فایاکم وایاهم

لا یضلونکم ولا یفتنونکم رواہ مسلم وکان حال السفلۃ وعادۃ الجہلۃ اغترارہم بالامور المحدثۃ واسراعہم الی قبول الاقوال الباطلۃ عند العلماء العظام والفضلاء الکرام کما صرح بہ مسلم صاحب الصحیح حیث قال فی صدر الصحیح لما تخوفنا من عواقب الشرور واغترار الجہلۃ بمحدثات الامور واسراعہم الی اعتقاد خطاء المخطئین والاقوال الساقطۃ عند العلماء رأینا الکشف عن فساد قولہ ورد مقالتہ بقدر ما یلیق بہا من الرد اجدی علی الانام واحمد للعاقبۃ ان شاء اللہ تعالیٰ انتہی قام العلماء الاعلام والفضلاء العظام قدیما وحدیثا مشمرین لنصرۃ الدین والشرع المتین بالقدح والجرح والرد بالجد علی اہل البدع والاہواء و اہل الزیغ والاغواء بالدلائل الواضحۃ والبراہین الساطعۃ من الادلۃ الاربعۃ الکتاب والسنۃ والاجماع والقیاس کالائمۃ الاربعۃ فلم یزالوا ہکذا و ہکذا حتی قام جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول سالک مسالک المتقدمین ہالک اساس المبتدعین المولوی محمد منصور علیخان المراد آبادی ادامہ اللہ ذو المنن والایادی فانہ صنف فی کشف مکائد غیر المقلدین فسماہ بالفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین فلما رأیتہ فی المواضع المتفرقۃ والمقامات المتبحرۃ فوجدتہ کتابا مستطابا جعل اللہ تعالیٰ سعی مصنفہ ومعینہ سعیا مشکورا واجرا موفورا وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

الحمد لولیہ والصلوۃ علی نبیہ اما بعد میں نے اس کتاب فتح المبین رد ظفر مبین کو دیکھا بہت عمدہ کتاب ہے اور خوب ہے جواب باصواب ہے کیوں نہو بحکم یعرف الرجال بالاقوال مولانا مولوی منصور علی خان صاحب کی استعداد و لیاقت کو ہزار آفرین اگرچہ مؤلف ظفر مبین پیشوائے غیر مقلدین یعنی محی الدین کتب فروش ولد ہری چند جاٹ (جو چند روز سے مشرف باسلام ہوا تھا اور جسکو سوا اردو کتابیں دیکھنے کے اور کچھ لیاقت نہیں نہ مذہب حنفی سے ماہر نہ اوسکے دلائل سے واقف ... ابحاث میں اپنی عادت قدیمانہ کے موافق دغابازی وحیلہ سازی بلکہ محض ... جاننے کو آندھی) قابل جواب ولائق خطاب نہ تھا مگر بحکم ... چو با سفلہ گوئی ... * فزون گردش کبر و گردن کشی * مصنف موصوف نے اس کتاب میں اوسکی خوب ہی خبر لی اور ظفر مبین کے خرافات کی بخوبی تردید کردی ورنہ اوسکے

اگر ایسا جواب باصواب نہ پاتے تو یہ جاہل لوگ اتراتے اور گلی کوچون مین بغلین بجاتے الحمد للہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کو (کہ جنکی عبد اللہ بن مبارک و کیع یحیی بن معین وغیرہم ائمہ حدیث مدح فرمائین اور جنکے وفور علم و کثرت قبول پر اونکے معاصر رشک مین آئین) یہ فرقہ (کہ جسنے تیرھوین صدی مین سینگ نکالے اور جنکا طریقہ ٹٹیون کی آڑ مین شکار کھیلنا ہے یعنی عمل بالحدیث کے پیرایے مین آزادانہ خواہش نفسانی کو کام مین لانا کبھی پانچون نمازون کو بلا عذر ایک ہی وقت مین پڑھ لینا کبھی درصورت جماع بلا انزال بغیر غسل نماز ادا کرنا مال تجارت مین زکوۃ ندینا چاندی کے زیورات کو مرد کے لیے درست بتانا مطلقہ ثلاثہ کو بغیر حلالہ کے جائز کرنا ختم نبوت کا انکار کرنا حضرت عمر کو بدعتی کہنا حضرت علی و عباس و فاطمہ زہرا رض و ابوبکر صدیق رض کو مصداق سباب المؤمن فسوق و قتالہ کفر کا بنانا عبادت تمام شب کو بدعت سیئہ قرار دیکر تمام اولیاے کرام و صحابہ عظام کو جو شب بھر یاد الہی مین مصروف رہتے تھے برا بتانا اکل شحم خنزیر کو آنحضرت علیہ السلام کی طرف منسوب کرنا انبیا علیہم السلام کی عصمت کا منکر ہونا وغیر ذالک من القبائح التی لایحسن ذکرہا فی ھذا المقام) برا کہے اور ائمہ کرام اور اونکے اتباع کو (کہ جنھون نے بکمال محنت و عرق ریزی سے قرآن و احادیث و اقوال صحابہ کو درست کیا ناسخ منسوخ مطلق مقید کو مشرح فرمایا تاکہ بوالہوس لوگ قرآن و احادیث کو اپنی خواہش نفس کے تابع کرکے دین مین فتور نہ مچائین آزادی کے مزے نہ اوڑائین) مشرک و تارک احادیث و قرآن قرار دیوین اور اپنی اس ہواے الحادی و نفس الدخالی کو عمل بالحدیث بناوین چہ خوب ؎ از صحن خانہ تا بلب بام از ان من ✤ وز سقف خانہ تا بہ ثریا ازان تو ✤ کیون نہو مخبر صادق نبی علیہ السلام نے اس گروہ کی ایک مدت پیشتر خبر دی تھی عن انس بن مالک و ابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سیکون فی امتی اختلاف و فرقۃ قوم یحسنون القیل و یسیئون الفعل یقرؤن القرآن الخ حتی قال یدعون الی کتاب اللہ ولیسوا منا فی شئ رواہ ابوداؤد یعنی انس سے روایت ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت مین اختلاف پڑیگا ایک قوم ہوگی کہ اونکی باتین اچھی اور کام برے ہونگے قرآن پڑھین گے لیکن اونکے حلق کے نیچے نہ اتریگا یہانتک فرمایا کہ قرآن کی طرف بلائینگے اور کسی بات مین میرے نہونگے - خیر اب مین ختم کلام کرتا ہون اور اس بحث کو تمام کرتا ہون -

حررہ ابو محمد عبد الحق الدہلوی - مدرس مدرسہ مسجد فتحپوری دہلی -

بسم اللہ الرحمن الرحیم - خدا کی حمد مجھ ایسے سے ہو کیا + لکھون مین نعت کیا میرا ہی رتبا +
امابعد یہ خاکسار ابو ادریس محمد عبد الرب حنفی قادری دہلوی ثم السہارنپوری بھائی مسلمانون کو بعد سلام مسنون الاسلام کے آگاہ کرتا ہی کہ یہ فتنہ لامذہبون نے جو چند سال سے اوٹھایا ہی یہ ہمرنگ اوس فتنے کا ہی کہ جسمین حضرت عثمان رض شہید ہوئے اور قاتل اونکے جہنم مین گئے اوس فتنے کا سردار نو مسلم عبد اللہ بن سبا یہودی تھا کہ وہ خاص اسی فتنے کے واسطے مع قوم یہود کے مسلمان ہوا تھا پس اس فتنے کے سردار لالہ انت رام صاحبزادے لالہ کوٹل مل کے مع اپنی قوم کے خاص اسواسطے مسلمان ہوئے کہ اسلام اور مسلمانون مین فتنہ ڈالین عبد اللہ بن سبا نے بھی محبت اہل بیت کی اوٹ رکھکر مسلمانون کو حضرت عثمان رض سے بغی کیا اور سبکو یہی پٹی پڑھائی کہ قابل ور لائق خلافت کے حضرت علی رض تھے نہ کہ حضرت عثمان رض اِن لالہ صاحب نے بھی عمل بالحدیث کے پردے مین فقہ اور فقہاے سے مسلمانون کو بدظن کرا کے کہنا شروع کیا کہ صحیح بخاری کتاب رسول اللہ چھوڑ کر ہدایہ شرح وقایہ پر کیون عمل کرتے ہو جیسے اوسوقت کے جاہل مسلمان اطراف وجوانب کے اوس یہودی کے دہوکے مین آ گئے اور یہ نہ جانا کہ حضرت عثمان رض کی خلافت انصار اور مہاجرین کے مشورے سے ہوئی اور حضرت علی رض نے بھی خود اونسے بیعت کرلی پھر ہم کیون اس یہودی کے بہکانے مین آوین ایسے ہی اسوقت کے کم فہم مسلمانون نے یہ نجانا کہ فقہ اور فقہا آج کل کے تو نہین زمانہ پیغمبر سے فقہ اور فقہا امت مین چلے آتے ہین بلکہ زمانہ حضرت صلعم مین جو صحابہ صاحب فقاہت تھے وہ داخل شورہ پیغمبر ہوا کرتے تھے پیغمبر صلعم بحکم وشاورھم فی الامر کے اونھین سے مشورہ لیتے تھے اُردو سیر کی کتابون مین اگر ملاخطہ کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ جنگ بدر اور جنگ احد اور جنگ احزاب اور جنگ حنین اور فتح مکہ مین پیغمبر صلعم مشورہ فقہاے صحابہ سے لیتے تھے یا سفہاے صحابہ سے جو دیہات کے لوگ مسلمان تھے جیسے اوس یہودی اور اوسکی قوم نے حضرت عثمان رض کے فضائل جو دربار نبوت سے عطا ہوئے تھے فراموش کر کے کان لم یکن کردیے تھے ویسے ہی اس ہندو قوم نو مسلم نے بھی فقہ کے اور فضائل فقہا کے جو آیات اور احادیث سے ثابت تھے سب دیکھہ بھالکر بُھلا دیے تھا قال اللہ تعالی فما لهؤلاء القوم لا یکادون یفقهون حدیثا وقال رسول اللہ صلعم فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد اور جیسے اوس یہودی نے بعض اچھے اچھے لوگ مسلمانون مین سے مکر و فریب کر کے اپنے ساتھ کر لیے تھے

ویساہی اس قوم ہنود نے بعض علمای اسلام کو کہ جنکی خلقت ارض طین سے ہے اور درحقیقت وہ مقلد مال وجاہ کے ہین اپنے ڈھنگ پر لگالیا اور جیسے اوس قوم ہنود نومسلم نے ایکدم سے مسلمانون کو عقائد کفریہ ہنودیہ تعلیم نہ کیے بلکہ رفتہ رفتہ اس سررشتے کو جاری کیا۔ اور بعض اونکے اس کام پر مسلط ہوئے کہ محبت اہل البیت کی فرض ہے حضرت عثمان کو قتل کرنا اجر عظیم ہے سو وہ اونسے ظہور مین آیا بعض کو اس کام پر مامور کیا کہ حضرت عثمان کو حضرت علی رض نے قتل کروایا اونھون نے شام مین جاکر حضرت معاویہ کو طالب قصاص خون خلیفہ برحق کا بنایا اور حضرت شاہ ولایت کا ناک مین دم کروایا بعض اس کام پر مامور ہوئے کہ عقیدے مسلمانون کے تباہ اور خراب کرین کسی نے یہ درس جاری کیا کہ حضرت شاہ ولایت کو نبوت ہوئی تھی جبرئیل سے وحی لانے مین خطا ہوئی بعض نے یہ تعلیم شروع کی کہ حضرت شاہ ولایت خود ذات خدا تھے اونھون نے قصہ ہی پورا کیا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ○ ایساہی اس قوم ہنود نومسلم نے عقائد ہنودیہ کفریہ ایکدم سے مسلمانون کو تعلیم نہ کیے بلکہ اول مسلمانون کے دلون کسے شان وقعت دین اسلام اوٹھانی شروع کی بعض اسپر تجویز ہوئے کہ اونھون نے مسلمانون کے دلون سے شان فقاہت کہ عبارت سمجھ کامل سے ہے اور وقعت فقہا کی کہ وہ اعلے درجے کے صحابہ اور تابعین تھے اوٹھادی یہانتک کہ تراویح بیس رکعت کی کہ سنت فاروقی ہے اور شرق سے غرب تک تمام مسلمانون کی معمول بہ ہے بعض اہل اسلام کے دلون سے اوٹھادی کہ اونھون نے اوسکو بدعت عمری جانکر آسانی نفس کے واسطے ترک کیا اور لباس رفض کا پہن لیا بعض نے یہ ڈھنگ اختیار کیا کہ علم صرف نحو فقہ عقائد معانی بلاغت تفسیر سب موقوف کروا کر فقط ترجمہ قرآن مجید کا لڑکون اور بوڑھون کو حفظ پڑھانا شروع کیا اور یہ لوگون کے قلب مین ڈالا کہ تحصیل علوم کرنے سے کچھ فائدہ دین کا نہین دیکھو تمام لوگ علم پڑھکر تباہ ہوگئے ہم تمکو فقط قرآن شریف کے معانی بتاتے ہین کہ اوس سے قیامت مین پوچھ ہے اور مضمون يَهْدِي بِهِ كَثِيرًا وَيُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا کو قطعًا فراموش کیا بعض نے انہین سے ایسا امر خطیر اختیار کیا کہ اولوالعزم علمای امت کی مذمت (جیسے ایمہ اربعہ اور اتباع اونکے کہ اونھون نے جہد وجہد تحقیق حدیث مین اپنے جان مال کو سب قربان کیا اور اونکی کارگذاریان جناب باری عز اسمہ مین مشکور ہوئین اور وہ مقبول کافۂ انام وحجۂ اہل اسلام ہوئے) اس نہج سے کرنی اور لکھنی شروع کی کہ اونھون نے اپنے قیاس سے مخالفت کی حدیث رسول اللہ صلعم کی اور فقہ کی کتابین خلاف سنت کے لکھین چنانچہ اونکو

ایک کتاب مسمی بہ ظفر المبین لالہ ہرسچند بن دیوانچند صاحب کھتری نے کسی عالم ناعاقبت اندیش سے لکھوا کر اپنے نام سے چھاپی اوسمین لکھا ہی کہ امام اعظم نے سو مسائے حدیث صحیح کے مخالف لکھے اور یہ سمجھا نا کہ کہان مین اور کہان تصنیف میری اور کہان وہ ذات عالی صفات امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کہ اونکی تقلید زمانہ بارہ سو برس سے ہر ہر زمانے کے لاکھون علما اور کروڑون فضلا و اولیا و ابدال نے اختیار کی ہی حتی کہ اوس جماعت نو مسلم کے پیشواؤن نے بھی اونکی تقلید اپنی بڑی عزت سمجھکے قبول کی ہی لیکن لالہ صاحب نے امام صاحب کی جناب پاک مین بڑی گستاخی کی اور یہ نہ غور کیا کہ ہم جنکے نام لیوا ہین اونکا تو امام صاحب کے ساتھ یہ عقیدہ ہی اور مقلد ہین وہ امام کے کیونکر اونکی شان مین گستاخی کرین چنانچہ کہا صاحب المعیار نے قال اِمَامُنَا وَسَیِّدُنَا الْاِمَامُ الْاَعْظَمُ اَبُوْحَنِیْفَۃَ اور صاحب دراسات اللبیب نے امام صاحب کی بہت تعریف لکھی ہی امیر بھوپال نے اپنی کتاب تحفۃ النبلا مین لکھا ہی کہ امام صاحب کے جنازے پر پچاس ہزار مسلمانون نے نماز پڑھی اور چار سو تینتالیس فقہای محدثین مقلدین کے محاسن اور مناقب اوسی کتاب مین اونھون نے لکھے ہین اور اونھون نے اپنی کتاب تقصار مین تمام اولیای مقلدین کے مفاخر و محامد کیسی عمدگی کے ساتھ ذکر کیے ہین کہ یہ قوم نو مسلم اگر اونکو دیکھکر ایمان لاوے تو اپنی غلط فہمی بھولجاوے مولوی سید نذیر حسین کو مین نے سوال لکھکر دیا تھا کہ آپ مقلد ہین یا نہین اور جو مقلد ہین تو امام صاحب کے یا کسی اور کے اونھون نے جواب اونکا اپنی مہر سے مزین کر کے مجھے دیا کہ ہان مین فروعات جزئیہ مین امام صاحب ہی کا مقلد ہون وہ میرے پاس موجود ہی لالہ صاحب نے یہ دھوکا کیسا دیا کہ امام صاحب نے سو مسائے مخالف حدیث صحیح کے ہین اگر اس مضمون کو لکھا تھا تو اپنے مقتداؤن کی مہرین اوس کتاب پر کرالینی تھین کہ اونکا بھی ما فی الضمیر معلوم ہوجاتا اور عقیدہ دلی ظہور مین آتا اب معلوم ہوا کہ لالہ صاحب ہی منکر امام صاحب کے فضل و کمال کے ہین خیر اسکا کچھ مضایقہ نہین ہے نہین ہی معتقد اونکا اگر حاسد تو کیا غم ہی ✤ ہوا بے سجدۂ ابلیس کیا نقصان آدم کا ✤ اور لالہ صاحب ایسے خوشی مین آئے کہ سر دفتر علمای امت پر صدہا عیب لگائے یہ سمجھا کہ عنایات الٰہی سے ڈنکا اونکے مذہب کا از شرق تا غرب اوسی دھوم دھام سے آجتک بج رہا ہی جیسا کہ شروع مین تھا ظاہر ہی کہ یہان حنفی مذہب کے علما ٹڈی دل ہین دیکھو تو کیسی انکی زراعت زمین لا مذہبی کی خاک اڑاتے ہین اور انکے باغ و بہار کی رونق مٹاتے ہین اس ظفر المبین کی

کیسی ہزیمۃ المبین بناتے ہین انتصار الحق کو کیا کچھ کم جانا آجتک جواب اوسکا نصیب نہین ہوا
اور جو کتب و رسائل مقلدین کی ہر چہار طرف سے ژالہ باری ہو رہی ہے اس فرقے کی سخت جان
ہے کہ نہین نکلتی اگر کچھ بھی غیرت کو کام فرماتے تو منہ نہ دکھاتے اور اس ظفر المبین کے جواب کو
چند در چند ہوئے ملاحظے مین گذرے ہی ہونگے اب فتح المبین آپکو تحفہ بھیجی جاتی ہے قبول کیجیے
خدا کے واسطے انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا آپنے بر دھوکے کا جواب صاف صاف لینا اور
چھیڑ چھاڑ شعر اشعار سے کہ طرز عاشقانہ پر اس کتاب مین ہے دلیرانہ جبین بر جبین نہ لانا میدان
استفاضہ سے ہرگز قدم نہ ہٹانا ہے جا سکتا کوئی اوس بت خود کام تک نہین ✤ جاوے
اگر تو کام نہو کچھ نہ کچھ تو ہو ✤ دو چار گالیان ہی ہمین خط مین لکھکے بھیج ✤ گر حیہ دعا سلام نہو
کچھ نہ کچھ تو ہو ✤ چنانچہ مین نے چہل حدیث کو صحاح ستے سے نقل کرکے بڑی امید سے تحفہ اس
فرقہ نامبارک کو ارسال کیا تھا کوئی تو کچھ نہ بولا مگر رنجیت سنگہ عرف مولوی محمد سعید صاحب نے
وہ گالیان مجھے لکھین کہ اوسکے دیکھنے سے بے اختیار مجھے ہنسی آگئی اور اونکی تحریر سے
قطعًا معلوم ہوگیا کہ ہمشیرہ کا نکاح کرنا معیوب ہے مگر خرچی پر چلانا خوب ہے ایسا ہی جواب اس کتاب
کا ہوگا خیر اب وہ کچھ ہی لکھین مصنف صاحب یعنی مولانا منصور نے تو ایسے وقت مین یہ کتاب
اس فرقہ ناصواب کے جواب مین لکھی کہ دور زمانے کا آخر ہے اہل مجلس اوٹھے جاتے ہین
جلسہ درہم برہم ہوچلا شمع اسلام سنبھالا لے رہی ہے باد مخالف کے جھونکے ازحد چل رہے
ہین اوسمین بھی جماعت علما کے اتفاق سے اعدا کے دانت کھٹے تھے اور کسیکو کچھ بن نہ آتی
تھی جو سامنے آتے تھے اپنا سا منہ لیکر رہجاتے تھے اس فرقہ ناعاقبت اندیش نے وہ
تفرقہ امت مین ڈالا کہ اپنے بیگانے ہوگئے دوست دشمن بن گئے بھائی کو بھائی قہر کی نگاہ
سے دیکھنے لگا عیادت و تعزیت سب موقوف ہوگئی حمایت و نصرت بھی کوچ کرگئی حسد کا
بازار گرم ہوا کہ ایک ایک کو دیکھ نہین سکتا وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ الغرض یہ
ایسی کتاب ہے کہ واسطے دفع تاریکی جہالت کے ایک روشن آفتاب ہے کتابے کہ درخشندہ
ذکا ئے ✤ کہ ذرہ ذرہ ازو ہر ضیائے ✤ ز غلاق جہان عرض من اینست ✤ دہد فتح المبین
راہم لقائے ✤ مصنف را دہد روزی فراوان ✤ ز راحت
رنج سبحان ہم رضائے ✤ خدا منصور دارد شل نامش ✤ بر اعدائیش بود
نازل بلائے ✤ بقلب منکر تقلیدان ✤ ز تاثیر کلامش با دو جائے ✤ بحق احمد و اصحاب و آلش ✤ بود مقبول یا رب این دعائے ✤

تقاریظ مثبتہ دستخط و مواہیر علماے مشاہیر مقام دہلی بحیثیت

الحمد للہ الذی جعلنا من امۃ حبیبہ محمد صاحب القرآن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم الی ما تعاقب الملوان ٭ ووفقنا لتقلید الامام الاعظم التابعی ابی حنیفۃ النعمان علیہ الرحمۃ والرضوان - بعد اسکے واضح ہو کہ اس زمانے مین کسقدر ضعف اسلام ہی کہ دینداری براے نام ہی اخلاص و اتفاق کی کہین صورت نظر نہین آتی ہی جدہر دیکھیے اختلاف و فساد کی ترقی ہوتی جاتی ہی علم و عمل نایاب ہی جہالت کا ہر طرف فتح باب ہی لعن وطعن کا بازار گرم ہی نہ کسیکو خدا کا خوف ہی نہ رسول سے شرم عجب دور ہی طرفہ طور ہی زمانہ خیر القرون ثلاثہ یعنی صحابہ و تابعین و تبع تابعین کا گذر گیا بلکہ اوسکے بعد بھی ہزار برس سے زیادہ گذر گئے اور اس درمیان مین لاکھون علماے معتبرین اور اولیاے کاملین پیدا ہوئے اور سبھون نے اتفاق کیا کہ دین حق ان چارون مذاہب مین منحصر ہی چنانچہ کوئی حنفی کوئی شافعی کوئی مالکی کوئی حنبلی ہوا اسیطرح برابر سلسلہ ان چارون مذاہب کا چلا آیا اور ہر ایک نے اسی اتباع اور تقلید مین مرتبہ قربت و ولایت کو پایا لیکن اس تیرھوین صدی مین کہ اثنا القرون ہی چند سال سے فرقہ وہابیہ نجدیہ نے ایک نیا پانچوان طریقہ نکالا ہی کہ وہ کسی مذہب کو نہین مانتے ہین بلکہ اپنے زعم فاسد مین اوسکو بدعت اور ضلالت جانتے ہین حضرات ایمہ اربعہ اور انکے مقلدین کو مشرک اور بدعتی ٹھہراتے ہین اور اونکے مسائل کو مخالف قرآن و حدیث کے بتاتے ہین انکے کذب و افتراسے شریعت مین فساد کے رخنے پڑ گئے اور لوگون کے دلون مین عقائد فاسدہ انکے گر گئے بے شبہ زمانہ قیامت کا قریب آیا انھین کذابون اور مفتریون کے حق مین مخبر صادق نے بطور پیشین گوئی کے یکون فی اخر الزمان دجالون کذابون فرمایا چنانچہ مصدق اس حال کی اور شاہد اس مقال کی ایک کتاب کذب اور بہتان کی لب لباب موسوم بظفر مبین نتیجہ عداوت و کین تصنیف محی الدین کہ در حقیقت ممیت الدین اور مفسد بالیقین ہی دیکھنے مین آئی جس سے مسلمانان مقلدین خصوصا عوام حنفیہ اپنے امام اعظم سے بدظن ہونے لگے اور تقلید سے ہاتھ دھونے لگے فقہاے سلف پر لعن طعن کے آوازے آتے تھے جہلا لامذہبی کی طرف جھکے جاتے تھے شیاطین نے دین مین فساد ڈالنے کا موقع پایا لامذہبون نے مقلدون کو بہکایا بیان کیا خوب مضمون برجستہ حسب حال انکے زبان قلم پر آیا

سب غیر مقلد ہین بلا شک گمراہ
لیتے ہین ائمہ کو برا شام و پگاہ

شیطان ہین بھگاتے مین سر مومن کو	لاحول ولا قوۃ الا باللہ

غرضکہ جب اس فساد کو ہمارے مولانا ے فاضل جلیل علامۂ نبیل فقیہ اجل محدث بے بدل مولوی محمد منصور علی خان صاحب مراد آبادی دام بالنعم والایادی نے ملاحظہ فرمایا تو میدان مناظرہ مین نیزۂ قلم کو اوٹھایا اور سیف زبان کو چمکایا پھر تو کوئی مخالف سامنے نہ آیا ہر مفسد نے فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْن کا نتیجہ پایا حتّٰی کہ مولانا منصور نے تمام عالم مین فتح و نصرت کا ڈنکا بجایا اور اس کتاب فتح المبین کو رد خرافات ظفر المبین مین بجوابات دندان شکن تصنیف فرمایا۔ جزاہ اللہ عنی وعن سائر المقلدین خیر الجزاء وحفظہ عن جمیع طوارق الآفۃ والبلاء۔ حررہ الفقیر الی رحمۃ اللہ الغنی وصی احمد الحنفی السورتی

نحمدہ ونستعینہ۔ مین نے اس کتاب کو دیکھا اور مصنف علام کو فتحیاب پایا اور جن احادیث سے مؤلف نے تمسک کیا ہے سب قوی اور صحیح اور محتج بہ ہین اس کتاب کے چھپنے سے نہایت طبیعت خوش ہوئی اسواسطے کہ دربارۂ قمع اور قلع اوہام فرقۂ نجدیہ کے آجتک ایسی کتاب نظر نہین پڑی اللہ تعالی اسکے مصنف اور چھپوانے والے کو جزاے خیر دے۔ اور اسکے مضامین کو ذریعۂ ہدایت فرقۂ وہابیہ کرے آمین ثم آمین حررہ عبد اللطیف السورتی

تقاریر بے نظیر و تقاریظ دلپذیر علمای مشاہیر لاہور و امرتسر مع دستخط و مواہیر

الحمد للہ وکفی + وسلام علی عبادہ الذین اصطفی + اما بعد فقد طالعت الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین علی سبیل الاجمال للاستعجال فوجدت دلائلہ ساطعۃ کالشمس فی الضحی + وبراھینہ لامعۃ کالقمر فی الدجی + لم لا وقد حققہ المصنف المولوی محمد منصور علی خان المرادآبادی سلمہ اللہ ذو الایادی لرد اصحاب الظواہر الذین لا یمیزون بین الغث والسمین + والمھین والمتین + وتمسکہ بالکتاب والسنۃ واجماع الامۃ التی لا تجتمع علی الضلالۃ اصلا + ثم بقیاس الفقہاء المجتہدین الذین ہم ھداۃ الشریعۃ الغراء + جعل اللہ سعیہ مشکورا فی الآخرۃ والاولی
نمقہ فقیر محمد الدین الحنفی اللاہوری مصنف کتاب روضۃ الادباء

باسمہ سبحانہ۔ فتح المبین را کہ مولوی محمد منصور علی خان صاحب در رد مغالطات ظفر المبین مؤلفہ محی الدین تالیف نمودہ اند از مواضع مختلفہ مطالعہ نمودم مصنف علام جزاہ اللہ خیر الجزاء داد تحقیق و تدقیق دادہ اند و دلائل حنفیہ ابرار اقوال ظاہر است کہ از کوچہ تحقیق محض تا بلند اند بزبان رد نمودہ اند

حررہ خادم شریعت رسول اللہ + خلیفہ حمید اللہ قاضی لاہور عفی عنہ

حامدا ومصلیا ومسلما - اما بعد فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین یوم الاحد ۲۵ ربیع الاول کو میرے پاس پہنچی اور دوسرے روز بباعث عجلت وقت کے واپس دی گئی اگرچہ پوری پوری واقفیت اس کتاب کی حاصل نہین ہوئی لیکن بعض بعض مقامات اس کتاب کے مطالعے مین آئے چونکہ مشتے نمونہ خروار ہوتا ہے اسلیے میری رائے ناقص مین یہ کتاب بہت فائدہ مند اور ظاہریہ کے لیے جواب کافی ہے - حررہ الفقیر البگوی غلام محمد امام مسجد بادشاہی لاہور

حامدا ومصلیا - اما بعد فقد رأیت ھذا الکتاب من اولہ الی اخرہ فوجدتہ مطابقا بالقرآن والحدیث والاجماع والقیاس - سعی المصنف فیہ سعیا کثیرا و ادی حق الرد تحدیثا وتفسیرا جزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء - فقیر محمد الحنفی الجہلمی ثم اللاہوری

باسمہ سبحانہ - نظرت فی ھذا الکتاب المستطاب فوجدتہ مطابقا لاھل السنۃ و الجماعۃ جعل اللہ سعی المصنف عندہ ماجورا وعند الناس مشکورا - العبد الاثیم فقیر برہان الدین ولد مولوی عبد الرحیم -

حامدا ومصلیا ومسلما - کتاب لاجواب کا سرِ رؤس ملفقین مسمی بہ الفتح المبین جو ماشاء اللہ چشم بد دور اسم بامسمی ہے رد مجموعہ مفتریات اعدائے دین ہدا ہم اللہ القوی المتین جسکا نام سرا نام ظفر المبین ہے میری نظر سے گذری اور مین نے اسکو بنظر اجمالی ملاحظہ کیا فی الواقع یہ کتاب لامذہبون کے فرقۂ طاغیۂ باغیۂ گندم نما وجو فروش کی قلعی کھولتی ہے اور حق نمائی مین آئینہ سکندری کا حکم رکھتی ہے اعدائے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے قلع و قمع مین سیف صارم کا کام دیتی ہے خداوند تعالے عز اسمہ حضرت مصنف علام کو جزائے خیر عطا فرماوے کہ اتباع شیخ نجدی کا سر خوب ہی توڑا + اشیاع عدو مبین ائمہ مجتہدین کا کیا ہی بھانڈا پھوڑا + واہ واہ سبحان اللہ کیا کہنا ہے + اب مقلدین حقانیین خم ٹھوک کر دندناتے ہوئے دل کھولکر بے دھڑک یہ کہین جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا اور بیچارے لامذہب بہق دریائے خجالت اپنے کیے سے منفعل ہوکر کہین يَا لَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا اگر اب بھی لامذہب باطل پرست اپنی ہٹ دھرمی اور بہتان بندی سے جو اس شیعہ نجدیہ کا

شیوۂ فاسدہ ہر بازنہ آئین تو بجز خاموشی انکا کیا جواب ہے ع جواب جاہلان باشد خموشی +

گرنہ بیند بروز شپرہ چشم + چشمۂ آفتاب راچہ گناہ + والسلام علی من اتبع الہدیٰ

حررہ الراجی احمد رضا لباری ابو البشیر عبد العلی القادری مفتی و مدرس مدرسہ اسلامیہ امرتسر

تقاریظ مقبتہ مواہیر و دستخط علمای مشاہیر آرا و ہوگلی و کلکتہ +

الحمد للہ الذی لولاہ ما اھتدینا + والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد الذی ارسل لیہ انا فتحنا لک فتحا مبینا + وعلی آلہ واصحابہ الذین ھم مقتدانا + وعلی الائمۃ المجتہدین ھم وسیلتنا فی القرب والاقتداء برسولنا ونبینا ومولانا وحبیبنا وشفیعنا محمد الذی خاتم الانبیاء ورحمۃ للعالمین ٥ اما بعد میگوید کمینۂ امت کمترین اہل سنت بندۂ گمنام محمد علی اکرم نام خادم الحدیث ورجالہ الکرام ۔ الآروی وطنا والحنفی مذہبا والحدیقی مشربا والصدیقی العلوی نسبا و بواسطہ و بواسطتین المحقی تلمذا والمکی اصلا والمدنی مدفنا ان شاء اللہ تعالی کہ چون زمزمۂ قبول اسلام مولوی محی الدین و امثال ایشان بگوشم رسید بادای شکر باری تعالی ہر موی تنم صورت زبان گرفت کہ درین ہنگام کہ کساد بازاری اہل اسلام بحدیست تاہم مردمان در زمرۂ اسلام داخل میشوند و بجماعت مومنین رغبت میکنند در مسرت و شکر این بودم کہ ناگاہ اتفاق دیدن کتاب ظفر المبین مولفۂ ایشان گردید سر تم متبدل برنج شد و زمانے متحیر ماندم کہ الٰہی این چہ معاملہ است آیا این نومسلمان در پردۂ اسلام آمدہ افتراق اہل اسلام ارادہ کردہ یا چہ مطلوب ایشانست آخر کار دانستم کہ مولوی صاحب ہر چند باسلام گرویدہ اند لکن ہنوز از ادب کہ سر آمد اخلاق ایمان ست از کسے کما موختہ اند بل بگوش جان نہ شنیدہ اند ع

حافظا علم ادب ورز کہ در حضرت شاہ ❊ ہر کرا نیست ادب قابل صحبت نبود +

نتیجہ تالیف این کتاب چنان گردیدہ کہ ہر ناقص العلم آنرا دیدہ از جادۂ ادب پا بیرون نہادو یا اگر او خود سوء ادب ست از مقلد این کتاب و مولف آن بجنگ در پیوست کم کسی ست کہ از دیدن این کتاب نتیجہ بد نہ برداشتہ باشد جمیع معاندین دین را دستاویز بیست خوش و لے ادبان رہ مسلکے است خوب و در حق حنفیان تبرا نیست کہ بران جانبازیہا و جنگ کردن ضرورت افتادہ ست خلاصہ آنکہ مولف رسالہ عجب شور و فساد در دین متین انداختہ کہ در اخوان دین افتراق و تباغض بحدے پیدا گردیدہ کہ قابل بیان نیست دانستہ بودم کہ اسلام آوردن اغیار موجب موافقت و تحابب باخود با خواہد شد بخلاف آن ذریعۂ تفارق و وسیلۂ تباغض فیما بین گشت

ے تو برائے وصل کردن آمدی ✣ نی برائے فصل کردن آمدی ✣ نعوذ باللہ من ذلک
تالیف این کتاب بلائیست و مطالعۂ آن ابتلائے پروردگار عالم مومنین را ازان دور دارد
واز فضل خود ایشان را مؤدب سازد ے از خدا خواہیم توفیق ادب ✣ بے ادب محروم شد
از فضل رب ✣ بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد ✣ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد ✣ وہر چند این فقیر
ازین وادی در گذشتہ است کہ میانِ غوغائے طلبہ در آید و بمیدان لا و نعم و جنگ و جدال با منکرین
پردازد دوستان تکلیف این معنی بسیار مید ہند لکن مرکب من چنان بالا رفتہ ست کہ آواز این
اشرار نیز در انجا سمع مارا منجر اشد لکن شخصے این کتاب را پیش من دفعۃً آوردہ خواندن گرفت پس
در دل من چنان ریختند کہ نزدم و نزد احبابم بفضلہ تعالی اکثر کتب حدیث موجود ست جوابے
کافی تحریر کنم و مؤلف این کتاب را احادیث متمسک حنفیان کہ ہنوز آنرا نہ شنیدہ تبلیغ کنم کہ مسائلہ
حنفیان نہ آنچنانست کہ کدامی مسالہ را حدیثے نباشد بلکہ بر ہر مسالۂ حنفیان و دیگر ائمہ حدیثی ست
ثابت و آیتی ست محکم کسے آنرا مے فہمد و کسے بے ادب آنرا بگوش ہمے آرد و ہمدرین تردد و جمع
کتب و استنباط بودم کہ ناگاہ رسالۂ جواب در رد این کتاب مسمی بفتح المبین نزدم رسید اکثر جاہای
آنرا دیدم جوابے شافی دریافتم پروردگار در اعانت مؤلفش بموجب وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ
مَا كَانَ فِي عَوْنِ اَخِيْهِ باشد- بر تمام اہل اسلام عموماً و بر حنفیان خصوصاً ادائے شکر مؤلف
ضرورست کہ جوابے خوب نوشتہ اند ہر چند انچہ من مے نوشتمے بطرز دگر میشدے لکن این کتاب ہم
قابل استناد و لائق اعتماد ست اہل سنت را باید کہ برین کتاب عمل نمایند و از مطالعۂ ظفر المبین
احتراز فرمایند فقط کتبہ المسکین خادم الحدیث و الرجال-
محمد علی اکرام تغمدہ اللہ واساتذہ ووالدیہ برحمتہ ومغفرتہ

الحمد للہ الذی کفی وحدہ ✣ والصلوۃ والسلام علی نبیہ الامی الذی لا نبی بعدہ ✣
وعلی آلہ الطیبین ✣ واصحابہ الطاہرین ✣ وعلی الائمۃ الاربعۃ المجتہدین المقبولین
کلہم اجمعین ✣ اما بعد فقد اطلعت ما عربہ من المضامین ✣ فی ہذا الکتاب الفتح المبین ✣
فی کشف مکائد غیر المقلدین ✣ فی جواب الظفر المبین ✣ فی رد مغالطات المقلدین ✣
فوجدتہ احسن التصنیفات للمصنفین ✣ واجمل التالیفات للمؤلفین ✣ وحسبتہ
حاویا علی تحقیقات المذاہب ✣ وجامعاً علی تدقیقات المآرب ✣ ورأیتہ موافقاً
لما ہو فی الشریعۃ لاہل السنۃ والجماعۃ منصوصاً علیہ ✣ فینبغی لنا الرجوع عند

اختلاف الرواة اليه + فهذا بفضله تعالى لقلع ضلالة الاشقياء كاف + ولنفع
هداية الاتقياء واف + فلا شك ان المؤلف قد اجاد فيما افاد + وسلك سبيل السداد
والرشاد + وكلما اجاب + فاصاب + فكان سعيه مشكورا + فلذلك صار كاسمه
على المخالفين منصورا + فمخالفوه اللامذهبون فى كل واد يهيمون + لما لم يبق
لهم من الجواب - فبغيظهم يموتون + فيا ايها اللامذهبون موتوا بغيظكم + ولا تلوموا
غيركم + فانكم مفسدون فى الارض لا مصلحون + لم تقولون ما لا تعلمون + فتوبوا
الى بارئكم + واستغفروه من ذنوبكم - فتنجوا + والا فتهلكوا + لان الشريعة عبارة
عن هذه المذاهب الاربعة فحسب وهى فيها قد انحصرت + وان هذه المذاهب
قد دونت + وقواعدها قد ضبطت + واصولها بالنصوص قد انطبقت + وبفضله
تعالى احكامها فى كل البلاد جرت + وفروعها فى جميع الجهات انتشرت + فبحار
هداياتها فى قلوب المسلمين تموّجت + ودررها المكنونة فى صدور المومنين قد
استقرت + فنفوس المقلدين بضوئها انجلت + فرأت بها ما رأت + وحصلت بها ما حصلت
وعرفت بها ما عرفت + فلذلك ترى ان الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة
فيها قد اجتمعت + لان الشريعة من غير هذه المذاهب فى الدنيا ما وجدت + واطاعة
احكام الشريعة للناس قد فرضت + فان لم تحسب هذه المذاهب الاربعة للشريعة
معتبرة فالشريعة عن الدنيا عدمت + لان ما سواها من المذاهب ليست كمثلها فى ضبط
القواعد والاصول + وفى ربط العلة والمعلول + بل كلها قد اندرست + وفى بعض كتبها
التى بقيت - اقوال المعاندين فيها قد دخلت + فتغيرت ما تغيرت + فكيف تكون
هى الشريعة التى من الشارع شرعت + فما عثرت احكامها المنتشرة فيها وما
حسبت فلا محالة ان هذه المذاهب الاربعة لاجراء الاحكام للشريعة قد بقيت
لانها من التغيرات قد حفظت + لما من الدلائل التى قد ذكرت + والاختلافات
التى بين المذاهب نظرت + فهى رحمة للعالمين من خالق الثقلين خلقت + فمن
كان خارجا عن المذاهب الاربعة فى هذا الزمان + فهو من اهل البدعة والنار و
متبع الشيطان + كيف لا وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله لا يجمع امتى
او قال امة محمد على الضلالة ويد الله على [illegible]

اللہ تعالیٰ من یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا ٥
فکما یجب علینا الایمان والتصدیق بکل ما جاءت بہ الرسل وان لم نفہم حکمتہ
فکذلک یجب علینا الایمان والتصدیق بکلام الایمۃ الاربعۃ وان لم نفہم علتہ ۔ فان قلت
ہذا شرک قلت لا ۔ لانہم کانوا من اولی الامر واہل الذکر المعروفین المقبولین وقد
اوجب اللہ تعالیٰ علینا اتباعہم بقولہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم
فان اللہ تعالیٰ قد عطف اولی الامر منکم علی الرسول والمعطوف والمعطوف علیہ فی
الحکم مساویان ۔ فاین الشرک فی ہذا الکلام مقلیم ۔ ان ہذا الا یفہمک السقیم ۔
وامرنا ان نسأل عنہم عما لا نعلم بقولہ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون ۔ و
ہدانا ان نرد المسائل الیہم ونثق باستنباطہم بقولہ وَلَوْ رَدُّوْہُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰی اُولِی الْاَمْرِ
مِنْہُمْ لَعَلِمَہُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ مِنْہُمْ ۔ واخبرنا بان الایمۃ منا یہدون بقولہ وجعلنا منہم
ایمۃ یہدون بامرنا ۔ فکیف لا یجب اتباعہم علینا ۔ وکما لا یجوز لنا الطعن فیما جاءت
بہ الانبیاء مع اختلاف شرایعہم ۔ فلذلک لا یجوز الطعن فیما استنبطہ الایمۃ المجتہدون
بطریق الاجتہاد والاستحسان مع اختلاف استنباطاتہم لانہم ما استدلوا و
ما استنبطوا الا بالحدیث ومن الحدیث وبالقرآن ومن القرآن ۔ اما ان لم یجدوا
فیہما وفی قضیۃ الصحابۃ رضی عنہم الرب المستعان ۔ حکما من الاحکام او رکنا
من الارکان ۔ فقاسوا ما قاسوا باتحاد العلۃ والبرہان ۔ فصار ہذا القیاس اصلا
رابعا لنا بنص الحدیث والقرآن ۔ اما القرآن ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ۔ وغیر ذلک
من الایات التی الفتہا فی کتابی تذکرۃ المذاہب لمطالعۃ الاخوان ۔ واما الحدیث
فعن ابن عباسؓ قال اتی رجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان اختی نذرت
ان تحج وانہا ماتت فقال النبی صلعم لو کان علیہا دین اکنت قاضیہ قال نعم
قال فاقض دین اللہ وہو احق بالقضاء اخرجہ البخاری ۔ وعن ابن مسعود
ما راٰہ المؤمنون حسنا فہو عند اللہ حسن وغیر ذلک من الاحادیث التی جمعتہا
فی التذکرۃ فارجعوا الیہا ان شئتم یا ایہا الخلان ۔ فہذہ الایمۃ الاربعۃ ہم
العلماء الذین قیل فی ثنائہم علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ۔ فاولئک ہم
الامناء للشارع علی شریعتہ من بعدہ فلا اعتراض علیہم فیما بینوہ للخلق واستنبطوہ

من الشريعة لاسيما الامام الاعظم رح فلا يجوز لاحد الاعتراض عليه لكونه من اجل الايمة واقدمهم تدوينا للمذهب واقربهم مسندا الى الرسول صلعم ومشاهدا لفعل الصحابة واكابر التابعين رضى الله عنهم اجمعين + وكيف يجوز لامثالنا الاعتراض عليه لقد اجمع السلف والخلف على جلالته وعلمه وفضله وورعه وزهده وعفته وعصمته وسخاوته وعبادته وكثرة مراقبته لله تعالى وخوفه منه فمن قال غير ذلك فهو من جملة الجاهلين المتعصبين المنكرين على ايمة الهدى المقبولين + بفهمه السقيم + وبعناده الذى بقلبه المقيم + بل يجب على كل مكلف ان يشكر الله تعالى على ايجاده مثل الامام ابى حنيفة رح فى الدنيا + الم تر كيف بذل الجهد وسعى الامام الاعظم فى استنباط احكام الشريعة الغراء + والضباط اركان الطريقة البيضاء + واماطة الاذى وسبيل المعرفة العليا + الم تر كيف استحكم به الشرع المبين + واهتدى به الخلائق كلهم اجمعين + فانه بوبه مبوبا وفصّله مفصلا + وهذبه مهذبا + ورتبه مرتبا + ونقحه تنقيحا + وعلله تعليلا + وميزه تمييزا + ويسره تيسيرا + لا تعرف مثله من الايمة فى الدنيا + فلا تجد نظيره فيها + فاذا عرفت انه افضلهم فلا تنس فضله واعمل بقوله تعالى + ولا تنسوا الفضل بينكم + واذا عرفت انه احسنهم فلا تشتغل عنه واعمل بقوله تعالى واتبعوا احسن ما انزل اليكم من ربكم + فظهر من هذا ان من انكر مسائل الامام المستنبطة من الكتاب والسنة واقضية الصحابة رض فهو كافر + لانه انكر الشريعة وكل من انكر الشريعة فهو كافر + فمنكر المسائل كافر + وكذلك من لعن او طعن فى الامام الهمام فهو ليس بمؤمن + لانه طعن او لعن المومن الذى اكمل المومنين + واجلهم واحسنهم فى الدين + وكل من طعن او لعن المومن فهو ليس بمؤمن + فطاعن الامام او لاعنه او فاحشه ليس بمؤمن + كيف لا وقد قال رسول الله صلعم ليس المؤمن بطعان ولا لعان ولا فاحش ولا بذى كذا فى التيسير + وايضا قال لا يرمى رجل رجلا بالفسق والكفر الا ردت اليه ان لم يكن صاحبه كذلك - اخرجه البخارى + وكذلك من سب الامام فهو فاسق + لانه سب المسلم + وكل من سب المسلم فهو فاسق + فمن سب الامام فهو فاسق + كيف لا وقد قال رسول الله صلعم سباب المسلم فسوق

وقتالہ کفر اخرجہ الخمسۃ کذا فی التیسیر، وقد قال اللہ تعالیٰ والذین یوذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا واثما مبینا، وکذلک من ضار الامام فہو ملعون لانہ ضار مؤمنا وکل من ضار مؤمنا فہو ملعون فمن ضار الامام فلا شک انہ ملعون، کیف لا وقد قال رسول اللہ صلعم ملعون من ضار مومنا او مکر بہ اخرجہ الترمذی کذا فی التیسیر، وقد قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ، وکذلک من لم یوقر الامام فہو خارج عن اھل الاسلام، لانہ لم یوقر کبیرنا الامام الہمام وکل من لم یوقر کبیرنا فہو لیس من اھل الاسلام فمن لم یوقر الامام فہو لیس من اھل الاسلام، کیف لا وقد قال النبی صلعم لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا اخرجہ الترمذی، فلذلک ورع الامام الشافعی رح عند زیارۃ قبرہ فی البغداد، فارضاہما اللہ تعالیٰ عن العباد، وہکذا کلہا فی کتابی التذکرہ، فما یقال لھری چند بن دیوان چند المؤلف لظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین، الذی اسلم حدعا للمسلمین، کما اسلم عبد اللہ بن سبا خدعا للمومنین، فاستفت عن نفسک، ولا تستفت عن غیرک، فہو کفایۃ لک، الم ترکیف ھذی بشناعۃ الامام فیہ فقال تارۃ ان الامام ما تلقی من احادیث الرسول الا سبعۃ عشر حدیثا، وشنع علیہ تشنیعا فاحشا، تقلیدا للمتاخرین المتعصبین المعاندین، ویا عجبا مع ذلک ینکر التقلید لائمۃ المجتہدین، وقال تارۃ ان الامام قد خالف الحدیث والقرآن فی مسائل فلان وفلان وعدھا بالبیان، واحتج علیہ بالاحادیث التی وافقت لما تہواہ نفسہ من الصحاح، واعرض عما استدل بہا الامام المصاحب للفلاح تنفیرا للمقلدین الصالحین، عن عمل الفقہ للائمۃ المجتہدین المقبولین، وقال تارۃ ان الامام قد خالف فی ھذہ المسألۃ الفلانیۃ حدیث الصحیحین، لیعلم الحمقاء والسفہاء ان الصحیحین قد کانا قبل الامام ارضاہ اللہ تعالیٰ عن جمیع المؤمنین المقلدین فلعلہ لا یعلم ھو بنفسہ ولا مقلدہ بفتح اللام ان صاحبی الصحاح بالنسبۃ الی الامام کطالب لعلم، لا بل کآحاد الرعیۃ من السلطان الاعظم، کیف لا وقد قال الامام سفیان الثوری رح انا بمقابلۃ الی حنیفۃ کالعصفور عند الباز، وایضا قال مخاطبا لابی حنیفۃ رح انت سید العلماء، الا تعلم ان المسلم الشافعی

تلمیذ البخاری - والبخاری تلمیذ للامام احمد بن حنبل رح - فاحمد تلمیذ للامام
الشافعی رح - والشافعی تلمیذ للامام محمد رح - ومحمد تلمیذ للامام الاعظم رحمہم
اللہ تعالی کلہم اجمعین - فاعرف مدارکهم ومدارجهم واحفظ مراتبهم بدرجاتهم
فلا تقل ان ادلة الامام ضعیفة - ولا ان درایته بالمغالطة قبیحة - تقلید المتعصبین فتحشر
مع الخاسرین - اما الصحاح وان کانت اصح الکتب بالنسبة الی ما بعدها - لکنها لا
عبرة لها بمقابلة الاحادیث التی استدل بها الامام الهمام قبلها - لکونه اقربهم
الی الرسول - ولذلک تلقت الامة الاستدلال بالقبول - فلا ینبغی لاحد ان
یطعن فی الامام الهمام بروایات الصحاح التی بعد المائتین وثلثة مائة دونت
ولا شک ان فیها اقوال المعاندین المتعصبین والمنافقین قد دخلت - ولذلک قال ابن حجر
فی نخبة الفکر ان الخبر اما یکون له طرق بلا عدد معین او مع عدد حصر بما فوق
الاثنین او بهما او بواحد فالاول هو المتواتر وهو المفید للعلم الیقینی بشروطه
والثانی هو المشهور والثالث العزیز ولیس شرطا للصحیح خلافا لمن زعمه والرابع
الغریب وکلها سوی الاول آحاد فیها المقبول والمردود لتوقف الاستدلال علی
البحث عن احوال رواتها دون الاول الخ - الا تعلم ان اسمعیل بن علیة الذی قال
للقرآن مخلوق واهلک بحکمه تلمیذه الخلیفة المامون خلقا کثیرا وجما غفیرا
وابو بکر بن شیبة الذی وضع فی کتابه بابا للرد علی الامام ابی حنیفة واخوه عثمان بن
شیبة وغیرهم الرواة للبخاری قد کانوا متعصبین ومنکرین علی الامام الهمام
فالحقیقة او الصداقة من الرواة النازلین من الامام بالتعصب او بتداول الزمان و
الایام قد فقدت - لان الآیة السابقون السابقون اولئک المقربون الخ والاحادیث
خیر القرون قرنی - الی - ثم یجیٔ قوم تسبق شهادة احدهم یمینه ویمینه شهادته اخرجه
البخاری - وفی روایة اوصیکم باصحابی - الی - ثم یفشو الکذب - وفی روایة ثم یظهر
الکذب وغیر ذلک التی فی التذکرة کتبت - فی فقدانها قد سبقت - بل علی کذب
الرواة النازلین قد شهدت - فاین الاعتماد علی جمیع روایات الصحاح وکیف یرد
بها الاحادیث التی استدل بها الامام المصاحب للصحابة - ولا شک ان اعتبار الروایات
باعتبار الرواة واعتبارهم باعتبار قرب زمانهم الی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم -

مع قوة عدالتهم وایمانهم وفضلهم وعلمهم وورعهم وزهدهم وعفتهم وخوفهم من
الله تعالی ولاشك انه قد ثبت ان الامام الاعظم التابعی اقربهم سندًا الی الرسول
صلعم + واقدمهم تدوینا للمذهب + واکملهم ایمانا + واجملهم اسلاما + واعلمهم
علما - وافضلهم فضلا - واورعهم ورعًا - واحسنهم دینًا - فانصف فی قلبك - و
استفت عن نفسك + اتعرف مثله فی هذه الامور المتعرفة من رواة الصحاح النازلین
عنه فی الدرجة البعیدة التی قد شهدت بکذبه الاحادیث المذکورة + فینبغی لنا
العمل بالاحادیث التی استدل بها الامام + ولو ضعفها المتأخرون تقلیدا لاکثر
المعاندین لذلك الامام الهمام + اولرؤیتهم التغیرات فیها لبعد الزمان وتداول
الایام + ولو لم یوجدن کلها فی الصحاح + لما قال صاحبوها ترکنا الاکثر من الاحادیث
الصحاح + فتامل فی هذا الکلام فانه ادق الدقائق - واحسن الحقائق + قد زلت
فیه اقدام اکثر الخلائق - فلقد نصحتکم علیه یا ایها الاخوان - بنصرة الله المستعان
فان خضتم وتدبرتم ایها الخلان + فتجدوا کلها فی کتب اهل الکشف والعرفان
والله اعلم بالصدق والصواب + والیه المرجع والمآب + هذا ما کتبه الحقیر الفقیر
المفتقر الی ربه الکبیر - خادم المقلدین محمد عبد القادر
غفر له ولوالدیه رب العالمین - المدرس الاول للمدرسة
المحسنیة فی بلدة الهجلی صانها عن الآفات هو العلی -
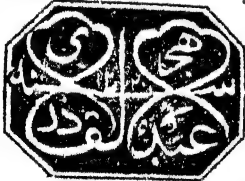
باسمه سبحانه - فما کتب مولانا المنصور علی + من الدلیل والبرهان الجلی + کاف
لجواب غیر المقلدین + الذین رأیهم غیر متین + وینبغی ان یقال انه ذو الفقار علی
لقطع براهین الباطنیه + وماحی لادلتهم الواهیه + وجعل الله المنصور منصورا علی
المفسدین + بمقتضی اقوال القائلین + لکل من اسمه
نصیب + وهذا شئ لیس بعجیب + الراقم غلام سلمانی
العباسی عفا الله عنه ولدیه سوم مدرس مدرسهٔ محسنیه هوگلی

نحمده ونستعینه --- اجمع سادات الفقهاء وفحول العلماء من السنة والجماعة علی صحة
التقلید ووجوبه احتیاطا لسد باب الفساد فی الارکان الاسلامیة + وتالیفا
لقلوب المسلمین فی الامور الشرعیة + فلاشك ان القول ببطلانه قول یخرب

بناء الاصول الاسلامیه + و یفرق بین صلحاء الامة المصطفویه + قد اجاد مصنف
هذا الکتاب فی رد اعتراضات المبطلین الساعین فی ارض الله بالفساد فی الدنیا والدین
والمریدین باطفاء نور الله الساطع فی اقطار العالم کالشمس فی ضحو النهار بالافتراء علی
سادات الایمة المرحومین فجزاه الله تعالی عن المسلمین خیر الجزاء
فی الدنیا والآخرة امین + هذبه محمد عبد العلی الاسلام آبادی عفی عنه

لله در المجیب الفاضل اللبیب قد اجاد فی جواب غیر المقلدین المفسدین + لا دنیا لهم
ولا دین - وبئس القوم قد ظهروا فی زماننا - وهم یشتمون ایمة دیننا - ویقولون ان
الایمة المجتهدین - قد اهدموا بناء الاسلام والدین + بآرائهم الباطلة + واقیستهم
الفاسدة + واظهروا طریقا خلاف الحدیث والمثانی - واضل الناس ولا مثلهم
فیه ثانی - والمقلدون سلکوا طریقا غیر حق - وانهم علی الباطل ونحن علی الحق +
لا نا نعمل بالقرآن وحدیث خیر البریه + وهم یعملون بآراء ابی حنیفه + هیهات
هیهات هذا لرکاکة رایهم - ومن قلة بضاعتهم - اما فهموا ان الایمة رکن الاسلام
وما کان غرضهم انهدام بناء الاسلام والانعدام - وقد ادرک امامنا الاعظم صحابا
عدة + ولیس فی ذلک شئ من الریب والشبهه - وقد بلغ فی العلم والعمل درجة
القصوی + واجتهد من القرآن والحدیث من المبتدأ الی المنتهی - والاستنباط
والقیاس کله مستنبط من کلام الله - ومن حدیث خیر البریه - وکان فی خیر القرون
الامام ابوحنیفه رح - وفی الزهد والورع کان عدیم المثال بلا شک وشبهة + وکیف
یکون اتباع الایمة من ضلال + من غیر قیل وقال + لان المقلدین اتبعوا اولی الامر
منهم + وما اخذوا سبیل الشر والکید مثلهم + الا ایها الاخوان ان کیدهم ککید
الشیطان + لا ینبغی للعاقل ان یقع فی شرکهم - لانه ما نجی کل من وقع فی فخهم
وما رأیتم انهم سلکوا طریق التلهی الحرام + واخذوا طریق الفجرة اللئام + ففی حین
من الاحیان یاخذون دلائل الروافض والمعتزلة - ویلزمون حقیة من برأیهم
الباطله - وربما یستدلون بدلائل الشافعیه - لیغلبوا علی المقلدین لابی حنیفة
فظهر الآن ان غیر المقلدین - رایهم غیر متین + وهم مضل ومضل - وما سلموا
من الخلل والزلل - فنعم ما قال القائل المرء یقیس علی نفسه - فنسبوا الضلال

الى الحنفي دون غيره + لله در المصنف + لا فض فوه فانه كلما اجاب + قد اصاب و اجاد بما اراد - فهذا نعم الكتاب - وحسن الخطاب - لمطالعة اولى الالباب - نمقه محمد راشد اول مدرس مدرسۂ عربیۂ محسنیۂ هوگلی -

هيهات هيهات ان متوهمة الزمان قد زوروا القول تزويرا + وضلوا واضلوا كثيرا + وعتوا عتوا كبيرا + مع انهم لا يفقهون الا قليلا + وتأهبوا لهدم دعائم الدين + وتشمروا لاستيصال قوائم اليقين + فويل لهم مما كتبت ايديهم وويل لهم مما يكسبون + و تشبثوا بدلائل ركيكة + وتمسكوا ببراهين ضعيفة + فمثلهم كمثل العنكبوت + وان اوهن البيوت لبيت العنكبوت + وعموا وصموا عن حجج بينة + وعمهوا وغووا عن محاج واضحة + فهو كنوا امتن عمياء + وخبطوا خبط عشواء + ان اولياؤهم الا الطاغوت يخرجونهم من النور الى الظلمات + فيا ليت شعري كيف تبادروا الى التشنيع والطعن على الامام الهمام القمقام + اسوة الائمة الكرام + قدوة الانام + نبراس الملة الحنفية البيضاء + ذى الاخلاق السنية والسناء + قامع البدعة + محي السنة + سراج الامة المنوية + صلى الله عليه وعلى آله واصحابه اجمعين وسلم - لله در المجيب ما اجود ما اجاب - لقد جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا اللهم اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين + ربنا اغفر لنا ذنوبنا وكفر عنا سياتنا وتوفنا مع الابرار + بحرمة النعلين الشريفين المعظمين لحبيبك ورسولك خاتم النبيين والمرسلين صلى الله عليه وعلى آله واصحابه وسلم اجمعين - آمين ثم امين + نمقه اكبر علي عفي عنه مدرس مدرسۂ عاليۂ كلكته

من طعن على الائمة سيما على الامام الهمام مقتدى الائمة العظام + المحيي لشريعة خاتم الانبياء عليه وعليهم السلام امامنا وسيدنا ومولانا الامام ابي حنيفة رحمه الله تعالى فمثله كمثل كلب ان تحمل عليه يلهث او تتركه يلهث - فلله در المجيب العالم النحرير حيث افصح بسوط الجواب غاية الافصاح + وشعله عن النكاح ... من اجاب فقد اصاب اللهم لا تجعلنا مع القوم الظالمين + ادخلنا في عبادك الصالحين واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين +

لقد جاد الحبیب بتحریر فیما افاد، واتی بما یفہم من اراد فی الارض الفساد، وبالغ فی اشاعة تحریر واحیاء الدین، وسعی سعیاً کاملاً فی ازالة الشکوک عن قلوب المفسدین، فیجعل اللہ سعیہ الجمیل مشکوراً، وابقی ذکرہ فی بطون الصحائف مرقوماً ومسطوراً، وهدی جماعة المؤمنین الی سبیل الرشاد، وصانهم عما یقتضیه البغی والعناد، انه هو الموفق والمعین، فی کل ساعة وحین، وصلی اللہ علی خیر خلقه محمد واٰله واصحابه اجمعین، حررہ العبد الاواہ،

محمد محمود

محمد محمود اسلم غفر اللہ ذنوبه ستر عیوبه، مدرس مدرسۂ عالیۂ کلکتہ

تقاریظ مثبتہ دستخط و مواہیر علمای مشاہیر حیدرآباد دکن و مدراس

الحمد اجوبہ در کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مولوی صاحب جامع معقول و منقول کشاف دقائق فروع و اصول جناب مولوی محمد منصور علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ دابقاہ مرقوم فرمودند صحیح و خلاف آن باطل جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء، باید کہ جمیع مسلمانان بران عمل لازم و واجب دانند اگر نام این کتاب دافع التلبیس یا ہدایۃ المضلین نہادہ شود بجاست۔

عنایت علی

محمد امجد علی

الحمد محمد رسول اللہ … المتبرک فضل الملک … خادم شرع قاضی میرزا …

محمد علی

بسم اللہ الرحمن الرحیم وقد رأیت هذا الکتاب کله من اوله الی آخره وجدته صحیحاً کاملاً الجواب لاریب فیه وختمت علیه علی صحته اعنی کتاب الفتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین لمولانا اولی الفضل والکمال مولوی محمد منصور علی صاحب جزاہ اللہ تعالیٰ عنا وعن جمیع المقلدین لمذهب امام ابی حنیفه رضی اللہ عنه خیر الجزاء، وانا الفقیر الضعیف حامل نعال العلماء العاملین الصوفیین الکاملین۔ محمد اکبر علی عفا اللہ عنه۔ فقط۔

قد اصاب من اجاب

محمد ۱۲۹۱ محمد ابو سعید

خلف الرشید و ولیعہد مولوی محمد اکبر علی خان

جناب مولوی محمد لیاقت خان … الملک ناظر … فی … المحدثین فقیہ

باسمہ العلی الاعلیٰ

کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین تالیف جناب مولوی محمد منصور علی خان صاحب دامت برکاتہم ابتدا سے تین سو چھتیس صفحہ مطبوعہ تک ملاحظے میں آئی۔ الحق یہ کتاب دلائل قویہ و براہین …

چکھا دین ہم مزا انکو ذرا سب تبریہ کا
جہان مین جو وہی ملعون ہین بدکردار لامذہب
سزا دیکر بتا دین معنی وہابیت انکو
تو ہم بھی صاف کہدینگے ہین اہل النار لامذہب
شرر انکے آب و گل مین ہین جھی بھی نکلے دیکھے ہین
اگر رکھتے ہین گرم فساد کا بازار لامذہب
جہان دیکھو نظر آتے ہین جاہل ہر مقلد کے
مقابل اہل مذہب کے گئے ہین ہار لامذہب
عجب یہ فرقہ وہابیہ ہی فتنۂ دوران
اگرچہ لڑنے آوین باندھکر ہتھیار لامذہب
انھون نے شہر دہلی مین بہت اب سر اوٹھایا ہے
شراب شرک و بدعت سے ہین خود سرشار لامذہب
مقلد گلشن دین نبی کے ہین گل تازہ
کہ مکہ مین مقلد ہین بلا انکار لامذہب
بیٹھین ایسے یہ کعبے مین کہ دم ہو ناک مین انکا
کہین سنتے نہون باتین بس ہین بیزار لامذہب
گریبان کھولکر پھرتے ہین یہ صورت حبشی
رکابی مذہب اور مطلب کے ہین بس یار لامذہب
خوشامد کا ہنر ہین اور دروغ انکا مذہب ہے
ہین شر مین بھی شرار الناس کے سردار لامذہب
ہی عامل بالحدیث انکا لقب لیکن حقیقت مین
سمجھتے ہی نہین قرآن کے بھی اسرار لامذہب
نہین پہچانتے قرآن کی آیات صریحہ کو
سمجھتے ہین صلوٰۃ اور صوم کو دشوار لامذہب
نہین پہچانتے ہین منقطع موقوف و مرسل کو

ہمارے سامنے آوین اگر اکبار لامذہب
تبرا کرتے ہین مثل روافض یہ مقلد پر
کرین جا کر کسی حاکم سے استفسار لامذہب
تعصب سے یہ اندھے امر حق کو حق نہین کہتے
کبھی ہرگز نہونگے راست و ہموار لامذہب
جہان جاتے ہین وہ ان کرتے ہین برپا اک نیا فتنہ
مگر کھاتے ہین رک رک کے ہزارون بار لامذہب
مقلد معرکہ نہین کرتے رہتے ہین انھین سے جنگ
جہان دیکھو وہان لڑنے کو ہین تیار لامذہب
یہ کیا ہونگے مقابل معرکہ آرائی مین ہم سے
اوتارے جائینگے اگر ورغبنا یار لامذہب
گل تقلید انکی آنکھون مین کانٹا سا چبھتا ہے
مگر باغ شریعت مین ہوئے ہین خار لامذہب
تقیہ مثل شیعہ انکے مذہب مین بھی جائز ہے
عقائد گر وہان اپنے کرین اظہار لامذہب
ہین سادات نہین اکثر ہین فسادات انکی طینت مین
پہاڑی ہین بنائین اپنا گھر کہسار لامذہب
یہ سب دنیا کے سب ہین خلوص ہند کی کہیا
کہ ہین کھانے کمانے مین بڑے ہشیار لامذہب
بدی کا خون سودا وہی بہرا ہوا انکی رگ رگ مین
نہ عالم ہین نہ عامل بلکہ ہین فجار لامذہب
نہین تصدیق ہے انکے دلو مین نور ایمانی
حدیثون کا بھی کرتے ہین صریح انکار لامذہب
روا ہین تو ہین مصداق یہ قاتلوا الناس کے
نہین محبت کے قابل کہتے ہین آثار لامذہب

بزرگان سلف پر یہ ہمیشہ طعن کرتے ہین
اوٹھائینگے بہت ذلت سر دربار لامذہب
اگر کہتے ہمین وہ ناری مقلد کو تعصب سے
نہونگے خواب غفلت سے کبھی بیدار لامذہب
زبان اور دل مین انکے نام کو بھی نہین اصلاح
فساد اور شیطنت کرتے ہین ہر بار لامذہب
کبھی بازی نہین پائی انھون نے بحث مذہب مین
اگرچہ ہوا دہر ایک اور وہ ہون چار لامذہب
ولیکن اہل تقلید انکو دم بھر مین بھگا دیوین
نہ ٹھہرین تو کدم بھاگین وہ مثل سگار لامذہب
کہا کرتے ہین یہ تقلید کو سب شرک اور بدعت
نہین دیکھینگے ہرگز خلد کا گلزار لامذہب
مقلد سے یہان لڑتے ہین اور تکرار کرتے ہین
بلا شک ہین فریبی جعلی و مکار لامذہب
مسلمانو بچو ہر دم تم انکے فتنۂ و شر سے
بجا ہے گر کہو ہین سید الاشرار لامذہب
جہان کھانا کو دیکھا روٹیونکی سی یہ کہتے ہین
جدھر دیکھو ادھر ہین بندۂ زردار لامذہب
بظاہر خیر کا دم بھرتے ہین یہ اجوف الباطن
مگر ظاہر مین بنتے ہین بڑے ابرار لامذہب
یہ کیا جانین جو ہونگے دقائق اور حقائق کو
اگرچہ حسب ظاہر کرتے ہین اقرار لامذہب
فرائض ہی تقلیلی کرتے ہین اور تارک ہین سنت کے
زوائد کو ہین کہتے زائد و بیگار لامذہب
رسالہ ہے جو اک اظہار حق رکھا ہی نام اوسکا

مصنف اوسکا ہو اک زندہ وبد اطوار لامذہب
کیا بہتان رسول اللہ پر بھی سید شرک کا یہ
کر قبر شیخ نجدی کی ہین حج درزوار لامذہب
وہی یہ کام کرتے ہین جو کچھ انکا جی چاہے
کر اپنے گھر مین بن بیٹھے ہین خود مختار لامذہب
کبائر ہون بلا انکی لیکن ہین جہان مولد
کرین خود اپنی بے دینی پر استغفار لامذہب
بجا ہی جیسے اس فتح المبین کی فتح کا ڈنکا
جو دیکھین نا سنین یہ چھپ چکے اشعار لامذہب
مقلد ہونگے اس تاریخ سے خندان شان گل

خلاف نص سرکی چربی کو کہا حلال آہ
کہ ہو وہ بے ادب لے دین و ناہنجار لامذہب
کہے جو یا رسول اللہ مشرک اسکو کہتے ہین
ہوئے ہین نفس امارہ کے خدمتگار لامذہب
گنوار اکثر ہین لیکن کہتے ہین شکات کو مسکات
وہان کرتے ہین بیجا بحث او تکرار لامذہب
بحق احمد مرسل مقلد یک قلم سب ہین
ہزیمت پا چکے ہین ہردم دم گفتار لامذہب
ہوئی فتح المبین سے صاف ظاہر انکی بے دینی
ولیکن جلکے کہائینگے دلون مین خار لامذہب

ہوا ہمکو ثابت کہاتے ہین حشو دار لامذہب
زیارت سے مزار مصطفی کے منع کرتے ہین
پہنتے ہین مگر خود شرک کا زنار لامذہب
کرین حرمت کی حلت او حلت کی کرین حرمت
کہ ہین ڈھیلے جلاہے تیلی و سنبھیا لامذہب
دعا کر اے مقلد حق تعالی سے یہی ہردم
رہے باقی نہ کوئی نام کو ہنجار لامذہب
کباب آسا جلینگے آتش بغض و عداوت مین
مسلمان نام کے ہین پر نہین دیندار لامذہب
مقلد سے او ٹہا کے پاؤن اور سر کو دبا کے

لکھی تاریخ اسکی - ہین بڑے مکار لامذہب

ایضاً نتیجہ زیر قلم بلاغت رقم سخن سنج فائق مولوی عبد الخالق صاحب لائق

امام زمان فخر دین بو حنیفه
گروهے ز ناقص خیالان ارذل
ز تحقیق و تدقیق فکر مصنف

که کامل بشرع آمده بلکه اکمل
بنام ایزد این نسخه تصنیف گشته
دقائق شده آسان مسائل شده حل
جوابات دندان شکن شد مدلل

شده معترض بر وی از راه بهتان
پے رد لامذهبان مضلل
بتاریخ آن در رقم کلک لائق

تواریخ

طبع

از تازه فکر علامہ افاضت مآب مولانا محمد منصور علی خان صاحب مصنف ہذا الکتاب عم فیضہم

نَحمَدُ رَبَّنَا وَنُصَلِّي عَلٰی
مَن طُبِعَت نُسخَةُ فَتحٍ مُبِين
فِيهِ بِفِقهٍ وَحَدِيثٍ وَآيٍ
اَيَّدَنَا اللّٰهُ عَلَى المُفسِدِين

سَيِّدِنَا الخَاتَمِ لِلمُرسَلِين
لِلحَنَفِيِّينَ بَدَت نُصرَةٌ
رُدٌّ عَلٰی مَذهَبِ لَامَذهَبِين
جَاءَ كَمِنَ المُصحَفِ تَارِيخُهُ

بَخٍ بَخٍ الآنَ لِرَدِّ الظَّفَر
اِنَّ لَهُم ذٰلِكَ حَبلٌ مَتِين
قَد حَصَلَ الفَتحُ لَنَا بِالجِدَال
اِنَّا فَتَحنَا لَكَ فَتحًا مُبِين

از نتائج فکر علامہ وحید مولوی حافظ محمد عبد الحمید آنرز علمای دار العلم والعمل فرنگی محل

بنام ایزد این نسخه مطبوع شد
ز تصنیف نحریر حبر ادیب

بطبع غریب و بصنع عجیب
باوصاف هر علم و فن متصف

بود نام نامیش فتح المبین
مفسر محدث فقیه و ادیب

سلعای بالمجادلة التی هی احسن کما قال اللہ تعالی لنبیه صلی اللہ علیه وسلم وجادلهم بالتی هی احسن فحمل الجدال علی التعصب بخلاف الحق خاصة خلاف لهذه الآیة لانه فیها بمعنی اظهار الحق وابطال الباطل وهو مامور به

ادیب آنکہ منصور شد بر حریف
بقول عرب آنقضیب تصیب
ہر آنکس کہ خواند بصدق این کتاب
رقم زد با قوی دلائل مجیب
کسانیکہ تقلید برہم زنند
تو گوئی کہ آمد قیامت قریب
ظفریاب کن اہل تقلید را
ز قرآن معجز نماے غریب

حریف آنکہ باشد ہزیمت نصیب
قلم شد سر دشمنان یک قلم
ہر آئینہ گردد بہ سنت مصیب
زہے آب و رنگ مضامین او
تو گوئی لہم من عذاب مہین
شد آنکس کہ بیمار لا مذہبے
الٰہی بحق رسول حبیب
ندا از لب ہاتف آمد حبیب

بہر گرد ... سد ... انچہ مقصود ماست
قلم را علم کرد چون آن لبیب
جوابات سرکوب دندان شکن
ز باغ سخن مید ہد نفخ طیب
آخر زبان شد بپا فتنہ
نہ ادر ا علاجے نہ او را طبیب
چو تاریخ نصرت قرین خواستم
کہ نصر من اللہ فتح قریب

ایضاً از نتائج فکر صاحب التنبیہ و التبکیت المحدث المولوی فہیمی احمد حسین صاحب امروہوی مدرس مدرسہ سیتاپور

ذرا انصاف کی آنکھون سے اسکو دیکھو
ہر اک بات اسکی رد و مین جو آئی کیا دلکشا عمدہ
... اہم مسائل حق جو سکا نہ رجد و سے
خفی کیا دلکشا عمدہ جلی کیا دلکشا عمدہ
جو پیدا سال چھپنے کا لب ہاتف سے نکلا

کتاب بے بدیل مصنف نے لکھی کیا دلکشا عمدہ
کتاب ہے حسن خوبی کی نتیجہ جالی ہی بہتر
اور اسکی لوح و پیشانی بنی کیا دلکشا عمدہ
ضمیمے کو جو دیکھا خصم منکر ہیچ بول اٹھا
کتاب رد محی الدین چھپی کیا دلکشا عمدہ
سن تصنیف سید اوصفی کیا دلکشا عمدہ

جو کتابت ... ہے ... مین سلسلے دلا ...
کہ خطاطان خوشخط نے لکھی کیا دلکشا عمدہ
ہر اسکا نسخ و نستعلیق ہر اک خط سنما شفیعہ
کہ حق بات ہمین ظاہر ہوئی کیا دلکشا عمدہ
جو کا ٹو سر وہابی کا تماشا ہو ابھی تن مین

ایضاً از بندۂ اثیم محمد عبد الحکیم عفا عنہ اللہ الکریم بحرمۃ نبیہ الرحیم

فتح المبین کی طبع نے کس دھوم دھام سے
اس آفتاب طبع نے اوسکو بجھا دیا
الزامی اجو بے سے مصنف نے یک قلم
ہر مسئلے کا شرع سے ماخذ بتا دیا
وہابیت کی بیخ کو پھینکا اوکھاڑ کر
میدان صفحہ تیغ زبان سے کھا دیا
اتباع شیخ نجد نے کھائی ہے کیا شکست

سارے جہان مین فتح کا ڈنکا بجا دیا
لا مذہبون مین اس سے پڑی ہی کہلبلی
جتنے مطاعن انکے تھے سبکو اوٹھا دیا
سارے معاملات نہان کر دیے عیان
تقلید حق کو دلمین ہر اک کے جما دیا
پھر کیا مجال تھی کہ یہ کرتے مقابلہ
پائی سزا خیال ظفر کو بھلا دیا

لا مذہبی کی آگ جو بھڑکی تھی ہر طرف
وہابیونکو خواب گران سے جگا دیا
قرآن اور حدیث سے کیا کیا دیے جواب
سب اونکے داؤ گھات کا خاکا اوڑا دیا
طبل و علم دوات و قلم لشکر سخن
الدم مین سبکو تیغ دو دم سے بھگا دیا
اس معرکے مین مارے دالیلو انکی مار کے

فوج عدو کو ہند سے رستے تک ہٹا دیا	تالیون سے خنگِ خامہ کی میدانِ جنگ مین	ہاتف نقیب پاس سے جرأت کے منادیا
اب ہمکو ان مخالفون سے خوف کچھ نہین	اللہ نے تو فتح کا تمغہ دلا دیا	ڈنکے کی چوٹ کہنے تو اس نظم نے ہے نیز
للکار کر شکست کو انکی سنا دیا	تھی فکرِ سالِ طبع کہ الہام آ گئی	فتح المبین نے فتح کا ڈنکا بجا دیا ۱۳۰۲ھ

ولہ تاریخ تصنیف مشتمل بر صنعتِ وجہین و ذو قافیتین و تجنیسین

تا گل این نسخۂ نصرت شگفت	مے وزد از ہر سبب منصور باد	سرزدہ چون امرِ حق از حضرت باد
زد دلم از جوششِ منصور باد ۱۳۰۲ھ	مصرعِ سالش زدہ کلکم رقم	نصرت حق حامیِ منصور باد ۱۳۰۲ھ

اشتہار

مقلدین ملتِ حنیفہ و تبعین سنتِ شریفہ پر واضح ہو کہ جو مجتہد لا مذہبان پنجاب منحرفِ جادۂ صواب طاعنِ ائمۂ مجتہدین مولوی غلام محی الدین نے ایک کتاب ظفر المبین فی ردِ مغالطات المقلدین ایسے سخت الفاظ خلافِ تہذیب کے ساتھ لکھی تھی کہ جس سے تمام مقلدین ہند کا سوادِ اعظم جوش مین آیا اور تقلید مذہب معین مین ہوائے نفس کی آزادی نے قدم جمایا تو ناچار واسطے دفع فسادِ دین و رفع عنادِ منکرین کے عالم باعمل فاضل بے بدل جناب مولانا محمد منصور علی خان صاحب مراد آبادی شاگرد رشید علامۂ وحید جناب مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم نے اس کتاب کو تصنیف فرمایا اور بعنوان شایستہ انصافانہ بغیر تعصب کے حدیث و قرآن کے دلائل سے ہر اعتراض کو اوٹھایا اور حنفیہ کے ہر مسئلے کا ماخذ کتاب و سنت بتا دیا بعد ازان ہر چند راقم محمد عبد الحکیم نے اس کتاب کو ماہ ہندسہ (۴۸۴) صفحہ دو ورق ٹائیٹل کے مطبع نجم العلوم فرنگی محل مین باجرت سنگ چھپوا کر واسطے تصدیق و اعتبار کے جا بجا بلاد ہندوستان و حرمین شریفین مین علماے نامی کے پاس بھیجا با وجود اس مستعدی اور سرگرمی کے دو برس کا زمانہ اسیر مہرین کرانے اور تقریظین لکھوانے مین گذر اور ضمیمہ کا تا تمامی مع فہرست اولی ایک مدت تک مطابع دیگر مین چھپتا رہا اب بفضلہ تعالی بصرف زر کثیر با ہمہ تاخیر اس مجموعہ کی تکمیل ہو گئی اور بنظر تقویت دین و منفعت مقلدین قیمت اسکی مع محصول (عہ) رکھی گئی اور چونکہ حق تصنیف اس کتاب کا مصنف صاحب موصوف سے بطریق ہبہ حاصل کیا گیا ہے لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ کوئی صاحب اس کتاب کے چھپوانے کا قصد نفرمائین اور بارتکاب جرم حق تلفی حفظ کتاب کے حسب قانون ایکٹ (۲۵) ۱۸۶۷ء ماخوذ ہو کر نفع کے بدلے نقصان نہ اوٹھائین ہان جسقدر نسخے مطلوب ہون مقامات مندرجۂ آخر کتاب سے منگوالین ۔

جدول مزیل اغلاط فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مع ضمیمہ موسوم بہ تنبیہ الوہابین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱	۱۱	نکر	نگر	۴۳	۱	لین	سے	۶۵	۴	بلانا	پلانا
۱۳	۱۵	بیحری	بیتحری	۴۷	۴	امامہ	اسامہ	۶۶	۱۷	یدأ	یدا دأ
〃	۱۶	یکذب	یکذب	۵۵	۲	اوسکا اونکو	اوسکا اوسکو	۶۸	۱۸	کان عطل	کان اعطل
〃	۱۷	چھوٹ	جھوٹ	۵۶	[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃	〃	الیٰ مَن	الیٰ آمن
۱۴	۱	قال قال	قال					〃	۱۹	اگر موقوف کردوں میں	موقوف کرنا میرا
〃	۴	کہا او نعوذ	+								
〃	۲۰	ترمذی	ترمذی کی	〃	۱۲	اجلت	اجلت	〃	〃	تو اچھا جانتا ہوں	اچھا ہم جیسے نزدیک
۱۶	۹	یا صحیح	صحیح	۵۷	۱۳	الملعے	المعنے				
۱۸	۱۳	کی	کی ہی	〃	۱۴	تخصیصھا	تخصیصہا	۶۹	۱۳	ایسے	ایسے ہی
〃	۲۱	افتہ	افقہ	〃	۱۶	العلماءُ	العلماءِ	۷۰	۱۹	فسوق	فسوخ
۱۹	۱۰	کہ	کہ فقاہت	〃	۱۸	الاکثرُ	الاکثرِ	۷۱	۸	نیا	انشا
〃	۱۱	بات کے	+	〃	〃	اکثرُ	اکثرِ	۷۴	۴	ضروری	ضرور
۲۱	〃	اور اور	اور	۵۸	۱	طرف	کے ساتھ	〃	۹	کہ	ایسا
۳۱	۳	الصباغۃ	الصیاغۃ	〃	۲ و ۳	یعنی مناسبتی	سے لیے گئے	۷۷	۱۷	دلائل	دلائل
〃	۸	منہا	فیہا	〃	۶	پس	ہی پس	۷۸	۲۰	یہ	اور
۳۲	۲	اوس سے	فیہ	〃	۸	اشنین	اثنین	〃	۲۱	اسکے اوسکو	اوسکو
〃	۶	او	اور	〃	۱۳	۲۸	۳۸	۸۰	۴	آپنے	اپنے
〃	۷	مذہب	مذہبہ	۵۹	۲	لیے	سے	۸۱	۳	میں	سنے
〃	۱۵	باپندی	پابندی	〃	۸	اشدہ	اشُدہ	۸۲	۹	ملخص	+
۳۴	۱	واجب	واجب علی الاطلاق	〃	۱۱	اغدہ	اشُدہ	۸۳	۷	مُحرم	محترم
〃	〃	کہ	+	۶۰	۱۹	پھر	پس	۸۴	۱۷	تنتقع	یُنتفع
۳۸	۲	او	اور	۶۱	۱۲	ادخلتکم	ادخلتکم	〃	۱۸	العُقود	العَقود
۳۹	۳	الذین	الذین	۶۴	۱۰	جاہر	جا ہر	〃	۲۱	للاصطبا	للاصطیاد
۴۱	۸	موجد	موجود	〃	۲۱	ہی	بھی	۸۵	۱۴	تحقیقا	تحقیقا
۴۲	۱۸	انکا	انکا	۶۵	۱	بھی	+	〃	〃	رخص	رُخص

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۷	۸	المتلف	المتکلف	۱۹	۱۱	ویجل	یجل	۱۵۳	۱۵	الآثار	معانی الآثار
۸۸	۱	لمال	کمال	〃	〃	شہابَ	شؤبَ	۱۵۴	۵	ہم	+
〃	۴	نقاہت	کمال			الطلاءَ	الطلاءِ	۱۵۵	۹	حدیت	حدیث
〃	۱۰	مانتے تو	مانتے جناب من	۱۱۹	۱۸	ہے	+	〃	۱۰	شلیہ	شیبہ
۹۱	۱	تنزیہیہ	تنزیہ	〃	۹	کا ہو	کا	〃	۱۸	اون	اوس
۹۲	۹	التفضیل	التفصیل	۱۲۳	۲۱	کھڑے	کڑے	〃	۲۱	حدیث	حدیث
〃	۲۱	اکثر	واکثر	۱۲۴	۷	قبلها	قبلهما	〃	〃	ہو	ہو
۹۵	۱۹	قحمًا	قحمًا	〃	〃	〃	〃	۱۵۶	۱۷	ندر	نذر
۹۶	۴	اوس	اوس سے	۱۲۵	۶	اشدُّ	اشدَّ	۱۵۸	۹	سکے	+
〃	۱۶	دیوے	لیوے	〃	۱۱	تذ ہوا	تدّ ہوا	۱۵۹	۱	ہیں	ہی
〃	۱۹	سے	نے	〃	۱۶	لا تنزکوا	لا تترکوا	〃	۹	ہر روز	ہر روزہ
۹۷	۱	رد کرتا	رد کرے	۱۳۰	۲	نقل	نفل	۱۶۰	۷	مرجیۃ	مرجیہ
〃	۵	الکانی بالکانی	الکالئ بالکالئ	۱۳۵	۲	ایسے شیخ	ایسا نہیں جسکا	〃	۱۶	وہ	اور وہ
〃	۱۴	یا بعد	اور بعد	۱۳۶	۸	ابو الزنا	ابو الزناد	۱۶۱	۱	تغریب	تقریب
۹۸	۱۱	تو	+	۱۳۷	۱۴	لا بکبر	لا یکبر	〃	۲۰	جزا	جز
۹۹	۵	المجنونُ	المجنونِ	۱۴۰	۱۴	مطق	مطلق	۱۶۳	۵	فعل	قتل
۱۰۱	۱۴	کہ	+	۱۴۱	۴	جو	جنھوں نے	۱۶۸	۱۰	کہ	+
۱۰۲	۶	جو	+	〃	۱۵	ذلک لا	ذلک لما	〃	۱۸	ایجاب کے	سے
〃	〃	آئی ہو	+	〃	۱۶	کانت	کانت	۱۷۱	۹	مِنکَ	مِنکِ
〃	۷	جو نماز فجر	نماز فجر کے	۱۴۳	۴	صاحب	+	۱۷۲	۱۵	الشُبہات	الشبہات
		بین آئی ہو	عدم جواز میں	۱۴۵	۱	فاذعوا	واذعوا	〃	۱۹	اسکو	اُسکو
〃	۱۶	لکھتا	لکھنا	۱۴۹	۱۳	کو	کا	۱۷۳	۷	کونڈ	کوتہ
۱۰۳	۱	ہو	ہو تو	۱۵۰	۱۲	میں ہوا سو سطے	ہی اس واسطے	۱۷۸	۱	ابن	بن
〃	۲	ہوتی	ہوئی	۱۵۱	۹	کا	سے	۱۸۲	۲	جبت	حجت
۱۰۷	۴	او	اور	〃	۲۰	پڑھی	پڑھتی	۱۸۳	۵	کھلیان	کھلیان سے
〃	۱۹	ضعَ	ضعیف	۱۵۲	۱۴	النخعی	النخعی	۱۸۸	۱۱	اغسلہ	اغسلہ
۱۰۹	۱۰	یدل	بدل	〃	۲۰	کیا	کہا	〃	۱۳	الغلام	الغلام و

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۱	۱۴	بھی	+
۱۹۲	۳	او	اور
〃	۱۴	گی	کی
〃	۱۵	ہر	تھی
۱۹۳	۲	ہوجانے	ہوجائے
〃	۵	ہنرلے	بہنرلے
〃	۱۹	جب	جب تک
۱۹۶	۱۲	اسی	اس
۱۹۸	۔	تلفی	تلقی
〃	۹	کرادتے	کرادیتے
〃	۱۴	نقصدن	نقصان
〃	۱۹	حرم	حرام
۱۹۹	۱۲	انتقصت	انتقصَتْ
〃	۲۱	انّما	إنّما
۳۰	۲۰	تو	+
۲۰۱	۲۱	فرماایا	فرمایا
۲۰۲	۲	ہاہھ	ہاتھ
〃	۵	ادعی	ادّعی
〃	۶	صاجب	صاحب
〃	۱۷	نیس	تیس
۲۰۴	۶	تگ	تک
〃	۱۲	یحلس	یجلس
۲۰۶	۵	قال	قال
〃	۲۱	پوچھی	پوچھا
۲۰۸	۱۳	من انّ	منه إنّ
〃	۱۱	علیاہ	علیہِ
〃	۱۲	المتصدّق	المتصدِّق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۸	۱۰	اعطیتکما	اعطیتکُما
۲۰۹	۱۹	ہاتھو	ہاتھون
۲۱۲	〃	قدرتً	قُدرَتَ
۲۱۳	۱	غبا	غبار
۲۱۴	۔	[illegible]	[illegible] سے
〃	۱۵	درنہ	کیونکہ
〃	۱۶	قبل	بعد
۲۱۹	۶	ہوتا	ہوتا کہ
〃	۵	[illegible]	[illegible]
۲۲۰	۱	لو	تو
۲۲۵	۲	[illegible]	[illegible]
۲۲۶	۱۶	افضلُ	افضلَ
۲۲۷	۱۰	جبیر	جُبیر
۲۲۸	۶	لغفیرہ	لغفیری
۲۳۲	۱	مَن	مِن
〃	۱۳	بکلمۃٍ	بکلمۃِ
۲۳۴	۸	تیمہ	تیمم
〃	۹	بنت	نیت
〃	۱۰	کہ میروز	کہ میرا روزہ
۲۳۵	〃	جبب	جیسے
۲۳۷	۴	اپنا	اپنا
۲۴۰	۲۱	اعلم	اغلب
۲۴۴	۱۹	حدیث سے	سے حدیث میں
۲۴۵	۱۶	فاذ	فاذا
۲۴۹	۱	کی	سے
〃	۱۹	اوس	اون احادیث کی
۲۵۸	۵	فیسمعُ	فیسمعَ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۸	۱۲	الاظھرُ	الاظھرَ
۲۵۹	۳	حصہ	دریچے
۲۶۵	۲۰	بلاواسطہ	بلا واسطہ
۲۷۰	۱	بمعنی	معنی
〃	۹	جب	اوسوقت
〃	۔	اوسکے	اوسکو
〃	۱۰	تقدیرہ	تقدیرہ
۲۷۲	۵	ہ	+
〃	۱۵	بھی	+
۲۷۳	۱	لینا	لیا
۲۷۴	۱۳	معنی	معنی بھی
۲۷۵	۲	ہین	ہے
۲۷۶	۳	مگر	لیکن
۲۷۹	۱۲	عجراۃ	عجرد
〃	۱۳	عجرۃ	عجرد
〃	۱۶	عجرہ	عجرد
〃	۱۸	〃	〃
۲۸۰	۱۲	اللہُ	اللہَ
〃	〃	یجتنبی	یجتنبی
〃	〃	ویجتنبُ	ویجتنبہ
〃	۱۳	فقط	چند
۲۸۱	۱۱	سے	ساتھ ان اسناد کے
〃	۱۳	〃	〃
〃	۲۱	نووی	نووی نے
۲۸۲	۶	الحسینی بن	الحسینیُ بن
〃	۸	الحمصیّ	الحمصیُ
۲۸۳	۲	الاسودیّ	الاسوادیُ
〃	۱۲	غلیدَ	غلیدُ
۲۸۴	۵	عجرۃ	عجرد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸۴	۷	عجرہ	عجرز	۲۸۷	۱۷	ابوالغفور	ابویعفور	۳۲۵	۷	علمہ	علقمہ
"	۱۵	یحیی بن م	یحیی بن	۲۹۱	۷	فَمَنْ	فَاِن	۳۲۹	۱۳	اگر	کہ
۲۸۶	۲	مثلَ	مثلُ	۲۹۲	۲۰	ابنُه	ابنِه	"	"	تو	مگر
"	۲۱	الصغیر	الصفیر	۲۹۴	۶	کثیرةٍ	کثیرةً	۳۳۰	۹	تو	سو
۲۸۷	۱	الحکم	اورحکم	"	"	بناء کثیرٍ	باکثیرٍ	۳۳۱	۱۰	استنزَ	استنزِ
"	۳	ابوروبیہ	ابورویہ	"	۸	[illegible]	[illegible]	۳۳۲	۱۵	خویس	خویش
"	۴	النجری	النخوی					۳۳۳	۱۶	تو	اور
"	"	سفیان	شہاب ابوسفیان	۲۹۶	۱	شعر	اس مضمون کا شعر	۳۳۴	۵	ضمرة	صدرة
"	۵	السبعی	الشعبی	"	"	کرتیری	تیری	"	"	معوَّذ	معوِّذ
"	۶	ابی	ابوالتحارق ابو	"	۱۶	حدیث	حدیث سے	"	۱۱	ضمرہ	صبرہ
"	"	علی	عدی	"	۱۷	اورجلال الدنیا	جلال الدین سیوطی	"	۱۸	البخاری	+
"	۸	علی	اورعلی	۲۹۸	۱	فات	اِنَّ	۳۳۴	"	مابة	ماجة
"	"	الزواد	الزراد	۲۹۹	۱۴	ازدواج قربت بکرتے	باندھتے تسند	"	۱۹	والترمذی	والبخاری والترمذی
"	"	عمر	عمرو	"	۱۷	قائل	قابل				
"	"	بن عبید اللہ	+	۳۰۱	۱۳	ثو	طو	۳۳۶	۹	سوئے	سوئے کروٹ پر
"	۱۰	محارز	محارب	۳۰۲	۸	امرأةً	امرأةُ	"	۱۳	وہ	وہ کروٹ پر
"	۱۱	بن ابی [illegible]	[illegible]	۳۰۳	۲۱	موسون	مومنو	۳۳۷	۱	الحدّادِ	الحذّاءِ
				۳۰۴	۱۰	ہوتی	کرسکے	"	۴	ثلثا	ثلثی
۲۸۷	۱۱	مسلم	[illegible]	۳۰۵	۱	ایکَ	ایکِ	"	۵	الحدّاد	الحذّاء
				"	۳	فاغطنیها	فاغطنیها	"	۱۳	حداد	حذاء
"	۱۲	فحول	مخول	۳۰۷	۴	استنکدَ	استُعبِدَ	"	۱۷	"	"
"	۱۳	المحلی	البجلی	۳۱۲	۱۹	ابوحنیفہ	ابوحنیفہ کے	۳۴۰	۱	یوہ	یوہ
"	۱۴	الشیم	الہیثم	۳۱۳	۶	اعلام	علم	۳۴۲	۱۰	مراد	مروی
"	۱۵	الکندری	الکندی	۳۱۶	۲	کہا	+	"	۱۶	یبیست	یبست
"	۱۶	ابی الجہیم	وبوبکر بن الجہم	"	۷	کہا	کر	۳۴۳	۱	العتاءِ	العشاءَ
"	"	ابوسباب	ابوجناب	۳۱۷	"	فقہ	فقیہ	۳۴۶	۹	برّة	برّة
"	"	ابوالسواری	ابوالسوار	۳۲۴	۵	البسرة لان فیها	بسرة لان فیہ	۳۵۰	۷	او	اور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵۰	۷	ایسے	ایسے ہی	۴۰۶	۳	مُبَیَّنا	مُبَیِّنا	۴۲۰	۹	انلم	السلم
۳۵۱	۱۸	جب	جب تک	"	"	مفسِّرا	مفسَّرا	۴۲۱	۸	بھاگین گے	نکل جائین گے
۳۵۲	۵	تم	ثم الذین	۴۰۷	۱۱	بلفظ	بلفظ	"	۹	بھاگتا	نکل جاتا
۳۵۳	۲۰	وجہ سے	وجہ سے بھی	۴۰۸	۱۷	الاسدیِ	الاسدیُ	۴۲۲	۱۰	حنابلہ	اسپے ہی
۳۵۵	۱	کسی	اوسی	۴۰۹	۱۲	آنَّ	اِنَّ	۴۲۳	۱۷	او	اور
"	"	بوجہ	توبوجہ	"	"	"	"	۴۲۴	۸	جبیر	جبیسر
"	"	ضعیف	ضعف	"	۱۵	اعلم	اسم	"	برحاشیہ	حقیقت	حقیت
"	۴	سب پر	سب	"	۱۷	نھَکِینَا	نُھِیْنَا	۴۲۵	۵	إنَّ	أنَّ
۳۶۰	۱۷	جس	اوس	"	۱۹	"	"	۴۲۶	۱۹	الغَرب	العَرب
۳۶۴	۱	بالاخرِ بالاخرِ	بالاحرِ فالاحرُ	"	۲۰	مذہب	مذہب	۴۲۸	۵	اوش	اوس
۳۷۴	۱۵	تَظْھَرَ	تُظْھِرُ	"	۲۳	رزبن	رزین	۴۲۹	۲۲	ابانی	زبانی
۳۷۶	۴	کرتے	کرتے ہین	۴۱۱	۹	فَذَ کَرَ	فَذُکِرَ	۴۳۰	۸	سے ثابت	+
۳۸۱	۱۲	جائل	جاہل	۴۱۲	۲۳	التتم	التیمم	"	۲۲	وصول	اصول
۳۸۲	۱۴	الضُّعف	الصِّعف	۴۱۳	۲۱	نمازوحین	نمازون	۴۳۱	۱۷	جمع	جمع حقیقی
۳۸۶	۲۳	مفسرنانے	مفسرین نے	۴۱۴	"	مستدرکس	مستدرک	۴۳۳	۲۲	او	اور
۳۸۷	۱۳	پونچا	ہر	۴۱۵	۱۱	النسن	النس	"	۲۳	اوسکے	اوسنکے
۳۸۸	۳	اخفا	اخفی	۴۱۶	۱	لونچاتا	لوٹجاتا	۴۳۶	۸	شائشتہ	شائستہ
"	۱۸	ابولیلی	ابویعلی	"	۴	و	وہ مگر	۴۳۹	۱۱	المکنات	الممکنات
"	"	جبرانی	طبرانی	"	۲۳	[illegible]	[illegible]	۴۴۰	۳	پڑعا	پڑھنا
۳۸۹	۲۲	باپ سے	باپ سے سنا ہو					۴۴۳	۱	والام	والالہام
۳۹۳	۱۱	مجاہدِ	مجاہدِ	۴۱۷	۱۰	جگ	جگہ	۴۴۷	۸	جاتی	جاتی جاتی
"	۲۱	الرازیِ	الرازیُ	"	۱۲	خدیجہ	خدیج	۴۵۷	۲۱	ان	ان فی
"	۲۲	الشاذکونیُ	الشاذکونیِ	"	"	کقول	یَقول	۴۵۸	۱۸	یحاصل	یحاصل
"	۲۳	الخناطینَ	المحاطینِ	"	۱۳	چورائے	چورانے	۴۵۹	۲	تفروا	تفرون
۳۹۵	۷	صلّ	صلّی	"	۱۵	لکھے مین	لکھے ہین	"	۱۶	دیکھا	دیکھا
۳۹۷	"	آنہ	إنہ	۴۱۹	۱۲	ابنِ	ابنُ	"	"	البقیہ	التقیہ
۴۰۶	۳	صول	اصول	۴۲۰	۹	ببالو	ببالو	"	۱۷	السلم	المسلم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۵۹	۱۷	کل	اکل	۴۶۵	۱۲	العمل	بها	۴۶۷	۶	لله	الله
[illegible]	۱۹	هذه	علی هداه	″	۱۳	تالفقه	الفقه	″	۸	لمرق	طریق
″	″	یحلون	یدحلوا	″	۱۴	القاس	الناس	۴۷۱	۲	پحتایا	پچتایا
[illegible]	[illegible]	مساجد	ساحدهم	″	۱۸	فدونا	افتونا	۴۷۳	۲۱	مرل	مزیل
[illegible]	[illegible]	ولا یصحد	ولا یصاحبوا	″	۲۰	فلونا	قدیبا	۴۸۷	۱۸	الکل	المتوکل
[illegible]	۲۲	الیه	+	″	۲۱	هدا	هدا	۴۸۹	۱	خیرا	فحیوا
[illegible]	[illegible]	الی	التی	″	″	ساء	ساع	۴۹۰	۴	ستعی	سیتقی
۴۶۴	۱	کم	+	″	۲۲	اتیاعه	اتباعه	″	″	للاستقامة	الاستقامة
۴۶۵	۸	فاجشا	فاحشا	″	۲۳	الهم	انهم	۴۹۳	۱	سحانه	سبحانه
″	۷	المقلدین	المعلدین	۴۶۶	۱۲	ناء	ابنا	۴۹۵	۱۶	نقس	نفس
″	۹	الحنفیة	الحنلفیة	″	۱۷	فیما	وفیما	″	۲۰	سیئون	سیئون
″	۱۰	لمحالفة	المخالفة	″	۲۱	المسورة	المشهورة	۴۹۶	۱۹	سفہاے	غیر فقہاے
″	″	شحصیا	+	″	۲۲	نقولها	لیقولها	تمت			

تنبیه متعلق بر تغلیط معترض۔ ناظرین اہل علم کو تو حال جہالت و بے علمی مؤلف ظفر مبین کا معلوم ہے کہ اس شخص کو سوائے اردو کتابین دیکھنے کے عربی و فارسی دانی کی بالکل لیاقت نہین بلکہ اردو بھی ٹھیک نہین اسپر یہ دعویٰ کہ ہم فقہ و حدیث بھی جانتے ہین بھلا اس بات کو یار لوگ کب مانتے ہین جسکو صحیح لفظ تک نقل کرنا نہین آتا وہ معنی کی غلطی کو کب سمجھیگا چنانچہ یہی ایک نمونہ اوسکا ہے کہ جب لفظ (عقود و فسوق) کا صفحہ ۲۶۳ سطر ۱۴ ظفر مبین مطبوعہ سابق ۱۲۹۷ھ مین چھپگیا تو ہمکو گمان ہوا کہ یہ غلطی سہواً ہوگئی ہے کہ اس کتاب کے غلطنامہ مین بھی صحت اوسکی رہگئی لیکن جب پھر دوبارہ ۱۳۰۰ھ مین یہ کتاب چھاپی گئی تو وہی غلطی (فسوق) کی تا ثبت صفحہ ۲۶۳ سطر ۱۴ مین بدستور سابق رہگئی اور طرہ یہ کہ دوبارہ غلطنامہ مین بھی صحت اوسکی نہین کی صحت کیا خاک کرتے کہ مؤلف صاحب کو تو یہ لفظ اسیطرح غلط یاد تھا اور اسیقدر آپکا مبلغ استعداد تھا پس ہمنے بھی اس کتاب کے صفحہ ۷ سطر ۱۹ مین بحکم النقل کاصل الی تمت عبارت قال بعینہ اوسی لفظ غلط کو لکھوادیا لیکن اس کتاب کے غلطنامہ مین تصحیح اوسکی بجای منجبہ کردی ہے خیر یہ تو آپکی نثر کا حال تھا اب انکی نظم کا کمال سنیے کہ ملکۂ زباندانی و موزونیت طبع تو خاک نہین شعر کہنے کو آدھی اور نظم پر جان دیتے ہین بلکہ درحقیقت اس فن کی جان لیتے ہین چنانچہ ظفر مبین کی تاریخ مین یہ مصرعہ آپکا **ع** ثواب سو شہیدون کا نہین مفت ✤ کسقدر غلط ہے کہ باوجود جائز رکھنے اضافت ناجائز لفظ ثواب کے اردو کی طرف پھر بھی لفظ (کا) مہمل اور بیکار رہا جاتا ہے اور اگر ثواب بقطع اضافت پڑھین تو ناموزونی مصرعہ کا کچھ علاج نہین **ع** جز اینکہ لعنہ زند خلق خندہ با اطفال ✤ لاحول ولا قوۃ ایسی شاعری اور شعرگوئی پر ہزارون بار نفرین اور لاکھون بار پھٹکار ہے بلکہ اسمین اپنی حماقت اور جہالت کا اظہار ہے

تمت

اعلان

چونکہ اس کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین مع ضمیمۂ
تنبیہ الوہابیین کی تالیف اور طبع کرانے مین زر کثیر صرف ہوا ہی و نیز
حقِ تصنیف اسکا مصنف صاحب سے بطریقِ ہبہ بالعوض لیکر مطبع نجم العلوم
واقع فرنگی محل لکھنؤ مین محفوظ رکھا گیا ہی لہذا کوئی صاحب بدونِ
اجازتِ مہتمم مطبع مذکور اس کتاب کے چھپوانے کا قصد نفرمائین
اور بار تکابِ جرم حق تلفی حفظِ کتاب کے قانوناً ماخوذ ہوکر نفع
کے بدلے نقصان نہ اوٹھائین۔ ہان جسقدر نسخے مطلوب
ہون دو روپیہ قیمتِ مفصلہ بھیجکر مقاماتِ مذکورہ ذیل سے
منگوالین۔ قیمت فی جلد (عہ) محصول ڈاک (۲ر)

لکھنؤ فرنگی محل مولوی محمد یعقوب صاحب مہتمم اخبار کارنامہ

چوک لکھنؤ حافظ محمد عبد الستار خان صاحب تاجر کتب

چوک لکھنؤ حافظ محمد عبد الوحید خانصاحب
تاجر کتب